جلد سوم

طبقاتِ اکبری

تالیف:

خواجہ نظام الدین احمد

ترجمہ و ترتیب:

محمد ایوب قادری

اردو سائنس بورڈ
299 - اپر مال، لاہور

جلد سوم

طبقاتِ اکبری

تالیف :

خواجہ نظام الدّین احمد

ترجمہ و ترتیب :

محمد ایّوب قادری

اردو سائنس بورڈ

299 - اپر مال ، لاہور

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۰۹ (ج)
جملہ حقوق بحق اردو سائنس بورڈ لاہور محفوظ

نگران منصوبہ : زبیر بن وحید بٹ

طبع اوّل : ۱۹۹۱ء

قیمت : ۱۲۵/ روپے

ناشر : اردو سائنس بورڈ
۲۹۹۔ اپر مال، لاہور

مطبع : شیخ غلام علی اینڈ سنز پرنٹرز
فیروز پور روڈ، لاہور

Marfat.com

فہرست مضامین

طبقۂ سلاطین دکن

۱۔ ذکر سلطنت علاء الدین حسن شاہ ... ۱۵
۲۔ ذکر سلطنت سلطان محمد شاہ ابن علاء الدین حسن شاہ ... ۱۷
۳۔ ذکر سلطنت مجاہد شاہ ... ۲۰
۴۔ ذکر سلطنت داؤد شاہ ابن عم مجاہد شاہ ... ۲۱
۵۔ ذکر سلطنت محمد شاہ بن محمود بن بہمن شاہ ... ۲۲
۶۔ ذکر سلطنت غیاث الدین ... ۲۳
۷۔ ذکر سلطان شمس الدین برادر سلطان غیاث الدین ... ۲۳
۸۔ ذکر سلطنت سلطان فیروز شاہ ... ۲۵
۹۔ ذکر سلطنت احمد شاہ بن فیروز شاہ بہمن ... ۳۳
۱۰۔ ذکر سلطان علاء الدین بن احمد شاہ ... ۴۱
۱۱۔ ذکر سلطان ہمایوں شاہ بن علاء الدین شاہ ... ۵۲
۱۲۔ ذکر سلطنت نظام شاہ بن ہمایوں شاہ ... ۵۹
۱۳۔ ذکر سلطنت محمد شاہ بن ہمایوں شاہ ... ۶۳
۱۴۔ ذکر شہاب الدین محمود شاہ بن محمد شاہ لشکری ... ۷۲
۱۵۔ ذکر سلطنت احمد شاہ بن محمود شاہ ... ۸۴
۱۶۔ ذکر سلطان علاء الدین بن محمود شاہ ... ۸۵
۱۷۔ ذکر سلطان ولی اللہ بن محمود شاہ ... ۸۵
۱۸۔ ذکر سلطان کلیم اللہ بن محمود شاہ ... ۸۶

سلسلۂ ذکر نظام الملک بحری

۱۔ ذکر احمد بن نظام الملک بحری ... ۸۷
۲۔ ذکر برہان نظام الملک بن احمد ... ۸۸
۳۔ ذکر حسین نظام الملک بن برہان ... ۸۹

Marfat.com

۴- ذکر مرتضیٰ نظام الملک ... ۹۰
۵- ذکر سلطنت حسین نظام الملک بن مرتضیٰ نظام الملک ... ۹۳
۶- ذکر سلطنت اسماعیل نظام الملک بن برہان ... ۹۵
۷- ذکر سلطنت برہان نظام الملک بن حسین بن برہان ... ۹۶

سلسلۂ عادل خانیہ

۱- ذکر یوسف عادل خان ... ۹۹
۲- ذکر اسماعیل عادل خان بن یوسف ... ۹۹
۳- ذکر ابراہیم عادل خان ... ۱۰۰
۴- ذکر علی عادل خان بن ابراہیم ... ۱۰۱
۵- ذکر ابراہیم عادل خان بن اسماعیل ... ۱۰۳

سلسلۂ قطب الملکیہ

۱- ذکر سلطنت سلطان قلی قطب الملک ہمدانی ... ۱۰۵
۲- ذکر جمشید قطب الملک بن سلطان قلی ... ۱۰۶
۳- ذکر ابراہیم قطب الملک بن سلطان قلی ... ۱۰۶
۴- محمد قلی قطب شاہ ... ۱۰۸

طبقۂ سلاطین گجرات

۱- اعظم ہمایون ظفر خان ... ۱۰۹
۲- ذکر جلوس تاتار خان بن اعظم ہمایون ظفر خان ... ۱۱۷
۳- ذکر سلطنت ظفر خان ... ۱۱۹
۴- ذکر سلطنت سلطان احمد شاہ بن سلطان محمد بن سلطان مظفر ۱۲۱
۵- ذکر سلطان محمد شاہ بن احمد شاہ ... ۱۳۳
۶- ذکر سلطان قطب الدین احمد شاہ بن محمد شاہ بن احمد شاہ بن
محمد شاہ بن مظفر شاہ ... ۱۳۶
۷- ذکر سلطان داؤد شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ ... ۱۵۲
۸- ذکر سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ ... ۱۵۳
۹- ذکر سلطنت سلطان مظفر شاہ بن محمود شاہ ... ۱۸۵
۱۰- ذکر سلطان سکندر بن سلطان مظفر شاہ ... ۲۰۵

Marfat.com

۱۱- ذکر نصیر خان المخاطب به سلطان محمود بن سلطان مظفر ... ۲۰۰
۱۲- ذکر جلوس سلطان بهادر شاه ... ۲۴۲
۱۳- ذکر میران محمد شاه حاکم آسیر و برهان پور ... ۲۴۰
۱۴- ذکر سلطان محمود شاه بن لطیف خان بن مظفر شاه ... ۲۴۱
۱۵- ذکر سلطان احمد ... ۲۴۸
۱۶- ذکر سلطان مظفر بن سلطان محمود بن لطیف خان ... ۲۴۹

طبقهٔ سلاطین بنگاله

۱- ذکر سلطان فخر الدین ... ۲۶۴
۲- ذکر سلطان علاء الدین ... ۲۶۵
۳- ذکر حاجی الیاس ... ۲۶۵
۴- ذکر سلطان سکندر شاه بن سلطان شمس الدین ... ۲۶۷
۵- ذکر سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر ... ۲۶۷
۶- ذکر سلطنت سلطان السلاطین ... ۲۶۸
۷- ذکر سلطان شمس الدین ... ۲۶۸
۸- ذکر سلطنت راجا کانس ... ۲۶۹
۹- ذکر سلطان جلال الدین بن کانس ... ۲۶۹
۱۰- ذکر سلطان احمد بن سلطان جلال الدین ... ۲۶۹
۱۱- ذکر ناصر غلام ... ۲۶۹
۱۲- ذکر ناصر شاه ... ۲۷۰
۱۳- ذکر باربک شاه ... ۲۷۰
۱۴- ذکر یوسف شاه ... ۲۷۰
۱۵- ذکر سکندر شاه ... ۲۷۱
۱۶- ذکر فتح شاه ... ۲۷۱
۱۷- ذکر باربک شاه ... ۲۷۲
۱۸- ذکر فیروز شاه ... ۲۷۲
۱۹- ذکر محمود شاه ... ۲۷۲
۲۰- ذکر مظفر شاه حبشی ... ۲۷۳
۲۱- ذکر سلطان علاء الدین ... ۲۷۳
۲۲- ذکر نصیب شاه ... ۲۷۴

Marfat.com

طبقۂ سلاطین شرقیہ (جونپور)

۱۔ ذکر سلطان الشرق ... ۲۷۷
۲۔ ذکر سلطان مبارک شاہ شرق ... ۲۷۸
۳۔ ذکر سلطان ابراہیم شرق ... ۲۷۹
۴۔ ذکر سلطان محمود بن ابراہیم شرق ... ۲۸۱
۵۔ ذکر سلطان محمود شاہ بن محمود شاہ ... ۲۸۶
۶۔ ذکر سلطنت حسین بن محمود شاہ ... ۲۸۶

طبقۂ سلاطین مالوہ

۱۔ ذکر دلاور خان غوری ... ۲۹۲
۲۔ ذکر سلطان ہوشنگ بن دلاور خان ... ۲۹۳
۳۔ ذکر محمد شاہ بن ہوشنگ شاہ غوری ... ۳۱۰
۴۔ ذکر سلطان محمود خلجی ... ۳۱۴
۵۔ ذکر سلطان غیاث الدین ولد سلطان محمود خلجی ... ۳۴۷
۶۔ ذکر سلطان ناصر الدین ... ۳۵۵
۷۔ ذکر سلطنت محمود شاہ بن ناصر شاہ ... ۳۷۱
۸۔ ذکر سلطان بہادر ... ۴۰۰
۹۔ حضرت جنت آشیانی محمد ہمایوں بادشاہ غازی کے گماشتوں کی حکومت کا ذکر ... ۴۰۱
۱۰۔ ذکر ملو خان قادر شاہ ... ۴۰۲
۱۱۔ ذکر شجاع خان بہ لیاقت شیر خان ... ۴۰۳
۱۲۔ ذکر باز بہادر بن شجاع خان ... ۴۱۰

طبقۂ سلاطین بلادِ کشمیر

۱۔ ذکر حکومت سلطان شمس الدین آلِ طاہر ... ۴۱۳
۲۔ ذکر حکومت سلطان شمس الدین ... ۴۱۴
۳۔ ذکر سلطان جمشید بن سلطان شمس الدین ... ۴۱۵
۴۔ ذکر حکومت سلطان علاء الدین ... ۴۱۶
۵۔ ذکر سلطان شہاب الدین بن سلطان شمس الدین ... ۴۱۷

Marfat.com

۶- ذکر سلطان قطب الدین بن شمس الدین ... ۳۱۸
۷- ذکر سلطان سکندر بت شکن بن قطب الدین ... ۳۱۸
۸- ذکر سلطان علی شاه بن سلطان سکندر بت شکن ... ۳۲۱
۹- ذکر سلطان زین العابدین بن سلطان سکندر بت شکن ... ۳۲۲
۱۰- سلطان حیدر شاه بن سلطان زین العابدین ... ۳۳۲
۱۱- ذکر سلطان حسن بن حاجی خان حیدر شاه ... ۳۳۳
۱۲- ذکر سلطان محمد شاه بن سلطان حسن ... ۳۳۷
۱۳- ذکر سلطان فتح شاه ... ۳۴۰
۱۴- ذکر سلطان ابراهیم شاه بن محمد شاه ... ۳۴۶
۱۵- ذکر سلطان نازک شاه بن فتح شاه ... ۳۴۷
۱۶- ذکر سلطان شمس الدین بن سلطان محمد شاه ... ۳۵۱
۱۷- ذکر حکومت مرزا حیدر ... ۳۵۲
۱۸- ذکر نازک شاه ... ۳۵۹
۱۹- ذکر ابراهیم شاه بن محمد شاه برادر نازک شاه ... ۳۶۳
۲۰- ذکر اسماعیل شاه برادر ابراهیم شاه ... ۳۶۵
۲۱- ذکر حبیب شاه پسر اسماعیل شاه ... ۳۶۶
۲۲- ذکر حکومت غازی خان ... ۳۷۱
۲۳- ذکر حسین خان برادر غازی خان ... ۳۷۲
۲۴- ذکر علی شاه برادر حسین ... ۳۷۷
۲۵- ذکر یوسف خان بن علی شاه ... ۳۸۱

طبقهٔ حکام سنده

۱- ذکر حکومت جام انر ... ۳۹۳
۲- ذکر حکومت جام جونان ... ۳۹۵
۳- ذکر حکومت جام بان بتهه بن جام انر ... ۳۹۵
۴- ذکر حکومت جام تماچی ... ۳۹۶
۵- ذکر حکومت صلاح الدین ... ۳۹۶
۶- ذکر حکومت جام نظام الدین بن صلاح الدین ... ۳۹۶
۷- ذکر حکومت جام علی شیر ... ۳۹۷
۸- جام کرن بن جام تماچی ... ۳۹۷

Marfat.com

۹- ذکر حکومت جام فتح خان بن سکندر خان ... ۴۹۵
۱۰- ذکر حکومت جام تغلق بن سکندر ... ۴۹۸
۱۱- ذکر حکومت جام مبارک ... ۴۹۸
۱۲- ذکر حکومت جام اسکندر خان بن جام فتح خان ... ۴۹۸
۱۳- ذکر حکومت جام سنجر ... ۴۹۹
۱۴- ذکر حکومت نظام الدین ... ۴۹۹
۱۵- ذکر حکومت جام فیروز ... ۵۰۰
۱۶- ذکر شاه بیگ ارغون ... ۵۰۲
۱۷- ذکر شاه حسین ... ۵۰۳
۱۸- ذکر حکومت مرزا عیسی خان ... ۵۰۴
۱۹- ذکر مرزا محمد باقی خان بن مرزا عیسی ترخان ... ۵۰۴
۲۰- ذکر مرزا جانی بیگ ... ۵۰۴

ذکر طبقهٔ سلاطین ملتان

۱- ذکر شیخ یوسف ... ۵۰۷
۲- ذکر سلطان قطب الدین لنگاه ... ۵۱۰
۳- ذکر سلطان حسین ولد سلطان قطب الدین لنگاه ... ۵۱۰
۴- ذکر سلطان فیروز ... ۵۱۶
۵- ذکر سلطان محمود بن سلطان فیروز ... ۵۱۸
۶- ذکر سلطان حسین بن سلطان محمود ... ۵۲۴
۷- خاتمه در بیان حدود ممالک محروسه (اکبر پادشاه) ... ۵۲۷

اشاریه ... ۵۲۹

کتابیات ... ۶۲۱

● ● ●

Marfat.com

طبقۂ سلاطین دکن

[۱] النیس اشخاص[۱] کہ ان کی حکومت کی مدت ۷۴۸ھ/۴۸-۱۳۴۷ء سے ۱۰۰۲ھ/۹۴-۱۵۹۳ء تک دو سو چون سال ہوئی ۔

مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ جب سلطان محمد تغلق کا آفتاب اقبال انتہائی عروج کے بعد غروب کے قریب ہوا ، تو اُس کی مملکت کے تمام علاقوں میں بد نظمی پیدا ہو گئی ۔ لشکریوں کے دل اس کی اطاعت سے نفرت کرنے لگے ۔ زمانہ کی حاملہ سے فتنے پیدا ہونے ۔ ان فتنوں کے پیدا ہونے کا اصل سبب یہ تھا کہ بڑے بڑے کام کم حیثیت اور نالائق لوگوں کے سپرد کر دیے گئے اور وہ لوگ ہوا و ہوس کے کاموں میں مشغول ہو گئے ۔ جب نئے نئے کام ظہور میں آنے لگے اور اُس جماعت کا ارادہ پورا نہ ہوا ، تو وہ اُن لوگوں سے کہ جو بزرگی رکھتے تھے رنجیدہ ہونے اور ان (بزرگوں) کو رنجیدہ کیا ۔

بیت

سرنا سزا پاں بر افراشتن
و ز ایشاں امید بہی داشتن
سررشتۂ خویش ، گم کردن ست
بجیب اندروں مار پروردن ست
چو بر ناکساں رنج بے سروری
چناں داں ، کہ در شور بر می نگری

بڑے بڑے واقعات میں سے ایک واقعہ عزیز خمار کا ہے کہ جس نے

۱- کلکتہ ایڈیشن میں عنوان "طبقۂ سلاطین دکن" کے ساتھ ہی النیس اشخاص کو بھی لکھا گیا ہے ۔ نولکشور ایڈیشن میں ایسا نہیں ہے ۔

Marfat.com

گجرات کے امیر صدہائی[1] کے ذریعہ سے بغاوت کی ، ملک میں فتنہ و فساد پیدا ہو گیا[2] ۔ سلطان محمد اس فساد کو فرو کرنے کے لیے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں سے امیر صدہائی کو بلانے کے لیے ملک لاچین کو دولت آباد بھیجا ۔ چونکہ اس کی طبیعت میں درگزر اور بردباری نہیں تھی ، لہذا راستہ میں امیر صدہا سلطان کی ہیبت اور غضب کی وجہ سے خوف زدہ ہوا اور اس نے ملک لاچین کو قتل کر دیا [۲] اور دولت آباد پہنچا ۔ مال ، دولت اور خزانے جو دھارا گڑھ میں تھے ، وہ ان پر قابض ہو گیا ۔ فتنہ انگیزی شروع کی اور بغاوت کا علم بلند کر دیا ۔ اس اختصار کی تفصیل اپنے موقع پر لکھی گئی ہے ۔

آخرکار سلطان محمد تغلق کی زندگی میں علاء الدین حسن نے جو

۱۔ صدہ کا مفہوم سو ہے دیکھیے تاریخ فیروز شاہی (برنی) ، ص ۴۹۵ و ابن بطوطہ رحلہ (قاہرہ ۱۱۸۷ھ) ، جلد دوم ، ص ۷۵ و ایشوری پرشاد ، ہسٹری آف قرونا ٹرکس (الہ آباد ۱۹۳۶ء) ، ص ۲۰۸ - ۲۰۹ (نوٹ ۵۸) (شروانی ، ص ۳۸) ۔

۲۔ اس سے پہلے عزیز خمار امروہہ (ضلع مراد آباد ، یو ۔ پی ۔ انڈیا) کا حاکم رہ چکا تھا ۔ وہ نہایت منتظم اور بیدار مغز حاکم تھا ۔ امروہہ کے قریب ایک قصبہ عزیز پور اس کے نام پر آباد ہوا ۔ اس کا بھائی لبیب خمار اور دوسرے اعزہ بھی حکومت کے مختلف عہدوں پر فائز تھے ۔ اس خاندان کے بعض لوگ امروہہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اور بقول مورخ امروہہ محمود احمد عباسی (ف ۱۹۷۳ء) اس خاندان کے لوگ ابتدائے عہد مغلیہ تک اپنے ناموں کے ساتھ "خمار" کا لفظ لکھتے رہے (تاریخ امروہہ ، جلد اول ، ص ۷۸) ۔ عزیز خمار کی گجرات کی سرگرمیوں کے سلسلہ میں ملاحظہ ہو :

(۱) شروانی ، ص ۳۰ - ۳۱ ۔

(۲) برنی ، ص ۵۰۰ - ۵۰۲ ۔

Marfat.com

حسن کالگو مشہور ہے[1] اور اس ملک کے سپاہیوں میں تھا ، بدمعاش اور فسادیوں کے گروہ سے مل کر ۷۴۸ھ/ ۴۸-۱۳۴۷ء میں دولت آباد دکن میں حکومت کا جھنڈا لہرا دیا اور سلطان علاء الدین اپنا خطاب مقرر کیا ۔ سلطان محمد ، گجرات کے فتنہ کی وجہ سے اس کے دفع کرنے کا موقع نہ پا سکا اور اسی زمانہ میں نواحِ ٹھٹھہ میں اس کا انتقال ہو گیا ۔

سلطنتِ بہمنیہ کا دور دورہ سنہ مذکور سے کہ جو علاء الدین حسن کے جلوس کا سال ہے ۸۸۷ھ / ۱۴۸۲ء تک کہ جو محمد شاہ کے جلوس کی تاریخ ہے رہا (اس طرح) ایک سو التالیس سال ہوتے ہیں ، اس سے زیادہ تصور میں نہیں آ سکتا ہے ۔

چونکہ حسن کالگو خود کو بہمن بن اسفند یار کی نسل سے بتاتا تھا ، لہذا اسی مناسبت سے اس کو اور اُس کی اولاد کو بہمنیہ کہا جاتا ہے اور ۸۸۷ھ/۱۴۸۲ء سے ۹۳۵ھ/ ۲۹-۱۵۲۸ء تک کہ اڑتالیس سال ہوتے ہیں[2]، بہمن شاہ کی اولاد پر "سلطان" کے نام کا اطلاق کرتے تھے ، لیکن کم بخت برید اور اس کی اولاد نے اپنی بدطینتی سے اپنے بادشاہ کو گھر میں قید کر لیا اور خود سلطنت پر قابض ہو گئے ۔

۱- گرانٹ ڈف نے ہسٹری آف دی مرہٹاز (جلد اول ، ص ۴۲ و ما بعد) میں ظفر خان نام بتایا ہے اور اسے ایک برہمن کا غلام لکھا ہے جو دہلی کا باشندہ تھا اور اس (برہمن) کا نام کانگو تھا ۔ جب وہ بادشاہت پر پہنچا ، تو اس برہمن کو اس نے خزانہ کا ذمہ دار بنایا (الفنسٹن کی تاریخ ، ص ۳۶۵) ۔ فرشتہ نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے ۔ نظام الدین اولیا کی دعا کا بھی ذکر کیا ہے ۔ (کیمرج ہسٹری آف انڈیا ، جلد سوم ، ص ۱۷۰) نے بہمن شاہ (ایران) سے تعلق بتایا گیا ہے ۔ وولزلی ہیگ نے اپنے ایک مقالہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے (جنرل آف دی ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال ۱۹۰۴ء) ۔ نیز دیکھیے دکن کے بہمنی سلاطین از ہارون خان شروانی ، ص ۴۸ - ۴۹ (ترقی اردو بورڈ ، دہلی) ۔ آئندہ اس کا حوالہ ہارون خان شروانی سے دیا جائے گا ۔

۲- متن میں ایک سو اڑتالیس سال لکھے ہیں ۔ (ق)

Marfat.com

پانچ آدمیوں نے کہ جو سلطنتِ بہمنیہ کے عمدہ سردار تھے ، دکن کو آپس میں تقسیم کر لیا اور قابض ہو گئے اور ہر ایک اپنی ولایت کا حاکم بن گیا۔

۹۳۵ھ/۲۹-۱۵۲۸ء میں عماد الملک کاویلی نے [۳] سلطان بہادر گجراتی کی اطاعت کر کے اپنے شہروں میں اس کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کر دیا ۔ ایک سال کے بعد سلطان بہادر عماد الملک کی تحریک سے دکن کی ولایت پر حملہ آور ہوا ۔ چونکہ نظام الملک اور دوسرے امیر مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے تھے ، لہٰذا اطاعت قبول کرلی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا - اسی زمانہ میں ملک برید ابن برید بیچارہ سلطان کلیم اللہ کو شہر بدر میں قید کیے ہوئے تھا ۔

اکثر سلاطین بہمنیہ کی سلطنت کی مدت کے تعین میں مختلف روایتیں نظر سے گزری ہیں ، لیکن چونکہ کتاب سراج التواریخ مصنفہ خواجہ محمد لاری ، ان ہی کے زمانہ میں لکھی گئی ہے اُس تاریخ (کی تالیف) سے آج تک کہ ۱۰۰۲ھ/۹۴-۱۵۹۳ء ہے سڑسٹھ سال ہوتے ہیں ، دکن کے علاقوں پر چار امیر قابض ہیں :

۱- نظام الملک کی اولاد کا لقب نظام الملکیہ ہے ۔

۲- عادل خان (کی اولاد کا) لقب عادل خانیہ ہے ۔

۳- قطب الملک (کی اولاد کا) لقب قطب الملکیہ ہے اور

۴- ملک برید (کی اولاد کا) لقب ملک برید ہے ۔

چنانچہ عرض کیا جاتا ہے کہ اس مجموعہ شریفہ (طبقات اکبری) میں سلاطین بہمنیہ کی سلطنت کی مدت کے بارہ میں اس (سراج التواریخ) کی روایت پر اعتماد کیا گیا ہے ۔

Marfat.com

سلطان علاء الدین حسن شاہ[۱]	گیارہ سال دو ماہ سات دن[۲]
سلطان محمد شاہ بن علاء الدین	اٹھارہ سال سات دن[۳]
سلطان مجاہد شاہ	ایک سال ایک ماہ نو دن
سلطان داؤد شاہ	ایک ماہ تین دن
سلطان محمد شاہ[۴] بن محمود شاہ	انیس سال نو ماہ چوبیس دن
سلطان شمس الدین[۵]	پانچ ماہ سات دن
سلطان فیروز شاہ	پچیس سال سات ماہ گیارہ دن
[۴] سلطان احمد شاہ	بارہ سال[۶] نو ماہ چوبیس دن
سلطان علاء الدین	تئیس سال نو ماہ بائیس دن
سلطان ہمایوں شاہ بن علاء الدین	تین سال چھ ماہ پانچ دن
سلطان نظام شاہ	ایک سال گیارہ ماہ دس دن
سلطان محمد شاہ لشکری	انیس سال چار ماہ پندرہ دن
سلطان محمود شاہ	چالیس سال دو ماہ تین دن
سلطان احمد شاہ	دو سال ایک ماہ
سلطان علاء الدین	ایک سال گیارہ ماہ
سلطان ولی اللہ اور اُس کا بھائی کلیم اللہ	تین سال ایک ماہ سات دن

۱- بہمنی سلاطین کے ناموں اور مدت حکومت کے لیے دیکھیے گرانٹ ڈف کی کتاب ''ہسٹری آف دی مرہٹاز''۔ نیز ملاحظہ ہو کیمبرج ہسٹری آف انڈیا، جلد سوم، ص ۷۰۲ (ان کے پیش نظر فرشتہ رہا ہے)۔

۲- طبقات اکبری کے بعض خطی نسخوں میں ''دس ماہ'' ہے۔

۳- بعض خطی نسخوں میں تیرہ سال ہے۔

۴- فرشتہ نے اسے سلطان محمود شاہ لکھا ہے۔

۵- ایک خطی نسخہ میں ''پسر محمد شاہ'' لکھا ہے۔

۶- ایک خطی نسخہ میں مدت حکومت ایک ماہ اور بیس دن لکھی ہے۔

Marfat.com

بہمنیہ سلطنت کے سترہ بادشاہوں کی مجموعی مدت حکومت ایک سو ستاسی سال اور دو ماہ ہے۔

اس کے بعد چار امیروں نے استقلال و اقتدار حاصل کر لیا۔ اس تاریخ سے آج تک کہ ۱۰۰۲ھ/۹۴-۱۵۹۳ء اور اڑتیسواں سال الٰہی (اکبری) ہے سڑسٹھ سال ہوتے ہیں، (وہ لوگ) استقلال سے حکومت کرتے رہے اور آج تک دکن میں ان کی حکومت ہے۔

پوشیدہ نہ رہے کہ ۸۸۷ھ/۱۴۸۲ء سے چاروں امیروں کی حکومت کی بنیاد پڑی اور ۹۳۵ھ/۲۹-۱۵۲۸ء سے انہیں مطلق اقتدار حاصل ہو گیا۔

نظام الملکیہ:

نظام الملک بحری	
احمد نظام الملک	چار سال
برہان نظام الملک	اڑتالیس سال
حسین نظام الملک	تیرہ سال
[۵] مرتضیٰ نظام الملک[۱]	چھبیس سال
حسن نظام الملک بن مرتضیٰ[۲]	دو ماہ
حسین نظام الملک	دو سال

مرتضیٰ نظام الملک آج کل حاکم ہے اور (اس کی حکومت کو) دو سال ہوئے ہیں۔

عادل خانیہ:

یوسف عادل خاں[۳]	سات سال
اسماعیل عادل خاں	چھبیس سال
ابراہیم عادل خاں	چھبیس سال
ابراہیم عادل خاں	چودہ سال

۱۔ ایک خطی نسخہ میں اسماعیل نظام الملک ہے۔
۲۔ بعض خطی نسخوں میں برہان نظام الملک ہے۔
۳۔ ایک خطی نسخہ میں اسماعیل ہے۔

Marfat.com

قطب الملکیہ :

سلطان علی قطب الملک	چوبیس سال
احمد قطب الملک[۱]	سات سال
ابراہیم قطب الملک	پینتیس سال
محمد قلی قطب الملک	سینتیس سال

ذکر سلطنت علاء الدین حسن شاہ

تاریخ و آثار کے راویوں نے اس طرح روایت کی ہے کہ علاء الدین حسن بہمنی جو حسن کانگو مشہور ہے ، انقلاب زمانہ سے سلطان تغلق[۲] شاہ کے زمانہ میں دارالسلطنت دہلی پہنچا ۔ ایک دن قطب العارفین شیخ نظام الدین (بدایونی)[۳] دہلوی نے ایک بڑی دعوت کی جس میں سلطان محمد اور تمام بزرگ شریک تھے ۔ جب دسترخوان [۶] اٹھایا گیا اور سلطان محمد رخصت ہوا ، تو شیخ (نظام الدین) نے اپنے خادم سے کہا کہ (یہ) سلطان چلا گیا اور ایک (اور) سلطان دروازہ پر ہے ، جاؤ اور (اس کو) بلاؤ ۔ خادم باہر گیا ، حسن کانگو کو دروازہ پر دیکھا اور شیخ کی خدمت میں لے آیا ۔ حسن نے خلوص و اعتقاد سے اپنا عاجزانہ سر شیخ کے قدموں پر رکھ دیا اور نیازمندی کا اظہار کیا ۔ شیخ نے انگلی پر رکھ کر روٹی کا ٹکڑا اس کو دیا ، شیخ کی انگلی اور روٹی کے ٹکڑے سے چتر (تاج) کی صورت بن گئی ۔ حاضرین اور حسن ، شیخ کی بشارت سے آگاہ ہوئے اور وہ (حسن) شیخ کی اجازت سے خوش خوش باہر آیا اور اس بشارت کی بنا پر افغانوں کی جماعت کے ساتھ دکن روانہ ہوا ۔

جب وہ وہاں پہنچا ، تو اس زمانہ میں دکن میں بدامنی تھی ۔ حسن کانگو نے گلبرگہ کے کوتوال کو قتل کر دیا اور اس علاقہ پر قابض

۱۔ ایک خطی نسخہ میں جمشید قطب الملک ہے ۔
۲۔ ایک خطی نسخہ میں سلطان محمد تغلق شاہ تحریر ہے ۔
۳۔ حضرت نظام الدین اولیاء بدایونی ثم دہلوی (ف ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء) ۔

Marfat.com

ہو گیا ۔ وہ امیر صدہ کے اتفاق رائے سے وہاں سے دولت آباد گیا ۔ قتلغ[١] خاں کا بھائی عالم الملک دولت آباد میں قلعہ بند ہو گیا ۔ چونکہ حسن ، قتلغ خاں کا احسان مند تھا ، لہٰذا اس کو امان دے دی اور محمد شاہ کا مال جو دھارا گڑھ میں تھا ، اپنے قبضہ میں کر لیا اور سپاہیوں کی مدد سے اسماعیل فتح افغان کو ناصر الدین[٢] کا خطاب دے کر تخت سلطنت پر بٹھا دیا[٣] ۔

جب یہ خبر سلطان محمد کو ملی ، تو وہ انتقام کے ارادہ سے بھروچ سے دولت آباد پہنچا ۔ باغی گروہ نے جنگ کر کے شکست کھائی ۔ اسماعیل افغان قلعہ دھاراگڑھ دولت آباد میں چلا گیا اور حسن گلبرگہ کی طرف چلا گیا ۔ سلطان محمد شاہ دھاراگڑھ میں چند روز رہا ۔ اس دوران میں مخبر خبر لائے کہ صفدر الملک غلام طغی ، نہروالہ (گجرات) کے نواح میں باغی ہو گیا ۔ اس نے نہروالہ پر قبضہ کر لیا اور بھروچ کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ہے ۔ محمد شاہ نے عماد الملک کو حسن کے دفع کرنے کے لیے مقرر کیا اور چند امیروں کو قلعہ دھاراگڑھ کے گرد چھوڑ کر گجرات روانہ ہوا ۔ جس تدبیر سے بھی ہو سکا ، حسن عماد الملک پر غالب آ گیا اور اس کو قتل کر دیا ، وہ دولت آباد آیا ۔ چونکہ دولت آباد کے امیر مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور دھاراگڑھ کے محاصرہ کو چھوڑ کر فرار ہو گئے ، [ے] لہٰذا وہ دھاراگڑھ اور دولت آباد پر قابض ہو گیا ۔ اس نے سر پر چتر رکھا اور اپنا خطاب سلطان علاء الدین مقرر کیا[٤] ۔

سلطان محمد نے طغی کے دفعیہ کو مقدم سمجھا اور دکن کے فتنہ کو

١- قتلق خاں (نولکشور ایڈیشن) ۔
٢- ناصرالملک (نولکشور ایڈیشن) ہارون خاں شروانی (ص ٣٢) نے اس کا نام ابوالفتح ناصر الدین اسماعیل شاہ لکھا ہے ۔ (ق)
٣- ناصر الدین اسماعیل شاہ کی سرگرمیوں کے لیے ملاحظہ ہو ۔ شروانی ص ٣٢ - ٣٦ ، برہان مآثر (سید علی طباطبا) (حیدرآباد دکن ١٩٣٦ء) ص ١٨ - ١٩ ۔ (ق)
٤- سلطنت کے وزیراعظم اور دوسرے عہدیداروں کا تقرر ہوا ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے : شروانی ، ص ٣٨ - ٣٩ ۔

Marfat.com

فرو کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوا ۔ وہ اسی سال ٹھٹھ کے نواح میں فوت ہوگیا[1] اور یہ سلطنت بغیر نزاع و اختلاف کے اُس (حسن کانگو) کے ہاتھ آ گئی ۔ اس نے گلبرگہ کا نام حسن آباد رکھا اور اسے دارالحکومت بنایا[2]۔

کچھ مدت کے بعد بیمار ہوا ۔ جب اپنی زندگی سے مایوس ہوا ، تو اپنے لڑکے محمد خاں کو وصیت کی اور انتقال کر گیا ۔ اس کی حکومت کی مدت گیارہ سال ، دو ماہ اور سات دن ہوئی[3] ۔

مقیمے نہ بیند دریں باغ کس
تماشا کند ہر کسے یک نفس
درو ہر دم از نو بری می رسد
یکے می رود ، دیگرے می رسد

ذکر سلطنت سلطان محمد شاہ بن علاءالدین حسن شاہ

جب محمد خاں کی حکومت کی نوبت آئی ، تو وہ اپنے باپ کی جگہ[4] بیٹھا اور اس نے سلطان محمد شاہ لقب اختیار کیا ۔ سلطان محمد شاہ ایسا جوان تھا کہ عدل و انصاف سے آراستہ تھا ۔ اس کے دور حکومت میں مخلوق مطمئن اور آرام سے رہی اور دکن کی ولایت امن ، چین اور افاضل کے اجتماع کے لحاظ سے تمام ممالک ہندوستان میں قابلِ رشک بن گئی ۔ ملکی

۱- محمد تغلق کا انتقال ۲۱ محرم ۷۵۲ھ (۲۱ مارچ ۱۳۵۱ء) ہوا ۔ اس واقعہ سے تاریخ کا تعین ہو سکتا ہے (شروانی ، ۶۴) ۔

۲- ملاحظہ ہو برہان ماثر ، ص ۲۰ - ۲۱ و شروانی ، ص ۶۵ ۔

۳- علاء الدین حسن کانگو کا انتقال یکم ربیع الاول ۷۵۹ھ (۱۱ فروری ۱۳۵۸ء) کو ۶۷ سال کی عمر میں ہوا (فرشتہ ، جلد اول ، ص ۲۸۱) قبر پر کوئی کتبہ نہیں ہے اس بادشاہ کے ۷۶۰ھ کے دو سکے بھی ہیں ، ملاحظہ ہو عبدالولی خاں کی کتاب "بہمنی سکے" ص ۱۲-۱۳ (شروانی ، ص ۶۶) ۔ علاء الدین کے مقبرہ کے لیے ملاحظہ ہو (شروانی ، ص ۵۹) ۔ (ق)

۴- محمد شاہ ۳ ربیع الاول ۷۵۹ھ (۱۳ فروری ۱۳۵۸ء) کو تخت نشین ہوا (شروانی ، ص ۳۷) ۔

Marfat.com

معاملات میں نئی زندگی پیدا ہوگئی ۔ اس کی تمام کوششیں شہروں کی فتوحات اور جہاد کے احیاء میں صرف ہوتی تھیں ۔

اس نے اپنی سلطنت کی بہار اور شباب کے دور میں آراستہ لشکر فراہم کیا اور ہیلم پٹن کی طرف متوجہ ہوا ۔ [۸] اس دوران میں بہت سے گاؤں اور دیہات دشمنوں کے قبضہ سے نکال کر اپنی حکومت میں شامل کر لیے ۔ اس علاقہ کا رائے (حاکم) قلعہ کی مضبوطی پر مغرور ہو کر قلعہ بند ہوگیا ۔ امیروں اور لشکریوں نے قلعہ کی فتح کا انتظام کر کے جنگ شروع کر دی اور تائید غیبی اور تقویت آسمانی سے قلعہ فتح ہوگیا ۔ پھر قتل و قید کا عمل کیا گیا ۔

جب وہ اس فتح سے شاد کام ہوا ، تو سلطان نے اس ملک کا انتظام کیا اور گلبرگہ واپس ہو گیا ۔ ایک عالی شان جشن منعقد کیا اور سب لوگوں کو اپنا ممنونِ احسان بنایا ۔

اتفاق سے ایک دن ایک قاصد بدھول سے آیا اور عرض کیا کہ بیجا نگر کا رائے (حاکم) بہت سے پیادوں اور سواروں کے ساتھ یلغار کرتا ہوا بدھول میں آیا ، قلعہ پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو شہید کر دیا ۔

اس خبر کے سنتے ہی سلطان نے ایک بڑا لشکر اور بہت سی فوج فراہم کی اور بیجانگر کے رائے (حاکم) کو سزا دینے کی طرف متوجہ ہوا ۔ رائے بیجا نگر اس کثیر لشکر اور بڑی فوج کی اطلاع پا کر ایک مستحکم قلعہ میں پناہ گزیں ہوگیا ۔ سلطان چند روز تک قلعہ کا محاصرہ کیے رہا ۔ جب دیکھا کہ اس طرح بیٹھے رہنے سے کامیابی کی امید نہیں ہے ، تو اپنی بیماری کا بہانہ کر کے گلبرگہ کی طرف چلا گیا ۔ جب اس نے دریائے کشن کو عبور کر لیا ، تو رائے بیجانگر نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا ۔ لوگوں کو اجازت دے دی کہ اپنے اپنے مقامات اور ٹھکانوں پر چلے جائیں ۔

سلطان نے غیبی تائید کے بھروسہ پر یلغار کی اور اکیاسی کوس کا راستہ طے کر کے قلعہ پر آ گیا ، نہایت مستعدی و ہوشیاری سے جنگ کی اور فتح پائی ۔ بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا ، ان میں سے اٹھارہ ہزار آدمی

Marfat.com

گرفتار ہوئے ۔ سلطان محمد ، مظفر و منصور گلبرگہ پہنچا ۔ مخلوق کو اپنی عنایتوں سے خوش و خرم کیا ۔

ابھی اس کو آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ مخبروں نے خبر دی کہ بہرام خاں اورگوبند رائے نے شاہی اطاعت سے روگردانی کی ہے اور مخالفت پر [۹] کمربستہ ہوگئے ہیں ۔ اس بنا پر (بادشاہ) متواتر کوچ کر کے دیو گڑھ کی طرف متوجہ ہوا اور جب وہ اس لواح میں پہنچا ، تو بہرام خاں اور گوبند رائے خوف زدہ ہو گئے اور شیخ رکن الدین کی خدمت میں پہنچے کہ جو مشائخ زمانہ سے تھے اور عجز و انکسار کا اظہار کیا ۔ دولت آباد پہنچتے ہی سلطان محمد شاہ ، شیخ (رکن الدین) کی ملاقات کے لیے گیا ۔ شیخ نے ان کی سفارش کی ، سلطان نے اس شرط پر ان کی خطائیں معاف کیں کہ وہ اس کے ملک سے باہر چلے جائیں ۔ بہرام خاں اور گوبند رائے شرمندہ ہو کر گجرات چلے گئے[۱] ۔

سلطان اس صوبہ کی مہمات سے فارغ ہونے کے بعد گلبرگہ پہنچا ۔ شہر کے معززین اور سرداروں نے استقبال کیا ، صدقات دیے گئے اور چند روز تک بادشاہ نے اس باغ میں جو شہر کے دروازہ پر واقع ہے ، قیام کیا ۔ جشن عیش و عشرت منعقد ہوا ۔ پھر وہ اس دلکشا مقام سے شہر میں آیا ۔ شہر کے سادات ، علماء اور مشائخ کو بہت سے احسانات اور انعامات سے نوازا گیا ۔ رعایا اور مظلوموں کے حالات کی تحقیقات کی ۔ جس کسی پر ظلم ہوا ، اس پر مہربانی اور انصاف کر کے اس کا تدارک کیا ۔

اچانک دست اجل نے اس کی قبائے زندگی کو خاک کر دیا اور خلعت حیات کو اس کے بدن سے اتار کیا (وہ فوت ہوگیا)[۲] :

جہاں خرمن چیں دانہ بسے سوخت
مستعد گر لشاید بازی آموخت
مباش ایمن کہ ایں دریائے پرجوش
نکردست آدمی خوردن فراموش

۱- ملاحظہ ہو شروانی ، ص ۸۱ ۔

۲- سلطان محمد شاہ کا انتقال ۱۹ ذی قعدہ ۷۷۶ھ (۲۱ اپریل ۱۳۷۵ء) کو ہوا (شروانی ، ص ۸۲) ۔

Marfat.com

اس کی سلطنت کی مدت اٹھارہ سال اور سات ماہ ہوئی[1] ۔

[۱۰] ذکر سلطنت مجاہد شاہ

وہ محمد شاہ کا بیٹا ہے ۔ اپنے باپ کے بعد اس کا قائم مقام ہوا[2] ۔ بادشاہوں کے اچھے عادات اور پسندیدہ اطوار کے زندہ کرنے میں اس نے سبقت کی ۔ رعایا پروری اور عدل و انصاف کو اپنا شعار بنایا ۔ سخاوت ، جواں مردی اور شجاعت میں نام پیدا کیا ۔

حکومت کے ابتدائی زمانہ میں بیجانگر کی ولایت کی طرف متوجہ ہوا ، جب دریائے کشن کو عبور کیا ، تو وہاں کے بعض باشندوں نے عرض کیا کہ اس جنگل میں ایک شیر رہتا ہے جس نے اس اواح کو برباد کر رکھا ہے ۔ مجاہد شاہ شکار کے لیے روانہ ہوا اور توفیق (الٰہی) سے شیر کو قتل کر دیا[3] ۔

اس کے بعد بیجانگر کے کچھ حصہ پر حملہ کر کے بہت مالِ غنیمت حاصل کیا ۔ رائے کشن نے جو باغیوں کا سردار تھا ، قلعہ سے نکل کر قلعہ سپرد کر دیا اور اطاعت قبول کر لی[4] ۔

واپسی کے دوران میں مخبروں نے خبر پہنچائی کہ کچھ سرکش بہت سا مال و دولت ایک بلند پہاڑ پر جو اس لواح میں ہے ، لے کر چلے گئے ہیں اور پناہ گزیں ہوگئے ہیں ۔ سلطان نے اس طرف کا رخ کیا ۔ داؤد خان کو جو اس کا چچا زاد بھائی تھا ، سرکشوں کے فرار ہونے کی راہ (کی حفاظت) پر چھوڑا اور خود ان کے قتل و غارت میں مشغول ہوا ۔

مالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد چونکہ داؤد خان نے اس بدمعاشوں کی

۱- سلطان محمد شاہ کے اعلیٰ کردار کے لیے دیکھیے شروانی ، ص ۸۳ ۔
۲- فرشتہ (۱/۲۹۶) نے لکھا ہے کہ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر ۱۹ سال تھی وہ ۱۷ شوال ۷۷۶ھ (۲۱ اپریل ۱۳۷۵ء) کو تخت نشین ہوا ۔ (شروانی ، ص ۹۷ ، ص ۱۰۹ ، حاشیہ ۱۱) ۔
۳- دیکھیے فرشتہ ۱/۲۹۷ ۔
۴- تفصیل کے لیے دیکھیے شروانی ص ۹۸ - ۱۰۰ ۔

Marfat.com

راہ گریز کی حفاظت میں سستی اور کاہلی اختیار کی تھی ، اس لیے اس کو زبانی تادیب کی ۔ داؤد خاں کے دل میں بغض پیدا ہوگیا ۔ اس نے مقربین کے ایک گروہ کو اپنے ساتھ ملا لیا اور جب (مجاہد شاہ) دریائے کشن کو عبور کر چکا ، تو وہ ایک رات کو اس کے خلوت خانہ میں داخل ہوگیا اور خنجر سے اس کو ہلاک کر دیا[1] ۔

اس کی سلطنت کی مدت ایک سال ایک ماہ اور نو دن ہوئی[2] ۔

ذکر سلطنت داؤد شاہ ابن عم مجاہد شاہ

مجاہد شاہ کے مارے جانے کے بعد داؤد خاں جو اس کا چچا زاد بھائی تھا ، تخت سلطنت پر قابض ہوا[3] ۔ سلطنت کے اکثر سردار اور اراکین اس کے موافق [۱۱] ہوگئے ۔

مجاہد شاہ کی بہن[4] نے اپنے بھائی کے خون کا عوض لینے کے لیے اس (داؤد خاں) کی مخالفت پر کمر باندھ لی ۔ بعض سرداروں کو مال و دولت کا لالچ دے کو جمعہ کے دن جامع مسجد میں داؤد خاں کو زخمی کرا

۱۔ مجاہد شاہ نے شہزادگی کے زمانے میں خاصدان بردار مبارک کی گردن کی ہڈی توڑ ڈالی تھی اس کے لڑکے مسعود خاں نے داؤد سے مل کر بادشاہ کے خلاف سازش کی اور قتل کر دیا ۔ یہ واقعہ ۱۷ ذی الحجہ ۷۷۹ھ (۱۶ اپریل ۱۳۷۸ء) کو پیش آیا ۔ (شروانی ، ص ۱۰۰) ۔

۲۔ گرانٹ ڈف نے ہسٹری آف مرہٹاز (ص ۲۰) میں اس کی حکومت کی مدت تین سال بتائی ہے نیز دیکھیے کیمرج ہسٹری آف انڈیا (جلد سوم) ۔

۳۔ فرشتہ (۱/۳۰۰) نے مجاہد شاہ کے قتل کی تاریخ ۱۷ ذی الحجہ ۷۷۹ھ (۱۹ اپریل ۱۳۷۸ء) لکھی ہے یہی داؤد کی تخت نشینی کی تاریخ ہے (شروانی ، ص ۱۱۲) ۔

۴۔ مجاہد شاہ کی بہن کا نام ''روح پرور آغا'' تھا (فرشتہ ۱/۳۰۱) ۔

Marfat.com

دیا[1] - ابھی اس میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی کہ اس کو اٹھا کر اس کے مکان پر لے گئے - دونوں طرف کے جوان اور بہادر جنگ پر آمادہ ہوگئے زوردار مقابلہ ہوا ، آخرکار مخالفوں کو شکست ہوئی[2] - شہر غارت ہوگیا - جب یہ خبر داؤد شاہ کو ملی ، تو اس نے عالم آخرت کی راہ لی - اس کی حکومت ایک ماہ اور تین دن رہی -

ذکر سلطنت محمد شاہ[3] بن محمود بن بہمن شاہ

انیس سال تک ممالک دکن کی حکومت اس کے قبضہ اقتدار میں رہی[4] اس کے حالات میں کوئی خاص بات قابلِ ذکر نظر سے نہیں گزری - اس کی آخر عمر میں قلعہ ساغر کا تھانہ دار[5] ، اس کا مخالف ہوگیا تھا - سلطان نے اس کے سر پر پہنچ کر اس کو فتح کیا[6] - اسی سفر میں وہ فوت

۱- عین اس وقت جبکہ ۲۲ محرم ۷۸۰ھ (۲۱ مئی ۱۳۷۸ء) کو داؤد گلبرگہ کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھ رہا تھا اور سجدہ کی حالت میں تھا ، روح پرور آغا کی تحریک پر شاہی عملہ کے ایک غلام باکا نے اس کے خنجر بھونک دیا ، باکا کو فوراً پکڑ لیا گیا اور مسند عالی خان محمد نے اس کا سر قلم کر دیا - (فرشتہ ۳۱/۱ و شروانی ص ۱۰۱ ، ص ۱۱۲ ، حاشیہ ۲۹) -

۲- داؤد کی پارٹی کو شکست ہوئی اور روح پرور آغا کی پارٹی غالب آئی (شروانی ، ص ۱۰۱) مگر انگریزی مترجم مسٹر ڈے اور بینی پرشاد نے داؤد کی پارٹی کی کامیابی کا گمان کیا ہے - (طبقات اکبری جلد سوم ، انگریزی ترجمہ ، ص ۲۲) -

۳- محمد شاہ کا نام فرشتہ (۳۱/۱) نے غلط لکھا ہے - نولکشور ایڈیشن میں بھی محمد شاہ بن محمود بن حسین شاہ لکھا ہے - وہ علاءالدین بہمن شاہ کا پوتا تھا - دیکھیے شروانی (ص ۱۱۲ - ۱۱۳ ، حاشیہ ۳۴) -

۴- محمد شاہ ۲۲ محرم ۷۸۰ھ (۲۱ اپریل ۱۳۷۹ء) کو تخت نشین ہوا - (شروانی ص ۱۱۳ ، حاشیہ ص ۳۵) -

۵- تھانے دار کا نام بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی تھا - (فرشتہ ۳۰۳/۱) -

۶- دیکھیے فرشتہ ۳۰۳/۱ -

Marfat.com

ہوگیا[1] ۔ اس کی سلطنت کی مدت انیس سال ، نو ماہ اور چوبیس دن ہوئی ۔

ذکر سلطنت غیاث الدین

جب غیاث الدین اپنے باپ کی جگہ سات رجب کو مسند حکومت پر بیٹھا[2] ، تو تمام سردار ، اراکین سلطنت اور لشکریوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی ۔ لوگوں نے فرق مراتب کے اعتبار سے حسبِ سابق اعزاز و اکرام پایا ۔ اتفاق سے اس کے باپ کے غلاموں میں سے تغلجی[3] نام غلام نے جس کو تقرب میں خاص درجہ حاصل تھا ، یہ طے کیا کہ حکومت دوسرے بھائی کی جانب منتقل ہو جائے ۔ اس ارادہ کو پورا کرنے کے لیے اس نے دعوت عام کی اور سلطان کو قید کر لیا[4] ۔ [۱۲] ۱۷ رمضان ۷۹۹ھ[5] کو اسے اندھا کر دیا اور شمس الدین کو تخت سلطنت پر بٹھایا ۔ اس کی حکومت کی مدت ایک ماہ اور بیس دن ہوئی ۔

ذکر سلطان شمس الدین برادر سلطان غیاث الدین

جب سلطان شمس الدین ، تغلجی کی کوشش سے تخت سلطنت پر بیٹھا[6] ، تو سردار اور اراکین اس کے مطیع ہوگئے ۔ دو شاہزادے فیروز

۱- محمد شاہ کا انتقال ۲۱ رجب ۷۹۹ھ (۲۰ اپریل ۱۳۹۷ء) کو میعادی بخار کے مرض میں ہوا (فرشتہ ۱/۳۰۳) ۔

۲- تخت نشینی کے وقت غیاث الدین کی عمر سترہ سال تھی (فرشتہ ۱/۳۰۴) ۔

۳- صحیح نام تغلچین ہے (فرشتہ ۱/۳۰۴) نولکشور ایڈیشن میں غلجی ہے ۔ فرشتہ نے اسے امرائے کبار میں لکھا ہے ۔

۴- تغلچین کی ایک بہت خوبصورت لڑکی تھی ۔ اس نے غیاث الدین کی دعوت کی ۔ شراب کا دور چلا ۔ بادشاہ کو تخلیہ میں بلایا اور اس کی آنکھیں نکال لیں ۔ ۲۴ امراء کو قتل کر دیا ۔ فرشتہ ۱/۳۰۴ ۔ (ق)

۵- مطابق ۱۴ جون ۱۳۹۷ء

۶- تخت نشینی کے وقت شمس الدین کی عمر پندرہ سال تھی اور وہ جاریہ کے بطن سے تھا ۔ ۱۷ رمضان ۷۹۹ھ (مطابق ۱۴ جون ۱۳۹۷ء) کو تخت نشین ہوا ۔ (فرشتہ ۱/۳۰۵) ۔

Marfat.com

خاں اور احمد خاں[1] اپنی موروثی حکومت کو حاصل کرنے کے لیے آمادہ ہوئے ۔ انھوں نے سرداروں کو ہموار کرنا شروع کیا ۔ سلطان شمس الدین نے ان کو گرفتار کرنا چاہا ۔

فیروز خاں اور احمد خاں فرار ہو کر قلعہ شکر[2] میں چلے گئے ۔ وہاں کا تھانیدار ایک غلام سدھو نامی تھا ۔ شہزادوں کے پہنچنے پر اس نے بہت اچھی طرح ملاقات کی اور جو چیز درکار تھی ، پیش کی ۔ فیروز خاں نے اپنے آدمیوں کا انتظام کر کے جنگ کا ارادہ کر دیا ۔ سلطان شمس الدین نے بھی لشکر جمع کیا اور شہر سے باہر نکلا ۔ طرفین کا مقابلہ ہوا اور زور آزمائی کے بعد سلطان شمس الدین بھاگ کھڑا ہوا[3] ، شہر پہنچا اور راستہ میں کہیں نہ ٹھہرا ۔

فیروز شاہ اپنی پاک طینتی اور نیک نیتی سے بطریق مصالحت و کار آسانی سلطان کے پاس آیا ۔ چند روز کے بعد یہ معلوم ہوا کہ سلطان عہد شکنی کر کے فیروز خاں اور احمد خاں کو گرفتار کرنا چاہتا ہے ۔ فیروز خاں نے سبقت کی اور تین سو معتمد مسلح آدمیوں کو گھر میں پوشیدہ کر کے احمد خاں کے سپرد کیا اور خود دارالامارت کی طرف روانہ ہوا ۔ چونکہ اس نے مسند خلافت کو خالی پایا ، لہذا ہمت کر کے آگے بڑھا اور اس پر جا بیٹھا ۔ لوگ اس کو چاہتے تھے ۔ حاضرین مجلس نے اس کی اطاعت [۱۳] قبول کر لی ۔ اس موقع پر احمد خاں مع تین سو مسلح سپاہیوں کے وہاں آ پہنچا ۔

سلطان (شمس الدین) کے خیرخواہ اس مجلس سے نکل کر منتشر

۱۔ فیروز خاں اور احمد خاں ، غیاث الدین کے بہنوئی تھے ۔

۲۔ فرشتہ (۳۰۵/۱) نے "ساغر" اور شروانی (ص ۱۰۴) میں ساگر لکھا ہے ۔

۳۔ فرشتہ (۳۰۵/۱) اور شروانی (ص ۱۰۶) میں صاف لکھا ہے کہ فیروز خاں اور احمد خاں کو شکست ہوئی اور شمس الدین فتح یاب ہوا ۔

Marfat.com

ہو گئے اور سلطان چھپ گیا[1] ۔ چند روز کے بعد اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا ۔ بعض کا قول ہے کہ قتل کر دیا گیا[2] ۔ تخت سلطنت پر فیروز شاہ جلوہ گر ہوا ۔ شمس الدین کی حکومت کی مدت ستاون دن ہوئی ۔

ذکر سلطنت سلطان فیروز شاہ

سلطان فیروز شاہ ، شوکت و دبدبہ و سیاست کا مالک اور صاحب علم و دانش تھا ۔ جمعرات کے دن ۲۰ صفر ۸۰۰ھ[3] کو تخت سلطنت پر بیٹھا ۔ اس کے دور سلطنت میں مروت ، سخاوت ۔ عدل و انصاف کا دور دورہ رہا ۔ مخلوق کے ہر طبقہ اور گروہ میں اس کے عدل و انصاف کی وجہ سے امن اور چین رہا ۔

بیت

عدل او ، صفحۂ ایام ز تیغ
کرد پاک ، از اثر در دو دریغ

وہ مشکل مہمات اور سخت کاموں میں فقراء و مشائخ سے امداد کا خواہاں ہوا کرتا تھا ۔ خود بھی نہایت عاجزی سے عبادت خانہ میں جاتا تھا اور خدا تعالیٰ سے تائید غیبی کی درخواست کیا کرتا تھا ۔ وہ جس طرف توجہ کرتا ، بلاشبہ فتح و ظفر اس کے ساتھ ہوتی ۔ چونکہ قلعہ شکر میں بعض لوگ قلعہ بند ہو گئے تھے ، لہذا پہلے وہ اس گروہ کی تنبیہ کی طرف متوجہ ہوا[4] اور جب اس کی تخت نشینی کے بعد انتظام حکومت درست

۱- تفصیل کے لیے دیکھیے (فرشتہ ۱/۳۰۵ - ۳۰۶) شروانی ، ص ۱۰۶ - ۱۰۷ ۔

۲- فرشتہ (۱/۳۰۶) میں لکھا ہے کہ شمس الدین کو مع اس کی والدہ کے مکہ معظمہ بھیج دیا ۔ ہر سال پانچ ہزار فیروز شاہی (سونے کا سکہ) اور دوسرے تحائف اس کو بھیجے جاتے تھے ۔ شمس الدین کا مدینہ منورہ میں ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء میں انتقال ہوا ۔

۳- مطابق ۱۶ نومبر ۱۳۹۷ء ۔

۴- یہ ۱۳۹۸ء کا واقعہ ہے (شروانی ، ص ۱۲۲) ۔

Marfat.com

ہو گیا ، تو اس نے بیجانگر کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اس طرف متوجہ ہوا۔

اس خبر کے سنتے ہی وہ گروہ فرار ہو کر کونوں کھدروں میں چھپ گیا ، سلطان نے داروغہ کو چھوڑا اور خود متواتر کوچ کر کے دریائے کشن کے کنارے قیام کیا۔ چونکہ (دریا کا) عبور کرنا ممکن نہ تھا ، لہذا مجبوراً قیام کرنا پڑا۔ بیجانگر کا (راجا) ایک بڑے لشکر کے ساتھ آیا اور [۳۰۱] اس (دوسرے) کنارے پر ٹھہرا۔ سلطان اس سزا دہی اور مقابلہ کی وجہ سے بہت رنجیدہ اور فکر مند ہوا۔

وہ ہمیشہ سلطنت کے امراء سے مشورہ کیا کرتا ، یہاں تک کہ ایک دن قاضی سراج نے کہ جو سلطان کے مخصوصین میں سے تھا اور شجاعت و بہادری میں مشہور ، عرض کیا کہ اس مشکل کا حل اس بات پر منحصر ہے کہ مکر و فریب کو کام میں لایا جائے۔ بندہ اپنے بعض اقرباء کے ساتھ کہ جن پر اطمینان و وثوق ہے ، جس طرح بھی ہوگا دریا کو عبور کر کے بیجانگر کے لشکر تک پہنچ جائے گا۔ حکم عالی صادر ہو جائے کہ لوگ مسلح ہو کر تیار رہیں اور آسان یہ ہے کہ لکڑیوں اور گھاس سے ایک پشتوارہ[1] باندھا جائے۔ اس پر ہرتال اور سامان رکھ کر دریا پار کر لیں ، جس وقت دشمن کے لشکر کی آواز بلند ہو اور شور و غل ہو ، تو لوگوں کو حکم دے دیا جائے کہ فوراً دریا کو عبور کریں۔ امید ہے کہ فتح و نصرت حاصل ہو اور مراد پوری ہو جائے۔

سلطان نے اس مشورہ کو قبول کیا اور قاضی سراج نے سات آدمیوں کے ہمراہ دریا کو عبور کیا اور بیجانگر کے والئے (حاکم) کے لشکر[2] سے جا ملا۔ اس نے گانے والوں کے یہاں جا کر قیام کیا ، چونکہ موسیقی کے

۱- پشتوارہ کا معنی بید کی تیرنے والی ٹوکریاں سمجھا گیا ہے۔ دیکھیے شروانی ، ص ۱۲۳۔ نیز تاریخ فرشتہ (انگریزی ترجمہ از جان برگس کلکتہ ۱۹۰۹ء) جلد دوم ، ص ۳۴۱۔ مسٹر ڈے (انگریزی مترجم) نے یہی خیال ظاہر کیا ہے۔

۲- فرشتہ نے ''اردو'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (۳۱۰/۱)

Marfat.com

فن میں پوری مہارت رکھتا تھا اور اس فن کی بعض باریکیاں گانے والوں کو بتا چکا تھا ۔

لہذا چند روز کے بعد جب بیجانگر کے رائے (حاکم) نے ایک جشن منعقد کیا اور تمام گانے والوں کو جمع کیا ، تو قاضی اور اس کے ساتھی بھی مطربوں کے ساتھ مجلس میں گئے ۔ جب بیجانگر کا رائے (حاکم) اور دوسرے رائے (حکام) مست ہو گئے ، تو قاضی نے چند کرتب ایسے دکھائے کہ رائے نے اپنی عمر میں کبھی نہیں دیکھے تھے ۔ سارے لوگ اس فن میں قاضی کی فوقیت اور برتری کے قائل ہوگئے ۔ قاضی نے موقع پاتے ہی زہرآلود خنجر سے بیجانگر کے رائے کے سینہ پر وار کر دیا ، اس کے ساتھیوں نے خنجر کھینچ لیے اور دوسرے رایوں کو کاٹ کے رکھ دیا[1] ۔

جب سلطان نے ہندوؤں کا شور و غل سنا ، تو سلطان خود دریا کو عبور کر کے پہنچ گیا اور اس بے سردار گروہ کو کاٹ ڈالا ، جو قتل سے بچے [۱۵] ان کو گرفتار کر لیا ۔ اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا کہ اس کا حساب و شمار کرنا ناممکن ہوا ۔ فولاد خاں کو اس صوبہ کا مستقل حاکم کیا اور دارالسلطنت میں واپس آ کر ایک عظیم جشن اور بڑی دعوت منعقد کی ۔ ہر ایک مشہور سردار کو انعام و اکرام سے نوازا ۔

ابھی بیجانگر کی فتح کا جشن اور دعوت کا سلسلہ جاری تھا کہ بدھول سے قاصد آیا اور خبر دی کہ دیو رائے نے نہایت غرور کے ساتھ تقریباً تین لاکھ پیادوں کو اس نواح میں بھیج دیا ہے ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس کو خبر ملی تھی کہ اس علاقہ میں ایک لڑکی نہایت حسینہ و جمیلہ ہے جس کی مثال اس زمانہ میں روئے زمین پر نہیں ہے[2] ۔ اس کے

۱- تفصیل کے لیے دیکھیے فرشتہ (۱/۳۰۹ - ۳۱۰) و شروانی ، ص ۱۲۳ - ۱۲۴ ۔

۲- وہ ایک سنار کی لڑکی تھی جس کا نام پرتھل تھا ۔ ایک برہمن کی زبانی سے اس کے حسن کی تعریف سن کر دیوراج اول اس پر عاشق ہو گیا ۔ یہ ۱۴۰۶ء کا واقعہ ہے ۔ پہلے تو رائے نے اس کو طلب کیا ، اس نے انکار کر دیا تو زبردستی حاصل کرنا چاہا ۔ بعد ازاں وہ لڑکی فیروز شاہ کے بیٹے حسن کے حبالہ عقد میں آئی ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے فرشتہ (۱/۳۱۳ - ۳۱۴) شروانی ، ص ۱۲۷ - ۱۲۸ ۔

Marfat.com

آدمی اس کی تحقیقات کر کے ناکام و نامراد چلے گئے ۔ جب یہ خبر فولاد خاں کو ملی ، تو اس نے اسی وقت واپسی کے راستہ کو روک کر بہت سے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ۔

اس واقعہ کی اطلاع پانے کے بعد سلطان نے خاص خلعت اور عربی گھوڑے فولاد خاں کو بھیجے اور دیورائے کو سزا دینے کی طرف متوجہ ہوا اور ایک بڑا لشکر لے کر متواتر کوچ کرتا ہوا بیجا نگر پہنچا اور قتل و غارت گری شروع کر دی ۔ اس قدر مالِ غنیمت ہاتھ آیا کہ تخمینہ کرنا ممکن نہیں تھا ۔

ولایت کو تاراج کرنے کے بعد قلعہ کی طرف توجہ کی جس میں داخل ہونے کا راستہ بہت تنگ تھا ۔ ہر چند امیروں اور بہی خواہوں نے عرض کیا کہ اس تنگ راستہ سے اس کا گزرنا قرین مصلحت نہیں ہے ، مگر اس نے ایک لدمنی اور تائید غیبی کے بھروسہ پر اس تنگ راستہ میں داخل ہو گیا ۔

جب قلعہ کے نواح میں پہنچا ، تو فوج کی صفیں آراستہ کیں اور خود قلب لشکر میں اپنی جگہ تعین کی ۔ دیورائے بھی قلعہ سے نکلا اور نو لاکھ پیادوں کے ساتھ مقابلہ پر آیا ۔ چونکہ غنیم کی فوج اندازہ سے بھی زیادہ تھی ، لہذا سلطان فیروز ، خود مقابلہ کے لیے میدانِ جنگ میں آ گیا ۔ دشمنوں کے خون کی ندی بہنے لگی اور وہ میدانِ جنگ میں نہایت کوشش کر رہا تھا مقابل طلب کرتا تھا کہ اچانک شستِ قضا سے ایک تیر اس کے ہاتھ پر لگا [۱۹] ، لیکن زخم کی بندش کے بعد وہ میدانِ جنگ میں قائم رہا اور خانخاناں شہزادہ احمد خاں نے بھی جو مقدمۂ فوج کا سردار تھا ، دادِ مردانگی دی ۔ جب آفتاب غروب ہوا ، تو واپسی کا طبل بجا ۔ وہ اپنے مقام پر لوٹ آیا ۔

دوسرے دن سلطان فیروز شاہ نے قلعہ کے اطراف میں قتل و غارت گری شروع کر دی ۔ جب وہ کئی روز تک غارت گری میں مشغول رہا اور تمام ولایت کو خراب کر دیا ، تو دیورائے نے عاجزی کے ساتھ اپنا پیغام بھیجا اور اپنی خطاؤں کی معافی چاہی ۔ دولت خواہی کا اقرار کیا ۔ بہت سے تحفے بھیجے جن میں کوہ پیکر ہاتھی ، مختلف قسم کے کپڑے اور

Marfat.com

سامان تھا - سلطان نے اپنے طبعی رحم و کرم کی وجہ سے اس کا عذر قبول کر لیا اور واپس آ گیا[1] -

چونکہ فیروز شاہ کا ارادہ ہمیشہ ملک فتح کرنے کا رہتا تھا ، لہذا اس نے نجومیوں سے معلوم کرکے ایک ساعت میں ایک لشکر آراستہ کیا اور مرہٹوں کے علاقہ پر چڑھائی کر دی - جب وہ مہور[2] کے لواح میں پہنچا ، تو وہاں کے تھالیدار نے بہت سے تحفے اور قیمتی سامان نذر کیا[3] - بہت سی منزلیں طے کرنے کے بعد اس نے قلعہ کھرلا کا محاصرہ کر لیا اور اس کے اطراف کو برباد کر دیا - کھرلا کا رائے (حاکم) نہایت عاجزی و انکسار سے پیش آیا - اپنی خطاؤں کی معافی چاہی - برسنگھ رائے[4] نے زر و جواہر کے کچھ تحفے دیے اور بیس ہاتھی لے کر حاضر خدمت ہوا اور قلعہ کی کنجیاں سپرد کر دیں - سلطان نے اپنے تخت شاہی کے سامنے اس کے بیٹھنے کی جگہ تجویز کی - عربی گھوڑے ، زردوزی قبا اور مرصع پٹکہ اس کو عنایت کیا اور رخصت کر دیا[5] -

وہاں سے واپس ہوا - چند روز کے بعد اپنے آدمیوں کو ملک کے اطراف میں خراج وصول کرنے کے لیے بھیجا - کچھ دنوں کے بعد وہ لوگ بے انتہا مال ، ہاتھی اور زر و جواہر لے کر واپس آئے[6] -

[۱۷] اسی زمانہ میں (بادشاہ نے) دریا کے کنارے ایک شہر آباد

۱- یہ ۸۰۹ھ (۱۴۰۷ء) کا واقعہ ہے سلطان فیروز کو عظیم الشان کامیابی ہوئی ، دیوراج نے صلح کی - اپنی بیٹی کی شادی سلطان سے کی - تفصیل کے لیے دیکھیے شروانی ، ص ۱۲۸ - ۱۲۹ و فرشتہ (۳۱۴/۱) -

۲- صحیح املا ماہور ہے (شروانی ، ص ۱۲۴) -

۳- ملاحظہ ہو شروانی ، ص ۱۲۴ - ۱۲۵ ، فرشتہ ۳۱۰/۱ ، برہان مآثر ، ص ۳۳ -

۴- شروانی (ص ۱۲۵) نے نرسنگھ رائے نام لکھا ہے -

۵- ملاحظہ ہو شروانی ، ص ۱۲۵ -

۶- ملاحظہ ہو شروانی ، ص ۱۲۵ - ۱۲۶ -

Marfat.com

کیا جس کے تمام مکانوں میں پانی جاری رہتا تھا ۔ اس کی تکمیل کے بعد اس کا نام فیروز آباد رکھا اور دارالامارت کے لیے ایک ایسا عالی شان محل بنوایا کہ جس کے کنگرے آسمان سے ہمسری کرتے تھے[1] ۔

اسی زمانہ میں خبر ملی کہ دہلی کی طرف سے[2] امیر سید محمد گیسو دراز آ رہے ہیں کہ جو اُس زمانہ کے بزرگ اور شیخ نصیر الدین محمد اودھی[3] کے خلیفہ تھے ۔ سلطان ان سید بزرگوار (سید محمد گیسو دراز) کے آنے کی خبر سے خوش ہوا ۔ استقبال کے لیے ان کی خدمت میں پہنچا اور نیاز حاصل کرنے کے بعد عرض کیا کہ چونکہ یہ ملک آپ کی ذات مبارک کی تشریف آوری سے روشن ہوا ہے ، لہذا امید ہے کہ آپ اس علاقہ کے رہنے والوں پر کرم گستری کریں گے اور یہیں سکونت اختیار فرمائیں گے ۔ حضرت شیخ نے سلطان کی استدعا قبول کر لی اور شہر گلبرگہ میں سکونت اختیار کی[4] ۔

روایت ہے کہ ایک روز سلطان فیروز شاہ نے اپنے بڑے لڑکے کو کہ جس کا نام حسن خاں تھا ، خاص خلعت پہنایا ، اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اپنے ہمراہ حضرت سید (گیسو دراز) کی خدمت میں لے گیا اور عرض کیا کہ میں نے اس کو ولی عہد بنایا ہے ، میں امیدوار ہوں کہ اس پر نظر کرم ہو اور اس کی تربیت فرمائی جائے ۔ حضرت سید (گیسو دراز)

۱۔ ملاحظہ ہو برہان مآثر ، ص ۳۳ ۔

۲۔ نولکشور ایڈیشن میں ''امیر'' کا لفظ نہیں ہے ۔

۳۔ متن میں ''داودی'' لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے ۔

۴۔ سید محمد گیسو دراز کے والد یوسف الحسینی محمد تغلق کے عہد میں دولت آباد آئے اور بدر رمضان ۷۲۵ھ (۳۰ اگست ۱۳۲۵ء) کو خلد آباد میں فوت ہوئے ۔ حضرت گیسو دراز ۴ رجب ۷۲۱ھ (۳۰ جنوری ۱۳۲۱ء) کو دہلی میں پیدا ہوئے اور نوے سال کی عمر میں گلبرگہ تشریف لائے ۔ جہاں ۸۱۹ھ (۱۴۱۳ء) میں قلعہ گلبرگہ کی جامع مسجد کے قریب مقیم ہوئے ۔ ۱۶ ذی قعدہ ۸۲۵ھ (یکم نومبر ۱۴۲۲ء) کو انتقال ہوا ۔ تذکرہ علمائے ہند ، ص ۲۲۷ ، بزم صوفیہ ، ص ۵۰۴ - ۵۲۰ ۔

Marfat.com

نے فرمایا کہ قدرت نے منصب خلافت خانخاناں احمد خاں کے لیے تجویز فرمایا ہے اور قدرتی معاملات میں دخل دینا مناسب نہیں ۔ سلطان اس بات سے رنجیدہ ہو کر مجلس سے چلا آیا[۱] ۔

جب برسات کا موسم ختم ہو گیا ، تو وہ ایک بڑا لشکر لے کر ارنگل کی طرف روانہ ہوا ۔ جب ان حدود میں پہنچا ، تو دیکھا کہ سنگ خارا کا بنا ہوا قلعہ نہایت مستحکم و بلند ہے جس کے چاروں طرف خندقیں کھدی ہوئی ہیں جن کی چوڑائی تیس گز ہے اور ان میں چشمہ سے پانی آتا ہے ۔ سلطان نے دو سال تک اس قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا [۱۸] اس کے باوجود کام انجام کو نہ پہنچا ۔ آب و ہوا کی خرابی کی وجہ سے اکثر آدمی اور جانور تباہ ہوئے ۔

جب بیجا نگر کے دیورائے کو یہ معلوم ہوا ، تو اس نے موقع غنیمت سمجھ کر سوار اور پیادوں کا ایک بڑا لشکر بھیجا اور آمد و رفت کے راستوں کو بند کر دیا ۔ سلطان مجبوراً کوچ کرتا ہوا وہاں سے واپس ہوا ۔ دیورائے کے لشکر نے تیر اندازی و نیزہ بازی شروع کر دی ۔ سلطان کی فوج کے بہادروں نے دیورائے کی سپاہ پر حملہ کر دیا ۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی اور راستہ تنگ ہو گیا ، تو لوگوں نے عرض کیا کہ اس موقع پر (سلطان کا) واپس اور گوشہ نشین ہو جانا زیادہ مناسب ہے ، کیوں کہ سپاہ کی سلامتی بادشاہ کی سلامتی پر منحصر ہے ، سلطان نے کہا کہ مروت و شجاعت کے اعتبار سے کیا یہ زیبا ہے کہ میں خود محفوظ ہو جاؤں اور میرے لشکری قتل ہوں اور قید کر لیے جائیں ۔ اسی دوران میں ایک شخص دیو صورت اور شیطان سیرت دشمن کی فوج سے نکلا ، سلطان پر وار کیا اور نہایت مردانگی کے ساتھ اس لشکر سے

۱- یہ بات فیروز شاہ کو ناگوار ہوئی اور اس نے حضرت کو کہلا بھیجا کہ شاہی محل کے قریب قوالیوں اور مریدوں کی وجہ سے شور ہوتا ہے ، لہذا وہ کہیں اور چلے جائیں ۔ چنانچہ وہ وہاں سے اٹھ کر اس مقام پر چلے آئے جہاں مزار ہے ۔ (شروانی ، ص ۱۲۲) ۔

Marfat.com

نکل گیا ۔ امیر ، سلطان کو اس تہلکہ سے نکال کر گلبرگہ لے گئے[۱] ۔

سلطان نے اس واقعہ کو لکھ کر نہایت اخلاص مندی سے سلطان احمد گجراتی کے پاس بھیجا اور اس سے مدد مانگی ۔ ابھی گجرات سے فوج بھی نہیں آئی تھی[۲] کہ فیروز شاہ اپنے غصہ کی شدت کی وجہ سے بیمار ہو گیا ۔

جب بیماری نے ترقی کی تو بعض خیر خواہوں کی یہ رائے ہوئی کہ خانخاناں احمد خاں شاہزادہ کو گرفتار کرکے اندھا کر دیا جائے ۔ جب خانخاناں نے ان لوگوں کا یہ ارادہ دیکھا ، تو خود گوشۂ عافیت میں جا بیٹھا[۳] ۔ ہر طرف سے فوج آ کر اس سے ملنے لگی ۔ فیروز شاہ نے اپنے غلام کو بیس ہزار فوج اور چند ہاتھی دے کر اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا ۔ طرفین کے مقابلہ کے بعد فیروز شاہ کی فوج نے پیٹھ دکھائی ۔ فیروز شاہ بیمار ہونے کے باوجود خود پالکی میں بیٹھ کر متوجہ ہوا ۔ جب صفیں آراستہ ہوئیں ، تو لشکر کے اکثر سپاہی فرار ہو کر خانخاناں سے جا ملے[۴] ۔ فیروز شاہ یہ حال دیکھ کر شہر میں چلا آیا ، [۱۹] لوگوں کو دیوان خانہ سے باہر کر دیا اور قلعہ اور خزانوں کی کنجیاں اکابر شہر کی معرفت اس کے پاس بھیج دیں ۔

خردمند آں بود کو در ہمہ کار
گہے با گل بسازد گاہ با خار
ہمہ لقمہ شکر نتواں فرو برد
گہے صاف بہ پیش آید گہے درد

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیے شروانی ، ص ۱۲۹ - ۱۳۰ ۔

۲۔ فیروز شاہ نے فضل اللہ انجو کے بیٹے میر غیاث الدین کو مدد مانگنے کے لیے گجرات بھیجا ، مگر وہ ناکام واپس آیا ۔ احمد شاہ والیٔ گجرات نے بہانہ کر دیا (شروانی ، ص ۱۳۰) ۔

۳۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (شروانی ، ص ۱۳۲ - ۱۳۳) ۔

۴۔ حضرت گیسو دراز سے احمد خاں کا رابطہ و تعلق تھا ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (شروانی ، ص ۱۳۱ - ۱۳۲) و ص ۱۴۲ - ۱۴۳ ۔

Marfat.com

خانخاناں اپنے حقوق تربیت ادا کرنے کے لیے تنہا بادشاہ کے محل میں آیا اور آداب شاہی بجا لایا ۔ فیروز شاہ تخت سے اترا ، اس سے بغل گیر ہوا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر لے آیا ۔ نہایت نرمی اور اخلاق سے گفتگو کی اور مختلف قسم کی اچھی اچھی نصیحتیں کیں اور نہایت مہربانی سے بھائی چارہ کی باتیں کیں ۔ اپنے لڑکوں کی بابت سفارش کی[1] ۔ جب ۴ شوال ۸۲۵ھ کی رات ختم ہوئی[2] اور سورج نکلا ، تو اس کی موت کا وقت آ گیا ۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کو زہر دے دیا گیا ۔ اس کی سلطنت کی مدت پچیس سال سات ماہ اور بیس دن ہوئی ۔

ذکر سلطنت احمد شاہ[3] بن فیروز شاہ بہمن

جب سلطنت کے تخت پر احمد شاہ بیٹھا[4] ، تو ہر طبقہ کے لوگ اس کے عدل و احسان سے مطمئن ہوئے ۔ اس نے اس قدر عدل و انصاف سے کام لیا کہ ظلم و جور بالکل رعایا کے درمیان باقی نہیں رہا ۔

بیت

در معدلت آنچناں باز شد
کہ کنجشک ہم خانہ باز شد

اس کی ہمت کی میزان میں خاک اور قیمتی جواہر یکساں تھے یعنی ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ یکساں انصاف کیا جاتا تھا ۔ وہ اکثر اوقات فضلاء و اکابر کے ساتھ صحبت رکھتا ، ان لوگوں کو کثرت سے مال و متاع

۱- شروانی (ص ۱۳۲) نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۵ شوال ۸۲۵ھ (۲۲ ستمبر ۱۴۲۲ء) کو ہوا ۔

۲- شروانی (ص ۱۳۳) نے لکھا ہے کہ فیروز شاہ ۱۱ شوال ۸۲۵ھ (۲۸ ستمبر ۱۴۲۲ء) کو فوت ہوا ۔

۳- احمد شاہ نے شہاب الدین کا لقب اختیار کیا تھا جو ساگر کے مضافات میں روضہ کے مقام پر ایک مسجد میں ہے ۔ (شروانی ، ص ۱۶۴ ، حاشیہ ۱) ۔

۴- شروانی (ص ۱۳۲) نے تخت نشینی کی تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۴۲۲ء (۳ شوال ۸۲۵ھ) لکھی ہے ۔

Marfat.com

دیتا اور خود بھی حتی المقدور ترویج شریعت میں کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ خاندانِ نبوت اور خاندانِ ولایت کی اس درجہ تعظیم و تکریم کرتا [۲۰] کہ اس سے زیادہ تصور نہیں ہو سکتا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک روایت یہ ہے کہ اس کا ایک امیر شیر ملک نامی تھا کہ جس کے اختیار میں سلطنت کے معاملات تھے۔ وہ ایک بڑے قلعہ کو جو اس ملک میں مشہور تھا، فتح کرنے کے بعد بندرگاہ کی طرف واپس آ رہا تھا کہ راستہ میں سید ناصر الدین عرب نام کے ایک سید سے ملاقات ہوئی۔ سلطان احمد نے معقول رقم (ناصر الدین) کے سپرد کی تھی تاکہ وہ جا کر کربلا کی نہر کو جاری کرا دیں۔ شیر ملک کو سید ناصر الدین سے جس تواضع کی توقع تھی، وہ ظاہر نہیں ہوئی۔ وہ (ناصر الدین) گھوڑے پر سوار اس (شیر ملک) سے متوجہ رہے۔ شیر ملک نے حکم دیا کہ ناصر الدین کو گھوڑے سے اتار لیں۔ سید مذکور وہیں سے واپس چلے آئے، سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا بیان کیا۔ سلطان نے سید (ناصر الدین) کی دل جوئی کرکے پھر رخصت کر دیا۔ چند روز کے بعد جب شیر ملک کے پاس آیا، تو تمام خاص و عام اس کے استقبال کے لیے گئے اور اس کو دربار میں لائے۔ جیسے ہی سلطان کی نظر اس پر پڑی، حکم دیا کہ قصاب[1] نامی ہاتھی کو لاؤ اور فوراً بے چون و چرا شیر ملک کو اس ہاتھی کے نیچے ڈلوا دیا اور کہا کہ سادات کی اہانت کی یہ سزا ہے[2]۔

جب وہ تخت پر بیٹھا، خبر ملی کہ سلطان احمد گجراتی کا لشکر جس کو فیروز شاہ نے بلایا تھا، سرحد پر آ گیا۔ احمد شاہ نے سلطان احمد گجراتی کے لیے تحفے اور ہدیے بھیجے، گجراتی سرداروں کو رخصت کیا اور سرداروں کے لیے بھی اعلیٰ قدر مراتب تحفے بھیجے۔

چونکہ سلطان فیروز شاہ کے زمانہ میں دیورائے سے بے ادبی (سرکشی)

۱- نولکشور ایڈیشن میں "قصاب" ہے۔ خطی نسخوں میں بھی اختلاف ہے۔

۲- شروانی صاحب نے خیال ظاہر کیا ہے کہ احمد شاہ شیعیت کی طرف رجحان رکھتا تھا (ص ۹۵)۔

Marfat.com

ہو چکی تھی ، لہذا سلطان احمد اس انتقام کے لیے پہلے لو روز کو ہیجا نگر کی طرف متوجہ ہوا ۔ منزلیں طے کرنے کے بعد جب وہ اس لواح میں پہنچا ، تو برباد کرنا شروع کر دیا ۔ دیورائے غرور و تکبر سے اپنا سر نہایت بلند کیے ہوئے تھا ، لیکن مملکت کی شان ہاتھ سے جاتی رہی ۔ اس نے اپنے ایک معتمد کو تحفے اور ہدیے دے کر احمد شاہ کے پاس بھیجا اور اپنی خطاؤں کی معافی چاہی ۔ سلطان نے اس کی خطائیں معاف کر دیں اور تسلی [۲۱] فرمائی ۔ دیورائے نے عاجزی اختیار کی اور جو وعدہ کیا تھا اس کے مطابق پیشکش بھیجی اور وفاداروں میں شامل ہو گیا ۔ سلطان احمد ، مظفر و منصور واپس ہوا ۔ جب دار السلطنت میں پہنچا تو امراء کو مناصب اور خلعت بخشے[1] اور ان کو تھانوں پر رخصت کر دیا ۔

چند روز کے بعد اپنے بیٹے سلطان علاء الدین کی شادی کے لیے ایک خط نصیر خاں آسیری[2] کو عزیز خاں کی معرفت بھیجا ۔ جب خط نصیر خاں کے پاس پہنچا ، تو اس نے اس (تجویز شادی) کو قبول کر لیا اور اپنی بیٹی (کی شادی) کا سامان و اہتمام کیا ۔ اپنے فرزندوں ، متعلقین ، ملازمین اور لشکر کو دار السلطنت روانہ کر دیا تاکہ شادی اور جشن کے انتظامات کریں اور عزیز خاں کو عزت و احترام کے ساتھ واپس کر دیا ۔ سلطان احمد نے مہمانوں کی اعلیٰ پیمانہ پر خاطر و تواضع کی اور احسان و انعامات سے لوازا ۔ ہر مسافر و مقیم پر نہایت درجہ بخشش و مہربانی کی گئی ۔ عیش و طرب کے ہنگامے برپا ہوئے تاکہ رعایا لطف اندوز ہو کر وقت و موقع سے مسرور و محفوظ ہو ۔ شہر کے قاضیوں ، عالموں اور بزرگوں کو بلا کر نکاح کی مجلس منعقد کی گئی ۔ نصیر خاں کے فرزندوں اور متعلقین پر بہت انعام و اکرام کیا گیا اور پھر وہ واپس چلے گئے[3] ۔

۸۲۶ھ/۱۴۲۳ء میں سلطان احمد نے کثیر لشکر جمع کر کے ولایت

۱۔ ملاحظہ ہو فرشتہ ۱/۳۲۲ و شروانی ، ص ۱۵۵ - ۱۵۶ ۔

۲۔ شروانی (ص ۱۵۹) میں یہ نام ناصر خاں فاروقی تحریر ہے جو صحیح نہیں ہے ۔

۳۔ ملاحظہ ہو فرشتہ ۱/۳۲۶ - ۳۲۷ ، برہان مآثر ، ص ۵۵ - ۵۶ ۔

Marfat.com

تلنگ کی جانب توجہ کی ، لیکن ملکی مصلحتوں کی بنا پر راستہ سے لوٹ کر گلبرگہ آ گیا ۔ ۸۲۸ھ/۱۲۲۵ء میں پھر تلنگ کی طرف متوجہ ہوا اور بعض وہ قلعے جو حادثات زمانہ سے اس کے قبضہ سے نکل گئے تھے ، ان پر پھر قبضہ کر لیا اور راج کنڈہ اور دیو کنڈہ کے زمینداروں سے نذرانے لے کر گلبرگہ واپس آ گیا[1] ۔

[۲۲] ۸۲۹ھ/۱۲۲۶ء میں خبر ملی کہ ماہور کا رائے (حاکم) غرور و تکبر کی وجہ سے اطاعت سے منحرف ہو گیا ہے اور قتل و غارت میں مشغول ہے ۔ سلطان احمد بے شمار لشکر جمع کر کے کہ جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا ، اس کو سزا دینے کے لیے متوجہ ہوا ۔ ماہور کا رائے (حاکم) قلعہ میں جا کر محفوظ ہو گیا ۔ دکن کی فوجوں نے اطراف قلعہ کو برباد کر کے خاک میں ملا دیا ۔ آخرکار رائے نہایت ندامت و انکسار کے ساتھ پیش آیا اور پیشکش نذر کر کے مطیع و فرمانبردار ہو گیا ۔ جو کچھ اس کے پاس تھا سلطان احمد کے قبضہ میں آ گیا[2] ۔

ماہور کی فتح کے بعد چونکہ مملکت کی وسعت میں اضافہ ہو گیا تھا ، لہذا سرداروں نے کہا کہ شاہزادوں میں سے کسی کو ولی عہد کر دینا مناسب ہے اور دوسرے شاہزادوں کے لیے مختلف صوبے نامزد کر دیے جائیں تاکہ بھائیوں میں اتحاد و اتفاق رہے ۔ سلطان نے کہا کہ ولی عہدی کے لیے جس کو تم لوگ مناسب خیال کرتے ہو ، بتاؤ ۔ سرداروں نے عرض کیا کہ شاہزادہ علاء الدین ، اعلیٰ صفات سے متصف ہے ۔ وہ رعایا کے اصلاح حال اور زیردستوں کے معاملات کی درستی میں خاص دلچسپی رکھتا ہے ۔ سلطان نے سرداروں کی رائے کی تعریف کی اور اس کو ولی عہد مقرر کیا اور محمد خاں کو اس کے سپرد کیا ۔ ولایت ماہور مع توابع شاہزادہ محمود خاں کو عنایت ہوئی ۔ رابچور کا قلعہ اور اس کے مضافات پر داؤد خاں کو حاکم کیا اور سب لڑکوں سے یہ عہد لیا کہ آپس میں ایک دوسرے کی مخالفت نہ کرنا ، رعایا اور زیردست جو خدا کی امانت ہیں ، ان کو آرام سے رکھنا اور تمام مخلوق میں سے ان چار قسم کے

۱- ملاحظہ ہو فرشتہ ۱/۳۲۲ ، شروانی ، ص ۱۵۶ ۔

۲- ملاحظہ ہو فرشتہ ۱/۳۲۲ ، برہان مآثر ، ص ۵۸ ، شروانی ، ص ۱۵۶-۱۵۷ ۔

Marfat.com

لوگوں کو خاص طور سے انعام و اکرام سے نوازنا ؛ اول علماء کہ ان کے قلوب حکمت و معرفت کے منبع ہیں ، دوسرے نویسندے کہ یہ لوگ زبانِ قلم سے رخسارۂ ملک اور چہرۂ حکومت کو با رواق رکھتے ہیں ۔

بیت

چنانچہ تیغ شہنشہ اساس ملک نہد
زبان خامہ دستور کارساز بود

[۲۰] تیسرے اہلِ سلاح[1] کہ رعایا کی بہتری اور ملک کے فسادات کا دفعیہ اس گروہ سے متعلق ہے اور ان کی نور کی شعاعوں سے دین و دولت کی نگہبانی ہوتی ہے اور ان کی زبانِ تیغ سے فتح و نصرت کی تفسیر ہوتی ہے اور چوتھے کاشتکار کہ مخلوق کی زندگی ان کی محنت اور جانفشانیوں پر منحصر ہے ۔ اگر یہ گروہ سستی و کاہلی سے کام لے ، تو مادۂ قوت کہ جس سے زندگی کا سلسلہ ہے ، نابید ہو جائے ۔ ان وصیتوں کے بعد محمود خاں اور داؤد خاں کو اُن صوبوں پر جو نامزد کیے گئے تھے ، بھیج دیا[2] ۔

۸۳۰ھ/۲۷-۱۴۲۶ء میں خلف حسن عرب کو کہ جس کا لقب ملک التجار تھا ، جزیرہ مہائم کو فتح کرنے کے لیے مقرر کیا ۔ ملک التجار نے اپنی قوتِ بازو اور شجاعت سے ان حدود کو فتح کر لیا ۔ چونکہ وہاں کے راجاں (زمیندار) مسلمان تھے ، لہذا وہ مدد حاصل کرنے کے لیے سلطان احمد گجراتی کے پاس گئے ۔ سلطان احمد گجراتی کے پاس گئے ۔ سلطان احمد نے ایک فرمان ظفر خاں شاہزادہ کے پاس جو سلطان ندربار کے حدود میں تھا ، بھیجا تاکہ وہ جا کر مسلمانوں (زمینداروں) کی مدد کرے ۔ ملک التجار نے اس واقعہ کی اطلاع کلبرگہ بھیجی ۔ یہاں سے سلطان علاء الدین کو ملک التجار کی مدد کے لیے بھیجا گیا ۔ فریقین کے مقابل ہونے کے بعد ظفر خاں کو فتح و نصرت حاصل ہوئی ۔ سلطان

۱- ''اہلِ صلاح'' نولکشور ایڈیشن ۔
۲- ملاحظہ ہو فرشتہ ۱/۳۲۷ و برہان مآثر ، ص ۷۱ - ۷۲ ۔

Marfat.com

علاء الدین بھاگ کر اپنی ولایت میں آ گیا ۔ ملک التجار بھی چلا آیا ۔ یہ داستان تفصیل کے ساتھ طبقہ گجرات میں لکھی جائے گی ۔

۸۳۲ھ/۱۴۲۹ء میں ایک روز نرسنگھ رائے کا خط جو احمد شاہی سلسلہ کے ہم نشینوں میں سے تھا ، آیا کہ مندو کا حاکم سلطان ہوشنگ اپنے غلبہ و اقتدار کی بنا پر میری ولایت تک آ گیا ہے اور ملک کو خراب و برباد کر رہا ہے ۔ سلطان احمد متواتر کوچ کرتا ہوا اس ملک کی طرف روانہ ہوا ۔ ابھی وہاں نہیں پہنچا تھا کہ خبر آئی کہ نرسنگھ رائے اطاعت سلطانی سے منحرف ہو کر سلطان ہوشنگ کا مطیع ہو گیا ہے ۔ سلطان نے اپنا سفر ملتوی کر دیا اور [۲۳] تین منزل پر قیام کیا اور اہل اسلام سے جنگ کرنی مناسب نہیں سمجھی ۔

روایت ہے کہ سلطان احمد نے قلعہ کھرلا کا محاصرہ کیا تھا ۔ کھرلا کے رائے (حاکم) نے سلطان ہوشنگ کو اپنی مدد کے لیے بلایا اور اخراجات کے لیے تین لاکھ تنکے روزانہ دینے قبول کیے ۔ سلطان ہوشنگ نزدیک پہنچا ، تو سلطان احمد قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر تین منزل پیچھے ہٹ آیا ۔ سلطان ہوشنگ نے پورے لشکر کے ساتھ تین منزل تک اس کا تعاقب کیا ۔ فتنہ غبار اٹھا ۔ دوسرے دن جب لڑائی کی آگ بھڑکی اور میدان کارزار گرم ہوا ، تو طرفین سے خون کی ندیاں بہنے لگیں ۔ سلطان احمد مع دو ہزار پانسو جوانوں کے کمین گاہ سے نکل کر سلطان ہوشنگ کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا ۔ ظلم کے بانی کی حیثیت سے مندو کے لشکر کو شکست ہوئی اور سلطان ہوشنگ کی بیگم مع دوسری مستورات کے دکن کے فوجیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئیں ۔ سلطان احمد نے نہایت مروت سے کام لیا اور اپنے لشکر کو اس کا تعاقب کرنے سے روک دیا ۔ چند روز کے بعد سلطان احمد نے ہوشنگ کے اہل حرم کا سامان درست کرایا اور پانچ سو سواروں کے ہمراہ مندو بھیج دیا ۔ مال غنیمت تقسیم کرنے کے بعد ان حدود (علاقہ) کو اپنے جاگیردار امیروں میں تقسیم کر دیا ۔

واپسی کے وقت جب شہر بدر میں پہنچا ، تو وہاں کی زمین سرسبز اور فضا دلکشا نظر آئی ، اس لیے اس کو دارالسلطنت کے لیے تجویز کیا ۔

Marfat.com

نجومیوں نے ایک ساعت معلوم کرنے کے بعد وہاں قلعہ کی بنیاد رکھی۔ اس کو امیروں میں تقسیم کیا اور دار الامارت کے لیے ایک عالیشان محل بنوایا[۱]۔ اس کی تکمیل ہو جانے کے بعد شاعروں نے جو اس سفر میں ساتھ تھے ، عمارت کے کتبوں کے لیے اشعار کہے ، شیخ آذری نے بھی کہ جو اس حملہ میں ہمراہ تھا : اشعار کہے جو محل کے دروازہ پر لکھے گئے ۔

چندا قصر مشید کہ ز فرط عظمت[۲]
آسمان پا بہ از سدہ ابن درگاہ ست
[۲۵] آسمان ہم نتوان گفت کہ ترک ادب ست
قصر سلطان جہان بہمن احمد شاہ ست

تاریخ بہمنی والعہدۃ علیہ کا مولف کہتا ہے کہ سلطان نے ریشمی کپڑوں کے بارہ ہزار تھان اس کے صلہ میں شیخ آزری کو عطا فرمائے[۳]۔

جب دکن کی ولایت مخالفت کی گندگی سے پاک ہو گئی اور بغیر نزاع کے سلطان احمد کے قبضہ میں آ گئی ، تو ۸۳۵ھ/۱۴۳۲ء میں قلعہ تنبول کے فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوا ۔ یہ قلعہ گجرات کی سرحد پر واقع ہے ۔ وہ متواتر کوچ کرتا ہوا وہاں پہنچا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا ۔ جب قلعہ کے محاصرہ کو دو سال ہو گئے ، تو آخر سلطان احمد گجراتی نے رفاقت و مروت کی بنا پر ایک ایلچی بھیجا اور پیغام دیا کہ اگر یہ امیر

۱۔ قلعہ ، محلات اور دوسری شاہی عمارات کی تعمیرات کی تفصیل کے لیے دیکھیے شروانی ، ص ۱۳۸ - ۱۳۹ ۔

۲۔ برہان مآثر (ص ۶۱) میں یہ اشعار اس طرح ہیں :
چندا قصر معظم کہ ز فرط عظمت
آسمان پایۂ از سدۂ آں درگاہست
آسمان ہم نتوان گفت کہ ترک ادبست
قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہست

۳۔ برہان مآثر (ص ۶۷) میں ہے کہ آذری کو پہلے ایک ہزار تنکہ (بہمنی سکہ) انعام میں دیے ، پھر کرایہ اور راستہ کے مصارف کے لیے مزید ڈھائی سو تنکہ دیے ۔

Marfat.com

شاہزادہ علاء الدین کے جشن (شادی) میں شریک ہوتا ، تو میرے لیے کچھ تکلف ہوتا ۔ اب اس فقیر کی یہ استدعا ہے کہ اس قلعہ کو اس تکلف کے عوض میں (کہ جو میرے لیے ہوتا) ، مالک قلعہ کو بخش دیں ۔ سلطان احمد بہمنی نے مروت و فتوت سے اعراض کیا ۔ مشورت کی مجلس منعقد کی ۔ بعض وزیروں نے کہا کہ بخشش تو اس وقت ہوگی جب قلعہ پر قبضہ ہو جائے ۔ بعض وزراء نے کہا کہ سلطان احمد گجراتی کی درخواست کو قبول کرنا چاہیے ۔ سلطان نے پہلی رائے کو ترجیح دی اور جواب بھیجا کہ جب قلعہ پر قبضہ ہو جائے گا ، تو سلطان کے خادموں کو دے دیا جائے گا ۔ سلطان احمد گجراتی اس جواب سے ناراض ہو گیا اور ایک زبردست لشکر اہل قلعہ کی امداد کے لیے مقرر کر دیا ۔ جب یہ خبر سلطان احمد بہمنی کو ملی ، تو وہ قلعہ کے نیچے سے ہٹ کر پیچھے آیا اور گجرات کا لشکر اس کے تعاقب میں آیا ۔ سلطان نے قلعہ کی فتح کا خیال دل سے نکال دیا اور وہ گلبرگہ چلا گیا ۔ کتاب تاریخ بہادری کے مولف نے اس بات کو دوسری طرح لکھا ہے ۔ انشاء اللہ سلاطین گجرات کے حالات میں اس کو بیان کیا جائے گا ۔

[۲۶] ۸۳۸ھ/۱۴۳۵ء میں سلطان بیمار ہوا ۔ پختہ ارادہ اور صحیح اعتقاد کے ساتھ اس نے تمام گناہوں سے توبہ کی اور اپنے بڑے بیٹے سلطان علاء الدین کو امیروں اور وزیروں کے روبرو از سر نو وصیت کی اور امیروں سے کہا کہ میں تم لوگوں سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ تم سب خدا تعالیٰ سے میری بخشش کی دعا کرو گے ۔ چونکہ میرے زمانہ میں ظلم و جور نہیں ہوا ہے ، اس لیے مجھے امید ہے کہ پروردگار عالم میری خطاؤں کو معاف کر دے گا ۔ اٹھائیسویں رجب (۸۳۸ھ/۱۴۳۵ء) کو رات کا کچھ ہی حصہ گزرا ہوگا کہ سلطان نے کلمہ توحید ادا کیا اور جان ، جان آفریں کے سپرد کر دی ۔ اس کا دور حکومت بارہ سال ، نو مہینے اور بیس دن رہا[۱] ۔

۱- فرشتہ (۱/۳۲۸) میں بھی ۲۸ رجب ۸۳۸ھ احمد شاہ کے انتقال کی تاریخ ہے ۔ برہان مآثر (ص ۷۲) میں ۲۵ رجب یا ۲۶ رجب (۸۳۸ھ) بتائی گئی ہے ، مگر شروانی صاحب نے ایک کتبہ کی روشنی میں تاریخ انتقال ۲۹ رمضان ۸۳۹ھ (۱۴ اپریل ۱۴۳۶ء) قرار دی ہے ۔ دیکھیے شروانی ، ص ۱۷۱ ، حاشیہ ۵۸ ۔

Marfat.com

ذکر سلطان علاء الدین بن احمد شاہ

جب (سلطان علاء الدین) اسی سال (۸۳۸ھ/۱۴۳۵ء) میں انتیسویں ماہ رجب کو اپنے باپ کا قائم مقام ہوا[1]، تو اس نے اپنا خطاب علاءالدین شاہ مقرر کیا اور اپنی پوری ہمت، عدل و انصاف میں صرف کی۔ اپنے ماتحتوں کو نہایت امن اور چین سے رکھا۔ پروردگار عالم نے بھی اس کے اس طریقہ عمل سے روز بروز اس کی امداد کی۔ اس نے ابتدائے جوانی میں تجربات و کارکردگی میں پوری شہرت حاصل کی اور زمام کار دلاور خان کے سپرد کر دی کہ جس کا خطاب خان اعظم خان تھا[2]۔

۸۳۹ھ/۳۶ - ۱۴۳۵ء میں[3] نصیر خان بن عالم خان حاکم اسیر نے دکن کی ولایت کے کچھ حصہ پر حملہ کیا۔ سلطان نے خلف حسن کو کہ جو ملک التجار مشہور تھا، نصیر خان سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ فریقین کا مقابلہ ہوا، نصیر خان بھاگ کر اسیر کی طرف چلا گیا۔ ملک التجار نے اس کا تعاقب [۲۷] اسیر تک کیا اور ولایت اسیر کے ایک حصہ پر حملہ کر کے واپس چلا آیا۔ اسی سال نصیر خان فوت ہوگیا ایک قول کے مطابق یہ واقعہ ۸۴۰ھ/۳۷-۱۴۳۶ء میں ہوا[4]۔

جس وقت شہزادوں میں ولایت کی تقسیم کی جا رہی تھی، تو احمد شاہ نے محمد خان شہزادہ کو سلطان علاء الدین کے سپرد کر دیا تھا۔ سلطان چاہتا تھا کہ اس کی تربیت کرے اور بلند مرتبہ پر پہنچائے۔ اس

۱- ڈاکٹر ہارون خان شروانی نے ایک کتبہ کی روشنی میں احمد شاہ کے انتقال کی تاریخ ۲۹ رمضان ۸۳۹ھ (۱۷ اپریل ۱۴۳۶ء) مقرر کی ہے، لہذا یہی تاریخ علاء الدین کی تخت نشینی کی لکھی ہے (شروانی ص ۱۷۳)۔

۲- ملاحظہ ہو فرشتہ ۱/ ۳۳۰۔

۳- برہان مآثر (ص ۷۸) نے بھی ۸۳۹ھ دیا ہے، مگر فرشتہ (ص ۳۳۱) میں ۸۴۱ھ ہے اور اسی کو شروانی نے ترجیح دی ہے۔ (ق)

۴- فرشتہ (ص ۲/ ۲۸۰) نے نصیر خان کے انتقال کی تاریخ ۳ ربیع الاول ۸۴۱ھ (۴ ستمبر ۱۴۳۷ء) لکھی ہے۔ (ق)

Marfat.com

ارادہ کو پورا کرنے کے لیے اس نے محمد خاں شہزادہ کو لشکر کے ہمراہ بیجانگر کی فتح کے لیے بھیجا ، شہزادہ کے بھیجے جانے سے پہلے عمادالدین[1] غوری اس سرحد میں تھا ، جب اس نے سنا کہ شہزادہ دریائے کشن کے کنارہ پر پہنچ گیا ہے ، تو وہ فوراً لشکر لے کر شہزادہ سے آ ملا ۔ چونکہ شہزادہ (محمد خاں) سلطان علاء الدین کی حکومت سے رضامند نہ تھا اور موقع کا منتظر تھا ، لہذا اس نے ملک عماد الدین کو بے گناہ قتل کر کے بغاوت کا اعلان کر دیا ۔ اس واقعہ کی اطلاع پانے کے بعد سلطان محمد خاں کو سزا دینے کے لیے متوجہ ہوا ، جب فریقین کی فوجوں کا مقابلہ ہوا ، تو سلطان کو فتح ہوئی ۔ محمد خاں محروم و ناکام و شرمندہ ہو کر فرار ہو گیا[2] ۔

بیت

با ولی نعمت از برون آئی
گر سپہری ، کہ سرنگوں آئی

سلطان نے صلہ رحم کا خیال کر کے اپنے لشکر کو تعاقب سے باز رکھا اور وہ واپس آ گیا ۔ اس دوران میں سلطان کے چچا کو کہ جو محمد خاں کے لشکر میں تھا ، گرفتار کر کے لائے ۔ سلطان نے اس پر احسان کیا اور اس کی خطاؤں کو معاف کر دیا ۔ جب وہ مسندِ حکومت پر بیٹھا ، تو اس نے نصیحت آمیز فرمان محمد خاں کے نام بھیجا کہ جس کا مضمون یہ تھا :

"خداوند عالم جس کو چاہتا ہے اپنی مخلوق میں سے منتخب کر لیتا ہے اور جب اس منتخب کے حال پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات ہوتی ہیں ، تو اس کے قبضہ اقتدار میں دنیا کی مرادیں اور مقاصد کی کنجیاں دے دی جاتی ہیں (حکومت سپرد کر دی جاتی ہے) اور سلطنت کا پودا کہ جو اللہ کی توفیق کی نہر سے [۲۸] پرورش پاتا ہے ، حوادث کی تیز آندھی سے کوئی نقصان نہیں پاتا

۱۔ عمادالملک (نولکشور ایڈیشن) ۔
۲۔ ملاحظہ ہو فرشتہ ۱/۳۴۰ ، برہان ماثر ص ۹۷ ، ضروانی ص ۱۰۹ ۔

Marfat.com

ہے اور عزت و احترام کا محل کہ جو تائید الٰہی سے بلند ہوتا ہے ، مکر و فریب کی منجنیق (گوپھن) سے مطلق خلل پذیر نہیں ہوتا ہے ۔

بیت

عزیز کردہ او را فلک ندارد خورد
بزرگ کردہ او را جہاں نہ بیند خوار

ان مقدمات کا نتیجہ ظاہر ہے کہ داد و دہش سے حق راضی رہتا ہے اور اپنے قوت و دبدبہ پر غرور نہیں کرنا چاہتے ، اس لیے کہ مغرور لوگوں کو ہمیشہ ذلیل ہونا پڑتا ہے ۔ اے برادر ارجمند ! تم کو چاہیے کہ اطاعت و فرمانبرداری کی شاہراہ سے قدم باہر نہ رکھو اور اس صاحب جلال پروردگار سے نزاع نہ کرو اور عہد شکنی نہ کرو کہ یہ باتیں نہایت معیوب ہیں ، بالخصوص اپنے بزرگوں سے معذرت کر کے گزشتہ باتوں کی معافی چاہو اور جو کچھ ہو چکا ہے اس کا دل میں میل نہ لاؤ ۔ اس کو معاف کیا جاتا ہے اور تلنگ کا موضع رانبھور جو تم کو دیا گیا ہے ، بے توقف وہاں چلے جاؤ ، اپنی زندگانی کی سلامتی چاہو اور فضول باتوں کو اختیار نہ کرو ۔"

جب یہ فرمان محمد خاں کے پاس پہنچا ، تو اس نے اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا اور رانبھور[1] چلا گیا ۔ سلطان دارالسلطنت کو واپس ہوا ۔

۸۴۹ھ[2] میں خلف حسن عرب کہ جس کا خطاب ملک التجار تھا ، قلعہ سنگر[3] پر حملہ کرنے کے لیے کہ جو سمندر کے ساحل کے قلعوں میں سے تھا ، روانہ ہوا ۔ اس نواح کے لوگ اس قلعہ ، جنگل اور تنگ راستوں

۱- رانبجل (نولکشور ایڈیشن) ۔
۲- شروانی صاحب نے اس واقعہ کی سنہ ۸۵۰ھ (۱۴۴۷ء) لکھی ہے ۔ (دکن کے بہمنی سلاطین ، ص ۱۸۴) ۔
۳- اس کا مختلف تلفظ سنگیر یا سنکر وغیرہ لکھا گیا ہے ۔

Marfat.com

پر مغرور ہو کر جنگ کرنے پر آمادہ ہوگئے ۔ ملک التجار جب ان حدود میں داخل ہوا ، تو پہلے اس راجا کا قلعہ کہ جس کا نام سرکہ تھا اپنی شجاعت و مردانگی سے فتح کیا اور سرکہ کو گرفتار کر لیا ۔ اب اس کو قتل ہونا یا مسلمان ہونا تھا ۔ اس غدار نے کہا کہ میرے قتل کرنے سے تم کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا ، لیکن اس راستہ میں تکلیفیں اور بہت سے جنگلات تم سب کو معلوم ہو رہے ہیں ۔ اگر مجھے [۲۹] زندہ رکھو ، تو لشکر کو ایسے راستہ سے لے چلوں کہ ایک سوار کو بھی مطلق تکلیف نہ پہنچے ۔ ملک التجار نے اس کی باتوں پر اعتبار کر لیا ۔ اس کو سپاہ کا رہبر اور رہنما بنا کر اس طرف چل پڑا ۔ اس کے سرداروں نے ہرچند کہا کہ دشمن کے قول پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے ، لیکن اس نے بات پر توجہ نہ کی اور وہ گمراہ رہبر ایسے راستہ سے اور ایسے مقام پر لے گیا کہ جس کو دیکھ کر شیطان بھی پریشان ہو جاتا ۔ جس کے تین طرف جنگل اور پہاڑ تھا اور ایک طرف گہری نہر جنگل سے ملحق تھی ۔ اس مقام پر اس نے دشمنوں کو اطلاع کر دی ، آدھی رات کے وقت تقریباً چالیس ہزار پیادے ٹوٹ پڑے اور خلف حسن (عرب) (ملک التجار) مع مسلمانوں کے شہید ہو گیا ۔ باقی لشکر بڑی مصیبت سے قصبہ جالنہ میں جو خلف حسن (عرب) (ملک التجار) کی قیام گاہ تھا، پہنچا[۱] ۔

دکن کے وزیروں نے کہ جن کی طبیعت میں غریبوں[۲] سے زبردست عداوت خمیر ہو چکی تھی ، برے انداز سے اس واقعہ کو سلطان علاءالدین کے سامنے پیش کیا ۔ چونکہ وزراء کو اختیار دے دیے گئے تھے ، لہذا غدار وزیروں نے راجہ رستم کو کہ جس کا لقب نظام الملک تھا اور سالار حمزہ کو کہ جس کا خطاب مشیرالملک تھا ، ایک خونخوار لشکر

۱- ملاحظہ ہو فرشتہ ۱/۳۳۴ - ۳۳۶ ، برہان مآثر ص ۸۲ - ۸۳ ، شروانی ص ۱۸۳ - ۱۸۵ ۔

۲- غریبوں سے مراد نووارد (اہل عراق) ہیں ۔ انگریزی مترجم نے اس کا ترجمہ (Great) کیا ہے (طبقات اکبری ، انگریزی ترجمہ ص ۶۳) ۔

Marfat.com

کے ساتھ جالنہ[1] کے قصد سے روانہ کیا ۔

جب نظام الملک اور مشیرالملک جالنہ کے نواح میں پہنچے تو انھوں نے بارہ سو صحیح النسب سادات کو مع ایک ہزار غریب دکنیوں کے امان دی ، ایمان کی قسمیں کھا کر امیدوار کیا اور سب کو فاخرہ خلعتیں دے کر اپنے ٹھکانے پر بھیج دیا ۔ دوسرے دن ایک بڑی دعوت منعقد ہوئی اور تیس ہزار آدمیوں کو گھر کے اندر چھپا دیا جن کے لباس کے نیچے اسلحہ تھا اور تمام سادات کو مہمانوں کی طرح بلا کر نہایت عزت و احترام سے بٹھایا ۔ تیس آدمیوں کو کھانا کھلانے کے لیے باہر لے جاتے تھے اور ہر ایک کو شربت شہادت پلا دیتے تھے ۔ (مار ڈالتے تھے) اس طرح بارہ سو سیدوں کو جو صحت نسب میں ممتاز تھے ، شہید کر دیا ۔ [۳۰] یزید کے واقعہ کے بعد کسی زمانہ میں اس طرح کی مصیبت کبھی نہیں ہوئی[2] ۔

بیت

آہن و فولاد از یک کاں بروں آیند لیک
آں یکے آئینہ و آں دیگر نعل خراست

آخرکار نظام الملک اور مشیر الملک کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہو گئے ۔ آخرت میں کیا حشر ہوگا ۔ سبحان اللہ ! باپ ایسا کہ ایک سید کو ذلیل کرنے کی سزا میں اپنے وزیر کو ہاتھی کے پیروں تلے ڈلوا دے

۱۔ فرشتہ نے (۱/۳۳۴) جاگنہ اور فرشتہ کے انگریزی مترجم نے (۲/۳۳۱) جاکنہ پڑھا ہے شروانی (ص ۱۸۳) میں جاکن ہے ۔

۲۔ ہارون خاں شروانی ، ص ۱۹۵ - ۱۹۶ ، حاشیہ ۳۶) لکھتے ہیں کہ فرشتہ نے مبالغہ سے کام لیا ہے ۔ تذکرۃ الملوک کے مصنف رفیع الدین نے تحفۃ السلاطین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کوئی عورت یا بچہ قتل نہیں کیا گیا ۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس افسوس ناک واقعہ کے تمام حالات نوواردوں کی اولاد کے لکھے ہوئے ہیں ۔

Marfat.com

اور بیٹا ایسا کہ بارہ سو سیدوں کو بے وجہ قتل کرا دے[1] ۔

جب ولایت کوکن کے راجاؤں (حکام) نے خود مختاری اختیار کر لی اور اطاعت قبول نہ کی تو سلطان نے دلاور خاں کو خاص خلعت عنایت کر کے ولایت کوکن کی فتح کے لیے نامزد کیا اور سرحد کے امیروں کے نام فرمان جاری کیے کہ اپنے اپنے لشکر آراستہ کر کے دلاور خاں سے آ کر مل جائیں ۔ مشار'' الیہ (دلاور خاں) جب قصبہ کنلولہ[2] پہنچا ، تو اس نے اسد خاں ، فولاد خاں اور صفدر خاں کو بھیجا ۔ انھوں نے وہاں پہنچ کر اس ولایت کو برباد کیا ، مکانوں اور عمارتوں میں آگ لگا دی ۔ رائے شنکر نے ، جو اس نواح میں زیادہ معزز تھا ، نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ دلاور خاں کے پاس ایلچی بھیجا اور قبول کیا کہ وہ اپنی لڑکی کے ہمراہ کثیر نذرانے بھیجے گا اور اب اطاعت سے کبھی روگردانی نہیں کرے گا ۔ دلاور خاں نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اس کی لڑکی کو مع نذرانوں کے دارالسلطنت بھیج دیا ۔

وہ خود قلعہ راہل کو فتح کرنے کے لیے متوجہ ہوا جو اُس نواح میں سب سے بڑا قلعہ تھا ۔ اس علاقہ میں پہنچنے کے بعد صفدر خاں اور فولاد خاں نے لوٹ مار اور غارت گری شروع کر دی ۔ وہاں کے لوگوں نے موقع پا کر غلبہ حاصل کر لیا اس معرکہ میں دلاور خاں کا بھائی اور بیٹا شہید ہوئے ۔ اس لڑائی میں دلاور خاں نے حق تعالٰی کی تائید سے فوج جمع کر کے اس گروہ کو متفرق کر دیا ۔ بہت سے آدمیوں کو قتل کیا ۔ مکرر جنگ و جدل کے بعد [۳۱] اس نواح کے راجا نے عاجزی اختیار کر لی اور اپنی لڑکی اور کثیر نذرانے دلاور خاں کے پاس بھیجے ، دلاور خاں نے اس کی خطاؤں کو معاف کر دیا اور واپس آ گیا ۔ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عنایات شاہانہ سے سرفراز ہوا ۔ چونکہ دلاور خاں کا اعزاز اور اس کا اعتبار درجہ کمال تک پہنچ چکا تھا ، لہذا لوگوں

۱- احمد شاہ نے سید ناصرالدین عرب کی حمایت میں امیر شیر ملک کو ہاتھی کے نیچے ڈلوا دیا تھا اس کی طرف اشارہ ہے اور یہ واقعہ احمد شاہ بن فیروز شاہ بہمن کے حالات میں بیان ہوا ہے ۔

۲- تاریخ فرشتہ میں یہ نام نہیں ہے ۔

Marfat.com

نے اس سے حسد کرنا شروع کیا اور سلطان کے مزاج کو اس کی طرف سے منحرف کر دیا ، وہ بھی خدمات سے دست کش ہو کر گوشہ نشیں ہو گیا[1] ۔

جب رائے بیجانگر کو اس بات کی اطلاع ہوئی ، تو اس نے خیال کیا کہ سلطان خود تو حملہ آور ہوگا نہیں ، لہذا ۸۴۷ھ/۱۴۴۳ء میں سرحد کے بعض پرگنوں کو برباد کر کے وہاں کے مویشیوں اور سامان و اسباب کو لے گیا ۔ جب سلطان کو اس حادثہ کی اطلاع ہوئی ، تو وہ ولایت بیجانگر کی طرف متوجہ ہوا ۔ اس نے بہت سا اسلحہ اور گھوڑے تقسیم کیے اور متواتر کوچ کر کے قلعہ مدکل کو اپنے محاصرہ میں لے لیا ، جب قلعہ گیری کا سامان درست ہو گیا ، تو اہل قلعہ کو اپنی موت نظر آنے لگی ۔ بیجانگر کے رائے نے نہایت ذلت و خواری کے ساتھ اپنا وکیل بھیجا ۔ اپنی خطاؤں کی معافی چاہی اور سالانہ خراج دینا قبول کر کے یہ وعدہ کیا کہ لشکر کے کل اخراجات جو اس جنگ میں ہوئے ہیں ، ادا کرے گا ۔ سلطان نے اس کی خطائیں معاف کر دیں اور واپسی اختیار کی ۔ اس نے جو وعدے کیے تھے ان کو پورا کر کے نجات پائی ۔ سلطان نے شہر کے قریب جشن منعقد کیا اور امیروں کو خلعت اور نوازشوں سے سرفراز کیا ۔کچھ عرصہ تک دارالسلطنت میں قیام کیا[2] ۔

محمد خاں شہزادہ کی بغاوت میں سکندر خاں بخاری کا کافی دخل تھا اور اگرچہ سلطان علاء الدین نے فتح کے بعد اس کی خطاؤں کو معاف کر دیا تھا ، لیکن سکندر خاں کو ہمیشہ وہم رہتا تھا اور سلطان کی عنایات سے اس کا دل مطمئن نہ تھا ۔ یہاں تک کہ بعض خود غرضوں نے ۸۶۰ھ/۱۴۵۶ء میں کچھ باتیں سلطان کی طرف سے اس سے ایسی کہہ دیں

۱- طبقات اکبری کے انگریزی مترجم نے حاشیہ میں نشان دہی کی ہے کہ یہ واقعات خلف حسن کے واقعات سے پہلے گزرے ہیں ۔ راجا کی لڑکی کے محل میں داخل ہونے کے بعد نصیر خاں سے آویزش شروع ہوئی ۔ (ق)

۲- ملاحظہ ہو فرشتہ ۱/۳۳۲ ، برہان مآثر ، ص ۷۹ ، (تاریخ میں الجھاؤ ہے) ، نیز دیکھیے شروانی ، ص ۱۸۲ - ۱۸۳ ۔

Marfat.com

کہ سکندر خاں بے اختیار [۴۲] ہو کر اطاعت سے روگرداں ہوگیا اور مالوہ کے حاکم سلطان محمود خلجی کو پیغام بھیجا اور اس کو ولایت برار فتح کرنے کی ترغیب دی۔

سلطان محمود، مندو سے برار کی طرف متوجہ ہوا۔ سکندر خاں نے ایک ہزار سواروں کے ساتھ چند منزل جا کر استقبال کیا اور سلطان محمود سے مل گیا اور ساتھ مل کر ماہور کے اطراف کا محاصرہ کر لیا۔ جب عرصہ ہوگیا اور محاصرہ نے طول کھینچا، تو سلطان علاء الدین ایک بڑا لشکر لے کر قلعہ ماہور کی مدد کے لیے آیا اور جب ماہور کے نواح میں پہنچا، تو سلطان محمود رات میں کوچ کر کے مانڈو کی طرف چلا گیا۔ سلطان علاء الدین نے ماہور کے تھانیدار کو فخرالملک کے خطاب سے ممتاز کیا اور بہت سی نوازشیں کیں۔ بدستور قدیم فخرالملک کو ماہور اور اس کے مضافات کی حکومت پر فائز رکھا۔ ان حدود کا انتظام کر کے دارالسلطنت کی طرف روانہ ہوگیا۔ اثنائے راہ میں سکندر شرمندگی کے ساتھ کفن پہن کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے نہایت رحم و کرم سے کہ جو اس کی طینت میں خمیر ہوا تھا، اسے معاف کر دیا اور خاص خلعت مرحمت کیا[1]۔

کہا جاتا ہے کہ سلطان علاء الدین نہایت بردبار تھا۔ خود خطبہ (نماز جمعہ) پڑھا کرتا اور اپنی تعریف ان الفاظ میں کرتا:

"السلطان العادل الحلیم و الکریم الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا و الدین احمد شاہ الوالی ابن محمد شاہ البہمنی۔"

ایک بزرگ[2] سید کہ جس کے بزرگوں کو مشہدین مقدسین کی نقابت کی خدمات سپرد تھیں، چاکنہ کے سادات کے قتل سے بہت رنجیدہ تھا۔ ایک روز سلطان علاء الدین اپنی تعریف میں یہی القاب بیان کر رہا تھا

۱- ملاحظہ ہو شروانی ص ۱۸۷۔

۲- اصل الفاظ "سید اجل" ہیں شروانی صاحب نے اسے علم قرار دیا ہے، اردو ترجمہ میں اس کو سید عجل لکھ دیا ہے۔ فرشتہ (۱/۳۳۸) نے "عرب تاجر اصفہانی" لکھا ہے۔ (ق)

Marfat.com

کہ اس سید نے کھڑے ہو کر کہا :

''خدا کی قسم تو جھوٹا ہے ۔ نہ عادل ہے نہ حلیم ہے نہ کریم ، پاک نسل (سادات) کو قتل کرتا ہے اور مسلمانوں کے ممبروں پر ایسی باتیں کہتا ہے ۔''

سلطان علاءُ الدین مسجد سے باہر آیا اور اس (شخص) سے بالکل تعرض نہیں کیا ۔ یہ حکایت اس کی بردباری کی واضح دلیل ہے[1] ۔

[۲۳] ۸۶۲ھ/۱۴۵۸ء میں خدا کے حکم سے سلطان سخت بیمار ہوا ۔ جب زندگی سے مایوس ہو گیا ، تو اس نے ایک دن ہمایوں خاں کو جو اس کی اولاد میں سب سے لائق اور بڑا تھا بلایا اور کہا : اے نورِ نظر! اب وہ وقت آ گیا کہ میں خوشی خوشی داعی اجل کو لبیک کہوں ، لیکن چند قیمتی موتی جو باپ دادا سے مجھے وراثت میں ملے ہیں اور جو میرے سینہ میں پوشیدہ ہیں جو نفاست میں ایسے ہیں کہ جوہر عقل ، کامل ہونے کے باوجود ان کی قیمت کا اندازہ کرنے میں عاجز ہے اور قلم کی قوت ناطقہ باوجود فصاحت و بلاغت کی صفات سے متصف ہونے کے ان کے فوائد کی تشریح و توضیح سے عاجز ہے ، لیکن پدری شفقت اور بیٹے کی انتہائی محبت نے اس بات پر مجبور کر دیا کہ تجھ کو ان نصیحتوں کے جواہرات اور موتیوں سے مالا مال کر دوں ۔

بیت

من انچہ شرط بلاغ است با تو گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

وہ نصیحتیں جو سلطان علاءالدین نے اپنے بیٹے ہمایوں خاں کو کیں :

''اے فرزند ارجمند ! چونکہ وہ وقت آ گیا کہ اب تو تختِ سلطنت پر جلوہ گر ہوگا ، لہذا رعایا کے معاملات میں واضح دلیل و برہان کے بغیر کبھی کوئی حکم جاری نہ کرنا اور غور و فکر

۱- دیکھیے فرشتہ (۱/۳۴۸) ، برہان مآثر ص ۸۷ ۔

Marfat.com

کے بغیر فرمان صادر نہ کرنا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ درستی کی بجائے فسادات پیدا ہوں گے ۔

دوسرے یہ کہ میدان حکومت کو خود غرض لوگوں سے پاک و صاف رکھنا ، کیونکہ وہ گروہ (خود غرض لوگ) اچھائیوں کو برائیوں کے ساتھ ملا دیتے ہیں اور اچھے کاموں کو بری صورت میں ظاہر کرتے ہیں ۔ فاسق و فاجر اور مفسد و شریر لوگوں کو ہمیشہ ذلیل و خوار رکھنا ، ورنہ لوگ فسق و فجور پر دلیر ہو جائیں گے ۔ عدالت ، جس پر اخلاق کی بنیاد قائم ہے اور شریعت و حکومت کے قوانین کا اسی پر دارومدار ہے ، وہ لوگوں میں سے جاتی رہے گی ۔

کبھی مفسدوں کو موقع نہ دینا ، اس بدانجام گروہ کی بات قابل اعتبار نہیں ہوتی ہے [۳۴] اور اس بدبخت گروہ کی معمولی بات یا گمان سے کہ جو کبھی طبیعت میں پیدا ہو جائے ، کسی بے گناہ کو نقصان نہ پہنچانا ۔ ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں اہل عقل و دانش سے مشورہ کرنا اور اہم امور و مشکل معاملات میں ان کو قاضی و حاکم قرار دینا ، اس لیے کہ بزرگوں کا قول ہے کہ جس نے مشورہ کیا اس کو ندامت نہ ہوئی ۔ دو رائیں ، ایک سے افضل ہیں ۔

عدل و انصاف کو حکومت ، طاقت اور سلطنت کا بازو سمجھنا ، کسی موقع پر کسی معاملہ میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دینا ، رعایا کے قلوب کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کرنا ، رعایا کا مال لینے میں جھگڑا نہ کرنا ، ملازمین اور لشکریوں کو ناموزوں مطالبات سے رنجیدہ نہ کرنا ، درویشوں کو مطمئن کرنے اور انھیں فائدہ پہنچانے میں پوری کوشش رکھنا ۔ مختصر یہ کہ اس طرح کا برتاؤ رکھنا کہ جب انسانی جسم کا وقت آخر آئے اور اعضائے جسمانی ساتھ چھوڑیں ، (موت آئے) تو لوگ اچھے الفاظ سے یاد کریں ۔

Marfat.com

بیت

بس از مرگ ہر کس کز و نام ماند
بہانا کہ در زندگی کام راند

مظلوم و ستم دیدہ کی فریاد سے ڈرتے رہنا اور یقین رکھنا کہ پروردگار عالم کی نظر ہمیشہ مظلوم کے حالات پر رہتی ہے ۔"

جب وزیروں اور امیروں کو ان وصیتوں کی اطلاع ہوئی ، تو ملک نظام الملک کہ جس پر حکومت کا دار و مدار تھا ، بھاگ کر اپنے لڑکے کے پاس گیا جس کا خطاب ملک التجار تھا اور وہ جنیر کا حاکم تھا ۔ وہاں سے دونوں مل کر گجرات چلے گئے ۔

جب ۲۱ جمادی الاولی ۸۶۲ھ کو سلطان علاء الدین کا انتقال ہوا[۱] تو سیف خاں [۳۵] مملو خاں اور دوسرے امیروں نے حسن خاں شہزادہ کی بیعت کر لی جو ہمایوں خاں کا چھوٹا بھائی تھا اور اس کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا ۔ عوام نے ہمایوں خاں کے گھر کو لوٹ کر اس میں آگ لگا دی ۔ ہمایوں خاں ، اسی سواروں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا ۔ اتفاق سے راستہ میں جب فیل بانوں ، پردہ داروں اور اہل لشکر نے اسے دیکھا ، تو وہ دوڑ کر اس کی خدمت میں آئے اور جب حسن خاں نے تخت پر سے اسے دیکھا کہ ہمایوں خاں دارالامارت میں آ گیا ہے ، تو اس پر رعب چھا گیا ۔ وہ خود تخت سلطنت پر مستقل مزاجی سے نہ بیٹھ سکا اور تخت

۱۔ فرشتہ (۱/۳۳۸) میں ۸۶۲ھ ہے ۔ برہان مآثر (ص ۸۷) میں اواخر ماہ جمادی الاول ۸۶۲ھ اور طبقات اکبری میں بھی ۲۱ جمادی الاول ۸۶۲ھ ہے مگر برہان مآثر کے ص ۸۸ پر لکھا ہے :

"ہمایوں شاہ بتائید الہ در بست و دوم شہر جمادی الثانی سنہ مذکور (۸۶۲ھ) بر سریر سلطنت تمکن و استقرار یافت ۔"

ہارون خاں شروانی (ص ۱۸۸ و ص ۱۹۰ ، حاشیہ ۱) نے علاءالدین کی تاریخ انتقال ۱۸ جمادی الاخری ۸۶۲ھ متعین کی ہے ۔ ہمارے خیال سے برہان مآثر کی تاریخ ص ۸۸ کی روشنی میں ۲۱ جمادی الثانی (۸۶۲ھ) درست معلوم ہوتی ہے ۔

Marfat.com

سے نیچے اُتر آیا - تمام امراء و وزراء شاہی آداب بجا لائے اور وہ (ہمایوں) تخت پر بیٹھ گیا -

سب سے پہلا حکم جو اس نے دیا وہ یہ تھا کہ سیف خاں کو ہاتھی کے پیر سے باندھ کر شہر میں تشہیر کیا جائے - مملو خاں نے جب یہ سیاست دیکھی ، تو وہ فرار ہو کر گوشہ نشیں ہوگیا - (سلطان علاء الدین کی) حکومت کی مدت تئیس سال نو ماہ اور بائیس دن ہوئی -

ذکر سلطان ہمایوں شاہ بن علاء الدین شاہ

جب امراء و اراکین نے چار و ناچار اطاعت قبول کر لی ، تو اگرچہ سلطان ہمایوں شاہ نہایت بہادر ، شجاع ، فصیح ، خوش بیان اور سخی تھا ، لیکن بدمزاج ، گناہ کرنے میں دلیر اور حقوق کے ادا کرنے میں قاصر تھا - رافت و دانائی سے عارق اور مجرموں اور گنہ گاروں کو سزا دینے میں ظالم تھا - اس کا قہر اور اس کی سیاست اس درجہ تھی کہ وہ اس میں مکمل اصابت رائے رکھتا تھا اور جو تدبیر اس کے ذہن یا دل میں آتی تھی ، اس کو وہ تقدیر الٰہی سمجھتا تھا -

جب وہ تخت سلطنت پر بیٹھا[1] تو اس نے اپنی پوری کوشش کامل و فاضل وزیر کے مقرر کرنے پر صرف کر دی - وہ کہا کرتا تھا کہ ایسا وزیر میسر نہیں ہوتا کہ جس کی اعانت و امداد سے سیاست و قہر کا ارتقاء ہو ، حکومت و سلطنت میں ترقی ہو [۳۶] اور اس کی رائے کے نتیجہ میں رعایا کے حالات درست اور ملک ترقی پذیر ہو - سلطنت کی آمدنی میں اضافہ اور فوج کا انتظام ہو سکے[2] - خواجہ نجم الدین محمود قارن گیلانی کہ جو دانا ، سنجیدہ ، تجربہ کار اور خدا ترس آدمی تھا ، عہدہ و وزارت کے لیے منتخب ہوا - سہمات ملکی کے پورے اختیارات اس کے دست اقتدار

۱- شروانی (ص ۱۹۸) نے ہمایوں شاہ کی تخت نشینی کی تاریخ ۷ مئی ۱۴۵۸ء لکھی ہے جبکہ برہان مآثر (ص ۸۸) کے اعتبار سے ۲۲ جمادی الثانی ۸۶۲ھ (۷ مئی ۱۴۵۸ء) ہے -

۲- ملاحظہ ہو برہان مآثر : ص ۸۹ -

Marfat.com

میں دے کر اس کو ملک التجار کا خطاب دیا[۱] ۔

اس کی سلطنت کی بہار[۲] کے زمانہ میں سکندر خاں بخاری کہ جو پہلے سلطان علاء الدین کے خلاف ہو کر سلطان محمود خلجی سے مل گیا تھا ، پھر نادم و شرمندہ ہوا ۔ اس نے تربیت کے حقوق بھلا دیے اور ہمایوں شاہ کی سلطنت کے میدان کو فتنہ و فساد کی گرد سے خراب کرنے لگا ۔ علم بغاوت بلند کر دیا اور ایک بڑی جماعت لے کر مالکنڈہ[۳] کی طرف متوجہ ہوا ۔ ہمایوں نے مالکنڈہ کا ارادہ کیا اور خان جہاں کو اپنے سے پہلے دو منزل آگے بھیج دیا ۔ سکندر خاں نے خان جہاں کو کمزور دیکھ کر اس پر حملہ کر دیا اور نہایت قہر و غضب سے شکست دی ۔

دوسرے دن جب سورج طلوع ہوا تو ہمایوں شاہ نے فوجیں ترتیب دیں اور میدانِ جنگ کی طرف توجہ کی ۔ طرفین سے مقابلہ ہوا ، خوب جنگ ہوئی ۔ ہمایوں شاہ کو فتح حاصل ہوئی ۔ دشمن خوار ہو کر بھاگ کھڑا ہوا ۔ ایک جماعت ہلاک ہوئی ۔ سکندر خاں بھی گھوڑے سے زمین پر آ گرا ۔ جلال خاں بخاری[۴] میدانِ جنگ سے فرار ہو کر قلعہ مالکنڈہ میں محفوظ ہو گیا ۔ جب سلطان مالکنڈہ کے نواح میں پہنچا ، تو جلال خاں نے عہد کرکے اس کے غیض و غضب سے اپنی جان بچائی ۔ سلطان دار السلطنت کو واپس ہو گیا[۵] ۔

۸۶۳ھ/۱۴۵۹ء میں جب ہمایوں شاہ کا ظلم مشہور ہو گیا ، تو تلنگ کے رایان (حکام) نے دائرہ اطاعت سے قدم باہر رکھ کر مقررہ مال

۱- برہان مآثر (ص ۸۹) میں محمود گاواں کا نام اس طرح ہے ''سلطان الوزراء خواجہ نجم الدین محمود ابن گاواں جیلانی ۔'' بعض تاریخوں میں اس کا نام عماد الدین ہے (شروانی ، ص ۲۰۹) ۔

۲- اغاز (نولکشور اڈیشن) ۔

۳- بالکنڈہ (نولکشور) ۔

۴- جلال خاں بخاری ، سکندر خاں بخاری کا باپ ہے ۔

۵- اس فتح میں وزیر محمود گاواں کی کوششوں کو خاص طور سے دخل تھا ۔ ملاحظہ ہو شروانی ، ص ۱۹۹ - ۲۰۰ ، فرشتہ ۱/۳۴۹ ، برہان مآثر ، ص ۹۰ ۔

Marfat.com

(خراج) دینا بند کر دیا ۔ ہمایوں شاہ نے ملک شہ ، ترک غلام کو [۳۷] خواجہ جہاں کا خطاب دے کر ولایت تلنگ کی طرف بھیجا اور نظام الملک غوری کو ساتھ بھیجا ۔ خود بیس ہزار سوار اور چالیس ہاتھی لے کر اس کے پیچھے روانہ ہوا ۔ خواجہ جہاں نے قلعہ دیورکنڈہ[1] کا محاصرہ کر لیا ۔ اہل قلعہ نے اوڑیسہ کے حاکم کو کثیر مال دینے کا وعدہ کیا اور مدد طلب کی ۔ اڑیسہ کا رائے ایک شاندار لشکر لے کر جس میں سو ہاتھی تھے ، مدد کے لیے آیا ۔ نظام الملک غوری نے کہا کہ اڑیسہ کے رائے کے آنے سے پہلے قلعہ کے محاصرہ کو ترک کرکے میدان میں آ جانا چاہیے ۔ ناتجربہ کار خواجہ جہاں ، نظام الملک کی رائے کو کمزور خیال کرکے وہیں مقیم رہا ۔ جب دوسرے دن صبح ہوئی ، تو ایک طرف سے اوڑیسہ کے رائے نے اور دوسری جانب سے قلعہ والوں نے خواجہ جہاں کی فوج پر حملہ کر دیا ۔ خواجہ جہاں کو شکست ہوئی ۔ اسی کوس بھاگ کر وہ ہمایوں شاہ کے پاس آ گیا اور عرض کیا کہ یہ شکست نظام الملک کی وجہ سے ہوئی ۔ ہمایوں شاہ نظام الملک سے ناراض ہو گیا اور اس کے منہ پر اس کو برا بھلا کہا ۔ نظام الملک وہاں سے بھاگ کر سلطان محمود خلجی سے جا ملا ۔ سلطان نے خواجہ جہاں کو بھی نظروں سے گرا دیا اور اسے موکل کے سپرد کر دیا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ نظام الملک غوری کو ذلت کے ساتھ قتل کرا دیا[2] ۔ اس کے عزیز و اقارب سلطان محمود خلجی کے پاس چلے گئے[3] ۔

۸۶۴ھ/۱۴۶۰ء میں پھر ہمایوں شاہ نے تلنگ کو فتح کرنے کا ارادہ کیا ۔ راستہ میں سات آدمی جو امیر زادہ محب الدین حبیب اللہ[4] کے

۱- دیوکنڈہ (نول کشور) ۔
۲- برہان مآثر ، ص ۹۰ ۔
۳- تلنگانہ کے اس معرکہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے شروانی ، ص ۲۰۱ ، فرشتہ ۱/۳۴۰ ، برہان مآثر ، ص ۹۰ ۔
۴- امیر زادہ محب الدین حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ بن شاہ نعمت اللہ کرمانی ، اپنے والد شاہ خلیل اللہ ہمراہ وارد بیدر ہوئے ۔ خانوادۂ شاہی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

خاص لوگوں میں سے تھے اور حادثاتِ زمانہ سے ستاروں کی طرح منتشر ہو چکے تھے ، مثلِ ثریا کے ایک جگہ مجتمع ہو گئے ۔ چونکہ آرام کے زمانہ میں وہ اس (امیر زادہ محب الدین حبیب اللہ) کے شریکِ دولت رہ چکے تھے ، لہذا آپس میں کہنے لگے کہ وہ ماہِ جلالت اس وقت گہن میں ہے ، اب زندگی کس کام آئے گی ۔ اب آؤ اس کی رہائی کے بارے میں کچھ سوچیں اور ملک یوسف ترک کے پاس چلیں جو بندگانِ عالی میں دیانت و صلاحیت [۸ ۰] میں مشہور اور اطاعت و خیر میں مشہور ہے اور ہمیشہ اس کی امیدوں کا پیالہ امیر زادہ کی شرابِ احسان سے بھرا رہتا تھا ، (وہ ہمیشہ امیر زادہ کا احسان مند رہتا تھا) وہاں پہنچ کر انھوں نے ماجرا بیان کیا ۔ وہ سعادت منداں کے ساتھ ہو گیا اور محافظوں کے ایک گروہ کو اپنے ساتھ ملا لیا ۔ (ملک یوسف ترک) موقع کا انتظار کرنے لگا ۔ بارہ سو سوار اور پچاس پیادوں کے ساتھ قلعہ کے دروازہ پر پہنچا ۔ چونکہ عصر کا وقت گزر رہا تھا ۔ لہذا گھوڑے سے اتر کر نماز ادا کی اور درگاہِ خداوندی میں مدد کا خواستگار ہوا ۔

شام کے وقت دروازہ کی طرف متوجہ ہوا ۔ دروازہ کے اکثر محافظ کاموں میں لگے ہوئے تھے ۔ گھوڑے سے دربانوں نے روکا ۔ ملک یوسف نرمی اور خوشامد سے پیش آیا سکہ سرخ کے ساتھ فرمان ، جیسے کہ دکن کے فرمان ہوا کرتے ہیں ، پہلے سے تیار کر لیا تھا ، اس کے پاس تھا ، وہ ان لوگوں کو دکھا کر پہلے دروازہ میں داخل ہوا ۔ جب دوسرے دروازہ پر پہنچا ، تو دربانوں نے مخالفت و مدافعت کی اور اس کو اندر نہیں جانے دیا ۔ ہرچند اس نے زبردستی کا فرمان ان کو دکھایا ، مگر انھوں نے اس کو منظور نہیں کیا اور کہا کہ کوتوال کا پروانہ ہونا چاہیے ۔ ملک یوسف نے فوراً ان کے سردار کا سر تلوار سے کاٹ ڈالا اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سے تعلقات قائم ہوئے ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے احوال و آثار حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی از مرزا ضیاء الدین بیگ (کراچی ، ۱۹۷۵ء) ، ص ۲۰۵ - ۲۱۰ ، برہان مآثر (ص ۹۲) میں اس کا نام مرزا حبیب اللہ نعمت اللہی لکھا ہے ۔

Marfat.com

قلعہ میں داخل ہو گیا ۔ اہل قلعہ میں شور برپا ہو گیا ۔ سب سے پہلے وہ بڑے قید خانہ کی طرف گیا ۔ قید خانہ کے دروازہ کو توڑ دیا ۔ تقریباً سات ہزار ، سادات علماء ، فضلاء اور درمیانی درجہ کے لوگ کہ جو اس قید خانہ میں بند تھے ، اپنی اپنی طرف چلے گئے (رہا ہو گئے) وہ اس کو ایک بڑی کامیابی سمجھا ۔

کوتوال شہر جلال خان کو جس کی عمر اسی سال تھی اور سلطان علاء الدین کے بیٹے یحییٰ خاں کو گرفتار کرکے ذلت و خواری سے قتل کر دیا ۔ حسن خاں اور امیرزادہ حبیب اللہ ایک حجام کے مکان میں جو امیر زادہ [۳۹] کا خدمت گار تھا ، پہنچے اور قلندروں کی طرح داڑھی مونچھ صاف کرا دی ۔ امیر زادہ چاہتا تھا کہ گوشہ نشین ہو کر قناعت اختیار کر لے ، مگر حسن خاں نے کہا کہ شہر کے لوگ اور سپاہ ، ہمایوں شاہ کے ظلم و جور کی وجہ سے ہماری طرف ہیں اور یقین ہے کہ حکومت پھر ہاتھ آ جائے گی ۔ میں اس کو طائر بازو شکستہ اور جانور پاشکستہ کی طرح بغیر تکلف و پریشانی کے گرفتار کر لوں گا ۔ چونکہ امیر زادہ ہمیشہ اسی قسم کے منصوبے بناتا رہتا تھا ، لہذا اس نے گوشہ نشینی کا ارادہ ترک کر دیا اور حسن خاں سے عہد و پیمان کر لیا ۔ دونوں متفق ہو کر شہر سے باہر نکل گئے ۔ لشکریوں کے گروہ کے گروہ ان کے پاس آنے لگے ۔

ہمایوں شاہ نے اس خبر کے سنتے ہی اپنے اور بیگانوں کا قتل عام شروع کر دیا ، جب وہ شہر بدر میں داخل ہوا[۱] ، تو اس قدر مظالم کیے کہ گویا حجاج تو نوشیروان عادل تھا ۔ افسوس وہ نہ رہا ، لیکن اس کا برا نام اور ظالموں کے نشان دنیا میں باقی رہ گئے ، مظلوموں میں سے کسی نے اس رباعی میں اس مضمون کا ذکر کیا ہے ۔

رباعی

اے ظالم از آہ دل شب خیز بترس

و ز مغل ہندو نفس شر انگیز بترس

۱- ہمایوں شاہ باہر گیا ہوا تھا ۔

Marfat.com

مژگاں بخون غرقہ مظلوم ما بین
زاں خنجر آبدار خونریز تبرس

ہمایوں شاہ کے واپس آنے کی خبر جب شاہزادہ حسن خاں اور امیر زادہ حبیب اللہ کو ملی ، تو انھوں نے خود میں مقابلہ کی قوت نہ دیکھی اور وہ بیجا پور کی طرف چلے گئے ۔ سراج خاں جس نے آخر میں معظم خاں کا خطاب پایا ، تواضع اور چاپلوسی کے ساتھ پیش آیا ، بہت سی پیشکش نذر گزرانی اور قسم کھا کر ان کو قلعہ میں لے گیا ۔ راتوں رات فوج جمع کر لی اور ان پر حملہ کر دیا ۔ بد معاش قسم کے لوگ منتشر ہو گئے ۔ حسن خاں اور امیر زادہ حبیب اللہ کا ان سات آدمیوں کے ساتھ کہ جو قید سے نکال کر لائے تھے ، اس محل میں محاصرہ کر لیا جہاں وہ آ کر ٹھہرے تھے ۔ حسن خاں امان کے لیے ان کے پاس آیا ، لیکن امیر زادہ حبیب اللہ نے اپنے دوستوں کے اتفاق رائے سے یہ کہا کہ ہم سب مرنے کے لیے آمادہ ہیں ، تم سے امان [۳۰] طلب نہیں کریں گے ۔ اسی جگہ حسب مقدرت کوشش کی اور اپنی تدابیر انتہا کو پہنچا دیں ۔ ہمایوں شاہ نے جب حسن خاں کو دیکھا تو اپنے روبرو اسے شیر کے سامنے ڈلوا دیا ۔ سید طاہر شاعر نے امیر زادہ حبیب اللہ کی تاریخ وفات کہی ہے[1] ۔

بہ شعباں شہادت یافت در ہند
حبیب اللہ غازی طاب مثواہ
روان طاہرش تاریخ می جست
برآمد ''روح پاک نعمت اللہ''[2]

سید نعمت اللہ اس کے جد بزرگوار تھے[3] ۔

۱۔ شاہ حبیب اللہ کا مزار بیجا پور میں موجود ہے (احوال و آثار حضرت شاہ نعمت اللہ) ، ص ۲۰۶ ۔

۲۔ ''روح پاک نعمت اللہ'' سے ۸۶۲ھ برامد ہوتے ہیں ۔ (ق)

۳۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) فرشتہ ۱/۳۴۲ - ۳۴۳ ۔

(۲) برہان مآثر ، ص ۹۲ - ۹۳ ۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

ایسا کہتے ہیں کہ سراج خان تھوڑے ہی دنوں میں کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔

مختصر یہ کہ ۸۶۵ھ/۱۴۶۱ء میں ہمایوں شاہ کے مظالم اس درجہ ہو گئے کہ وہ لوگوں کے اہل و عیال پر دست درازی کرنے لگا اور نفسِ امارہ کا اسیر ہو گیا۔ اکثر حکم دیتا تھا اور دلہن کو راستہ میں سے پکڑ کے اس کے محل میں لاتے تھے۔ وہ اس سے مباشرت کرنے کے بعد اس کے شوہر کے یہاں بھیجتا تھا۔ کبھی کبھی اہلِ حرم کو بلا وجہ بھی مروا دیتا تھا۔ امراء اس درجہ اس سے خوف زدہ تھے کہ جس وقت وہ اس کے سلام کے لیے جاتے تھے، تو وہ اپنے متعلقین کو وصیت کرکے جاتے تھے۔

شتاب خان، جو زنانہ محل کا محافظ تھا، چند حبشی مل گئے اور ۲۷ ذی قعدہ[۱] سال مذکور (۸۶۵ھ/۱۴۶۱ء) کی رات کو ہمایوں شاہ اپنی محل سرا میں آرام کر رہا تھا کہ ایک حبشی کنیز نے اس کے سر پر لاٹھی ماری اور اس کو مثل ہزار سالہ مردہ کے کر دیا۔

بیت

دریں فیروزہ ایوانِ پر آفات
بدی را ہم بدی باشد مکافات

نظیری شاعر نے کہ جو قید خانہ میں امیر زادہ حبیب اللہ کا رفیق

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

(۳) شروانی، ص ۲۰۱ - ۲۰۲۔
(۴) احوال و آثار حضرت شاہ نعمت اللہ، ص ۲۰۵ - ۲۱۰۔
(۵) روضۃ الاولیائے بیجا پور از عبد المجید خان (حیدر آباد دکن، ۱۳۱۴ھ)، ص ۲۵۔
(۶) محبوب الزمن تذکرہ سلاطینِ دکن، عبد الجبار، ص ۵۶۱۔

۱۔ فرشتہ (۱/۳۴۳) میں ۲۸ ذی قعدہ ہے (ق)۔ ۲۷ ذی قعدہ ۸۶۵ھ مطابق (۳ ستمبر ۱۴۶۱ء)۔

Marfat.com

تھا اور جس نے ملک یوسف ترک کی کوشش سے رہائی پائی تھی، ہمایوں شاہ کے مرنے کی تاریخ کہی ہے -

[۳۱] ہمایوں شاہ مرد و روز خوش گشت[۱]
تعالی اللہ زہے مرگ ہمایوں
جہاں پر ذوق شد تاریخ مرگش[۲]
ہم از ذوق جہاں آرید بیرون

لفظ ''ذوق جہاں'' سے اس کی تاریخ وفات نکلتی ہے - اس کی سلطنت کی مدت تین سال چھ مہینے اور پانچ دن ہوئی[۳] -

ذکر سلطنت نظام شاہ بن ہمایوں شاہ

جب نظام شاہ[۴] سات سال کی عمر میں اپنے باپ کی جگہ تخت نشین

۱- ''رحمت عالم'' بجائے روز خوش گفت (برہان ماثر، ص ۹۵) -

۲- ''فوتش'' بجائے مرگش (برہان ماثر، ص ۹۵) -

۳- ہارون خاں شروانی نے اپنی کتاب ''دکن کے بہمنی سلاطین'' (ص ۲۰۳ - ۲۰۷) میں ''ہمایوں کا کردار'' کے عنوان سے اس کے دور حکومت پر صحت منداںہ تبصرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ فرشتہ، مؤلف برہان ماثر وغیرہ نے عصبیت کی بنا پر اس کے مظالم کا ڈھنڈورہ پیٹا ہے - ان مؤرخین کی ہمدردیاں غیر ملکی نو واردوں کے ساتھ تھیں - جلال خاں کو وہ معاف کرتا ہے - حسن خاں حکومت کا خاتمہ کرتا ہے، لہذا وہ سخت پالیسی اختیار کرتا ہے - شروانی صاحب کا یہ بیان معقول دلائل پر مبنی ہے -

۴- ہمایوں شاہ کے جانشین کا نام فرشتہ (۱/۳۴۳) اور برہان ماثر (ص ۹۶) میں نظام شاہ ہے مگر شروانی (ص ۲۲۱) لکھتے ہیں کہ اس کا پورا نام نظام الدین احمد شاہ تھا - ریاض الانشا نمبر ۹۱، ص ۹۵ میں محمود گاواں نے مالوہ کے سفیر کے نام خط میں پورا نام دیا ہے جس کی مزید تصدیق اس کے سکوں کی عبارت سے ہوتی

Marfat.com

ہوا[1] ، تو ملکی سیاست اور سلطنت کے کام مخدومہ جہاں[2] کی رائے سے سرانجام پانے لگے - اس مخدرہ عصمت نے اپنی پوری ہمت عدل و انصاف میں صرف کی - ظالموں کو ظلم سے روکا ، لیکن ہمایوں شاہ کے ظلم کی شدت کی وجہ سے امیر بد دل ہو چکے تھے - سلطنت کے کام اصلاح پذیر نہیں ہوتے تھے -

اسی دوران میں اڑیسہ کے رائے (حاکم) کو جب ان حالات کی اطلاع ہوئی ، تو وہ فوج جمع کرکے شہر بدر کی بربادی کی طرف متوجہ ہوا - متواتر کوچ کرتا ہوا بدر سے تیس کوس کے فاصلہ پر آ گیا - امراء نے بے سر و سامانی کے باوجود آٹھ سالہ نظام شاہ کو ساتھ لیا اور جنگ کے لیے روانہ ہو گئے - جب بیس کوس کا فاصلہ باقی رہ گیا ، امیر زادہ محب اللہ[3] ایک سو ساٹھ مسلح جوانوں کو لے کر نظام شاہ کے لشکر سے نکلا اور آگے بڑھ گیا اور اوڑیسہ کے رائے (حاکم) کے ہراول لشکر پر کہ جس میں دس ہزار پیادے اور چار سو سوار تھے ، حملہ آور ہوا - صبح سے دوپہر تک اس نے داد مردانگی دی - آخرکار غازیوں کی فتح [۳۲] ہوئی اور اوڑیسہ کا ہراول لشکر بھاگ کر اپنے لشکر سے جا ملا - رائے اوڑیسہ رات کو کوچ کرکے اپنی ولایت کو چلا گیا - امیروں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور نظام شاہ کے ہمراہ واپس ہو گئے[4] -

ابھی بدر میں کچھ عرصہ قیام نہیں کیا تھا کہ خبر آئی کہ سلطان محمود خلجی ، نظام الملک غوری کے بھکانے سے ملک دکن کی طرف متوجہ

۱- نظام شاہ کی تخت نشینی ۲۸ ذی قعدہ مطابق ۴ ستمبر ۱۴۶۱ء کو عمل میں آئی (شروانی ، ص ۲۱۳) -

۲- ہمایوں بادشاہ کی بیوی اور نظام شاہ کی والدہ نہایت عاقلہ اور منتظم عورت تھی -

۳- شاہ محب اللہ ، شاہ خلیل اللہ بن شاہ نعمت اللہ کرمانی کے صاحبزادے تھے - ۸۳۰ھ/۱۴۲۷ء میں پیدا ہوئے اور ۹۰۸ھ یا ۹۰۹ھ میں انتقال ہوا - ملاحظہ ہو احوال و آثار حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی ، ص ۲۱۱ - ۲۱۳ -

۴- ملاحظہ ہو شروانی ، ص ۲۱۵ - ۲۱۶ -

Marfat.com

ہے اور کوچ کرتا ہوا آ رہا ہے ۔ امیروں نے نظام شاہ کو ساتھ لے کر مندو کے لشکر کے مقابلہ کی تیاری کی ۔ جب تیس کوس کا فاصلہ رہ گیا ، تو نظام شاہ نے دس ہزار سوار میمنہ پر مقرر کیے ۔ ان کا انتظام خواجہ محمود گیلانی کہ جس کا خطاب ملک التجار تھا ، کے سپرد ہوا اور میسرہ پر ملک نظام الملک ترک کو تعینات کیا اور خود گیارہ ہزار سوار اور سو ہاتھیوں کو لے کر قلب لشکر میں ڈٹ گیا اور قلب کی فوج کا انتظام خواجہ جہاں ملک شاہ ترک کے سپرد ہوا ۔ سلطان محمود خلجی نے اٹھائیس ہزار سوار ہر تینوں فوجوں میں تعینات کیے اور جنگ شروع کر دی ۔ صفوں کے مقابل ہونے پر ملک التجار نے ابتدا کی اور خلجی کے میسرہ پر حملہ کیا ۔ چندیری کا حاکم مہابت خاں اور ملک ظہیر الملک وزیر جو میسرہ کا سردار تھا ، میدان میں مارے گئے اور مندو کے لشکر کو زبردست شکست ہوئی ۔ دو کوس تک اس کا تعاقب کیا اور خلجی کے لشکر کو خوب لوٹا[1] ۔

اس موقع پر جب لوگ لوٹ مار میں مشغول تھے ، سلطان محمود ، دو ہزار سواروں کے ساتھ ، نظام شاہ کی فوج کے عقب میں ظاہر ہوا ۔ خواجہ جہاں ترک نے جو قلب لشکر کا سردار تھا ، ایک دم واپسی اختیار کی اور سلطان کو ہمراہ لے کر بیدر کا رخ کیا ۔ باوجودیکہ ملک التجار کو فتح ہو گئی تھی ، لیکن نظام شاہ کے لشکر کو شکست ہوئی اور جو لوگ لوٹ مار میں مشغول تھے وہ وہیں قتل ہو گئے جب ملکہ٭ [۴۳] جہاں نے خواجہ جہاں کی مکاری اور غداری دیکھی ، تو قلعہ بیدر کی حفاظت ملو خاں کے سپرد کر دی اور خود نظام شاہ کو لے کر فیروزآباد چلی گئی ۔ سلطان محمود نے بیدر کے دروازہ تک تعاقب کیا ۔ قلعہ کے بیرونی اطراف کو برباد کر دیا اور تسخیر قلعہ کے انتظامات میں مشغول ہوا[2] ۔

نظام شاہ نے اس دوران میں کہ جب جنگ میں مشغول تھا ، اس

۱- شروانی (ص ۲۱۶) لکھتے ہیں ۱۲ جمادی الاول ۸۶۹ھ (۱۲ فروری ۱۴۶۵ء) کو ہوا ۔

۲- تفصیل کے لیے دیکھیے شروانی ، ص ۲۱۶ - ۲۱۷ ۔

Marfat.com

واقعہ کو نامۂ محبت میں تحریر کرکے سلطان محمود گجراتی کے پاس بھیجا۔ جب فیروزآباد میں اس کو کچھ سکون حاصل ہوا اور بھاگی ہوئی فوج جمع ہو گئی، تو خواجہ جہاں کو کثیر لشکر دے کر سلطان محمود خلجی کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ اسی دوران میں خبر پہنچی کہ سلطان محمود گجراتی، اسی ہزار سواروں کے ہمراہ دکن کی سرحد پر پہنچ گیا ہے۔ سلطان محمود خلجی نے خود میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی اور اٹھارہویں دن گونڈوانہ کی راہ سے مندو کی طرف چلا گیا۔ خواجہ جہاں تین چار منزل تک تعاقب کرکے واپس ہوا۔ واپسی کے دوران میں گونڈوانہ کا راستہ ٹیڑھا تھا اور گونڈ ہر منزل پر رکاوٹ ڈالتے تھے۔ پانی کی وجہ سے بھی کئی جاندار ہلاک ہو گئے اور سونے کے دو تنکوں میں پانی کا ایک پیالہ ملنا بھی سستا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ چونکہ سلطان محمود خلجی صلاح و خیر سے عاری تھا، اس لیے اس کی اس ناشائستہ حرکت سے سوائے ادبار اور شامت کے کوئی اور نتیجہ نہ نکلا۔

بیت

شاخ چناں انشاں کہ سعادت دہد ثمر
تخمے چناں بکار، کہ بتوانیش درود

جب جنگل سے نکلا، تو گونڈوانہ کے راجاؤں کو جنہوں نے شائستہ خدمات انجام دی تھیں، بے گناہ قتل کرا دیا[1]۔

[۴۴] ۸۶۷ھ/۶۳-۱۴۶۲-۶۳ء میں سلطان محمود خلجی نوے ہزار سواروں کے ہمراہ دکن کو فتح کرنے کے لیے مندو سے چلا۔ نظام شاہ بھی اسباب جنگ کے ساتھ نکلا اور سلطان محمود گجراتی سے مدد مانگی۔ جب سلطان محمود خلجی دولت آباد کی سرحد پر پہنچا، تو مخبروں نے اطلاع دی کہ سلطان محمود گجراتی آ گیا، تو وہ مندو کے لشکر کو راستہ پر چھوڑ کر مالکندہ[2] کی طرف چلا گیا اور گونڈوانہ کے راستہ سے مندو کو واپس ہوا۔ نظام شاہ نے ایک خط محمود شاہ (گجراتی) کو بھیجا

۱- ملاحظہ ہو شروانی، ص ۲۱۸ - ۲۱۹ -
۲- بالکندہ (نولکشور اڈیشن)۔

Marfat.com

جس میں اس کا شکریہ اور تعریف کی تھی اور سلطان محمود (گجراتی) راستہ سے واپس ہو کر شہر احمد آباد چلا گیا[1] ۔

سال مذکور (۸۶۷ھ) ماہ ذی قعدہ میں نظام شاہ بیمار ہوا ۔ اسی بیماری میں اس کا انتقال ہو گیا[2] ۔

بیت

در خاک ریخت آں گل دولت کہ باغ ملک
با صد ہزار ناز بپرورد در برس

نظام شاہ کی بادشاہی کی مدت ایک سال گیارہ مہینے اور دس دن ہوئی ۔

ذکر سلطنت محمد شاہ بن ہمایوں شاہ

جب محمد شاہ[3] بن ہمایوں شاہ نے دس سال[4] کی عمر میں مسند حکومت پر جگہ پائی ، تو باوجودیکہ وہ کم سن تھا ، لیکن عدل و انصاف میں کوشاں رہا ۔ اس کے دورِ حکومت میں رعایا امن و امان سے رہی ۔

بیت

بقومے کہ اقبال خواہد خدائے
دہد خسروے ، عاقل و نیک رائے

۱- ملاحظہ ہو شروانی ، ص ۲۱۹ - ۲۲۰ ، برہان مآثر ، ص ۱۰۴ ۔

۲- ۱۳ ذی قعدہ ، ۸۶۷ھ (۳۰ جولائی ، ۱۴۶۳ء) کو نظام شاہ فوت ہوا (شروانی ، ص ۲۲۰) ۔

۳- فرشتہ (ص ۳۴۷) میں پورا نام شمس الدنیا والدین ابو المظفر الغازی محمد شاہ بہمنی لشکری ہے ۔ شروانی (ص ۲۶۱) لکھتے ہیں کہ سکوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ۔

۴- فرشتہ (ص ۳۴۷) میں نو سال برہان مآثر (ص ۱۰۷) میں دس سال اور منتخب اللباب (جلد سوم ، ص ۱۰۷) میں پندرہ سال لکھا ہے ۔ آخر الذکر صریحاً غلط ہے (شروانی ، ص ۲۶۱) ۔

Marfat.com

وہ امور سلطنت میں اربابِ دول سے مشورہ کرتا تھا ۔ معنوی بزرگی کے ساتھ (اس میں) صوری بزرگی بھی جمع ہو گئی تھی ، اس لیے اس نے اپنا خطاب محمد شاہ لشکری رکھا ۔ سلطنت کے کاموں کو اپنی صائب رائے اور ثاقب فکر سے انجام دیتا اور قدرت کی طرف سے جو بات اس کے دل میں آتی اس کو بہتر سمجھ کر [۳۵] اس پر عمل کرتا ، لہذا اس کے دورِ حکومت میں اتنا اچھا انتظام مملکت اور شان و شوکت رہی کہ جس سے بہتر ہونا ممکن نہیں ۔ ایک ہزار ترک غلام اس کی خدمت میں تھے ۔ اس گروہ کے بزرگوں کو اس نے بلند مراتب اور لائق مناصب پر فائز کیا ۔ ان میں سے عمادالملک کو کاویل ، نظام الملک کو جنیر اور خداوند خاں کو ماہور عنایت کیے ۔

گزشتہ بادشاہوں کی طرح قلعوں اور علاقوں کے فتح کرنے میں وہ صرف ان کے اطاعت و فرمانبرداری اور ہدیوں اور تحفوں کے بھیجنے کو کافی نہیں سمجھتا تھا ، بلکہ اس کی پوری توجہ اس بات پر مبذول ہوتی تھی کہ مضبوط قلعے (پوری طرح) اس کے قبضے میں آ جائیں ۔ حقیقت میں خاندانِ بہمن کا فرمان سلطنت اسی کے نام نامی پر ختم ہو گیا ۔ ہر وہ فتنہ و فساد جو سلطان ہمایوں شاہ اور نظام شاہ کے زمانے میں ملک میں پیدا ہو گیا تھا ، محمد شاہ کے وجودِ پُر شکوہ سے ختم ہو گیا اور سلطنت و مملکت کے کاموں میں اگر کبھی کوئی سستی و خرابی پیدا ہوئی ، تو اس کی توجہ سے درست ہو جاتی تھی ۔

انتظام سلطنت کے درست کرنے اور ارکانِ دولت کی دلدہی اور تسکین قلب کے بعد اس نے خواجہ جہاں کو شاہی محل کے سامنے قتل کرا دیا[1] ۔ کیونکہ اس نے سلطان محمود خلجی کی جنگ میں اس خاندان کی حکومت کی بربادی کی کوشش کی تھی ، باوجودیکہ وہ خزانوں پر قابض تھا ۔ اس نے جنیر کے حاکم ملک نظام الملک کو خلعت دے کر قلعہ کھرلا کی[2] فتح کے لیے جو مندو کے حکام سے متعلق تھا ، نامزد کیا ۔

۱- یہ واقعہ ۸۷۰ھ (۱۴۶۶ء) میں ہوا ، (فرشتہ ، ص ۳۴۷) ۔
۲- کھرک (نولکشور) ۔

Marfat.com

ملک نظام الملک نے بہت سے آدمیوں سے لشکر آراستہ کیا[1] اور منازل و مراحل طے کرکے اس دریا کے کنارے منزل کی جو قلعہ کے قریب تھا۔ مندو کا لشکر قلعہ سے باہر نکل آیا۔ جنگ ہوئی اور وہ پھر بھاگ کر قلعہ میں چلے گئے اور نظام الملک کے سپاہیوں نے قلعہ کے دروازے تک اُن کا تعاقب کیا۔ جب اہل قلعہ نظام الملک کی شان و شوکت سے مطلع ہوئے، تو انھوں نے امان [۳۶] چاہی۔ نظام الملک نے لوگوں کو امان دے دی اور ان کو قلعہ سے باہر نکالا۔ وہ ہر ایک کو اپنے ہاتھ سے پان دیتا تھا۔ اس دوران میں ایک شخص نے نظام الملک سے پان لینے کے بعد اس پر خنجر کا وار کرکے اس کو شہید کر دیا[2]۔ عادل خاں اور دریا خاں نے جو اس کی اولاد میں سے لائق تھے، اس قلعہ کے تھانیدار اور تمام آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اپنے ایک معتمد کو قلعہ میں چھوڑا اور اپنے باپ (نظام الملک) کی لاش لے کر محمد شاہ کے پاس روانہ ہوئے[3]۔ اس کی خدمت میں پہنچنے کے بعد منصب اور باپ کی جاگیر پر فائز ہوئے۔

چند روز کے بعد ملک التجار کو خلعت اور مرصع کمر بند دے کر بعض امراء کے ساتھ رائے شنکر[4] اور کوکی[5] کی ولایتوں کو فتح کرنے کے لیے بھیجا۔ ملک التجار جب قصبہ کولاپور[6] پہنچا، تو اسعد خاں اپنے لشکر کے ہمراہ جنیر سے اور کشور خاں کلبرگہ اور وائل[7] سے آ کر مل گئے اور وہاں سے سب نے ایک ساتھ کوچ کیا۔ جب درہ کیکنیہ

۱- فرشتہ، (ص ۳۴۸) ۸۸۲ھ/۱۴۶۷ء لکھتا ہے شروانی، (ص ۲۳۴) نے ۸۷۳ھ/۱۴۶۸ء لکھا ہے۔

۲- برہان مآثر، ص ۱۰۸، مگر فرشتہ، (ص ۳۴۸) میں ہے کہ قدم بوسی کے بہانے اس نے خنجر مارا۔

۳- برہان مآثر، (ص ۱۰۹) میں ہے کہ اس نے دو خواندہ پسر عبداللہ بغرش خاں اور فتح اللہ وفا خاں تھے۔

۴- رائے سنگیسر (فرشتہ، ص ۳۴۹)۔

۵- کوکن یا کالکن (فرشتہ، ص ۳۴۹)۔

۶- کھولا پور (فرشتہ، ص ۳۴۹)۔

۷- متن میں وائل ہے انگریزی مترجم، (ص ۹۷) نے دابل (Dabal) لکھا ہے۔

Marfat.com

پر پہنچے جو استحکام و بلندی میں ایسا تھا کہ کوئی تدبیر اس قلعہ کی فتح میں کامیاب نہیں ہو سکتی تھی ، وہاں منزل کی ۔ سخت جنگ ہوئی ۔ دشمن بھاگ کر قلعہ میں بند ہو گیا ۔ پانچ مہینے تک قلعہ کا محاصرہ جاری [۴۷] رہا ۔ جب برسات کا موسم آیا ، تو امیروں نے ایک دوسرے سے مشورہ کرکے کولا پور کی طرف واپسی کی ۔ کولا پور پہنچنے کے بعد قلعہ رنگینہ[1] کے فتح کرنے کا ارادہ ہوا ۔ تھوڑے ہی عرصے میں قلعہ فتح ہو گیا[2] ۔

جب برسات کا موسم ختم ہو گیا ، تو پھر رائے شنکر کی گوشمالی کا ارادہ کیا ۔ جب قلعہ ماچل پر پہنچے ، تو جنگ ہوئی پہلے ہی حملہ میں قلعہ فتح ہو گیا ۔ دشمن بہت قتل ہوئے ۔ چند سردار قید ہوئے[3] ۔ جب ملک التجار کے غلبہ اور شان و شوکت کا حال معلوم ہوا ، تو رائے شنکر نے دانشمندوں کی ، ایک جماعت کو ملک التجار کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ اس کی خطائیں معاف کر دی جائیں ۔ وہ قلعہ کیکنیہ کو سپرد کر دے گا ۔ ملک التجار نے اس کی خطا معاف کر دی ، قلعہ پر اپنے معتمد لوگ مقرر کیے اور اس کی ولایت میں سے اتنی جاگیر کہ جو رائے شنکر کی بسر اوقات کے لیے کفالت کر سکے ، اس کی تنخواہ میں مقرر کی وہاں سے بغیر وقفہ اور سستی کے جزیرہ گووہ (گوا) کی طرف جو بیجا نگر کی مشہور بندر گاہ ہے روانہ ہوا اور سمندر کے راستہ سے ایک سو چوبیس کشتیاں جنگجو آدمیوں سے بھر کر بھیج دیں ۔ تھوڑے ہی عرصہ میں جزیرہ پر قبضہ ہو گیا[3] ۔ جب وہ فتوحات اور غنیمت کا مال

۱۔ ایک خطی نسخہ میں "رلگنہ" دوسرے میں "رلگنہ" لولکشور اڈیشن میں "رنگینہ" فرشتہ ، (ص ۳۵۰) میں رالگنہ اور برگس ، (ص ۴۸۳) میں رام گڑھ ہے ۔ (ق)

۲۔ یہ فتح ۲ محرم ۸۷۵ھ (۱۹ جولائی ۱۴۷۰ء) کو ہوئی ۔ (شروانی ، ص ۲۳۸) ۔

۳۔ یہ فتح ۲۲ رجب ۸۷۵ھ (۱۴ جنوری ۱۴۷۱ء) کو ہوئی ۔ (شروانی ، ص ۲۳۹) ۔

۳۔ یہ فتح ۲۰ شعبان ۸۷۶ھ (یکم فروری ۱۴۷۲ء) کو ہوئی ۔

Marfat.com

لے کر دارالسلطنت میں پہنچا ، تو سلطان نے اس کی خدمات کو پسند کیا۔ ملکی معاملات کے اختیارات اس کے دست اقتدار میں دے دیے اور اس کو اعظم ہمایوں خواجہ جہاں کا خطاب دیا[١] ۔

محمد شاہ لشکری کی فوجیں جہاں جاتیں ، وہاں سے کامیاب واپس آتیں۔ اکثر یہ سننے میں آیا تھا کہ قلعہ پراکر[٢] کے حاکم جے سنگھ رائے کی ولایت میں الماس (ہیروں) کی کان ہے ۔ عادل خاں کو خلعت اور مرصع پٹکا دے کر امیروں کی ایک جماعت کے ہمراہ رخصت کیا ۔ عادل خاں نے امیروں کے مشورہ سے قلعہ پراکر[٣] کا محاصرہ کر لیا ۔ جنگجو جوان روزانہ مورچے بناتے اور لوٹ مار کرتے ۔ آخر کار جنگ رائے مجبور ہو کر امان کا طالب ہوا ۔ عادل خاں نے اس کی خطا معاف [٣٨] کر دی اور وہ قلعہ سے باہر آ گیا ۔ (عادل خاں) قلعہ کو اپنے معتمدین کے سپرد کر کے دارالحکومت کی طرف روانہ ہوا ۔ محمد شاہ لشکری نے اس ولایت کو اس کی جاگیر میں دے دیا ۔

ایک مدت کے بعد ملک التجار خواجہ جہاں نے کہا کہ برکانہ کا رائے (حاکم) اطاعت سے منحرف ہو گیا ہے اور ایک بڑا لشکر مہیا کر کے بندر گووہ (گوا) کی طرف متوجہ ہے ۔ (سلطان نے وہاں پہنچ کر) قلعہ برکالہ کا محاصرہ کر لیا ۔ یہ قلعہ اس قدر مستحکم ہے کہ کسی فاتح (قلعہ کشا) کو اس کی فتح کا خیال بھی نہیں ہو سکتا ۔ یہ قلعہ بنیادوں سے لے کر چوٹیوں تک پتھر تراش کر بنایا گیا ہے ۔ ہر پتھر کی چوڑائی تین گز اور موٹائی ایک گز اور دیوار کی بلندی تیس گز اور خندق کی چوڑائی چالیس گز ہے ۔ مختصر یہ کہ رائے برکانہ تین ہزار بہادر سواروں کے ساتھ قلعہ میں جنگ کا منتظر تھا ۔ محمد شاہ لشکری نے قلعہ کے چاروں طرف ایک اور دیوار بنا دی اور آمدورفت کا راستہ بند کر دیا ۔ مورچوں کو سرداروں میں تقسیم کر دیا روزانہ مورچے آگے بڑھتے جاتے تھے ۔ یہاں تک کہ خندق کو کوڑے کرکٹ سے بھر دیا اور مورچے قلعہ کی دیوار تک پہنچا دیے ۔ کام آج کل میں پورا ہونے والا تھا کہ رائے برکالہ نے

١- ملاحظہ ہو شروانی ، ص ٢٢٧ - ٢٢٨ ۔

٢ ، ٣- انگریزی مترجم نے ''پیراکر'' لکھا ہے ، (ص ٩٩) ۔

Marfat.com

نہایت عاجزی و انکسار کے ساتھ ایک وکیل بھیجا اور وفا دار رہنے اور مال گزاری ادا کرنے کا وعدہ کیا ۔ محمد شاہ نے اس کی خطائیں معاف کر دیں ۔ اس کو اماں دے کر قلعہ خالی کرا لیا اور ان حدود (علاقہ) کو خواجہ جہاں کے سپرد کر کے واپس آ گیا ۔

۸۷۸ھ/۷۴-۱۴۷۳ء میں خبر پہنچی کہ اوڑیسہ کا راجا اپنی ولایت سے ایک بڑی فوج لے کر دکن کی ولایت میں آ گیا ہے اور کچھ دیہات و قریات کو برباد کر کے اپنے ملک کو واپس چلا گیا ہے ۔ محمد شاہ نے ملک نظام الملک کو ایک بڑا لشکر دے کر اوڑیسہ کے راجا کو سزا دینے کے لیے بھیجا ۔ چند روز کے بعد خبر ملی کہ نظام الملک اوڑیسہ کے راجا کے مقابلہ سے فرار ہو کر ایزباد کی طرف چلا گیا ۔ اس مرتبہ سلطان (محمد شاہ) کی رگ حمیت جوش میں آ گئی اور وہ خود شہر سے نکل کر متواتر کوچ کرتا ہوا راج مندری کے رائے (حاکم) کی طرف متوجہ ہوا ۔

[۹۳] جب وہ راج مندری کے قریب پہنچا ، تو خواجہ جہاں کو شہزادہ محمود شاہ کے پاس چھوڑا اور خود بیس ہزار منتخب سواروں کے ساتھ یلغار کرتا ہوا راج مندری کی طرف گیا ۔ جب اس مقام کے قریب پہنچا کہ جہاں ایک فرسخ چوڑا دریا سامنے آ گیا ، تو محمد شاہ نے بے اختیار باگ روک لی ۔ اوڑیسہ کا راجا سات لاکھ پیادوں اور چند ہاتھیوں کے ساتھ اس طرف آیا ہوا تھا ۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ محمد شاہ لشکری خود آیا ہے ، تو رائے مان کر جو اس کا ایک معتبر سردار تھا ، قلعہ راجمندری میں چھوڑ کر خود فرار ہو گیا ۔

سلطان نے دوسرے دن دریا خاں کو اوڑیسہ کے راجا کے تعاقب کے لیے نامزد کیا ۔ وہ قلعہ راجمندری کے دروازہ پر اترا اور آمدورفت کے راستے روکنے کے لیے قلعہ کے چاروں طرف دیواریں بنا دیں ، مورچوں کو تقسیم کر دیا اور ساباط بنائے گئے ۔ جب چار ماہ کے بعد ساباط تیار ہو گئے ، تو اس کے لشکریوں نے اہل قلعہ پر حملہ کیا ۔ رائے مان کو اپنی موت کا یقین ہو گیا ۔ اس نے نہایت عاجزی و انکسار کے ساتھ اماں چاہی ، قلعہ سپرد کر دیا اور ایک ہاتھی جو قلعہ میں تھا ، پیش کر دیا اور خود نوکروں میں شامل ہو گیا ۔ محمد شاہ لشکری نے اس قلعہ اور اس کے نواح

Marfat.com

کو اس کی جاگیر میں دے دیا اور خود واپس آ گیا اور ان لوگوں کو جنھوں نے اس جنگ میں کوشش کی تھی بلند مراتب اور لائق مناصب مرحمت کیے۔ طبقات بہادری کی روایت یہ ہے کہ راجمندری کا قلعہ فتح نہیں ہوا ، مگر اوڑیسہ کے راجا نے پیشکش دے کر محمد شاہ سے چھٹکارا حاصل کر لیا[1]۔

محمد شاہ کی ابھی لشکر کشی کی تکان دور نہیں ہوئی تھی کہ خبر پہنچی کہ اوڑیسہ کی فوج نے آ کر اکثر پرگنوں اور دیہات کو برباد کر دیا اور مکرو فریب سے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ محمد شاہ نے نجومیوں سے نیک گھڑی معلوم کی اور شہر سے یلغار کرتا ہوا ملک تلنگ کی طرف روانہ ہوا اور [۵۰] قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کا تھالیدار عاجزی و انکسار کے ساتھ امان کا طالب ہوا اور اس نے قلعہ سپرد کر دیا۔ سلطان وہاں سے سمندر کی سیر کے لیے نرسنگہ رائے کی بندرگاہوں کی طرف متوجہ ہوا اور سمندر کی تفریح کے بعد نرسنگہ رائے سے پیشکش لے کر دارالسلطنت چلا گیا۔

ان حدود میں ایک مضبوط قلعہ ایک ماہ کے عرصہ میں تھانیداروں کے لیے تعمیر کرایا واپسی کے دوران ۸۷۹ھ/۷۵-۱۴۷۴ء میں وزیروں نے کہا کہ تلنگ کے نواح میں ایک شہر ہے جس کا نام کنجی[2] ہے جو مال و دولت سے بھرا ہوا اور ہندوؤں کا بڑا تیرتھ استھان ہے اورلیل واڑہ سے دس روز کا راستہ ہے۔ محمد شاہ لشکری ایک ہزار منتخب فوجیوں کو لے کر یلغار کرتا ہوا کنجی گیا۔ جب شہر میں داخل ہوا ، تو چالیس سوار اس کے پاس تھے۔ سپاہی تیزی سے شہر میں داخل ہوئے ، شہر کو برباد کیا اور سلطان دس دن وہاں قیام کر کے دارالسلطنت واپس چلا آیا[3]۔

۸۸۷ھ/۱۴۸۲ء میں گولکنڈہ میں بعض خود غرض لوگوں نے کہا

۱- ملاحظہ ہو شروانی ، ص ۲۳۶ - ۲۳۷ -
۲- کنجی ورم -
۳- یہ واقعہ محرم ۸۸۶ء (مارچ ۱۴۸۰ء) کا ہے (شروانی ، ص ۲۵۲) -

Marfat.com

کہ اوڑیسہ کا راجا ممالک محروسہ میں ملک التجار خواجہ جہاں کی تحریک اور بلاوے پر آیا ہے اور اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لیے خواجہ جہاں کا مہر شدہ خط دکھا دیا جو اوڑیسہ کے راجا کو لکھا گیا تھا ۔ اصل میں خواجہ جہاں کے مہر دار کو کچھ رقم دے کر سادہ کاغذ پر مہر لگوا لی تھی اور اس کاغذ پر اس مضمون کو تحریر کرکے دکھا دیا ۔ جب خواجہ کے بلانے کے لیے آدمی گیا ، تو ہر چند غلاموں نے خواجہ سے کہا کہ آپ کے پاس دس ہزار گھوڑے اصطبل میں موجود ہیں اور دس ہزار ترک غلام دربار میں حاضر ہیں ، لہذا مناسب یہ ہے کہ آپ گجرات کی طرف چلے جائیں ۔ خواجہ نے کہا کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے جو فرار ہو جاؤں ۔ امید ہے کہ سچ اور جھوٹ ظاہر ہو جائے گا ۔ جب موت سادہ دل خواجہ کا گریبان پکڑ کر محمد شاہ لشکری کے پاس لائی ، تو وہ تحریر [۵۱] اس کو دکھائی گئی اور بغیر تحقیقات کیے ہوئے تیسری صفر سال مذکور (۸۸۷ھ) کو خواجہ قتل[۱] کر دیا گیا[۲] :

عاش حمیداً ومات شہیداً رحمۃ اللہ

زندگی خوب پائی ، شہادت سے مرے ، اللہ رحم کرے

خواجہ جہاں ، خواجہ محمود گیلانی ہیں جو اپنے زمانے کے فاضل اور کمالات کسبی میں امتیاز رکھتے تھے ۔ علم انشاء میں ایک نادر کتاب لکھی اور وہ مکتوبات جو اپنے زمانہ کے بزرگوں کو لکھے تھے ، جمع کیے اور اس مجموعہ کا نام ریاض الانشاء رکھا[۳] ۔ ہمیشہ اپنے ہم عصر فضلاء کو خراسان ، عراق اور عجم میں تحفے اور ہدیے بھیجتے تھے ۔ خاص طور سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی کو خطوط بھیجا کرتے تھے اور ان سے نیاز مندی کا اظہار کرتے تھے ۔ حضرت مخدوم (جامی) بھی ان کے عقیدت و اخلاص پر نظر رکھتے تھے اور خطوط بھیجتے تھے کہ جو اُن

۱- تفصیل کے لیے دیکھیے ۔ شروانی ، ص ۲۵۲ - ۲۵۴ ۔

۲- شروانی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ ۵ صفر ۸۸۶ھ (۵ اپریل ۱۴۸۱ء) کا واقعہ ہے جبکہ خواجہ کی عمر ۷۳ سال کی تھی ، (ص ۲۵۴) ۔

۳- یہ کتاب طبع ہو چکی ہے ۔ شیخ چاند نے ترتیب و تہذیب کے فرائض انجام دیے ہیں ۔

Marfat.com

کے منشآت میں موجود ہیں ۔ قصائد کے دیوان میں ایک قصیدہ ہے جو خاص طور سے خواجہ (محمود گیلانی) کے لیے کہا ہے ۔ اس کا مطلع ہے :

مرحبا اے قاصد ملک معانی مرحبا
الصلا کرا[۱] جان و دل بزل[۲] تو کردم الصلا

اور اسی میں فرمایا ہے :

ہم جہاں را خواجہ او ، ہم فقر را دیباچہ اوست[۳]
آیت الفقر لکن تحت استار الغنا[۴]

اور غزل میں کہا ہے :

جامی اشعار دلاویز تو جنسے ست نفیس
بودش از حسن بود لطف معانی تارش[۵]
ہمرہ قافلہ چند رورا کن کہ رسد
شرف عزو قبول[۶] از ملک التجارش

[۵۲] مختصر یہ کہ خواجہ مظلوم[۷] کا قتل کرنا محمد شاہ لشکری کو مبارک نہ ہوا اور وہ چند روز کے بعد بیمار ہو گیا ۔ شرف جہاں طبیب نے ہر چند علاج کیا ، مگر فائدہ نہ ہوا ۔ ربیع الاول کی پہلی تاریخ (۸۸۷ھ)

۱- کہ (نولکشور) ۔
۲- بذل (نولکشور) ۔
۳- ہم چناں را خواجہ وہم فقر را دیباچہ (نولکشور) ۔
۴- قلت سر الفقر لکن استار الغنا (نولکشور) ۔
۵- بود آں جنس از الطاف معانی نازش (نولکشور) ۔
۶- مہر قبول (نولکشور) ۔
۷- شروانی ، (ص ۲۹۹) نے لکھا ہے محمود گاواں شیعہ تھا ، مگر یہ حقیقت ہے کہ اس کی بدولت علم و ادب کو ترقی ہوئی ۔ اس نے ایک عظیم الشان مدرسہ قائم کیا جس کی عمارت اور کھنڈرات آج بھی اس کی معارف پروری کی گواہی دے رہے ہیں ۔ ملاحظہ ہو مدرسہ محمود گاواں از سید محمد بیدری (مکتبہ زبیر ، کراچی ۱۹۷۳ء) ۔

Marfat.com

کو فوت ہو گیا[1] ۔ اس کی حکومت کی مدت انیس سال ، چار مہینے اور پندرہ دن ہوئی ۔

ذکر شہاب الدین محمود شاہ[2] بن محمد شاہ لشکری

سلطان شہاب الدین محمود شاہ جو سلطان محمد شاہ لشکری کا لڑکا ہے ، باپ کے مرنے کے بعد تخت سلطنت پر بیٹھا[3] ۔ کہا جاتا ہے کہ عقل و ہمت اور دوسرے کمالات کے اعتبار سے بہمنی سلاطین میں ممتاز تھا ۔ جب اس کی سلطنت کو استقلال حاصل ہو گیا ، تو اس نے وزارت کا کام ملک قیام الملک[4] ترک اور ملک نظام الملک کے سپرد کر دیا ۔ چونکہ ترک امیر بہت تھے اور وہ ملک قیام الملک کی طرف رجحان رکھتے تھے ، اس وجہ سے وہ نظام الملک اور تمام امرائے ہند سے حسد کرنے لگے ۔ آخرکار اکابر و اشراف کی کوشش سے ایک دوسرے نے عہد کیے اور قسمیں کھا کر متوکد کیا[5] ۔

غدار نظام الملک نے خوشامد کا طریقہ اختیار کیا اور سادہ لوح ترک قیام الملک کو غافل کر کے ایک روز اس سے کہا کہ عادل خاں ، دریا خاں ، ملو خاں اور کچھ دوسرے امیر یہ چاہتے ہیں کہ وہ اجازت لے کر اپنے اپنے تھالوں کو چلے جائیں ، لیکن چونکہ ترک امراء سے ان کے دلوں

۱۔ برہان مآثر ، (ص ۱۳۴) میں ۵ صفر ۸۸۷ھ (۲۶ مارچ ۱۴۸۲ء) ، فرشتہ (۱/۳۶۱) یکم صفر ۸۸۷ھ/۱۴۸۲ء درج ہے ۔

۲۔ فرشتہ (لولکشور) میں غلطی سے عنوان "ذکر جلوس سلطان محمد شاہ بہمنی و واقعات کثیرالاختلال او" درج ہے اور عبارت میں "محمود شاہ" تحریر ہے ۔

۳۔ ۶ صفر ۸۸۷ھ (۲۷ مارچ ۱۴۸۲ء) کو تخت نشین ہوا ۔ (شروانی ، ص ۲۷۵) ۔

۴۔ فرشتہ (ص ۳۶۱) اور برہان مآثر (ص ۱۳۵) میں قوام الملک ترک لکھا ہے ۔

۵۔ دیکھیے شروانی (ص ۲۷۶ - ۲۷۷) ۔

Marfat.com

میں خوف ہے[1] ، اس لیے وہ اپنے گھروں سے باہر نہیں آ سکتے ، اگر مناسب ہو تو اس گروہ کے رخصت کے دن ترک سردار اپنے اپنے گھروں میں رہیں ۔ ملک قیام الملک نے اس بات کو منظور کر لیا ۔ دوسرے دن دریا خان ، عادل خان اور تمام خوانین اپنے اپنے لشکروں کے ہمراہ تیار ہو کر قلعہ میں داخل ہو گئے ۔ فرہاد الملک ترک کوتوال نے ملک [۵۲] قیام الملک کو خبر بھیجی کہ امراء بغاوت کے ارادہ سے آئے ہیں ۔ چونکہ ملک قیام الملک کی موت آ گئی تھی ، لہذا اس نے یقین نہیں کیا ۔ غدار امیروں نے پہلے فرہاد الملک کوتوال کو گرفتار کیا اور پھر ملک قیام الملک کو شہید کر دیا اور باقی ترک امیروں کو ان کے مکانوں میں روک لیا اور پھر ایک ایک کو باہر نکال کر قتل کر دیا ۔

قیام الملک ترک کے مارے جانے کے بعد ملک نظام الملک اور ملک عماد الملک نے وزارت کے کام کو اپنے آپ سنبھال لیا اور سلطنت کا کام سلطان محمود شاہ کی والدہ ملکۂ جہاں سے مل کر کرنے لگے ۔ دارالسلطنت کا کوتوال ملک برہد مقرر ہوا کہ جو سلطان محمود شاہ کا ترک غلام تھا ۔

جب اس طرح ایک مدت گزر گئی ، تو ایک دن دلاور خاں حبشی نے محمود شاہ کی خدمت میں تنہائی میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ملک نظام الملک اور عماد الملک ابھی تک سلطان کو چھوٹا (کم عمر) سمجھتے ہیں اور کاروبار سلطنت خود سنبھالے ہوئے ہیں ۔ انھوں نے سلطان سے دونوں وزیروں کے قتل کی اجازت حاصل کر لی اور موقع کے منتظر رہے ۔

اتفاق سے ایک رات کو دونوں وزیر بعض امور مملکت کے سلسلے میں ملکۂ جہاں کی خدمت میں گئے ہوئے تھے ۔ شاہی محل سے باہر آنے کے وقت دلاور خاں نے ایک اور آدمی کے ساتھ دونوں وزیروں کا راستہ روک لیا اور دونوں پر تلوار کے وار کیے ۔ ان میں نظام الملک زخمی ہوگیا ، لیکن چونکہ دونوں تلوار میں ماہر تھے ، لہذا اپنے زور بازو سے اس کے سامنے سے نکل گئے اور انھوں نے رات کو ملک برہد کو بلایا اور

۱- برہان مآثر (ص ۱۳۵) میں ہے ''از لزکان براسانند'' ۔

Marfat.com

کہا کہ دلاور خاں اس (ملک برید) کے قتل کا بھی ارادہ رکھتا ہے۔ علی الصبح دونوں وزیر باہر آئے اور ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔ ملک نظام الملک جنیر اور عماد الملک کاویل کو چلا گیا اور اپنی اپنی جاگیروں پر قابض ہو گئے اور وہیں قیام کیا[1]۔ اس خبر کے سننے کے بعد تمام امیر متفرق ہو گئے اور محمود شاہ کے معاملات میں زبردست خرابیاں پڑ گئیں۔ چنانچہ رفتہ رفتہ ملک برید اس کو قیدیوں کی طرح رکھنے لگا اور اس کے اقتدار میں فرق آ گیا۔ شہر کے لوگوں نے اس پر خروج کر دیا۔ [۵۴] اکیس ذی قعدہ ۸۹۲ھ[2] کی رات کو غداروں کی ایک جماعت نے تمام اہلِ قلعہ کو جن میں فیل بان، حاجب، کوتوال اور پردہ دار تھے، اپنے ساتھ ملا لیا کہ اپنے بادشاہ سے بغاوت کریں، مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ:

آں را کہ ہست حفظِ الٰہی نگاہبان
از گردش سپہر نیاید برو گزند

اس وقت محمود شاہ عیش و نشاط میں مشغول تھا کہ قلعہ میں ایک زبردست شور و غل ہوا۔ تمام لوگوں نے ہتھیار سنبھال کر دارالامارت کا رخ کیا۔ فیل بانوں نے ہاتھیوں کو درست کیا اور چل دیے۔ پردہ داروں کو اپنے موافق کر لیا تھا۔ عزیز خاں ترک، حسن علی خاں اور سید میرزا مشہدی ملقب بہ ملو خاں مقابلہ کے لیے میدان میں آ گئے[3] اور خود اس کے لیے ڈھال بن گئے۔ ان میں سے عزیز خاں ترک نوجوان نے جو شجاعت و بہادری میں مشہور تھا، اپنی جان عزیز کو چار ترکوں کے ساتھ اس پر نچھاور کر دیا۔ سلطان محمود موقع پا کر شاہ برج کے بالا خانہ پر پہنچ گیا اور پھر حرم سرا میں چلا گیا۔ شاہ برج اور تمام قلعہ مفسدوں کے ہاتھ میں تھا۔ انھوں نے دروازوں کو مضبوط کر لیا تاکہ کوئی شاہی وفادار اور خیر خواہ (قلعہ میں) داخل نہ ہو سکے۔ بعض

۱- ملاحظہ ہو شروانی، ص ۲۷۸۔
۲- مطابق (۸ نومبر ۱۴۸۷ء)۔
۳- بادشاہ ان لوگوں کی معیت میں خوبصورت لڑکیوں کے ساتھ شراب نوشی میں مشغول تھا۔ شروانی (ص ۲۷۹)۔

Marfat.com

سپاہی خندق کے راستہ سے رسی کے ذریعہ شاہ برج پر پہنچے اور وہاں سے تیراندازی کر کے مفسدوں کو حویلی شاہ برج سے باہر نکال دیا ۔ ایک گروہ نے چھپروں میں آگ لگا دی جس سے ہاتھی گھبرا کر قلعہ سے باہر نکل گئے ۔ جب قلعہ مفسدوں کے فتنہ و آشوب سے خالی ہو گیا ، تو حکم ہوا کہ جہانگیر خاں کہ جو ملک نظام الملک ہے قلعہ کے دروازہ کی حفاظت کرے اور خان جہاں باہر نکل کر اپنے آدمیوں کے ہمراہ بازار اور شہر کی حفاظت کرے ۔ جب آدھی رات گزر گئی اور چاند نکل آیا ، تو ہر طرف سے فوج آ کر شاہ برج کے صحن میں جمع ہو گئی ۔ حکم دیا کہ عربی گھوڑے جو خاصہ کے اصطبل [۵۵] میں پرورش پا رہے ہیں ، ان لوگوں کو دے دیے جائیں ، انھوں نے ان گھوڑوں پر سوار ہو کر باغیوں کو تباہ کر دیا ۔ صبح ہونے پر بعض تو خندقوں میں گر کر ہلاک ہوگئے اور بعض قتل کر دیے گئے ۔ ایک گروہ چوہوں کے بلوں میں چھپ گیا[۱] ، دو تین دن کے بعد ان کو نکال کر سزائیں دی گئیں ۔

تواریخ (کی کتابوں) میں لکھا ہے کہ ایک دن عادل خاں کے پاس سے ایک قاصد آیا اور اس نے عرضی گزرانی جس کا مضمون یہ تھا کہ دستور الملک کے بہکانے سے امراء باغی ہوگئے ہیں اور بندہ ملک فخرالدین کے ساتھ آپ کا تابعدار ہے اور میں نے اس گروہ کو متفرق کر دیا ہے ۔ اب سنا گیا ہے کہ پھر وہ جمع ہو گئے ہیں اور عزیزالملک اس گروہ سے ملا ہوا ہے ۔

بیت

لدارلد در سر بجز سرکشی
روا نیست الا کہ لشکرکشی

اس خبر کے سنتے ہی سرداروں سے مشورہ کر کے فرمان جاری کیا کہ ایک دوسرے سے مل کر اس بدبخت گروہ کی سزا کی طرف متوجہ رہیں اور خود ایک ہزار ترک غلاموں کے ہمراہ نہایت عجلت سے اس طرف

۱- برہان ماثر (ص ۱۴۰) میں ہے ''برخے در گوشہا و بھولہا مختفی و متوازی گشتہ'' ۔

Marfat.com

روانہ ہوا ، ہر منزل پر آ کر امراء (لشکر میں) شامل ہوتے تھے ۔ جب راجمندری کے نواح میں پہنچا ، تو دوسرے دن میمنہ کا انتظام عادل خان کے سپرد اور میسرہ کا انتظام فخرالملک کے حوالہ کیا اور میدان جنگ کی طرف توجہ کی ۔ وہ کم بخت گروہ بھی مقابلہ پر آ گیا ، قطار بندی ہوئی ۔ عادل خاں نے جو میمنہ کا سردار تھا ، نہایت بہادری سے کام کیا اور باغیوں کو شکست دی ۔ دستورالملک جو باغیوں کا سردار تھا ، گرفتار ہو گیا ۔ چالاک مقابلہ کرنے والوں نے تعاقب کیا ، بہت سے باغیوں کو قتل کیا ۔ بعض نیم جاں نہایت مشکل سے نکل گئے ۔ جب محمود شاہ مظفر و منصور میدانِ جنگ سے اپنے لشکر میں آیا ، تو عادل خان کی درخواست پر دستورالملک کی [۵٦] خطاؤں کو معاف کر دیا ۔ اس کا جو ساز و سامان سرکار میں آ گیا تھا ، وہ واپس کر دیا اور پرانے منصب پر اس کو سرفراز کیا ۔ (بادشاہ) ملکی معاملات کو امراء پر چھوڑ کر خود گلبرگہ چلا آیا ۔

چند روز کے بعد خبر آئی کہ بھاگے ہوئے لوگوں کا ایک گروہ قلعہ سنکر میں قلعہ بند ہو گیا ہے ۔ محمود شاہ نے امیروں سے مشورہ کرنے کے بعد متواتر کوچ کر کے قلعہ سنکر کا محاصرہ کر لیا ، جنگجو جوانوں نے پہلے ہی حملہ میں قلعہ فتح کر لیا ۔ قلعہ کے لوگ اوپر کے قلعہ میں چلے گئے ، مگر جب انھوں نے خود میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی ، تو قلعہ سپرد کر دیا ۔ محمود شاہ نے اپنے معتمد لوگوں میں سے ایک شخص کو قلعہ میں چھوڑا اور خود شہر بیدر کو واپس ہو گیا اور گزشتہ بادشاہوں کے رسوم کے مطابق سرداروں اور بزرگوں کو انعامات سے سرفراز کیا ۔

۸۹٦ھ/۹۱-۱۴۹۰ء میں بہادر گیلانی کہ جو خواجہ محمود خواجہ جہاں کے نوکروں میں سے تھا اور تھانے داری اس سے متعلق تھی ، باغی ہو گیا اور بعض پرگنوں پر قبضہ کر لیا اور بندر وابل[1] پر قابض ہو کر جہازوں کو تیار کیا اور گجرات کے بندرگاہوں میں ظلم کرنے لگا اور سمندر کا راستہ بند کر دیا ۔ اتفاق سے سلطان محمود گجراتی کے جہاز اس کے ہاتھ آ گئے ۔ جہازوں میں جو کچھ سامان تھا ، وہ لوٹ لیا اور سلطان محمود

۱- انگریزی مترجم (ص ۱۱۷) نے دابل (Dabul) لکھا ہے ۔

Marfat.com

(گجراتی) کے آدمیوں کو قید کر لیا ۔ ایک روایت یہ ہے کہ جب تاجروں اور تاجروں کے نمائندوں نے بہادر گیلانی کی شکایت کی ، تو سلطان محمود (بہمنی) نے کمال خاں اور صفدر خاں کو مع لشکر بھیجا ۔ کچھ لشکر دریا کے راستہ سے اور کچھ لشکر خشکی کے راستہ سے روانہ کیا گیا تاکہ اس (بہادر گیلانی) کی کشتی عمر کو ہلاکت کے بھنور میں ڈال دیں ۔ کمال خاں اور صفدر خاں جب کشتیوں میں سوار ہوئے ، تو ان کا سفر ہوا کے اختیار میں تھا اور مخالف ہوا نے ان کی کشتیوں کو ایک دوسرے سے ٹکرا دیا ۔ بہادر نے آدمی بھیج کر اظہار اطاعت کیا ۔ [۵۷] کمال خاں اور صفدر خاں جب معمولی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ پر گئے ، تو فوراً ادھر سے اظہار بغاوت ہوا اور سخت جنگ ہوئی خون اور پانی آپس میں اس طرح مل گئے کہ پانی پگھلے ہوئے یاقوت کی طرح معلوم ہوتا تھا ، آخرکار کمال خاں اور صفدر خاں زخمی ہو کر قید ہوگئے ان کو واپس بھیج دیا ۔

جب یہ خبر سلطان محمود (گجراتی) کو ملی ، تو اس نے ملک قوام الملک کو پچاس ہزار سوار ہمراہ کر کے جنگ کے لیے روانہ کیا ۔ قوام الملک جب مہائم میں پہنچا ، تو اس نے دوستوں کی تلاش شروع کی ۔ آخرکار اس نتیجہ پر پہنچا کہ جب تک دکن کا کچھ حصہ برباد نہ ہو جائے اس وقت تک گزرنا ناممکن ہے ۔ اس بنا پر سرکشوں کے چند دیہات کو برباد کر کے تنہا یلغار کرتا ہوا شاہی درگاہ میں حاضر ہوا تاکہ حالات سے مطلع کرے اور ولایت دکن میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کرے ۔

سلطان محمود شاہ گجراتی نے اپنی طبعی نیکی کی بنا پر ایک خط محمود شاہ کو اس مضمون کا بھیجا[۱] کہ ایک زمانہ دراز سے آپس میں ہمارے درمیان مروت و محبت کا سلسلہ ہے اور طرفین سے متواتر اظہار خلوص و محبت ہوتا رہا ہے ۔ میری طرف سے اظہار خلوص میں کبھی کسی تقصیر کا اظہار نہیں ہوا ۔ سلطان محمود خلجی نے دکن کو سلطان

۱۔ خط کے لیے دیکھیے برہان مآثر ، ص ۱۴۷ ۔ فرشتہ (۱/۳۶۸) ہاشم تبریزی بطور سفیر گیا (فرشتہ ۱/۳۶۸) ۔

Marfat.com

مرحوم نظام شاہ سے لے لیا تھا ۔ اگر میں لشکر اور فوج سے مدد نہ کرتا ، تو ملک ہاتھ سے نکل گیا تھا ۔ اسی دوران میں سنا گیا کہ بندر وابل کے حاکم بہادر گیلانی نے سرکار خاصہ اور تاجروں کے بیس جہاز لوٹ لیے کہ جن میں مال ، مروارید اور قیمتی پارچہ جات بھرے ہوئے تھے ۔ اس نے دو سو جہاز مہائم بھیج دیے اور اس علاقہ کو لوٹ لیا ، مسجدیں اور عبادت خانے جلا دیے ۔ چونکہ مجھے آپ سے ہمیشہ سے اخلاص تھا ، لہذا یہ ضروری سمجھا کہ آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دوں ۔ اگر آپ نے اس کے دفع کرنے میں کوئی توجہ نہ فرمائی ، تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ دوسرے مفسد اس سے سبق حاصل کریں گے ۔ محمود شاہ نے ایلچی کو تسلی دی اور موافق امراء کو بلا کر [۵۸] کہا کہ اپنے محسن کے حقوق کو ادا کرنا ہر شخص پر اور خاص کر بادشاہوں پر واجب ہے ۔ سلطان محمود گجراتی اقبال مند بادشاہ ہے اور اس سے اس علاقہ کو نقصان پہنچ سکتا ہے ۔ چونکہ بہادر گیلانی نے اس کے ساتھ بے ادبی کی ہے ، لہذا مناسب یہ ہے کہ سردار لشکروں کو درست کر کے اس کے دفع کرنے میں کوشش کریں ۔ مشورہ کے مطابق امراء نے بہادر کو فرمان بھیجا اور جو مضمون (فرمان میں) تھا اس سے سلطان محمود گجراتی کو مطلع کیا ۔ (بہادر گیلانی کو) لکھا کہ جو کچھ جہازوں میں تھا ، وہ ہماری سرکار میں بھیج دے اور جہازوں کو سمندر کے راستہ روانہ کر دے ۔ کمال خاں ، صفدر خاں اور تمام شاہی متعلقین کو ہمارے حضور میں بھیج دے اور ان اشعار کے مضمون کو ادا کیا :

چرا پایہ خود نداری نگاہ
مکن چہرۂ بخت خود را سیاہ
منہ پا ز اندازۂ خود بروں
کہ رفتی بچاہ بلا سرنگوں

بہادر نے جب سنا کہ خدمت گار محمود شاہ کا فرمان لاتا ہے ، تو اس نے اپنے راستہ کے نگہبانوں کو حکم بھیج دیا کہ اس کو قلعہ سرج سے آگے نہ بڑھنے دیں ۔ (خود) لاف و گزاف بکنے لگا اور نامناسب جواب لکھ کر بھیج دیا ۔ جب بہادر کی یہ جرأت و جسارت اور نامناسب جواب محمود شاہ کو پہنچا ، تو امراء سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد متواتر کوچ

Marfat.com

کر کے اس کے دفعیہ کی طرف متوجہ ہوا ۔ منزلیں طے کرنے کے بعد قلعہ پر پہنچا جس کے استحکام میں بہادر نے مدتوں کوششیں کی تھیں اور سوار اور پیادے وہاں چھوڑ رکھے تھے ۔ اہل قلعہ لشکر اور فوج کی کثرت دیکھ کر اپنی تباہی کے خیال سے بھاگ کھڑے ہوئے ۔ تین دن تک اس کے انتظام کی غرض سے وہاں قیام کیا ، پھر قلعہ بورکل کی طرف جہاں بہادر قلعہ بند تھا ، متوجہ ہوا ۔ ابھی فوجیں قلعہ تک نہیں پہنچی تھیں کہ بہادر قلعہ کو چھوڑ کر فرار ہوگیا ۔ وہاں کا راجا حاضر ہوا اور وفاداروں میں شامل ہو گیا ۔ جب بہادر اس قلعہ سے بھاگ گیا ، تو اس کے سردار قلعہ مرچ میں جا کر قلعہ بند ہو گئے ۔ شاہی امراء کی یہ رائے ہوئی کہ قلعہ مرچ کو فتح کرنا چاہیے اور محمود شاہ کو لے کر اس علاقہ کی طرف توجہ کی ۔ جب اس نواح میں پہنچے ، [۵۹] تو وہاں کے حاکم نے بہادر کی مدد کر کے اس قلعہ کو مضبوط کر دیا اور مقابلہ و مجادلہ کے لیے آ گیا ۔ محمود شاہی لشکر نے قلعہ کے اطراف و جوانب کو گھیر لیا ، دشمن سے مقابلہ کیا اور جو لوگ جنگ کے خیال سے اس قلعہ سے باہر آئے تھے ، ان میں سے اکثر کو خاک میں ملا دیا ۔ اُس ملک کے حاکم کا لڑکا جو شرانگیزوں کا سردار تھا ، قتل ہوگیا ۔ ایک جماعت بھاگ کر سانپوں کی طرح سوراخ میں گھس گئی ۔ (چھپ گئی) محمود شاہ اور امراء نے یہ مناسب سمجھا کہ مورچے تقسیم کر کے قلعہ کے اطراف میں نقب لگوا دیں تاکہ قلعہ کا پانی خندق میں آ جائے اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے ان لوگوں کے پیر اکھڑ جائیں اور ہر برج کے مقابلہ میں باہر کی طرف ایک دوسرا برج بنا دیا گیا ۔

جب قلعہ کے حاکم نے دیکھا کہ راہ فرار بند ہوگئی ، تو اس نے عاجز ہو کر امان طلب کی ۔ محمود شاہ نے امراء کی رضامندی سے اس کو امان دے دی ۔ لشکریوں نے بہادر کو مختار بنا دیا کہ جو کوئی نوکر ہووے ، اس کو دیوان ، تنخواہ اور جاگیر دے اور جو کوئی بہادر کے پاس جائے راہدار اور محافظ اس کے اسباب اور گھوڑے سے تعرض نہ کریں ۔

جب قلعہ مرچ کی طرف سے اطمینان ہو گیا ، تو کلہرو وابل کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا ۔ جب مالوہ کے گاؤں میں پہنچا ، تو ستائیس رجب

Marfat.com

۸۹۹ھ/۱۴۹۴ء کو محمود شاہ کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ۔ اس نعمت عظمیٰ کے شکریہ میں محمود شاہ نے بخشش و عطا کی اور تاج احمد شاہی اپنے فرزند کے سر پر رکھ کر اس کا نام احمد شاہ رکھا ۔

جب قلعہ مرچ کی فتح اور کلھرو واہل کی طرف توجہ کرنے کی خبر بہادر کو ملی ، تو وہ نہایت حیران و پریشان ہوا ۔ وہ سمجھ گیا کہ قلت تدبیر کی وجہ سے بات بگڑ گئی ۔ جس طرف نگاہ کی ، راہ فرار بند پائی ۔ عاجز اور مجبور ہو کر خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو (شاہی) امراء کی خدمت میں بھیجا اور اپنے گناہوں کی معافی[1] چاہی ۔ سلطان محمود شاہ نے امراء کی سفارش سے [۹۰] بہادر گیلانی کی خطائیں معاف کر دیں اور حکم دیا کہ اگر بہادر ہماری خدمت میں آئے ، تو دیوان اسے ہاتھی اور مقررہ مال پہنچا دے ۔ قلعے اور علاقے جو اس کے قبضہ میں تھے ، ہم اس کو واپس کر دیں گے ۔ خواجہ نعمت اللہ نے بہادر کو لکھا کہ فوراً چلا آئے ، کیونکہ اس کی درخواست منظور ہو گئی ہے ۔ جب اس کو خواجہ کا خط ملا ، تو اس کے دماغ میں پھر غرور پیدا ہوگیا اور جو عہد کیا تھا ، اس کو توڑ دیا ۔ (شاہی) امراء محمود شاہ کو لے کر قلعہ جاکر کی طرف متوجہ ہوئے ۔ جب دریائے کلھر کے کنارے پہنچے ، تو مورچے تقسیم کر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ۔ جب صبح ہوئی ، تو سلطان کے حکم سے تمام لشکر فوراً جنگ پر آمادہ ہوگیا اور جو کوئی جنگ کے لیے قلعہ سے باہر نکلتا ، قتل کر دیا جاتا ۔ جب محمود شاہی افواج کا رعب مخالفوں کے دلوں میں بیٹھ گیا اور رات ہوئی ، تو باغی بھاگنے لگے اور اس گروہ کی شامت کی وجہ سے قصبہ کلھر برباد ہوگیا ۔

اس خبر کو سن کر مصطفیٰ آباد کا تھانیدار ملک شمس الدین طارمی اہل شہر کے مشورہ سے محمود شاہ سے ملا ۔ دو تین روز تک ان حدود کے معاملات کا انتظام کرنے کے لیے قصبہ کلھر میں قیام کرکے کالا پور کی طرف توجہ کی ۔ جب وہ موضع سلالہ پہنچا ، تو خبر ملی کہ بہادر قلعہ لہالا سے نکل کر کولا پور کی طرف چلا گیا ہے اور اپنے تصور باطل سے

۱۔ شروانی ، (ص ۲۸۴) لکھتے ہیں کہ ۲ رجب ۸۹۸ھ (مئی ۱۴۹۳ء) کو خواجہ نعمت اللہ بادشاہ کے پاس آئے اور سفارش کی ۔

Marfat.com

کچھ فوج جمع کرکے جنگ کے لیے آمادہ ہے ۔ سلطان اس خبر کے ملنے کے بعد متواتر کوچ کرکے جب کولا پور کے نواح میں پہنچا ، تو بہادر کے اکثر لشکری اس سے جدا ہو کر محمود شاہ کی خدمت میں آ گئے ۔ بہادر بھاگ کر کسی طرف چھپ گیا ۔ محمود شاہ نے امراء کے مشورہ سے ملک فخر الملک اور عین الملک کو قلعہ لپالا اور اس نواح کے انتظام کے لیے بھیج کر یہ طے [۶۱] کیا کہ برسات کا موسم کولا پور میں گزاریں تا کہ بہادر کی مخالفت اور نفاق کی بیخ کنی ہو جائے ۔ بہادر کو جب یہ اطلاع ہوئی ، تو اس کی امیدوں پر پانی پھر گیا اور اس کا غرور خاک میں مل گیا ۔ پھر خواجہ نعمت اللہ تبریزی کے ذریعہ سے عریضہ بھیج کر درخواست کی کہ قول نامہ وزراء کی معرفت بھیج دے ۔ تا کہ اطمینان کے ساتھ وزیروں کے ہمراہ حضور میں حاضر ہو جائے اور آئندہ تمام عمر روگردانی نہیں کرے گا ۔ محمود شاہ نے فتنہ کی آگ کو فرو کرنے کے لیے اس کی درخواست قبول کر لی اور قول نامہ بھیج دیا ۔ خواجہ نعمت اللہ نے پھر عرض کیا کہ اگر شرف العلماء صدر جہاں اور قاضی زین الدین حسن ، علماء کے ساتھ چلے جائیں تو بہادر وحشی کو اطمینان ہو جائے گا ۔ فرمایا کہ مخدوم حضرات بھی وزیروں کے ساتھ جائیں ۔ جب وزراء شرفاء بہادر کے پاس پہنچے ، تو درمیان میں دریا حائل تھا ۔ پہلے خواجہ نعمت اللہ اور خواجہ مجدالدین گئے اور سلطان کی مہربانی سے وزیروں کا آنا بیان کیا ۔

اس کی رائے پھر تبدیل ہو گئی ۔ اس کی بدبختی نے اسے یہ اجازت نہ دی کہ نیکی کے راستہ پر قدم رکھے ۔ دونوں خواجہ (نعمت اللہ و مجدالدین) نے آ کر وزیروں سے صورت حال بیان کی ۔ مخدوم خان کہ جس کے اختیار میں معاملات تھے ، قطب خان کے ساتھ دریا عبور کرکے بہادر کے پاس گیا اور مناسب نصیحتیں کیں ۔ بہادر نے خوانین کی عزت و تعظیم کی ، لیکن سیاہ قلب ہونے کی وجہ سے نصیحت کچھ اثر نہ ہوا ۔ یہ لوگ واپس چلے آئے ۔ مخدوم اعظم صدر جہاں اور قاضی زین الدین حسن نے جا کر اس کو پھر نصیحت کی ، لیکن وہ راہ حق سے کوسوں دور تھا نصیبہ نے اس کی مدد نہ کی اور وہ دفع الوقتی کرنے لگا اور کہا کہ اگر محمود شاہ قلعہ مرچ میں آ جائے تو میں وہاں حاضر ہو جاؤں گا ۔

[۶۲] وزیروں کی واپسی کے بعد سلطان نے ملک فخر الملک کو

قلعہ نپالا سے بلایا اور امیروں کے مشورہ سے اس کو خاص خلعت اور مرصع پٹکا دے کر بہادر کے دفعیہ کے لیے بھیجا - ملک فخر الملک کوچ کرتا ہوا گیا - بہادر کے قریب پہنچا - دوسرے دن فوج آراستہ کر کے آگے بڑھا - بہادر نے نہایت غرور تکبر سے مقابلہ کیا - جنگ شروع ہوئی - ناگاہ ایک تیر اس کے پہلو میں لگا اورزین خاں نے نیزہ کی انی کی ضرب سے اس کو گھوڑے سے زمین پر گرا دیا اور اس کا سر پر غرور کاٹ کر محمود شاہ کی خدمت میں بھیج دیا[1] - یہ فتح فخر الملک اور زین خاں کی بدولت نصیب ہوئی - خاص و عام نے خوشیاں منائیں - ملک فخر الملک کی واپسی کے موقعہ پر کام امراء ، لشکری اور ملازمین (شاہی) کو استقبال کے لیے بھیجا - اس کو خواجہ جہاں کا خطاب دیا اور اسی مجلس میں خاص خلعت ، مرصع پٹکا ، عربی گھوڑا اور ایک ہاتھی بھی عنایت کیا[2] -

اس فتح کے دو تین دن بعد قلعہ نپالا میں داخل ہوا اور وہاں سے عین الملک کو جزیرہ گووہ (گوا) بھیج دیا - تا کہ بہادر کی جگہ پر قابض ہو کر اس کا مال و اسباب روانہ کرے اور اس کے بھائی ملک سعید کی کی دل دہی کر کے (اس کو) حضور میں لائے - چند روز کے بعد عین الملک واپس آ گیا اور بہادر کے بھائی ملک سعید کو ہمراہ لے آیا - بہادر کے مال و اسباب میں سے پچاس ہاتھی ، تین سو عربی گھوڑے اور بہت نقد و جنس لا کر پیش کیا - چونکہ [۶۳] ملک سعید کی طرف سے خلوص کا اظہار ہوا ، لہذا مجلس میں اس نے بہادر ملک کا خطاب پایا اور وزیروں کے صلاح و مشورہ سے بہادر کا مال و اسباب و علاقہ ملک عین الملک کے سپرد ہوا اور اسے واپس بھیج دیا گیا -

جب قصبہ بیجا پور میں پہنچا ، تو اس باغ میں جس کو خواجہ جہاں فخر الملک نے لگایا تھا ، قیام کیا - دو تین دن عیش و عشرت میں گزارے خواجہ نے اس قدر تحفے ، نفیس چیزیں اور عربی گھوڑے پیش کیے کہ انسان خیال بھی نہیں کر سکتا - اسے خلعت اور مرصع پٹکا عنایت ہوا -

---

۱- یہ واقعہ ۵ صفر ۹۰۰ھ (۵ نومبر ۱۴۹۴ء) کو ہوا دیکھیے ، شروانی ، ص ۲۸۵ ، برہان مآثر ، ص ۱۵۳ ، فرشتہ ۱/۳۷۰ -

۲- دیکھیے شروانی ، ص ۲۸۵ -

Marfat.com

(سلطان نے) دارالسلطنت میں پہنچنے کے بعد امیروں کے مشورہ سے سلطان محمود گجراتی کے ایلچیوں کا حال معلوم کیا ۔ انھیں عربی گھوڑے انعام میں دیے اور جو ایلچیوں کی رسم تھی ، اس سے زیادہ مرحمت کیا ۔ دہلی کے وزن سے پانچ من مروارید ، پانچ ہاتھی ، مرصع خنجر بطور سوغات وکیلوں کے سپرد کیے ۔ کمال خان ، صفدر خاں اور سلطان محمود گجراتی کے تمام متعلقین کو جنھیں بہادر نے قید کر دیا تھا ، اپنے حضور میں بلا کر انعام و اکرام سے سرفراز کیا اور حکم دیا کہ بیس منزل[1] جہاز سلطانی کہ جس کو بہادر نے لوٹ لیا تھا ، سلطان کے خدمت گاروں کے سپرد کر دیں ۔ تا کہ اخلاص کا قدیمی سلسلہ مستحکم رہے[2] ۔

اس سے پہلے تحریر ہو چکا ہے کہ حکومت کے آغاز کے زمانے میں قیام الملک ترک کے مارے جانے اور نظام الملک و عماد الملک کے بھاگ جانے کی وجہ سے محمود شاہی حکومت کا دبدبہ اور شان کم ہوگئی تھی اور امیروں کے دل اس کی طرف سے متنفر ہو گئے تھے ۔ اس موقع پر جبکہ لشکر نے واپس آ کر بیدر میں قیام کیا اور سردار اپنے اپنے مقامات پر چلے گئے اور اس کی جو شان و شوکت باقی رہ گئی تھی ، وہ بھی جاتی رہی ، تو ملک برید کا [٦٤] ایسا غلبہ ہوا کہ وہ کسی شخص کو بھی اس (محمود شاہ) کے پاس نہیں جانے دیتا تھا ۔ آمدورفت کے راستے ایسے بند کر دیے تھے کہ وہ حرم سے نہیں نکل سکتا تھا ۔ (ملک برید) تمام معاملات اپنے اختیار سے طے کرتا اور سلطان کے لیے سوائے نام کے کچھ نہ چھوڑا تھا ۔ محمود شاہ نے اس بارہ میں عماد الملک کو لکھا ۔ اس نے جواب دیا کہ اگر حضور کاوبل چلے آئیں ، تو میں خدمت کو حاضر ہوں اور سلطنت کے کام از سر نو درست کر دیے جائیں ۔ محمود شاہ کسی نہ کسی طرح نکل کر کاوبل پہنچا ۔ ملک عماد الملک نے اس کی بہت تعظیم و تکریم کی اور ایک بڑی فوج لے کر ملک برید کے دفعیہ کے لیے متوجہ ہوا ۔ جب شہر بیدر کے نواح میں پہنچا ، تو ملک برید نے اپنا لشکر آراستہ کیا اور مقابلہ کے لیے آ گیا ۔ فوجوں کے مقابلہ کے وقت عماد الملک کا خاص غلام

1- انگریزی مترجم نے اس کا ترجمہ بیس جہاز کیا ہے ، ص ۱۲۷ ۔
2- شروانی ، ص ۲۸۵ ۔

Marfat.com

پیغام لے کر گیا کہ حضور سوار ہوں، کیونکہ جنگ کا وقت قریب آ گ
اتفاق سے اس وقت محمود شاہ سر دھونے میں مشغول تھا۔ عماد الملک کے
غلام نے کہا کہ جب جنگ کے وقت بادشاہ اتنا غافل ہو، تو یہ با
یقیناً ادبار کی علامت ہے:

بیت

ہر کہ باجہل و کاہلی پیوست
پائش از جائے رفت و کار از دست

یہ بات سلطان کو ناگوار گزری۔ جب سوار ہوا، تو تاخت کر کے
ملک برید کی فوج میں آیا۔ عماد الملک کے غلام کی شکایت کی۔ عمادالملک
یہ حالات دیکھ کر کاویل کو واپس چلا گیا۔ اس کے بعد اس (سلطان
محمود شاہ) کی زندگی اتنی خراب ہو گئی کہ اس کا کھانا اور پانی ملک
برید کی کنیزوں کے سپرد ہو گیا۔ [۶۵] ۹۲۷ھ/۱۵۲۱ء میں وہ فوت
ہو گیا[1]۔ اس کی حکومت کی مدت چالیس سال، دو مہینے اور تین
دن ہو۔

ذکر سلطنت احمد شاہ بن محمود شاہ

۹۲۷ھ/۱۵۲۱ء میں ملک برید نے امراء و خوانین کے صلاح و
مشورہ سے سلطان احمد شاہ بن محمود شاہ کو شہر بیدر میں تخت نشین کیا
اور صرف بادشاہی کا نام اس کے لیے چھوڑا۔ وہ اس کو محل میں رکھتا
تھا۔ امراء اپنی اپنی جاگیروں پر قابض تھے اور کوئی ایک دوسرے کی
اطاعت نہیں کرتا تھا۔ دو سال اور ایک مہینے تک احمد شاہ مظلوم
صرف نام کا بادشاہ رہا اور ۹۲۹ھ/۱۵۲۳ء[2] میں فوت ہو گیا[3]۔

۱- فرشتہ (۱/۳۴۳) نے ۴ ذی الحجہ ۹۲۴ھ (۷ دسمبر ۱۵۱۸ء) تاریخ انتقال لکھی ہے اس کو شروانی (ص ۲۹۲) نے نقل کر دیا ہے۔

۲- فرشتہ (۱/۳۴۳) نے انتقال کی تاریخ ۹۲۷ھ/۱۵۲۱ء دی ہے۔

۳- شروانی، (ص ۳۱۴) میں تاریخ ۴ محرم ۹۲۷ھ (۱۵ دسمبر ۱۵۲۰ء) درج ہے اور احمد شاہ کا دور حکومت ۷ دسمبر ۱۵۱۸ء تا ۵ دسمبر ۱۵۲۰ء بتایا ہے۔

Marfat.com

ذکر سلطان علاء الدین بن محمود شاہ

جب بیچارہ احمد شاہ مر گیا ، تو ملک برید نے امیروں کے مشورہ سے احمد شاہ کے بھائی علاء الدین کو پکڑ کر تخت نشین کر دیا اور وہ اس کو بھی (اس کے بھائی) کی طرح سے محل میں رکھتا تھا ، لیکن اس کی ذاتی اصلیت اور فطرت کی بلندی نے اس کو اس بات پر آمادہ کیا کہ لوگوں کو اپنے موافق بنائے ، شاہی طریقوں کو زندہ کرے [۶۶] اور اپنے بزرگوں کی طرح ملکوں پر قبضہ کرے ۔ ملک برید کو اس بات کی اطلاع ہوئی ، تو اس نے نظام الملک بن ملک نظام الملک ، عماد الملک بن عماد الملک اور عادل خاں بن عادل خاں سوائی کے مشورہ سے سلطنت کے نام کے سوا اس نے سب کچھ چھین لیا اور حقیقت میں اسے قید و بند سے رہا کر دیا ۔ (مار ڈالا) اور اس کے بھائی کو اس کی جگہ بٹھا دیا ۔ اس کی حکومت کی مدت جو قید و بند میں گزری ، ایک سال اور گیارہ مہینے ہوئی[1] ۔

سلطان ولی اللہ بن محمود شاہ

جب ملک برید بن ملک برید نے سلطان علاء الدین کو قید سلطنت سے آزاد کیا ، تو اس کے مجبور بھائی کو کہ جس کا نام ولی اللہ تھا ۔ برائے نام بادشاہ بنا دیا ۔ اس کے زنانہ محل میں کثرت سے جانے لگا ۔ کسی کی یہ طاقت نہ تھی کہ اس کو منع کرتا ۔ رفتہ رفتہ سلطان ولی اللہ کی بیوی سے اس کا تعلق ہو گیا اور اس کے نفس امارہ نے اس کو اس بات پر آمادہ کر دیا کہ اس نے ولی اللہ کو زہر دے کر اس کی بیوی سے نکاح کر لیا ۔ اس کی گرفتاری (مجبور بادشاہی) کا زمانہ ایک سال بھی نہیں ہوا[2] ۔

۱- فرشتہ (۱/۳۷۵) میں یہ مدت دو سال تین ماہ بتائی گئی ہے اور شروانی نے لکھا ہے کہ ۱۷ محرم ۹۲۹ھ (۵ مارچ ۱۵۲۳ء) کو علاء الدین فوت ہوا اور اس کی مدت حکومت ۱۵ دسمبر ۱۵۲۰ء تا ۵ مارچ ۱۵۲۳ء ہے (شروانی ، ص ۳۱۴ - ۳۱۵) ۔

۲- فرشتہ (۱/۳۷۵) نے مدت حکومت تین سال لکھی ہے اور شروانی (ص ۳۲۰) نے خاتمہ کا سال ۹۳۲ھ دیا ہے اور اس کی مدت حکومت ۱۵ مارچ ۱۵۲۳ء تا ۱۵۲۶ء بتائی ہے (شروانی ، ص ۳۱۵) ۔

Marfat.com

ذکر سلطان کلیم اللہ بن محمود شاہ

جب سلطان ولی اللہ نے ملک برید کے ہاتھ سے شربت شہادت پیا تو وہی عمل بد (مجبور بادشاہ بنانا) پھر اس سے واقع ہوا ۔ اس نے سلطان کلیم اللہ بیچارہ کو بادشاہ بنایا ۔ شہر بیدر میں سابقہ بھائیوں کی طرح اس کو بھی حراست میں رکھتا تھا ۔ جب امیروں میں موافقت نہ رہی ، تو عمادالملک کاویلی ، محمد خاں بن عادل خاں والی اسیر کی مدد سے نظام‌الملک ، ملک برید خداوند خاں اور تمام امرائے دکن سے جنگ کرکے بھاگا ۔ تین سو ہاتھی ، چند گھوڑے اور اسلحہ ، دکن کے لشکریوں کے ہاتھ آیا ۔ عماد الملک فرار ہو کر اسیر تو برہان پور آیا اور آخر کار سلطان بہادر (گجراتی) کی مدد سے [۶۷] پھر اپنے علاقہ پر قابض ہو گیا ۔ ۹۳۵ھ/ ۲۹ - ۱۵۲۸ء میں سلطان بہادر (گجراتی) کا خطبہ اپنے قصبات و دیہات میں پڑھوایا اور پھر عماد الملک کے کہنے سے دوبارہ سلطان بہادر گجراتی دکن کی طرف متوجہ ہوا ۔ چونکہ نظام الملک ، ملک برید اور دوسرے امراء مقابلہ کی تاب نہ لا سکے ، لہذا مجبوراً احمد نگر اور دکن کے تمام شہروں میں سلطان بہادر (گجراتی) کا خطبہ پڑھا گیا اور دکن کا علاقہ چار[1] امیروں نظام الملک ، عادل خاں ، قطب الملک اور ملک برید کے قبضہ میں آ گیا اور آج تک کہ ۱۰۰۲ھ/۹۴ - ۱۵۹۳ء ہے دکن کی حکومت ان چاروں آدمیوں کے خاندان میں ہے ۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک کا کچھ حال تحریر کیا جاتا ہے[2] ۔

• • •

۱- فرشتہ (۱/۳۷۶) میں پانچویں حکومت عماد شاہی کا بھی ذکر ہے ۔
۲- شروانی ، (ص ۳۱۶ - ۳۱۸) نے کلیم اللہ کی حکومت کی مدت ۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۸ء دکھائی ہے اور بتایا ہے کہ کلیم اللہ کے بعد جب اس کے لڑکے الہام اللہ نے محسوس کیا کہ بیدر اس کے رہنے کی جگہ نہیں ہے ، تو وہ بھیس بدل کر مکہ معظمہ چلا گیا اور وہاں سے پھر کبھی واپس نہ آیا (شروانی ، ص ۳۱۷) ۔

Marfat.com

سلسلہ نظام الملکیہ

سلسلہ ذکر نظام الملک بحری

نظام الملک بحری غلام تھا ۔ وہ قوم کا برہمن اور اس کا نام بھرلو تھا ۔ اس کی تحریف کرکے بحری کہتے تھے[1] ۔ چونکہ اس کے لڑکے احمد کے دماغ میں حکومت کا خیال پیدا ہوا ، لہذا اس نے مخالفت شروع کی ۔ سلطان کلیم اللہ کے وزیروں نے نظام الملک بحری کو قید کرکے اس کو اندھا کرا دیا ، آخر میں قتل کرا دیا ۔ اس کی حکومت کو استقلال نہ ہو سکا ۔ حکومت بہمنیہ کے ضمن میں اس کا ذکر ہوا ہے ۔

[۶۸] ذکر احمد بن نظام الملک بحری

اپنے باپ نظام الملک کے مرنے کے بعد اس نے استقلال دکھایا اور جنیر کی ولایت پر پوری طرح قبضہ کر لیا ۔ اس ولایت کے درمیان میں ایک بڑا شہر آباد کیا اور اس کا نام احمد نگر رکھا ۔ چالیس سال حکومت کرکے وہ فوت ہوا ۔ چونکہ اس گروہ کے حالات میں کوئی مبسوط کتاب نظر سے نہیں گزری[2] ، اس لیے اتنے ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے[3] ۔

۱۔ فرشتہ (۲/۹۳) میں اس کا ہندو نام تیجا بھٹ لکھا ہے ۔ اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو (۱) مقالات سلیمان حصہ اول (اعظم گڑھ ، ۱۹۶۶ء)، ص ۴۴۲ - ۴۴۳ ، (۲) الگریزی ترجمہ ، ص ۱۳۶ ۔

۲۔ فرشتہ نے احمد بن نظام الملک کے حالات بڑی تفصیل سے لکھے ہیں جو تاریخ فرشتہ کے تقریباً دس صفحات پر آئے ہیں ۔

۳۔ فرشتہ (۲/۱۰۰) نے لکھا ہے کہ احمد بن نظام الملک کا انتقال ۹۱۴ھ/۱۵۱۸ء میں ہوا ، لیکن برہان مآثر (ص ۲۳۴) میں ۹۱۱ھ/ ۱۵۱۵ء لکھا ہے ۔

Marfat.com

ذکر برہان نظام الملک بن احمد

جب برہان بن احمد، باپ کا قائم مقام ہوا، تو شاہ طاہر جو اس زمانہ کے فضلاء میں سے تھے، سلطانیہ عراق سے دکن آئے اور برہان کے مصاحب ہو گئے۔ وہ اس کو مذہب امامیہ کی تلقین کرکے مقتدا بن گئے۔

۹۳۵ھ/۲۹ - ۱۵۲۸ء[1] میں سلطان محمود گجراتی، تسخیر دکن کے ارادہ سے احمد نگر کے نواح میں پہنچا اور اس مقام میں جو "کالا چبوترا" کے نام سے مشہور ہے، قیام کیا۔ برہان نے خلوص و خدمت گزاری کا اظہار کیا اور سلطان بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اس پر نوازش کی اور سلطنت کا چتر دیا۔ کہتے ہیں کہ سلطان بہادر نے شاہ طاہر سے کہا کہ تم برہان کے ساتھ نہ آیا کرو[2] تاکہ تمہاری تعظیم میں کمی نہ ہو کیونکہ جب برہان سلطان بہادر کی خدمت میں آتا، تو کھڑا رہتا تھا اور شاہ طاہر چونکہ اس سے متعلق تھا، لہذا وہ بھی اس کے اتباع میں کھڑا رہتا تھا۔ سلطان بہادر شاہ طاہر کی عزت کرتا تھا[3]۔

برہان نظام الملک جب سلطان بہادر کی وجہ سے قوت حاصل کر چکا، تو اس نے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔ اس نے اڑتالیس سال

۱- انگریزی مترجم (ص ۱۳۹) نے ۹۲۵ھ لکھ دیا ہے۔ فرشتہ (۱۰۵/۲) میں بھی ۹۳۵ھ ہے۔

۲- متن میں "نمی ایستاد" ہے۔ نولکشور اڈیشن میں "می ایستاد" ہے جو صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

۳- شاہ طاہر نے برہان نظام الملک کو باقاعدہ شیعہ بنایا بلکہ شاہی خاندان کے دوسرے ارکان نے بھی یہ مذہب اختیار کیا۔ ۹۲۸ھ/ ۱۵۲۲ء میں شاہ طاہر احمد نگر میں آیا (فرشتہ، ص ۱۰۳)۔ سلطان تک رسائی حاصل کی۔ تدریس و تعلیم میں مشغول رہا۔ اس کی کوششوں سے ۹۴۴ھ/۳۸ - ۱۵۳۷ء میں خطبہ سے خلفائے راشدین کے نام خارج ہوئے (فرشتہ، ص ۱۰۹)۔ ۹۵۶ھ/۱۵۴۹ء میں شاہ طاہر فوت ہوا (فرشتہ، ص ۱۱۸)۔ فرشتہ نے شاہ طاہر کی مذہبی و سیاسی سرگرمیوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

حکومت کی[1] ۔

[۶۹] ذکر حسین نظام الملک بن برہان

باپ کے بعد حسین نظام الملک باپ کا قائم مقام ہوا[2] ۔ ثقہ حضرات سے روایت ہے کہ برہان نظام الملک ایک فاحشہ عورت پر عاشق ہو گیا تھا اور اس سے نکاح کر لیا ۔ اس نے ایک دن خلوت میں اس سے دریافت کیا کہ اس زمانہ میں جب کہ تو آزاد تھی ، جو لوگ تیرے پاس آمد و رفت رکھتے تھے ، تو نے ان میں سے کتنوں کو بہتر پایا اور ان کو خوش کیا ۔ اس نے چار آدمیوں کے نام بتائے ، برہان نے ان چاروں کو پکڑ بلایا اور ان بیچاروں کو قتل کرا دیا ۔ اس فاحشہ کا نام ایمنہ تھا اور حسین نظام الملک اسی سے پیدا ہوا تھا ۔ اس زمانہ میں بیجا نگر کا راجا رام راج جسے ہندی زبان میں بیدنا نگر کہتے ہیں ، پوری قوت اور غلبہ رکھتا تھا ۔ حسین نظام الملک ، عادل خاں ، قطب الملک اور ملک برید سے صلاح و

۱۔ ۹۶۱ھ/۱۵۵۳ء میں برہان نظام الملک فوت ہوا ۔ اسی سال سلطان محمود گجراتی اور سلیم شاہ بادشاہ دہلی بھی راہی ملک عدم ہوئے ۔ تاریخ فرشتہ کے مؤلف کے والد مولانا غلام علی ہندو شاہ نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ کہا ہے :

سہ خسرو زوال آمد بیک بار
کہ ہند از عدل شاں دار الاماں بود
یکے محمود شاہنشاہ گجرات
کہ ہم چوں دولت خود نوجواں بود
دوم اسلیم شہ سلطان دہلی
کہ در ہندوستان صاحبقراں بود
ز من تاریخ فوت ایں ہر سہ خسرو
چو می پرسی "زوال خسرواں" بود

۹۶۱ھ/۱۵۵۳ء

۲۔ شہزادہ عبد القادر اور دوسرے بھائیوں نے اختلاف کیا مگر بالآخر حسین نظام الملک تخت کا مالک اور قابض ہوا ۔

(فرشتہ ۲/۱۲۰ - ۱۲۱)

Marfat.com

مشورہ کے بعد رام راج کے سر پر جا پہنچا ۔ رام راج ایک لاکھ سوار اور دو ہزار ہاتھیوں کے ساتھ مقابلہ پر آیا ۔ جنگ ہوئی اور قریب تھا کہ یہ چاروں آدمی شکست کھا جائیں کہ اتفاق سے حسین نظام الملک کی جانب سے رام راج پر ایک توپ چلی اور (رام راج کو) اس نے ختم کر دیا ۔ لشکر کو شکست ہو گئی ۔ دکن کے امیروں کے ہاتھ بہت مالِ غنیمت ہاتھ آیا[1] ۔ حسین نظام الملک نے تیرہ سال حکومت کی[2] اور اس کے دو لڑکے مرتضیٰ اور برہان ہوئے ۔

ذکر مرتضیٰ بن نظام الملک

مرتضیٰ نظام الملک باپ کی وصیت کے مطابق باپ کا جانشین ہوا ۔ وہ سخی اور غریب دوست تھا ۔ شروع میں خواجہ میرک ہروی اس کا وزیر ہوا ۔ جس کا خطاب چنگیز خاں مقرر ہوا ۔ برار کی ولایت عادل خاں کے قبضہ سے نکال کر مرتضیٰ نظام الملک نے اپنی ولایت میں شامل کر لی ۔

چنگیز خاں کے مرنے کے بعد اتفاق سے ایک مرغ فروش کے لڑکے سے مرتضیٰ نظام الملک کو [۷۰] عشق ہو گیا ۔ اس نے اس کو مصاحب خاں کا خطاب دے کر اپنا وکیل بنایا ۔ اس بدبخت نے لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا ۔ لوگوں کے گھروں میں گھس جاتا اور ان کے اہل و عیال پر دست درازی کرتا ۔ بزرگوں میں سے جو کوئی ان کی متابعت سے روگردانی کرتا ، اس کے قتل کا ارادہ کر لیتا ۔ یہاں تک کہ برار کے امراء میر مرتضیٰ ، خداوند خاں اور دوسروں کے سروں پر بھی جا پہنچا ، جب ان امیروں کو اس کے ارادے معلوم ہوئے ، انھوں نے سبقت کی اور اس کو قتل کرا دیا ۔

۱- ملاحظہ ہو فرشتہ ۱۲۵/۲ - ۱۲۶ ۔

۲- فرشتہ (۱۲۹/۲) نے مدت حکومت گیارہ سال لکھی ہے اور مندرجہ ذیل مصرعہ سے تاریخ انتقال نکالی ہے :

ع آفتاب دکن بشد پنہاں ۹۷۲ھ/۶۵ - ۱۵۶۳ء

برہان مآثر (ص ۴۳۱) نے تاریخ ۷ ذی قعدہ ۹۷۲ھ بروز بدھ تحریر کیا ہے ۔

مرتضیٰ نظام الملک کو بہت رنج ہوا ، مگر صبر کے سوا کوئی چارہ نہ تھا ۔ اس زمانہ میں اس کو خبط دماغ اور جنون ہو گیا ۔ ہر وقت باغ بہشت میں گوشہ نشین رہتا ، کسی وقت باہر نہ آتا اور نہ کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیتا ۔ شاید ہی کوئی اجازت پاتا ۔ وزراء ہر وقت ملکی معاملات میں مشغول رہتے[1] اور ملکی معاملات کو سنبھالتے تھے ۔ اگر کوئی ضروری مہم پیش آ جاتی ، تو اس کے پاس تحریر بھیجی جاتی اور وہ جواب لکھ بھیجتا ۔

جب اس طرح چھ سال گزر گئے ، تو اکبر بادشاہ نے پیش رو خاں کو جو اُس درگاہ (سلطنت مغلیہ) کا قدیمی نمک خوار ہے ، دکن بھیجا کہ وہاں کے حالات معلوم کرکے عرض کرے ۔ جب پیش رو خاں احمد نگر پہنچا ، اسد خاں رومی نے ، جو مرتضیٰ کا وکیل تھا اور جب کبھی مرتضیٰ کو افاقہ ہوتا تھا اور وہ ہوش میں آتا تھا ، تو وہ اس کو باہر لاتا تھا ، پیش رو خاں سے ملاقات کرائی ۔ (اس نے) اکبر بادشاہ کی جانب سے خلوص و بندگی کا اظہار کیا ۔ پیش رو خاں نے اس سے کہا کہ حضرت (اکبر بادشاہ نے) مجھ سے فرمایا کہ آپ کی گوشہ نشینی کا حال معلوم کروں ۔ اس نے جواب دیا کہ چونکہ بہت زیادہ لوگ میرے پاس جمع ہو گئے ہیں اور میری ولایت میرے خرچ کے لیے ہی کافی نہیں ہے ، لہذا لوگوں کی شرمندگی کی وجہ سے بہت کم باہر آتا ہوں ۔ اس نے پیش رو خاں کو بہت سے نذرانے اور کوہ پیکر ہاتھی دے کر رخصت کر دیا ۔

[۱۷۰] اتفاق سے برہان ، جو (مرتضیٰ) نظام الملک کا بھائی ہے ، قید سے آزاد ہو گیا تھا ۔ اس نے خروج کر دیا ۔ امیروں نے مرتضیٰ نظام الملک کو باہر نکالا اور اس کو شکست دے دی ۔ وہ فرار ہوا اور اکبر بادشاہ کے حضور میں التجا لے کر حاضر ہوا ۔ وہاں اس پر شاہانہ نوازشیں ہوئیں ۔ مرتضیٰ نظام الملک پھر اسی باغ میں گوشہ نشیں ہو گیا ۔ کوئی اس کے پاس نہیں جاتا تھا ۔ یہ واقعہ ۹۹۱ھ/۱۵۸۳ء میں وقوع پذیر

۱۔ مرتضیٰ کی ماں خونزہ ہمایوں ، سلطنت کے کام انجام دیتی تھی ۔
(فرشتہ ۲/۱۳۰)

Marfat.com

ہوا ۔ تین سال اسی میں گزر گئے ۔ چند مرتبہ نظام الملک اور عادل خان کے درمیان جنگ ہوئی اور صلح ہو گئی ۔ شاہ طہماسپ کا غلام گرجی کہ جس کا نام صلابت خاں تھا ، نظام الملک کے یہاں با اختیار ہو کر مدار الملک ہو گیا ۔ میر مرتضیٰ ، خداوند خان اور ولایت برار کے دوسرے جاگیردار امیروں کو صلابت خاں سے عناد ہو گیا ۔ انھوں نے فوج اکٹھی کر کے احمد نگر پر چڑھائی کر دی ۔ صلابت خان سے جنگ ہوئی ۔ وہ غالب آیا ۔ یہ جماعت فرار ہو کر اکبر بادشاہ کی درگاہ میں فریادی ہوئی اور کمک طلب کی ۔ وہ کمک لے کر دوبارہ ولایت برار میں آئے ۔ اس واقعہ کی تفصیل اپنے موقع پر بیان ہو چکی ہے ۔

مرتضیٰ نظام الملک آخر عمر میں ایک فاحشہ عورت پر کہ جس کا نام فتو تھا ، عاشق ہو گیا ۔ میر بہشتی نامی ایک سید نے اس فاحشہ کو چند روز کے لیے اپنے گھر میں رکھ لیا تھا ۔ میر بہشتی کے ایک لڑکا اسماعیل نام دوسری عورت سے تھا ۔ یہ فاحشہ اسماعیل کو بھائی کہتی تھی ۔ اسماعیل نظام الملک کا وکیل ہو گیا ۔ اس نے صلابت خاں کو قید کر دیا ۔ کہتے ہیں کہ اس نے ایک تحریر مرتضیٰ نظام الملک کی طرف سے دکھائی کہ صلابت خاں قلعہ میں رہے ۔ صلابت خاں اسی وقت ڈولی منگا کر سوار ہوا اور قلعہ میں چلا گیا ۔ ہر چند لوگوں نے کہا کہ مرتضیٰ نظام الملک اپنی صحیح حالت میں نہیں ہے اور اس حکم کی اس کو خبر بھی نہیں ہوگی ۔ سلطنت کی نگہداشت اور حفاظت کے لیے وفاداری اور نمک حلالی ضروری ہے ، لہٰذا اس نے ان کی بات قبول نہ کی اور کہا کہ مجھے فضول باتوں سے کوئی کام نہیں ہے اور اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے ۔

[۴۲ب] جب صلابت خاں درمیان سے ہٹ گیا ، تو اسماعیل وکیل مطلق ہو گیا ۔ اس نے اور اس فاحشہ فتو نے پورا استقلال اور غلبہ حاصل کر لیا ۔ اسماعیل نے طرح طرح کے ظلم و ستم شروع کر دیے ۔ حسن علی پسر سلطان حسین سبزواری کو اپنا نائب بنا کر مرزا خاں کا خطاب دیا ۔ جب ظلم و ستم حد سے زیادہ گزر گیا ، تو مرزا خاں نے روز بروز اپنی قوت میں اضافہ کر لیا اور اکثر امیروں کو موافق کر کے مرتضیٰ نظام الملک کا وکیل بن بیٹھا اور میدان خالی پا کر اس کے دل میں

Marfat.com

حکومت کی خواہش پیدا ہو گئی ۔ حسین پسر نظام الملک کو قلعہ میں مقید رکھتا تھا کہ وہ اب قریب قریب سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا ، لہذا اسے آزاد کر کے تخت نشین کر دیا اور مرتضیٰ نظام الملک کو حمام میں ڈال کر اس کے دروازے بند کر دیے ۔ وہ بیچارہ گرمی کی شدت سے ہلاک ہو گیا[۱] ۔ مرتضیٰ نظام الملک کی حکومت چھبیس سال اور چند ماہ رہی ۔

ذکر سلطنت حسین نظام الملک بن مرتضیٰ نظام الملک

اس کو میراں حسین بھی کہتے ہیں ۔ مرزا خاں اس کو نمونہ بنا کر خود حکومت کرتا تھا اور وہ کم سنی کی وجہ سے لہو و لعب ، مرغ کی لڑائی اور سیر وغیرہ میں مشغول رہتا تھا ، زیادہ وقت فاحشہ عورتوں کے ساتھ کوچہ و بازار میں مست پھرتا تھا اور نامعقول حرکتیں کرتا تھا[۲] ۔جب مرزا خاں کا اقتدار حد سے گزر گیا ، تو دکن کے قدیم امیروں کو رشک و حسد پیدا ہوا ۔ ناتجربہ‌کار اور کمسن حسین نظام الملک کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ مرزا خاں کو راستہ سے ہٹا دے ۔ آلکس خاں کے یہاں کہ جو حسین نظام الملک کا دودھ شریک بھائی اور ہم عمر بھی تھا ، دعوت کی گئی[۳] ۔ مرزا خاں کو بلایا ، مرزا خاں کو [۷۳] ان کے اس ارادہ کی اطلاع ہو گئی ۔ اس نے عذر اور بہانہ کر کے وہ دن ٹال دیا اور نہیں آیا ۔ کھانا کھانے کے بعد اتفاقاً اس مجمع میں سے سید مرتضیٰ شروانی جو مرزا خاں کے دوستوں میں سے تھا ، قے کرتا ہوا اُٹھا اور چیخنے لگا کہ مجھے زہر دے دیا ۔ مرزا خاں نے سید مرتضیٰ سے ملاقات کی ۔ مقدمات کی تمہید قائم کی اور حسین نظام الملک کی خدمت میں آیا اور کہا کہ سید مرتضیٰ ایک معزز شخص ہے اور بستر ہلاکت پر پڑا ہے ۔ چونکہ قلعہ کے اندر کی آب و ہوا اچھی ہے ، لہذا اگر اجازت ہو ، تو وہ چند روز وہاں (قلعہ میں) رہے ۔ چنانچہ اجازت لے کر اسے قلعہ میں

۱- بقول فرشتہ (۱۴۷/۲) ۱۸ رجب ۹۹۶ھ کو فوت ہوا اور اس کی مدت حکومت ۲۴ سال پانچ ماہ ہوئی ۔

۲- فرشتہ ۱۴۷/۲ ۔

۳- یہ دعوت بارہ جمادی الاولی ۹۹۷ھ کو ہوئی (فرشتہ ۱۴۸/۲) ۔

Marfat.com

بھیج دیا ۔ دوسرے روز حسین نظام الملک کے پاس آ کر اس کو سید مرتضیٰ کی عیادت کے لیے لے گیا اور گھر میں بند کر دیا :

مزن در وادیٔ مکر و حیل گام
کہ در دامِ بلا افتی سرانجام

دروازے کو مضبوط کر دیا اور اپنے آدمیوں کے سپرد کر دیا ۔ سید مرتضیٰ تندرست و توانا قلعہ کے دروازے پر بیٹھ کر انتظام کرنے لگا ۔ مرزا خان نے آلکس خان کو بھی گرفتار کرکے قید کر دیا ، امین الملک کے داماد میر طاہر کو بھی قلعہ میں بھیج دیا اور برہان کے لڑکے اسماعیل کو جو مرتضیٰ نظام الملک کا بھتیجا ہے ، قید سے نکال کر قلعہ احمد نگر لے آیا ۔

جب حسین نظام الملک کے گرفتار ہونے کی خبر نے شہرت پائی ، تو جمال خان گجراتی نے کہ جو سلاح داروں کا سردار تھا ، یاقوت غلام سے کہ جو خداوند خان کا خطاب رکھتا تھا ، اتفاق رائے کیا اور اہلِ لشکر اور دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر قلعہ کے دروازہ پر آ گیا اور توپیں داغنی شروع کر دیں ۔ مرزا خان دروازہ پر آیا ، زبردست جنگ ہوئی ۔ مرزا خان کا ماموں کشور خان اور علی خان مارے گئے ۔ مرزا خان ، سید مرتضیٰ ، جمشید خان ، امین الملک ، بہائی خان ، خانخاناں اور دوسرے لوگوں نے اس خیال فاسد سے کہ فتنہ فرو ہو جائے گا ، حسین کا سر کاٹ کر قلعہ سے [۷۳] باہر پھینک دیا اور اسماعیل بن برہان کو برج پر لے جا کر اس کے سر تاج رکھ دیا اور آواز بلند کی کہ چونکہ حسین نالائق تھا ، لہٰذا اپنی سزا کو پہنچا اور اب تمہارا آقا (بادشاہ) اسماعیل نظام الملک ہے ۔

جمال خان اور دوسرے امیروں نے جب حسین کا کٹا ہوا سر دیکھا ، تو جنگ میں اور بھی تیزی دکھائی اور دروازہ کو آگ لگا دی ۔ مرزا خان نے ہرچند صلح کی کوشش کی ، مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ آخرکار مرزا خان اور اس کے موافقین نے قلعہ سے نکل کر راہ فرار اختیار کی ۔ مرزا خان بھاگ گیا ، جمشید خان ، بہائی خان ، امین ملک ، سید مرتضیٰ خان اور دوسرے سردار گرفتار کر کے قتل کر دیے گئے ۔

Marfat.com

مرزا خاں جنیر کی طرف جا رہا تھا کہ بعض لوگوں نے اس کو شناخت کر لیا اور گرفتار کر کے لے آئے اور جمال خاں کے حکم کے مطابق اس کا بند بند جدا کر کے توپ میں رکھا اور آگ دے دی ۔ غارت گری شروع ہوئی ۔ عراقی ، خراسانی یا ماوراء النہری جس کسی کو پاتے ، قتل کر دیتے :

چشم خویش دیدم در گزرگاہ
کہ زد بر جان موری مرغکی راہ
ہنوز از صید منقارش نہ پرداخت
کہ مرغ دیگر آمد کار او ساخت

لوگوں کے زن و فرزند قید ہوئے اور خانماں برباد ہوئے ۔ تقریباً چار ہزار بے گناہ جن کا اس معاملہ میں کوئی دخل نہ تھا ، قتل کر دیے گئے ۔ مختصر یہ کہ جس کو گورا چٹا دیکھتے ، مار ڈالتے ۔ حسین نظام الملک کی حکومت دس ماہ رہی[1] ۔

ذکر سلطنت اسماعیل نظام الملک بن برہان

جب قتل عام سے فراغت ہوئی ، تو جمال خاں نے اسماعیل نظام الملک کو تخت نشین کیا ۔ وہ اس کو نمولہ بنا کر خود حکومت کرتا تھا ۔ اسماعیل [۵۷] باوجودیکہ کم عمر تھا ، لیکن ناشائستہ افعال کا مرتکب ہوتا تھا ۔ کہتے ہیں کہ وہ ایک دن بازار سے گزر رہا تھا کہ اس کی نظر کشمیری جماعت پر پڑی ۔ جب (اس جماعت کو) گورا چٹا دیکھا ، تو کہا کہ اس جماعت کو کیوں قتل نہیں کیا ۔

مختصر یہ کہ جمال خاں[2] نے پورا اقتدار حاصل کر لیا اور نظام الملک کے کارخانہ کا مختار بن بیٹھا اور اس نزاع کے سبب سے کہ جو نظام الملکیوں

۱۔ نولکشور ایڈیشن میں دو ماہ اور فرشتہ (۲/۱۵۰) میں دو ماہ تین دن ہے ۔

۲۔ جمال خاں مہدوی طریقہ کا پیرو تھا یہ بات بھی باعث نزاع ہوئی ۔ (فرشتہ ۲/۱۵۰ - ۱۵۱) ۔

Marfat.com

اور عادل خانیوں سے سرحد کے متعلق ہوگیا تھا ، وہ عادل خان کی ولایت میں پہنچا ۔ جنگ ہوئی اور وہ اس پر غالب آ گیا ۔ تین سو ہاتھی مالِ غنیمت میں ملے ۔

اسی زمانہ میں مرتضیٰ نظام الملک کا بھائی برہان اکبر بادشاہ کی خدمت میں آیا ، اس نے دکن کی پریشانی کی خبریں سنیں اور اکبر بادشاہ کے فرمان کے مطابق اس (اکبر بادشاہ) کی کمک و مدد سے وہ ۹۹۷ھ/ ۸۹-۱۵۸۸ء میں دکن روانہ ہوا اور آسیر و برہان پور کے حاکم راجی علی خان سے متفق ہو کر ولایت برار میں داخل ہوا اور اس نے برار پر قبضہ کر لیا ۔ اس موقع پر جمال خان غرور کے ساتھ یلغار کرتا ہوا برہان الملک کے سر پر آ گیا اور آج تک کہ ۱۰۰۲ھ/۹۴-۱۵۹۳ء ہے ، وہ اپنے باپ دادا کا قائم مقام ہے ۔ اسماعیل کی حکومت دو سال رہی ۔

ذکر سلطنت برہان نظام الملک بن حسین بن برہان

برہان نظام الملک ، مرتضیٰ کا بھائی ہے ۔ وہ مدتوں بھائی کی قید میں رہا ۔ اتفاقاً قید سے فرار ہوکر بیجاپور گیا اور عادل خان کے پاس رہا ۔ وہاں سے بعض امراء کے بلانے پر احمد نگر آیا ۔ چونکہ مرتضیٰ زندہ تھا اور صلابت خان اقتدار رکھتا تھا ، لہذا وہ کچھ نہ کر سکا ۔ وہاں سے فرار ہوکر گجرات کے علاقہ میں پہنچا ۔ [۷۶] اور قطب الدین محمد شاہ غزنوی کے پاس جو اکبر بادشاہ کے بڑے امیروں میں سے تھا ، آیا ۔ وہاں سے آ کر اکبر بادشاہ کی حضوری سے مشرف ہوا ۔ اس کو سہ[۱] صدی بنا کر جاگیر عطا کی ۔ کچھ عرصہ کے بعد ہزاری بنا کر مالوہ بھیج دیا ۔ اعظم خان کے ساتھ ایک لشکر کر دیا کہ غدار بدمعاشوں سے دکن کو آزاد کرا کے برہان کو دے دیں جو اس درگاہ (سلطنتِ اکبری) کا خدمت گار ہے ۔ خانِ اعظم ایلچ پور پہنچا جو اس ولایت برار کا دارالحکومت ہے ۔ دکن کے فتح ہونے میں کچھ باقی نہیں رہا تھا کہ وہ استقلال کو یکبارگی ترک کر کے واپس ہو گیا ۔ برہان محروم رہ گیا ، پھر اکبر بادشاہ کے حضور میں آیا ، ان واقعات کا ذکر اپنے موقع پر ہوا ہے ۔

۱- متن میں سیصد ہے ۔ فرشتہ (۲/ ۱۵۲) میں سہ صدی ہے ۔

Marfat.com

اس کے بعد (اعظم خاں کو) صادق محمد خاں کے ہمراہ افغانوں کے مقابلہ کے لیے بھیجا ۔ جب دکن میں ابتری کی خبر اکبر بادشاہ کو ملی ، تو اکبر بادشاہ نے برہان کو بنگش (کے علاقہ) سے بلا کر نہایت توجہ اور عنایات کے ساتھ روانہ کیا اور صوبہ مالوہ کے امراء اور تمام زمینداروں خاص کر آسیر و برہان پور کے حاکم راجی علی خاں کو فرمان بھیجا کہ ایسا انتظام کریں کہ برہان کو جو ہماری درگاہ (اکبری) میں پناہ کے لیے آیا ہے ، اس کے بھائی کی جگہ پر بٹھا دیں ۔ نظربی اوزبک اور اس کے لڑکوں کو بھی جو مالوہ میں جاگیردار تھے ، (شاہی) فرمان گیا ۔ نظربی مع اپنے لڑکوں کے برہان کے ساتھ ہوا ۔

راجی علی خاں نے اس خدمت کو اپنا ذریعہ افتخار سمجھا اور سب سے پہلے آگے بڑھا ۔ (ادھر) جمال خاں نے جو بیجا پور گیا تھا ، عادل خاں کو شکست دے دی اور بہت سے ہاتھی اس کے قبضہ میں آئے ۔ جب اس نے یہ سنا کہ راجی علی خاں سبقت لے گیا ہے اور برہان کو آگے بڑھانا چاہتا ہے ، تو وہ بیجا پور سے یلغار کرتا ہوا کمی کے باشندوں کے ساتھ پہنچا ۔ راجی علی خاں نے اکثر کارآمد آدمیوں کو نامہ و پیام کے ذریعہ جمال خاں کے پاس سے واپس کر لیا تھا ۔ تھوڑی سی لڑائی ہوئی ۔ آدمیوں نے ایک ایک ہو کر [؟] اس کی فوج سے علیحدہ ہونا شروع کیا ۔ آتش باز ، آتش بازی کا ہنگامہ ٹھنڈا کر کے فرار ہو گئے ۔ جمال خاں حیران و پریشاں کوشش کر رہا تھا کہ اسی دوران میں ایک آتش باز نے جس کے داماد کو جمال خاں قتل کر چکا تھا ، جمال خاں پر بندوق چلا دی اور جمال خاں معرکہ میں مارا گیا ۔ راجی علی خاں نے برہان کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ احمد نگر روانہ کر دیا ۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۹۹۹ھ/۱۵۹۱ء میں واقع ہوا ۔ آج تک وہ تخت سلطنت پر جلوہ گر ہے[1] ۔

• • •

۱- برہان شاہ ۱۸ شعبان ۱۰۰۳ھ کو فوت ہوا اس کی مدت حکومت چار سال اور سولہ دن ہوئی ۔

Marfat.com

سلسلہ عادل خانیہ

ذکر یوسف عادل خاں

عادل خاں کہ جس سے اس سلسلہ کا آغاز ہوا ، چرکس غلام تھا جس کو خواجہ محمود گرجستانی نے محمود شاہ بہمنی کے ہاتھ فروخت کیا تھا[1] ۔ گرجستان ، گیلان کے مضافات میں ہے ۔ وہ ولایت شولا پور میں دریائے کشتنہ[2] تک قابض ہو گیا اور حکومت کرنے لگا ۔ عرض و طول میں وابل[3] سے کابر کہ تک اس کا قبضہ تھا ، آخر میں بیجا پور بھی قبضہ میں آ گیا ۔ اس نے ۸۰۶ھ/۴ - ۱۳۰۳ء سے ۸۱۳ھ/۱۱ - ۱۴۱۰ء تک[4] کہ سات سال ہوتے ہیں حکومت کی[5] ۔

ذکر اسماعیل عادل خاں بن یوسف

اسماعیل عادل خاں اپنے باپ کا قائم مقام ہوا ۔ وہ بہادر اور سخی

۱۔ فرشتہ (۲/۲) نے لکھا ہے کہ یوسف عادل شاہ ترکمان کا تعلق سلاطین روم سے تھا ۔ جب اس کا باپ ۸۵۴ھ میں مر گیا ، تو بڑا بھائی سلطان محمد تخت نشین ہوا اور اس کی جان کا خواہاں ہوا ۔ یہ ایک قافلہ میں فروخت ہو کر مختلف دیارو امصار میں ہوتا ہوا دکن پہنچا ۔ (نیز دیکھیے بساتین السلاطین ، ص ۵ - ۶) ۔

۲۔ دریائے کرشنا (انگریزی ترجمہ) ، ص ۱۵۹ ۔

۳۔ دابل (انگریزی ترجمہ ، ص ۱۵۹) ۔

۴۔ فرشتہ (۱۳/۲) میں واضح طور سے لکھا ہے کہ یوسف عادل خاں نے بیس سال دو ماہ سلطنت کی اور وہ ۹۱۶ھ / ۱۱ - ۱۵۱۰ء میں فوت ہوا ۔

۵۔ فرشتہ نے یوسف عادل خاں کے حالات نہایت تفصیل سے لکھے ہیں ۔ ملاحظہ ہو ۔ فرشتہ ۲/۲ - ۱۴ و بساتین السلاطین از مرزا ابراہیم زبیری (مطبع سیدی حیدر آباد دکن ۱۳۱۰ھ) ۔

Marfat.com

آدمی تھا ، انکیر ، ساکر ، نصرت آباد اور انھد کی ولایت پر قبضہ کیا ۔ [۸] عادل خاں سوائی کے نام سے موسوم ہوا چونکہ دکن کے حاکموں سے وہ ایک چوتھائی سے زیادہ پر قابض ہوا ، اس وجہ سے سوائی کہلایا ۔

اس کے پاس بارہ ہزار منتخب مسلح سوار تھے کہ جن میں زیادہ تر مغل تھے ۔ وہ ان کو رکھتا تھا اور ان کی تربیت کرتا تھا ۔ ہر سال جہازوں کو ہرمز روانہ کرتا اور عراق و خراسان کے آدمی بلاتا رہتا ۔

کہا جاتا ہے کہ ایک دن عماد الملک کاویلی کے یہاں مہمان ہوا ۔ عماد الملک نے جواہرات سے بھرے ہوئے چند خوان پیش کیے اور بہت تکلف سے پیش آیا ۔ جب عماد الملک ، اسماعیل عادل خاں کا مہمان ہوا ، تو اسماعیل نے اپنی فوج کو آراستہ کرکے اس کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ میں نے جو کچھ حاصل کیا ہے ، وہ یہ ہے ۔ میرے ملازمین میں سے جس کو آپ چاہیں پیش کرتا ہوں[۱] ۔ تین مرتبہ نظام الملک سے جنگ کی اور ہر مرتبہ غالب رہا ۔ پچیس سال حکومت کرکے انتقال کر گیا[۲] ۔

ذکر ابراہیم عادل خاں

ابراہیم عادل خاں ، امراء کی کوشش سے باپ کا جانشین ہوا ۔ اس کا بڑا بھائی ملو خاں امیر الامراء اسعد خاں کے پاس جا کر مدد کا طالب ہوا ۔ اسعد خاں نے اس کو تخت نشین کر دیا ۔ ڈیڑھ دن حکومت کی[۳] ۔ اسعد خاں آخر میں پشیمان ہو کر اپنی جاگیر بلگالو کو چلا گیا اور ملو خاں ابراہیم عادل خاں کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور الغ خاں کے ساتھ کہ جو

۱۔ ملاحظہ ہو ۔ فرشتہ ۲/۲۴ - ۲۵ ۔
۲۔ اسماعیل عادل خاں ۱۶ صفر ۹۴۱ھ (۶ ستمبر ۱۵۳۴ء) کو فوت ہوا ملاحظہ ہو ۔ فرشتہ ۲/۲۵ ۔ فرشتہ نے تفصیل سے حالات لکھے ہیں ۔
۳۔ اسماعیل عادل خاں نے ملو خاں کے لیے وصیت کی تھی اسی لیے اس کو تخت نشین کیا گیا اور اس نے چھ سات دن حکومت کی پھر معزول ہوا ۔ فرشتہ ۲/۲۶ ۔ بساتین السلاطین ، ص ۷۴ تاریخ فرشتہ میں ملو خاں کی حکومت کا علیحدہ عنوان قائم کیا گیا ہے ۔

Marfat.com

چھوٹا بھائی تھا ، اندھا کرا دیا ۔ کہا جاتا ہے کہ برہان نظام الملک سے نو مرتبہ جنگ ہوئی کبھی غالب رہا اور کبھی مغلوب ، پچیس سال حکومت کرکے فوت ہو گیا[۱] ۔

ذکر علی عادل خان بن ابراہیم

علی عادل خان ، وصیت کے مطابق باپ کا قائم مقام ہوا ۔ اس کے دو بھائی تھے طہماسپ اور اسماعیل ، اس نے بھی اپنے باپ کے طریقہ پر عمل کرکے دونوں بھائیوں کو [۹۷] اندھا کرا دیا ۔ خلیق ، نیک اطوار ، سخی ، حلیم اور بامروت تھا ۔ ہر سال تقریباً پانچ چھ لاکھ روپیہ فقرا ، مساکین اور مسافروں کو دیا کرتا ۔ علامہ عصر میر فتح اللہ شیرازی[۲] کو بہت روپیہ بھیج کر (فارس ایران) سے بلایا اور اپنا وکیل بنایا ۔ اس دور کے علماء و فضلاء کی ایک جماعت اس کی صحبت میں رہتی تھی ۔ درویش منش اور فقیر دوست تھا ۔ اس کو تصوف سے بہت مناسبت تھی ۔ اس کا زیادہ وقت اہل علم و فضل کی مصاحبت میں گزرتا تھا ۔ حسن ظاہری کا بھی دلدادہ تھا ۔ بہت سے لڑکے جمع کر لیے تھے ۔ ان کو فاخرہ لباس سے آراستہ رکھتا اور ان کو اپنی صحبت میں رکھتا تھا ۔ ولایت باؤکلا و باسلور اور بالکور پر قبضہ کیا ۔ اس کی حکومت کا کام اس کے بزرگوں سے

۱۔ ابراہیم عادل خان ۹۶۵ھ میں فوت ہوا ۔ فرشتہ ۲/۳۳ ، بساتین السلاطین ، ص ۶۷ ۔

۲۔ میر فتح اللہ شیرازی مشہور شیعہ عالم تھا جو تمام علوم میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا ۔ بہت سی نئی ایجادات کی تھیں ۔ چند سال علی عادل خان کے پاس رہا ۔ ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء میں وہ اکبر بادشاہ کی ملازمت میں چلا گیا اور ۹۹۷ھ/۸۹ - ۱۵۸۸ء میں کشمیر میں فوت ہوا ۔ ملاحظہ ہو :

(۱) تذکرہ علمائے ہند ، ص ۳۷۳ ۔

(۲) منتخب التواریخ ، ص ۳۶۷ - ۳۶۸ ۔

(۳) بزم تیموریہ ، ص ۹۱ - ۹۲ ۔

(۴) دربار اکبری ، ص ۸۰۴ - ۸۱۶ ۔

Marfat.com

زیادہ ترقی پر تھا ۔ تین مرتبہ حسین نظام الملک سے جنگ کی کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہوا ۔

اکبر بادشاہ کے حضور میں اخلاص رکھتا تھا ۔ عرضیاں اور لائق نذرانے بادشاہ کی خدمت میں بھیجتا جس سے بادشاہ کی مجلس (اقدس) میں اس کا ذکر رہتا ۔ ایک مرتبہ حکیم عین الملک اور دوسری مرتبہ حکیم علی (اکبر) بادشاہ کے حضور سے بطور ایلچی اس کے پاس گئے ۔ اس نے بارہ کوس کے فاصلہ سے ان کا استقبال کیا اور بندگی و خلوص کے مراسم ادا کیے ۔ اکبر بادشاہ کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا ۔ امامیہ مذہب کی طرف رغبت رکھتا تھا اور اپنے بزرگوں کی روش (مذہب اہل سنت) کو ترک کر دیا تھا ۔

اتفاق سے (اس نے) سنا کہ بندر کے حاکم ملک برید کے پاس نہایت حسین خواجہ سرا ہے ۔ اس کو خط لکھے اور (اُس) خواجہ سرا کو طلب کیا ۔ ملک برید عذر اور بہانہ کرتا رہا ، یہاں تک کہ مرتضیٰ نظام الملک نے برید پر فوج کشی کی ۔ برید قلعہ بند ہو گیا اور علی عادل خان سے التجا کی ۔ عادل خان نے دس ہزار سوار اس کی مدد کے لیے بھیج کر اس کو رہائی دلائی ۔ اس مرتبہ ملک برید نے مجبور ہو کر [۸۰] خواجہ سرا کو بھیج دیا اور علی عادل خان انتہائی غلبہ شہوت کی وجہ سے اس کے استقبال کے لیے گیا ۔ اس کو اپنے محل میں لایا ۔ رات میں خلوت میں لے جا کر خواجہ سرا سے صحبت کا قصد کیا ۔ خواجہ سرا نے اپنی پنڈلی سے خنجر نکال کر اس کے سینہ پر وار کیا اور اس کو قتل کر دیا ۔ یہ عجیب واقعہ ۹۸۸ھ/۱۵۸۹ء میں ہوا[۱] ۔ اس کی مدت حکومت پچیس سال رہی اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ تین عادل خاں تھے جن میں سے ہر ایک کی حکومت پچیس سال رہی ۔

۱- ۲۳ ماہ صفر بروز جمعرات ۹۸۸ھ/۱۵۸۰ء کو یہ حادثہ ہوا (فرشتہ ۴۶/۲) نیز دیکھیے بساتین السلاطین ، ص ۱۴۰ - ۱۴۳ ۔

Marfat.com

ذکر ابراہیم عادل خاں بن اسماعیل[1]

وہ علی عادل خاں کا بھتیجا تھا ۔ ابراہیم عادل خاں کامل خاں کی کوشش سے نو سال کی عمر میں تخت نشین ہوا ۔ کشور خاں نے جو بڑے امیروں میں سے تھا ، کامل خاں کو قتل کر دیا اور خود وکیل ہو گیا ۔ کشور خاں کو مع اس کی اولاد کے مصطفیٰ خاں نے قتل کر دیا اور وکالت کے فرائض دلاور خاں حبشی کے سپرد ہوئے ۔ اس نے امامیہ مذہب ختم کر کے مذہب اہل سنت و الجماعت کو رواج دیا ۔ دلاور خاں نے نو سال کا زمانہ نہایت استقلال کے ساتھ گزارا ۔ ابراہیم عادل خاں نے دوسرے امیروں کے مشورہ سے دلاور خاں کا ارادہ کیا ۔ دلاور خاں بھاگ کر احمد نگر ، برہان نظام الملک کے پاس چلا گیا اور اس کو ترغیب دے کر عادل خاں کے اوپر لے آیا ، لیکن کچھ نہ کر سکا اور واپس ہو گیا ۔ ابراہیم عادل خاں نے فوج بھیج کر دلاور خاں کو بلا لیا اور اسے اندھا کرا دیا ۔ آج تک کہ ۱۰۰۲ھ/۹۴ - ۱۵۹۳ء ہے چودہ سال کا عرصہ ہوا کہ ابراہیم حکومت کر رہا ہے[2] ۔

● ● ●

۱- فرشتہ (۲/۴۸) ۔ بساتین السلاطین ، ص ۱۵۲ و برہان مآثر ، ص ۵۰۰ میں ابراہیم عادل خاں کے باپ کا نام طہماسپ شاہ تحریر ہے ۔

۲- ابراہیم عادل خاں کا انتقال ۱۱ محرم ۱۰۳۷ھ کو ہوا ۔ (بساتین السلاطین ، ص ۲۸۲) ۔

Marfat.com

[۸۱] سلسلہ قطب الملکیہ

ذکر سلطنت سلطان قلی قطب الملک ہمدانی

سلطان قلی ، میر علی شکر آقا قولیاو کی قوم سے تھا[1] اور سلطنت بہمنیہ کے پانچ وزیروں میں سے تھا ۔ چونکہ سلطان محمود بہمنی غلاموں کی بہت رعایت کیا کرتا تھا ، لہذا خود کو فروخت کر کے غلاموں میں داخل ہو گیا[2] ۔ اور ولایت گولکنڈہ پر قابض ہوا[3] ۔ چوبیس سال حکومت

۱- قراقوینلو ترکستان کا ایک بڑا قبیلہ تھا ۔ اس میں کئی مشہور حکمران گزرے ہیں ۔ سلطان قلی کا تعلق بھی اس قبیلہ سے تھا ۔ اس کے باپ کا نام اویس قلی تھا ۔ وہ اپنے چچا اللہ قلی کے ہمراہ دکن آیا ، کیونکہ عراق میں اس کی جان کے بھی لالے پڑ گئے تھے ۔ یہاں آ کر اس نے قسمت آزمائی کی ۔ پروفیسر عبدالمجید صدیقی نے تاریخ گولکنڈہ میں اس کے خاندان ، ابتدائی حالات ، دکن میں آمد وغیرہ کو تفصیل سے لکھا ہے اور خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ محمود شاہ بہمنی کے زمانہ میں وارد دکن ہوا ۔ ملاحظہ ہو تاریخ گولکنڈہ از پروفیسر عبدالمجید صدیقی (ادارہ ادبیات اردو ، حیدر آباد دکن ۱۹۶۴ء) ، ص ۱۷ - ۲۶ (آئندہ اس کتاب کا حوالہ ''صدیقی'' سے دیا جائے گا)

۲- پروفیسر عبدالمجید صدیقی نے اس نظریہ کی تغلیط کی ہے اور بتایا ہے کہ اس نے اپنی قابلیت ، بہادری اور دکن کے سیاسی حالات کی بنا پر آہستہ آہستہ یہ مرتبہ حاصل کیا ۔ پہلے شاہی حرم کا محاسب مقرر ہوا اور خواص خاں کا خطاب حاصل کیا ۔ پھر شاہی خدمات و وفاداری کے صلہ میں اس نے قطب الملک کا خطاب حاصل کیا ۔ (صدیقی ، ص ۲۸ - ۳۰) ۹۰۱ھ/۱۴۹۶ء میں سلطان قلی تلنگانہ کا صوبیدار مقرر ہوا ۔ بقول فرشتہ سلطان قلی ۹۱۸ھ/۱۵۱۲ء میں

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

کی اور اس کے بعد انتقال ہو گیا ۔

ذکر جمشید قطب الملک بن سلطان قلی

باپ کے بعد جمشید اس کا جانشین ہوا ۔ سات سال حکومت کی[1] ۔

ذکر ابراہیم قطب الملک بن سلطان قلی

ابراہیم ، اپنے بھائی کے بعد گولکنڈہ کا حاکم ہوا[2] دانشمند اور مدبر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

خود مختار بن بیٹھا ، مگر پروفیسر صدیقی کی رائے ہے ، (ص ۳۶) کہ وہ محمود شاہ بہمنی کے انتقال ۹۲۴ھ/۱۵۱۸ء کے بعد خود مختار ہوا۔

۳- سلطان قلی نے اپنے صوبہ میں انتظام کے ساتھ ساتھ فتوحات بھی کیں اور ۹۲۴ھ/۱۵۱۸ء میں اس نے گولکنڈہ کو "محمد نگر" کے نام سے موسوم کرکے اسے اپنا پایہ تخت قرار دیا (صدیقی ، ص ۳۹) اواخر جمادی الاولیٰ ۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء میں سلطان قلی فوت ہوا ۔ (صدیقی ، ص ۴۳) ۔

۱- پروفیسر عبدالمجید صدیقی لکھتے ہیں کہ ۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء میں جمشید قطب شاہ ، جس کا اصل نام "یار قلی جمشید خاں" تھا گولکنڈہ کے تخت پر بیٹھا اور ۹۵۷ھ/۱۵۵۰ء تک سات سال حکومت کی ۔ اس کا یہ سات سالہ عہد حکومت تاریخ گولکنڈہ کا تاریک باب ہے ، گو تخت نشین ہونے کے بعد اس نے رعایا کو خوش کرنے کی کوشش کی اور انعام و اکرام سے سرفراز کیا ۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ۔ سلاطین دکن کی طرف سے تعزیت و تہنیت وصول ہوئی ، مگر اس کے باوجود راعی و رعایا میں خوشگوار تعلقات پیدا نہ ہو سکے ۔ برید شاہیوں سے اس کی معرکہ آرائیاں رہیں اور بالآخر وہ سرطان کے مرض میں ۹۵۷ھ/۱۵۵۰ء میں فوت ہوگیا (صدیقی ، ص ۴۷ - ۵۷) ۔

۲- ابراہیم قطب الملک ۱۲ رجب ۹۵۷ھ/۱۵۵۰ء بروز شنبہ تخت نشین ہوا ، لیکن اس سے قبل اس نے سات سال جلا وطنی میں گزارے ۔ کبھی بیدر کا رخ کیا ، تو کبھی بیجا پور پہنچا اور آخر الامر بعد خرابی بسیار اور کوشش بلیغ تخت کا مالک ہوا تفصیل کے لیے دیکھیے ۔ (صدیقی ، ص ۶۱ - ۷۲) ۔

Marfat.com

انسان تھا[1] ، لیکن مغلوب الغضب بھی تھا ۔ معمولی خطا پر بندگانِ خدا کو عجیب و غریب سزائیں دیتا ۔ اکثر وہ حکم دیتا کہ مظلوم کے ناخنوں کو انگلیوں سے علیحدہ کرکے اور برتن میں رکھ کر اس کے سامنے پیش کرو[2] ۔ روزانہ بہت سے کھانے اس کے دسترخوان پر ہوتے ۔ قاعدہ تھا کہ تمام ملازمین اس کے ہمراہ کھانے میں شریک ہوتے ۔ کھانے بہت پرتکلف ہوتے تھے ۔ اس نے پینتیس سال حکومت کی[3] ۔

۱۔ ابراہیم قطب الملک کی تخت نشینی کے بعد دکن کا سیاسی مطلع بے حد غبار آلود رہا اور دکن کی سلطنتوں میں ملکی لڑائیاں اس قدر زور شور سے شروع ہوئیں کہ ان کی روک تھام بہت مشکل ہو گئی مختلف لڑائیاں خود قطب الملک کو لڑنی پڑیں جن میں جنگ تالی کوٹ (۲۰ جمادی الاخریٰ ۹۷۲ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۵۶۵ء) بھی ہے ۔ غرض ابراہیم قطب الملک نے سلطنت کو استحکام بخشا اور سلطنت میں بہت سے علاقے شامل کر لیے اور باقاعدہ نظم و نسق قائم کرکے سلطنت کو پرامن بنا دیا ۔ تعمیرات اور علوم و فنون کی بھی ترقی ہوئی ۔

۲۔ پروفیسر عبدالمجید صدیقی لکھتے ہیں :

"ابراہیم کے حسن انتظام کی وجہ سے چوری کا ارتکاب تو کجا چوری کا لفظ زبان پر نہیں آتا تھا ۔ سزاؤں کی دہشت کی وجہ سے چوری اور قزاقی بالکل مفقود ہو گئی ، نیز کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی تھی ۔ جہاں کہیں جدید فتوحات ہوتی تھیں ، پہلے وہاں کے چوروں اور مفسد کا خاتمہ کیا جاتا تھا ۔ سلطنت کے تمام راستے بے خطر تھے اور مسافر بے کھٹکے بغیر قافلہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلے جاتے تھے" ۔

(صدیقی ، ص ۱۰۴ - ۱۰۵) ۔

۳۔ فرشتہ (۲/۲۷) نے لکھا ہے کہ ابراہیم قطب الملک ۹۸۹ھ/۱۵۸۰ء ہجری میں فوت ہوا ۔ پروفیسر صدیقی ، (ص ۱۰۵) لکھتے ہیں کہ وہ ۹۸۸ھ/۱۵۸۰ء میں راہی ملک عدم ہوا ۔

Marfat.com

محمد قلی قطب شاہ

محمد قلی اپنے باپ کا قائم مقام ہوا[1] ۔ وہ ایک عورت پر کہ جس کا نام بھاگ مستی تھا عاشق ہو گیا اور ایک شہر آباد کرا کر اس کا نام بھاگ نگر رکھا[2] ۔ [۸۲] اس فاحشہ کے پاس ایک ہزار سوار ملازم تھے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے تھے اس ۱۰۰۲ھ/۹۳-۱۵۹۴ء مطابق اڑ.سویں سال الٰہی ہے ۔ نو سال ہو گئے[3] کہ حکومت کر رہا ہے[4] ۔

• • •

۱- ابراہیم قطب الملک کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا ۔ اگرچہ اس سے بڑے بھائی بھی تھے ، مگر ایسے حالات پیدا ہونے کہ وہ تخت کا وارث بن گیا (صدیقی ، ص ۱۱۱ - ۱۱۲) محمد قلی قطب شاہ ۱۴ رمضان ۹۷۳ھ/۱۵۶۵ء کو پیدا ہوا تھا ۔ اس نے بغاوتوں کو فرو کیا ، نئے نئے قلعے اور علاقے فتح کیے اور ہمسایہ طاقتوں سے تعلقات استوار کیے (صدیقی ، ص ۱۲۶ - ۱۳۸) ۔

۲- محمد قلی قطب شاہ نے شہر حیدر آباد تعمیر کرایا ۔ اس کی تعمیر کی تہ میں عشق و محبت کی داستان پوشیدہ ہے تفصیل کے لیے دیکھیے :

(۱) صدیقی ، ص ۳۰۷ - ۳۰۹ ۔

(۲) فرشتہ ، ص ۱۷۳ ۔

۳- محمد قلی قطب شاہ ابراہیم قطب الملک کی وفات ۹۸۸ھ یا ۹۸۹ھ کے بعد تخت نشین ہوا تو اس حساب سے ۱۰۰۲ھ میں اس کی حکومت کو تیرہ چودہ سال ہوتے ہیں ۔

۴- ۱۸ ذی قعدہ ۱۰۳۰ھ/۱۶۱۲ء کو محمد قلی قطب شاہ فوت ہوا ۔ (صدیقی ، ص ۱۵۶) ۔

Marfat.com

طبقہ سلاطین گجرات

۷۹۳ھ/۱۳۹۰ء سے ۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء تک کہ جب گجرات اکبر بادشاہ کے قبضہ میں آیا ، (یہاں) ایک سو ستاسی سال تک پندرہ آدمیوں نے حکومت کی ، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

۱۔ سلطان محمد بن سلطان مظفر ۔ دو ماہ اور چند روز

۲۔ سلطان مظفر شاہ ۔ تین سال آٹھ مہینے اور بیس دن

۳۔ سلطان احمد ۔ بتیس سال چھ مہینے اور بیس دن

۴۔ سلطان محمد بن احمد ۔ سات سال اور چار مہینے

5 سلطان قطب الدین احمد شاہ ۔ سات سال چھ مہینے اور تیرہ دن

۶۔ داؤد شاہ ۔ سات دن

۷۔ سلطان محمود شاہ ۔ پچپن سال گیارہ مہینے اور دو دن

۸۔ سلطان مظفر بن محمود ۔ چودہ سال اور نو مہینے

۹۔ سلطان سکندر ۔ دو مہینے سولہ دن

۱۰۔ سلطان محمود ۔ چار مہینے

۱۱۔ سلطان بہادر ۔ گیارہ سال اور نو مہینے

۱۲۔ سلطان محمد شاہ ۔ ڈیڑھ مہینے

۱۳۔ سلطان محمود بن لطیف شاہ ۔ اٹھارہ سال اور چند روز

۱۴۔ سلطان احمد ۔ تین سال اور چند مہینے

۱5۔ سلطان مظفر بن محمود ۔ سولہ سال اور چند مہینے

اعظم ہمایوں ظفر خاں

کتب تاریخ میں تحریر ہے کہ جب نظام مفرح کا ظلم کہ جس کا

Marfat.com

خطاب راستی خاں تھا' اور جو سلطان محمد بن سلطان فیروز شاہ کی طرف سے گجرات کا حاکم تھا ، اطراف عالم میں مشہور ہوا اور ستم رسیدہ مظلوم [۸۳] اور گجرات کے جور کشیدہ غم گیں شہروں سے فریاد کرنے کے لیے دارالملک دہلی پہنچے اور اس کے ظلم و ستم کو سلطان محمد شاہ کے سامنے بیان کیا گیا اور اس کے طغیان و سرکشی کی تفصیل بیان کی گئی[۲] ، تو سلطان محمد شاہ نے بہت غور و خوض کے بعد اعظم ہمایوں ظفر خاں بن وجیہہ الملک پر نوازش کی اور گجرات کی جاگیر اُسے مرحمت فرمائی ۔ تیسری ربیع الاول ۷۹۳ھ/۱۳۹۱ء کو اعظم ہمایوں ظفر خاں کو چتر اور سرخ بارگہ جو بادشاہوں کے لیے مخصوص ہے ، عطا فرمایا اور ملک گجرات کی طرف اسے بھیج دیا ۔

اس نے اسی دن شہر سے نکل کر خوض خاص پر منزل کی اور ماہ مذکور کی چوتھی تاریخ (۴ ربیع الاول ۷۹۳ھ/۱۳۹۱ء) کو سلطان محمد نے ظفر خاں منزل پر پہنچ کر اس کو کچھ نصیحتیں کیں اور خلعت خاص عنایت کرکے شہر کو واپس چلا آیا ۔ کہتے ہیں کہ جب وزیروں نے حکومت کا فرمان لکھا ، تو سلطان کے حکم کے مطابق القاب کی جگہ خالی چھوڑ دی ۔ اس نے خود اپنے قلم سے القاب لکھا اور وہ یہ ہے[۳] :

''برادرم مجلس عالی ، خانِ معظم ، عادل ، باذل ، مجاہد ، مرابط ، ضابط ، مقسط از عیسیٰ ، سعدالدین ، ظہیر الاسلام و المسلمین ، عضدالسلطنت ، یمین الملت ، قامع الکفرۃ و المسلمین ، قاطع

۱۔ مولانا ابو ظفر ندوی لکھتے ہیں کہ نظام مفرح کا خطاب فرحتہ الملک اور نام راستی خاں بن ملک فتح الملک ہے (تاریخ گجرات ، ص ۲۵ م ، آئندہ اس کا حوالہ ''ندوی'' سے دیا جائے گا) ۔

۲۔ نظام مفرح فرحتہ الملک ۷۸۲ھ/۱۳۸۰ء سے ۷۹۳ھ/۱۳۹۰ء تک گجرات کا صوبیدار رہا ۔ اس نے گجرات میں خوب غلبہ اور استحکام حاصل کر لیا ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے :

(۱) ندوی ، ص ۲۵ م تا ص ۳۵ م ۔

(۲) فرشتہ ۱۷۸/۲ ۔

۳۔ فرشتہ ۱۷۹/۲ ۔

Marfat.com

الفجرة و المتمر دہن ، قطب سماء المعالی ، نجم فلک الاعالی ، صفدر روز و نما ، تہمتن قلعہ کشا ، کشور گیر ، آصف تدبیر ، ضابط الامور ، ناظم مصالح جمہور ، ذوالمیاض و السعادات ، صاحب البرا و الکفایات ، ناشر العدل و الاحسان ، دستور صاحب قران ، الغ قتلغ اعظم ہمایوں ظفر خاں'' ۔

القصہ متواتر کوچ کرکے وہ گجرات کو روانہ ہوا ۔ راستہ میں خبر آئی کہ تاتار خاں بن ظفر خاں کے یہاں کہ جو سلطان محمد شاہ کا وزیر تھا۔ لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام احمد خاں رکھا گیا ۔ ظفر خاں اس خوش‌خبری کو سن کر [۸۴] بہت خوش ہوا ۔ اس نے ایک بہت بڑا جشن منعقد کیا ، اکثر لشکریوں کو انعام میں خلعت دیے ۔ جب وہ ناگور کے علاقہ میں پہنچا ، تو کنبایت کے لوگ نظام مفرح کے بارے میں فریاد لے کر آئے ۔ ظفر خاں نے اس جماعت کو دلاسا دیا اور نہروالہ کا قصد کیا ۔ جب وہ نہروالہ کہ جو آج کل پٹن مشہور ہے ، پہنچا ، تو اس نے ایک خط ملک نظام مفرح کو لکھ کر بھیجا کہ محمد شاہ کے حضور میں یہ اطلاع ہو گئی ہے کہ ملک نظام مفرح نے چند سال کا محصول جو خالصہ شاہی تھا ، اپنی ضروریات میں صرف کر لیا ہے اور ایک دینار بھی شاہی خزانہ میں نہیں پہنچایا ۔ اس کے علاوہ اس علاقہ کے باشندوں پر ظلم و جور شروع کر دیا اور اس علاقہ کے شہریوں کو عام طور سے رنجیدہ کیا ہے ۔ یہاں کی رعایا دو مرتبہ دہلی فریاد لے کر پہنچی ۔ چونکہ اس نواح کے تمام ملکی معاملات کا انتظام میرے سپرد کیا گیا ہے ، اس لیے بہتر یہ ہے کہ خالصہ کا جس قدر (وصول شدہ) محصول موجود ہو ، فوراً نہایت عجلت کے ساتھ دہلی روانہ کر دو اور مظلوموں کو تسلی دے کر خود بھی دارالملک دہلی چلے جاؤ ۔

ملک نظام مفرح نے جواب میں لکھ کر بھیجا کہ چونکہ بہت سفر کرکے آئے ہو ، لہذا وہیں قیام کرو اور زیادہ تکلیف نہ کرو ۔ میں وہیں آ کر حساب کر دوں گا ، لیکن شرط یہ ہے کہ مجھ کو موکل کے سپرد نہ کیا جائے ۔ جب یہ جواب پہنچا ، تو اس کی بغاوت و سرکشی کا یقین ہو گیا ۔ اعظم ہمایوں ظفر خاں نے لشکر کی تیاری کر دی ۔ چند روز کے بعد یہ خبر پہنچی کہ ملک نظام مفرح بھاری جمعیت کے ساتھ اس طرف کا

Marfat.com

ارادہ رکھتا ہے اور متواتر کوچ کرتا ہوا آ رہا ہے ۔ اعظم ہمایوں بھی لشکر آراستہ کرکے جنگ کے ارادہ سے شہر پٹن سے باہر نکلا[۱] ۔

ساتویں صفر ۷۹۳ھ/۱۳۹۱ء کو موضع کا نبھو[۲] میں کہ جو پٹن سے بارہ کوس پر ہے ، [۸۵] سخت جنگ ہوئی ۔ ملک نظام مفرح اپنی منتخب فوج کے ساتھ ظفر خاں تلاش میں تھا اور قضائے آسمانی کی طرح نشیب و فراز میں دوڑ رہا تھا کہ اسی اثنا میں ظفر خاں کی فوج میں سے ایک شخص نے اس پر تیغ ہائی ایک کاری زخم لگایا اور وہ اس زخم کی وجہ سے گھوڑے سے گر پڑا ۔ فوراً اس کا سر کاٹ کر ظفر خاں کی خدمت میں لایا گیا[۳] ۔

بیت

اجل چوں بخونش در آورد دست
قضا چشم باریک بینش بہ بست
کلید ظفر تا نباشد بہ دست
بیازو در فتح نتواں شکست

اس واقعہ سے نظام مفرح کے لشکر کو شکست ہوگئی ۔ بہت آدمی مارے گئے ۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا ۔ ظفر خاں نے لھوڑے راستہ تک تعاقب کیا ، پھر شہر پٹن کو واپس آ گیا اور تمام پرگنوں میں اپنے کاشتوں کو بھیج دیا[۴] ۔

۷۹۳ھ/۱۳۹۱ - ۹۲ء میں ان سرکشوں کو سزا دینے کے لیے کہ جو کنبایت کے نواح میں فتنہ و فساد برپا کر رہے تھے ، روانہ ہوا ۔ اس جگہ کو مخالفین سے پاک کر دیا اور رعایا کے دلوں پر کہ جو نظام مفرح کے ظلم کے نشتروں سے زخمی ہو گئے تھے ، عنایت و التفات کا مرہم رکھا ۔ وہاں سے قصبہ اساول روانہ ہوا ، چند روز وہاں ٹھہرا ۔ تمام جمہور اور

۱۔ فرشتہ (۲/۹ے۱) ، ندوی ، ص ۳۷ے ۔
۲۔ اس لفظ کے اختلاف نسخ کے لیے ملاحظہ ہو ندوی ، ص ۳ے۳ ۔
۳۔ فرشتہ (۲/۹ے۱) نے لکھا ہے کہ نظام مفرح نہر والہ چلا گیا ۔
۴۔ ملاحظہ ہو ندوی ، ص ۳ے۳ - ۳۳۸ ۔

Marfat.com

عوام کو رضامند اور شکر گزار کیا اور وہاں سے واپس ہو کر پٹن آیا[1]۔

۷۹۶ھ/۹۴-۱۳۹۳ء میں خبر پہنچی کہ سلطان محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ نے دارالملک دہلی میں انتقال کیا اور سلطنت کے کاموں میں بدنظمی ہے۔ اکثر زمیندار سرکش ہو گئے ہیں۔ خاص طور سے راجا ایدر اطاعت و فرمانبرداری سے بالکل منحرف ہو گیا ہے۔ [۸۶] ظفر خاں نے فوج کا ساز و سامان کیا اور بے انتہا لشکر اور کوہ پیکر ہاتھی لے کر متواتر کوچ کرتا ہوا راجا ایدر کو سزا دینے کے لیے روانہ ہوا۔ چونکہ جلد پہنچ گیا، لہذا محاصرہ کر لیا۔ راجا ایدر کو قلعہ داری کے سامان کی فرصت بھی میسر نہ آئی اور وہ مجبوراً قلعہ بند ہو گیا۔ مظفر کی فوجوں نے ولایت ایدر کے اطراف کو گھیر لیا اور تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ جو بت خانہ ملا، اس کو خاک برابر کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اہل قلعہ میں ایسا قحط اور عسرت ہو گئی کہ راجا ایدر نے نہایت عاجزی سے اپنے وکیلوں کو بھیج کر خطاؤں کی معافی چاہی۔ ظفر خاں نے وہ پیشکش جو وہ چاہتا تھا، اس سے لی اور اس کے بعد سومنات پر جہاد کرنے کا ارادہ کیا[2]۔

اسی اثنا میں خبر پہنچی کہ ملک نصیر راجا نے کہ جو عادل خاں کے نام سے مشہور تھا اور اسیر کا حاکم ہے، اپنی مقدرت سے زیادہ ہاتھ پاؤں نکالے ہیں اور ندربار کے بعض دیہات کو نقصان پہنچایا ہے۔ اعظم ہمایوں نے اپنی مملکت کی حفاظت کو بت خانہ سومنات کی فتح پر مقدم سمجھا اور متواتر کوچ کرکے ندربار کی طرف متوجہ ہوا۔ عادل خاں یہ خبر سن کر اپنی ولایت کو واپس چلا گیا۔ اس نے اس ملک کے رہنے والوں پر مہربانیاں کیں اور دارالحکومت پٹن واپس آ گیا[3]۔

۷۹۷ھ/۹۵-۱۳۹۴ء میں (ظفر خاں) لشکر فراہم کرکے صوبہ

۱- فرشتہ ۱۷۹/۲ - ندوی، ص ۴۳۸ -
۲- فرشتہ ۱۷۹/۲ - ۱۸۰ - ندوی، ص ۴۳۸ - ۴۳۹ -
۳- فرشتہ ۱۸۰/۲ -

Marfat.com

جرونند[1] کی جانب کہ جو پٹن کی مغربی سمت میں واقع ہے ، روانہ ہوا اور چند مقامات پر حملہ کرکے اس نواح کے بڑے لوگوں سے نذرانے لیے اور بت خانہ سومنات کی بربادی کے ارادہ سے اس طرف متوجہ ہوا ۔ راستہ میں راجپوتوں کو قتل کیا ۔ [۷۰] جہاں کہیں بت خانہ نظر آتا ، اس کو برباد کر دیتا ۔ جب وہ سومنات پہنچا ، تو بت خانہ میں آگ لگا دی اور سومنات کے بت کو توڑ ڈالا ، وہاں کے کافروں کو قتل کیا اور شہر کو برباد کر دیا ۔ جامع مسجد کی بنیاد ڈالی اور مناسب ارباب شریعت کو متعین کیا ۔ تھانے قائم کرکے وہ پٹن کو لوٹ آیا[2] ۔

۷۹۸ھ/۹۶-۱۳۹۵ء میں اعظم ہمایوں کو خبر ملی کہ مدل کرہ[3] کے راجپوت ایسے غالب آ گئے ہیں کہ ان کے مظالم کی وجہ سے مسلمانوں نے اپنے اپنے وطن چھوڑ دیے ہیں ۔ ظفر خاں نے گجرات کے لشکر کو جمع کیا ، متواتر کوچ کرتا ہوا وہاں پہنچا اور اس نواح کے دشت و صحرا کو گھیر لیا ۔ وہاں کا راجا اپنے قلعہ کے مستحکم ہونے پر مغرور تھا ۔ (اعظم ہمایوں) قلعہ داری کی جانب متوجہ ہوا ۔ فتح مند فوجوں نے قلعہ اور پہاڑ کو دائرہ کے مرکز کی طرح گھیر لیا اور چاروں طرف منجنیقیں نصب کرا دیں ۔ روزانہ راجپوتوں کی ایک جماعت پتھروں سے سنگسار ہوتی تھی ۔ چونکہ قلعہ اتنا مستحکم تھا کہ منجنیقوں سے کام نہ بن سکا ، لہذا ظفر خاں نے حکم دیا کہ (قلعہ کے) چاروں طرف ساباط تیار کیے جائیں ۔ ساباطوں کے تیار ہو جانے کے باوجود قلعہ فتح نہ ہو سکا ۔ آخرکار ایک سال اور چند ماہ کے محاصرہ کے بعد راجپوتوں نے نہایت عاجزی کے ساتھ امان طلب کی ۔ عورتوں اور مردوں نے اپنے اپنے سروں کو ننگا کرکے پناہ چاہی اور نذرانہ دینا قبول کرکے یہ اقرار کیا کہ وہ ہر سال بغیر طلب کیے ہوئے خراج پٹن پہنچائیں گے اور اب مسلمانوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائیں گے ۔

۱- اس نام میں بھی اختلاف ہے ۔ فرشتہ (۱۸۰/۲) نے جھرلد لکھا ہے ۔
۲- فرشتہ ۱۸۰/۲ ۔
۳- مدل کرہ (منڈل گڑھ) ۔

Marfat.com

اعظم ہمایوں نے اپنی طبعی رحم دلی اور فطری مہربانی سے اس گروہ کے عذر کو قبول کرکے امان دے دی اور پیشکش لےکر سالانہ خراج مقرر کر دیا ۔ وہاں سے مطمئن ہوکر شیخ الطریقت خواجہ [۸۸] معین الدین حسن سجزی کے مزار کی زیارت کے لیے روانہ ہوا[۱] ۔ اس صوبہ کے قصبات کو برباد و تاراج کر دیا اور آبادی کا نشان تک نہ چھوڑا[۱] ۔ اس نواح کو برباد کرکے دندوانہ کی طرف چلا ۔ ولایت دیلوارد و جلوارہ کو تاراج کرکے بہت سے قیدی اور مالِ غنیمت لایا ۔ سترھویں رمضان ۸۰۰ھ/۱۳۹۸ء کو پٹن واپس ہوا ۔ چونکہ اس حملہ میں تین سال گزر گئے ۔ لہذا اعظم ہمایوں نے حکم دیا کہ ایک سال تک فوج سے خدمات نہیں لی جائیں گی ۔ ۸۰۰ھ/۱۳۹۸ء کے آخر میں اس کا لڑکا تاتار خاں کہ جو سلطان محمود بن سلطان محمد بن فیروز کا وزیر تھا ، ملو خاں کے غلبہ و اقتدار کی وجہ سے فرار ہوکر اپنے باپ کے پاس گجرات آ گیا جس کے حالات طبقہ دہلی میں تحریر ہوئے ہیں[۲] ۔

مختصر یہ کہ تاتار خاں نے غیرت کی وجہ سے اپنے باپ سے بہت التجا کی کہ وہ لشکر لے جا کر اقبال ملو خاں سے بدلہ لے ۔ اعظم ہمایوں ظفر خان نے لشکر کا انتظام شروع کیا ۔ لوگوں کو تسکین دی ، لیکن چونکہ مرزا پیر محمد نبیرہ حضرت صاحبقرانی امیر تیمور گورکاں ملتان کو فتح کر چکا تھا اور سارنگ خاں کو گرفتار کر لیا تھا ، لہذا اعظم ہمایوں نے اس ارادہ کو پورا کرانے کے لیے کچھ غور کیا ، کیونکہ وہ اپنی دانشمندی سے یہ سمجھ چکا تھا کہ مرزا پیر محمد ، حضرت صاحبقرانی کا مقدمہ ہے ۔ اتفاق سے چند روز کے بعد ۸۰۱ھ/۱۳۹۹ء میں خبر آئی کہ امیر تیمور لشکر عظیم کے ساتھ دہلی کے اطراف میں آ گیا ہے ۔ ظفر خاں نے اپنے لڑکے کو تسلی دی اور دہلی کے ارادہ کو مناسب وقت کے لیے موقوف کر دیا ۔ [۸۹]

اس موقع پر آپس میں اتفاق کرکے ولایت ایدر کا قصد کیا اور متواتر کوچ کرکے قلعہ ایدر کا محاصرہ کر لیا ۔ وہ روزانہ ولایت ایدر کے

۱۔ فرشتہ ۲/۱۸۰ ۔
۲۔ فرشتہ ۲/۱۸۰ ۔

Marfat.com

اطراف میں فوجیں بھیجتا جو تاخت و تاراج کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتی تھیں - ایدر کے راجا نے عاجز ہو کر ایلچی بھیجے اور نذرانہ دینا قبول کیا - چونکہ دہلی کے علاقے فتنہ و آشوب میں مبتلا تھے ، لہذا ظفر خان نے پیشکش پر اکتفا کر لیا اور ماہ رمضان سنہ مذکور میں پٹن واپس آ گیا - اسی دوران میں دہلی سے کثیر تعداد میں لوگ صاحبقرانی کے حادثہ کی وجہ سے بھاگ کر پٹن آ گئے - اعظم ہمایوں نے اس جماعت کے اختلاف حالات کے باوجود ان سب پر نوازشیں کیں اور جو جس شفقت کے لائق تھا ، وہ کی گئی - کچھ عرصہ کے بعد سلطان محمود بن سلطان محمد بن سلطان فیروز شاہ ، حضرت صاحبقرانی کے پاس سے بھاگ کر ولایت گجرات میں آ گیا - وہ جس سلوک اور برتاؤ کا مستحق تھا ، ظفر خان نے وہ نہیں کیا اور وہ مایوس اور رنجیدہ ہو کر مالوہ کی طرف چلا گیا ، جس کا ذکر اپنے موقع پر ہوا ہے -

۸۰۳ھ/۱۴۰۰ء - میں اعظم ہمایوں نے لشکر کو ایک سال کی تنخواہ دے کر پوری قوت سے پھر ایدر کی فتح کا قصد کیا - جب افواج مظفری نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ، تو چند روز تک متواتر جنگ ہوئی - ایک رات کو راجا ایدر قلعہ کو خالی چھوڑ کر بیجا پور کی طرف چلا گیا - علی الصبح ظفر خان قلعہ پر پہنچا اور خدا تعالیٰ کا شکر بجا لایا - اس نے بت خانوں کو توڑ دیا ، قلعہ میں محافظ مقرر کیے اور ولایت ایدر کو سرداروں میں تقسیم کر دیا - اس نواح کے انتظام کے بعد وہ پٹن واپس آ گیا[1] -

۸۰۴ھ/۱۴۰۱ء - میں ظفر خان کو خبر ملی کہ ہندو اور کافر پھر سومنات کے بت خانہ کے گرد جمع ہو گئے ہیں اور اپنی رسوم کے زندہ کرنے میں نہایت کوشش [۹۰] کر رہے ہیں - اعظم ہمایوں نے اس طرف کا قصد کیا اور اپنے جانے سے پہلے ایک فوج بھیج دی - جب سومنات کے رہنے والوں کو اطلاع ہوئی ، تو انھوں نے دریا کے راستہ سے آ کر جنگ شروع کر دی - اعظم ہمایوں بہت جلد اس جگہ پہنچ گیا اور اس جماعت کے مزاج ٹھکانے لگا دیے - جو تلواروں سے بچے ، وہ وہاں سے بھاگ کر

۱- فرشتہ ۱۸۱/۲ -

Marfat.com

قلعہ بندر دیو[1] میں داخل ہو گئے ۔ چند روز کے بعد قلعہ کو کھول کر اس جماعت کو قتل کرا دیا اور اس گروہ کے سردار کو ہاتھیوں کے پیروں تلے ڈلوا دیا ۔ بت خانوں کو توڑ کر جامع مسجد بنوائی اور قاضی، مفتی اور اربابِ شریعت مقرر کیے ۔ تھانے قائم کر کے دارالملک پٹن کو وہ واپس آ گیا ۔

۸۰۶ھ/۴-۱۴۰۳ء میں تاتار خاں نے پھر اپنے باپ سے عرض کیا کہ ملو خاں دہلی پر قابض ہو گیا ہے اور باوجودیکہ سلطان محمود قنوج پر قناعت کیے ہوئے ہے، اس کو اس کے حال پر نہیں چھوڑتا ۔ اگر آپ میرے ہمراہ لشکر کر دیں، تو میں جا کر دہلی کو اس کے قبضہ سے نکال لوں اور اپنا انتقام لے کر سلطان محمود کو پھر حکومت پر پہنچا دوں ۔ اعظم ہمایوں نے کہا کہ اس زمانے میں فیروز شاہ کی اولاد میں کوئی شخص قابلِ سلطنت نہیں ہے اور ملو اقبال خاں اب دہلی پر قابض ہے ۔ علمائے دین، اسلامی گروہوں میں، نزاع اور مخاصمت کو کہ جو خونریزی کا سبب ہے، روا نہیں رکھتے ۔ تاتار خاں کو ان باتوں سے تسکین نہیں ہوئی ۔ اس نے کہا آج کل ہم میں یہ طاقت ہے کہ دہلی کی سلطنت کو حاصل کر لیں ۔ بادشاہی اور سلطنت کسی کی میراث نہیں ہے اور یہ شعر پڑھا :

ملک بہ میراث نگیرد کسے
تا نزند تیغ دو دستی بسے

اعظم ہمایوں نے جب یہ دیکھا کہ یہ اپنے اس ارادہ سے باز نہیں آتا ہے، تو اس نے خود حکومت کو ترک کر کے تمام لشکر اور ملک اس کے سپرد کر دیا[2] ۔

ذکر جلوس تاتار خاں بن اعظم ہمایوں ظفر خاں

جب ظفر خاں نے اپنے اختیارات مملکت کے کاموں سے ختم کر دیے، تو تاتار خاں بکم جمادی الاخریٰ ۸۰۶ھ/۱۴۰۳ء کو قصبہ اساول میں ایک

۱- فرشتہ ۱۸۱/۲ ۔
۲- اعظم ہمایوں ظفر خاں کا حال آگے بزمرہ بادشاہ آ رہا ہے ۔

Marfat.com

بڑا جشن منعقد کر کے تخت نشین ہوا ۔ سر پر چتر شاہی رکھ کر سلطان محمد شاہ اپنا خطاب مقرر کیا ۔ مملکت کے امیروں ، بزرگوں اور سرداروں کو خلعتیں عنایت کیں اور جو رقم شاہی تاج پر نچھاور کی گئی تھی ، اس کو اہل علم و فضل اور مستحق لوگوں میں تقسیم کر دیا ۔ وزارت کا عہدہ اعظم ہمایوں کے چھوٹے بھائی شمس خاں دالدانی کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ فرمان کے سرنامہ پر یہ عبارت لکھی جائے :

''الواثق بتائید الرحمٰن افتخار الدنیا والدین ابو الغازی محمد شاہ بن مظفر شاہ ۔''

سلطنت کا انتظام کرنے کے بعد اس نے ایک زبردست لشکر جمع کیا اور بکم شعبان سنہ مذکور (۸۰۶ھ/۱۴۰۴ء) کو قصبہ اساول سے دہلی کی طرف روانہ ہوا ۔ راستے میں اس کو خبر ملی کہ راجا نادوت اطاعت و فرمانبرداری سے منحرف ہو گیا ہے ۔ محمد شاہ راستہ ہی سے ولایت نادوت پہنچا ۔ اس کے مواضعات اور قصبات کو برباد کر دیا ، قصبہ سینور میں منزل کی ۔ ایسے وقت میں کہ حکومت شباب پر تھی ، شراب کی کثرت [۹۲] نے اسے ختم کر دیا ۔

بیت

در خاک ریخت آں گل دولت کہ باغ ملک
با صد ہزار ناز پرورد در برش

اس کی سلطنت کی مدت دو ماہ اور چند روز ہوئی[۱] ۔ جب یہ وحشت ناک خبر علاقہ بھروچ میں اعظم ہمایوں کو ملی ، تو اس کو بہت رنج ہوا ۔ وہ بہت عجلت سے لشکر میں پہنچا اور محمد شاہ کی نعش پٹن بھیج دی ۔ شاہی خط و کتابت میں اس کو شہید لکھا گیا ۔ شمس خاں دالدانی کی رعایت کر کے ملک جلال کوکھر کو ہٹا کر خطہ ناگور کی حکومت اس کے سپرد کی اور (ظفر خاں نے) نہایت غمزدگی اور پژمردگی کے ساتھ ملکی معاملات کو ہاتھ میں لیا ۔ تخت و تاج کو ایک گوشہ میں رکھ دیا ۔

۱- دو سال دو ماہ اور چند روز (نولکشور ایڈیشن) ۔

Marfat.com

وہ خود کو کوئی امتیاز نہیں دیتا تھا ۔ یہاں تک کہ جب امراء اور ارکانِ دولت نے اصرار کیا ، تو ۸۱۰ھ/۱۴۰۷ء میں تخت سلطنت پر بیٹھا ۔ بعض تواریخ میں نظر سے گزرا ہے کہ شمس خاں دالدانی نے مظفر خاں کے اشارہ سے محمد شاہ کو شراب میں زہر دے دیا[1] ۔

ذکر سلطنت ظفر خاں

جب سلطنت گجرات کے ضعف و کمزوری کا زمانہ کہ جو تین سال چار ماہ تھا ، ختم ہوگیا ، تو اعظم ہمایوں ظفر خاں قصبہ بیر پور میں [۹۳] امیروں کے التماس اور بزرگوں کی استدعا پر سلاطین کے طریقہ پر منجموں کی تجویز کی ہوئی نیک ساعت میں تخت نشیں ہوا ۔ اس نے اپنا خطاب سلطان مظفر شاہ (مقرر) کیا ۔ خطبہ اور فرمان میں اس کا لقب یہ تھا :

"الواثق باللہ المنان ، شمس الدنیا والدین ، ابو المجاہد مظفر شاہ السلطان ۔"

جو روپیہ تاج شاہی پر نچھاور ہوا تھا ، مستحقین میں تقسیم کر دیا ۔ امیروں ، سرداروں اور بزرگوں کو خلعت دیے اور متواتر کوچ کرتا ہوا ولایت مالوہ کی جانب متوجہ ہوا ۔ جب دھار کے نواح میں پہنچا ، تو سلطان ہوشنگ جنگ کے لیے سامنے آ گیا ، لیکن مظفر شاہ کے حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگا اور قلعہ دھار میں پہنچ کر پناہ لی ۔ آخرکار (وہاں سے) آ کر سلطان سے ملاقات کی ۔ جب وہ سلطان مظفر شاہ کے پاس پہنچ گیا ، تو چونکہ اس نے اپنے باپ دلاور خاں کو زہر دیا تھا اور دلاور خاں اور سلطان مظفر شاہ سے سلطان فیروز شاہ کے دربار میں برادرانہ اور محبت کے تعلقات تھے ، لہذا اس نے سلطان ہوشنگ اور اس کے بعض مقربین کو قید کر دیا اور اپنے بھائی نصرت خاں کو حکومت مالوہ پر مقرر کیا[2] ۔

۱- فرشتہ نے محمد شاہ کا حال علیحدہ نہیں لکھا ہے ، بلکہ اعظم ہمایوں ظفر خاں المخاطب بہ مظفر شاہ کے ذیل میں لکھا ہے ۔

۲- فرشتہ ۱۸۲/۲ ۔

Marfat.com

اسی اثنا میں خبر آئی کہ سلطان ابراہیم شرقی دہلی پر حملہ کرنے کے لیے جونپور سے آ گیا۔ یہ خبر سن کر مظفر دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان ابراہیم کو جب یہ معلوم ہوا کہ سلطان مظفر اس سے جنگ کرنے کے ارادہ سے آ رہا ہے، تو وہ راستہ ہی سے واپس ہو کر جونپور چلا گیا جس کا بیان طبقہ جونپور میں لکھا گیا ہے۔

سلطان مظفر اس خبر (واپسی ابراہیم) کو سن کر گجرات کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ سلطان ہوشنگ کو قیدی بنا کر اپنے ہمراہ لے گیا۔ جب کچھ عرصہ گزر گیا، تو مالوہ کی رعایا اور فوج نے نصرت خاں کے نامعقول برتاؤ کی وجہ سے اس پر خروج [۹۰] کر دیا اور اس کو خواجہ (تاجر)[1] کی طرح سے دھار سے نکال کر گجرات بھیج دیا۔ اس کے متعلقین کو تکلیف اور آزار پہنچایا اور سلطان مظفر کی وجہ سے موسیٰ خاں کو جو سلطان ہوشنگ کا داماد تھا، سردار بنا کر قلعہ مندو میں رہنے لگے۔ اس خبر کے سننے کے بعد سلطان مظفر نے سلطان ہوشنگ کو قید سے رہا کر دیا۔ شہزادہ احمد خاں بن محمد شاہ کو اس کی مدد کے لیے نامزد کیا تاکہ مالوہ پر قبضہ کر کے اس کے حوالہ کر دے۔ شہزادہ احمد خاں قلعہ دھار پہنچا اور ولایت (مالوہ) پر قبضہ کر کے سلطان ہوشنگ کے حوالہ کر دیا اور خود دھود[2] کے راستہ سے گجرات چلا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل مالوہ کے حالات میں لکھی گئی ہے۔

آخر ۸۰۲ھ/۱۰-۱۴۰۹ء میں سلطان مظفر کو معلوم ہوا کہ کتھ کوٹ[3] کہ جو کچھ کے مضافات میں ہے، کے راجپوت فتنہ و فساد برپا کر رہے ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی اس گروہ کو سزا دینے کے لیے ایک بڑی فوج مقرر کی۔ کہتے ہیں کہ خداوند خاں کو شیخ محمد قاسم کی خدمت میں دھود روانہ کیا کہ وہ دعا کریں کہ لشکر اسلام فتح یاب واپس آئے۔ حضرت شیخ محمد قاسم نے جب اس جماعت کے ناموں کی فہرست

۱۔ خواجہ ولو ہے انگریزی مترجم (ص ۱۸۰) نے خواجہ دلو پڑھا ہے۔ یہ لفظ کچھ واضح نہیں ہے۔ فرشتہ کے یہاں یہ لفظ نہیں ہے۔

۲۔ ایک خطی نسخہ میں دعور ہے۔

۳۔ نولکشور ایڈیشن اور ایک خطی نسخہ میں "کہنہ کوٹ" ہے۔

Marfat.com

ملاحظہ فرمائی کہ جو لشکر میں نامزد ہوئے تھے ، تو بعض ناموں پر خط کھینچ دیا ۔ اتفاقاً جب مظفر شاہی لشکر مظفر و منصور واپس آیا ، تو جن لوگوں کے ناموں پر خط کھینچ دیے گئے تھے وہ اس جنگ میں شہید ہو گئے ۔

۸۱۳ھ میں شہر نہروالہ پٹن میں سلطان مظفر بیمار ہوا ۔ شہزادہ احمد خاں کو امراء و اراکین کی موجودگی میں تخت [۹۵] نشین کیا ۔ اس کو ''ناصرالدنیا والدین احمد شاہ'' کا خطاب دیا اور حکم دیا کہ اسلامی منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے ۔ اس روز اس کی حکومت کی مدت تین سال آٹھ ماہ اور سولہ روز ہوئی تھی ۔ سلطان احمد شاہ کے تخت نشین ہونے کے بعد وہ پانچ ماہ تیرہ روز اور زندہ رہا اور صفر ۸۱۴ھ/۱۴۱۱ء[۱] میں اس کا انتقال ہوگیا ، پٹن میں دفن ہوا ۔ اس کو ''خدایگانِ کبیر'' کہتے ۔

ذکر سلطنت سلطان احمد شاہ بن سلطان محمد بن سلطان مظفر

جب احمد شاہ تختِ سلطنت پر جلوہ گر ہوا ، تو اس نے امیروں ، اراکینِ سلطنت ، معززین شہر اور سرداروں کو بلا کر خلعت عنایت کیے اور عام لوگوں کو انعامات سے سرفراز کیا ۔ دیوانی کے پیشکاروں اور اہل کاروں کو بدستور سابق قائم رکھا ۔ زراعت کی کثرت ، تعمیر مملکت اور عدل و انصاف کے باب میں پوری کوشش کی ۔

جب یہ خبر قلعہ بروده میں فیروز خاں بن سلطان مظفر شاہ کو ملی کہ شہزادہ احمد خاں تخت سلطنت پر بیٹھ گیا ہے ، تو اس نے حسد و کینہ سے بغاوت پر کمر باندھی اور جیون داس کھتری[۲] کو وزارت کا منصب دیا ۔ امیر محمود برکی[۳] بھی کہ جو کنبایت کا حاکم تھا ، فیروز خاں سے مل گیا اور دوسرے امیر بھی کہ جن کے مزاج میں شرارت تھی ، فیروز خاں [۹۶] کو کامیاب سمجھتے ہوئے اس سے مل گئے اور اس کو

۱- فرشتہ (۱۸۲/۲) نے لکھا ہے کہ ۸ ربیع الآخر ۸۱۴ھ/۱۴۱۱ء کو فوت ہوا ۔

۲- جیوندو بیاگداس کھتری (فرشتہ ۱۸۲/۲) ۔

۳- امیر محمود ترک (فرشتہ ۱۸۲/۲) ۔

Marfat.com

کنبایت لے آئے ۔ اس قصبہ میں ہیبت خاں بن سلطان مظفر نے فیروز خاں سے ملاقات کی ۔ چند روز کے بعد سعادت خاں و شیر خاں ابن سلطان مظفر بھی آ کر مل گئے ۔ وہ بھائیوں کے جمع ہو جانے سے قوی پشت ہو کر قصبہ بھروچ کی طرف روانہ ہوا ۔ وہاں سے ایک خط سلطان ہوشنگ غوری کو بھیجا اور مدد چاہی اور یہ قبول کیا کہ ہر منزل پر کئی لاکھ تنکے اخراجات کے لیے دیے جائیں گے ۔ ولایت گجرات میں جہاں جہاں زمیندار تھے ان کو گھوڑے اور خلعتیں بھیج کر موافق کر لیا ۔

جب یہ خبر سلطان احمد شاہ کو ملی ، اس نے لشکر کا انتظام کیا اور متواتر کوچ کرتا ہوا بھروچ روانہ ہوا ، جب وہاں پہنچا ، تو آتش فتنہ کو فرو کرنے کے لیے امیروں کے پاس ایلچی بھیجا اور پیغام دیا :

بزرگ کردۂ حق را فلک نہ بیند خرد
عزیز کردۂ او را جہاں نہ دارد خوار

چونکہ خدایگان کبیر مظفر شاہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تخت نشین کیا ہے اور امراء ، معززین اور عام لوگوں کی بیعت نے میری بادشاہی کو مضبوط کر دیا ہے ، لہٰذا تم کو چاہیے کہ تم دائرہ اطاعت و فرمانبرداری سے قدم باہر نہ رکھو جس کا انجام بغاوت و فتنہ انگیزی ہے اور جو جاگیریں خدایگان کبیر مظفر شاہ ہر ایک کے لیے نامزد کر چکے ہیں ، اس پر قانع رہو اور مزید عنایات کے امیدوار رہو ۔ ایلچی نے جب یہ پیغام پہنچایا ، تو امیروں نے آپس میں [۹۷] مشورہ کیا اور ہیبت خاں کو جو احمد شاہ کا حقیقی چچا تھا ، اس ایلچی کے ساتھ بھیجا ۔ چونکہ سلطان احمد نے ہیبت خاں پر مزید عنایات کیں ، اس لیے فیروز خاں اور دوسرے خوانین بھی قوت حاصل کرنے کے لیے سلطان احمد کی خدمت میں چلے آئے ۔ اس نے ہر ایک پر مزید نوازش کی اور دلجوئی کر کے قدیم جاگیروں پر ان کو برقرار رکھا ۔ ان حدود کے معاملات کا انتظام بہت خوش اسلوبی سے کیا ۔ اب وہ چاہتا تھا کہ پٹن کی طرف واپس چلا جائے کہ خبر پہنچی کہ سلطان ہوشنگ فیروز خاں کی مدد کے ارادہ سے دھار سے اس طرف آ رہا ہے ۔

سلطان احمد اس خبر کے سنتے ہی قلعہ بھروچ سے متواتر کوچ کر

Marfat.com

کے موضع ولنج میں پہنچا ۔ یہاں بھیکن آدم خاں افغان جو سلطان مظفر شاہ کے دور حکومت میں بروده کا حاکم تھا اور مخالفت کے خیال سے کولوں کھدروں میں گھومتا پھرتا تھا ، خدمت میں حاضر ہو کر شاہی عنایات سے سرفراز ہوا ۔ سلطان احمد چونکہ فیروز خاں کے معاملہ سے فارغ ہو چکا تھا ، لہذا ظاہری و باطنی اطمینان کے ساتھ ہوشنگ سے مقابلہ کے لیے آیا ۔ اپنے سے پہلے عماد الملک کو جنگ کے لیے بھیجا ۔ ہوشنگ شرمسار و شرمندہ ہو کر اپنے علاقہ کو چلا گیا ۔ عماد الملک نے چند منزل تک اس کا تعاقب کیا اور جو زمیندار ہوشنگ سے مل گئے تھے ، ان کو قید کر کے سلطان کی خدمت میں لے آیا ۔

سلطان احمد شاہ واپس لوٹتے ہوئے جب قصبہ اساول پہنچا اور وہاں کی آب و ہوا اپنے مزاج کے موافق پائی ، تو حقائق پناہ شیخ احمد کھتو۱ قدس سرہ' کے مشورہ سے استخارہ کے بعد سابرمتی کے کنارے ماہ ذی قعدہ ۸۱۳ھ/۱۴۱۱ء میں ایک بڑے شہر احمد آباد کی تعمیر کی بنیاد [۹۸] رکھی کہ جو ہندوستان کے شہروں میں اپنا جواب نہیں رکھتا ہے ۔ قلعہ ، جامع مسجد اور بہت سے بازار بنوائے ۔ قلعہ کے باہر تین سو ساٹھ محلے آباد کیے کہ ہر محلہ میں بازار ، مسجد اور دیوار بند (فصیل) بنوائی ۔ احمدآباد کو آباد کرنے کے سلسلے میں اگر یہ کہا جائے کہ تمام دنیا کے شہروں میں اس شان و شوکت کا کوئی اور شہر نہیں ہے ، تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا ۔

۸۱۳ھ/۱۲ - ۱۴۱۱ء میں فیروز خاں اور ہیبت خاں ، ملک بدرعلا کے بھکانے سے جو سلطان خضر کا بہت قریبی عزیز تھا ، پھر بغاوت و سرکشی پر آمادہ ہوگئے ۔ وہ ملک سے باہر نکل آئے اور ایدر کے پہاڑ میں پناہ لی ۔ سلطان احمد شاہ یہ خبر سن کر اس جماعت کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوا اور جب قصبہ ولنج پہنچا ، تو فتح خاں بن سلطان مظفر کو اپنے سے پہلے روانہ کر دیا ۔ وہ بھی سید ابراہیم نظام مقطع کے بھکانے سے قصبہ مہراسہ چلا گیا اور بھائیوں سے مل گیا ۔ سلطان احمد اس حرکت کے سننے کے بعد مہراسہ کی طرف متوجہ ہوا ۔ ملک بدرعلا اور سید

۱۔ شیخ احمد کھتو اپنے دور کے نامور شیخ طریقت تھے ۔

ابراہیم نے کہ جس کا خطاب رکن خاں تھا ، مہراسہ کے قلعہ کے چاروں طرف خندق کھدوائی اور قلعہ داری کے اسباب میں مصروف ہوگیا ۔ فیروز خاں اور ہیبت خاں نے ایدر کے راجا رائے مل[1] کو مدد کے لیے بلایا ۔ وہ موضع الکھور میں جو قصبہ مہراسہ سے پانچ کوس پر ہے ، پہنچا ۔

[۹۹] جب سلطان احمد قلعہ مہراسہ کے نزدیک پہنچا ، تو پہلے اس نے علماء کی ایک جماعت ملک بدر علا اور رکن خاں کے پاس بھیجی تاکہ وہ اپنی آنکھوں پر سے پردۂ غفلت ہٹا دیں اور حق کو ظاہر کر دیں ۔ جب پیغامبروں کو حسب منشا جواب نہ ملا ، تو وہ واپس آ گئے ۔ سلطان نے از راہِ مہربانی دوبارہ پیغام بھیجا کہ میں نے تم کو امان دے دی ہے ، جہاں چاہو چلے جاؤ ۔ ملک بدر علا اور رکن خاں نے جواب دیا کہ اگر نظام الملک کہ جو نائب وزیر ہے اور ملک احمد عزیزالملک جو کارگزار اور نائب وکیل در ہے اور ملک سعید الملک اور ملک سیف خواجہ آئیں اور ہم کو اپنے ساتھ لے جائیں ، تو میں خدمت میں حاضر ہو سکتا ہوں ۔ سلطان احمد نے فرمایا کہ امرائے مذکور جائیں ، لیکن بدر علا کے مکر و فریب سے محتاط رہیں اور قلعہ کے اندر نہ جائیں ۔

جب امرائے مذکور مہراسہ کے قلعہ کے دروازہ کی طرف متوجہ ہوئے ، تو ملک بدر علا اور رکن خاں نے ایک جماعت کو گھات میں مقرر کر دیا اور خرد تواضع سے پیش آیا ۔ ملک نظام اور ملک سعیدالملک کو امراء سے علیحدہ کر کے گفتگو میں مشغول کر لیا ۔ اسی دوران میں ایک جماعت گھات سے نکل آئی اور ملک نظام الملک اور سعید الملک کو گرفتار کر کے قلعہ میں لے گئی ۔ نظام الملک نے بلند آواز سے کہا کہ سلطان سے کہہ دینا کہ قلعہ فتح کرنے میں تاخیر نہ کرے اور ہماری قسمت میں جو لکھا تھا وہ پورا ہوا ۔ ملک بدر علا نے دونوں امیروں کے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر ایک اندھیرے گھر میں قید کر دیا ۔ اس بات (دونوں کی گرفتاری) کا سبب یہ تھا کہ ملک بدر علا یہ سمجھتا تھا کہ جب تک یہ امیر مقید ہیں ، قلعہ کو نقصان نہیں پہنچے گا ۔

۱۔ نولکشور ایڈیشن میں رن مل ہے اور آگے چل کر رن مل ہی لکھا ہے ۔

Marfat.com

سلطان احمد کو جب یہ ماجرا معلوم ہوا ، تو اس نے حکم دیا کہ مورچے تقسیم کر کے چاروں طرف سے حملہ کر دو ۔ پانچویں جمادی الاولیٰ ۸۰۴ھ/۱۴۰۱ء کو اس نے خود دروازہ (قلعہ) پر حملہ کیا ۔ [۱۰۰] امیروں اور جواں مردوں نے جب یہ حال دیکھا ، تو وہ خندق میں گھس پڑے اور قلعہ تک پہنچ گئے اور چشم زدن میں چاروں طرف سے قلعہ کی دیواروں پر چڑھ گئے اور ملک نظام الملک کی رہائی کی طرف متوجہ ہوئے ۔ چونکہ ان دونوں امیروں کی موت نہیں آئی تھی ، لہذا وہ ان دونوں کو نکال لانے اور باغیوں کے ہوش ٹھکانے لگا دیے ۔ ملک بدر علا اور رکن خاں جو ان باغیوں کے سردار اور مفسدوں کے رئیس تھے ، قتل کر دیے گئے ۔ فیروز خاں اور ایدر کے راجا اس فتح کی خبر سن کر بھاگے اور کوہ ایدر پر جا کر پناہ لی ۔

چند روز کے بعد ایدر کے راجا رغل نے اس کا تدارک کیا ۔ اس نے فیروز خاں سے غداری کی اور اس کے ہاتھی اور خزانہ اپنے قبضہ میں لا کر سلطان احمد کے پاس بھیج دیے اور خود عاجزی و نیاز مندی کے ساتھ مالگزاری دینے پر آمادہ ہوگیا ۔ سلطان مظفر و منصور احمدآباد واپس ہوا ، فیروز خاں مع اپنے بھائیوں کے فرار ہو کر ناگور کے علاقہ میں چلا گیا ۔ جس روز رانا موکل نے فیروز خاں بن شمس خاں دلدانی کے ساتھ ناگور کے حاکم سے جنگ کی ، (اسی دن) فیروز خاں شہید ہو گیا ۔

۸۱۶ھ/۱۴۱۳ - ۱۴۱۴ء میں ملک احمد سرکنجی[۱] ، ملک شہ ملک ، ملک احمد بن شیر ملک بھیکن[۲] آدم خاں افغان [۱۰۱] اور ملک عیسیٰ سالار نے سوئے ہوئے فتنہ کو بیدار کر دیا[۳] ۔ انھوں نے بعض سرکش زمینداروں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور ملک کے کچھ حصہ پر قبضہ کر لیا ۔ جہاں بھی بدنظمی تھی ، وہاں کے لوگ ان سے متفق ہوگئے ۔ ان حالات

۱- سرکنجی (فرشتہ ۲/۱۸۴) -
۲- بھنکر (فرشتہ ۲/۱۸۴) -
۳- اس وقت سلطان احمد شاہ جلوارہ کی مہم پر گیا تھا ۔ (فرشتہ ۲/۱۸۴) -

Marfat.com

میں راجا منڈل ، راجا نادوت و بدھول نے سلطان ہوشنگ کو عرضیاں بھیج کر گجرات کی تسخیر پر آمادہ کیا ۔ سلطان ہوشنگ اپنی کم تدبیری کی وجہ سے ان مفسدوں کی امداد و اعانت پر بھروسہ کر کے گجرات کی طرف متوجہ ہوا ۔ سلطان احمد نے جب یہ دیکھا کہ فتنہ کا غبار دو طرف سے اٹھا ہے ، تو اپنے حقیقی بھائی لطیف خاں بن محمد شاہ کو ملک نظام الملک نائب وزیر کے ساتھ ملک شہ اور دوسرے امراء کی گوشمالی کے لیے بھیجا اور خود لشکر آراستہ کرکے سلطان ہوشنگ کے دفعیہ کے لیے متوجہ ہوا ۔ جب وہ موضع باندھو میں جو جاپانیر کے علاقہ میں ہے ، پہنچا ، تو ملک عمادالملک سمرقندی کو ایک بڑی فوج دے کر اپنے سے پہلے بھیج دیا ۔ سلطان ہوشنگ نے جب سنا کہ سلطان احمد کا غلام اس سے جنگ کرنے کے لیے آ رہا ہے ، تو اس نے خود کو اس (غلام) سے اعلیٰ سمجھا اور اپنی ولایت کو واپس چلا گیا ۔ عماد الملک اس گروہ کو جو اس فتنہ کا محرک تھا ، قید کر کے (بادشاہ کے پاس) لے آیا ۔ باریک بین دانش مندوں سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ سلطان ہوشنگ واپسی کے لیے بہانہ تلاش کر رہا تھا ، ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ وہ بھی اپنے غلام کو عماد الملک کے مقابلہ کے لیے بھیج دیتا اور جب سلطان احمد اپنی فوج سے اس کی مدد کرتا ، یہ خود بھی متوجہ ہو جاتا ۔

سلطان ہوشنگ کی واپسی کے ساتھ ہی مخبر خبر لائے کہ ملک شہ ملک اور دوسرے امراء چونکہ مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے تھے ، [۱۹۲] لہذا بغیر جنگ کیے ہوئے فرار ہو گئے ۔ شہزادہ لطیف خاں کچھ دور تک تعاقب کرنے کے بعد ٹھہر گیا اور شہ ملک نے ان مفسدوں کے ساتھ جو اس سے ملے ہوئے تھے ، رات کے وقت شہزادہ کے لشکر پر شب خون مارا ۔ چونکہ لشکر کے آدمی باخبر تھے ، لہذا وہ کچھ نہ کر سکا ۔ ایک جماعت کو قتل کر دیا اور فرار ہو کر کرنال کے زمیندار کے پاس التجا لے گیا ۔ سلطان احمد نے اس خبر کو سن کر خدا کا شکر ادا کیا ۔ احمد آباد کے باشندوں کو انعام و اکرام دے کر خوش کر دیا ۔

۸۱۷ھ/۱۴۱۴-۱۵ء میں جب کرنال کے راجا نے شہ ملک اور دوسرے مفسدوں کو اپنی ولایت میں جگہ دے دی ، تو سلطان نے اس کی تادیب اور گوشمالی کا ارادہ کیا ۔ جب وہ کرنال کے قریب جو جونا گڑھ مشہور

Marfat.com

ہے ، پہنچا ، تو وہاں کا راجا مع فوج کے قلعہ سے باہر نکلا اور خود قلب لشکر میں جنگ کے لیے شامل ہوا - آخرکار فرار ہو کر کرنال کے قلعہ میں چلا گیا اور اس کے اکثر کارآمد آدمی فرار ہوتے وقت مارے گئے - سلطان احمد نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ، وہ روزانہ فوجوں کو ولایت سورت پر حملہ کرنے کے لیے بھیجتا تھا ، چند روز کے بعد ماہ رجب سنہ مذکور (۸۱۷ھ/۱۴۱۴ء) میں کرنال کے قلعہ کو قہر و غلبہ کے ذریعہ فتح کر لیا - کرنال کا راجا دوسرے لوگوں کے ساتھ کہ جو فتنہ انگیزی میں دخل رکھتے تھے ، بھاگ کر کوہ کرنال پر جا پہنچا - کچھ عرصہ کے بعد اس نے عاجز و درماندہ ہوکر امان طلب کی اور نیچے اُتر آیا اور قدیم دستور کے مطابق مال گزاری ادا کرنی شروع کر دی - سلطان احمد نے شاہ ابو الخیر اور سید قاسم کو مال گزاری وصول کرنے کے لیے چھوڑا اور خود دارالحکومت احمد آباد چلا آیا[1] -

۸۲۱ھ/۱۴۱۸ء میں خبر پہنچی کہ اسیرو برہان پور کے حاکم نصیر بن عادل خاں نے نہایت غرور و تکبر کے ساتھ [۱۰۳] سلطان پور اور ندربار کے بعض مواضعات کو نقصان پہنچایا ہے - اس خبر کے سنتے ہی وہ متواتر کوچ کرکے ندربار کی طرف متوجہ ہوا اور ایک فوج قلعہ تنبول پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجی کہ جو دکن کی سرحد پر واقع ہے - جب لشکر ندربار پہنچا ، تو نصیر عادل خاں فرار ہو کر اسیر چلا گیا اور اس جماعت نے جو قلعہ تنبول پر گئی تھی ، سردار کو تسکین اور دلاسا دے کر قلعہ پر قبضہ کر لیا - چونکہ برسات کا موسم تھا ، لہذا جانوروں کو جنگل میں بہت تکلیف ہوتی تھی - سلطان احمد شاہ نے احمد آباد واپسی کا ارادہ کر لیا کہ مخبروں نے خبر دی کہ ایدر ، چنپانیر ، مندل اور نادوت کے راجا متواتر عرضیاں بھیج کر سلطان ہوشنگ کو گجرات لے آئے اور سلطان ہوشنگ قصبہ سہراسہ میں پہنچ گیا ہے -

اسی اثناء میں ایک شتر سوار نو دن کے عرصہ میں ناگور سے قصبہ ندربار پہنچا اور فیروز خاں بن شمس خاں دندانی کا خط اس مضمون کا لایا کہ سلطان ہوشنگ گجرات کی تسخیر کے ارادہ سے آ رہا ہے اور جہاں

۱- فرشتہ ۱۸۴/۲ - ۱۸۵ -

Marfat.com

خاں کی تحریروں سے اس کو یہ معلوم ہوا تھا کہ مجھ (فیروز خاں) کو آپ (سلطان احمد) سے خلوص نہیں ہے ، اس لیے اس نے مجھے لکھا تھا کہ گجرات کے زمینداروں نے عرضیاں بھیج کر مجھے بلایا ہے اور میں گجرات کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ تجھ کو چاہیے کہ جلد تیار ہو کر آ جائے ۔ گجرات فتح ہو جانے کے بعد نہروالہ کی ولایت میں تجھ کو دے دوں گا ۔ چونکہ حضرت (بادشاہ) میرے قبلۂ کعبہ ہیں ، مجھ پر یہ لازم و واجب تھا کہ (حضرت کو) اس بات کی اطلاع کر دوں ۔

سلطان احمد نے بارش کے باوجود متواتر کوچ کر کے دریائے نربدہ کو عبور کیا اور دریائے مہندری کے کنارے قیام کیا ۔ جب قصبہ مہراسہ سے ایک ہفتہ کی راہ باقی رہ گئی ، تو جاسوسوں نے سلطان ہوشنگ کو یہ خبر پہنچائی کہ سلطان ہوشنگ نے زمینداران مذکور کو بلا کر ملامت کی اور وہ اپنا سر کھجاتا ہوا واپس ہو گیا ۔ چونکہ سلطان احمد شاہ تنہا [۱۰۳] آیا تھا ، اس لیے چند روز تک لشکر جمع کرنے کے لیے وہاں قیام کیا ۔

اسی دوران میں یہ خبر پہنچی کہ اس فتنہ کی وجہ سے سورت کا راجا بھی مال گزاری ادا کرنے میں سستی کر رہا ہے اور اسیر کے حاکم نصیر بن عادل خاں نے بھی غزنی خاں والد سلطان ہوشنگ سے متفق ہو کر تھالنیسر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور مکر و حیلہ سے اس پر قابض ہو گیا ۔ نادوت کے راجا کے صلاح و مشورہ سے وہ سلطان پور کی ولایت میں آیا اور لوٹ مار کرکے واپس چلا گیا ۔ سلطان احمد نے اس خبر کے سنتے ہی محمود خاں کو ایک بڑا لشکر دے کر سورت کی ولایت پر نامزد کیا ۔ اس نے جا کر قدیم دستور کے مطابق سورت کے زمینداروں سے مالگزاری وصول کی ۔ ملک محمود برکی اور مخلص الملک کو نصیر بن عادل کی گوشمالی اور تادیب کے لیے بھیج دیا ۔ ملک محمود اور مخلص الملک نے پہلے نادوت پر حملہ کیا ۔ نادوت کے راجا نے عاجز ہو کر مقررہ پیشکش ادا کر دی ۔ وہاں سے جب سلطان پور کے نواح میں پہنچا ، تو غزنی خاں نے اپنی ولایت کا رخ کیا اور نصیر خاں بن عادل خاں تھالنیسر کے قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا ۔ جب محاصرہ طویل ہو گیا ، تو نصیر خاں بن عادل خاں نے ملک محمود برکی کے وسیلہ سے اپنی خطاؤں کی معافی چاہی ۔

Marfat.com

سلطان احمد نے اس کی خطائیں معاف کر دیں اور خلعت اور نصیر خان کے خطاب سے سرفراز کیا ۔

[۱۰۵] جب سلطان ہوشنگ پھر ولایت گجرات میں آیا ، تو وہ اپنے دل میں بغض و کینہ لیے ہوئے تھا ۔ سلطان احمد ماہ صفر سنہ مذکور (۸۲۱ھ/۱۴۱۸ء) میں مالوہ کی ولایت کی تسخیر اور ہوشنگ کی تادیب کے لیے روانہ ہوا ۔ راستہ میں ایدر ، جنپانیر اور نادوت کے راجاؤں کے وکیلوں اور دوسرے زمینداروں نے حاضر ہو کر خطاؤں کی معافی چاہی اور قبول کیا کہ وہ ہر سال کی پیشکش دو چند کرکے بھیجیں گے ۔ سلطان احمد نے اس جماعت کی خطاؤں سے چشم پوشی کرکے ان کی معذرت قبول کر لی ۔ چونکہ مندل کے راجا نے غرور و تکبر کا اظہار کیا اور معافی کا خواستگار نہیں ہوا ، لہذا سلطان احمد نے ملک نظام الملک کو اپنی نیابت میں گجرات چھوڑ کر مندل کے راجا کو سزا دینے کے لیے مقرر کیا اور خود ہوا کی گرمی اور تنگ راستہ کے باوجود مالوہ کی جانب روانہ ہوا ۔ متواتر کوچ کرتا ہوا وہ موضع کالیادہ کے نواح میں پہنچ کر ٹھہرا ۔ سلطان ہوشنگ نے کالیادہ کے نزدیک پہنچ کر ناہموار جگہ منتخب کی اور خود دریائے کالیادہ کے ایک طرف قیام کیا ۔ اپنے سامنے کے رخ پر بڑے بڑے درخت کٹوا کر ان کی باڑھ لگوا دی ۔ سلطان احمد کھلے صحرا میں سواروں کے ساتھ مقیم ہوا اور یہ طے کیا کہ میمنہ پر امیر محمود برکی ، میسرہ پر ملک فرید عماد الملک اور اسباب و سامان پر نصیر الدین عضد الدولہ تعینات ہوں ۔ اسی دوران میں اتفاق سے جب سوار ہو کر جنگ کا ارادہ کیا ، تو اس کا گزر ملک فرید کے ڈیرہ کی طرف ہوا ۔ وہیں ٹھہر کر ایک خدمتگار کو اس کے بلانے کے لیے بھیجا تاکہ اس کو اس کے باپ کا خطاب ''عماد الملک'' عطا کرے ۔ بلانے والا واپس آ گیا اور کہا کہ ملک نے اپنے جسم پر تیل کی مالش کی ہے ، تھوڑی دیر کے بعد آئے گا ۔ اس نے کہا کہ آج جنگ کا دن ہے ۔ مزید تاخیر کرنے میں ندامت و شرمندگی اٹھائے گا اور بغیر توقف کے میدان جنگ کی طرف متوجہ ہوا ۔

[۱۰۶] جب دونوں بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے ، تو دونوں لشکر جوش و خروش میں آ گئے ۔ سلطان احمد کی فوج میں سے

Marfat.com

ایک ہاتھی نے سلطان ہوشنگ کی فوج کی طرف رخ کیا اور بہت نقصان پہنچایا ۔ سواروں کو مختلف اطراف میں بھگا دیا ۔ غزنی خاں ولد سلطان ہوشنگ نے تیر اندازی کا مظاہرہ کیا اور اس ہاتھی کی پیشانی پر تیر برسا کر لوٹا دیا ۔ ہر طرف سے بہادر جنگ جو نکل آئے اور سلطان احمد کی فوج پر حملہ آور ہوئے ۔ گجرات کی فوج میں بہت اضطراب پیدا ہو گیا ۔ اس دوران میں ملک فرید اپنی فوج لے کر سوار ہوا اور میدان کا رخ کیا ۔ ہر چند کوشش کی ، مگر راستہ نہ ملا ۔ آخرکار ایک شخص نے کہا کہ میں راستہ سے واقف ہوں ، یہ ہو سکتا ہے کہ غنیم کی فوج کے عقب میں پہنچ کر حملہ کر دو ۔ ملک فرید نے اس راستہ کو نعمتِ غیر مترقبہ سمجھا اور چل دیا ۔ اس وقت جبکہ دونوں لشکر ایک دوسرے سے جنگ کر رہے تھے ، ملک فرید کی فوج نے سلطان ہوشنگ کے عقب میں پہنچ کر اچانک حملہ کر دیا ۔ بڑی زبردست جنگ ہوئی ۔ سلطان ہوشنگ اگرچہ بذاتِ خود بہت دلاور اور بہادر تھا ، لیکن جنگ میں فتح حاصل نہ کر سکا ۔ بھاگ کھڑا ہوا اور ایک ہی ہلہ میں قلعہ مندو پہنچ گیا ۔ سلطان احمد اور اس کے لشکریوں کے ہاتھ بہت مالِ غنیمت ہاتھ آیا ۔ مندو ایک کوس رہ گیا تھا ۔ وہاں تک تعاقب کیا ۔ سلطان احمد نے سب طرف فوجیں بھیج دیں ۔ (انھوں نے) اس کی ولایت کو تاخت و تاراج کر دیا ۔ مندو کے نواح کے پھل والے درخت اور بغیر پھل والے درخت سب کاٹ ڈالے ۔ چونکہ برسات کا موسم آ گیا تھا ، لہذا (سلطان احمد) گجرات کو واپس چلا آیا اور ولایت چنپانیر و نادوت کو کہ جو اس کے راستہ میں [۱۰۷] تھیں ، برباد کرتا ہوا گزرا ۔ احمد آباد پہنچ کر کئی مہینے تک جشن منعقد ہوتے رہے ۔ جس کسی نے تھوڑی سی بھی کوشش کی تھی ، اس پر عنایت اور نوازش ہوئی ، خطابات بھی دیے ۔

غرہ ذی قعدہ ۸۲۱ھ/۱۴۱۸ء میں چنپانیر کے راجا کو سزا دینے کا ارادہ کیا ۔ متواتر کوچ کرکے گیا اور کوہ چانپانیر کا محاصرہ کر لیا جس کی بلندی تین کوس اور جس کا دور سات کوس تھا ۔ آمد و رفت کے راستے بند کر دیے ۔ فتح کے انتظار میں تھا کہ چند روز کے بعد راجا چنپانیر نے عاجز و مجبور ہو کر اپنا وکیل بھیجا اور عرض کیا کہ بندہ اس درگاہ کے خدمتگاروں میں سے ہے ۔ ہمیشہ پتھر پر اپنے کو احمد شاہی

Marfat.com

غلام لکھوائے گا ۔ اگر حضور اپنے طبعی رحم و کرم سے میری خطا معاف کر دیں ، تو ایک سال کا خرچ شاہی خزانہ میں داخل کروں اور سال بسال مال گزاری ادا کرتا رہوں گا ۔ سلطان احمد کو چونکہ دوسرا کام بھی تھا ، اس لیے اس نے اس کی خطا معاف کرکے لذرانہ قبول کر لیا ۔

صفر کی پہلی تاریخ ۸۲۲ھ/۱۴۱۹ء میں اس نے قصبہ سونکرہ کا ارادہ کیا اور سولکرہ کی ولایت کا کچھ حصہ تاخت و تاراج کر دیا ۔ بائیس صفر سنہ مذکور (۸۲۲ھ/۱۸۱۹ء) کو قصبہ کے قریب پہنچ کر قیام کیا ۔ وہاں جامع مسجد بنوائی اور مناسب ارباب شریعت مقرر کیے ۔ گیارہ ربیع الاول کو وہاں سے کوچ کیا ۔ موضع مانکنی میں آیا اور حکم دیا کہ وہاں حفاظت کی غرض سے [۱۰۸] ایک مضبوط قلعہ بنوایا جائے ۔ بارہ ربیع الاول (۸۰۲ھ/۱۸۱۹ء) کو مندو کی طرف روانہ ہوا اور کوہ کالتو کے رہنے والوں کی گوشمالی کرکے متواتر کوچ کرتا ہوا راستہ طے کر رہا تھا کہ راستہ میں مولانا موسیٰ و علی حامد ، سلطان ہوشنگ کے پاس سے پیغام لے کر آئے اور ملک نظام الملک نائب وزیر ملک محمود برکی اور ملک حسام الدین کے توسل سے عاجزانہ عرض کیا کہ بادشاہ اسلام کا یہ ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ولایت مالوہ کے مسلمانوں اور کمزوروں کو نقصان پہنچائے ۔ شریف النفس اور نیک دل سلطان احمد نے پیغامبروں کے التماس پر توجہ فرمائی ۔ ایک محبت آمیز خط سلطان ہوشنگ کو بھیجا اور خود واپس آ کر ساتویں ربیع الثانی (۸۲۲ھ/۱۴۱۹ء) کو چنپانیر کے نواح میں قیام کیا ۔ راستہ میں جہاں کہیں بت خانہ ملا ، اسے ہموار کرتا ہوا احمد آباد آ گیا ۔

۸۰۳ھ/۱۴۲۰ء میں بعض قلعوں کی تعمیر کے ارادہ سے سفر کیا ۔ پہلے موضع جنپور میں دریائے مہندری کے کنارے ایک مضبوط قلعہ بنوایا ۔ اس کے بعد قصبہ دھار سور کے چاروں طرف فصیل بنوائی اور آبادی کو بڑھانے کی کوشش کی ۔ جب قلعہ کاریتھہ میں پہنچا ، تو وہ پرانا قلعہ کہ جس کو سلطان علاء الدین خلجی کے گماشتہ الپ خاں سنجر نے ۷۰۴ھ/ ۵-۱۳۰۴ء میں بنوایا تھا ، از سر نو تعمیر کرایا اور اس کی آبادی میں کوشش کی اور قصبہ کا نام سلطان آباد کر دیا ۔ ۸۲۴ھ/۱۴۲۱ء کے آخر میں پھر [۱۰۹] چنپانیر کی جانب سوار ہوا ۔ محاصرہ کے بعد پیشکش وصول کی اور ۱۹ صفر ۸۲۵ھ/۱۴۲۲ء کو سولکرہ کی طرف متوجہ ہوا اور

Marfat.com

۲۲ صفر ۸۲۵ھ/۱۴۲۲ء کو قصبہ سولکرہ پہنچ کر وہاں دوسری جامع مسجد بنوائی۔

وہیں خبر ملی کہ سلطان ہوشنگ کو مالوہ سے گئے ہوئے مدت ہو چکی ہے اور وہ لاپتہ ہے۔ امیروں اور سرداروں نے ملک کو آپس میں تقسیم کر لیا ہے اوہ وہ قابض ہیں۔ اس خبر کے سننے کے بعد وہ مندو کی طرف متوجہ ہوا۔ متواتر کوچ کرکے تیسری ربیع الآخر (۸۲۵ھ/۱۴۲۲ء) کو قلعہ سہیر کا محاصرہ کر لیا۔ سہیر کے تھالیدار نے امان طلب کی اور سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ بارہویں ربیع الآخر (۸۲۵ھ/۱۴۲۲ء) کو قلعہ مندو کے قریب پہنچ گیا اور لوگوں کے گروہ کے گروہ ولایت کو برباد کرنے کے لیے بھیج دیے۔ چونکہ برسات کا موسم قریب تھا، لہذا یکم جمادی الاخریٰ کو اس قلعہ سے کوچ کرکے اجین کا رخ کیا۔ مملکت کو امیروں میں تقسیم کر دیا۔ دیپال پور بنہرہ ملک مخلص کو، کایتھا ملک فرید عماد الملک کو اور مہند پور جو اس زمانہ میں بھد پور مشہور ہے، ملک افتخار الملک کو جاگیر میں دیا۔ امیروں نے اپنے گماشتے پرگنوں میں بھیج کر خریف کی فصل کا محصول وصول کیا۔

اس زمانہ میں سلطان ہوشنگ جاج نگر کے سفر پر ہاتھیوں کے لیے گیا تھا اور اس بات کی تفصیل مالوہ کے حالات میں درج ہے۔

وہ (ہوشنگ) لوٹا، تو مندو کے قلعہ پر آیا۔ برسات کے بعد سلطان احمد ۲۰ رمضان (۸۲۵ھ/۱۴۲۲ء) کو اجین سے مندو پر آیا اور دروازہ دہلی کے سامنے مقیم ہوا۔ اس نے مورچے تقسیم کرکے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا اور ملک احمد اباز کو بلانے کے لیے احمد آباد فرمان بھیجا۔ [۱۱۰] تا کہ وہ خزانہ اور کچھ دوسرا سامان لا کر (سلطان احمد) کے حضور میں پہنچے۔ ملک احمد خزانہ اور جو کچھ اس سے طلب کیا تھا، ہمراہ لا کر بارہ شوال کو خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس کو خلعت دے کر تارا پور کے مورچہ پر تعینات کر دیا۔ ہوشنگ کے آنے کی وجہ سے سلطان احمد کی جو فوجیں ولایت مالوہ پر قابض تھیں اور پرگنوں کا انتظام کر رہی تھیں، ایک جگہ جمع ہو گئیں۔ سلطان احمد نے اس میں مصلحت دیکھی کہ ملک کے وسط میں خود قیام کرے اور امیروں کو قصبات و پرگنات میں بھیج دے۔ اس قرارداد کے مطابق قلعہ سے کوچ

Marfat.com

کر کے سارلگ پور پہنچا ۔ سلطان ہوشنگ دوسرے راستہ سے سارلگ پور پہنچ گیا ۔ جب گجرات کی فوجیں سارنگ پور کے اواح میں پہنچیں ، تو سلطان ہوشنگ نے پیغام بھیج کر خود انکسار کا اظہار کیا اور پیشکش ادا کرنی قبول کر لی ۔ جب سلطان احمد پیغامبروں کے عجزو انکسار سے مطمئن ہو گیا ، تو وہ خندق کھودنے اور کانٹوں کی باڑھ لگانے سے غافل ہو گیا ۔

اسی رات کو کہ محرم کی بارہویں تاریخ ۸۲۶ھ/۱۴۲۲ء تھی ۔ سلطان ہوشنگ نے اس کے لشکر پر شب خون مارا ۔ چونکہ لوگ غافل تھے ، لہذا بہت سے مارے گئے ۔ ان میں سے ولایت دنداہ کا راجا سامت رائے پانچ سو راجپوتوں کے ساتھ ایک ہی جگہ پر قتل ہو گیا ۔ جب سلطان احمد بیدار ہوا ، تو حضور میں کسی کو نہ پایا ۔ صرف چوکی کے گھوڑے وہاں موجود تھے ۔ ملک جونا رکابدار کو ایک گھوڑے پر سوار کیا اور دوسرے پر خود سوار ہو کر اس مقام سے نکل آیا ۔ دیکھا کہ لشکر سب غارت ہو گیا ۔ بے اختیار جنگل کا رخ کیا ۔ کچھ دیر کے بعد ملک جونا رکابدار کو لشکر کی جانب روانہ کیا ۔ تا کہ حالات کی تحقیقات کرے ۔ [۱۱۱] ملک جونا جب لشکر میں آیا ، تو دیکھا کہ ملک مقرب احمد ایاز اور ملک فرید اپنے آدمیوں کے ساتھ بادشاہ کے حضور میں آ رہے ہیں ۔ انھوں نے اس (ملک جونا) سے سلطان کی خبر دریافت کی ۔ اس نے ان سے حالات معلوم کیے اور دونوں کو ہمراہ لے کر سلطان کی خدمت میں آیا ۔ چونکہ سلطان کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا ، اس لیے ملک مقرب نے اپنے ہتھیار اُتار کر سلطان کو پہنا دیے اور جنگ کی اجازت چاہی ۔ سلطان نے کہا کہ کچھ دیر توقف کرو کہ صبح ہو جائے اور ملک جونا کو پھر لشکر میں بھیجا ۔ تا کہ معلوم کرے کہ سلطان ہوشنگ کس جگہ مقیم ہے اور کس کام میں مشغول ہے ۔

ملک جونا نے آ کر بتایا کہ ہوشنگ کا لشکر فوج کی غارت گری میں مشغول ہے اور ہوشنگ چند آدمیوں کے ساتھ کھڑا ہوا ہے ۔ خاصہ کے گھوڑے اور ہاتھی اس کے سامنے جمع کیے جا رہے ہیں ۔ سلطان احمد طلوع صبح کے وقت کہ جو حقیقت میں صبح اقبال تھی ، ایک ہزار سواروں کے ہمراہ جو ملک مقرب اور ملک فرید کے ساتھ آئے تھے ، ہوشنگ کے

Marfat.com

دفعیہ کے لیے چلا - جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں ، تو سلطان نے خود دشمن کی فوج پر حملہ کر دیا اور دلیری اور مردانگی کا حق ادا کیا - ہوشنگ کو زخمی کر دیا اور خود بھی زخمی ہوا - سلطان ہوشنگ بھی باوجود زخمی ہو جانے کے شجاعت و بہادری دکھاتا رہا - اس اثنا میں گجراتی فیل بانوں نے سلطان احمد کو پہچان کر سلطان ہوشنگ کی فوج کو چھوڑ دیا - ہر چند سلطان ہوشنگ نے اس امر کی کوشش کہ ان کو روکے ، مگر کامیاب نہ ہوا - آخر کار بھاگا اور سارنگ پور کا رخ کیا - حالات بدل گئے - وہ گروہ جو سلطان احمد کے لشکر کو لوٹنے میں مشغول تھا ، قتل ہوا - ہاتھی ، گھوڑے ، اُونٹ اور سامان جو لوٹا جا چکا تھا ، سب واپس مل گیا اور سات مشہور ہاتھی جو جاج نگر کے ہاتھیوں میں سے سلطان ہوشنگ نے بڑی [۲۱۲] جاں کاہی کے ساتھ حاصل کیے تھے ، مال غنیمت میں ہاتھ آئے - سلطان احمد فتح و فیروز مندی کے ساتھ اپنی منزل پر مقیم ہوا - اپنے زخموں کا علاج کرایا - دربار عام منعقد کیا ، امیروں اور سرداروں کی دل جوئی اور تسلی کی - دوسرے روز افتخار الملک اور ملک صفدر خان سلطانی کو آراستہ فوج کے ساتھ جنگل کی طرف بھیجا کہ فوج کے جانوروں کی کہ جو چارے کے لیے گئے تھے ، حفاظت کریں - اتفاق سے دشمن کی فوج اپنے لشکر سے گھسیروں کو پریشان کرنے کے لیے نکلی تھی - راستہ میں دونوں کا مقابلہ ہو گیا - مرنے مارنے میں کسی نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی - آخر کار سلطان ہوشنگ کی فوج فرار ہو کر سارنگ پور پہنچی - ملک افتخار الملک اور صفدر خان سلطانی فتح یاب ہو کر واپس آئے اور نوازش ہائے شاہانہ سے سرفراز ہوئے -

سلطان احمد مصلحت وقت کی بنا پر ۲۰ ربیع الآخری سنہ مذکور (۸۲۶/۱۴۲۳ ء) کو گجرات کی جانب روانہ ہوا - سلطان ہوشنگ نے فوراً قلعہ سارنگ پور سے نکل کر اس کا تعاقب کیا - سلطان احمد لوٹ کر مقابلہ پر آ گیا - دونوں فوجوں میں جنگ چھڑ گئی - سلطان احمد نے بذات خود بہادری کا مُظاہرہ کیا - مقابلہ اور بہت کوشش کے بعد سلطان ہوشنگ نے میدان جنگ کو پیٹھ دکھائی اور بھاگ کر قلعہ میں آ گیا - اس مرتبہ بھی جاج نگر کے ہاتھیوں میں سے چند ہاتھی گجراتی فوج کے

Marfat.com

پالو آئے ۔ اس روز وہیں قیام کیا ۔ دوسرے روز احمد آباد کا قصد کیا ۔ چوتھی جمادی الاخری سال مذکور (۸۲۶ھ/۱۴۲۳ء) کو احمد آباد پہنچا ۔ جشن منعقد کیے ہر ایک سردار اور سپاہی کو انعام ، خلعت اور اضافہ تنخواہ سے سرفراز کیا ۔ چونکہ اس لڑائی میں بہت سے سپاہی بے سامان ہو گئے تھے اس لیے تین سال تک کوئی سفر نہیں کیا ۔ احمد آباد میں قیام کرکے رعایا کی داد خواہی و انتظام ملک و ترقی زراعت کی جانب متوجہ ہوا ۔

[۱۱۳] ان ناساز گار حالات میں وزیروں نے عرض کیا تھا کہ ایدر کے راجا پونجا ولد رنمل نے اس زمانہ میں کہ جب ملک مالوہ پر لشکر کشی ہوئی تھی ، تو مال گزاری ادا نہیں کی تھی اور سلطان ہوشنگ کو عرضیاں روانہ کرکے اس کی دوستی کا دم بھرتا تھا ۔ سلطان احمد نے ۸۲۹ھ - ۲۶ - ۱۴۲۵ء میں ایک آراستہ لشکر پونجا کی گوشمالی کے لیے بھیج دیا ۔ جب فوج ایدر کی ولایت میں پہنچی ، تو لوٹ مار شروع کر دی ۔ پونجا نے مخالفت کی اور مقابلہ کے لیے آمادہ ہو گیا ۔ جب اس معاملہ میں طول ہوا ، تو سلطان خود ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور ایدر سے دس کوس کے فاصلہ پر دریائے سابرمتی کے کنارے پر پہنچ کر شہر احمد نگر کی بنیاد رکھی اور قلعہ بنانا شروع کر دیا اور (اس) بارے میں بہت کوشش کی ۔ احمد نگر سے ایدر کے نواح میں فوجیں بھیج دیں ۔ تاکہ خشک و تر کو جلا ڈالیں اور جو ہاتھ لگے اس کو قتل کر دیں ۔ پونجا ان حالات کے دیکھنے کے باوجود جنگ میں مشغول رہا اور کبھی کبھی اس فوج پر جو چارالابوالوں کے ہمراہ ہوتی ، حملہ کرکے غالب آ جاتا ۔

آخر کار جب اس نے یہ دیکھا کہ کامیابی ناممکن ہے اور احمد شاہی لشکر کے مقابلہ کی ہمت نہیں رکھتا ، تو اپنے وکیلوں کو بھیج کر اظہار خلوص کرنے لگا اور بہت نذرانہ پیش کرانا قبول کیا ۔ چونکہ چند مرتبہ عہد شکنی کر چکا تھا ، لہذا سلطان احمد نے قبول نہیں کیا اور خود ایدر کی طرف توجہ کی ۔ پہلے ہی دن تین قلعے فتح کیے ۔ پونجا فرار ہو کر بیجا نگر کے پہاڑ میں پناہ گزیں ہوا ۔ سلطان نے دوسرے دن شہر ایدر کو غارت کر دیا اور احمد نگر کو واپس ہو گیا ۔ جب ۸۳۰ھ/ ۲۷ - ۱۴۲۶ء میں احمد نگر کی عمارت مکمل ہو گئی ، تو پھر سلطان احمد نے ولایت ایدر کی تخریب و تسخیر کا ارادہ کیا [۱۱۴] ایدر کے اطراف

Marfat.com

و جوانب میں فوجیں روانہ کیں ۔ تا کہ غارت گری کریں اور خود بھی متوجہ ہوا ۔ پونجا نے عاجز و مجبور ہو کر ایلچی بھیجے اور صلح کی درخواست کی ۔ بہت نذرانے دینے قبول کیے ۔ چونکہ اس مرتبہ سلطان اس کی بیخ کنی کے لیے شاہانہ ارادہ کر چکا تھا ، لہٰذا ایلچیوں کی باتوں پر توجہ نہ کی پونجا مایوس ہو کر پروانہ کی طرح اپنی ولایت کے گرد مارا مارا پھرتا اور ہر موقع پر لوٹ مار کرتا تھا ۔ یہاں تک کہ جمعرات کے دن ماہ جمادی الاخری ۸۷۱ھ/۱۴۶۷ء میں اس فوج پر جو چارہ لانیوالوں کے ہمراہ تھی ، پہنچا اور سخت مقابلہ کے بعد بھاگ کھڑا ہوا ، لیکن بھاگنے کے دوران میں ایک ہاتھی فوج سے علیحدہ اس کی نظر پڑا ۔ وہ فوراً اس کی طرف متوجہ ہوا اور برچھے سے زخمی کرکے ہاتھی کو اپنے آگے کر لیا ۔ بہادروں نے اس کا تعاقب کیا ۔ پونجا اس جگہ پہنچا جہاں زمین غیر ہموار ، گڑھے اور کھرے وغیرہ تھے ۔ اتفاق سے اس کا گھوڑا ہاتھی کو دیکھ کر چمکا اور ایک گڑھے میں گر گیا ۔ احمد شاہی لشکر نے پہنچ کر ہاتھی کو واپس لے لیا ، لیکن وہ لوگ پونجا کے گڑھے میں گر جانے سے واقف نہ تھے ۔ اسی دوران میں ایک مسافر ایندھن جمع کرنے کے لیے اس غار میں پہنچا ، تو اس نے دیکھا کہ ایک شخص لباس پہنے ہوئے مردہ پڑا ہے ۔ اس کی وضع قطع سے اس نے اندازہ لگا لیا کہ کوئی بزرگ آدمی معلوم ہوتا ہے ۔ وہ اس کا سر کاٹ کر سلطان احمد کے پاس لے آیا ۔ لوگوں نے پہچان لیا کہ یہ پونجا کا سر ہے ۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اس وقت پونجا کے سر کو سلام کیا ۔ جب اس سے اس کا سبب دریافت کیا گیا ۔ تو اس نے کہا کہ میں نے عرصہ تک اس کی ملازمت کی ہے ۔ سلطان احمد کو اس کا یہ اخلاق پسند آیا اور اس پر نوازش کی :

بیت

مباش غافل از اخلاص و کار سازی او
که بهره مند کند عاقبت ترا اخلاص

دوسرے دن سلطان ایدر کی جانب متوجہ ہوا ۔ فوجیں بھیج کر یہ حکم دیا کہ ایدر اور بیجا نگر کے مواضعات کو برباد کر دیں ۔ ہر رائے ولد پونجا خانجہاں سلطانی کے وسیلہ سے [۱۱۵] اپنی خطاؤں کی معافی کا

Marfat.com

خواستگار ہوا اور ہر سال چاندی کے تین لاکھ تنکے دینے قبول کیے ۔

سلطان احمد نے از راہ کرم و مروت اس کی خطائیں معاف کر دیں اور اسے اپنے بہی خواہوں میں شامل کر لیا ۔ ملک حسن کو صفدر الملک کا خطاب دیا اور اسے ایک بڑے لشکر کے ساتھ تھانہ احمد نگر میں چھوڑا اور خود ولایت کیلوارہ کو روندتا اور غارت کرتا ہوا احمد آباد گیا ۔ شہر کے رہنے والوں کو انعام و احسان سے خوش کر دیا ۔

چند روز کے بعد ملک مقرب نے خاص آدمیوں کی ایک جماعت کو ہر رائے کے پاس مطالبات کی وصولیابی کے لیے بھیجا ۔ جب وہ لوگ ایدر پہنچے ، تو ہر رائے نے رقم کے ادا کرنے میں تساہل کیا اور حیلے بہانے کرنے لگا ۔ اتفاق سے اس کو خبر ملی کہ سلطان شہر سے نکل کر لشکر آراستہ کر رہا ہے ، تو وہ خوف اور ڈر کی وجہ سے بھاگ کر کسی کونے میں چھپ گیا ۔ جب یہ خبر سلطان کو ملی، تو چوتھی صفر ۸۳۲ھ/۱۴۲۸ء کو بہت تیزی سے ایدر کی جانب متوجہ ہوا ۔ چھٹی صفر کو قلعہ ایدر میں نزول کیا ۔ خدا کا شکر بجا لایا ۔ جامع مسجد کی بنیاد رکھی اور وہاں ایک بڑی فوج چھوڑ کر احمد نگر روانہ ہو گیا ۔

۸۳۳ھ/۳۰-۱۴۲۹ء میں جھالا وار کے راجا کانہا کو جب یہ معلوم ہوا کہ سلطان نے ایدر کا کام قریب قریب ختم کر لیا ہے اور اب وہاں سے فارغ ہو کر دوسرے زمینداروں کی جانب بھی متوجہ ہوگا ، تو اس نے اپنی بہتری ترک وطن کرنے میں سمجھی اور وہ فرار ہو گیا ۔ جو فوج اس کو سزا دینے کے لیے تعینات ہوئی تھی ، اس نے اس کا تعاقب [۱۱۶] کیا اور وہ اسیر و برہان پور کی ولایت میں داخل ہوئی ۔ اسیر کے حاکم نصیر خاں نے اس وجہ سے کہ کانہا نے دو لوٹ کے ہاتھی اس کو نذر کر دیے تھے ، نمک حلالی کو نمک حرامی سے بدل کر اس کو اپنی ولایت میں جگہ دے دی ۔ چند روز کے بعد کانہا گلبرگہ چلا گیا ۔ وہ سلطان احمد بہمنی سے اپنی مدد کے لیے فوج لے آیا اور لدر ہار کے کچھ مواضعات کو برباد کیا ۔

جب یہ خبر سلطان احمد کو ملی ، تو اس نے اپنے بڑے لڑکے شہزادہ محمد خاں کو اس مہم کے تدارک کے لیے نامزد کیا اور بڑے

Marfat.com

سرداروں ، مثلاً سید ابوالخیر ، سید قاسم بن سید عالم ، ملک مقرب احمد اباز اور ملک افتخار الملک کو ہمراہ کیا ۔ شہزادہ محمد خاں دکن کے لشکر سے جنگ کرکے فتح یاب ہوا ۔ دکنیوں کی ایک بڑی جماعت قتل و قید ہوئی ۔ جو باقی بچے وہ بھاگ کر دوست آباد چلے گئے ۔ جب یہ خبر سلطان احمد بہمنی کو ملی ، تو اس نے اپنے بڑے لڑکے سلطان علاء الدین اور منجھلے لڑکے خاں جہاں کو شاہزادہ محمد خاں سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا اور فوج کا انتظام رائے قدر خاں[1] کے سپرد کیا ، جو دکن کے معتبر سرداروں میں سے تھا ۔ سلطان علاء الدین قدر خاں کے مشورہ سے متواتر کوچ کرتا ہوا قلعہ دوست آباد جا کر ٹھہرا ۔ اس منزل پر اسیر و برہان پور کا حاکم نصیر خاں اور جھالاوار کا راجا کانھا بھی سلطان علاء الدین کے لشکر سے آ کر مل گئے اور اس کو نہایت قوت حاصل ہو گئی ۔ شہزادہ محمد خاں بھی دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا ۔ جب دونوں لشکروں کے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ نہ رہا ، تو محمد خاں نے جنگ کے ارادہ سے صفیں آراستہ کیں اور طرفین سے جنگ ہونے لگی ۔ معرکۂ کارزار میں ملک [۱۱ے] مقرب احمد اباز اور قدر خاں کہ دونوں سپہ سالار تھے ، آپس میں ایک دوسرے کے مقابلہ پر آ گئے ۔ قدر خاں گھوڑے کی پشت سے زمین پر گرا اور ملک افتخار الملک نے بڑے ہاتھی کو مالِ غنیمت میں حاصل کیا ۔ سلطان علاء الدین فرار ہوکر قلعہ دوست آباد میں پناہ گزیں ہوا ۔ اسیر کا حاکم نصیر خاں بھی فرار ہوکر کوہ کلند پر پہنچا جو ولایت اسیر میں واقع ہے ۔ محمد خاں نے خدا کا شکر ادا کیا ۔ جب وہ یہ سمجھ گیا کہ قلعہ دولت آباد کی فتح ممکن نہیں ہے ، تو وہ وہاں سے واپس آ گیا اور اس نے اسیر و برہان پور کی ولایت کا کچھ حصہ تباہ کرکے قصبہ ندربار میں قیام کیا اور وہاں سے اپنے باپ کو حالات کی اطلاع دی ۔ سلطان احمد نے جواب میں تحریر کیا کہ اے فرزند ! ابھی چند روز تک اس نواح کے انتظامات کے لیے ندربار میں مقیم رہو ۔

۸۳۳ھ/۳۰-۱۴۲۹ء میں جزیرہ مہائم کے حاکم قطب اور بعض محنت زدوں نے سلطان احمد کے حضور میں عرض کیا کہ ملک حسن نے

۱- ایک خطی نسخہ میں رائے خضر خاں و قدر خاں ہے ۔

Marfat.com

کہ جس کا خطاب ملک التجار ہے اور وہ سلطان احمد بہمنی کا ایک سردار ہے ، ملک دکن سے آ کر جزیرہ مہائم اور اس کے نواح پر قہر و غلبہ سے قبضہ کر لیا ہے ۔ اسلامی شہروں کو برباد کرکے مسلمانوں کو قید کر لیا ہے ۔ سلطان احمد نے شاہزادہ ظفر خاں کو ملک التجار کے دفع کرنے کے لیے بھیجا ۔ تجربہ کار بزرگ سردار اس کی خدمت میں متعین کیے اور دیپ کے کوتوال مخلص الملک کو لکھا کہ [۱۱۸] بندرگاہ کے جہازوں کو درست کرکے ظفر خاں کی خدمت کے لیے آمادہ رہے ۔ ملک مخلص الملک چھوٹے بڑے سترہ جہاز شہر پٹن ، بندر دیپ اور علاقہ کنبایت سے فراہم کرکے مہائم کی ولایت کے قریب ظفر خاں کی خدمت میں پہنچا ۔ امیروں کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ جہازوں کو خطہ تھانہ کی جانب بھیج دیا جائے اور وہ (قطب) خود ہمراہ رہے ۔

وہ شہر تھانہ کے نزدیک پہنچا ۔ افتخار الملک اور ملک سہراب سلطانی کو اپنے سے پہلے بھیج دیا کہ وہ جا کر شہر مذکور کا محاصرہ کر لیں ۔ اس موقع پر جہاز فوج کو لے کر دریا کے راستہ سے اس کے پاس پہنچ گئے اور راستہ روک لیا ۔ جب ظفر خاں نے ان حدود کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ، تو تھانہ کا حاکم قلعہ سے نکلا اور بہادری دکھائی ۔ چونکہ وہ گجرات کے لشکر کے حملہ کی تاب نہیں رکھتا تھا ، لہذا بھاگ کھڑا ہوا ۔ سرداروں کے مشورہ سے شہزادہ فوج خطہ مذکور میں چھوڑ کر مہائم چلا گیا ۔ ملک التجار نے بڑے بڑے درختوں کو کٹوا کر مہائم کے ساحل پر باڑھ لگوا دی ۔ جب احمد شاہی فوجیں پہنچیں ، تو انھوں نے باڑھ سے گزر کر حملہ کر دیا ۔ طلوعِ صبح سے غروبِ آفتاب تک دونوں طرف کے بہادر جنگ کرتے رہے ۔ کسی نے کوتاہی نہیں کی ۔ آخرکار ملک التجار بھاگ کر جزیرہ میں آ گیا ۔ جب جہاز دریا کے راستہ سے پہنچے ، تو گجرات کی فوج نے خشکی اور تری پر قبضہ کر لیا ۔ [۱۱۹] ملک التجار نے سلطان احمد بہمنی کو عریضہ بھیجا اور امداد چاہی ۔ سلطان احمد بہمنی نے دس ہزار سوار اور ساٹھ سے زیادہ مست ہاتھی اپنے دو لڑکوں کے ساتھ کرکے دولت آباد سے بھیجے ۔ اپنے وزیر خان جہاں کو ہمراہ کر دیا تاکہ وہ اس کے صلاح و مشورہ سے کام کرے ۔ جب دکن کا لشکر مہائم کے قریب پہنچا ، تو ملک التجار جزیرہ

Marfat.com

اور باڑہ کی طرف سے مطمئن ہوکر دونوں شہزادوں کی ملاقات سے مشرف ہوا ۔ رد و بدل کے بعد یہ طے پایا کہ پہلے تھالنہ کے علاقہ کو خالی کرانے کی کوشش کرنی چاہیے ۔ اس قرارداد کے مطابق شہر تھالنہ کی طرف متوجہ ہوئے ۔

شہزادہ ظفر خاں بھی تیار ہوکر تھالنہ کے لوگوں کی مدد کے لیے روانہ ہوا ۔ فریقین کے مقابل ہونے کے بعد پہلے دن مغرب تک دونوں فوجوں میں جنگ ہوتی رہی ۔ آخرکار دکن کی فوج کو شکست ہوئی ملک التجار فرار ہوکر موضع جالنہ پہنچا ۔ اس کے آدمیوں نے جان کے خوف سے جزیرہ مہائم کو چھوڑ دیا ۔ ظفر خاں مظفر و منصور جزیرہ مہائم میں داخل ہو گیا ۔ ملک التجار کے بعض عاملوں کو جو دریا کے راستہ سے بھاگے تھے ، جہاز بھیج کر گرفتار کرا لیا ۔ مختلف قسم کے قیمتی کپڑے اور تنکے (مکے) چند کشتیوں میں بھر کر دریا کے راستہ سلطان احمد شاہ کی خدمت میں بھیجے ۔ تمام ولایت مہائم پر قبضہ ہو کر اس کو امیروں اور سرداروں میں تقسیم کر دیا ۔

جب اس ماجرے کی اطلاع سلطان احمد بھمنی کو پہنچی ، تو بہت رنجیدہ ہوا اور کنبہ پروری کی بنا پر لشکر کا انتظام کیا اور ولایت بگلانہ [۱۲۰] پر حملہ کرنے کے ارادہ سے کہ بندر سورت سے قریب ہے روانہ ہوا ۔ شہزادہ محمد خاں نے جو ندربار و سلطان پور کے علاقہ میں تھا ، باپ (سلطان احمد) کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ چار سال چند ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے کہ میں آپ کی قدم بوسی سے محروم ہوں مہاجرت کا طویل زمانہ ہونے کی وجہ سے امراء اور خوانین کے لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں ۔ اس علاقہ میں زیادہ فوج نہیں اور سنا گیا ہے کہ سلطان احمد بھمنی ولایت بگلانہ میں آ گیا ہے ادھر کا ارادہ رکھتا ہے ۔ جب یہ عریضہ سلطان احمد کے پاس پہنچا تو اس نے جاپانیر کے محاصرہ کو دوسرے وقت کے لیے ملتوی کرکے ناندوت کا رخ کیا اور اس علاقہ کو تباہ و برباد کرکے متواتر کوچ کرتا ہوا قصبہ ندربار کے قریب ٹھہرا ۔ شہزادہ محمد خاں اور دوسرے امراء جو اس کے ساتھ تھے ، ملاقات سے مشرف ہوئے اور حسب مراتب ہر ایک پر خاص نوازش کی گئی ۔

Marfat.com

اسی مقام پر ۸۳۵ھ/۳۲-۱۴۳۲ء میں مخبر یہ خبر لائے کہ جب سلطان احمد بہمنی نے سلطان کے آنے کی خبر سنی ، تو کچھ فوج ولایت کی سرحد پر چھوڑ کر خود دارالملک گلبرگہ کو واپس چلا گیا ۔ سلطان یہ خبر سن کر خوش ہوا اور احمد آباد کی طرف لوٹ آیا اور متواتر کوچ کرکے وہ دریائے تپتی[1] کو عبور کر چکا تھا کہ پھر یہ خبر ملی کہ سلطان احمد بہمنی نے قلعہ تنبول کا محاصرہ کر لیا اور ملک سعادت سلطانی وفاداری میں کوئی کمی نہیں کر رہا ہے ۔ اس خبر کے ملتے ہی وہ وہاں سے نہایت عجلت سے واپس ہوا اور قلعہ تنبول کی طرف توجہ کی ۔

[۱۲۱] جب سلطان احمد بہمنی کو اس بات کی اطلاع ہوئی ، تو اس نے پیادوں کے گروہ کو خلعت اور انعام کثیر دے کر آمادہ کر لیا اور کہا کہ قلعہ کی مدد آ رہی ہے ، اگر آج کی رات میں قلعہ فتح ہو گیا ، تو تم کو اس قدر انعام دوں گا کہ بے نیاز ہو جاؤ گے ، جب رات کا کچھ حصہ گزرا ، تو پیادے قلعہ کے قریب پہنچ گئے اور آہستہ آہستہ پتھروں کی آڑ لے کر قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے اور قلعہ کے اندر پہنچ گئے ۔ چاہتے تھے کہ دروازہ کھول دیں کہ ملک سعادت سلطانی آگاہ ہو گیا ۔ خود وہاں پہنچا اور اس جماعت کے اکثر آدمیوں کو قتل کر دیا ۔ جو تلواروں کی ضربوں سے بچے وہ خود قلعہ کی دیوار سے گر کر ختم ہو گئے ۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا ، بلکہ دروازہ کھول کر اس مورچہ پر جو (قلعہ کے) دروازہ کے سامنے تھا ، شبخون مارا ۔ چونکہ مورچہ کے لوگ رہے تھے ، لہذا اکثر زخمی اور پریشان ہوئے ۔

۱ ۔ گر برباد ن جہاں ہی ولایت

اسی موقع پر سلطان احمد گجراتی قریب پہنچ گیا ۔ سلطان احم
کے پیچھے سے آکر مقابل ہوا اور اپنے لشکر کے امیروں او
بلا کر کہا کہ گجرات کا لشکر چند مرتبہ دکن کے لشکر سے مزاحمت کی اور
چکا ہے اور مہائم پر قبضہ کر چکا ہے ۔ اگر اس مرتبہ ۔ چلا ۔ جب متواتر
کمزوری اور سستی ظاہر ہوئی ، تو دکن کا ملک ہاتھ ۔ جاہالیر کے راجا رائے
آراستہ کرکے جنگ شروع کر دی ۔ سلطان ا کر بہادرانہ مقابلہ کیا ،
آہستہ کرکے مقابلہ پر آ گیا ۔ سخت جنگ ہوئی ۔ دا ہا ۔ سلطان محمد نے قلعہ کے
کی پوری کوشش کی رائے

سیلہ تلاش کیا اور اس کو اپنی
[1] متن میں ہتی لکھا ہے ۔ یہ دریائے تپتی
منزل پر خرچ کے لیے بطور مدد

Marfat.com

کے بڑے سرداروں میں سے تھا ، اپنا مقابل طلب کیا ۔ عضد الملک نے اس کو گرفتار کر لیا ، دونوں فوجوں نے برہم ہو کر جنگ میں شجاعت و مردانگی دکھائی ۔ جب دن ختم ہونے کے قریب ہوا ، تو واپسی کا نقارہ بجا ۔ ہر ایک اپنے اپنے لشکر گاہ کو چلا گیا ۔ چونکہ دکن کی فوج کے بہت آدمی مارے گئے تھے ، اس لیے سلطان احمد بہمنی حالتِ بیچارگی میں بھاگ کھڑا ہوا ۔

[۱۲۲ ب] دوسرے روز سلطان احمد نے قلعہ تنبول پہنچ کر ملک سعادت سلطانی پر نوازش کی ۔ کچھ فوج اس کی مدد کے لیے چھوڑ کر تھانیر[1] کی طرف روانہ ہوا ۔ وہاں قلعہ کی تعمیر شروع کرا کر دھات[2] کے شہروں کو تاخت و تاراج کیا اور ملک تاج الدین کو معین الملک کا خطاب دے کر متعین کیا اور وہاں چھوڑا ۔ سلطان پور اور ندربار کے راستہ سے احمد آباد کو واپس ہوا ۔ چند روز کے بعد مہائم کے راجا کی لڑکی سے شہزادہ فتح خاں کا بیاہ کیا ۔ تاریخ بہمنی میں قلعہ تنبول کے محاصرہ کا ذکر دوسرے طریقہ سے بتایا گیا ہے جو طبقہ دکن میں بیان ہو چکا ہے ۔

مختصر یہ کہ جب محاصرہ کو دو سال کا عرصہ ہو گیا ، تو سلطان احمد شاہ گجراتی نے نرمی و رعایت کو اختیار کر کے سلطان احمد بہمنی کے پاس ایک ایلچی بھیجا اور یہ درخواست کی کہ اس قلعہ کو اس کے لیے چھوڑ دیا جائے ۔ سلطان احمد بہمنی نے قبول نہیں کیا ۔ آخر کار سلطان احمد از راہ دشمنی اپنی ولایت کی سرحد سے نکل کر ولایت دکن میں داخل ہوا اور لوٹ مار شروع کر دی ۔ سلطان احمد بہمنی کو پھر محاصرہ کا موقع نہیں ملا ۔

میرا خیال یہ ہے کہ تاریخ بہمنی کے مؤلف نے اس واقعہ کو مفصل نہیں لکھا ہے ۔ جو کچھ ہماری نظر سے گجرات کی تاریخوں میں گزرا ہے وہ صحت کے زیادہ قریب ہے ۔

۱- تھالنیر (نولکشور ایڈیشن) ۔
۲- ایک خطی نسخہ میں ''ولایات'' اور فرشتہ میں نادوت ہے ۔

Marfat.com

[۱۲۳] رجب ۸۳۶ھ/۴۳ - ۱۴۳۲ء میں سلطان احمد ولایت میوات[1] اور ناگور کے ارادہ سے روانہ ہوا ۔ جب قصبہ[2] پر پور پہنچا ، تو اس نے دیہات و قصبات کو تباہ کرنے کے لیے فوجیں بھیجیں ۔ انھوں نے جہاں بت کدہ دیکھا ، اس کو ڈھا کر برابر کر دیا ۔ وہاں سے قصبہ ڈونگرپور میں قیام کیا ۔ وہاں کا راجا کنیا فرار ہونے کے بعد شرمندہ و پشیمان ہو کر خدمت میں میں حاضر ہوا اور تابعداروں میں شامل ہو کر نذرانہ پیش کیا سلطان احمد شاہ نے ولایت گیلوارہ کو برباد و تاراج کر دیا ۔ پھر ولایت دیلوارہ میں آیا ۔ اور دیلوارہ کے راجا کے موکل رانا کی عمارتوں اور مکانات کو جو آسمان سے باتیں کر رہے تھے ، خاک میں ملا دیا ۔ بت کدوں اور بتوں کو اکھاڑ پھینکا ۔ بعض مفسدوں کو جو ہاتھ آ گئے تھے ، موت کی سزا دی اور ہاتھیوں کے پیروں تلے کچلوا دیا - ملک مہر سلطانی کو خراج وصول کرنے کے لیے چھوڑا اور خود ولایت راٹھور کی طرف متوجہ ہوا ۔ راٹھور کے سربر آوردہ لوگوں نے اطاعت قبول کرکے نذرانے پیش کیے اور خیر خواہی کا طریقہ اختیار کیا ۔

فیروز خاں بن شمس خاں دندانی نے کہ جو سلطان مظفر کا بھتیجا اور حکومت ناگور پر قابض تھا ، حاضر ہو کر کئی لاکھ تنکے پیش کیے۔ سلطان احمد نے اس پیشکش کی بخشش کر دی اور وہاں کے سپاہیوں کی ایک جماعت کو ندی کنارے کے جنگلات کے بعض محالوں میں تھالیداری پر چھوڑا اور دارالملک احمد آباد کو واپس آ گیا ۔

سلطان جب کسی سفر سے آتا یا کسی لشکر کو واپس لاتا تھا ، تو ایک عظیم جشن منعقد کرتا تھا اور امیروں اور سپاہیوں میں سے ہر ایک کو جو پسندیدہ خدمات انجام دیتے تھے ، انعام و التفات (سے نوازتا) اور تنخواہ و مرتبہ میں اضافہ کرتا تھا ۔ ملک گجرات کے باشندوں کو چاہے وہ عوام ہوں [۱۲۴] یا مشائخ ، ہر ایک کو شاہانہ عنایات سے نوازتا تھا ۔ اس مرتبہ بھی جشن منعقد کیا گیا اور ہر ایک پر خاص عنایت کی گئی ۔

۱- ایک خطی نسخہ میں "میوار" ہے اور نولکشور اڈیشن میں میوات ہے ۔

۲- ایک خطی نسخہ میں برپور ہے ۔

Marfat.com

۸۳۹ھ/۳۶-۱۴۳۵ء میں ملک مالوہ سے خبر آئی کہ محمود خاں بن ملک مغیث نے کہ جو سلطان ہوشنگ کا وزیر تھا ، شہزادہ غزنی خاں کو سلطان ہوشنگ کے مرنے کے بعد کہ جو اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا ، زہر دے کر مار ڈالا اور خود حکومت پر قبضہ کرکے اپنا نام سلطان محمود رکھا ہے ۔ اسی زمانہ میں شہزادہ مسعود خاں مالوہ سے فرار ہو کر پناہ کے لیے آیا ۔ سلطان احمد ایک لشکر آراستہ کرکے مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور مالوہ کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا ۔ وہ چاہتا تھا کہ شہزادہ مسعود خاں کو اس کے بزرگوں کی جگہ تخت نشین کرے کہ عجیب اتفاق یہ ہوا کہ سلطان احمد کے لشکر میں عظیم وبا پھیل گئی ۔ مخلوق کو تجہیز و تکفین کی فرصت نہیں ہوتی تھی ۔ دو روز میں کئی ہزار آدمی مر گئے ۔ سلطان احمد بھی بیمار ہو گیا اور مجبوراً واپس ہو کر گجرات چلا گیا ۔ مسعود خاں کو آئندہ سال کے لیے امیدوار بنا دیا ۔ اس اجمال کی تفصیل طبقہ مالوہ میں مندرج ہے ۔

جب (سلطان احمد) گجرات پہنچا ، تو ۴ ربیع الآخر ۸۴۶ھ/۱۴۴۲ء کو اس کا انتقال ہو گیا ۔ اس کی پیدائش شب جمعہ ۱۹ ذی الحجہ ۷۹۳ھ ۱۳۹۱ء کو دارالسلطنت دہلی میں ہوئی تھی ، چنانچہ اس کا اشارہ پہلے ہو چکا ہے ۔ کہتے ہیں کہ زمانہ بلوغ سے انتقال ہونے کے وقت تک کبھی اس کی فرض نماز قضا نہیں ہوئی ۔ بادشاہ پسندیدہ اطوار اور اطاعت کی طرف مائل تھا ۔ بائیس سال کی عمر میں تخت سلطنت پر بیٹھا ۔ بتیس سال چھ ماہ اور بیس دن حکومت کی ۔ احمد آباد میں دفن ہوا ۔ مرنے کے بعد خطوط اور فرامین میں اس کو "خدائگان مغفور" لکھا جاتا تھا ۔

]۱۰۵ ذکر سلطان محمد شاہ بن احمد شاہ

جب تعزیت کے تین دن ختم ہو گئے تو امیروں ، وزیروں ، ملک کے اکابر اور اہل فضل و کمال نے سوم[1] ربیع الآخر ۸۴۶ھ/۱۴۴۲ء کو

۱- احمد شاہ کا انتقال ۴ ربیع الآخر ۸۴۶ھ کو ہوا ۔ جیسا کہ پچھلے صفحہ پر ذکر ہوا ہے اور تین دن کے بعد محمد شاہ تخت نشین ہوا ۔ لونکشور اڈیشن میں ۷ ربیع الآخر ہے جو صحیح نہیں ہے ۔

Marfat.com

شہزادہ محمد خاں کو تخت نشین کیا اور غیاث الدین والدین محمد شاہ کا خطاب دیا ۔ نثار و ایثار کی روایات پوری کی گئیں اور جو رقم چتر (تاج) پر نچھاور کی گئی تھی ، وہ مستحقین میں تقسیم کر دی گئی ۔ ملک کے امراء و اراکین کو خطاب اور منصب دیے گئے ۔ اس کے تخت نشین ہونے کے بعد سلطنت میں از سر نو رونق اور عمل آ گیا ۔ وہ بخشش و بخشائش میں اتنا سخی تھا کہ لوگ اس کو محمد شاہ زربخش کہا کرتے تھے ۔ بیسویں رمضان المبارک ۸۲۹ھ/۱۴۲۵ء کو محمد شاہ کے یہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود خاں رکھا گیا ۔ محمد شاہ نے جشن منعقد کیے اور ملک کے امراء و اراکین کو انعام و نوازش سے سرفراز کیا ۔

جشن کے دن ختم ہونے کے بعد اسی سال میں وہ ایدر کی ولایت کی تخریب کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اس کی بربادی و غارت گری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ۔ ایدر کے راجا ہر رائے ولد پونجا نے بیچارگی میں اپنی لڑکی نذرانہ کے طور پر پیش کر دی ۔ اس لڑکی نے اپنے کمال حسن کی وجہ سے سلطان محمد شاہ کو پوری طرح اپنا گرویدہ کر لیا ۔ چند روز کے بعد اس نے عرض کیا کہ ایدر کا قلعہ اس کے باپ کو عنایت کر دیا جائے ۔ سلطان محمد شاہ نے ایدر کا قلعہ ہر رائے کو بخش دیا [۱۲٦] اور باگر کی ولایت کی جانب توجہ کی ۔ ڈونگر پور کا راجا گنپا فرار ہو کر پہاڑوں کے غاروں میں جا چھپا ۔ جب اس نے دیکھا کہ تمام ملک برباد ہو گیا ، تو وہ ملک منیر سلطانی کے وسیلہ سے کہ جس کا خطاب خان جہاں تھا ، بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا اور پیش کش کے ذریعہ اپنی ولایت کو بچایا ۔

وہاں سے سلطان محمد شاہ نے احمد آباد کی طرف مراجعت کی اور ۸۳۵ھ/۱۴۳۹ء میں قلعہ چاپانیر کو فتح کرنے کے لیے چلا ۔ جب متواتر کوچ کرتا ہوا چاپانیر کے قریب پہنچا ، تو چاپانیر کے راجا رائے کنک داس نے اپنی فوج کے ساتھ قلعہ سے نکل کر بہادرانہ مقابلہ کیا ، مگر آخر کار بھاگ کر قلعہ میں داخل ہو گیا ۔ سلطان محمد نے قلعہ کے اطراف کا محاصرہ کر لیا اور قلعہ فتح کرنے کی پوری کوشش کی رائے کنک داس نے سلطان محمود خلجی کا وسیلہ تلاش کیا اور اس کو اپنی مدد کے لیے بلایا اور طے پایا کہ وہ ہر منزل پر خرچ کے لیے بطور مدد

Marfat.com

ایک لاکھ تنکہ دے گا ۔ سلطان محمود خلجی مال کے لالچ میں اس کی امداد و اعانت کے لیے تیار ہو گیا ۔ جب وہ قصبہ دھود پہنچا ، تو سلطان محمد قلعہ چھوڑ کر احمد آباد چلا گیا اور موضع کوٹھرہ میں ٹھہرا ۔ سامان جنگ ، نیزہ بازی اور ضرب کے اسباب مہیا کرنے میں مشغول ہوا ۔ سلطان محمود خلجی جو اس جگہ پہنچا ہوا تھا ، وہیں قیام کیے رہا اور آگے نہ بڑھا ۔

ماہ محرم ۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء[1] میں سلطان محمد شاہ کا انتقال ہو گیا ۔ اس کے مرنے کے بعد اس کو ''خدایگان کریم'' لکھا جاتا تھا ۔ اس کی سلطنت کی مدت سات سال نو ماہ اور چار دن ہوئی ۔

[۱۲۷] ذکر سلطان قطب الدین احمد شاہ بن محمد شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن مظفر شاہ

جب امراء اور اراکین سلطنت تین روز تک تعزیت ادا کر چکے ، تو انھوں نے چوتھے روز محرم الحرام (۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء) کی گیارہ تاریخ کو سلطان محمد شاہ کے بڑے لڑکے کو جس کی عمر ابیس سال تھی ، تخت نشین کیا اور سلطان قطب الدین احمد شاہ خطاب مقرر ہوا ۔ اس کا نام احمد ہے ، لیکن وہ لقب سے مشہور ہے ۔ تخت نشینی کے وقت صدقہ و خیرات کی رسم ادا ہوئی ۔ اس رقم (صدقات) نے ملک گجرات کے مستحقین کو آسودہ اور خوش حال کر دیا ۔ امراء اور اراکین سلطنت کو خطابات ، انعامات اور مناصب سے خوش کر دیا ۔

اتفاق سے جب محمد شاہ کا انتقال ہوا اور سلطان قطب الدین باپ کا قائم مقام ہوا ، تو سلطان محمود خلجی جو مدد کے لیے جاپانیر آیا ہوا تھا اور ابھی تک سرحد گجرات میں تھا ، موقع مناسب سمجھ کر نہایت تیزی کے ساتھ ولایت گجرات میں داخل ہو گیا ۔ جب بڑودہ کے نواح میں پہنچا ، تو سلطان محمود کا ایک مست ہاتھی فوج سے علیحدہ ہو کر موضع برلامہ میں آ گیا ۔ برلامہ کے کافروں نے ہاتھی اور فیلبان دونوں کو مار ڈالا ۔

۱- فرشتہ (۲/۱۹۱) میں یہ محرم تاریخ دی ہے ۔

Marfat.com

سلطان محمود رعایا کی اس دلیری پر متعجب ہوا اور انتقام لینے کے لیے اس نے حکم دیا اور موضع برنامہ کو برباد کر دیا۔

چونکہ ابھی قطب الدین کی سلطنت کا ابتدائی زمانہ تھا اور سلطان محمود کو غلبہ و اقتدار حاصل تھا ، لہذا سلطان قطب الدین نے اس بقال سے کہ جس کو اس کی خدمت میں تقرب حاصل تھا ، مشورہ کیا ۔ اس نے کہا کہ بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ولایت سورٹھ چلے جائیں ۔ جب سلطان محمود گجرات کے ملک میں لشکر چھوڑ کر [۱۰۸] واپس ہو ، تو آپ اس کی فوج کو آسانی کے ساتھ اپنے ملک سے نکال سکتے ہیں ۔ سلطان قطب الدین نے اس قول کی تصدیق کی اور وہ چاہتا تھا کہ اس پر عمل کرے مگر امیروں نے اس بات سے اتفاق نہیں کیا ، بلکہ اس کو جنگ پر لے گئے ۔ جب فتح ہوئی ، تو امیروں نے اس بقال کو معتوب ٹھہرایا ۔ اس (بقال) نے کہا کہ اگر سلطان کو جنگ کا خیال ہوتا ، تو تم سے مشورہ کرتا ۔ چونکہ اس کا بھاگنے کا ارادہ تھا ، اس لیے مجھ سے پوچھا ۔

مختصر یہ کہ جب سلطان قطب الدین نے قصبہ کیرنج میں جو احمد آباد سے بیس کوس پر ہے ، سلطان محمود سے مقابلہ کیا ، تو اس منزل پر ملک علاءالدین سہراب جو سلطان پور کا تھالیدار تھا اور ضرورتاً سلطان محمود سے مل گیا تھا ، فرار ہو کر سلطان قطب الدین کی خدمت میں آ گیا ۔ ایک ہی جلسہ میں اس کو سات مرتبہ خلعت عنایت ہوئے اور علاء الملک کے خطاب سے اسے ممتاز کیا ۔ جب تین کوس کا فاصلہ رہ گیا، تو سلطان محمود نے یہ شعر لکھ کر سلطان قطب الدین کو بھیجا :

بیت

شنیدم گوئی می بازی درون خانہ بے چوگاں
اگر داری سر دعویٰ بیا این گوئی و این چوگاں

سلطان قطب الدین نے صدر جہاں سے فرمایا کہ اس شعر کا جواب لکھیے ۔ صدر جہاں نے اس کے جواب میں یہ شعر لکھا :

Marfat.com

بیت

اگر چوگاں بدست آرم سرت چو گوئی بردارم
ولی لنگ است ازیں کارم اسیر خود در آزازم[1]

اس شعر میں اس طرف اشارہ ہے کہ سلطان ہوشنگ کو جو سلطان محمود کا مخدوم و محسن تھا سلطان مظفر اللہ نے ایک مدت تک قید میں رکھا اور پھر رہا کرکے اسے مالوہ کا ملک دیا ۔ چنانچہ سلطان مظفر شاہ کے حالات میں [۹۲۱] اس بات کا ذکر آیا ہے ۔ چند روز کے بعد ماہ صفر کی تیسری شب میں سلطان محمود شب خون کے ارادہ سے سوار ہوا اور شکست کھا کر مالوہ چلا گیا جس کا ذکر مالوہ کے حالات میں مفصل کیا گیا ہے ۔ اس نے راستہ میں کواون اور بھیلوں سے بہت تکلیف اٹھائی ۔ سلطان قطب الدین مظفر و منصور احمد آباد واپس چلا گیا ۔

ایک مدت کے بعد وزیروں نے کہا کہ ناگور کا حاکم فیروز خاں بن شمس خاں دندانی انتقال کر چکا ہے ۔ اس کا بھائی مجاہد خاں ناگور پر قابض ہو گیا ۔ شمس خاں بن فیروز خاں مذکور بھائی کے خوف سے بھاگ کر رانا کوبھا اور رانا موکل کے پاس مدد کا طالب ہوا ۔ رانا کوبھا نے یہ طے کیا کہ ناگور کو مجاہد خاں کے قبضہ سے نکال کر اس کے سپرد کر دے گا ، لیکن یہ شرط لگائی کہ ناگور کے قلعہ کے کنگرے اس کو منہدم کرانے ہوں گے ۔ اس سے اس کی غرض یہ تھی کہ اس سے پہلے رانا موکل ، فیروز خاں کے مقابلہ سے ذلیل و خوار ہوکر بھاگا تھا اور اس معرکہ میں تین ہزار راجپوت قتل ہوئے تھے ۔ جب اس کا لڑکا قلعہ کے تین کنگروں کو منہدم کرا دے گا ، تو دنیا والے یہ کہیں گے کہ اگرچہ رانا موکل مقابلہ سے بھاگا تھا ، مگر اس کے لڑکے نے اس قلعہ پر قابو پا کر انتقام لے لیا ۔ شمس خاں بیچارے نے مجبوراً اس شرط کو قبول کر لیا ۔ چند روز کے بعد رانا کوبھا لشکر جمع کرکے ناگور پر حملہ آور ہوا ۔ مجاہد خاں نے مقابلہ کی تاب نہ لا کر سلطان محمود خلجی سے التجا کی ۔ شمس خاں نے جا کر ناگور کے قلعہ پر قبضہ کر لیا ۔ رانا کوبھا نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ وعدہ پورا کرے ۔ شمس خاں نے امیروں اور

۱- فرشتہ (۱۹۱/۲) "در آزارم" کی بجائے "بر تجانم" ۔

Marfat.com

سرداروں کو [۱۳۰] بلا کر اس معاملہ میں مشورہ کیا ۔ بعضوں نے کہا کاش فیروز خاں کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ، تو وہ اس کے ناموس کی حفاظت میں کوشش کرتی ۔ شمس خاں نے غیرت و حمیت کی رو سے جواب دیا کہ جب تک بہت سے سر نہ کٹیں گے ، کنگروں کا گرانا ممکن نہیں ۔ رانا کوانبھا اس جواب کو سن کر اپنی ولایت کو واپس چلا گیا اور ایک بڑا لشکر جمع کر کے پھر ناگور کی طرف آیا ۔ شمس خاں کو شکست ہوئی ۔ پھر اس (شمس خاں) نے ٹوٹے ہوئے قلعہ کو درست کیا ۔ اپنے لشکر اور سرداروں کو وہیں چھوڑا اور خود نہایت تیزی کے ساتھ مدد لینے کے لیے احمد آباد آیا ۔ سلطان قطب الدین احمد شاہ نے اس پر نظر عنایت کی اور اس کی لڑکی سے اپنا نکاح کر لیا ۔ جشن عروسی ختم ہونے پر رائے امین چند پانک[1] ، ملک گدائی اور بعض دوسرے امیروں کو ناگور کے لوگوں کی مدد کے لیے بھیج دیا ، مگر شمس خاں کو اپنے پاس روک لیا ۔ یہاں تک کہ ایک روز یہ خبر آئی کہ رانا کوانبھا نے ناگور کی فوج سے جنگ کی ، بہت آدمی شہید ہوئے اور قلعہ کے باہر جتنی آبادی تھی سب نیست و نابود ہو گئی ۔

اس خبر کے سننے سے سلطان قطب الدین کی رگ حمیت و غیرت جوش میں آئی ۔ ۸۶۰ھ/۱۴۵۶ء میں وہ قلعہ کوانبلمیر کے ارادہ سے روانہ ہوا ۔ جب قلعہ آبو کے نواح میں پہنچا ، تو قلعہ مذکورہ (آبو) کے راجا کیتا دیورہ نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ رانا کوانبھا نے قلعہ آبو مجھ سے زبردستی لیا ہے اور وہاں اپنا تھانیدار رکھ دیا ہے ۔ قطب الدین نے ملک شعبان سلطانی کو جس کا خطاب عماد الملک تھا ، قلعہ آبو پر متعین کیا اور خود اپنے اصل مقصد کی طرف توجہ کی ۔ ناتجربہ کار ملک عماد الملک نے فوراً جنگ شروع کر دی اور بہت سے آدمیوں کو قتل کرا دیا ۔ جب یہ خبر سلطان کو ملی ، تو حکم دیا [۱۳۱] کہ واپسی پر قلعہ آبو کو لیا جائے گا اور کیتا دیورہ کے سپرد کر دیا جائے گا ۔ اس نے آدمی بھیج کر عماد الملک کو بلا لیا اور خود قلعہ سروہی کو فتح کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوا ۔ جب سروہی کے قریب پہنچا ، تو وہاں کے راجا نے جنگ کر کے شکست کھائی ۔ سلطان وہاں سے رانا کوانبھا کی ولایت

۱۔ نولکشور اڈیشن میں رام چند ناک ہے ۔

Marfat.com

میں داخل ہوا ۔ ہر طرف فوجیں روانہ کر دیں کہ اس کے ملک کو برباد کر دیں اور بت کدوں کو خراب کریں ۔ جب وہ قلعہ کونبلمیر پہنچا ، تو رانا کولبھا نے قلعہ سے نکل کر جنگ شروع کر دی ۔ بہت سے آدمی قتل ہوئے ، وہ پھر قلعہ میں چلا گیا ۔ روزانہ کچھ آدمی قلعہ سے باہر بھیجا کرتا اور جنگ کیا کرتا ۔ ہر مرتبہ شکست اسی کو ہوتی تھی ۔ آخرکار کولبھا نے عاجزی اختیار کی اور لائق پیشکش دی ۔ سلطان واپس ہو کر احمد آباد چلا گیا ۔

اس سال کے آخر میں سلطان محمود خلجی نے تاج خاں کو جو اس کے بڑے امراء میں سے تھا ، گجرات کی سرحد پر بھیجا اور صلح کا طالب ہوا ۔ گجرات کے امراء و اراکین نے خلوق کی بہتری کی وجہ سے سلطان قطب الدین کو صلح پر آمادہ کر لیا ۔ سلطان محمود کی طرف سے شیخ نظام الدین اور ملک العلماء صدر جہاں جاپانیر آئے اور احمد آباد سے قاضی حسام الدین ایک جماعت کے ساتھ چلے اور اس طرح صلح ہوئی کہ رانا کولبھا کی جس قدر ولایت گجرات سے متصل ہے ، اس پر قطبی لشکر کو اختیار حاصل ہے اور علاقہ میوار میں سلطان محمود کا قبضہ رہے گا ۔ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی معاونت کریں گے ۔ اس مضمون کے مطابق صلح کے خطوط لکھ کر بادشاہوں کے دستخطوں کے لیے بھیج دیے گئے ۔

[۱۲۲] ۸۶۰ھ/۱۴۵۶ء[1] میں سلطان قطب الدین نے کونبلمیر پر چڑھائی کی ۔ راستہ میں آبو کو فتح کر کے وعدہ کے مطابق کرتا دیورہ کے سپرد کر دیا ۔ وہاں سے کونبلمیر روانہ ہوا ۔ رانا کولبھا وہاں سے نکل کر کر قلعہ چتور پہنچا ، راستہ میں ناہموار و خراب زمین دیکھ کر ٹھہر گیا ، فریقین کے ملنے کے بعد جنگ شروع ہو گئی ۔ جب رات ہوئی ، تو دونوں طرف کی فوجیں اپنی اپنی قیام پر واپس چلی گئیں ۔ دوسرے روز پھر جنگ ہوئی ۔ سلطان قطب الدین نے بذات خود بہادرانہ کام کیے ۔ رانا کولبھا پہاڑ میں جا چھپا اور ایلچی بھیج کر معافی چاہی ۔ چار من سونا ، چند

۱- نولکشور ایڈیشن میں ۸۶۱ھ ہے ۔ انگریزی ترجمہ (ص ۲۲۲) میں بھی ۸۶۱ھ ہے ۔

Marfat.com

ہاتھی اور کچھ تحفے پیشکش میں بھیجے اور یہ عہد کیا کہ اس کے بعد ولایت ناگور کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا ۔ سلطان قطب الدین فتح یاب ہو کر واپس ہوا اور احمد آباد کو چلا گیا ۔

ابھی تین مہینے نہیں گزرے تھے کہ پھر خبر آئی کہ رانا کونبھا نے پچاس ہزار سواروں کے ساتھ ناگور پر حملہ کر دیا ۔ سلطان کو جس دن یہ خبر ملی ، اسی دن وہ احمد آباد سے نکل کر شہر کے باہر آیا اور ایک مہینہ تک لشکر کے جمع کرنے میں مشغول رہا ۔ رانا کونبھا سلطان قطب الدین کے آنے کی خبر سن کر واپس ہو گیا اور اپنی جگہ پر پہنچ گیا ۔ سلطان قطب الدین بھی اس خبر کے سننے کے بعد شہر میں واپس چلا آیا اور عیش و عشرت میں مشغول ہوگیا ۔

۸۶۲ھ/۱۴۵۷ء کے شروع میں زمینداروں کو سزا دینے کا مصمم ارادہ کیا اور سروہی کی طرف روانہ ہوا ۔ سروہی کا راجا جو رانا کونبھا سے نہایت قریبی [۱۳۲] عزیز داری رکھتا تھا ، بھاگ کر کوہستان میں پناہ گزین ہوا ۔ تیسری مرتبہ سروہی کو آگ لگوائی ۔ دیہات کو برباد کیا ، رانا کونبھا کی ولایت کے لیے فوجیں تعونات کر دیں اور خود قلعہ کونبلمیر کی طرف روانہ ہوا ۔ اس اثنا میں یہ خبر آئی کہ سلطان محمود خلجی مندسور کے راستہ سے قلعہ چتور کے ارادہ سے چلا ہے اور مندسور کے نواح میں جو پرگنات ہیں ، ان سب پر قابض ہوگیا ہے ۔ سلطان قطب الدین نے مستحکم ارادہ کے ساتھ قلعہ کونبلمیر میں رانا کا محاصرہ کر لیا ۔ جب زیادہ عرصہ گزرا ، تو وہ یہ سمجھا کہ قلعہ کونبلمیر کو فتح کرنا مشکل ہے اور محاصرہ ترک کر کے قلعہ چتور کی طرف چلا ، اس کے نواح کو برباد و تاراج کرتا ہوا احمد آباد چلا گیا ۔ راستہ میں سپاہیوں میں سے جس کسی کا گھوڑا مر جاتا ، سلطان شاہی خزانہ سے اس کو (رقم) دے دیتا ۔ وہ سپاہیوں پر مہربانی کرنا لازم سمجھتا تھا ۔ رانا کونبھا نے سلطان کے پیچھے ایلچی بھیجے اور نہایت عاجزی و انکسار سے خطاؤں کی معافی چاہی ۔ سلطان نے پھر اس کی خطائیں معاف کر دیں اور ایلچیوں کو خوش خوش واپس بھیج دیا ۔

۸۶۳ھ/۱۴۵۸ - ۵۹ء میں پھر سفر کا ارادہ کیا ، اتفاق سے بیمار

Marfat.com

ہو گیا ۔ ایک دن سید محمود کی ملاقات کے لیے گیا جو قطب عالم مشہور ہیں اور قصبہ بتوہ میں مدفون ہیں ۔ دل میں یہ تمنا کی کہ کیا اچھا ہو کہ اگر حق سبحانہ' تعالیٰ مجھے ایک لائق بیٹا عطا کرے ۔ سید قدس سرہ نے نور باطنی سے اس بات کو معلوم کر لیا ۔ انھوں نے فرمایا کہ تمھارا چھوٹا بھائی بیٹے کی طرح ہے ، اس سے مظفر شاہی خاندان کا سلسلہ چلے گا ۔

سلطان وہاں سے مایوس اٹھا ۔ روز بروز اس کے مرض نے ترقی کی ۔ ۲۳ رجب [۱۳۴] سال مذکور (۸۶۳ھ/۱۴۵۹ء) کو اس کا انتقال ہو گیا[1]۔ سلطان محمد شاہ کے خطیرہ میں دفن ہوا ۔ شاہی تحریرات اور فرامین میں اسے "سلطان غازی" لکھتے ہیں ۔ اس کی سلطنت کی مدت سات سال چھ ماہ اور تیرہ دن ہوئی ۔ وہ بادشاہ بہادری و شجاعت میں مشہور تھا ، لیکن غصہ کی حالت میں خاص طور سے جبکہ وہ شراب کے نشہ میں ہوتا تھا ، تو اعمالِ قبیحہ کا مرتکب ہوتا تھا ، لوگوں کو قتل کرانے میں بہت حریص تھا ۔

جب سلطان قطب الدین کا انتقال ہو گیا ، تو قطبی امیروں نے شمس خاں بن فیروز خاں کو اس گمان میں قتل کرا دیا کہ اس (شمس خاں) کی لڑکی نے جو سلطان کے نکاح میں تھی ، سلطان کو زہر دے دیا ہو گا ۔ سلطان کی ماں نے اس (شمس خاں) کی لڑکی کو کنیزوں کے سپرد کر دیا انھوں نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور مار ڈالا ۔

ذکر سلطان داؤد شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن مظفر شاہ

جب امراء و ارکانِ دولت اور سردارانِ مملکت سلطان قطب الدین کی رسم تعزیت ادا کر چکے ، تو انھوں نے شہزادہ داؤد خاں بن احمد شاہ کو کہ جو سلطان قطب الدین کا چچا تھا ، تخت نشیں کیا ۔ چونکہ قضا و قدر کے منشی نے سلطنت کا فرمان اس کے نام جاری نہیں کیا تھا ، لہذا اس نے بداعمالی و افعالی شروع کر دی اور ایسی حرکتیں کرتا تھا جس

۱۔ فرشتہ (۱۹۳/۲) نے ۲۲ رجب ۸۶۳ھ لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے ۔

Marfat.com

سے اس کا کمینہ پن ظاہر ہوتا ، مخلوق اس سے نفرت کرنے لگی ۔ ان میں سے ایک حرکت یہ تھی کہ ایک فراش کو کہ جو اس کی شہزادگی کے زمانہ میں اس کے پڑوس میں [۳۵] رہتا تھا ، عماد الملک کا خطاب دے دیا[1] ۔

امراء و اراکین اس کی نامناسب حرکتیں دیکھ کر اس سے بیزار ہوگئے اور یہ طے کیا کہ اس کو حکومت سے ہٹا دیا جائے ۔ انھوں نے ملک عماد الملک بن سہراب کو مخدومہ جہاں کے یہاں بھیجا کہ جو سلطان محمد شاہ کی زوجہ اور ہندوستان کے ایک بادشاہ کی بیٹی تھیں اور شہزادہ فتح خاں بن محمد شاہ کو بلایا اور بالاتفاق یہ طے کر لیا کہ اس کو تخت سلطنت پر بٹھائیں گے ۔ مخدومہ جہاں نے جواب دیا کہ میرے لڑکے کو اس سے معاف رکھو کہ وہ اس بارگراں کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے ۔ اتفاق سے ملک عماد الملک شہزادہ فتح خاں کے پاس خلوت میں پہنچ گیا اور اس کو سوار کر کے شاہی محل میں لے آیا ۔ امراء اس کی خدمت میں حاضر ہوئے ، مبارک باد پیش کی ، اسی روز کہ اتوار کا دن اور شعبان (۸۶۳ھ/۱۴۵۹ء) کی پہلی تاریخ تھی ، اس کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا ۔ سلطان محمود شاہ اس کا خطاب ہوا ۔ داؤد شاہ کی سلطنت کی مدت صرف سات دن ہوئی ۔

ذکر سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ

جب اتوار کے دن پہلی شعبان ۸۶۳ھ/۱۴۵۹ء کو محمود شاہ بن محمد شاہ ، امراء کے صلاح و مشورہ سے گجرات کے تخت سلطنت پر بیٹھا اور اپنے بزرگوں کا جانشین ہوا ، تو ہر طبقہ کے لوگوں پر ان کے مراتب کے لحاظ سے نوازشیں کیں ۔ کہا جاتا ہے کہ اس دن عراقی اور ترکی گھوڑوں ، خلعتوں ، پٹکوں ، جڑاؤ تلواروں ، اور زرفشاں خنجروں کے علاوہ ایک کروڑ تنکے (سکے) انعام میں تقسیم ہوئے ۔

[۱۳۶] جب چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا ، تو ملک کبیر سلطانی کہ جس کا خطاب عضدالملک تھا ، مولانا خضر کہ جن کا خطاب صفی الملک

۱- ملاحظہ ہو فرشتہ ۱۹۳/۲ ۔

Marfat.com

تھا ، پیارہ اسماعیل کہ جس کا خطاب برہان الملک تھا اور جھجو تھ کہ جس کا خطاب حسام الملک تھا ، اپنی طبیعت کے خبث اور طینت کے فساد کی وجہ سے ہنگامہ پر آمادہ ہو گئے ۔ آپس میں یہ طے کیا کہ پہلے ملک شعبان عماد الملک وزیر سلطنت کو درمیان سے ہٹا دیا جائے ، تب ان کا فاسد خیال و ارادہ پورا ہو سکتا ہے ۔ اس ارادہ کو پورا کرنے کی غرض سے انھوں نے تنہائی میں بادشاہ سے عرض کیا کہ عماد الملک اپنے لڑکے شہاب الدین کو بادشاہ بنانا چاہتا ہے اور ملک مغیث خلجی کی طرح یہ ارادہ رکھتا ہے کہ سلطنت کو اپنے خاندان میں منتقل کر دے ۔ محمود شاہ نے کہا کہ چند روز ہوئے کہ میں نے اس کے طرز عمل سے اس بات کا اندازہ لگا لیا ہے ، لہذا اس کو گرفتار کرنے کا حکم دے دیا اور قید کرکے اس کو احمد آباد کے بالا خانہ پر نظر بند کر دیا اور اپنے پانچ سو معتبر آدمی اس کی نگرانی پر مقرر کر دیے ۔ عضدالملک اور دوسرے فتنہ انگیز کامیاب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ۔

اتفاق سے ملک عبداللہ شحنہ فیل نے جو معتمد لوگوں میں سے تھا ، تنہائی میں اس حیلہ ساز گروہ کی مکاری و غداری سے اس کو باخبر کیا اور کہا کہ اس گروہ نے شاہزادہ حسن خاں کو اپنے گھر لے جا کر عہد و قول کیا ہے اور عماد الملک کی گرفتاری کو اپنی کاربرآری کا ذریعہ سمجھتے ہیں ۔ سلطان محمود کو اس خبر سے آشویش ہو گئی ۔ اس نے خود حقیقت حال کو سمجھنا چاہا ۔ پرانے لوگوں کی ایک جماعت اور اپنے دولت خواہوں ، مثلاً حاجی ، [۱۰۷] ملک بہاء الدین ، ملک کالو ، ملک عین الدین کو اسی وقت بلا لیا اور ملک عبداللہ سے کہا کہ ہاتھیوں کو تیار کرے اور دربار میں لائے اور ملک شرف الملک کو حکم دیا کہ ملک عذار کو دربار میں حاضر کرے تا کہ شحنہ اس کو ہاتھی کے پیروں تلے ڈال دے ۔ جب ملک شرف الملک ، عماد الملک کو لینے کے لیے گیا ، تو نگہبانوں نے کہا کہ ہم عضدالملک کی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتے ہیں ۔ اس نے واپس آ کر بادشاہ سے یہی عرض کر دیا ۔ سلطان محمود نے برج کی چھت پر چڑھ کر کہا کہ شعبان کو جلد حاضر کرو اور ہاتھی کے پیروں تلے ڈال دو ۔ جب لوگوں نے سلطان محمود کی زبان سے یہ الفاظ سنے ، تو لوگ کثیر تعداد میں جا کر اس کو لے آئے ۔

Marfat.com

جب سلطان کی نظر اس پر پڑی ، تو فرمایا کہ حرام خور کو اوپر لاؤ ۔
الا کہ کچھ باتیں اس سے دریافت کی جائیں - جب اوپر لے گئے ، تو حکم
دیا کہ اس نمک حلال کی گردن اور ہاتھوں پر سے زنجیریں ہٹا دی جائیں
الا کہ حرام خوروں (غداروں) کا تدارک کرے ۔ امراء کے متعلقین نے
کہ جو اس کی حفاظت پر متعین تھے ، جب یہ حال دیکھا ، تو بعض خود
الا خانہ سے گر پڑے اور بعض "الاماں" کی آواز بلند کرنے لگے ۔

جب یہ خبر عضدالملک اور دوسرے فتنہ انگیزوں نے سنی ، تو
اپنے انجام کی فکر میں حیران رہ گئے اور اپنے آدمیوں کو جمع کرنے میں
مشغول ہوئے ۔ صبح ہوتے ہی محمود محل کے بالا خانہ پر آیا ، لوگوں کو
بلایا اور عماد الملک کے ہاتھ میں رومال دیا ۔ تا کہ مگس رانی کرے ۔
ملک عبداللہ شحنہ نے تمام ہاتھیوں کو حاضر کیا ۔ تقریباً تین سو آدمی
زاد اور غلام سلام کے لیے حاضر ہو گئے ۔ اسی اثنا میں باغی امراء ،
شہر کے بدمعاشوں اور اپنے آدمیوں کے ساتھ مسلح ہو کر دربار میں آئے
جب قریب پہنچے ، تو عماد الملک ملک حاجی اور دوسرے سرداروں نے
ہاتھیوں کو اپنے خاص آدمیوں کے سپرد کرکے دشمنوں پر حملہ کیا ۔
عضدالملک [۱۳۸] اور دوسرے غداروں نے راہ فرار اختیار کی ۔

سپاہی اپنے ہتھیاروں کو کوچہ و بازار میں پھینک کر چھپ گئے ۔
میں سے حسام الملک اپنے بھائی اور پٹن کے کوتوال رکن الدین کے
پاس چلا گیا ۔ اس نواح کے کراسیود،[1] کو اس کے آدمیوں نے قتل کیا
یا ۔ انھوں نے اس کو پہچان لیا اور مار ڈالا اور اس کے فسادی سر کو
احمد آباد بھیج دیا ۔ برہان الملک چونکہ موٹا تازہ تھا ، لہذا بھاگ نہ
سکا ۔ وہ سرکنج کے قریب دریائے سابرمتی کے گھروں میں جا چھپا ۔
اتفاق سے ایک خواجہ سرا شیخ احمد کھتو کے مزار کی زیارت کے لیے جا
رہا تھا ۔ اس نے برہان الملک کو گھرے میں بیٹھا دیکھا اور وہ فوراً
اس کو گرفتار کرکے دربار میں لے آیا ۔ سلطان کے حکم سے اس کو قتل
کر دیا گیا ۔ مولانا خضر صفی الملک کو قید کرکے دیب بھیج دیا[2] ۔

---

1. انگریزی مترجم ، (ص ۲۰۱) نے گرامی لکھا ہے ۔
2. ملاحظہ ہو ، فرشتہ ۲/۱۹۴ - ۱۹۵ ۔

Marfat.com

جب یہ فتنہ فرو ہو گیا اور دوست دشمن کا فرق ظاہر ہو گیا عماد الملک نے اپنی عالی ہمتی سے وزارت کے عہدہ کو ترک کر دیا آزاد لوگوں کی طرح دنیا کو چھوڑ دیا اور گوشہ تنہائی و قناعت اختیار کر لیا ۔ جاگیر چھوڑ کر وظیفہ دار بن گیا ۔ سلطان محمود نے سپاہیوں پر نوازشیں کیں قدیم ملازمین میں سے باون آدمیوں پر رعایتیں کیں ۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں اس کا لشکر سلطان قطب الدین اور گزشتہ سلاطین سے دس بیس گنا ہو گیا ۔ پرانے ملازمین میں سے ہر ایک کو خطاب دیا ۔ ملک حاجی کو عماد الملک کا خطاب دیا اور عارض لشکر بنایا ۔ ملک بہاء الدین کو اختیار الملک ، ملک طوغان کو فرحت الملک ، ملک عین الدین کو نظام الملک اور ملک سعد بخت کو برہان الملک کا خطاب دیا[1] ۔

[۱۳۹] ۸۶۴ھ/۶۰ - ۱۴۵۹ء میں پھر شکار کے ارادہ سے کرینج کی طرف گیا ۔ اس مرتبہ مندو کی سرحد تک شکار کھیل کر واپس چلا آیا ۔ اسی ضمن میں تھالوں کا انتظام اور پرگنوں کا نظم و نسق درست کیا اور مظلوموں کی فریادیں بھی سنیں ۔

۸۶۶ھ/۶۲ - ۱۴۶۱ء میں پھر سیر و شکار کے ارادہ سے دارالملک احمد آباد سے روانہ ہوا ۔ دریائے کھاری کے کنارے پر جو احمد آباد سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے ، قیام کیا ۔ اس منزل پر نظام شاہ بن ہمایوں والیٔ دکن کا خط ملا جس میں سلطان محمود خلجی کا گلہ و شکوہ تھا اور مدد طلب کی تھی ۔ محمود شاہ بے شمار لشکر اور پانچ سو ہاتھی لے کر نظام شاہ کی مدد کے لیے روانہ ہوا ۔ جب ندر بار اور سلطان پور میں پہنچا تو اس کو پھر (اور) خط ملا کہ سلطان محمود خلجی اپنی کثرت فوج پر مغرور ہو کر متواتر کوچ کرتا ہوا میرے سر پر آ گیا ۔ فوجوں کا مقابلہ ہونے کے بعد پہلی مرتبہ اس کی فوج کو شکست ہوئی اور میری طرف کی فوج نے اس کے لشکر کو لوٹ لیا ۔ پچاس ہاتھی مالِ غنیمت میں ہاتھ آئے لیکن سلطان محمود نے اس وقت جبکہ فوج غارت گری میں مشغول تھی کمین گاہ سے نکل کر بارہ ہزار سواروں کے ساتھ حملہ کر دیا سکندر

۱- فرشتہ ۲/۱۹۵ ۔

Marfat.com

اری اور خواجہ جہاں ترک نے وفاداری کے حقوق ادا کر دیے۔ لطان محمود نے خود کمان ہاتھ میں لے کر فوج کو تباہ کیا۔ سکندر خان ر خواجہ جہاں ترک مجمع لے کر بیدر کی طرف متوجہ ہوئے۔ میں اس ت [۱۶۰] فیروز آباد میں ہوں۔ سلطان محمود نے بیدر کا محاصرہ کر لیا ے۔ چونکہ آپ نے اس علاقہ کی امداد کا قصد کیا ہے، لہذا عجلت ے کام لیں۔

سلطان محمود دکن کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے راستے میں سنا کہ لطان محمود خلجی واپس ہو کر مالوہ چلا گیا ہے۔ محمود شاہ اسیر و ہان پور کی ولایت میں پہنچا۔ تا کہ اس کے فرار ہونے کا راستہ روک ے قصبہ تھانیسر کے قریب جو ولایت اسیر میں ہے، قیام کیا۔ سلطان محمود جی معروف راستہ کو چھوڑ کر گولدوالہ کے راستہ سے داخل ہو گیا، ستہ اور پانی کی خرابی کی وجہ سے اس کی فوج کو بہت پریشانی اٹھانی ی۔ کہتے ہیں کہ راستہ کی خرابی اور پانی کی کمی کی وجہ سے ایک ر سے زیادہ آدمی مر گئے۔ محمود نے نظام شاہ کو خط لکھ کر بھیجا جس وقت تمہیں مدد کی ضرورت ہو، مطلع کرنا، اعانت میں سستی ہوگی اور احمد آباد واپس چلا آیا۔

ثقہ حضرات سے سنا ہے کہ اس لشکر میں محمود شاہ کے ہمراہ ستر ہزار ج منتخب سپاہی تھے۔ گجرات کا سارا ملک سپاہیوں کی جاگیر میں ے دیا۔ اپنے خالصہ میں ایک گاؤں بھی نہیں رکھا۔ چار سال کے عرصہ اپنے آباء و اجداد کے خزانوں سے دو حصہ دولت صرف کر دی۔

۸۶۷ھ/۶۳-۱۴۶۲ء میں نظام شاہ کا خط پھر ملا جس کا مضمون ھا کہ سلطان محمود خلجی نے نوے ہزار فوج کے ساتھ دکن پر حملہ دیا۔ چونکہ آپ نے امداد و اعانت کا وعدہ تحریر فرمایا تھا، لہذا اس کی امید رکھتا ہوں کہ آپ کی ہمت عالی اس وعدہ کو پورا کرے محمود شاہ آراستہ لشکر [۱۶۱] لے کر دکن کی طرف روانہ ہوا۔ جب سلطان پور اور ندر بار پہنچا، تو سلطان محمود خلجی دولت آباد کے لف کو برباد کرکے اپنے ملک کو واپس ہو چکا تھا۔ نظام شاہ کی ب سے معذرت نامہ، ہدیوں اور نذرانوں کے ساتھ سلطان کی خدمت

Marfat.com

میں آیا - وہ بھی احمد آباد کو واپس چلا گیا اور سلطان محمود خلجی کو لکھ بھیجا کہ بلا وجہ مسلمانوں کے ملک پر حملہ کرنا آئین اسلام کے خلاف اور مروت سے بعید معلوم ہوتا ہے اور واقعات کے سامنے آ جانے پر بغیر جنگ کے واپس ہو جانا برا ہے - اگر پھر ساکنانِ دکن کو تکلیف پہنچانے کا قصد کیا ، تو یقین رکھنا کہ ادھر سے مالوہ کو تاخت و تاراج کرنے کی طرف توجہ کی جائے گی - سلطان محمود خلجی نے جواب بھیجا کہ چونکہ آپ دکن کی امداد کے لیے متوجہ ہو چکے ہیں ، لہذا آئندہ سے اس ملک کے باشندوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی[1] -

۸۶۹ھ/۶۵ - ۱۴۶۴ء میں سلطان کے حضور میں یہ ذکر ہوا کہ[2] باورد بندردون کے زمیندار دو سال سے جہازوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں چونکہ گجرات کے سلاطین کی طرف سے ان کو کوئی تنبیہ نہیں ہوئی ہے لہذا سرکشی و بغاوت ان کی عادت ہو گئی ہے - باوجودیکہ سلطان محمود کے وفاداروں نے راستہ کی تکلیفوں اور قلعہ کے استحکام کی وجہ سے اس تجویز کو پسند نہیں کیا تھا ، مگر سلطان محمود اس علاقہ کو فتح کرنے اور سرکشوں کو سزا دینے کے لیے روانہ ہوا - جب بڑی تکالیف کے بعد اس قلعہ کے قریب پہنچا ، تو قلعہ کا سردار جنگ کے لیے مقابلہ پر آیا بڑی بہادری دکھائی - جب رات ہوئی ، تو قلعہ میں چلا گیا - چند روز تک روزانہ اسی طرح جنگ ہوتی رہی اور حق مردانگی ادا ہوتا رہا اتفاق سے ایک دن محمود شاہ اپنے لشکر اور ملازمین کے ہمراہ باورد کے پہاڑ پر چڑھا - جب قلعہ والوں کی نظر تاج شاہی پر پڑی [۱۰۲] تو انھوں نے لشکر کی کثرت ملاحظہ کی ، تو عاجز ہو کر صلح کے طالب ہوئے - سردار ، سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور امان طلب کی سلطان محمود نے نہایت مہربانی سے ان کی خطاؤں کو معاف کرکے سب کو امان دے دی - چونکہ قلعہ کا سردار اور اس نواح کے معززین آئے تھے ، لہذا ہر ایک کو خلعت دے کر سرفراز کیا اور سوار ہو کر قلعہ کی سیر کے لیے روانہ ہوا - جب قلعہ کی سیر سے فارغ ہوا ، تو قلعہ کے سردار نے بہت سے تحفے نذر کیے - اس مجلس میں تمام پیشکش اس (سردار)

۱- فرشتہ ۲/۱۹۵ - ۱۹۶ -

۲- فرشتہ (۲/۱۹۶) ماورد بندردون -

Marfat.com

قلعہ) کو بخش دی اور خاص خلعت اور زریں پٹکہ اس کو مرحمت کیا اور سالانہ نذرانہ اس سے مقرر کر کے اس نواح کی حکومت اس کے سپرد کر دی ۔ خود مظفر و منصور احمد آباد واپس چلا آیا[۱] ۔

۸۷۰ھ/۶۶ - ۱۴۶۵ء میں وہ شکار کے ارادہ سے احمد نگر کی جانب روانہ ہوا ۔ راستہ میں ایک دن بغیر کسی ظاہری سبب کے بہاء الملک بن الغ خان[۲] نے آدم سلامدار کو مار ڈالا اور فرار[۱] ہو کر ایدر کی ولایت میں چلا آیا ۔ سلطان محمود نے بہاء الملک کی گرفتاری کے لیے عماد الملک اور عضدالملک کو ایک جماعت کے ساتھ متعین کیا ۔ وہ دو بے گناہ آدمیوں کو لائے اور ان کو آمادہ کر لیا کہ وہ اقرار کریں کہ آدم سلامدار کے قاتل ہم ہیں ۔ انھوں نے راستہ سے واپس آ کر عرض کیا کہ آدم سلامدار کے قاتلوں کو گرفتار کر لائے ہیں اور وہ اعتراف بھی کرتے ہیں ۔ بہاء الملک فرار ہو کر ولایت ایدر چلا گیا ۔ محمود شاہ نے حکم دیا اور ان دونوں بے گناہوں کو قتل کر دیا گیا ۔

چند روز کے بعد جب واقعات سے پردہ اٹھا ، تو یقینی [۱۴۳] طور سے معلوم ہوا کہ وہ دونوں بیچارے آدم سلامدار کے قاتل نہ تھے ، عماد الملک نے فریب سے ان مظلوموں کو اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ وہ اقرار کر لیں ۔ سلطان نے حکم دیا کہ عماد الملک اور عضدالملک کو بھی قتل کیا جائے ۔ ان کی جاگیریں اور مال و اسباب خالصہ شاہی میں ضبط کر لیا ۔ ملک اختیار الملک کو اعتماد الملک کا خطاب دیا اور نیابت کا منصب سپرد کیا اور عماد الملک کے تمام سپاہی اس کے حوالے کیے[۳] ۔

۸۷۱ھ/۶۷ - ۱۴۶۶ء میں وہ گرنال کو فتح کرنے کے لیے جو اس زمانہ میں جونا گڑھ مشہور ہے ، روانہ ہوا ۔ کہا جاتا ہے کہ تقریباً دو ہزار سال سے یہ ملک رائے منڈلیک کے بزرگوں کے قبضہ میں ہے ۔ سلطان محمد تغلق اور سلطان احمد شاہ گجراتی کے بعد کسی شخص کا اس

۱- فرشتہ ۱۹۶/۲ ۔

۲- فرشتہ (۱۹۶/۲) میں الف خان ہے ۔

۳- ملاحظہ ہو فرشتہ ۱۹۶/۲ ۔

Marfat.com

علاقہ پر قبضہ نہ ہوا ۔ سلطان محمود شاہ خدا کی مدد پر بھروسہ کرکے ان حدود کی جانب روانہ ہوا ، راستہ میں سورت کی ولایت کو تباہ کرتا ہوا جب وہ کرنال کے قریب پہنچا ، تو وہاں کے باشندوں نے اپنا مال و متاع اور اپنے متعلقین کو دور مقامات پر جنگلوں سے بھرے ہوئے پہاڑوں میں بھیج دیا اور خود قلعہ بند ہو گئے ۔ تغلق خان نے جو سلاطین کی اولاد میں سے تھا اور سلطان کا ماموں تھا ، ان حالات کی اطلاع دی ۔ سلطان محمود دوسرے دن شکار کے لیے اس جانب روانہ ہوا اور راستوں کی مشکلات کے باوجود اس جگہ پہنچ گیا ۔ راجپوت نہایت کوشش و محنت کے بعد بھاگ کر پہاڑ اور جنگل کے راستہ سے قلعہ کرنال میں پہنچے ۔ لشکریوں کے ہاتھ بہت سے غلام اور مالِ غنیمت ہاتھ آیا ۔ سلطان وہاں سے اس گروہ کے مندر پر پہنچا ۔ راجپوتوں کی ایک جماعت نے کہ جن کو پروہان[1] کہتے ہیں ، جان کی بازی لگا دی اور اس مندر میں ہاتھوں میں تلوار اور برچھا لے کر مقابلہ کے لیے آمادہ ہو گئے ، مگر چشم زدن میں قتل کر دیے گئے ۔

دوسرے دن اس منزل سے کوچ کرکے قلعہ کے نیچے [۱۴۴] قیام کیا ۔ فوجیں اس ولایت کو برباد کرنے کے لیے روانہ کر دیں ۔ رائے منڈلیک نے عاجز و مجبور ہو کر اپنی خطاؤں کی معافی چاہی اور بہت سے تحفے بھیجے ۔ سلطان محمود نے مصلحت وقت کی بنا پر قلعہ کی فتح کو آئندہ سال کے لیے ملتوی کرکے مدارات کا اظہار کیا اور احمد آباد چلا آیا[2] ۔

۸۷۲/۶۸ - ۱۴۶۷ء میں سلطان کو یہ خبر ملی کہ رائے منڈلیک غرور و تکبر سے تاج شاہی سر پر رکھ کر اور قیمتی جواہرات ہاتھ اور گردن میں پہن کر دربار کرتا ہے ۔ اس خبر کے سنتے ہی اس نے چالیس ہزار سوار مع مشہور ہاتھیوں کے اس کو سزا دینے کے لیے مقرر کیے اور رخصت کے وقت امیروں اور سرداروں کو یہ ہدایت کی کہ اگر منڈلیک ہدایت کر لے اور چتر اور قیمتی جواہرات جو بت پرستی کے دلوں میں

۱- فرشتہ (۱۹۷/۲) پراوان ۔
۲- ملاحظہ ہو فرشتہ ۱۹۶/۲ - ۱۹۷ ۔

Marfat.com

پہنتا ہے ، پیش کر دے اور اپنا مقررہ نذرانہ بھی دے ، تو اس کے ملک پر ہاتھ نہ ڈالنا ۔ گجرات کے امراء مندلیک کی ولایت کے نزدیک پہنچے ، تو انھوں نے ایک جماعت کو بھیج کر جو کچھ سلطان نے فرمایا تھا ، کہلوا دیا ۔ رائے مندلیک نے نہایت تعظیم سے ایلچیوں کا استقبال کیا ۔ چتر ، جواہر اور قیمتی زیور کہ جو بت پرستی کے دن اور (دوسرے) متبرک دنوں میں پہنتا تھا ، بہت سے تحفوں کے ساتھ امراء کی خدمت میں بھیج دیا اور دل جوئی کرکے ان کو واپس کر دیا ۔ جب امراء سلطان کی خدمت میں آئے ، تو جو کچھ لائے تھے وہ پیش کر دیا ۔ سلطان نے عیش و عشرت کی مجلس و جشن میں بیان کرنے والوں کو انعامات دیے[1] ۔

۸۷۳ھ/٦٩ - ١٤٦٨ء میں مالوہ کے حاکم سلطان محمود خلجی کے انتقال کی خبر آئی ۔ امیروں نے عرض کیا کہ جس وقت سلطان محمد شاہ بن احمد شاہ کا انتقال ہوا تھا ، تو سلطان محمود خلجی [١٣٥] ولایت گجرات پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے قصبہ کرنج آ گیا تھا ۔ اگر جہاں پناہ اس وقت کہ ملک فتح کرنے کا سامان مہیا اور تیار ہے ، توجہ کریں ، تو تھوڑی سی کوشش سے مالوہ کی ولایت قبضہ میں آ جائے ۔ سلطان نے فرمایا کہ اسلام اور (آئین) مسلمانی میں یہ جائز نہیں ہے ۔ کہ مسلمان آپس میں لڑیں اور خدا کی مخلوق کو برباد کریں ، اس لیے اس زمانہ کہ سلطان محمود کا انتقال ہو چکا ہے اور امور مملکت درست نہیں ہیں ، اس کی ولایت پر حملہ کرنا بہادری اور مروت کے خلاف ہے ۔ وہ شکار کے ارادہ سے احمد آباد سے نکلا ۔ چند روز جنگل میں گزار کر پھر احمد آباد چلا آیا ۔

۸۷۴ھ/٧٠ - ١٤٦٩ء میں پھر فوجیں ولایت سورت پر حملہ کرنے کے لیے مقرر کیں ۔ تھوڑی سی مدت میں ولایت سورت کو برباد کرکے اور بہت سا مال غنیمت حاصل کرکے فوجیں واپس آ گئیں ۔

اس سال کے مخصوص واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک دن سلطان محمود ہاتھی پر سوار ہو کر باغ ارم کی جانب جا رہا تھا کہ راستہ میں دوسرا مست ہاتھی اپنی زنجیر توڑ کر فوج پر حملہ آور ہوا ۔ دوسرے

١- فرشتہ ١٩٧/٢ ۔

Marfat.com

ہاتھی اس کو دیکھ کر بھاگے اور وہ مست ہاتھی اس ہاتھی کی طرف متوجہ ہوا جس پر سلطان سوار تھا ۔ سلطان کا ہاتھی بھی اس کی دو تین ضربوں کو برداشت کرکے بھاگا ۔ بھاگتے میں اس کو آگے کر لیا اور اس مست ہاتھی نے دوسری ضرب سلطان کے ہاتھی کے بالائی شانہ پر لگائی ۔ اس کے دانتوں سے سلطان کا پیر زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا ۔ اس وقت سلطان نے نہایت بہادری سے اس کی پیشانی پر وار کیا ۔ خون جاری ہو گیا ۔ (مست) ہاتھی نے دوسری ضرب لگائی اور دوسری ضرب کھائی ۔ ہاتھی کی پیشانی سے خون فوارہ کی طرح نکل رہا تھا ۔ ہاتھی نے پھر چنگھاڑ ماری اور سلطان کے ہاتھی پر پھر ضرب لگائی ۔ اس (مست ہاتھی) پر اتنے وار ہوئے کہ بے اختیار بھاگا ۔ سلطان بخیریت اپنی منزل پر پہنچا اور تمام مستحقین کو صدقات و خیرات دے کر بہرہ مند کیا[1] ۔

[۱۰۳۶] چند روز کے بعد سرحد کے سرداروں کو بلایا اور لشکر آراستہ کرکے قلعہ جوناگڑھ اور کوہ کرنال کو فتح کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوا اور ایک رات اور دن میں پانچ کروڑ روپیہ لشکر میں تقسیم کر دیا ۔ منجملہ ان کے دو ہزار اور پانچ سو ترکی ، عراق اور عربی گھوڑے کہ جن میں سے بعض کی قیمت بارہ ہزار تنکہ (سکہ) تک تھی ، لوگوں کو دیے ۔ پانچ ہزار تلواریں ، سات سو مرصع پٹکے اور طلائی غلافوں کے ساتھ ایک ہزار سات خنجر انعام میں دیے ۔ جب متواتر کوچ کرتا ہوا ولایت سورت میں پہنچا ، تو تاخت و تاراج کرنے کے لیے فوجیں ہر طرف بھیج دیں ۔ رائے منڈلیک نہایت عاجزی و بیچارگی سے خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک زمانہ گزر گیا کہ غلام حضور کی اطاعت و فرمانبرداری میں زندگی بسر کر رہا ہے اور میری طرف سے کوئی فعل عہد و پیمان کے خلاف صادر نہیں ہوا ۔ اس وقت بھی جتنے لشکر کا حکم ہو میں حاضر ہوں ۔ سلطان نے کہا کہ میرا مصمم ارادہ یہ ہے کہ اس ملک پر قبضہ کرکے اسلام کا جھنڈا بلند کروں اور اسلام کے طریقوں کو رواج دوں ۔ اسلام لانے اور قلعہ سپرد کرنے کے علاوہ کوئی دوسری بات مطلوب نہیں ہے ۔

۱۔ فرشتہ ۲/۱۹۷ ۔

Marfat.com

رائے مندلیک نے سیاق گفتگو سے سمجھ لیا کہ یہ لشکر دوسرے لشکروں کی طرح نہیں ہے[1] ۔ وہ موقع پا کر رات کو فرار ہو گیا اور جا کر قلعہ جونا گڑھ میں داخل ہو گیا ۔ دوسرے دن سلطان اس منزل سے روانہ ہو کر قلعہ جونا گڑھ کے قریب پہنچا ۔ لشکر سے کچھ فوج علیحدہ ہو کر قلعہ کے نزدیک پہنچ گئی ۔ راجپوتوں کا ایک گروہ باہر آیا ، جنگ ہوئی اور بھاگ کھڑا ہوا ۔ دوسرے روز پھر جنگ ہوئی ۔ تیسرے دن سلطان نے خود قلعہ پر حملہ کیا ۔ صبح سے شام تک جنگ ہوتی رہی ۔ چوتھے دن بارگاہ سلطانی کو دروازے کے قریب قائم کرکے قلعہ کے محاصرہ کو شدید کر دیا ۔ ہر طرف ساباط [۱۸۷] بنا دیے ۔ راجپوت اکثر اوقات قلعہ سے نکل کر لوٹ مار کرتے تھے اور کارآمد آدمیوں کو ضائع کرتے تھے ۔ چنانچہ ایک روز عالم خاں فاروق کے مورچہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شہید کر دیا ۔ سلطان محمود نے محاصرہ کو اتنا سخت کیا کہ اکثر اوقات گوپھن کے پتھر تخت محمودی کے سامنے آ کر گرتے تھے ۔ رائے مندلیک ہر چند صلح کا طالب اور نذرانے پیش کرنے پر رضا مند ہوا ، مگر سلطان کا ارادہ قلعہ کو فتح کرنے کے علاوہ کچھ اور نہ تھا ، لہذا اس کی خوشامد کا کوئی فائدہ نہ ہوا ۔

آخرکار رائے مندلیک نے مجبور ہوکر اماں طلب کی اور قلعہ سپرد کر دیا اور خود تمام راجپوتوں کے ساتھ کوہ کرنال پر پناہ لی ۔ سلطان محمود نے اللہ کا شکر ادا کیا اور ملک کے انتظام میں مشغول ہوا ۔ چند روز کے بعد کوہ کرنال کا محاصرہ کیا ۔ آخر میں رائے مندلیک مجبور ہو کر حاضر ہوا اور اپنے آدمیوں کی وجہ سے پناہ طلب کر کے کوہ کرنال بھی سپرد کر دیا ۔ چند روز تک متواتر سلطان کی خدمت میں آتا رہا اور سلطان کے پسندیدہ اطوار اور حمیدہ اخلاق دیکھے ، تو ایک دن عرض کرنے لگا کہ شاہ شمس الدین درویش کی صحبت کی برکت سے اسلام اور مسلمانوں کی محبت میرے دل میں راسخ ہو گئی ہے ۔ اب میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کے سبب سے دین اسلام کی حقیقت سے آگاہ ہو چکا ہوں اور چاہتا ہوں کہ فرقہ اسلام میں داخل ہو جاؤں ۔ سلطان محمود نے

۱۔ فرشتہ ۲/۱۸۷ ۔

Marfat.com

کمال شوق کے ساتھ اس کو کلمہ توحید پڑھایا ، اس کو خان جہاں کا خطاب دیا اور اس علاقہ میں اسلام کے قانون کو رواج دینے کی غرض سے شہر مصطفیٰ آباد کی بنیاد رکھی ۔ تمام سرداروں کو حکم دیا اور انھوں نے اپنی سکونت کے لیے اس شہر میں مکانات بنوائے ۔ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ شہر مصطفیٰ آباد مثل احمد آباد کے آباد ہوگیا[1] ۔

[۱۰۸] جب امراء اور اشکریوں نے مصطفیٰ آباد میں سکونت اختیار کر لی ، تو احمد آباد کے اطراف میں چوری اور فساد شروع ہوگئے ۔ رہزنی اور ڈکیتی ہونے لگی ۔ مخلوق کی آمدورفت کے راستے بند ہوگئے ۔ جب یہ خبر سلطان محمود کو ملی ، تو اس نے ملک جمال الدین بن شیخ ملک کو جو لشکر کا کوتوال اور سلاح خانہ کا منتظم تھا ، محافظ خان کا خطاب دیا ۔ اسے علم اور طاس[2] مرحمت فرمایا اور احمد آباد کی حفاظت اور کوتوالی کا منصب دے کر اس کو رخصت کیا ۔

ملک جمال الدین محافظ خان نے تھوڑے ہی عرصہ میں حسب منشا شہر احمد آباد کا انتظام کر لیا ۔ پانچ سو چوروں کو سولی پر چڑھا دیا ۔ چونکہ اس کی یہ خدمت (بادشاہ کو) پسند آئی ، لہذا دوسری خدمات بھی اس کے سپرد کی گئیں ۔ مستوفی الممالک کا منصب بھی (ان خدمات کے ساتھ) اس کو ملا ۔ رفتہ رفتہ اس کا مرتبہ اتنا بلند ہوا کہ ایک ہزار سات سو گھوڑے اس کے اصطبل میں جمع ہوگئے ۔ جہاں کہیں اچھا سپاہی ہوتا ، اس کے یہاں آ کر ملازم ہو جاتا ۔ اس کی قوت و شوکت اس درجہ کو پہنچ گئی کہ اس کے لڑکے ملک خضر نے راجا باکر ، ایدر اور سروہی سے پیش کش وصول کی ۔

۸۹۷ھ/۷۱ - ۱۴۷۰ء کے شروع میں سلطان محمود کو یہ خبر ملی کہ چنپانیر کا راجا جے سنگھ بن گنگداس سلطان غیاث الدین مالوی کی حمایت پر مغرور ہوکر بروردہ و بودھی کے مفسدوں [۱۰۹] کو اپنی ولایت میں راہ دے کر خود سرکشی پر آمادہ ہے ۔ سلطان شہر مصطفیٰ آباد سے

۱- فرشتہ ۲/۱۹۷ - ۱۹۸ ۔
۲- علم اور طاس کے الفاظ ہیں ۔ طاس کے معنی سونا اور زرتار کپڑے کے بھی ہیں ۔ فرشتہ (۲/۱۹۸) میں ''علم و کرنا'' کے الفاظ ہیں ۔

Marfat.com

کوچ کر کے جے سنگھ کی گوشمالی کی جانب متوجہ ہوا ۔ جب راستہ میں محافظ خاں ، سلطان کی ملاقات سے مشرف ہوا ، تو کوتوالی کی ذمہ داری کے ساتھ اس کو وزارت کا منصب دیا ۔ اس نے کوتوالی کی خدمات انجام دینے کے لیے اپنے گماشتے مقرر کیے اور وزارت کے کام میں مشغول ہوا ۔

جب سلطان نے کچھ کے زمینداروں کی بغاوت کے متعلق سنا اور مسلمانوں پر ان کے غلبہ کی خبر اس کو معلوم ہوئی ، تو اس نے جاپانیر کو فتح کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور ایک عظیم لشکر کے ساتھ اس طرف متوجہ ہوا ۔ وہ شور زمین کے کنارے کہ جو ران[1] کے نام سے موسوم ہے ، پہنچا ۔ وہاں سے اس نے یلغار کی اور ایک دن میں اکسٹھ کوس کا راستہ طے کیا ۔ تمام افواج میں سے چھ سو سوار سے زیادہ اس کے ہمراہ نہ پہنچ سکے ۔ جب وہ اس مہلک زمین سے نکل آیا ، تو سامنے سے غنیم ظاہر ہوا ۔ کہتے ہیں چوبیس ہزار کماں دار جوان تھے ۔ سلطان اپنے لشکر کی کمی اور غنیم کی فوج کی کثرت کے باوجود آمادہ ہو گیا اور جسم پر ہتھیار لگائے ۔ چونکہ غنیم سلطان کی بہادری اور شجاعت سے واقف تھا ، لہذا اس نے خلوص کے ساتھ حاضر ہوکر خطا کی معافی چاہی ۔ سلطان نے اس کی خطائیں معاف کر دیں اور بہت سی پیش کش لے کر صلح کر لی ۔ اس کے سرداروں کو اپنے ہمراہ مصطفیٰ آباد لا کر اسلام اور مسلمانوں کے احکام تعلیم کیے ، ہر ایک کو انعام دے کر خوش کر دیا اور جانے کی اجازت دی ۔ ان میں سے جنھوں نے اپنے ارادہ سے ساتھ رہنا پسند کیا ، ہر ایک کو مناسب جاگیر دے کر اپنی خدمت میں رکھا ۔

۸۷۷ھ/۷۳-۱۴۷۲ء[2] میں سلطان کو یہ خبر ملی کہ ولایت سندھ کے نواح میں چالیس ہزار کمان دار سرکش اور مفسد جمع ہیں [۱۵۰] جو سرحد کے دیہات اور بستیوں کو ستاتے ہیں ۔ سلطان محمود لشکر کا انتظام کر کے پھر اس طرف متوجہ ہوا جب زمین شور پر پہنچا ، تو حکم دیا کہ ہر سوار اپنے ساتھ دو گھوڑے رکھے اور سات روز کا کھانا اور پانی بھی اپنے ساتھ رکھے ۔ تائید الٰہی پر بھروسہ کر کے اس مہلک زمین میں

۱- ایک خطی نسخہ میں "رن" ہے ۔ یہ رن کچھ کے علاقہ کا ذکر ہے ۔
۲- فرشتہ (۱۹۹/۲) نے اس واقعہ ۸۸۰ھ کے ذیل میں لکھا ہے ۔

Marfat.com

قدم رکھا ۔ روزانہ ساٹھ کوس کا راستہ طے کرتا تھا ۔ جب ولایت سندھ میں پہنچا ، تو سرکش لوگ متفرق و منتشر ہوگئے اور اس گروہ کا نشان بھی نہ رہا اور سندھ پر بغیر کسی رکاوٹ کے قبضہ ہوگیا ۔ بعض سرداروں نے عرض کیا کہ بڑی محنت و مشقت سے اس راستہ کو طے کر کے یہاں آئے ہیں ۔ مناسب یہ ہے کہ اس ملک میں حاکم و داروغہ مقرر کر دیے جائیں ۔ سلطان نے فرمایا کہ چونکہ مخدومہ جہاں کہ جو سلطنت کی رکن رکین تھیں ، سلاطین سندھ کی نسل سے تھیں اور حقوق صلہ رحم کا لحاظ رکھنا ہم پر واجب ہے ، لہذا ان کے ملک پر قبضہ کرنا مروت و شجاعت کے خلاف ہے ۔ وہ دریائے سندھ کے کنارے تک شکار کرتا ہوا مصطفیٰ آباد کو واپس ہوگیا[1] ۔

کچھ عرصہ کے بعد سلطان کو بندرجگت کے فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا کہ جو برہمنوں کا عبادت خانہ ہے ۔ راستہ کے تنگ اور خراب ہونے کی وجہ سے توقف کر رہا تھا کہ اتفاق سے ایک دن مولانا محمد سمرقندی نامی ایک فاضل جو مع دو لڑکوں کے کہ جن کے سر اور پیر ننگے تھے ، جہاز پر سوار ہوکر ہرمز جا رہے تھے ، جب جگت کے قریب پہنچے ، تو ایک گروہ نے جو کشتیوں میں مع آلات جنگ کے سوار تھا ، لوٹ لیا ۔ مسلمانوں کی عورتیں اور بچے سب گرفتار کر لیے ۔ منجملہ ان کے ان لڑکوں کی ماں بھی ان کی قید میں تھی ۔

سلطان محمود نے مولانا مذکور پر نوازش فرمائی اور ان کا وظیفہ مقرر کر کے احمد آباد بھیج دیا ۔ رخصت کے وقت [۱۵۱] ان سے فرمایا کہ آپ اطمینان رکھیں آپ کا جو کچھ لوٹ لیا گیا ہے ، وہ سب بجنسہ آپ کو مل جائے گا اور اس گروہ کو مناسب سزا دی جائے گی ۔ حمیت و غیرت کی بنا پر امراء اور سرداروں کو خدمت کے لیے طلب کیا اور فرمایا کہ اگر قیامت کے روز مجھ سے سوال کیا گیا کہ کفار تمھارے قرب میں ایسے مظالم کرتے رہے ، مگر تم نے باوجود قوت و شوکت کے (تدارک) میں سستی برتی ، تو میں کیا جواب دوں گا ۔ سرداروں نے دعا و مدح کے بعد کہا کہ ہم آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں ، اس گروہ کا دفع کرنا آپ پر واجب ہے ۔

۱۔ فرشتہ ۲/۱۹۹ ۔

Marfat.com

سلطان نے اپنا ارادہ مصمم کر لیا اور سولہ ذی الحجہ سال مذکور (۲/۸۷۷ھ/۱۴۷۲ء) کو روانہ ہوا - جب راستہ کی خرابی اور جنگل کی کثرت کی وجہ سے نہایت پریشانی کے ساتھ جگت پہنچا ، تو کفار روانہ ہو کر جزیرہ بیت میں چلے گئے - وہاں پر سالپ کثرت سے تھے ، جس مقام پر شاہی قیام گاہ آراستہ کی گئی تھی ، وہاں ایک پہر میں سات سو سالپ مارے گئے - اس جزیرہ میں شیر ، ببر شیر اور چیتے لوگوں کو بہت نقصان پہنچاتے تھے - بہت سے درندے بھی ہلاک کیے گئے - جگت کا بت خانہ خراب کر دیا - سلطان محمود نے وہاں چار مہینے تک قیام کیا - اس دوران میں بہت سی جنگی کشتیاں اور توپ خانے تیار کرائے اور جزیرہ بیت کا ارادہ کیا - وہاں کے لوگ بھی کشتیوں میں بیٹھ کر مقابلہ پر آئے - آخرکار فرار ہوکر جزیرہ بیت[1] میں چلے گئے - جنگجو دلاور جہازوں پر سوار ہو کر چلے اور جزیرہ میں داخل ہو گئے - بیت کے قلعہ کو فتح کر لیا - بہت سے راجپوت قتل ہوئے - وہاں کا راجا کہ جس کا نام رائے بھیم تھا ، کشتی پر سوار ہوکر کسی طرف کو چلا گیا - سلطان محمود نے کچھ آدمیوں کو کشتیوں [۱۵۲] پر سوار کر کے اس کے تعاقب میں روانہ کیا - خود شہر بیت میں داخل ہوا اور جو مسلمان قید میں تھے ، ان کو آزاد کیا - بہت سا مال غنیمت اور بے شمار غلام ہاتھ آئے - ملک طوغان کو کہ جس کا خطاب فرحت الملک تھا ، وہاں کی تھانے داری پر مقرر کیا اور مظفر و منصور مصطفیٰ آباد کو واپس آیا[2] -

جمعہ کے دن تیرہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور[3] کو وہ گروہ جو تعاقب میں کیا تھا ، رائے بھیم کو گرفتار کر کے بارگاہ سلطانی میں لایا - سلطان محمود نے مولانا محمد سمرقندی کو احمد آباد سے بلایا اور رائے بھیم کو ذلت و خواری کے ساتھ انہیں دکھایا - محافظ خاں کے پاس بھیج کر حکم دیا کہ اس کے چار ٹکڑے کر کے احمدآباد کے چاروں طرف لٹکا دے

۱- فرشتہ (۲/۲۰۰) جزیرہ تبت -

۲- فرشتہ ۲/۲۰۰ -

۳- سطور گزشتہ میں ۱۶ ذی الحجہ سال مذکور (۸۷۷ھ) کا ذکر ہے لہذا اب یہاں ۸۷۸ھ ہوگا -

Marfat.com

جائیں تاکہ دوسرے سرکشوں کو عبرت حاصل ہو[1] ۔

ماہ رجب سال مذکور (۸۷۸ھ) میں کچھ فوج مصطفیٰ آباد میں چھوڑ کر قلعہ چنپانیر کو فتح کرنے کا ارادہ کیا ، راستے میں خبر ملی کہ ملباریوں[2] نے بہت کشتیاں جمع کر لی ہیں اور بحری مسافروں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں ۔ اس خبر کو سنتے ہی چند جہازوں کو تیار کیا اور خود جنگجو بہادروں کے ساتھ سوار ہوا اور تائید الٰہی پر بھروسہ کر کے لنگر اٹھایا (چل پڑا) ۔ جب ملباریوں[3] کے جہازوں کے قریب پہنچا ، تو وہ لوگ فرار ہو گئے ۔ چند کشتیاں ہاتھ آئیں ۔ وہاں سے روانہ ہو کر بندر کنبایت پہنچا ۔ ماہ شعبان میں دارالملک احمد آباد کو مراجعت کی ۔

[۱۵۳] ۸۷۵ھ[4] میں ملک بہاء الدین عماد الملک کو قصبہ سونگر کے تھانہ پر قوام الملک کو قصبہ گودہرہ کے تھانہ پر فرحت الملک کو قلعہ بیت و جگت کے تھانہ پر اور ملک نظام الملک کو تھانیسر بھیجا اور خداوند خاں کو وزیر ممالک بنایا اور شاہزادہ احمد خاں کی خدمت میں احمد آباد چھوڑا اور خود ولایت جونا گڑھ اور اس کے لواح کے انتظام میں مشغول ہوا ۔

ایک دن خداوند خاں نے رائے رایاں سے خلوت میں نہایت خلوص و خصوصیت کے ساتھ کہا کہ ہم سلطان محمود کی معرکہ آرائیوں سے پریشان ہو گئے ہیں ۔ کوئی سال اور مہینہ ایسا نہیں گزرتا ہے کہ جس میں کوئی مہم پیش نہ آتی ہو اور لشکر کو پریشان نہ کرتا ہو ۔ اگر ہم اپنے آدمیوں اور پانچ سو سوار سپاہیوں کو ساتھ لے جا کر عماد الملک کے یہاں جاؤ اور

۱- فرشتہ ۲/۲۰۰ ۔
۲-۳- متن میں ''بیپاریان'' اور اختلاف نسخ میں ''ملیباریان'' ہے آخرالذکر صحیح معلوم ہوتا ہے اسی کو اختیار کیا ہے ۔ فرشتہ (۲/۲۰۱) میں بھی ملیباریان ہے ۔
۴- صفحات گزشتہ میں ۸۷۸ھ تک واقعات بیان ہو چکے ہیں ۔ اب پھر ۸۷۵ھ کا ذکر کیا جا رہا ہے ۔

Marfat.com

اس کو ختم کر دو ، توکل ہم شہزادہ احمد خاں کو تخت نشین کر دیں ۔ عماد الملک کو قتل کرنے کے لیے اس سے بہتر اور کوئی موقع نہ ہوگا ، کیونکہ اس کے تمام آدمی جاگیر گئے ہیں ۔ میں نے اس مصلحت کو شہزادہ احمد خاں سے کہہ دیا ہے ، وہ بھی اس بات پر رضامند اور متفق ہے ۔ رائے رایاں نے کہا کہ اعماد الملک ہمیشہ میرے ساتھ خلوص سے پیش آتا ہے اور اپنی مخفی باتیں مجھے بتا دیتا ہے ۔ وہ بھی سلطان محمود سے ناراض اور شاکی ہے ۔ گمان غالب یہ ہے کہ اس معاملہ میں وہ بھی موافق ہو جائے گا اور اس کے متفق ہونے کی وجہ سے ہماری قوت اور بڑھ جائے گی ۔ خداوند خاں نے بہت منع کیا ، لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ رائے رایاں نے عماد الملک کی دوستی اور محبت [۱۵۴] پر بھروسہ کر کے پہلے خلوت میں اس کو قرآن کی قسم دی کہ افشائے راز نہ کرنا ، اس کے بعد یہ بات کہی ۔

عمادالملک نے دیکھا کہ اس کے آدمی جاگیر پر گئے ہوئے ہیں ، لہذا فوراً قبول کر لیا اور کہا کہ میں اس معاملہ میں خداوند خاں کے موافق ہوں ، لیکن میری رائے یہ ہے کہ ماہ رمضان گزر جائے ، اس کے بعد اس ارادہ میں کوشش کی جائے ۔ رائے رایاں کو یہ بات پسند نہ آئی اور یہ پیغام خداوند خاں کو پہنچا دیا ۔

رائے رایاں سے رخصت ہو جانے کے بعد عمادالملک نے اپنے لڑکوں کو بلایا اور کہا کہ قطب الدین کے دوران حکومت میں ہماری یہ آرزو تھی کہ ایک گھوڑا مل جائے ، مگر نہیں ملا ۔ اب سلطان محمود کی بدولت یہ حال ہے کہ اس خاندان میں ہم سے زیادہ کوئی بزرگ نہیں ہے ۔ اسی وقت ایک رقعہ ملک فرحت الملک کو جو قصبہ سرکیج میں تھا ، بھیج کر اپنے پاس بلایا اور موضع رکھیال میں ملک قیام الملک کو بھی رقعہ بھیجا کہ چند روز تک وہاں سے کوچ کرے ۔ علی الصبح ملک فرحت الملک مع پانچ سو سواروں کے عماد الملک کے یہاں پہنچا ۔ کچھ دیر گفتگو رہی اور ملک فرحت الملک کو اس کے گھر بھیج دیا ۔ کچھ عرصہ کے بعد حافظ خاں کوتوال شہر کو بلا کر کہا کہ چونکہ آپس میں ایک دوسرے سے قرابت ہے ، لہذا ضروری ہے کہ ایک دوسرے کی خیرخواہی میں کوشش کرنی چاہیے ۔ تمھاری خیرخواہی یہ ہے کہ شہر کے انتظام سے

Marfat.com

آگاہ رہو - ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ پیدا ہو جائے - عید کے دن مع ملازمین اور سپاہیوں کے مستعد ہو کر شہزادہ احمد خاں کی خدمت میں نماز گاہ میں پہنچ جانا اور دوپہر تک شہر کی حفاظت میں انتہائی ہوشیار رہنا -

[۱۵۵] جب خداوند خاں کو یہ خبریں ملیں ، تو وہ پریشان ہوا اور رائے رایاں کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ عماد الملک اس بات پر رضامند نہ ہوگا - اب وہ وقت آ گیا کہ گھر برباد ہو جائیں - جب عید گزر گئی اور عمادالملک کے آدمی آ گئے ، تو خداوند خاں نے خوف کی وجہ سے کچھ ظاہر نہیں کیا اور وہ ارادہ اسی طرح پوشیدہ رہا - اتفاق سے چند روز کے بعد شہر مصطفیٰ آباد میں جھوٹی خبر اڑی کہ عید کے دن خداوند خاں نے عمادالملک کو قتل کر دیا ، تمام سردار اس سے متفق ہو گئے اور شہزادہ احمد خاں کو تخت نشین کر دیا - ایک گستاخ وہم نشین نے فوراً یہ خبر سلطان محمود کو پہنچا دی -

سلطان نے اس خبر کے سنتے ہی قیصر خاں اور فیروز خاں کو خلوت میں بلا کر کہا کہ اس سے پہلے شہزادے کی بیماری کی اطلاع آئی تھی - آج شہزادے کی وجہ سے طبیعت بہت رنجیدہ ہے - دو کوس تک جاؤ ، جو کوئی احمد آباد سے آتا ہو اس سے اس خبر کی تحقیق کر کے لاؤ - جب ملک سعیدالملک نے کچھ راستہ طے کیا ، تو اپنے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ احمد آباد سے آ رہا ہے ، اس سے حالات دریافت کیے - اس نے کہا کہ میں عیدالفطر کے دن احمد آباد میں تھا - شہزادہ نماز کے لیے آیا - خداوند خاں اور محافظ خاں ہمراہ تھے - جب شہزادہ واپس ہو کر محل میں گیا ، تو دوپہر تک محافظ خاں دربار میں حاضر رہا ، لیکن شہر کے لوگ کہہ رہے تھے کہ عماد الملک اجازت نہیں دیتا کہ سردار اپنے اپنے تھانوں پر جائیں اور سب اپنے اپنے ٹھکانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں - ملک سعید نے آ کر تمام حال بیان کیا - سلطان نے فرمایا کہ اس شخص نے مجھ سے جھوٹ کہا تھا کہ شہزادہ بیمار ہے - دو تین دن کے بعد قیصر خاں اور فیروز خاں کو خلوت میں بلا کر تمام حکایت سنائی اور کہا کہ میں لوگوں سے یہ کہوں گا کہ میرا حج کا ارادہ ہے - جو میرے اس ارادہ کی تصدیق کرے گا ، [۱۵۶] سمجھ لوں گا کہ وہ مجھے نہیں چاہتا ہے - چند روز کے بعد حکم دیا کہ جہاز تیار کیے

Marfat.com

جائیں اور چند لاکھ تنکے (سکے) جہازوں کے منتظمین کو دے تاکہ مکہ معظمہ کے صدقات کے لیے سامان خرید کریں اور مصطفیٰ آباد سے بندرگاہ آ کر کشتی میں بیٹھ گیا تاکہ بندر کنبایت پر نزول کرے ۔

جب یہ خبر احمد آباد پہنچی ، تو تمام امیر خدمت میں حاضر ہوئے ۔ سلطان نے کہا کہ شہزادہ جوان ہو چکا اور امراء سب تربیت یافتہ ہیں ۔ ممالک کی جانب سے مجھے اطمینان ہے ۔ اب میرا یہ ارادہ ہے کہ حج کی سعادت حاصل کروں ۔ عمادالملک نے کہا کہ حضور ایک مرتبہ احمد آباد تشریف لے چلیں ، پھر جو مناسب ہو ، اس پر عمل کریں ۔ سلطان سمجھ گیا کہ داؤ مار لیا ہے چنانچہ احمد آباد کو روانہ ہوا ۔ جب شہر میں پہنچ گیا ، تو ایک دن تمام امیروں کو بلا کر کہا کہ مجھ کو اجازت دو تاکہ حج کر آؤں اور جب تک جواب نہیں دو گے ، میں کھانا نہیں کھاؤں گا ۔ امراء سمجھ گئے کہ اس سے ہم لوگوں کا امتحان مقصود ہے ، سب خاموش رہے ۔ جب دوپہر ہو گئی ، تو عمادالملک نے امراء سے کہا کہ سلطان بھوکا ہے ، جواب عرض کر دینا چاہیے ۔ نظام الملک نے سلطان کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ شہزادہ مرتبۂ کمال کو پہنچ چکا ہے اور میرا لڑکا ملک بدہ بھی تجربہ کار ہو کر زمانہ کے نشیب و فراز سے واقف ہو چکا ہے ۔ میری یہ درخواست ہے کہ میرا تھانہ (میرے لڑکے) کے حوالے کر دیا جائے اور اس سفر سعادت اثر میں غلام کو ساتھ لے لیا جائے ۔ سلطان نے فرمایا کہ یہ ایک سعادت ہے اگر حاصل ہو جائے ، لیکن ملکی معاملات تمھارے بغیر درست نہیں رہیں گے ، جاؤ اور سرداروں سے اس کا جواب [۱۵۷] لاؤ ۔ نظام الملک نے امیروں کے پاس آ کر تمام ماجرا بیان کیا ۔ کسی شخص نے کوئی جواب نہیں دیا ۔ عماد الملک نے جب یہ دیکھا کہ کوئی شخص جواب نہیں دیتا اور سلطان بھوکا ہے ، تو اس نے ملک نظام الملک سے کہا کہ چونکہ تم تمام امیروں میں بزرگ ہو ، لہذا مناسب یہ ہے کہ سب کی طرف سے جا کر یہ عرض کر دو کہ جہاں پناہ پہلے قلعہ جاپانیر کو خزانہ اور اہل حرم کی حفاظت کے لیے فتح کر لیں ۔ اس کے بعد اس سعادت (حج) کے حاصل کرنے کا قصد کریں ۔ سلطان نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ اگر ممکن ہوا اور اس وقت کھانا منگا کر کھایا ، لیکن قیصر خاں کو خلوت میں بلا کر

Marfat.com

کہا کہ عماد الملک حقیقت بیان نہیں کرتا ہے ۔ میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ جب تک وہ حقیقت بیان نہیں کرے گا میں اس سے بات نہیں کروں گا ۔

چند دن اس طرح گزر گئے ۔ ایک روز عمادالملک نے خلوت میں کہا کہ مجھے میرا قصور معلوم نہیں ہے ۔ سلطان نے فرمایا کہ جب تک تو حقیقت نہیں بتائے گا ، میں تجھ سے بات نہیں کروں گا ۔ اس نے کہا کہ مجھے قرآن کی قسم دی گئی ہے ۔ سلطان نے فرمایا کہ اگر ہماری خیرخواہی میں جان بھی چلی جائے ، تو بھی (وہ بات) کہنی چاہیے ۔ عماد الملک مجبور ہو گیا اور حقیقت حال بیان کر دی ۔ سلطان محمود نے تحمل کیا ۔

اس نے خداوند خاں کو جو آزار پہنچایا ، وہ یہ تھا کہ اپنے کبوتروں میں سے ایک کا نام خداوند خاں رکھ دیا تھا ، وہ کچھ مدت کے بعد نہروالہ کی طرف متوجہ ہوا ۔ وہاں سے ملک عمادالملک کو جالور و سانچور کو فتح کرنے کے لیے نامزد کیا ۔ قیصر خاں کو ہمراہ کر دیا ۔ عمادالملک رخصت ہوا اور شیخ حاجی قدس سرہ کے مزار کے قریب پہنچ کر مقیم ہو گیا ۔ (اسی) رات کو مجاہد خاں ولد خداوند خاں اپنے خالہ زاد بھائی صاحب خاں کے ساتھ اپنے گھر سے آیا اور قیصر خاں کی قیام گاہ میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیا ۔ علی الصبح عمادالملک نے خدمت میں [۱۵۸] حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا ۔ ایک شخص نے یہ عرض کیا کہ اژدر خاں ابن الغ خاں اس برے کام (قتل) کا مرتکب ہوا ۔ سلطان نے اس کی بات سنتے ہی فیروز خاں کو بھیجا کہ وہ اژدر خاں کو گرفتار کر کے لائے ۔ جب رات ہوئی ، تو مجاہد خاں اور صاحب خاں اپنے اہل و عیال کو لے کر بھاگ گئے ۔ جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ اژدر خاں بے گناہ تھا ، مجاہد خاں اور صاحب خاں نے قتل کیا ہے ۔ (سلطان نے) حکم دیا تھا کہ خداوند خاں کو زنجیروں میں جکڑ کر محافظ خاں کے سپرد کر دیا جائے اور اژدر خاں کو آزاد کر دیا جائے ۔

چند روز کے بعد سلطان احمد آباد کو واپس ہوا ، اسی دوران میں عمادالملک کا انتقال ہو گیا ۔ سلطان نے اس کے حالات پر عنایت فرما کر اس کے بڑے لڑکے کو جس کا نام ملک بدہ تھا ، اختیارالملک کا خطاب دیا

Marfat.com

اور وزارت کا عہدہ محافظ خاں کے سپرد کیا[1] ۔

۸۸۰ھ/۷۶-۱۴۷۵ء[2] میں گجرات کے لوگ قحط اور خشک سالی کی مصیبت میں گرفتار ہو گئے ۔ اتفاق سے ملک سدھا[3] جاپانیر کے بعض مواضعات کو لوٹنے کے لیے گیا تھا ۔ جاپانیر کا راجا رائے نبانی بن رائے اودے سنگھ فوج جمع کر کے اس کے سر پر پہنچ گیا اور لڑائی میں ملک سدھا مارا گیا ، رائے نبانی دو ہاتھیوں ، گھوڑوں ملک سدھا کے سامان اور آدمیوں کو لوٹ کر لے گیا ۔ جب یہ خبر سلطان کو ملی ، تو وہ سنہ مذکور (۸۸۰ھ/۱۴۷۶ء) کے ماہ ذی قعدہ کی پہلی تاریخ کو جاپانیر کی طرف متوجہ ہوا ۔ جب متواتر کوچ کر کے قصبہ بڑودہ پہنچا ، تو رائے نبانی اپنی اس ناشائستہ حرکت اور برے کام پر شرمندہ ہوا اور اپنے ایلچیوں کو سلطان کی خدمت میں بھیج کر خطاؤں کی معافی چاہی اور عرض کیا کہ دونوں ہاتھی چونکہ زخمی ہو گئے تھے ، لہذا وہ مر گئے ، لیکن بندہ دوسرے دو ہاتھی مال و زر کے ساتھ سلطان کی خدمت میں بھیجتا ہے ۔ سلطان [۱۵۹] نے فرمایا کہ اس کا جواب کل فولادی تلوار سے (بصورت) عمل دیا جائے گا اور ایلچیوں کو واپس کر دیا ۔ اپنے پاس سے تاج خاں ، عضدالملک ، بہرام خاں اور اختیار خاں کو بھیج دیا ۔ وہ ستره[4] صفر کو پہاڑ کے نیچے پہنچ گئے ۔ روزانہ راجپوت جنگ کے لیے باہر آتے تھے اور صبح سے شام تک جنگ ہوتی تھی ۔

سلطان خود بھی قصبہ بڑودہ سے کوچ کر کے کوہ جاپانیر ہوتا ہوا موضع کرناری[5] پہنچا ۔ راستہ کی حفاظت اور رسد کی فراہمی کے لیے بدی النگ دار[6] کو مقرر کیا ۔ اتفاق سے ایک روز سید مذکور رسد لا

۱۔ فرشتہ ۲/۲۰۱ ۔
۲۔ فرشتہ (۲/۲۰۱) میں ۸۸۷ھ ہے ۔
۳۔ خطی نسخہ میں ملک بدی اور نولکشور ایڈیشن میں ''ملک عون'' ہے ۔
۴۔ نولکشور ایڈیشن ''ہفتم صفر'' ۔
۵۔ نولکشور ایڈیشن ''کرنال'' ۔
۶۔ نولکشور ایڈیشن'' ''سید لنگ دراز'' ۔

Marfat.com

رہا تھا کہ راجپوتوں نے گھات سے نکل کر حملہ کر دیا ، بہت آدمی مارے گئے اور وہ رسد لے گئے ۔ سلطان اس خبر کو سن کر رنجیدہ ہوا ۔ سال مذکور کے ماہ صفر کی آخری تاریخ تک وہ چاپانیر میں پہنچا اور (چاپانیر) کا محاصرہ کرنے میں بڑی کوشش کی ۔ محافظ خاں روزانہ صبح کو سوار ہو کر پہنچتا ، دوپہر تک مورچوں کا معائنہ کرتا اور پھر سلطان کے حضور میں پہنچ کر سرگزشت پیش کرتا ۔ جب محاصرہ نہایت مکمل اور مستحکم ہو گیا ، تو حکم ہوا کہ چاروں طرف ساباط بنوائے جائیں ۔ کہتے ہیں کہ وہ لکڑی جو پہاڑ کے اوپر لے جاتے تھے ، اس کی اجرت ایک لاکھ سونے کا تنکہ ہوتی تھی ۔ رائے نبائی نے ان حالات کو دیکھ کر نہایت عجز و انکسار کے ساتھ پھر اپنے ایلچی بھیج کر عرض کیا کہ نو من سونا اور اتنا ہی غلہ کہ جو لشکر کے دو سال کے خرچ کے لیے کافی ہو ، نذر کروں گا ۔ سلطان نے فرمایا کہ جب تک قلعہ فتح نہیں ہو جائے گا ، میں اس سرزمین سے نہیں ہٹوں گا ۔

جب ایلچی مایوس ہو گئے ، تو واپس آ گئے ۔ رائے نبائی نے ۸۸۸ھ میں اپنے کارگزار وکیل کو جس کا نام سورا[1] تھا ، سلطان غیاث الدین [۱۶۰] خلجی کے پاس مدد طلب کرنے کے لیے بھیجا اور ہر کوچ کے خرچ کے لیے ایک لاکھ تنکہ[2] دینے کا وعدہ کیا ۔ سلطان غیاث الدین لشکر جمع کر کے قصبہ بفلچہ پہنچا ۔ جب یہ خبر سلطان کو ملی ، تو اس نے جا بجا امراء کو مقرر کیا اور خود مقابلہ کے لیے قصبہ دہور[3] گیا ۔ وہاں پھر خبر پہنچی کہ سلطان غیاث الدین نے ایک دن علماء کو جمع کر کے دریافت کیا کہ مسلمانوں کے بادشاہ نے کافروں کے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا ہے ۔ کیا شرعاً یہ جائز ہے کہ میں اس کافر کی مدد اور حمایت کے لیے جاؤں ۔ علماء نے کہا کہ یہ جائز نہیں ہے ۔ وہ اسی وقت واپس ہو کر مندو کو چلا گیا ۔ سلطان اس خبر کو سن کر مسرور ہوا ۔ پھر چاپانیر آ کر جامع مسجد کی بنیاد رکھی ۔

۱- فرشتہ (۲/۲۰۱) سور ۔
۲- فرشتہ (۲/۲۰۱) تنکہ سفید ۔
۳- نولکشور ایڈیشن ''دہود'' ۔

Marfat.com

اس مرتبہ امیروں اور سرداروں کو یقین ہو گیا کہ جب تک قلعہ فتح نہیں ہو جائے گا، سلطان نہیں جائے گا، لہذا انھوں نے قلعہ فتح کرنے میں بڑی کوشش کی۔ جب ساباط کی عمارت مکمل ہو گئی تو ایک روز خاصہ کے مورچہ کے سپاہیوں نے خاصہ کے ساباط سے یہ معلوم کر لیا کہ راجپوت صبح کے وقت اکثر مسواک اور طہارت کے لیے چلے جاتے ہیں اور مورچوں پر تھوڑے سے (سپاہی) رہ جاتے ہیں۔ جب یہ بات سلطان کے حضور میں عرض کی گئی، تو اس نے حکم دیا کہ کل ۸۸۹ھ/۱۴۸۴ء کو صبح کے وقت قوام الملک خاصہ کے لشکر کو لے کر اپنے ساباط سے قلعہ کے اندر پہنچے۔ امید ہے کہ (قلعہ) فتح ہو جائے۔ دوسرے دن صبح کے وقت کہ ذی قعدہ کی پہلی تاریخ تھی (۸۸۹ھ/۱۴۸۴ء) ملک قوام الملک خاصہ کے لشکریوں کے ساتھ اپنے ساباط سے نکل کر قلعہ میں داخل ہو گیا، بہت سوں کو قتل کیا اور زبردست جنگ ہوئی۔ راجپوتوں کو قلعہ کے دروازہ تک لے آیا۔ رائے لبانی اور دوسرے راجپوتوں نے [۱۹۱] جوہر (کی رسم) کی تیاری کی۔ قوام الملک اور دوسرے سرداروں نے شہادت کے شوق میں اس جنگ میں بڑی کوشش کی۔

اتفاق کی بات کہ اس واقعہ سے چند روز پہلے مغرب کی طرف سے قلعہ کی دیوار پر توپ چلائی گئی تھی اور بڑے قلعہ کی دیوار میں شگاف پڑ گئے تھے۔ ملک ایاز سلطانی موقع پا کر کچھ لشکریوں کے ہمراہ اس شگاف تک کہ حقیقت میں، اہلِ قلعہ کے لیے رخنۂ اجل تھا، پہنچ گیا اور بڑے قلعہ میں داخل ہو گیا اور قلعہ کی دیوار کے راستہ سے بڑے دروازہ کی چھت پر پہنچ گیا۔ اس وقت سلطان محمود ساباط سے نکلا اور اس نے نہایت عاجزی سے خدا کے حضور میں مناجات اور فتح و ظفر کے لیے التجا کی۔ وہ لوگوں کو اس (ایاز) کی مدد کے لیے مقرر کر رکھا تھا۔ راجپوت حیران و پریشان ہو کر آگ کے گولے دروازے کی چھت پر پھینک رہے تھے۔ تائید غیبی سے باد فتح چلی اور اس نے وہی گولہ اٹھا کر رائے لبانی کے محل میں ڈال دیا۔ جب راجپوتوں نے یہ حالات دیکھے، تو جہاں انھوں نے رسم (جوہر) ادا کرنے کا انتظام کیا تھا، وہاں آگ لگا دی اور اپنے تمام اہل و عیال کو جلا دیا۔ اس روز اور اس رات کو اور دوسرے روز تمام دن لشکر جنگ کرتا رہا۔ ماہ ذی قعدہ ۸۸۹ھ/۱۴۸۴ء

Marfat.com

کی دوسری تاریخ کو صبح کے وقت قلعہ کے دروازہ کو زبردستی توڑ کر [۱۶۲] اندر داخل ہوگئے ۔ ایک بڑی تعداد قتل ہوئی ۔ سلطان محمود بھی دروازہ تک پہنچ گیا ۔ راجپوت ہتھیار پھینک کر حوض کے چاروں طرف جمع ہو گئے ، سب پانی میں گھس پڑے ، بدن کو دھویا ، پانی سے نکل کر ہاتھ میں تلواریں لیں اور مقابلہ پر آ گئے ۔ جب لشکریوں کی ایک جماعت حوض کے قریب پہنچی ، تو سات سو راجپوتوں نے ایک بارگی حملہ کر دیا ۔ دونوں طرف کے بہت سے آدمی مارے گئے ۔ اس معرکہ میں رائے نبائی ، ڈونگرسی اور ایک جماعت کو گرفتار کر لائے ۔

سلطان نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور رائے لبائی اور ڈونگرسی کو محافظ خاں کے سپرد کر دیا تاکہ وہ ان کے زخموں کا علاج کرائے ۔ اسی روز (سلطان نے) جاپانیر کا نام محمد آباد رکھا اور شہر میں داخل ہوا ۔ راجپوتوں کی ایک جماعت بھاگ کر تیسرے قلعہ میں پہنچی ، اس جماعت کو بھی تیسرے دن ذلت و خواری کے ساتھ گرفتار کر لائے ۔ جب محافظ خاں یہ خبر لایا کہ رائے لبائی کے زخم مندمل ہو گئے ، تو سلطان نے اس کو اسلام کی دعوت دی ، اس نے قبول نہیں کی ۔ جب وہ پانچ مہینے قید میں رہا اور اسلام قبول نہیں کیا ، تو علماء کے فرمانے کے مطابق رائے نبائی اور ڈونگرسی کو سولی دے دی گئی[1] ۔ یہ واقعہ ۸۹۰ھ/۱۴۸۵ء میں ہوا ۔ اسی سال حصار خاص ، حصار جہاں پناہ ، عمارات شاہی اور باغات کے لیے حکم صادر فرمایا اور ان کا انتظام محافظ خاں کے سپرد ہوا ۔ ۸۹۲ھ میں ولایت سورت ، قلعہ جوناگڑھ اور کوہ کرنال شہزادہ خلیل خاں کو عنایت ہوئے ۔

۸۹۲ھ/۱۴۸۷ء میں کچھ سوداگر شہر دہلی سے محمد آباد آ رہے تھے ۔ انھوں نے فریاد کی کہ ہم چار سو تین گھوڑے لا رہے تھے کہ کوہ آبو کے راجا نے ہم سے زبردستی چھین لیے اور ہمارے قافلہ کو لوٹ لیا ۔ اس خبر کے سنتے ہی [۱۶۳] حکم دیا کہ گھوڑوں کی قیمت شاہی خزانہ سے سوداگروں کو دے دی جائے اور سب کو خلعت عنایت کیے ۔ لشکر کی تیاری ہوئی ۔ چند روز کے بعد وہ اس علاقہ کو برباد کرنے کی طرف

۱۔ فرشتہ ۲/۲۰۳ ۔

Marfat.com

متوجہ ہوا ۔ اپنے روانہ ہونے سے پہلے ایک فرمان آبو کے راجا کے نام سوداگروں کی معرفت روانہ کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ وہ (سوداگر) گھوڑے اور مال و اسباب سرکار خاصہ کے لیے لا رہے تھے ، اس کو زبردستی چھین لیا گیا ہے ۔ مناسب یہ ہے کہ جو کچھ لیا ہے سب بجنسہ واپس کر دو ، ورنہ سلطانی قہر و غضب کے لیے تیار ہو جاؤ ۔

سوداگروں نے جب یہ فرمان پہنچایا ، تو آبو کے راجا نے نہایت خوف زدہ ہو کر تین سو ستر گھوڑے جو موجود تھے ، سوداگروں کے حوالے کر دیے اور جو تینتیس گھوڑے مر گئے تھے ، ان کی قیمت ادا کر دی اور بہت سے نذرانے سوداگروں کی معرفت روانہ کیے ۔ جب سوداگر سلطان کی خدمت میں پہنچے ، تو انھوں نے اصل حال بیان کیا اور آبو کے راجا کا نذرانہ پیش کیا ۔ سلطان واپس ہو کر محمد آباد (چاپانیر) چلا گیا[۱] ۔

۸۹۶ھ/۹۱-۱۴۹۰ء[۲] میں یہ خبر پہنچی کہ محمود گیلانی کا گماشتہ بہادر گیلانی اپنے ولی نعمت سلطان محمد لشکری والیٔ دکن کی اطاعت سے منحرف ہو گیا ہے اور اس نے بندر وائل پر قبضہ کر لیا ہے اور دریا کے راستہ سے آنے جانے والے جہازوں کو نقصان پہنچاتا ہے ۔ گجرات کے آنے جانے کا راستہ بند ہو گیا ہے اور اس نے خاصہ کے جہازوں پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے ۔

اس خبر کے سنتے ہی لشکر کی تیاری شروع ہو گئی ۔ خشکی کے راستہ سے ملک قوام الملک کو نامزد کیا اور دریا کے راستہ کے لیے بہت سے جہاز مقرر کیے ۔ جب یہ خبر سلطان محمود بہمنی کو ملی ، تو اس نے سرداروں کو بلا کر کہا کہ چند مرتبہ ان کے بزرگوں نے ہماری مدد کی ہے اور سلطان محمود کی شان و شوکت [۱۶۴] ہم سب کو معلوم ہے ۔ اس طبقہ کے حقوق کا لحاظ رکھنا ہم پر لازم و واجب ہے ۔ اس بنا پر یہ لائق و مناسب ہے کہ ہم اس کے دفع کرنے کی جانب متوجہ ہوں ۔ سرداروں اور وزیروں نے اس کی رائے کی تعریف اور اس کے

۱- فرشتہ ۲/۲۰۲ - ۲۰۳ ۔

۲- فرشتہ (۲/۲۰۳) میں ۹۰۰ھ تحریر ہے ۔

Marfat.com

قول کی تصدیق کی اور لشکر کی تیاری میں مشغول ہو گئے اور ایک اخلاص نامہ سلطان محمود کی خدمت میں ارسال کیا جس میں بہادر کو سزا دینے کا ارادہ ظاہر کیا گیا ۔ جو ساعت منجموں نے تجویز کی تھی ، اس وقت سلطان محمود شہر بندر سے بہادر کے دفع کرنے کے لیے نکلا ۔ جنگ کرنے کے بعد اس کو قتل کر دیا ۔ اس واقعہ کی تفصیل طبقہ دکن میں تحریر ہو چکی ہے ۔

۸۹۹ھ/۹۴-۱۴۹۳ء میں سلطان محمود نے قصبہ مہراسہ کی طرف کوچ کیا ۔ راستہ میں خبرداروں نے اطلاع دی کہ الف خان بن الغ خان[1] نے ملازمین کی تنخواہوں کی رقم خود خرچ کر لی اور اس خوف سے کہ مبادا سپاہی داد خواہ ہوں اور اس کی بے عزتی ہو ، وہ فرار ہو گیا ۔ سلطان نے شرف جہاں کو اسے تسلی دینے کے لیے بھیجا ۔ شرف جہاں نے ہرچند اس کو بہت نصیحتیں کیں ، اس پر مطلق اثر نہ ہوا ۔

اس نے چند ہاتھی جو اس کے ہمراہ تھے ، شرف جہاں کی معرفت روانہ کر دیے اور خود ولایت مندو میں چلا گیا ۔ چونکہ اس کے والد نے سلطان محمود خلجی کے ساتھ بے وفائی کی تھی ، لہذا سلطان غیاث الدین نے اس کو اپنی سلطنت میں نہیں ٹھہرنے دیا اور اس پر مطلق مہربانی نہیں کی ۔ الف خان نامراد ہو کر سلطان پور کی طرف متوجہ ہوا ۔ سلطان محمود نے قاضی میر اسحاق کو ملک شیخا کی مدد کے لیے روانہ کیا ۔ جب قاضی میر اسحاق سلطان پور کے نواح میں پہنچا ، [۱۹۵] تو الف خان نے جنگ کی اور قاضی مذکور کا لڑکا ملک المشائخ مع چند آدمیوں کے اس جنگ میں مارا گیا ۔ آخرکار الف خان بہت پریشان ہوا اور ایک نہایت عاجزانہ خط سلطان کی خدمت میں روانہ کیا اور اپنی خطاؤں کی معافی چاہی ۔ چونکہ وہ سلطان کا خالہ زاد تھا ، لہذا اس کی خطائیں معاف کر دیں ۔ ۹۰۱ھ/۹۶-۱۴۹۵ء میں خدمت میں حاضر ہو کر نوازش شاہانہ سے سرفراز ہوا ، لیکن اس کا ستارہ گردش میں تھا ۔ تین مہینے کے بعد اس نے اپنے نائب عرض کو قتل کر دیا ، لہذا قید ہوا اور اسی قید میں مر گیا ۔

۱- الف خان بن الن خان ۔ فرشتہ ۲/۲۰۳ ۔

Marfat.com

چونکہ اسیر کے حاکم عادل خاں فاروق نے ایک مدت سے مقررہ پیشکش نہیں بھیجی تھی اور وہ مغرور و متکبر ہو گیا تھا ، لہذا سلطان نے لشکر کا اہتمام کیا اور ۹۰۶ھ/۱۵۰۰ء میں اس کی تادیب و گوشمالی کا ارادہ کیا ۔ جب وہ دریائے تپتی کے کنارے پہنچا ، تو عادل خاں نے بہت لذرانہ بھیجا اور معذرت چاہی ۔ سلطان نے مہربانی کرتے ہوئے اس کا عذر قبول کر لیا اور وہ محمد آباد (جاپانیر) کو واپس ہو گیا[1] ۔

اسی سال ۹۰۶ھ/۱۵۰۰ء میں خبر پہنچی کہ سلطان ناصر الدین عبد القادر نے نمک حرامی کی اور سلطان غیاث الدین کے قبضہ سے سلطنت نکال کر خود بادشاہ بن گیا ۔ سلطان محمود نے ارادہ کیا کہ اس کی تادیب کے لیے مالوہ کی طرف روانہ ہو ۔ اسی دوران میں ناصر الدین کی پیشکش مع نیاز نامہ کے پہنچی جس میں عاجزی و انکسار کا اظہار کیا گیا تھا ۔ اس خط میں تحریر تھا کہ میں نے جو کچھ کیا ، اپنے مخدوم و ولی نعمت اور باپ [۱۶۶] کی رضا مندی سے کیا ہے ۔ شجاع خاں اور رانی خورشید ، سلطان غیاث الدین پر غالب آ گئے تھے جس کو خفیہ رکھنے کی کوشش کی گئی ۔ سلطان نے اس کی عاجزی و انکسار پر رحم کیا اور اس طرف جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ۔ چونکہ اسی سال فرنگیوں (یورپ والوں) نے مسلمانوں کی بندرگاہوں پر ہنگامے بپا رکھے تھے ، لہذا سلطان مہائم کے بندرگاہ کی طرف روانہ ہوا ۔ جب وہ علاقہ دون میں پہنچا ، تو خبر ملی کہ (اس کے) خاص غلام ایاز نے بندرگاہ دیب سے خاصہ کے چند جہاز اور دس رومی جہاز تیار کر لیے اور بندر جیول[2] کے فرنگیوں سے جنگ کی ۔ بہت سے فرنگی قتل ہوئے ۔ اس جنگ میں چار سو آدمی مارے گئے ۔ فرنگی فرار ہو گئے اور ان کا ایک بڑا جہاز کہ جس میں ایک کروڑ کی مالیت تھی ، اس وجہ سے کہ توپ سے اس کا لنگر ٹوٹ گیا تھا ، سمندر میں غرق ہو گیا ۔ سلطان نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور محمد آباد جاپانیر واپس آ گیا[3] ۔

۱- فرشتہ ۲/۲۰۳ ۔
۲- چیول ، فرشتہ ۲/۲۰۴ ۔
۳- فرشتہ ۲/۲۰۴ ۔

Marfat.com

۱۵۰۸-۹/۵۹۱۴ء[1] میں عادل خان بن حسن خان نے اپنی والدہ کے توسل سے کہ جو سلطان کی لڑکی تھی ، عرض کیا کہ اسیر و برہان پور کے حاکم عادل خان بن مبارک خان کا سات سال اور چند ماہ ہونے ، انتقال ہو گیا ۔ اس کے کوئی لڑکا نہیں ہے ۔ امید یہ ہے کہ اس کے بزرگوں کی جگہ مجھے عنایت کر دی جائے ۔ سلطان نے اپنی لڑکی کی التماس و استدعا قبول کر لی ۔ سال مذکور (۱۵۰۸/۵۹۱۴ء) کے ماہ رجب میں لشکر فراہم کیا اور ماہ شعبان میں اسیر و برہان پور کی طرف متوجہ ہوا ۔ رمضان کے مہینے میں دریائے نربدا کے کنارے موضع سیلی سے گزر کر ماہ شوال میں لدر بار کی طرف روانگی ہوئی ۔ جب قصبہ لدر بار میں پہنچا ، تو معلوم ہوا کہ ملک حسام الدین مغول نے کہ جس کے [۱۶۷] قبضہ میں اسیر و برہان پور کی نصف ولایت تھی ، خان زادہ عالم خان کو کہ جو اسیر و برہان پور کے حاکم کی اولاد میں تھا ، کاویل کے حاکم نظام الملک بحری کے مشورہ سے اسیر و برہان پور کے تخت پر بٹھا دیا ، ملک لاڈن خلجی نے کہ جس کے قبضہ میں آسیر کی نصف ولایت تھی ، ملک حسام الدین مغول کی مخالفت کی اور کوہ اسیر پر قلعہ بند ہو گیا ۔ اس واقعہ کو سننے کے بعد سلطان محمود ، تھالیسر کی طرف متوجہ ہوا ۔ تھالیسر کا تھالیدار ملک عالم شہ ، سلطان پور کے تھالیدار عزیز الملک سلطانی کے ذریعہ سے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور تھالہ کو خالی کر کے (حضور میں) پیش کر دیا ۔

نظام الملک بحری نے اس خبر کو سنتے ہی چار ہزار سوار عالم خان اور ملک حسام الملک کے ہمراہ چھوڑے اور کاویل چلا گیا ۔ جب تھالیسر میں سلطان محمود پر کچھ ضعف طاری ہوا ، تو وہ چند روز کے لیے وہاں ٹھہر گیا ۔ آصف خان اور عزیز الملک کو آراستہ لشکر کے ساتھ ملک حسام الدین اور عالم خان کو سزا دینے کے لیے بھیجا ۔ جب آصف اور عزیز الملک برہان پور کی طرف متوجہ ہوئے ، تو نظام الملک بحری کی فوج ملک حسام الدین کی اجازت کے بغیر اپنے ملک کی طرف روانہ ہو گئی ۔ ملک لاڈن خلجی نے آصف خان کا استقبال کر کے اس سے ملاقات کی

۱- ۹۱۲ھ ؛ فرشتہ ۲/۲۰۴ ۔

آصف خان اس کو اپنے ہمراہ سلطان کی خدمت میں لایا ۔ ملک حسام الملک نادم اور شرمندہ ہوکر سلطان کے لشکر سے آ ملا ۔ دونوں پر شاہانہ نوازشیں ہوئیں ۔ عید الاضحیٰ کے بعد [۱٦٨] نیک ساعت میں عادل خاں کو اعظم ہمایوں کا خطاب دیا اور چار ہاتھی اور تین لاکھ تنکہ (سکہ) سے اس کی مدد کی ۔ اسیر و برہان پور کی حکومت اس کے سپرد کر دی ۔ ملک لاڈن خلجی کو خان جہاں کا خطاب دے کر ، اعظم ہمایوں عادل خاں کے ساتھ جانے کی اجازت دی ۔ جب ملک لاڈن موضع نباس میں پہنچا ، تو وہ گاؤں اُسے انعام میں دے دیا اور ملک محمد باکہا ولد عماد الملک آسیری کو غازی خاں ، تھالیسر کے تھانیدار ملک عالم شہ کو قطب خاں ، ملک حافظ کو محافظ خاں اور اس کے بھائی ملک یوسف کو سیف خاں کے خطاب دیے اور انھیں اعظم ہمایوں کی خدمت میں بھیج دیا ۔ ملک نصرت الملک گجراتی اور مجاہد الملک گجراتی کو خرچ دے کر اعظم ہمایوں کی خدمت میں چھوڑا ۔ (سلطان) سترہ ذی الحجہ کو اس منزل سے کوچ کرکے سلطان پور و نذربار کی طرف متوجہ ہوا ۔ پہلی منزل پر ملک حسام الدین مغول کو شہریار کا خطاب دیا ۔ موضع دھورہ ، جو سلطان پور کے مضافات میں ہے ، مع دو ہاتھیوں کے اُسے عنایت کیا اور حاکم بنا دیا ۔ خود متواتر سفر کرتا ہوا دسویں محرم الحرام ۹۱٦ھ/ ۱۵۱۰ء کو محمد آباد چانپانیر پہنچا ۔

جب عادل خاں برہان پور پہنچا ، تو ملک حسام الدین شہریار ، ملک محمد باکہا اور غازی خاں اُس تعلق کی وجہ سے کہ جو وہ ملک لاڈن [۱٦۹] خلجی سے رکھتے تھے ، برہان پور سے تھالیسر میں آنے اور وہیں رہنے لگے ۔ چند روز کے بعد اعظم ہمایوں کے پاس خبر لے گئے کہ ملک حسام الدین شہریار ، نظام الملک بحری سے مل کر فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے ۔ جب اعظم ہمایوں اس مکاری سے آگاہ ہوا ، تو اس نے کسی کو حسام الدین کے بلانے کے لیے بھیجا ۔ ملک حسام الدین اس راز سے واقف ہو گیا اور چار ہزار سوار لے کر برہان پور کو روانہ ہوا ۔ جب وہ برہان پور کے نواح میں پہنچا ، تو اعظم ہمایوں نے تین ہزار گجراتی سواروں کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کو اپنی منزل پر لایا ۔ خلعت دیا اور ڈیرہ پر جانے کی اجازت دے دی ۔ دوسرے روز اپنے رازداروں سے یہ

Marfat.com

مشورہ کیا کہ جب ملک حسام الدین دیوان خانہ میں آئے ، تو اس کا ہاتھ پکڑ کر خلوت خانہ میں لے آنا اور رخصت (دربار میں جانے) کے وقت دریا شاہ گجراتی جو اعظم ہمایوں کا شمشیر بردار ہے ، ملک حسام الدین کے کاری ضرب لگائے ۔ اس کے مارے جانے کے بعد اس کے آدمی جا بجا قتل ہو جائیں گے ۔ اس قرارداد کے تھوڑی دیر بعد حسام الدین کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا ۔ ملک حسام الدین نہایت غرور و تکبر کے ساتھ مع اپنے آدمیوں کے آیا ۔ ملاقات کے بعد بطریق مشورہ ملک حسام الدین کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خلوت خانہ میں داخل ہوا ۔ کچھ باتیں ہوئیں اور پان دے کر اس کو رخصت کیا ۔ اس اثناء میں ملک حسام الدین سیدھا کھڑا ہوا ۔ دریا خاں نے اس کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو گیا ۔

جب اعظم ہمایوں کے وزیر ملک برہان عطاء اللہ کو اس بات (حسام الدین کے قتل) کی اطلاع ہوئی ، تو ان گجراتیوں سے کہ جو اس کے ہمراہ تھے ، فرمایا کہ حرام خوروں [۱۰۷] کو مارو ۔ جب انھوں نے تلواریں کھینچ لیں ، تو ملک بدہا گکھا اور دوسرے سردار کہ جو ملک حسام الدین کے ہمراہ تھے ، بھاگ کھڑے ہوئے ۔ چار سو حبشیوں نے کہ جو دربار میں حاضر تھے ، سب کو تلواروں کے نیچے لے لیا ۔ (تلواریں کھینچ لیں) ملک بدہا گکھا اور دوسرے سردار خاک و خون میں لوٹنے لگے ۔ نصف ملک جو اس کے قبضہ میں تھا ، بغیر نزاع کے اعظم ہمایوں کو مل گیا ۔ جب اس ماجرا کی تفصیل سال مذکور کے ماہ ربیع الاول میں سلطان محمود کے سامنے پہنچی ، تو اس نے کہا کہ جو کوئی حق نمک ادا نہیں کرتا ، آخرکار غارت ہو جاتا ہے ۔

۹۱۶ھ/۱۱ - ۱۵۱۰ء میں اعظم ہمایوں کا عریضہ اس مضمون کا آیا کہ میں ایک مرتبہ قلعہ آسیر پر گیا تھا ۔ شیر خاں اور سیف خاں کو جن کے قبضہ میں قلعہ ہے ، شیطنت و نفاق سے خالی نہ پایا ۔ حالانکہ ملک حسام الدین مارا جا چکا ہے ۔ یہ دونوں بدبخت آپس میں متفق ہو کر خلاف ہو گئے ہیں اور انھوں نے ملک نظام الملک بحری کو خط لکھ کر عالم خاں خانزادہ کو بلایا ہے ۔ میں نے ملک لاڈن خاں جہاں ، مجاہد الملک اور دوسرے امراء کے ساتھ جا کر قلعہ کا محاصرہ کیا ۔ نظام الملک بحری مع اپنے لشکر کے عالم خاں کو ساتھ لے کر اپنی سرحد پر آ گیا ۔ اگر وہاں

Marfat.com

میری ولایت میں داخل ہوتا ہے ، تو قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر میں اس سے جنگ کروں گا ۔ سلطان نے پانچ لاکھ تنکہ (سکہ) نقد اعظم ہمایوں کے اخراجات کے لیے منظور فرما کر دلاور خاں ، قدر خاں ، صفدر خاں اور دوسرے امیروں کو اعظم ہمایوں کی مدد کے لیے روانہ کیا اور جواب میں تحریر کیا کہ اے فرزند ! تم مطمئن رہو ، جس وقت ضرورت ہوگی میں خود آ جاؤں گا ۔ نظام الملک بحری جو سلاطین دکن کا غلام ہے ، اس میں یہ طاقت کہاں ہے کہ تمھاری ولایت [۱۷۱] کو نقصان پہنچا سکے ۔

ابھی امرائے مذکور نے بیرون شہر سے کوچ نہیں کیا تھا کہ شہزادہ مظفر خاں کہ جس کا ذکر عنقریب کیا جائے گا ، قصبہ بروده سے آیا اور باپ کی خدمت میں حاضر ہوکر قدم بوسی سے مشرف ہوا اور سات لاکھ تنکہ (سکہ) بطور مزید مدد اعظم ہمایوں کے اخراجات کے لیے درخواست کی ، یہ رقم بھی بھیج دی گئی ۔

چند روز کے بعد نظام الملک بحری کا ایلچی سلطان کی خدمت میں آیا اور اس مضمون کا عریضہ پیش کیا کہ عالم خاں خان زادہ نے مجھ سے یہ التجا کی ہے کہ آنحضرت ولایت اسیر و برہان پور کا کچھ حصہ اس کو عنایت کر دیں ۔ سلطان نے نظام الملک کے پیغامبر کو بلا کر فرمایا کہ چونکہ اس (عالم خاں) نے اپنی چادر سے باہر پیر نکالے ہیں ، لہذا عنقریب اس کو سزا دی جائے گی ۔ مختصر یہ کہ جب امرائے مذکور قصبہ ندربار میں پہنچے ، تو شیر خاں و سیف خاں اپنے بُرے انجام کی اطلاع پا کر ملک مجاہد الملک کے ذریعہ سے امان کے طالب ہوئے ۔ اعظم ہمایوں سے اس بات کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ان سے عہد و اقرار کر لیا ۔ شیر خاں و سیف خاں اس کے قول پر بھروسہ کرکے قلعہ سے نکل آئے اور ولایت کاویل کو چلے گئے ۔ دلاور خاں اور دوسرے سرداروں کے پہنچنے کے بعد عادل خاں ولایت کالنہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوا ۔ کالنہ کے کچھ دیہات و قریات برباد ہوئے تھے کہ کالنہ کے راجا نے نذرانہ پیش کرکے خطا کی معافی چاہی ۔ عالم خاں اس مقام سے روانہ ہو گیا ۔ عادل خاں نے یہاں سے گجرات کے امراء کو گجرات روانہ کر دیا اور خود برہان پور چلا آیا ۔

Marfat.com

اسی سال دہلی کے بادشاہ سلطان سکندر لودی نے خصوصیت و خلوص کی بنا پر سلطان کی خدمت میں کچھ تحائف اور سوغات بھیجے۔ اس سے قبل کبھی [۱۷۲] دہلی کے کسی بادشاہ نے گجرات کے بادشاہ کو تحفہ نہیں بھیجا تھا۔ ماہ ذی الحجہ ۹۱۶ھ میں[1] سلطان محمود نہر والہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس مقام کے علماء، صلحاء اور فقراء کو انعام و اکرام سے سرفراز کیا اور کہا کہ میرے آنے کا صرف یہ منشا تھا کہ بزرگوں سے رخصت ہو لوں، شاید موت پھر اس کا موقع نہ دے۔ عالموں اور بزرگوں میں سے ہر ایک نے بانداز خاص اس کی بقا کے لیے دعا مانگی۔

وہ اس مجلس سے سوار ہوکر پٹن کے مشائخ کے مزارات کی زیارت کے لیے گیا۔ چہار شنبہ (بدھ) کے روز احمد آباد روانہ ہوا اور شیخ احمد کھٹو کے مزار مقدس کا طواف کرکے وہ محمد آباد چلا گیا۔ چونکہ وہ خود ضعف اور بیماری کا احساس کرنے لگا تھا، لہذا شہزادہ مظفر خاں کو قصبہ بروده سے بلا کر دل پذیر نصیحتیں کیں۔ چار روز کے بعد جب اپنے میں کچھ صحت کی علامتیں دیکھیں، تو شہزادہ کو بروده جانے کی اجازت دے دی۔ چند روز کے بعد بیماری پھر عود کر آئی اور وہ نہایت کمزور و لاغر ہو گیا۔

اسی دوران میں ایک دن فرحت الملک نے عرض کیا کہ ایران کے بادشاہ شاہ اسماعیل نے یادگار بیگ قزلباش کو قزلباشوں کی ایک جماعت کے ہمراہ بطور سفارت بھیجا ہے اور نفیس تحفے بھی ارسال کیے ہیں۔ سلطان نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ، قزلباش کا چہرہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے صحابہ کے دشمن ہیں اور ظلم کے بانی ہیں، مجھے نہ دکھائے اور اتفاق سے ایسا ہی ہوا۔ سلطان نے حکم دیا کہ شہزادہ مظفر خاں کو جلد بلاؤ۔ ابھی یادگار بیگ قزلباش نہیں پہنچا تھا کہ عصر کے وقت پیر کے دن دوسری رمضان المبارک ۹۱۷ھ کو سلطان کا انتقال ہو گیا[2]۔

[۱۷۳] انہتر سال اور گیارہ ماہ کی عمر ہوئی، پچپن سال ایک مہینے

۱- فرشتہ ۲/۲۰۵۔
۲- فرشتہ ۲/۲۰۵۔

Marfat.com

اور دو دن بادشاہی کی ۔ اس کو (شاہی) فرمانوں میں ''خدائگان حلیم'' لکھتے تھے اور محمود بیگڑہ بھی کہتے ۔ بیگڑہ اُس گائے کو کہتے ہیں کہ جس کے سینگ اوپر کی طرف نکل کر گھوم گئے ہوں ۔ اس کی مونچھیں اسی شکل کی تھیں ، اس سبب سے اس کو بیگڑہ کہتے تھے ۔ وہ بردبار ، کریم بہادر ، سخی اور خدا ترس بادشاہ تھا ۔

ذکر سلطنت سلطان مظفر شاہ بن محمود شاہ

جب پیر کے دن دوسرے رمضان المبارک ۹۱۷ھ/۱۵۱۱ء کو سلطان محمود بن محمد شاہ نے اس دارفانی سے ملک روحانی کی راہ کی ، تو دو گھنٹے کے بعد منگل کی رات کو ماہ رمضان میں شہزادہ مظفر خان پہنچ گیا[1] اور امراء اور اراکین سلطنت کی کوشش سے اپنے باپ دادا کے تخت پر متمکن ہوا ۔ رسوم صدقات ادا کی گئیں ۔ اس نے اسی رات کو اپنے باپ کا جنازہ قدوۃ السالکین شیخ احمد کھتو قدس سرہ کے مزار پر انوار کو بھیج دیا اور دو لاکھ تنکے عزیز الملک کے حوالہ کرکے فرمایا کہ قصبہ سر کھیج کے مستحقین میں تقسیم کر دے ۔ امراء اور تمام اراکین سلطنت کو خلعت عنایت کیے اور ان میں سے بعض کو مناسب خطابات سے ممتاز کیا ۔ اسی روز اسلامی منبروں (مساجد کے منبروں) پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ، اپنے خاصہ خیلوں میں سے ملک خوش قدم کو عماد الملک اور ملک رشید الملک کو خداوند خاں کا خطاب دے کر وزارت کی

۱- شہزادہ مظفر شاہ ۲۰ شوال ۸۷۵ھ کو پیدا ہوا ۔ کسی نے قطعہ نظم کہا ہے :

خسرو عادل مظفر شاہ بن محمود شاہ
آنکہ دارد ملک و دیں از داد و عدش زیب و فر
بیستم بود از مہ شوال کامد در وجود
از پے احیائے علم و شرع و دیں آں داد گر
سال میلادش کہ باد اللہ اہد در ملک جود
ہشت صد ہفتاد و پنج از ہجرت خیر البشر

(فرشتہ ۲/۲۰۶)

Marfat.com

باگ ڈور ان کے سپرد کی[1] ۔

اسی سال (۹۱۷ھ/۱۵۱۱ء) ماہ شوال میں اسماعیل کا ایلچی یادگار بیگ قزلباش عراق سے محمد آباد کے لواح میں پہنچا ۔ اس نے امیروں اور وزیروں کو اس کے استقبال کے لیے بھیجا اور اس کی آمد کو اچھا سمجھا ۔ یادگار بیگ نے وہ تحفے جو محمود شاہ کے لیے لایا تھا ، سلطان مظفر شاہ کی خدمت میں پیش کیے ۔ سلطان نے یادگار بیگ [۴۷۱م] اور تمام قزلباشوں کو شاہانہ خلعتیں مرحمت فرمائیں اور اس جماعت کے رہنے کے لیے ایک خاص محل متعین کیا[2] ۔

چند روز کے بعد محمد آباد سے قصبہ بڑودہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس شہر کا نام دولت آباد رکھا ۔ اس دوران میں خبر پہنچی کہ صاحب خاں ولد سلطان ناصر الدین خلجی ، خواجہ جہاں خواجہ سرا کی مدد سے سلطان محمود باغی ہو کر مندو پر قابض ہو گیا تھا ۔ اپنا خطاب سلطان محمود مقرر کر لیا تھا اور اس نے اکثر امیروں کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا جیسا کہ طبقہ مالوہ میں ذکر کیا گیا ہے وہ مندو سے بھاگ کر التجا کرنے آیا ہے ۔ سلطان مظفر نے محافظ خاں کو صاحب خاں کے استقبال کے لیے بھیجا کہ وہ مہانداری اور دل جوئی کے لوازم ادا کرے ۔ ملاقات کے چند روز بعد مہانداری کے لوازم ادا کرنے کی غرض سے بڑودہ میں قیام کیا اور پھر محمود آباد کی طرف متوجہ ہوا ۔ قیصر خاں قصبہ دھوز[3] بھیجا ۔ تا کہ سلطان محمود خلجی کی صحیح خبر ، مملکت مالوہ کے حالات اور امیروں کے طور طریقے معلوم کر کے آئے ۔ چونکہ برسات کا موسم آ گیا تھا ، لہذا لوگ جا بجا ٹھہر گئے ، صاحب خاں نے ایک دن پیغام بھیجا کہ آتے ہوئے کافی دن گزر چکے ہیں ، مگر اب تک کوئی کاربر آری نہ ہو سکی ۔ سلطان نے فرمایا کہ إنشاء الله تعالیٰ برسات کے بعد ملک ولایت مالوہ زبردستی سلطان محمود کے قبضہ سے نکال کر اس کو دے دی جائے گی صاحب خاں کا ستارہ اقبال گردش میں آ گیا تھا ۔ اتفاق سے یادگار بیگ

۱- فرشتہ ۲/۲۰۶ ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۰۶ ۔

۳- دھود (فرشتہ ۲/۲۰۶) ۔

Marfat.com

قزلباش جو گجرات کے باشندوں میں "سرخ کلاہ" مشہور تھا ، اس کے قرب و جوار میں پہنچا ۔ ایک روز نوکروں میں جھگڑا ہوگیا ۔ نوبت جنگ تک پہنچی ۔ یادگار بیگ کا ٹھکانا لوٹ لیا گیا ۔ [۱۷۵]

گجرات کے لشکر میں یہ شہرت ہو گئی کہ ترکمانوں نے صاحب خاں کو گرفتار کر لیا ہے ۔ مالوہ کا شہزادہ اس شہر کی شرمندگی سے سلطان مظفر کی اجازت کے بغیر چلا گیا ۔ اس اختصار کی تفصیل طبقہ مالوہ میں بیان کی گئی ہے[1] ۔

صاحب خاں کے جانے کے بعد جب راجپوتوں کے غالب آنے اور سلطان محمود خلجی کی ذلت کی اطلاع سلطان مظفر کو ملی ، تو شرم و غیرت کی وجہ سے اس بات پر آمادہ ہو گیا کہ اس گروہ کو سزا دی جائے ۔ اس نے اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے احمد آباد جانے کا ارادہ کیا کہ ملک کے تھالوں کی طرف سے اطمینان ہو جائے اور مردہ و زندہ بزرگوں سے مدد طلب کرکے مالوہ کی طرف متوجہ ہوا ۔ ایک ہفتہ احمدآباد میں قیام کیا ان ہی حالات کے ضمن میں یہ خبر پہنچی کہ پٹن کا حاکم ملک عین الملک اپنی فوج کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں آ رہا تھا کہ راستہ میں اسے معلوم ہوا کہ راجا ایدر[2] نے موقع غنیمت سمجھ کر اس نواح میں فتنہ و فساد برپا کر دیا اور سابرمتی کی سرحد تک لوٹ مار کی ہے ۔ ملک عین الملک نے وفاداری کی نیت سے یہ ارادہ کیا کہ اس کو سزا دے کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہو ۔ اس نے قصبہ مہراسہ پہنچ کر اسے لوٹ لیا ۔ اس اثناء میں راجا ایدر فوج جمع کرکے مقابلہ کے لیے آ گیا ۔ دونوں لشکروں میں جنگ عظیم واقع ہوئی ۔ عبدالملک مع دو سو آدمیوں کے شہید ہوگیا اور جو ہاتھی اس کے ساتھ تھا وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ۔ عین الملک کے استقلال میں فرق آ گیا اور اسے بھاگنا پڑا ۔

اس خبر کو سن کر سلطان مظفر ، ایدر کی طرف متوجہ ہوا ۔ وہ قصبہ مہراسہ پہنچا ، تو اس نے ولایت ایدر کو تاخت و تاراج کرنے کے

۱۔ فرشتہ ۲۰۶/۲ ۔

۲۔ فرشتہ (۲۰۶/۲) نے راجا ایدر کا نام "رائے بھیم" لکھا ہے ۔

Marfat.com

لیے فوج روانہ کی ۔ ایدر کا راجا [۱۰۷۶] قلعہ کو خالی کر کے خود بیجا نگر کے پہاڑ میں جا چھپا ۔ سلطان جب ایدر پہنچا ، تو دس راجپوت جو مرنے کا ارادہ کر کے کھڑے ہوئے تھے ، ذلت و خواری سے مارے گئے ۔ عمارت بت خانہ ، باغ ، درخت کسی چیز کا نشان تک باقی نہ رہا ۔ ایدر کے راجا نے عاجزی اختیار کی ۔ ملک کوہا[1] زنار دار (برہمن) کو (سلطان کی) خدمت میں بھیج کر معافی چاہی اور پیغام بھیجا کہ ملک عین الملک کو مجھ سے نہایت بغض تھا ۔ اس نے آ کر تمام ولایت کو برباد کر دیا ۔ مجبوراً مجھ سے یہ حرکت سرزد ہوئی ۔ اگر میری طرف سے ابتدا ہوئی ہو ، تو میں سلطانی قہر و غضب کا سزاوار ہوں ۔ مبلغ بیس لاکھ تنکے اور سو گھوڑے بطور پیشکش حضور کے وکلا کو دیتا ہوں ۔ چونکہ سلطان مظفر کا ارادہ مالوہ فتح کرنا تھا ، لہذا اس کے عذر کو قبول کر کے وہ گودھرہ چلا گیا اور بیس لاکھ تنکہ (سکہ) اور سو گھوڑے ملک عین الملک کو عنایت کیے ۔ تا کہ فوج کا انتظام کرے ۔ (سلطان نے) گودھرہ سے شہزادہ سکندر خان کو محمد آباد کی حکومت پر روانہ کیا ۔ جب وہ قصبہ دھور پہنچا ، تو اس نے قیصر خان کو حکم دیا کہ وہ موضع دیولہ پر کہ جو سلطان محمود خلجی کے آدمیوں کے قبضہ میں ہے ، قابض ہو جائے ۔ اس کے بعد وہ دھارا گڑھ کی طرف متوجہ ہو ، برکھو گھا کا بیٹا جو دھارا گڑھ کا ساکن تھا ، حاضر خدمت ہوا اور دھار کے رہنے والوں کے لیے امان طلب کی ۔ سلطان نے امان دے کر قوام الملک اور اختیار الملک بن عماد الملک کو باشندگانِ دھار کی تسکین کے لیے اپنے سے پہلے بھیج دیا ۔

اسی دوران خبر پہنچی کہ سلطان محمود خلجی خود جھگڑے میں پڑ گیا ہے چندیری کے امراء [۱۰۷۷] نے اس پر خروج کر دیا ہے اور وہ حدود چندیری تک گیا ۔ سلطان مظفر نے اپنے سرداروں کو واپس بلا کر کہا کہ اس حملہ کا اصل منشا یہ تھا کہ پورب کے کافروں کو علیحدہ کر کے اس ولایت کو میاں سلطان محمود اور صاحب خان ولد سلطان ناصر الدین میں برابر برابر تقسیم کر دیا جائے ۔ اب چونکہ سلطان محمود چندیری کے امیروں کے دفعیہ کے لیے گیا ہے اور ظالم راجپوتوں کو اپنے

۱- ملک گوپال (فرشتہ ۲/۲۰۶) ۔

Marfat.com

ہمراہ لے گیا ہے ، لہذا ایسے موقع پر اس کے ملک میں داخل ہونا مروت و مردانگی کے خلاف ہے ۔

قوام الملک جب حاضر خدمت ہوا ، تو اس نے دھار کے آہو خانہ کی کچھ خوبیاں بیان کیں اور سلطان کو وہاں کے سیرو شکار پر راغب کر لیا ۔ سلطان مظفر ، قوام الملک کو لشکر کی حفاظت کے لیے چھوڑ کر دو ہزار سوار اور ایک سو پچاس ہاتھی لے کر دھار کو روانہ ہو گیا ۔ جب وہ دھار پہنچا ، تو اسی دن عصر کے وقت سوار ہوا اور شیخ عبداللہ جنگال اور شیخ کمال الدین مالوی کے مزارات کی زیارت کے لیے روانہ ہوا ۔

منقول ہے کہ راجا بھوج کے زمانہ میں شیخ عبداللہ کا نام بالدے برج تھا اور وہ راجا کے وزیر تھے ۔ کسی تقریب سے وہ داخل اسلام ہوئے اور ریاضت و مجاہدہ کی بدولت وہ اعلیٰ کمالات[1] پر پہنچے ۔

القصہ دھار کے نواح میں نظام الملک کو رخصت کیا کہ نواح دلاورہ میں جا کر شکار کرے ۔ نظام الملک دلاورہ سے گزر کر لغلچہ گیا ۔ واپسی کے وقت پوربیوں (راجپوتوں) کی ایک جماعت نے نظام الملک کے بنگاہ (سامان و اسباب فوج) کے لیے کچھ مشکلات پیدا کیں اور اپنی جزا کو [۱۰۷۸] پہنچے ۔ چنانچہ مالوہ کے طبقہ میں اس کا ذکر ہوا ہے ۔

سلطان مظفر اس واقعہ کی اطلاع پانے کے بعد نظام الملک سے ناراض ہوگیا ۔ اس وجہ سے کہ اس کا اصل منشاء یہ تھا کہ وہ امسال سیر کرکے واپس آ جائے اور نظام الملک سے جب اس قسم کی حرکتیں ظاہر ہوئیں ، تو سلطان کی طبیعت میں ناگواری پیدا ہو گئی ۔ سلطان مظفر واپس آ کر گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور محمد آباد چاپانیر میں ٹھہر گیا[2] ۔

ماہ شوال ۹۲۱/۱۵۱۵ء میں ایدر کے راجا رائے بھیم کے مرنے کے بعد رانا سانگا ، رائے مل بن سورج مل کی حمایت کے لیے ایدر میں آیا کہ

۱- ''متن'' اور فرشتہ (۲/۲۰۷) میں ''کمالات نفسانی'' ہے انگریزی ترجمہ ، (ص ۲۹۹) میں کمالات روحانی لکھا ہے ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۰۷ ۔

Marfat.com

وہ (رائے مل) اس (رائے بھیم) کا داماد ہوتا ہے اور اس (رانا سانگا) نے ایدر کی ولایت اور قلعہ کو رائے بھیم کے لڑکے بہار مل کے قبضہ سے نکال کر رائے مل مذکور کے سپرد کر دیا تھا ۔ سلطان مظفر نے نظام الملک کو نامزد کیا کہ ایدر کی ولایت کو رائے مل کے قبضہ سے نکال کر بہار مل کے سپرد کر دے اور خود بھی احمد نگر روانہ ہوا ۔ راستہ میں جب بہار مل ، نظام الملک سے ملا ، تو اس کو لا کر سلطان کی خدمت میں حاضر کیا ۔ سلطان مظفر نے اس منزل پر خداوند خاں اور نظام الملک کو لشکر کے انتظام کے لیے چھوڑا اور خود پٹن کی سیر کے لیے چلا گیا ۔ اس شہر کے رہنے والوں پر عموماً اور علماء و فضلا پر خصوصاً عنایات فرمائیں اور (سلطان) لشکر سے جا ملا ۔ بہار مل کو نظام الملک کے ہمراہ رخصت کر دیا ۔ تا کہ وہ جا کر ایدر کو رائے مل کے قبضہ سے نکال کر بہار مل کے سپرد کر دے ۔ نظام الملک نے جا کر ایدر کو بہار مل کے سپرد کر دیا ۔

چونکہ رائے مل بیجا نگر کے پہاڑ میں پناہ گزیں تھا ، لہذا نظام الملک کوہ بیجا نگر پہنچا ۔ اس سے جنگ ہوئی ۔ دونوں طرف سے بہت سے آدمی مارے گئے ۔ جب [۱۷۹] یہ خبر سلطان مظفر کو ملی ، تو اس نے فرمان جاری کیا کہ جب ایدر کی ولایت پر قبضہ ہو گیا تھا ، تو بیجا نگر جانے اور جنگ کرنے کا یہ مطلب ہوا کہ بلاوجہ لشکریوں کو ضائع کیا جائے ۔ مناسب ہے کہ آج ہی واپس چلے آؤ ۔

نظام الملک کے واپس آنے کے بعد (سلطان) احمد نگر سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا ۔ ایک جشن عظیم منعقد کیا ۔ شاہزادہ سکندر خاں ، بہادر خاں ، اور لطیف خاں کی شادیاں کیں ۔ شہر کے امراء و فضلاء کو انعام میں گھوڑے دیے اور خلعتوں سے نوازا ۔ برسات کے بعد سیر و شکار کے لیے ایدر کی طرف متوجہ ہوا ۔ چونکہ نظام الملک بیمار ہو گیا تھا ، لہذا طبیبوں کو اس کے علاج کے لیے چھوڑا[۱] ۔

۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء کے شروع میں محمد آباد جاپانیر گیا اور وہاں سے ملک نصرت الملک کو ایدر بھیجا اور نظام الملک کو اپنے پاس بلایا اور

۱- ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۲۰۷ ۔

Marfat.com

نصرت الملک کے پہنچنے سے پہلے نظام الملک اور ظہیر الملک کو مع سو سواروں کے ایدر میں چھوڑا اور نہایت عجلت کے ساتھ احمد آباد روانہ ہوا۔ ابھی نصرت الملک احمد نگر کے نواح میں تھا کہ رائے مل موقع پا کر ایدر کی طرف متوجہ ہوا۔

ظہیر الملک نے دوستوں کی قلت اور دشمنوں کی کثرت کے باوجود رائے مل کا مقابلہ کیا۔ ستائیس آدمی مارے گئے - جب یہ خبر سلطان مظفر کو ملی، تو اس نے ملک نصرت الملک کو فرمان بھیجا کہ جب تک بیجا نگر میں مفسدوں کو پناہ اور فتنہ انگیزوں کو ٹھکانا ملے، اس وقت تک اس کو برباد کرو۔

اسی دوران میں حضرت شیخ جاپلدہ[۲]، جو اپنے زمانے کے مقتدی تھے اور داشتہ نگر کا مقطع (حاکم) حبیب خاں پوربی راجپوتوں کے غلبہ کی وجہ سے مندو سے [۱۸۰] بھاگ کر حاضر خدمت ہوئے اور پوربیوں (راجپوتوں) کے غلبہ کی شکایت کی۔ مزید چند روز کے بعد دھور کے داروغہ کا خط پہنچا کہ سلطان محمود خلجی راجپوتوں کے غلبہ کی وجہ سے پریشان حال اور طالب امداد ہوا۔ جب وہ موضع بھکور[۳] پر آیا کہ جو گجرات سرحد پر واقع ہے، تو بندہ اس کی خدمت میں پہنچا اور حسب مقدور اس کی خدمت گاری میں کوئی کوتاہی نہیں کی - سلطان مظفر اس واقعہ کو سن کر خوش ہوا۔ قیصر خاں کے ذریعہ سرا پردہ اور سرخ بارگاہ کہ جو بادشاہوں کے لیے مخصوص ہے، تمام کارخانے اور بہت سے تحفے اور ہدیے (محمود خلجی کے لیے) بھیجے اور خود بھی استقبال کے لیے آمادہ ہوا اور موضع دیولہ کے نواح میں ملاقات ہوئی۔ سلطان مظفر نے بہت دل جوئی کر کے کہا کہ اولاد و مملکت کے چھوٹ جانے سے آزردہ خاطر نہ ہو۔ عنقریب تائید الٰہی سے پوربیوں (راجپوتوں) کے پیچھے نکال دیے

۱- فرشتہ ۲/۲۰۷۔
۲- ایک خطی نسخہ میں شیخ جاپلدہ اور فرشتہ (۲/۲۰۷) میں شیخ حامد اور تاریخ ہندوستان (جلد چہارم) - حصہ اول از مولوی ذکا اللہ (گجرات، ص ۹۸) میں شیخ چالد ہے۔
۳- "بھلور" فرشتہ ۲/۲۰۷۔

Marfat.com

جائیں گے (سخت سزا دی جائے گی) اور مالوہ کی حکومت فتنہ و فساد سے پاک کرکے آپ کے ملازمین کے حوالہ کر دی جائے گی ۔ اسی منزل پر قیام کرکے لشکر کی درستی کا حکم دیا اور تھوڑے ہی دنوں میں بے شمار لشکر کے ساتھ مالوہ کی طرف متوجہ ہوا ۔

جب میدنی رائے نے سلطان مظفر کے آنے کی خبر سنی ، تو اس نے رائے پتھورا کو راجپوتوں کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ مندو میں چھوڑا اور خود دو ہزار راجپوت سواروں اور محمودی ہاتھیوں کے ساتھ دھار کی طرف متوجہ ہوا ۔ وہاں سے رانا سانگا کے پاس گیا کہ اس کو مدد کے لیے لائے ۔ سلطان مظفر محاصرہ کے ارادہ سے مندو روانہ ہوا ۔ جب مظفری فوجیں مندو کے قریب پہنچیں ، تو راجپوت قلعہ سے نکلے اور مردانگی کے جوہر دکھائے ۔ آخرکار فرار ہوکر قلعہ میں چلے گئے ۔ دوسرے روز پھر راجپوت باہر آئے اور سخت جنگ کی ۔ قوام الملک سلطانی نے بڑی بہادری دکھائی اور بہت سے راجپوتوں کو قتل کیا ۔ سلطان مظفر نے اس روز قلعہ کے اطراف کو تقسیم کرکے امراء کے سپرد کیا اور محاصرے کو تنگ کر دیا ۔ ان ہی [۱۸۱] حالات میں میدنی رائے نے رائے پتھورا کو ایک خط لکھا کہ میں رانا (سانگا) کے پاس جا کر اس کو ولایت مارواڑ اور اس کے نواح کے تمام راجپوتوں کے ہمراہ مدد کے لیے لا رہا ہوں ۔ تم کو چاہیے کہ ایک ماہ تک سلطان مظفر کو باتوں اور کہانیوں میں لگائے رکھو ۔ رائے پتھورا نے نہایت مکاری اور فریب کے ساتھ اپنے ایلچی بھیجے اور پیغام دیا کہ زمانہ دراز سے قلعہ مندو راجپوتوں کے قبضہ میں ہے اور ان کے اہل و عیال قلعہ میں ہیں ۔ سلطان ایک منزل پیچھے ہٹ جائیں تاکہ ہم اپنے اہل و عیال کو نکال کر ایک مہینہ کے عرصہ میں قلعہ کو خالی کرکے آپ کے حوالے کر دیں اور خود بھی حاضر خدمت ہوکر بہی خواہوں میں شامل ہو جائیں ۔ سلطان مظفر اگرچہ یہ جانتا تھا کہ یہ لوگ وقت کو ٹالنے کے لیے یہ باتیں کر رہے ہیں اور اصل میں کمک کے انتظار میں ہیں ، لیکن سلطان محمود (خلجی) کے متعلقین اور اہل و عیال قلعہ میں تھے ، لہذا مجبوراً اس نے اس جماعت کے التماس کو قبول کر لیا اور اس منزل سے تین کوس پیچھے ہٹ گیا ۔

اس منزل پر آسیر و برہان پور کا حاکم عادل خاں تازہ دم لشکر

Marfat.com

کے ساتھ جلدی سے آ کر حاضر ہوا ۔ اس وقت یہ خبر پہنچی کہ میدنی رائے نے چند ہاتھی اور بہت سا سونا رانا سانگا کو دے کر کمک کے لیے بلایا ہے اور وہ اجین کے نواح میں پہنچ گیا ہے ۔ سلطان مظفر کو جوش آ گیا ۔ اسیر و برہان پور کے حاکم عادل خاں فاروق اور قوام الملک سلطانی کو رانا سانگا کے مقابلہ کے لیے بھیجا اور خود قلعہ مندو کے محاصرہ کے لیے متوجہ ہوا ۔ اپنی پوری کوششیں اس میں صرف کر دیں کہ رانا سانگا کی جنگ سے پہلے قلعہ پر قبضہ ہو جائے ۔ امیروں اور سرداروں کو جا بجا تعینات کیا ۔ چودھویں صفر کی رات کی صبح کو ۹۲۴ھ/۱۵۱۸ء میں قلعہ کے چاروں طرف محاصرہ کر کے جنگ شروع کی ۔ سیڑھیاں لگا کر (بہادر سپاہی) قلعہ پر [۱۸۲] چڑھ گئے ۔ راجپوتوں نے جوہر کیا اور اپنے گھروں میں خود آگ لگا دی ۔ بعض نے اپنے اہل و عیال کو قتل کر دیا اور بعض نے جلا دیا اور خود جنگ کرنے لگے ۔ یہ طے کر لیا کہ جب تک جان میں جان ہے ، جنگ کریں گے ۔ سلطان مظفر بھی قلعہ میں داخل ہو گیا ۔ قتلِ عام شروع کر دیا اور یہ بات صحیح ہے کہ اس دن انیس ہزار راجپوت قتل ہوئے ۔ اس اجمال کی تفصیل طبقہ مالوہ میں مذکور ہوئی ہے ۔

القصہ جب وہ پوربیہ راجپوتوں کے قتل سے فارغ ہوا ، تو سلطان محمود نے حاضر خدمت ہو کر مبارک باد دی اور بے قراری سے پوچھا کہ بندہ کو کیا حکم ہے ۔ سلطان مظفر نے کہا کہ قلعہ مندو اور مالوہ کی مملکت خدا آپ کو مبارک کرے اور وہاں سے واپس ہو کر اپنے لشکر میں چلا آیا[۱] ۔

دوسرے روز رانا سانگا کی طرف متوجہ ہوا ۔ ایک مشہور راجپوت زخمی ہو کر قلعہ سے بھاگا اور رانا کے پاس پہنچا اور سلطان مظفر کے قتلِ عام اور اس کے غیظ و غضب کا حال اس طرح بیان کیا کہ رانا کا کلیجا پانی ہو گیا اور وہ بے اختیار بھاگ کھڑا ہوا اور چتور کی طرف چلا گیا ۔ وہ راجپوت اسی مجلس میں مر گیا ۔

جب سلطان محمود نے مندو سے دھار آ کر (سلطان مظفر) سے

---

۱ ۔ فرشتہ ۲/۲۰۸ ۔

Marfat.com

درخواست کی کہ سلطان مثل میرے باپ اور چچا کے ہیں ۔ میں امیدوار ہوں کہ قدیم الطاف کے ساتھ جدید عنایات کو شامل کر دیں اور میرے غریب خانہ پر قدم رنجا فرمائیں ، تو میری مسرت کا باعث ہو ۔ سلطان مظفر نے اس کا یہ التماس قبول کیا اور شہزادہ بہادر خاں ، لطیف خاں اور آسیر و برہان پور کے حاکم عادل خاں کو ہمراہ لے کر (سلطان) مندو کی طرف متوجہ ہوا ۔ رات کو لغلونہ میں ٹھہرا اور صبح ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ میں سلطان محمود کے یہاں پہنچا ۔ سلطان محمود نے جہاں تک ممکن ہو سکا ، مہمانداری کے لوازم ادا کرنے میں پوری کوشش کی اور وہ خود کھڑے ہو کر خدمت کرتا تھا ۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہر طرح کی جنس کے مناسب لذرانے سلطان اور شہزادوں کے سامنے پیش کیے اور ساتھ معذرت بھی کی ۔ سلطان مظفر سلاطین گزشتہ کی عمارتوں اور مکانات کی سیر کرکے دھار کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں سے سلطان [۱۸۳] محمود کو رخصت کر دیا ۔ آصف خاں گجراتی کو مع دس ہزار سواروں کے اس کی مدد کے لیے چھوڑ کر خود گجرات کی طرف متوجہ ہوا ۔ سلطان محمود کو اگرچہ رخصت کر دیا تھا ، لیکن انتہائی محبت کی بنا پر وہ موضع دیولہ تک ساتھ آیا ۔ وہاں از سر نو اجازت لے کر مندو واپس چلا گیا[1] ۔

سلطان مظفر محمد آباد (جاپانیر) گیا اور چند روز تک وہاں مقیم رہا ۔ علاقہ گجرات کے اکابر و اشراف تہنیت و مبارک باد دینے کی غرض سے خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اس نے انھیں انعام و الطاف سے نوازا ۔

اس دوران میں ایک روز مصاحبوں میں سے کسی نے عرض کیا کہ حضور جس زمانہ میں ممالک مالوہ کی فتح میں مشغول تھے ، اس وقت ایدر کا راجا سرائے مل کوہ بیجا نگر سے نکلا اور اس نے ولایت پٹن کا کچھ حصہ اور قصبہ کھرالہ کو لوٹا اور غارت کیا ۔ جب ملک نصرت الملک ، ایدر سے جنگ کے ارادہ سے اس کی طرف متوجہ ہوا ، تو وہ بھاگ کر بیجا نگر کے غاروں میں جا چھپا ۔ سلطان نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ برسات کے بعد اس بارے میں غور کیا جائے گا[2] ۔

۱- فرشتہ ۲/۲۰۸ ۔
۲- فرشتہ ۲/۲۰۸ ۔

Marfat.com

برسات کے بعد ۹۲۵ھ/۱۵۱۹ء میں وہ رائے مل اور دوسرے مفسدوں کو سزا دینے کے ارادہ سے ایدر کی طرف متوجہ ہوا۔ چونکہ رائے مل کی جائے پناہ (مددگار و معاون) راجا مال[1] تھا، لہذا پہلے اس کو سزا دینی ضروری سمجھی اور اس کی ولایت کو خاک میں ملا دیا۔ چند روز ایدر میں ٹھہرا اور وہاں سے محمد آباد (جاپانیر) جا کر مقیم ہو گیا[2]۔

چند روز کے بعد یہ خبر ملی کہ سلطان محمود خلجی نے آصف خان کے اتفاق رائے سے قصبہ کاگروں کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اور ہیم کرن پوربیہ پر حملہ کر دیا۔ میدنی رائے رانا سانگا کو اپنی مدد کے لیے لے آیا۔ زبردست جنگ ہوئی۔ مالوہ کے اکثر امیر مارے گئے۔ آصف خان کا لڑکا بھی بہادروں کی ایک جماعت کے ساتھ [۱۸۳] قتل ہو گیا۔ سلطان محمود (خلجی) بھی بری طرح زخمی ہوا اور قید ہو گیا۔ رانا سانگا نے اس پر مہربانی کی اور اپنی فوج ساتھ کر کے مندو بھیج دیا۔ سلطان مظفر اس خبر کو سن کر ملول اور رنجیدہ ہوا اور چند دوسرے سردار اس کی کمک کے لیے بھیجے۔ ایک محبت آمیز خط میں احوال پوچھا۔ اس زمانے میں سلطان مظفر نے سیر و شکار کے لیے ایدر پہنچ کر وہاں عمارت بنوائی اور نصرت الملک کو ہمراہ لے کر احمد آباد آیا اور ایدر کی حکومت ملک مبارز الملک کے سپرد کی۔

اتفاق[3] سے ایک دن مبارز الملک کی خدمت میں ایک باد فروش (بھاٹ) نے رانا سانگا کی بہادری کا کچھ ذکر کیا، مبارز الملک نے غرور و تکبر سے بیہودہ الفاظ کہے اور ایک کتے کا نام رانا سانگا رکھ کر ایدر کے دروازہ پر بندھوا دیا۔ بھاٹ نے رانا سانگا کے پاس جا کر یہ قصہ بیان کیا۔ رانا سانگا جاہلیت کے جوش میں ایدر پر چڑھائی کرنے چلا۔ سروہی کی سرحد تک لوٹ مار کی۔ ان حالات کے دوران سلطان مظفر، قوام الملک ابن قوام الملک کو گراس (مخصوص جاگیرداروں) کے انتظام کی غرض سے احمد آباد میں چھوڑ کر جاپانیر چلا گیا تھا۔ رانا سانگا جب ولایت باگر

۱- رائے مل (فرشتہ ۲/۲۰۸)۔
۲- فرشتہ ۲/۲۰۸۔
۳- فرشتہ ۲/۲۰۹۔

Marfat.com

پہنچا ، تو باگر کا راجا اگرچہ سلطان مظفر کا مطیع اور فرمانبردار تھا ، لیکن بیچارگی میں وہ اس سے مل گیا اور وہاں سے ڈونگر پور آیا ۔ مبارز الملک نے سلطان کو یہ سب حال لکھا ۔ چونکہ سلطان کے وزیر مبارز الملک سے گرفتہ خاطر تھے ، لہٰذا انھوں نے سلطان سے کہا کہ گیا مبارز الملک کو یہ زیبا تھا کہ کتے کا نام رانا سانگا رکھ کر اس کو غیرت دلائی اور اب ڈر کر مدد مانگتا ہے ، ورنہ رانا [۱۸۵] کی کیا طاقت تھی کہ سلطان کے ملک میں قدم رکھتا ۔ اتفاق کی بات کہ اس زمانہ میں وہ لشکر جو ایدر کی کمک کے لیے چھوڑا تھا ، برسات کی کثرت کی وجہ سے احمد آباد اور اپنے اپنے گھروں کو چلا گیا اور تھوڑے سے (آدمی) مبارز الملک کے پاس رہ گئے تھے ۔

رانا سانگا ان تمام واقعات سے واقف ہوکر ایدر کو روانہ ہوا ۔ جب نزدیک پہنچا ، تو مبارز الملک دوسرے سرداروں کے مشورہ سے جنگ کے لیے تیار ہوا اور رانا سانگا کے مقابلہ کے لیے نکلا ۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ بھی نہیں ہوا کہ وہ ایدر واپس چلا آیا ۔ سرداروں نے کہا کہ دوستوں کی کمی اور دشمنوں کی کثرت ہم سب پر ظاہر ہے ۔ مناسب یہ ہے کہ جب تک کمک آئے ، ہم احمد نگر میں جا کر قلعہ بند ہو جائیں ۔ اس قرارداد کے مطابق مبارز الملک کو خواہ مخواہ ہمراہ لے کر قلعہ احمد نگر چلے گئے[1] ۔ دوسرے روز صبح کے وقت رانا سانگا نے ایدر پہنچ کر مبارز الملک کے حالات معلوم کیے ۔ گجرات کے اس (مخصوص جاگیردار) جو قوام الملک کے پاس سے بھاگ کر رانا کے پاس چلے آئے تھے ، انھوں نے کہا کہ مبارز الملک ایسا آدمی نہیں ہے کہ بھاگ جائے ۔ امراء اس کو احمد نگر کے قلعہ میں لے گئے ہیں اور کمک کے منتظر ہیں ۔ رانا سانگا نہایت عجلت کے ساتھ احمد نگر روانہ ہوا ۔ وہ بھاٹ کہ جس نے مبارز الملک سے رانا سانگا کی تعریف کی تھی ، پھر آیا اور کہا کہ رانا سانگا ایک بڑے لشکر کے ساتھ آیا ہے ۔ افسوس کہ تم جیسا آدمی بلاوجہ مارا جائے ۔ مناسب یہ ہے کہ تم احمد نگر کے قلعہ میں قلعہ بند رہو ۔ رانا اپنے گھوڑے کو قلعہ کے نیچے پانی پلا کر واپس

۱- فرشتہ ۲/۲۰۹ ۔

Marfat.com

لوٹ جائے گا اور اسی کو کافی سمجھے گا ۔ مبارز الملک نے جواب دیا کہ یہ لاممکن ہے کہ میں اس کے گھوڑے کو اس دریا سے پانی پینے دوں ۔

(مبارز الملک نے) ہمت کر کے دریا کو عبور کیا اور اس تھوڑے سے لشکر سے کہ جو رانا سالگا کے لشکر کا سواں حصہ بھی نہ تھا ، مقابلہ کے لیے آیا ۔ جب رانا وہاں پہنچا ، تو سخت جنگ ہوئی ۔ [۱۸۶] امد خاں جو ایک سردار تھا ، دوسرے سرداروں کے ہمراہ مارا گیا ، صفدر خاں زخمی ہوا ۔ مبارز الملک نے رانا کے لشکر پر چند حملے کیے اور زخمی ہوا ، اکثر گجراتی مارے گئے ۔

مبارز الملک ، صفدر خاں کے ساتھ احمد آباد گیا ۔ رانا نے احمد نگر کو لوٹا اور ایک روز وہاں قیام کیا ۔ دوسرے دن صبح کو احمد نگر سے کوچ کر کے بدنگر کی طرف گیا ۔ جب بدنگر کے قریب پہنچا ، تو وہاں کے عام باشندوں نے آ کر کہا کہ ہم لوگ زناردار (برہمن) ہیں اور تمھارے بزرگوں نے ہمیشہ اس جماعت کا اعزاز و احترام کیا ہے ۔ رانا سالگا نے بد نگر کو برباد نہیں کیا اور وہ بیل نگر کی طرف متوجہ ہوا ۔ وہاں کا تھانیدار ملک حاتم شہید ہونے کے ارادہ سے نکلا اور اس نے جنگ کر کے اپنا مقصد حاصل کر لیا ۔ رانا سالگا بیل نگر کو برباد کرکے اپنی ولایت کو واپس ہو گیا[۱] ۔

ملک قوام الملک نے مبارز الملک اور صفدر خاں کو فوج دے کر احمد نگر بھیجا کہ مقتولین کو جا کر دفن کریں ۔ مبارز الملک نے احمد نگر پہنچ کر شہیدوں کو دفن کیا ۔ ان حالات کے دوران میں ایدر کے لواح کے کولی اور کراس مبارز الملک کے پاس کم فوج دیکھ کر احمد نگر پر چڑھ آئے ۔ مبارز الملک نے قلعہ سے نکل کر جنگ کی ۔ بیشتر گراس (جاگیردار) قتل کیے اور وہ مظفر و منصور احمد نگر واپس آیا ۔ چونکہ احمد نگر ویران ہو گیا تھا اور لوگ غلہ اور دوسری ضروری چیزوں کے لیے بہت تکلیف اٹھا رہے تھے ، لہذا وہ احمد نگر سے کوچ کر کے قصبہ دھیج آ گئے[۲] ۔

---

۱ فرشتہ ۲/۲۰۹ ۔
۲ دہیج (فرشتہ ۲/۲۰۹) ۔

Marfat.com

جب یہ خبر سلطان مظفر کو ملی ، تو اس نے عماد الملک اور قیصر خاں کو ایک بڑی فوج اور سو ہاتھی دے کر رانا سانگا کے دفع کرنے کے لیے تعینات کیا - [۱۸۷] عماد الملک اور قیصر خاں احمد آباد پہنچے اور قوام الملک کے ساتھ قصبہ دھیج گئے - رانا کے واپس ہو جانے کی اطلاع سلطان کو بھیجی اور خود چتور جانے کی اجازت چاہی - سلطان نے جواب میں لکھا کہ چونکہ برسات کا موسم آ گیا ہے ، لہذا احمد نگر میں توقف کریں -

چند روز کے بعد سلطان مظفر لشکر کو شاہی خزانہ سے ایک سال کی نقد تنخواہ دے کر احمد آباد گیا اور چتور جانے اور رانا سانگا کو سزا دینے کا ارادہ کیا[1] -

اسی دوران میں ملک ایاز سلطانی مع فوج کے آ کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ حضور کا جاہ و جلال اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے کہ خود رانا سانگا کے مقابلہ کے لیے جائیں - ہم غلاموں کی تربیت اسی لیے ہوتی ہے کہ اگر اس قسم کا کوئی واقعہ پیش آئے ، تو سلطان کو تکلیف نہ کرنے دیں - ماہ محرم الحرام ۹۲۷ھ/۱۵۲۰ء میں سلطان مظفر ، احمد نگر پہنچا جب لشکر جمع ہو گیا ، تو ملک ایاز نے پھر رانا سانگا کو سزا دینے کی درخواست کی - سلطان نے ایک لاکھ سوار اور سو ہاتھی اس کے ہمراہ کر کے رانا سانگا کی تادیب کے لیے روانہ کیا - اس کے پیچھے پیچھے ملک قوام الملک کو بھی بیس ہزار سوار دے کر رخصت کیا - جب ملک ایاز اور قوام الملک مہراسہ کی منزل پر پہنچے ، تو سلطان نے کمال احتیاط کی وجہ سے تاج خاں اور نظام الملک سلطانی کو بھی ان حدود میں بھیج دیا - ملک ایاز نے عریضہ بھیجا کہ [۱۸۸] رانا کو سزا دینے کے لیے اتنے معتبر امیروں کو بھیجنا میرے لیے باعث افتخار و اعتبار ہے - اتنے ہاتھیوں کی ضرورت نہیں تھی - یہ غلام حضور کے اقبال سے اس خدمت کو انجام دینے کے لیے کافی ہے - اور بہت سے ہاتھیوں کو واپس کر دیا - وہ مہراسہ سے کوچ کر کے موضع دھول پور پہنچا - وہاں سے آدمیوں کی فوج کی فوج (اس کی) ولایت کو تاراج کرنے

۱- فرشتہ ۲/۲۰۹ -

Marfat.com

کے لیے بھیجی اور راجپوتوں کو سزا دینے کے لیے صفدر خاں کو لکیا کوٹ[1] پر تعینات کیا ۔ صفدر خاں نے موضع مذکور میں پہنچ کر جو خاص مقام تھا ، اس کو برباد کر دیا ۔ بہت سے راجپوت مارے گئے ، جو باقی رہ گئے ان کو غلام بنا لیا اور وہ ملک ایاز کے پاس آ گیا ۔ اس سرزمین سے کوچ کر کے ، ڈولگر پور اور بالس والا میں آگ دے کر ان کو خاک میں ملا دیا اور اور چتور کی طرف متوجہ ہوا[2] ۔

اتفاق سے اس منزل پر ایک شخص نے آ کر ملک اشجع الملک اور صفدر خاں کو اطلاع دی کہ رانا سالگا کے راجپوتوں کی ایک جماعت کے ساتھ مال کا راجا اودے سنگھ اور اگرسین پوربیہ آ کر پہاڑ کے دامن میں چھپ گئے ہیں اور شبخون مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ اشجع الملک اور صفدر خاں نے ملک ایاز سلطانی کو خبر کیے بغیر صرف دو سو سوار ہمراہ لے کر اس طرف کا رخ کیا ، بڑی سخت لڑائی ہوئی ۔ اگرسین زخمی ہوا ۔ اسّی راجپوت قتل ہوئے اور باقی راجپوت بھاگ گئے[3] ۔

جب ملک ایاز سلطانی کو یہ حال معلوم ہوا ، تو وہ آراستہ لشکر کے ساتھ صفدر خاں کی مدد کے لیے چل دیا ۔ جب وہ میدان جنگ میں پہنچا ، تو وہ صفدر خاں کی بہادری سے حیران رہ گیا ۔ غازیوں کے زخموں کا علاج کرایا ۔ دوسرے دن صبح کو قوام الملک سلطانی اس گروہ کی تلاش میں بالس والہ پہنچا ، آبادی کا نام و نشان بھی باقی نہ رکھا ۔ زخمی اگرسین نے رانا کے پاس پہنچ کر سارا حال بیان کیا ۔ جب ملک ایاز نے مندسور [۱۸۹] پہنچ کر محاصرہ کیا ، تو رانا سالگا اپنے تھالیدار کی کمک کے لیے مندسور سے بارہ کوس کے فاصلہ پر مقیم ہوا اور ملک ایاز کے پاس پیغام بھیجا کہ میں سلطان کی خدمت میں ایلچیوں کو بھیج رہا ہوں اور بہی خواہوں میں شامل ہونا چاہتا ہوں ، تم محاصرہ اٹھا لو ۔ ملک ایاز نے ایلچیوں سے یہ کہا کہ یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا اور قلعہ کے فتح

۱- لکھا کرت (فرشتہ ۲/۲۱۰) ۔
۲- فرشتہ ۲/۲۱۰ ۔
۳- فرشتہ ۲/۲۱۰ ۔

Marfat.com

کرنے کا انتظام کیا ۔ اس مقام تک نقب پہنچا دیا کہ (جہاں سے) آج کل میں کامیابی یقینی تھی ۔

اس دوران میں شرزہ خاں شروانی نے سلطان محمود خلجی کے پاس سے آ کر ملک ایاز کو یہ پیغام پہنچایا کہ اگر مدد کی ضرورت ہو تو میں وہاں آ جاؤں ۔ ملک ایاز خوش ہوا اور ان کے آنے کی رضامندی ظاہر کی ۔ سلطان محمود چونکہ مظفر شاہ کا احسان مند تھا ، لہذا سلاہدی پوربیہ کو اپنے ساتھ لے کر مندسور روانہ ہوا ۔ سلطان محمود کے آنے سے رانا سانگا پریشان ہو گیا ۔ اس نے میدنی رائے کو سلاہدی کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ ہم قومی کی رعایت کرنی ضروری ہے اور اپنی قوم کے حقوق کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے ، اس وقت صلح کی تحریک کرو[1] ۔

چند روز کے بعد یہ نوبت پہنچ گئی کہ قلعہ کے لوگ اپنی جانوں سے تنگ آ گئے ۔ قوام الملک چاہتا تھا کہ اپنے مورچہ کو آگے بڑھا کر قلعہ میں داخل ہو جائے ۔ ملک ایاز نے یہ دیکھ کر کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قوام الملک کے نام سے قلعہ فتح ہو ، اس نے اس دن اسے جنگ سے روک دیا ۔ گجراتی سردار اس بات سے واقف ہو کر ملک ایاز سے ناراض ہوگئے ۔ دوسرے دن صبح کو مبارزالملک اور چند دوسرے سردار ملک ایاز کی اجازت کے بغیر جنگ کے ارادہ سے رانا سانگا کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے ۔ ملک تغلق شہ فولادی گیا اور وہ ملک مبارز الملک کو راستہ سے واپس لوٹا لایا ۔ امیروں کے درمیان نا اتفاق [۱۹۰] ہوگئی ، لیکن شاہی خوف کی وجہ سے ملک ایاز کی اجازت کے بغیر نہیں جا سکتے تھے ۔ ملک ایاز نے امیروں میں نا اتفاق ہو جانے کے باوجود لشکر کو تیار کیا اور نقب میں آگ لگوا دی ۔ جب برج ٹوٹا ، تو راجپوت حالات سے واقف ہوگئے تھے اور انھوں نے برج کے سامنے دوسری دیوار تعمیر کر لی تھی[2] ۔

دوسرے روز رانا سانگا کے ایلچیوں نے آ کر کہا کہ رانا کہتا ہے کہ بندہ چاہتا ہے کہ میں (سلطان کے) بہی خواہوں میں شامل ہو جائے

۱- فرشتہ ۲/۲۱۰ ۔

۲- تاریخ فرشتہ ۲/۲۱۰ ۔

Marfat.com

کے بعد وہ ہاتھی جو احمد نگر کی جنگ میں ہاتھ آئے ہیں ، اپنے لڑکے کی معرفت سلطان کی خدمت میں بھیج دوں گا ، اس کو بدمزگی اور سخت گیری کا سبب نہیں معلوم ہوا کہ کیا ہے ۔ ملک ایاز ، ملک قوام الملک کی مخالفت کی وجہ سے صلح پر رضامند ہو گیا اور صلح کی گفتگو شروع ہوئی ۔ دوسرے سرداروں نے اس سے اتفاق نہیں کیا ۔ وہ سلطان محمود خلجی کی خدمت میں پہنچے اور اس کو جنگ کے لیے آمادہ کر کے یہ طے کر لیا کہ بدھ کے روز جنگ ہوگی ۔ اس مجلس سے ایک شخص نے آ کر تمام ماجرا ملک ایاز سے بیان کر دیا ۔ ایاز نے اسی وقت ایک شخص کی معرفت سلطان محمود (خلجی) کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ حضرت سلطان (مظفر) نے اس لشکر کے اختیارات میرے سپرد کیے ہیں کہ جس صورت میں سلطان کی خیرخواہی دیکھوں ، اس پر عمل کروں ۔ گجرات کے امیر جس فریب و انداز سے جنگ کرنی چاہتے ہیں ، میں اس بات سے راضی نہیں ہوں ، کیونکہ گمان غالب یہ ہے کہ آپس کے نفاق اور اختلاف کی بنا پر مطلب براری نہ ہو سکے گی[1] ۔

ملک ایاز بدھ کے دن صبح کے وقت کہ جو وقت امیروں نے جنگ کے لیے مقرر کیا تھا ، وہاں سے کوچ کر کے موضع خلجی پور میں آ گیا اور رانا کے ایلچیوں کو خلعت دے کر رخصت کر دیا ۔ سلطان محمود خلجی بھی کوچ کر کے مندو کی طرف روانہ [۱۹۱] ہوا ۔ جب جاپانیر میں ملک ایاز سلطان کی ملاقات سے مشرف ہوا ، تو اس نے اس پر غصہ اور عتاب کیا اور اسے بندر دیپ[2] بھیج دیا تاکہ اپنے آدمیوں کا انتظام کر کے برسات کے بعد حاضر خدمت ہو اور یہ طے ہوا کہ برسات گزرنے کے بعد سلطان بہ نفس نفیس رانا کو سزا دینے کے لیے جائے گا ۔

ملک ایاز نے اپنے ایک معتمد آدمی کو رانا سانگا کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ چونکہ دونوں طرف سے محبت کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے ، لہذا نیک اندیشی اور خیرخواہی کے بارے میں ایک دوسرے کو کوشش کرنی چاہیے ۔ اس ولایت سے سرداروں کے واپس آنے کے بعد سلطان کو

۱- فرشتہ ۲/۲۱۰ ۔
۲- "دیو" فرشتہ ۲/۲۱۱ ۔

Marfat.com

ناگواری ہوگئی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس علاقہ پر قبضہ کر کے سرکشوں کو سزائیں دے ۔ اس ارادہ کے مطابق عمل کرنے سے اس ولایت کو بہت نقصان پہنچے گا ۔ مناسب یہ ہے کہ اپنے لڑکے کو بہت سے تحفوں اور نذرانوں کے ساتھ جلد بھیج دو تاکہ اس ملک کے باشندے سلطانی غیظ و غضب سے محفوظ رہیں[1] ۔

سلطان مظفر ماہ محرم الحرام ۹۲۸ھ/۱۵۲۱ء میں جاپانیر سے احمد آباد گیا تاکہ وہاں لشکر فراہم کر کے ولایت چتور کا قصد کرے ۔ چند روز احمد آباد کے قیام میں لشکر کا انتظام کیا اور پھر حوض کالکریہ[2] پر پہنچا اور تین دن تک لشکر جمع ہونے کے انتظار میں اس جگہ پر مقیم رہا ۔ اسی اثنا میں یہ خبر پہنچی کہ رانا سانگا نے اپنے لڑکے کو بہت سی پیشکش کے ساتھ سلطان کی خدمت میں بھیجا ہے اور وہ قصبہ مہراسہ پہنچ چکا ہے ۔ چند روز کے بعد جب (رانا کا) لڑکا حاضر خدمت ہوا اور اس نے تحفے اور ہدیے پیش کیے ، تو سلطان نے اس کے باپ (رانا) کی خطاؤں کو معاف کر دیا ، اس کو شاہی خلعت عطا کی اور اس لشکر (کی عملی کارروائی) کو فسخ کر دیا ۔ چند روز جھالاوار کے نواح میں سیر و شکار میں مصروف رہا اور پھر احمد آباد آ گیا ۔ وہاں رانا کے لڑکے کو دوسرا خلعت [۱۹۲] دے کر رخصت کیا اور خود سرکیچ کی طرف چلا گیا ۔

اسی سال ملک ایاز سلطانی کہ جو رکن سلطنت تھا ، اس دنیا سے رخصت ہوگیا ۔ سلطان مظفر اس خبر کو سن کر رنجیدہ اور غم زدہ ہوا اور اس کی جاگیر پر اس کے بڑے لڑکے کو مقرر کر دیا[3] ۔

۹۳۰ھ/۲۴-۱۵۲۳ء میں (سلطان) مفسدوں اور سرکشوں کو سزا دینے کے ارادہ سے جاپانیر سے روانہ ہوا اور قصبہ موراسا اور ہرمول کے درمیان چند روز قیام کیا ۔ قلعہ مہراسہ کو از سر نو تعمیر کرا کر احمد آباد گیا ۔ اس دوران میں سلطان کی وہ بیگم جو تمام بیگمات میں اس

۱- فرشتہ ۲/۲۱۱ ۔

۲- ''کانکڑہ'' فرشتہ ۲/۲۱۱ ۔

۳- فرشتہ ۲/ ۲۱ ۔

Marfat.com

کو بہت عزیز تھی ، فوت ہوگئی ۔ سلطان اور شہزادہ اس کے انتقال سے بہت غمگین ہوئے اس کی قبر پر گئے اور رسم تعزیت بجا لائے ۔ تعزیت کا زمانہ ختم ہونے کے بعد نہایت رنجیدہ اور غمگیں احمد آباد آئے ۔کچھ عرصہ صبر سے گزارا ۔ خداوند خاں نے جو امیروں اور وزیروں میں عقل و دانش کے لحاظ سے ممتاز تھا ، ایک روز سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر صبر کے فوائد اور منافع اچھی طرح بیان کیے اور سلطان کا رنج و غم دور کیا ، چونکہ برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا ، لہٰذا سلطان کو جاپانیر کی سیر کا خیال آیا اور وہ جاپانیر کی آب و ہوا کو یاد کر کے (وہاں) چلا گیا[1] ۔

ایک دن دہلی کے بادشاہ سکندر لودی کے لڑکے عالم خاں نے عرض کیا کہ سلطان ابراہیم ابن سلطان سکندر نے اپنی ناتجربہ کاری کی بنا پر اپنی خون آشام تلوار سے بڑے بڑے امیروں کو قتل کر دیا ہے ۔ جو اس کی تلوار سے بچے انہوں نے بار بار خطوط اور عرضیاں میرے پاس روانہ کیں اور مجھے بلایا ہے ۔ یہ فقیر مدت سے اس امید [۱۹۳] میں ہے کہ حضور کے حسن توجہ سے میں سلطنت حاصل کر لوں ۔ اب وقت آ گیا ہے کہ میرے اقبال کا ستارہ عروج حاصل کرے اور میری مراد پوری ہو ۔ میں امیدوار ہوں کہ میرے اوپر شفقت و محبت فرما کر میری مدد کی جائے تاکہ موروثی مملکت میرے ہاتھ آئے ۔ سلطان مظفر نے ایک فوج اس کے ہمراہ کر دی ، بہت سا روپیہ بھی دیا اور رخصت کر دیا ۔ وہ سلطان ابراہیم سے جنگ کرنے کے لیے دہلی کی طرف چلا ۔ عالم خاں کا بقیہ حال دہلی کے سلسلہ میں بیان ہوا ہے[2] ۔

۹۳۱ھ/۲۵-۱۵۲۴ء میں (سلطان) جاپانیر سے ایدر کی طرف متوجہ ہوا ۔ اس دوران میں شہزادہ بہادر خاں نے آمدنی کی کمی اور خرچ کی زیادتی کی شکایت کر کے یہ درخواست کی کہ اس کی تنخواہ اور وظائف شہزادہ سکندر خاں کے برابر کر دیے جائیں ۔ سلطان نے اس کی اس مراد کے پورا کرنے میں بعض موانع اور عوارض کی بنا پر تاخیر ضروری سمجھی

۱- فرشتہ ۲/۲۱۱ ۔
۲- فرشتہ ۲/۲۱۱ ۔

Marfat.com

اور وعدہ کر لیا ۔ شہزادہ بہادر خان رنجیدہ ہو کر بغیر اجازت احمد آباد چلا گیا اور وہاں سے مالوہ کی ولایت میں پہنچا ۔ مال کے راجا اودے سنگھ نے شہزادہ بہادر خان کے آنے کو بڑی نعمت سمجھا اور اس کی خوب خدمت گاری کی ۔ جب وہ (بہادر خان) ولایت چتور میں پہنچا ، تو رانا سانگا نے بھی استقبال کیا ، ہر قسم کا لذائذ پیش کیا اور کہا کہ یہ دربار آپ کے خدمت گاروں کا ہے ، جو آپ حکم دیں بجا لاؤں ۔ شہزادہ بہادر خان نے اس کی عالی ہمتی کی داد دی اور اس سے کوئی مدد نہ لی ۔ شہزادہ (بہادر خان) وہاں سے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری کے مزار کی زیارت کے لیے روانہ ہوا ۔ اس نے زیارت سے مشرف ہونے کے بعد ولایت میوات کا قصد کیا ۔ حسن خان میواتی نے چند منزل آ کر (استقبال کیا) اور ضیافت و مہمان داری کے مراسم بجا لایا پھر وہ وہاں سے دہلی روانہ ہوا[1] ۔

[۱۰۳] اتفاق سے اسی زمانہ میں حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ملک ہندوستان کے فتح کرنے کے ارادہ سے ، دہلی کے نواح میں مقیم تھا ۔ سلطان ابراہیم نے شہزادہ کی آمد کو اپنی قوت و طاقت سمجھ کر اس کا نہایت عزت و احترام کیا ۔ ایک دن شہزادہ بہادر خان گجرات کے جوانوں کے ساتھ سوار ہو کر میدان کی طرف چلا ۔ بہادر مغلوں سے جنگ ہوئی ۔ دونوں جانب سے بہت کوشش ہوئی ۔ چونکہ افغانی امراء سلطان ابراہیم سے نفرت کرتے تھے ، لہذا انھوں نے چاہا کہ اس (ابراہیم) کو درمیان سے ہٹا دیں اور سلطان (بہادر خان) کو سلطنت سپرد کر دیں ۔ سلطان ابراہیم اس بات کو سمجھ گیا اور اس نے غداری کا ارادہ کیا ۔ شہزادہ بہادر خان (بھی) اپنی فراست سے یہ بات سمجھ گیا اور اس نے ولایت جونپور کا رخ کیا[2] ۔

جب یہ خبر سلطان مظفر کو ملی کہ بہادر خان دہلی گیا ہے اور بابر بادشاہ مغلوں کی فوجوں کو لے کر وہاں آیا ہوا ہے ، تو وہ اپنے لڑکے (بہادر خان) کی جدائی سے ملول و رنجیدہ ہوا اور اس نے خداوند

۱- فرشتہ ۲/۲۱۱ ۔
۲- فرشتہ ۲/۲۱۰ - ۲۱۱ ۔

Marfat.com

خاں سے کہا کہ شہزادہ کو خط بھیج کر بلا لو ۔ اس دوران میں گجرات میں عظیم قحط پڑ گیا اور مخلوق پریشان و بدحال ہوگئی ۔ سلطان مظفر نے کہ جو عام رعایا پر شفقت رکھتا تھا ، قرآن مجید اور صحاح ستہ کا ختم کرانا شروع کیا ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نیت صادق کی وجہ سے لوگوں سے اس بلا (قحط) کو دور کر دیا ۔ اسی زمانہ میں سلطان بیمار ہو گیا ۔ مرض روز بروز بڑھنے لگا ۔ ایک دن سلطان مظفر رونے لگا اور شہزادہ بہادر خاں کو یاد کیا ۔ ایک شخص نے موقع پا کر یہ عرض کیا کہ لشکر کے دو حصے ہوگئے ہیں ۔ ایک گروہ شہزادہ سکندر کو چاہتا ہے اور ایک جماعت لطیف خاں کی طرف مائل ہے ۔ سلطان نے کہا [۱۹۵] کہ کیا شہزادہ بہادر کے آنے کی بھی کوئی خبر ملی ہے ۔ عقل مندوں اور دانش مندوں نے اس سے یہ اندازہ لگا لیا کہ وہ اس کو ولی عہد بنانا چاہتا ہے ۔ (سلطان نے) سکندر خاں کو اپنے حضور میں بلایا ، بھائیوں کے حق میں وصیت کی اور اس کو رخصت کر کے خود محل میں چلا گیا ۔ پھر باہر آ کر کچھ دیر بیٹھا ۔ تھوڑی دیر کے بعد جمعہ کی اذان کی آواز اس نے سنی ، تو کہا کہ مجھ میں مسجد میں جانے کی طاقت نہیں ہے ۔ دوسرے لوگوں کو مسجد میں بھیج دیا اور خود ظہر کی نماز ادا کرنے میں مشغول ہوا ۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کچھ دیر آرام کیا تھا کہ انتقال ہوگیا[۱] ۔ اس کی سلطنت کی مدت چودہ سال نو ماہ ہوئی ۔

ذکر سلطان سکندر بن سلطان مظفر شاہ

جب سلطان (مظفر) کا انتقال ہو گیا ، تو عماد الملک سلطانی ، خداوند خاں اور فتح خاں ابن فتح خاں کی کوشش سے شہزادہ سکندر خاں تخت نشین ہوا ۔ اس نے باپ کا جنازہ قصبہ سرکیچ بھیج دیا اور تعزیت کے مراسم پورے کیے ۔

وہ تعزیت کے تیسرے دن چاپانیر روانہ ہوا ۔ جب قصبہ بتوہ پہنچا اور وہاں کے بزرگوں کی زیارت کر چکا ، تو اس نے سنا کہ شیخ جیو[۲] نے

۱- ۲ جمادی الاولیٰ ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء روز جمعہ (فرشتہ ۲/۲۱۲) ۔
۲- شیخ چنو (فرشتہ ۲/۲۱۲) ۔

Marfat.com

کہ جو قطب عالم سید برہان الدین کے لڑکے تھے ، کہتا ہے کہ سلطنت شہزادہ بہادر خاں کو منتقل ہوگی ۔ سلطان سکندر خاں نے ملک شیخ جیو کی طرف جھوٹ [۱۹۶] کی نسبت کی اور نامناسب الفاظ بھی کہے ۔ جب وہ جاپانیر پہنچا ، تو اپنے خدمت گاروں کی رعایت کر کے اس نے ان کو جاگیریں دیں ، لیکن اپنے باپ اور دادا کے امیروں کے ساتھ مطلق رعایت نہیں کی ۔ اس برتاؤ سے تمام امیر دل برداشتہ اور شکستہ خاطر ہوگئے اور اس بات کا انتظار کرنے لگے کہ دیکھیے غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے ۔ خاص طور سے عمادالملک سلطانی جو مظفر شاہی ملازم اور سلطان سکندر کی ماں کا غلام تھا بہت آزردہ خاطر ہوا[1] ۔

سلطان سکندر کے تربیت کردہ بعض لوگوں سے بھی ایسی نامناسب حرکات سرزد ہوئیں کہ سپاہی اور رعایا کے قلوب دفعۃً اس (سکندر خاں) سے متنفر ہوگئے اور خدا سے اس کا دفعیہ چاہنے لگے ۔ سلطان سکندر نے ایک دن پھر ہنگامہ برپا کیا ۔ امراء اور اراکین سلطنت کو خلعت دیے اور ایک ہزار سات سو گھوڑے انعام میں تقسیم کیے ۔ ان میں سے اکثر (انعامات) بے موقع تھے ۔ مخلوق شہزادہ بہادر خاں کے آنے کی منتظر تھی اور اس کو بلانا چاہتی تھی ۔ سلطان سکندر اُن کی روش سے آگاہ ہوا اور اپنے انجام سے ہراساں اور ترساں[2] تھا ۔ اس دوران میں معلوم ہوا کہ شہزادہ لطیف خاں ندربار اور سلطان پور کے نواح میں بادشاہی کا خیال رکھتا ہے اور وقت کا منتظر ہے ۔ (سکندر خاں نے) اس خبر کے سنتے ہی ملک لطیف خاں باری وال[3] کو شرزہ خاں کا خطاب دے کر (شہزادہ) لطیف خاں کے دفعیہ کے لیے نامزد کیا ۔ ملک لطیف خاں ندربار کی سرحد پر پہنچا ، تو اسے معلوم ہوا کہ لطیف خاں (شہزادہ) مولکا پہم[4] کے پہاڑوں اور چتور کے جنگل میں چلا گیا ہے ۔ ملک لطیف فوراً چتور کے جنگل کی طرف روانہ ہوا ۔ چتور کے راجا نے اپنے جنگل اور اپنے ٹھکانے اور

۱- فرشتہ ۲/۲۱۲ ۔
۲- فرشتہ ۲/۲۱۲ ۔
۳- باری دار (فرشتہ ۲/۲۱۲) ۔
۴- مولکاہم (فرشتہ ۲/۲۱۲) نولکشور ایڈیشن مولکاتھم ۔

Marfat.com

بھروسہ کیا اور جنگ کی ۔ ملک لطیف خاں مع مشہور سرداروں کے وہاں مارا گیا ، چونکہ فرار ہونے کا راستہ بند ہو گیا تھا ، لہذا راجپوت اور کولی پیچھے سے آ گئے ۔ ایک ہزار سات سو آدمی [۱۹۷] مارے گئے ۔ گجرات کے لوگوں نے اس شکست کو سلطان سکندر کے زوال کا پیش خیمہ سمجھا اور نتیجہ کا انتظار کرنے لگے ۔ سلطان سکندر نے قیصر خاں کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ اس ذلیل گروہ کو سزا دینے کے لیے تعینات کیا[۱] ۔

اسی دوران میں مظفری امیروں کی ایک جماعت نے کہ جو ذاتی شرارت سے متصف تھے ، عماد الملک سے کہا کہ سلطان سکندر چاہتا ہے کہ تجھے قتل کر دے ، چونکہ ہم لوگوں کو تجھ سے خلوص ہے ، اس لیے آگاہ کر دیا ۔ عماد الملک نے اس بدانجام گروہ کے کہنے سے یہ بات دل میں بٹھا لی کہ جس طرح بھی ہو سکے ، سلطان سکندر کو سلطنت سے ہٹا کر مظفر شاہ کے کسی لڑکے کو تخت نشین کر دیا جائے اور خود ملکی و مالی معاملات کا انتظام کرے ۔

ایک روز سلطان سکندر سیر کے لیے گیا ہوا تھا ۔ عماد الملک نے اپنی فوج کو آراستہ اور مسلح کیا اور اس کے قتل کے ارادہ سے اس کے پیچھے گیا ، مگر موقع نہ ملا ۔ اثنائے راہ میں ایک شخص نے یہ صورت حال سلطان سکندر کو بتا دی ۔ سادہ لوح سلطان سکندر نے اس کے جواب میں کہا کہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ میں مظفر شاہی خاص غلاموں اور امیروں کو تکلیف پہنچاؤں ۔ عماد الملک ہمارا موروثی غلام ہے ، وہ کس طرح اس فعل بد کا ارادہ کر سکتا ہے ، لیکن اس خبر کے سننے سے متاثر اور رنجیدہ ہوا اور اپنے خاص خدمت گاروں اور راز داروں میں سے ایک سے کہا کہ کبھی کبھی عوام میں یہ بات ذکر ہوتی ہے کہ بہادر شاہ گجرات کی تسخیر کے لیے دہلی سے آ رہا ہے ۔ یہ بات (ہماری) پریشانی خاطر کا سبب ہے[۲] ۔

اتفاق سے اسی رات کو حضرت قدوۃ السالکین سید جلال بخاری ،

۱- فرشتہ ۲/۲۱۲ ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۱۳ ۔

Marfat.com

شاہ عالم اور دوسرے مشائخ کو خواب میں دیکھا کہ سلطان مظفر بھی (ان مشائخ) کی خدمت میں موجود تھا ۔ سلطان مظفر نے کہا کہ فرزند سکندر تخت سے اترتا ہے ۔ شیخ جیو نے بھی کہا کہ (وہ) اترتا ہے (یہ) تمہاری جگہ نہیں ہے ۔ مظفر شاہی تخت [۱۹۸] کا وارث بہادر شاہ ہے ۔ جب خواب سے بیدار ہوا ، تو اسی وقت ایک شخص کو بلا کر بتایا ۔ وہ اس خواب سے پریشان حال ہوا اور مشغولی خاطر کی غرض سے چوگان بازی کے لیے چلا گیا ۔ یہ خواب بعض لوگوں میں مشہور ہو گیا ۔ ایک پہر کے بعد محل میں جا کر کھانا کھایا اور آرام کیا ۔ جب امراء اور مخصوص لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے ، تو انیس شعبان ۹۳۲ھ/۱۵۲۷ء کو عماد الملک ایک گروہ ، دو مظفر شاہی ترک غلاموں اور ایک حبشی کے ساتھ محل میں گھس آیا ۔ وہ جماعت جو اس کے ساتھ تھی ، اس سے اس نے کہا کہ اس محل کی عمارت کو دیکھو کہ عجائب روزگار سے ہے ۔ جب وہ حوض کے کنارے پہنچے ، تو نصرت الملک اور ابراہیم بن جوہر وہاں موجود تھے ۔ وہ فوراً نیام سے تلواریں نکال کر ان پر دوڑے ۔ نصرت الملک اور ابراہیم نے بھی تلواریں نکال لیں ، لیکن ان کے وار کارگر نہ ہوئے اور وہ مارے گئے ۔ وہاں سے سلطان سکندر کی خواب گاہ پر آئے ۔ سید علم الدین پلنگ کے پاس بیٹھا ہوا پہرہ دے رہا تھا کہ اچانک وہ جماعت داخل ہو گئی ۔ سید علم الدین یہ صورت حال دیکھ کر پریشان ہو گیا ، اس نے تلوار پر ہاتھ ڈالا ، دو آدمیوں کو زخمی کیا اور وہیں شہید ہو گیا ۔ سلطان سکندر کو پلنگ ہی پر دو تین زخم لگائے ۔ سلطان مظلوم خوف اور دہشت سے پلنگ سے کودا اور زمین پر کھڑا ہو گیا ۔ ان میں سے ایک نے سلطان سکندر پر سخت تلوار چلائی اور شہید کر دیا ۔ اس کی حکومت دو ماہ اور سولہ روز رہی[1] ۔

[۱۹۹] ذکر نصیر خاں المخاطب بہ سلطان محمود بن سلطان مظفر

جب سلطان سکندر شہید ہو گیا ، تو عماد الملک نے فوراً بہاء الملک کے مشورہ سے نصیر خاں کو محل سرا سے لا کر تخت نشین کیا اور سلطان محمود اس کا خطاب مقرر کیا ۔ سلطان سکندر کے امیر خوف زدہ ہو کر

۱- فرشتہ ۲/۲۱۳ ۔

Marfat.com

(مختلف) اطراف میں چلے گئے ۔ ان کے گھروں کو لوٹ لیا اور سلطان سکندر شہید کے جنازہ کو موضع ہالول جو جاپانیر کے مضافات میں ہے ، بھیج کر دفن کرا دیا ۔ گجرات کے امراء اور اراکین ضرورتاً آئے اور مبارک باد پیش کی ۔ عماد الملک نے قدیم قانون کے مطابق امراء اور اراکین سلطنت کو شاہانہ خلعتیں دیں ، تسلی دی اور خطابات سے نوازا ۔ اس روز ایک سو اکیاسی آدمیوں کو خطاب دیے ، لیکن امیروں کے وظیفوں اور تنخواہوں میں اضافہ نہیں کیا ۔ اکثر (امراء) سلطان بہادر کے آنے کا انتظار کر رہے تھے اور اس کے بلانے کے سلسلہ میں پوری طرح خط و کتابت کر رہے تھے ۔ خاص طور سے خداوند خاں اور تاج خاں اس معاملہ میں دوسروں سے زیادہ کوشش کر رہے تھے[1] ۔ عماد الملک ، نئی اور پرانی عداوت کی وجہ سے خداوند خاں اور تاج خاں کو خاص طور سے (مار ڈالنے کا) ارادہ رکھتا تھا ۔ تاج خاں نے کمر ہمت باندھی ، فوجوں کو آراستہ کیا اور اپنی قوم اور قبیلہ کو لے کر [۲۰۰] سلطان بہادر کو بلانے چلا ۔

عماد الملک نے بدحواسی میں نظام الملک دکنی کو خط لکھا اور بہت رقم بھیجی اور اس کو سلطان پور اور ندربار کی سرحد پر بلایا ۔ مال کے راجا[2] کو بھی خط لکھا اور اس کو جاپانیر کی سرحد پر طلب کیا ۔ (ایدر) کے راجا نے پڑوسی ہونے کی وجہ سے فوج جمع کی اور جاپانیر کے (نواح) میں پہنچ گیا ۔ نہایت احتیاط اور دوراندیشی کی بنا پر بابر بادشاہ کی (خدمت) میں بھی عرض داشت بھیجی کہ اگر آپ کی فوجوں میں سے ایک (فوج) اس فقیر کی مدد کے لیے آ جائے ، تو بندر دیپ مع ایک کروڑ تنکہ (سکہ) نقد حضرت کے خدمت گاروں کے مدد خرچ کے لیے پیش کروں گا ۔ (لشکر) پور کے تھانیدار کو عماد الملک کے خط کی اطلاع ہوئی ، اس نے (تاج) خاں اور خداوند خاں کو لکھا کہ عماد الملک نے بابر بادشاہ کو (عریضہ) بھیج کر مدد طلب کی ہے ۔ گجرات کے امیروں نے ایک شخص (کو) بہادر شاہ کے پاس بھیج کر (اسے) بلایا ۔ گجرات کے امیروں کے (ایلچی) نے دہلی کے نواح میں سلطان بہادر کی خدمت میں پہنچ کر گجرات (کے) امیروں کی عرضیاں پیش کیں ۔

---

[1] فرشتہ ۲/۲۱۳ ۔

[2] راجہ مال پور (فرشتہ ۲/۲۱۳) ۔

Marfat.com

سلطان بہادر اپنے باپ کے انتقال سے رنجیدہ و ملول ہو کر مراسم تعزیت میں مشغول ہو گیا ۔ پایندہ خاں افغان نے کہ جو جونپور سے بہادر شاہ کو بلانے آیا تھا ، ہر چند کہا اور بلاد شرقیہ کی سلطنت کی رغبت دلائی ، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا ۔ بہادر شاہ نے اس کو رخصت کر دیا اور خود احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا ۔ کہتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں سلطان بہادر کو جونپور اور گجرات بلایا گیا ۔ اس نے کہا کہ میں گھوڑے کی لگام چھوڑے دیتا ہوں ، جس طرف چاہے چلا جائے ۔ گھوڑا گجرات کی طرف چل پڑا ۔

جب چتور کے نواح میں پہنچا ، تو گجرات سے مسلسل سپاہی آنے لگے ۔ انہوں نے سلطان سکندر کے مارے جانے کی [۲۰۱] اور نصیر خاں کے تخت نشین ہونے کی اطلاع دی ۔ سلطان بہادر رنجیدہ ہوا اور وہاں سے کوچ کر کے چتور میں آ کر مقیم ہوا ۔ وہاں چاند خاں اور ابراہیم خاں بن سلطان مظفر آئے ۔ وہ بھائیوں کی ملاقات سے خوش اور مسرور ہوا ۔ چاند خاں اجازت لے کر وہیں رہ گیا ۔ ابراہیم خاں نے خدمت اختیار کی اور ہمراہ رہا ۔ تھوڑے دنوں کے بعد جب چتور سے چلے ، تو مال کا راجہ اودے سنگھ اور سلطان سکندر کے بعض متعلقین مثلاً ملک سرور ، ملک یوسف ، لطیف خاں اور دوسرے (سردار) حاضر خدمت ہوئے ۔

سلطان بہادر نے ملک تاج جہاں کو تسلی کا فرمان دے کر تاج خاں اور دوسرے امیروں کے پاس بھیجا اور اپنے پہنچنے کی اطلاع دی ۔ تاج خاں دلدوقہ سے فوج کے ساتھ سلطان بہادر کی خدمت میں روانہ ہوا ۔ لطیف خاں بن سلطان مظفر کو مدد خرچ دے کر اپنے پاس سے رخصت کیا کہ اب مظفری و محمودی ملک کا وارث آ پہنچا ہے ، تمہارا یہاں رہنا مناسب نہیں ہے ۔ لطیف خاں نہایت رنجیدہ اور پریشان خاطر ہو کر نصیر خاں کے پاس پہنچا کہ جو سلطان بہادر کا چچا زاد بھائی تھا اور اس کا ملتجی ہوا ۔ جب سلطان بہادر ڈولکر پہنچا ، تو خرم خاں اور دوسرے خوانین استقبال کے لیے آئے ۔ ہر طرف سے امیروں اور لشکر کے سرداروں نے اس (سلطان بہادر) کی طرف کا رخ کیا[1] ۔

۱- فرشتہ ۲/۲۱۴ ۔

Marfat.com

عماد الملک یہ خبر سن کر ڈھیر ہو گیا اور لشکر جمع کرنے لگا۔ خزانے خالی کرنے شروع کر دیے۔ اس نے ایک بڑا لشکر مع پچاس ہاتھیوں کے عضد الملک کے ہمراہ کیا اور قصبہ مہراسہ بھیجا تاکہ وہ جا کر لوگوں کی آمد و رفت کا راستہ بند کر دے اور کسی کو بہادر کے پاس نہ جانے دے۔ سلطان بہادر جب قصبہ [۲۰۲] محمود آباد میں پہنچا، تو بعض سکندری امراء کہ جو جان کے خوف سے فرار ہو گئے تھے، آ کر اس کے حضور میں حاضر خدمت ہوئے اور عضد الملک کے آدمی قصبہ مہراسہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جب سلطان (بہادر) قصبہ مہراسہ پہنچا، تو تاج خاں شاہی چتر اور ساز و سامان لے کر حاضر ہوا اور سلطان بہادر سے ملاقات کی۔ سلطان بہادر نے نہایت شان و شوکت کے ساتھ چھبیس ماہ رمضان المبارک ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء کو شہر نہروالہ پٹن میں نزول فرمایا۔ وہاں سے بادشاہی نشانات کا اعلان کیا اور احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ ماہ مذکور (رمضان ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء) کی ستائیس تاریخ کو سرکیج میں مشائخ کرام اور اپنے بزرگوں کی زیارت کر کے احمد آباد میں داخل ہوا۔

عماد الملک بدحواسی میں سپاہیوں کو ایک سال کی پیشگی تنخواہیں دے کر جنگ پر آمادہ کر رہا تھا۔ سلطان بہادر چار دن کے بعد احمدآباد سے نہایت شان و شوکت کے ساتھ نکلا۔ اسی دوران میں اکثر امراء، عماد الملک سے رقمیں لے کر سلطان (بہادر) کی خدمت میں آ گئے۔ بہاء الملک اور داورالملک بھی کہ جو سلطان سکندر کے قاتل تھے، عماد الملک سے منحرف ہو کر سلطان (بہادر) کے پاس آ گئے۔ سلطان بہادر نے مصلحت وقت کی وجہ سے ان کی دلجوئی کر کے تالیف قلوب کی کوشش کی۔ سلطان محمود نصیر خاں کی مدت[1] حکومت چار ماہ سے زیادہ نہ ہوئی[2]۔

۱۔ فرشتہ ۲/۲۱۴۔

۲۔ ۹۳۳ھ/۱۵۲۶ء میں سلطان محمود نصیر خاں فوت ہوا۔ (فرشتہ ۲/۲۱۶)۔

Marfat.com

ذکر جلوس سلطان بہادر شاہ

چونکہ نجومیوں کے اعتبار سے ۹۳۲ھ رمضان کی عید (عید الفطر) کا دن سلطان (بہادر شاہ) کی تخت نشینی کی ساعت تھی، لہذا وہ امراء اور اراکین سلطنت کی کوشش سے اپنے بزرگوں کے شاہی تخت پر [۲۰۳] جلوہ گر ہوا[1]۔ صدقات و خیرات کی رسوم ادا کی گئیں۔ امیروں اور لشکر کے سرداروں کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا۔ ان کو خطاب اور انعام میں ڑرہ، گھوڑا اور خلعت ملے اور وہ خوش ہوئے۔

شوال کے شروع میں اس کی وہاں سے روانگی عمل میں آئی اور اس نے جاپانیر کا ارادہ کیا۔ پہلی منزل پر معظم خان معتبر سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہوا اور شاہانہ التفات و عنایات سے سرفراز ہوا۔ جب اس منزل سے کوچ کیا، تو راستہ میں لوح بن یوسف الملک کو شمس الملک کا خطاب دیا۔ (پھر) خبر ملی کہ دریائے ماترک[2] میں اس قدر طغیانی ہے کہ لشکر کا عبور کرنا مشکل ہے۔ سلطان بہادر نے قصبہ سیہوبخ[3] میں منزل کی اور تاج خان کو دریا کے کنارے چھوڑا۔ تا کہ لشکر کو آہستہ آہستہ عبور کرائے۔ دوسرے روز جاپانیر کے امراء کی ایک جماعت جو ماہیانہ[4] کا خزانہ لائی تھی، آ کر مل گئی۔ سلطان بہادر نے اپنی عالی ہمتی سے وہ مال اسی جماعت کو بخش دیا۔ جب سلطان بہادر دریائے مہندری کے کنارے خان پور کے گھاٹ پر پہنچا، تو فوج نے عبور کرنا شروع کیا[5]۔

عماد الملک نے ایک جماعت کو بڑودہ اور دوسرے اطراف میں منتشر کر دیا تا کہ وہ فتنے برپا کر کے سلطان کو اپنی طرف مشغول رکھے۔

۱- یکم شوال ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء کو شہر احمد آباد میں تخت نشین ہوا۔ (فرشتہ ۲/۲۱۴)۔

۲- باترک (فرشتہ ۲/۲۱۴)۔

۳- سولیج (فرشتہ ۲/۲۱۴)۔

۴- مالنہا (فرشتہ ۲/۲۱۴)۔

۵- فرشتہ ۲/۲۱۴۔

Marfat.com

سلطان دریا کو عبور کرکے نہایت تیزی سے جاپانیر کی طرف متوجہ ہو
اور جب شہر کے نزدیک پہنچا ، [۲۰۰ب] تو ضیاء الملک ابن اصیر خا
حاضر ہوا ۔ سلطان نے اس سے کہا کہ آگے جا کر اپنے باپ کو حک
پہنچاؤ کہ عماد الملک کے گھر کا محاصرہ کرکے اس کو قید کر لے
تاج خاں کو بھی چند خوانین کے ہمراہ عماد الملک کے اوپر متعین ک
دیا اور خود بھی اس کے بعد سوار ہو گیا ۔ تاج خاں نہایت تیزی
ساتھ پہنچا اور عماد الملک کے گھر کو گھیر لیا ۔ عماد الملک ، اپنے گو
کی چار دیواری کے اوپر سے کود کر شاہ جیو صدیقی[1] کے گھر میں پناہ گزیں
ہو گیا ۔ اس کا گھر برباد کر دیا گیا ۔ اس کے لڑکے قید ہو گئے ۔ اتفا
سے سلطان بہادر کا گزر خداوند خاں کے مکان کے سامنے سے ہوا
خداوند خاں اپنے گھر سے نکل کر حاضر خدمت ہوا ۔ کچھ دیر کے
ہی خداوند خاں غلام ، عماد الملک کو گرفتار کرکے لے آئے ۔ (سلطا
نے) حکم دیا کہ عماد الملک ، سیف الدین اور سلطان سکندر کے دوسر
قاتلوں کو سولی پر لٹکا دیا جائے ۔ رفیع الملک ابن ملک توکل کو
مظفر شاہی ملازم تھا ، عماد الملک کا خطاب دے کر عارض مما
بنا دیا ہے[2] ۔

عضدالملک بڑودہ سے بھاگا ۔ راستہ میں کولیوں نے اس کا مال
اسباب لوٹ لیا ۔ سلطان بہادر نے شمشیر الملک کو عضدالملک کو گرفت
کرنے کے لیے تعینات کیا ۔ نظام الملک کو محافظ خاں کے سر پر مقرر
بھاگنے والے رائے سنگھ کے پاس التجا لے کر پہنچے ۔ ان کا سامان و اسبا
بہادر شاہی لشکر نے تاراج کر دیا اور لشکر واپس آ گیا ۔ دو تین روز
بعد خبر پہنچی کہ عرض الملک کا لڑکا شاہ جیو صدیقی اور سکندر شاہ
قاتلوں کی ایک جماعت قدر خاں کے گھر میں ماری گئی اور بہاء الملک جاپا
سے موقع پا کر فرار ہو گیا ۔ راستہ میں سے ایک گاؤں کا کوتوال ان
گرفتار کرکے لے آیا ۔ اس نے سلطان سکندر کو زخمی کیا تھا اور جو ز
کہ اسے سید علم الدین سے پہنچا تھا ، ابھی تک وہ زخم تازہ [۲۰۵]
سلطان بہادر نے حکم دیا کہ اس کی کھال کھینچ کر سولی پر چڑھا

۱- چنو صدیقی (فرشتہ ۲/۲۱۵) ۔
۲- ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۲۱۵ ۔

Marfat.com

جائے ۔ سلطان سکندر کے تین قاتل اور تھے جو دکن کی طرف جا رہے تھے وہ بھی راستہ میں پکڑے گئے ۔ سلطان بہادر کے حکم سے ان میں سے ہر ایک کو توپ کے منہ میں رکھ کر اڑا دیا گیا ۔ مختصر یہ کہ تھوڑی ہی مدت میں سلطان سکندر کے قاتل نہایت عذاب سے مارے گئے[1] ۔

ایک دن سلطان بہادر اتفاقاً چاپانیر پہنچا ، تو اسی روز لطیف خاں بن مظفر شاہ امراء کے بہکانے سے شہر میں آیا ۔ وہ چند روز تک چھپا رہا قیصر خاں ، الغ خاں اور بعض دوسرے امیروں نے لطیف خاں کے پاس پیغام بھیجا کہ اس سے زیادہ قیام کرنا مناسب نہیں ہے ، جس طرح ممکن ہو کسی گوشہ میں چلے جاؤ ۔ لطیف خاں مایوس ہو کر پریشان حال پال کی ولایت[2] میں پہنچا ۔ پال کے راجا نے لطیف خاں کے حال پر کوئی مہربانی نہیں کی ۔ عضدالملک اور محافظ خاں بھی اس سے مل گئے اور وہاں سے وہ موتلکا کی ولایت میں چلے گئے ۔ اس کوہستان میں وہ نہایت پریشانی سے زندگی گزارتے تھے[3] ۔ مختصر یہ کہ سلطان بہادر نے رعایا پروری اور لشکر کے انتظام کی طرف توجہ دی ۔ عام لوگوں کو بے پایاں انعام سے مالا مال کر دیا ۔ فوج کی تنخواہیں دوگنی اور چوگنی کر دیں اور خزانہ سے ایک سال کی پیشگی تنخواہیں دے کر سب کو رضا مند کر لیا ۔ سر کیج ، بٹوہ اور رسول آباد کے فقرا کو وظیفے دے کر خوش کر دیا[4] ۔

[۲۰۶] چونکہ اس زمانہ میں گجرات کا دارالحکومت قلعہ چاپانیر تھا ، لہذا سلاطین وہاں تخت نشین ہوا کرتے تھے ۔ پندرہ[5] ذی قعدہ (۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء) کو منجموں کی رائے کے مطابق دربار شرق کے نزدیک تخت مرصع کہ جو جواہرات سے جڑا ہوا تھا ، رکھا گیا اس کو سلاطین گزشتہ کے طریقہ کے مطابق مزین و آراستہ کیا گیا ۔ ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء میں تاریخ مذکور (۱۵ ذی قعدہ) کو سلطان بہادر نے شاہی تاج سر پر رکھا

۱- فرشتہ ۲/۲۱۵ ۔
۲- ولایت پالن پور (فرشتہ ۲/۲۱۵) ۔
۳- فرشتہ ۲/۲۱۵ ۔
۴- فرشتہ ۲/۲۱۵ ۔
۵- ۱۱ ذی قعدہ (فرشتہ ۲/۲۱۵) ۔

Marfat.com

ور اپنے بزرگوں کے رسم و آئین کے مطابق جلوس کیا ۔ اکابر ، مشائخ ، مراء اور خوانین نے مبارک بادیاں دیں ۔ صدقات کے مراسم ادا کیے گئے ۔ س روز ایک ہزار آدمیوں کو خلعت عنایت ہوئے اور ایک جماعت کو نطابات سے نوازا گیا ۔ غازی خان کی تنخواہ میں اگرچہ احمد آباد میں اہی جلوس کے دن دو چند اضافہ کر دیا گیا تھا ، اب پھر اس کو مزید و چند کرکے ندربار اور سلطان پور کی حکومت پر فائز کیا[1] ۔

اسی دوران میں خبر پہنچی کہ عضدالملک اور محافظ خان کے بہکانے ے لطیف خان سلطان پور اور ندربار کے نواح میں کوہ اداس میں آ گیا ہے ور فتنہ و فساد کا ارادہ رکھتا ہے ۔ سلطان بہادر نے ایک فوج کو متعین کیا تا کہ وہ (فوج) غازی خان کی رائے کے مطابق اس کے دفع کرنے کی کوشش کرے ۔

جلوس شاہی کے دنوں ہی میں عیدالاضحیٰ آ گئی ۔ اس روز عالی شان شن منعقد ہوا ۔ اکثر امیروں کو پھر خلعت ، کمر خنجر اور مرصع مشیر دے کر خوش کیا گیا ۔

اتفاق سے اسی زمانہ میں قحط پڑ گیا ۔ ہشیار الملک کوکہ جو خازن رکاب تھا ، حکم دیا کہ (ہماری) سواری کے وقت جو شخص بھی سوال کرے اس کو ایک مظفری (سکہ) دی جائے ۔ وہ روزانہ دو مرتبہ چوگان بازی کے لیے جایا کرتا ۔ ہر [٢٠٧] شہر میں فقیروں اور مسکینوں کے لیے متعدد لنگر جاری کرا دیے ۔ وہ رعایا کی ترقی میں پوری کوشش کرتا تھا ۔ تھوڑی ہی مدت میں گجرات کے شہروں میں نئی رونق اور بہار آ گئی[2] ۔

ابھی کچھ مدت نہیں گزری تھی کہ فتنہ انگیزوں نے شرارتیں شروع کر دیں ۔ شجاع الملک فرار ہوکر لطیف خاں سے جا ملا اور قیصر خان نے جو مظفری امیروں میں ممتاز تھا ، اپنے ملازمین کی ایک جماعت اس کے ہمراہ کر دی ۔ چونکہ سلطان سکندر کے قتل میں قیصر خان اور الغ خان

١- فرشتہ ٢/٢١٥ ۔

٢- فرشتہ ٢/٢١٥ ۔

Marfat.com

عماد الملک کے ہم رائے تھے اور ان کو اپنی اس حرکت کے بدلہ کا خیال
رہتا تھا ، لہذا مخالفت سے باز نہ آتے تھے ۔ بہی خواہ امیروں نے اس بات
سے واقف ہو کو یہ خبر سلطان کو پہنچائی اور سلطان بہادر نے الغ خان
کو آراستہ فوج کے ساتھ لطیف خان کے سر پر بھیج دیا ۔ بعض دولت
خواہوں نے عرض کیا کہ چونکہ قیصر خان اور الغ خان سلطان سکندر کے
قتل میں عماد الملک سے ملے ہوئے تھے اور اب (یہ لوگ) لطیف خان کو
خطوط بھیج کر سوئے ہوئے فتنہ کو جگانا چاہتے ہیں ، لہذا ان کا اس
نواح میں رہنا مناسب نہیں ہے ۔ سلطان اس کام کی تدبیر میں تھا کہ
تاج خان کو خبر ملی کہ الغ خان اور قیصر خان نے لطیف خان کو غیر
معروف راستہ سے نادوت بلایا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ اس سے مل جائیں
تاج خان نے اس معاملہ کو خلوت میں سلطان سے بیان کیا اور قرآن شریف
کی قسم کھا کر کہا کہ یہ بات بالکل صحیح ہے ۔ دوسرے دن اس
سلام کے لیے حاضر ہوئے ، تو قیصر خان اور الغ خان کو قید کر دیا
اور داورالملک جو کسی بہانہ سے باہر چلا گیا تھا ، گرفتار ہوا اور
ضیاء الملک اور خواجہ باہو[1] کو جو اس جماعت کی دوستی میں متہم تھے
قید کر لیا گیا ۔ [۲۰۸] ان کے سروں کو برہنہ کرکے اور ہاتھوں
باندھ کر دربار عام میں حاضر کیا ۔ اہل شہر نے ہجوم کرکے ان
گھروں کو لوٹ لیا ۔ ضیاء الملک نے اپنے گلے میں رسی ڈال کر عجز
زاری کا اظہار کیا ۔ باہو[2] نے پانچ لاکھ تنکہ (سکہ) کی رقم خون بہا
دستی قبول کی ۔ سلطان بہادر نے اس (سلطان سکندر) کا خون معاف کر
اور ان لوگوں کو آزاد کر دیا ۔ اس کی سلطنت فتنہ و فساد سے
و صاف ہو گئی[3] ۔

۹۳۳ھ/۱۵۲۶ء کے شروع میں سلاح داروں کی ایک جماعت کہ
میں ہزار آدمی تھے ، جمعہ کے دن داد خواہی کے لیے حاضر ہوئی کہ
تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں اور انھوں نے خطیب کو خطبہ پڑھنے سے روک
سلطان بہادر نے اپنی طبعی بردباری کی وجہ سے اس بات کو نظر انداز

۱، ۲۔ نولکشور ایڈیشن "خواجہ بالو" ۔
۳۔ فرشتہ ۲/۲۱۶ ۔

Marfat.com

دیا اور ان کی تنخواہوں کے دینے کا حکم فرمایا ۔ اس جماعت نے لطیف خاں کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور دوسروں کو بھی ورغلایا[1] ۔

اس موقع پر غازی خاں کی عرضی پہنچی کہ لطیف خاں مع فوج کے سلطان پور آ گیا ہے اور مخالفت کر رہا ہے ۔ میں اس کے مقابلہ کے لیے گیا ۔ لڑائی کے بعد عضدالملک اور محافظ خاں فرار ہو گئے ۔ رائے بھیم اپنے بھائیوں کے ہمراہ میدان جنگ میں مارا گیا ۔ لطیف خاں زخمی ہو کر گرفتار ہوا ۔ سلطان بہادر نے اس خبر کو سنتے ہی محب الملک اور امراء کی ایک جماعت کو بھیجا تا کہ وہ جہاں تک ہو سکے ، لطیف خاں کی تسلی و تشفی کرے اور اس کے زخموں کا علاج کرا کے حضور میں لائے چونکہ لطیف خاں بہت زیادہ زخمی ہو گیا تھا ، لہذا راستہ میں فوت ہو گیا اسے جاپانیر کے مضافات موضع ہالول میں سلطان سکندر کے پہلو میں دفن [۹۰۲] کر دیا گیا ۔ اسی سال نصیر خاں نے جس کا خطاب سلطان محمود تھا ، وفات پائی ۔ سلطان نے بھائیوں کے مزاروں پر وظیفہ داروں کی ایک جماعت مقرر کر دی ۔ ان کو روزانہ کچا اور پکا ہوا کھانا ملتا تھا[2] ۔

اسی سال یہ خبر پہنچی کہ مال کے راجا رائے سنگھ کو جب قیصر خاں کے قتل کی اطلاع ملی ، تو اس نے موقع پا کر قصبہ دہور کو غارت کر دیا ۔ قیصر خاں کے لڑکے ضیاء الملک کا بہت سا مال اس کے ہاتھ لگا ۔ اس خبر کے سننے میں بادشاہ مضطرب ہوگیا اور خود جانے کا ارادہ کیا ۔ تاج خاں نے کہا کہ سلطنت کے ابتدائی زمانہ میں اس قسم کے بہت سے حادثات ہوا کرتے ہیں ۔ ان باتوں سے حضور مطلق رنجیدہ نہ ہوں اگر بندہ کو یہ خدمت سپرد کر دی جائے ، تو اللہ کی عنایت اور حضور کے اقبال سے ان مفسدوں کو خوب سزا دوں ۔ سلطان نے فوراً اس کو خلعت دے کر ایک لاکھ سواروں کے ساتھ مال کے راجا رائے سنگھ کی تادیب کے لیے رخصت کیا ۔ تاج خاں مال کی ولایت میں داخل ہوا اور خرابی کا آغاز کیا ۔ رائے سنگھ نے از راہ عجز و انکسار شرف الملک کو کہ جو مظفری امیروں میں سے تھا ، عریضہ لکھا اور اپنی خطاؤں کی

۱- فرشتہ ۲/۲۱۶ ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۱۶ ۔

Marfat.com

معافی کا خواستگار ہوا ۔ چونکہ اس کی خطا معاف نہیں ہوئی ، اس لیے تاج خاں نے مال کی ولایت میں داخل ہو کر غارت گری شروع کر دی اور بربادی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ۔ رائے سنگھ نے ایک اچھا ٹھکانا سنبھالا اور جنگ کو تیار ہوگیا ۔ تاج خاں نے بھی تیاری کی اور جنگ شروع کر دی (رائے کے) بہت سے آزمودہ کار آدمی مارے گئے ۔ مسلمانوں کا صرف ایک آدمی قتل ہوا ۔ تاج خاں نے مال کی ولایت میں ایک ماہ قیام کیا اور اس کے بعد سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا[۱] [۲۱۰]

ماہ ربیع سنہ مذکور (۹۳۳ھ/۱۵۲۶ء) میں سلطان بہادر شکار کے لیے روانہ ہوا ۔ اس وقت کنبایت کی رعایا کی ایک جماعت نے وہاں کے عامل کے مظالم کی داد خواہی چاہی ۔ سلطان نے تاج خاں کو ان حدود کے انتظام کے لیے تعینات کیا اور کنبایت کے داروغہ کی معزولی کا حکم دیا اور خود (سلطان) جاپانیر کے نواح میں پہنچا ۔ رانا سانگا کا لڑکا رائے سنگھ حاضر ہوا ۔ وہ چند روز خدمت میں رہا ، شاہی التفات و عنایات سے خوش ہوا اور اسے جانے کی اجازت ملی[۲] ۔

۹۳۴ھ/۲۸-۱۵۲۷ء میں ولایت ایدر و باگر کی فتح کا ارادہ کیا اور تھوڑی سی مدت میں فتح کرکے جاپانیر کو واپس ہوا ۔ قلعہ بھروچ کی تعمیر کے لیے تنہا روانہ ہوا اور وہاں سے فارغ ہو کر کنبایت چلا گیا اتفاق سے ایک روز دریا کے کنارے سیر کر رہا تھا کہ اچانک بندر دیپ سے ایک جہاز آیا ۔ جہاز کے لوگوں نے خبر دی کہ فرنگیوں کے ایک جہاز کو ہوا نے دیپ پہنچا دیا ۔ قوام الملک نے جہاز کے سامان پر قبضہ کرکے فرنگیوں کو غلام بنا لیا ہے ۔ اس خبر کو سن کر افطار کے بعد خشکی کے راستہ سے وہ دیپ روانہ ہوا ۔ قوام الملک استقبال کے لیے آیا اور فرنگیوں کو پیش کیا ۔ سلطان بہادر نے فرنگیوں کو اسلام کی دعوت دی ۔ بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا اور واپس چلا آیا[۳] ۔

اسی سال آسیر کے حاکم عادل خاں کا خط پہنچا ۔ وہ سلطان بہادر کا

۱۔ فرشتہ ۲/۲۱۶ ۔
۲۔ فرشتہ ۲/۲۱۶ ۔
۳۔ فرشتہ ۲/۲۱۶ ۔

Marfat.com

بھیجا تھا ۔ مضمون یہ تھا کہ چونکہ عماد الملک کاویلی نے مجھ سے باجزالہ التجا کی ہے کہ نظام الملک بحری اور مدبر مدری[1] نے زبردستی علاقہ کاویل میں اپنا دخل کر لیا ہے ۔ میں عماد الملک کی مدد و کمک کے لیے گیا ۔ [۲۱۱] سخت جنگ ہوئی ۔ میں نے ایک جماعت کو سامنے سے ہٹا دیا ۔ نظام الملک بحری نے کمین گاہ سے نکل کر عماد الملک پر حملہ کیا اور اس کو شکست دی اور میرے تین سو ہاتھی غنیمت کے طور پر لے گیا ۔ اب میں حضور کے کرم پر بھروسہ کرکے حاضر ہوا ہوں ۔ جو حکم عالی ہوگا اس میں میری عین بہبودی ہوگی ۔ قلعہ ماہور پر جو کاویل کا سب میں بڑا قلعہ ہے ، ظلم سے قبضہ کر لیا ۔ شاہی حکم ہوا کہ گزشتہ سال عماد الملک کا عریضہ آیا تھا اور نہروالہ کے حاکم ملک عین الملک نے حسب الحکم جا کر فریقین میں صلح کرا دی تھی ۔ چونکہ اس مرتبہ ابتدا نظام الملک کی جانب سے ہوئی ، اس لیے اس اصول پر کہ ابتدا کرنے والا ظالم ہوتا ہے ، وہ ظالم ہے اور عماد الملک مظلوم اور مظلوم کی مدد کرنا ہمت کریمانہ پر فرض ہے[2] ۔

ماہ محرم ۹۳۵ھ/۱۵۲۸ء میں دکن کی تسخیر کے قصد سے بے شمار لشکر کے ساتھ روانہ ہوا ۔ قصبہ بڑودہ میں قیام کیا اور مدت تک اس نواح میں فراہمی لشکر کی غرض سے ٹھہرا رہا ۔ سال مذکور کے درمیان میں ٹھٹہ کے حاکم جام فیروز نے ارغونوں کے غلبہ کی وجہ سے ترک وطن کرکے سلطان بہادر کی خدمت میں پناہ لی ۔ سلطان (بہادر) نے جام فیروز کے حال پر مہربانی فرما کر بارہ لاکھ تنکہ (سکہ) اس کی ذات کے خرچ کے لیے مقرر فرمایا اور وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تمھارا موروثی ملک مغلوں (ارغونوں) سے آزاد کرا کر تم کو دے دیا جائے گا ۔

جب بہادر شاہی شوکت و اقبال اور شہنشاہی انعام کی خبر تمام دنیا میں پھیلی ، تو قریب و بعید کے راجاؤں نے اس کے مقربین سے [۲۱۲] رجوع کیا ۔ گوالیر کے راجا کا بھتیجا ، پوربیہ (راجپوتوں) کی ایک جماعت

1۔ قاسم برید ترک بیدری (فرشتہ ۲/۲۱۶) ۔
2۔ فرشتہ ۲/۲۱۶ - ۲۱۷ ۔

Marfat.com

کے ساتھ آیا اور خاص ملازمین میں شامل ہوگیا ۔ رانا سالکا کا بھ
بنسرین[1] پرتھی راج چند معتبر راجپوتوں کے ہمراہ آ کر بہادر شاہ ملاز
میں داخل ہوگیا ۔ دکن کے بعض سرداروں نے بھی آ کر بادشاہ کے حض
میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کی اور اور وہ سب اپنے حوصلہ
مطابق شاہانہ انعامات سے سرفراز ہوئے[2] ۔

جب جاپانیر کے نواح میں زیادہ مدت گزر گئی ، تو عماد الملک
اپنے لڑکے جعفر خاں[3] کو بادشاہ کے حضور میں بھیجا اور عرض گزار
کہ نظام الملک بھری غرور و تکبر کی وجہ سے صلح کے لیے تیار
ہے ۔ اگر (سلطان) ایک مرتبہ دکن کی سیر کے لیے تشریف لے آئیں ،
بندہ کا مقصد پورا ہو جائے ۔ سلطان نے اس کی درخواست منظور فرما
دکن کی روانگی کا ارادہ کر دیا ۔ اسی دوران میں جعفر خاں کی عرضی
کہ اگر حکم عالی ہو ، تو شہر احمد آباد و خطہ کنبایت کی سیر کر
بہت جلد حاضر خدمت ہو جاؤں ۔ اس کی درخواست منظور کی گ
جعفر خاں کنبایت پہنچا ہی تھا کہ اس کو خبر ملی کہ سلطان نے
کے ارادہ سے احمد آباد سے کوچ کرکے قصبہ درلوہی میں نزول فر
ہے ۔ جعفر خاں قصبہ مذکور میں پہنچ کر حاضر خدمت ہوا ۔ سلط
کچھ عرصہ وہاں قیام کرکے احمد آباد واپس آ گیا ۔ برسات وہاں گزاری

(سلطان) ۹۳۷ھ/۳۱ - ۱۵۳۰ء میں باکر و ایدر کی طرف متوجہ
موضع خانپور سے خداوند خاں اور عماد الملک کو آراستہ لشکر اور بہت
ہاتھیوں کے ساتھ باکر بھیجا [۲۱۳] اور خود کنبایت کی طرف متوجہ
ایک دن کنبایت میں گزارا ، پھر جہاز میں بیٹھ کر دیپ کا قصد کیا
چند جہاز جو اطراف کے بندر گاہوں سے وہاں پہنچے تھے ، ان کا
سامان (از قسم پارچہ) اور جو کچھ ان جہازوں میں تھا ، خرید لیا
کار خانوں میں داخل کر دیا ۔ اس میں ایک ہزار اور چھ سو من لو د

۱- بھرون بن برتھی راج (فرشتہ ۲/۲۱۷) ۔
۲- فرشتہ ۲/۲۱۷ ۔
۳- خضر خاں (فرشتہ ۲/۲۱۷) ۔
۴- فرشتہ ۲/۲۱۷ ۔

Marfat.com

لاب تھا اور اس رومی جماعت پر جو مصطفیٰ رومی کے ساتھ آئی تھی ،
نی مہربانی ہو سکتی تھی ، فرمائی ۔ ان لوگوں کے (ٹھہرنے کے لیے)
انات مقرر فرمائے ۔ ملک ایاز سے غریبوں کی سفارش کر کے (سلطان)
پس آ گیا[1] ۔

جب (سلطان) منزلیں طے کرتا ہوا جاپانیر پہنچا ، تو عمر خاں ،
ب خاں ، قاضی خاں اور سلطان ابراہیم کے امراء کی ایک جماعت کہ جو
ضرت فردوس مکانی (بابر بادشاہ) کے خوف سے گجرات میں پڑی ہوئی تھی،
لطان کی) خدمت میں حاضر ہوئی اور ان لوگوں نے اعلیٰ مراتب پائے ۔
ے روز تین سو زربفت کی قبائیں ، پچپن گھوڑے اور کئی لاکھ لقد تنکہ
نکہ) اس جماعت کو عنایت فرمائے ، ان کی دل جوئی کی اور خود مہراسہ
طرف روانہ ہوا ۔ جب مہراسہ پہنچا ، تو خداولد خاں اور دوسرے
لدار حاضر خدمت ہوئے ۔ وہ متواتر کوچ کرتا ہوا باکر آیا ۔ جس قدر
سکا اس ولایت کا انتظام کیا ۔ ہر جگہ اپنے تھالیدار مقرر کیے ۔ باکر کا
ا پرس رام مجبور ہو کر حاضر خدمت ہوا ۔ اس کا لڑکا اسلام کی عظمت
قائل ہو گیا اور وہ سلطان بہادر کے حضور میں مسلمان ہوا ۔ جکا[2] نے
پرس رام کا بھائی تھا اور مفسدوں کی جماعت کے ساتھ جنگلوں اور
ڑوں میں گھوم رہا تھا ، اپنی جان کے خوف سے رتن سین بن رانا سانگا
پاس جا کر پناہ لی ۔ اس کو اپنی ملازمت کا وسیلہ بنایا ۔ اتفاق سے
طان بہادر شکار کے لیے بالسوالہ میں آیا ہوا تھا ۔ رتن سین بن رانا سانگا
[۲۱۴] عجز و انکسار کے ساتھ ایلچی بھیجا اور جکا کی خطاؤں کی معافی
ہی ۔ سلطان بہادر نے اس کی درخواست کو قبول فرما کر جکا کو طلب
۔ موضع دکھیات کرجی میں (سلطان نے) ایک عالی شان مسجد بنوائی ۔
ی قصبہ کو پرتھی راج کے سپرد کیا اور باکر کی باقی ولایت کو
ھی راج اور جکا میں برابر تقسیم کر دیا[3] ۔

(سلطان نے) چند روز وہاں شکار کی غرض سے قیام کیا کہ جاسوسوں

فرشتہ ۲/۲۱۷ ۔
چکا (فرشتہ ۲/۲۱۷) ، جنکا ، نولکشور اڈیشن ۔
فرشتہ ۲/۲۱۷ - ۲۱۸ ۔

Marfat.com

نے یہ خبر پہنچائی کہ سلطان محمود خلجی نے کہ جو سلطان مرحوم مظفر شاہ کا احسان مند ہے ، مندو کے شقدار اور حاکم شرزہ خان کو بھیج کر ولایت چتور کے بعض قصبات کو تاراج کرا دیا ہے ۔ رتن سین بن رانا سانگا فوج جمع کرکے لے گیا ۔ اس نے موضع سہلہ اور بلا بھیت[1] کو تاراج کر دیا اور اجین میں سلطان محمود خلجی کے مقابلہ پر آ گیا ہے رتن سین کے ایلچی نے آ کر استدعا کی کہ حضرت سلطان (بہادر) سلطان محمود (خلجی) کو منع کریں کہ بلاوجہ سلسلہ عداوت کی تحریک نہ کریں ۔ اس دوران میں خبر آئی کہ سلطان محمود خلجی اجین سے سارنگ پور گیا اور سلہدی پوربیہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے اپنے ساتھ لایا تھا اور سلہدی اس کے ارادہ سے واقف ہو کر سکندر خاں[2] میواتی کے ہمراہ ولایت چتور کو چلا گیا اور وہاں رتن سین بن رانا سانگا سے پناہ چاہی ۔ وہاں سے سکندر خاں اور بھوپت بن سلہدی شاہی خدمت میں آ رہے ہیں ۔ ستائیس جمادی الاولی سنہ مذکور (۹۳۴ھ/۳۱ - ۱۵۳۰ء) کو سکندر خاں اور بھوپت خاں حاضر خدمت ہوئے ۔ سلطان بہادر نے زربفت اور ستر گھوڑے ان کو انعام میں دے کر ان کی دل جوئی کی[3] ۔ [۲۱۵]

جب سلطان محمود کو سکندر خاں اور بھوپت کے جانے کی اطلاع ہوئی ، تو اس نے دریا خاں کو بطور سفارت بھیج کر یہ پیغام ارسال کیا کہ میں حضور کی ملاقات کا ارادہ رکھتا ہوں ، لیکن بعض موانع کی وجہ سے اس سعادت سے محروم رہا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مرتبہ آنحضرت کی ملاقات کا شرف حاصل کروں گا ۔ سلطان بہادر نے دریا خاں سے کہا کہ کئی مرتبہ سلطان محمود کی ملاقات کی خبر خوش خبری سننے میں آئی ہے اگر سلطان محمود ملاقات کے لیے آئے ، تو اس کے پاس سے بھاگے ہوئے لوگوں کو میں ہرگز پناہ نہ دوں گا ۔ سلطان محمود کے ایلچی پر نوازش فرما کر اسے رخصت کر دیا اور پھر اس نے بانسوالہ کا ارادہ کیا ۔ جب

۱- بھلابھت ، نولکشور ایڈیشن ۔
۲- ولد سکندر خاں میواتی (فرشتہ ۲/۲۱۸) معین خاں ولد سکندر خاں میواتی (ذکاء اللہ ، گجرات ، ص ۱۱۵) ۔
۳- فرشتہ ۲/۲۱۸ ۔

Marfat.com

وہ کنبایت کرجی پہنچا تو رتن سین اور سلہدی حاضر خدمت ہوئے۔ سلطان نے پہلے دن تیس ہاتھی[1] اور ایک ہزار پانچ سو زربفت کے خلعت ان کو عنایت فرمائے۔ چند روز کے بعد رتن سین نے چتور جانے کی اجازت حاصل کی۔ سلہدی سلطان کی خدمت میں رہ گیا[2]۔

سلطان بہادر، سلطان محمود خلجی کے وعدہ کے مطابق اس کی ملاقات کے لیے سنبلہ کی جانب متوجہ ہوا اور یہ طے کیا گیا کہ اگر سلطان محمود آتا ہے، تو اس کی ضیافت و مہمان نوازی کے لوازم بجا لانے کے بعد کنبایت اور دلولہ تک جاؤں گا اور پھر سلطان محمود کو رخصت کرکے (اپنے) دارالحکومت کو واپس چلا جاؤں گا۔ اس منزل پر محمد خان آسیری حاضر خدمت ہوا۔ جب وہ موضع سنبلہ پہنچا، تو دس روز تک سلطان محمود کا انتظار کیا۔ اس کے بعد دریا خاں نے پھر سلطان محمود کے پاس سے آ کر کہا کہ سلطان شکار میں گھوڑے سے گر گئے ہیں اور ان کا داہنا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے۔ اب اس حالت میں آنا مناسب نہیں ہے۔ سلطان بہادر نے کہا کہ وہ چند مرتبہ وعدہ [۲۱۶] خلاف کر چکے ہیں۔ اگر وہ نہ آئیں، تو ہم چلیں۔ دریا خاں نے عرض کیا کہ چاند خاں بن سلطان مظفر، سلطان محمود کے پاس ہے۔ اگر سلطان آئیں اور آپ چاند خاں کو طلب کریں، تو اس (چاند خاں) کا دینا بہت مشکل ہے اور اس کے رکھنے سے بھی معذوری ہے۔ دراصل سلطان کے نہ آنے میں یہی رکاوٹ ہے۔ سلطان محمود نے کہا کہ ہم چاند خاں کے طلب کرنے سے خود کو باز رکھتے ہیں۔ سلطان محمود سے کہیے کہ جلد آئیں۔ جب سلطان محمود کا ایلچی رخصت ہوا، تو سلطان بہادر بہادر شاہ آہستہ آہستہ منزلیں طے کرتا تھا اور سلطان محمود کا راستہ دیکھتا تھا۔ جب وہ دیبال پور پہنچا، تو معلوم ہوا کہ سلطان محمود کا یہ ارادہ ہے کہ اپنے بڑے لڑکے کو سلطان غیاث الدین کا خطاب دے کر قلعہ مندو بھیج دے اور خود قلعہ سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین ہو جائے اور وہ ملاقات کا ارادہ نہیں رکھتا ہے سلطان محمود کے بعض امراء جو اس کے نامناسب برتاؤ کی وجہ سے اس

۱۔ فرشتہ (۲۱۸/۲) میں ''اسپ بسیار'' بھی ہے۔
۲۔ فرشتہ ۲۱۸/۲۔

Marfat.com

سے رنجیدہ تھے ، حاضر خدمت ہوئے ۔ ان میں سے بعض نے یہ عرض کیا کہ سلطان محمود خوش اسلوبی سے جانہ کر رہا ہے اور مطلق اپنے اختیار سے ملاقات نہیں کرے گا ۔ شاہی لشکر فوراً قلعہ کے محاصرہ میں مشغول ہو جائے[1] ۔

سلطان بہادر نے وہاں سے کوچ کر کے سود پور میں منزل کی ۔ اس منزل پر شرزۃ الملک قلعہ مندو سے بھاگ کر آیا اور حاضر ہوا ۔ دوسرے روز صبح کو (سلطان بہادر نے) وہاں سے کوچ کر کے موضع دلاورہ میں لشکر ٹھہرایا ۔ جب لعلچہ پہنچا ، تو شاہی محاصرہ کے لیے تعینات ہوا ۔ پھر خان آسیری بجانب مغرب شاہ پور کے مورچہ پر نامزد ہوا اور الغ خان کو بھیل پورہ بھیجا ۔ پوربیہ جماعت کو سہلوانیہ بھیجا اور خود موضع محمود پور میں محلوں میں قیام کیا ۔ بتاریخ ۹ شعبان[2] ۹۳۷ھ/۱۵۳۱ء [۲۱۷] صبح صادق کے وقت بہادر شاہی علم قلعہ مندو کے افق پر ظاہر ہوئے ۔ اسی وقت چاند خان بن سلطان مظفر نے قلعہ سے نکل کر راہ فرار اختیار کی ۔ سلطان محمود تھوڑی سی مسلح فوج کے ساتھ مقابلہ پر آیا ۔ اس نے جب اپنے میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی ، تو اپنے متعلقین کو قتل کرنے کے لیے محل میں گیا ۔ سلطان بہادر کے لشکر نے محل کے اطراف کا محاصرہ کر لیا اور وہ لٹ گیا اور پیغام بھیجا کہ اہل محل اور امراء کو امان ہے ۔ کوئی شخص کسی کے مال یا آبرو پر ہاتھ نہیں ڈالے گا ۔ بعض ہوا خواہوں نے سلطان محمود کو متعلقین کے قتل کرنے سے باز رکھا اور انھوں نے کہا کہ بادشاہ گجرات کتنی ہی بے مروتی کرے ، لیکن اس کی مروت دوسروں کے مقابلہ میں پھر بھی زیادہ ہوگی اور ظن غالب یہ ہے کہ اپنے والد کے طریقہ کا احیاء کرکے مالوہ کی ولایت سلطان (محمود خلجی) کے سپرد کر دے گا ۔ اسی دوران میں سلطان بہادر لعل محل کے بالا خانہ پر پہنچا اور ایک شخص کو سلطان محمود کے پاس بھیجا ۔ سلطان محمود اپنے سات امیروں کے ہمراہ آیا ۔ سلطان بہادر نے عزت و احترام کیا ، بغل گیر ہوا اور اس کی دلدہی کی ۔ جب گفتگو شروع ہوئی

۱- فرشتہ ۲/۲۱۸ ۔
۲- ۲۹ شعبان ۹۳۷ھ/۱۵۳۱ء (فرشتہ ۲/۲۱۸) ۔

Marfat.com

تو سلطان محمود نے گفتگو میں کسی قدر سختی کا مظاہرہ کیا ۔ سلطان بہادر اس طرز عمل سے مکدر ہوا ۔ مجلس پر خاموشی چھا گئی ۔ سلطان محمود کو مع فرزادوں کے قید کرکے جاپانیر بھیج دیا اور خود مندو میں مقیم ہو گیا ۔ اکثر امراء کو جاگیروں پر گجرات بھیج دیا[۱] ۔

(سلطان بہادر) برسات کے بعد برہان پور اور آسیر کی سیر کے لیے گیا ۔ وہاں نظام الملک دکنی حاضر ہوا ۔ اس کو محمد شاہ کا خطاب دیا اور پھر مندو واپس آ گیا ۔ اس دوران میں معلوم ہوا کہ سلہدی اس وجہ سے حاضر ہوتا نہیں چاہتا کہ سلطان محمود خلجی کے زمانے میں مسلمان عورتوں کو بلکہ سلطان ناصر الدین کی بعض بیگمات کو اس نے اپنے گھر میں بند کر لیا تھا ۔ سلطان بہادر نے کہا کہ چاہے وہ آئے یا نہ آئے ، اب ہم پر یہ عین فرض ہے [۲۱۸] کہ مسلمان عورتوں کو کفر کی ذلت اور غلامی کی خواری سے نجات دلائیں اور اس (کافر) کو پوری طرح سزا دیں۔

مقبل خاں کو جاپانیر بھیجا کہ وہاں پہنچ کر قلعہ کی نگہبانی کرے اور اختیار خاں کو لشکر ، توپ خانہ اور خزانہ کے ساتھ ہمارے پاس بھیج دے ۔ اختیار خاں ایک بڑے لشکر کے ساتھ ۱۰ ربیع الاخر ۹۳۸ھ/۱۵۳۱ء کو قصبہ دھار میں حاضر ہوا ۔ سلطان بہادر گجرات جانے کی شہرت کو نظر انداز کرکے مندو گیا تا کہ وہاں سامان (مہیا) کرکے گجرات جائے ۔ اختیار خاں کو مندو کی حکومت پر چھوڑ کو پانچویں جمادی الاولیٰ (۹۳۸ھ/۱۵۳۱ء) کو نعلچہ میں جا کر قیام کیا اس دوران میں بھوپت ولد سلہدی نے عرض کیا کہ حضور دارالحکومت گجرات کا ارادہ رکھتے ہیں ، اگر مجھے اجین جانے کی اجازت دے دی جائے تو میں سلہدی کو اطمینان و تسکین دلا کر حاضر خدمت کروں ۔ سلطان نے نہایت احتیاط کے ساتھ (مصلحت کی بنا پر) اس کو رخصت دے دی اور خود بھی متواتر کوچ کرکے اجین کی طرف متوجہ ہوا پندرھویں ماہ مذکور (جمادی الاولیٰ ۹۳۸ھ/۱۵۳۱ء) کو قصبہ دھارا پہنچا ۔ لشکر کو وہاں چھوڑ کر نجید شکار کے لیے دیبال پور بنہرہ اور سعدل پور گیا ۔ سلہدی نے یہ خبر

۱۔ فرشتہ ۲/۲۱۸ - ۲۱۹ ۔

Marfat.com

سن کر بھوپت کو اجین میں چھوڑا اور خود حاضر خدمت ہوا۔ امیر نصیر نے کہ جو سلہدی کے بلانے کے لیے گیا تھا ، تنہائی میں عرض کیا کہ میں سلہدی کو کنایت اور ایک کروڑ نقد کے وعدہ پر دھوکا دے کر لایا ہوں ۔ وہ اطاعت کے لیے آمادہ نہیں ہے ۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ قلعہ کو چھوڑ کر میوار کی طرف چلا جائے ۔ اب اگر اس نے اجازت حاصل کر لی ، تو پھر اس کا دیکھنا محال ہے ۔ سلطان بہادر رسول پور سے دھارا کی طرف روانہ ہوا اور اپنے امیروں اور مقربین سے سلہدی کو گرفتار کرنے کی گفتگو کی ۔ جب لشکر کے قریب پہنچا ، [۹۳۷] تو لشکر کو باہر چھوڑ کر قلعہ دھار میں داخل ہوا اور سلہدی کو بھی اپنے ہمراہ لے گیا ۔ جب سلطان قلعہ میں پہنچا ، تو موکلوں نے آ کر اس (سلہدی) کو دو پوربیوں کے ساتھ گرفتار کر لیا ۔ اسی اثناء میں سلہدی کے ایک خاص خادم نے فریاد کی اور (اپنے) خنجر پر ہاتھ ڈالا ۔ سلہدی نے کہا کہ کیا مجھے قتل کرانا چاہتا ہے ۔ اس آدمی نے کہا کہ تمہارے لیے ہی یہ کر رہا ہوں ۔ اگر میرے اس فعل سے تم کو نقصان پہنچتا ہے ، تو میں یہ (خنجر) خود کو مارے لیتا ہوں تا کہ تم کو قید میں نہ دیکھوں اور جمدھر اپنے شکم کے نیچے کے حصہ میں مار کر واصل جہنم ہوا ۔ جب سلہدی کے گرفتار ہونے کی خبر مشہور ہوئی ، تو شہر کے لوگوں نے سلہدی کے ڈیرہ (کیمپ) کو لوٹ لیا ۔ بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا ۔ ہاتھی گھوڑے اور اس کا سامان سلطان کی سرکار میں ضبط ہو گیا ۔ جو تلواروں سے بچ گئے ، وہ فرار ہو کر بھوپت کے پاس پہنچے ۔

آخری دن سلطان بہادر نے عماد الملک کو بھوپت کے سر پر تعینات کیا اور خداوند خان کو لشکر کے ہمراہ چھوڑ کر صبح کو خود بھی اجین کا ارادہ کر لیا ۔ عماد الملک نے کہا کہ میرے آنے سے پہلے سلہدی کے گرفتار ہونے کی خبر بھوپت کو پہنچ گئی اور وہ بھاگ کر چتور کی طرف چلا گیا ۔ سلطان بہادر نے اجین کی حکومت دریا خان کو عنایت فرمائی ۔ (دریا خان) مالوہ کا پرانا امیر تھا اور پہلے سلطان کی خدمت میں سفارت پر آیا تھا ۔ سلطان خود سارنگ پور کو چلا گیا اور سارنگ پور کو ملو خان بن ملو[1] خان کے سپرد کر دیا کہ جو سلطان مظفر کے زمانہ میں

۱- ملو خان بن للو خان (ذکاء اللہ ۔ گجرات ، ص ۱۲۰) ۔

Marfat.com

مندو سے آ کر ملازم ہوا تھا ۔ شیر خاں کے دوران حکومت میں اس نے اپنا خطاب قادر شاہ کر لیا تھا اور اس ملک میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوانا اور سکہ چلاتا تھا ۔ چنانچہ عنقریب اس کا کچھ حال لکھا جائے گا ۔ [۲۲۰]

اشتہ کے حاکم حبیب[۱] خاں کو آشتہ کی طرف روانہ کیا اور خود بھیلسہ اور رائے سین کا ارادہ کیا ۔ حبیب خاں نے جا کر پوربیوں کی بڑی جماعت کو قتل کرا دیا اور آشتہ پر قبضہ کر لیا ۔ جب سلطان بھیلسہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ اٹھارہ سال ہوئے کہ اسلام کے آثار اس علاقہ سے ختم ہو چکے ہیں اور کفر چھا گیا ہے ۔ اس منزل پر جاسوسوں نے سلطان کو اطلاع دی کہ چونکہ بھوپت ولد سلہدی چتور چلا گیا ، اس لیے سلہدی کے بھائی لکھمن سین نے رائے سین کے قلعہ کو مستحکم کر لیا ہے اور جنگ کا انتظام کر رہا ہے اور چتور سے کمک آنے کا منتظر ہے[۲] ۔

سلطان بہادر نے دو تین روز تک اس قصبہ میں مساجد اور عمارات خیر کی تعمیر کی غرض سے قیام کیا ۔ ساتویں جمادی الاخریٰ سنہ مذکور (۹۳۸ھ/۱۵۰۲ء) کو کوچ کرکے رائے سین سے دو کوس پر دریا کے کنارے پہنچا ۔ بدھ کے دن صبح کے وقت آٹھویں تاریخ ماہ مذکور (جمادی الاخریٰ ۹۳۸ھ/۱۵۰۲ء) فتح کا نقارہ بجا دیا اور رائے سین میں شاہی خیمہ لگ گیا ۔ ابھی لشکر نہیں آیا تھا کہ پوربیہ راجپوت دو فوجیں بنا کر قلعہ سے نکلے ۔ سلطان بہادر نے چند آدمیوں کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور دو تین آدمیوں کے کمر سے دو دو ٹکڑے کر دیے ۔ گجرات کی فوج متواتر پیچھے سے پہنچنے لگی اور کافروں کے بھیجے نکال دیے ۔ پوربیوں نے سلطان بہادر کی شجاعت و بہادری سے اپنے کان پکڑ لیے اور قلعہ میں پناہ لی ۔ سلطان بہادر نے لشکر کو جنگ سے منع کر دیا ، دوسرے دن کے لیے جنگ ملتوی کر دی اور دوسرے روز وہاں سے کوچ کر دیا ۔ قلعہ کو مرکز بنا کر درمیان میں لے لیا ۔ مورچے تقسیم [۲۲۱] کرنے کے بعد ساباط کی بنیاد ڈالی ۔ کچھ ہی عرصہ میں ساباط اہل قلعہ کو نظر آنے لگے ۔

۱- فرشتہ ۲/۲۲۰ ۔
۲- فرشتہ ۲/۲۲۰ ۔

Marfat.com

سلطان نے خود اس جگہ پہنچ کر رومی خان کو توپ خانہ والوں کے پاس چھوڑا اور اپنی منزل پر واپس آ گیا ۔ رومی خان نے توپ کی ضربات سے قلعہ کے دو برج گرا دیے اور دوسری طرف بھی نقب لگا کر آگ لگا دی۔ اس طرف سے چند گز دیوار گر گئی ۔ سلہدی نے پوربیوں کی خرابی اور دشمن کی قوت دیکھ کر پیغام بھیجا کہ بندہ مسلمان ہونا چاہتا ہے ۔ اس کے بعد اگر اجازت ہوگی تو اوپر جا کر قلعہ کو خالی کر دیا جائے گا اور بادشاہ کے سپرد کر دیا جائے گا ۔ سلطان اس خبر سے مسرور ہوا۔ سلہدی کو اپنے حضور میں طلب کیا ۔ اس کو کلمہ توحید پڑھایا ۔ جب سلہدی مسلمان ہو گیا ، تو اس کو خاص خلعت دیا ۔ مطبخ سے طرح طرح کے کھانے منگوا کر کھلائے اور سلہدی کو اپنے ہمراہ قلعہ کے نیچے لے گیا ۔ سلہدی نے اپنے بھائی لکھمن کو بلا کر کہا کہ چونکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور سلطان بہادر کچھ ہم جنس (ہم مذہب) ہونے کی وجہ سے اور کچھ اپنی عالی ہمتی کی بنا پر مجھ کو اعلیٰ مرتبہ پر فائز کرے گا، لہٰذا اب مناسب یہ ہے کہ قلعہ سلطان کے ملازمین کے سپرد کر دیا جائے اور ہم کمر ہمت مضبوط باندھ کر سلطان کے حضور میں رہیں ۔ اس کے بھائی نے اس سے خفیہ طور پر کہا کہ اب ان کے مذہب (اسلام) میں تیرا قتل کرنا جائز نہیں ہے ۔ بھوپت ، رانا کو چار ہزار آدمیوں کے ساتھ کمک پر لا رہا ہے ۔ ایک کام کرنا چاہیے کہ چند روز اور قلعہ کا سپرد کرنا ملتوی رکھو ۔ سلہدی نے اس رائے کی تعریف کی اور سلطان سے کہا کہ آج کی اجازت دی جائے، کل دوپہر کے بعد قلعہ کو خالی کرکے سلطان کے ملازمین کے حوالے کر دے گا[۱] ۔

سلطان بہادر وہاں سے اپنی منزل پر چلا آیا ۔ دوپہر تک منتظر رہا ۔ جب مقررہ وقت گزر گیا ، تو سلہدی نے پھر عرض کیا اگر بندہ کو حکم ہو ، تو میں قلعہ کے نزدیک پہنچ کر حالات معلوم کروں اور صورت [۲۲۲] (حال) عرض کروں ۔ سلطان بہادر نے سلہدی کو اپنے معتبر آدمیوں کے سپرد کرکے قلعہ کے نزدیک بھیج دیا ۔ سلہدی گرے ہوئے برجوں کے قریب گیا اور اس قوم کو نصیحت کرنی شروع کی کہ اے

۱- فرشتہ ۲/۲۲۰ ۔

Marfat.com

غافل راجپوتو ! سلطان سے ہوشیار رہو کہ سلطان بہادر اس مورچہ سے داخل ہو کر تم کو قتل کر دے گا ۔ اس کی غرض یہ تھی کہ وہ ان (ٹوٹے ہوئے) برجوں کو فوراً تیار کریں ۔ لکھمن نے جواب نہیں دیا ۔ سلہدی فرار ہو کر واپس چلا آیا ۔ لکھمن نے رات دو ہزار پوربیوں کو سلہدی کے لڑکے کے ہمراہ کرکے لہالہ بھوپت پر بھیج دیا ۔ سلہدی کے لڑکے نے جا کر جنگ کی ۔ گجرات کی سپاہ نے انسانی طاقت سے کہیں زیادہ بہادری دکھائی ۔ بہت سے راجپوت مارے گئے اور سلہدی کے لڑکے کا سر دوسرے راجپوتوں کے سروں کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں بھیج دیا گیا[1] ۔ جب سلہدی کو اپنے لڑکے کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی ، تو اس کے ہوش جاتے رہے ۔ سلطان بہادر سارے معاملہ سے آگاہ تھا ۔ اس نے سلہدی کو برہان الملک کے سپرد کر دیا کہ وہ اس کو قلعہ مندو میں قید رکھے ۔ اسی دوران میں خبر پہنچی کہ بھوپت ولد سلہدی ، رانا کو چتور سے لے کر کمک لا رہا ہے ۔ چونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ سلطان تنہا آیا ہے ، لہذا رانا بہادرانہ انداز میں کوچ کرتا ہوا آ رہا ہے ۔ سلطان نے کہا کہ اگرچہ تنہا آیا ہوں ، لیکن قرآن کی رو سے ایک مسلمان دس کافروں کے لیے کافی ہوتا ہے ۔ اس خبر کو سن کر سلطان غضب ناک ہو گیا ۔ اس نے فوراً برہان پور کے حاکم محمد خاں اور عماد الملک سلطانی کو ان کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا ۔ محمد خاں اور عماد الملک جب قصبہ سربر پہنچے ، تو خبر آئی کہ رانا اور بھوپت قصبہ کھیرار[2] پہنچ گئے ہیں ۔ محمد خاں اور عماد الملک جنگ کے ارادہ سے فوج کو آراستہ کرکے روانہ ہوئے ۔ جب کھیرار کے نزدیک [۲۲۳] پہنچے ، تو پورن مل ولد سلہدی مع دو ہزار پوربیہ راجپوتوں کے وہاں ظاہر ہوا ۔ محمد خاں جنگ کی طرف متوجہ ہوا ۔ پورن مل بغیر لڑے ہوئے بھاگ گیا ۔ چند پوربئے قید ہو گئے ۔ محمد خاں اور عماد الملک نے عرضداشت بھیجی کہ پورن مل ولد سلہدی فرار ہو کر رانا کے پاس چلا گیا ہے ۔ اور رانا قریب آ گیا ہے اگرچہ اس کی فوج بے انداز ہے ، لیکن تائید الٰہی اور اقبال شاہی پر بھروسہ کرکے ہم اپنی کوششوں میں کمی نہیں کریں گے[3] ۔

۱- فرشتہ ۲/۲۲۰ ۔
۲- کھیرلہ (فرشتہ ۲/۲۲۱) ۔
۳- فرشتہ ۲/۲۲۱ ۔

Marfat.com

سلطان (بہادر) اس عرضی کے پہنچنے کے بعد اختیار خاں اور دوسرے امیروں کو محاصرہ پر چھوڑ کر خود دن رات یلغار کرتا ہوا مالوہ کے ستر کوس طے کرکے بجلی کی طرح کھیرار کے نواح میں پہنچ گیا ۔ محمد خاں کچھ فاصلہ پر استقبال کے لیے آیا اور سلطان کو اپنی منزل پر لے گیا ۔

رانا اور بھوپت کے جاسوس خبر لے گئے کہ رات سلطان بہادر لشکر میں آ گیا ہے اور اس کے پیچھے مور و ملخ کی طرح فوجیں مسلسل آ رہی ہیں ۔ رانا اس خبر کو سن کر ایک منزل پیچھے ہٹ گیا ۔ صبح کو سلطان بہادر کھیرار سے کوچ کرکے ایک منزل آگے بڑھا ۔ اس منزل پر دو راجپوت ایلچی کے طور پر معلومات کے لیے آئے اور رانا کا یہ پیغام لائے کہ رانا اس درگاہ کے ملازموں میں سے ہے ۔ ان حدود میں اس کے آنے کا یہ منشا تھا کہ سفارش کرکے سلہدی کی خطاؤں کی معافی چاہے ۔ سلطان نے کہا کہ اس وقت اس (رانا) کی فوج اور شوکت ہم سے زیادہ ہے ۔ اگر بغیر جنگ کیے ہوئے یہ عرضداشت کرتے ، تو ضرور تمھارا مطلوب حاصل ہو جاتا ۔ جب ان دونوں راجپوتوں نے جا کر یہ کہا کہ سلطان کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ، تو رانا اور بھوپت باوجود [۲۲۴] اس فوج اور شوکت کے تین چار منزلوں کو ایک منزل بنا کر فرار ہو گئے ۔ اس دوران میں خبر پہنچی کہ الغ خاں چھتیس ہزار سوار ، فیل خانہ اور توپ خانہ لے کر گجرات کے نزدیک پہنچ گیا ہے ۔ سلطان نے انتہائی شجاعت کی وجہ سے الغ خاں کے پہنچنے کی مطلق پروا نہ کی اور جو لشکر بھی اس کے پاس تھا ، اس سے ستر کوس تک تعاقب کیا ۔ رانا جب چتور میں داخل ہو گیا ، تو سلطان نے اس کو سزا دینے کا ارادہ آئندہ سال کے لیے ملتوی کر دیا ۔ (سلطان) راستے میں لوٹ آیا اور خود آ کر محاصرہ کو سخت کر دیا[۱] ۔

سنہ مذکور کے آخر ماہ رمضان (۹۳۸ھ/۱۵۳۲ء) میں جب لکھمن کمک سے مایوس ہو گیا اور اپنی موت کو آنکھوں سے دیکھنے لگا ، تو اس نے عجز و انکسار اختیار کیا اور عرضداشت بھیجی کہ اگر (سلطان)

۱- فرشتہ ۲/۲۲۱ ۔

Marfat.com

سلہدی کو اپنے حضور میں طلب کر لیں اور اس کی خطا کو معاف کر کے اسے امان دے دی جائے ، تو بندہ قلعہ کو خالی کر کے حاضر ہوتا ہے ۔ سلطان نے بہت غور و خوض کے بعد طے کیا کہ اس حملہ سے یہ غرض ہے کہ مسلمان عورتیں کفر کی ذلت سے رہائی پائیں اور اگر التماس کنندہ (لکھمن) کی درخواست پوری نہیں ہوتی ہے ، تو یہ احتمال ہے کہ وہاں جوہر ہو اور وہ (مسلمان عورتیں) قتل کر دی جائیں ، لہذا لکھمن کی درخواست کو قبول کر لیا اور سلہدی کو مندو سے اپنے حضور میں طلب کر لیا ۔ برہان الملک سلہدی کو مندو سے لے کر حاضر خدمت ہوا ۔

سلہدی کے آنے کے بعد لکھمن خدمت میں حاضر ہوا اور امان کا فرمان لے کر قلعہ پر چلا گیا ۔ سلطان نے بھی قلعہ کی حفاظت کے لیے ایک فوج تعینات کر دی ۔ لکھمن نے راجپوتوں کے اہل و عیال کو قلعہ سے نکال لیا اور اپنے اور تاج خاں اور معتبر راجپوتوں کے متعلقین کو قلعہ میں چھوڑ کر یہ عرض کیا کہ تقریباً چار سو عورتیں ہیں کہ جو سلہدی سے تعلق رکھتی ہیں ۔ بھوپت کی ماں رانی [۲۲۵] درگاوتی یہ عرض کرتی ہے کہ سلہدی چونکہ (سلطان کے) بندگان خاص میں داخل ہو گیا ہے ، لہذا اگر وہ قلعہ میں آ کر اپنے اہل و عیال کو لے جائے ، تو ہم غیروں کے طعنوں سے محفوظ رہیں گے ۔ سلطان نے ملک علی شیر کو سلہدی کے ہمراہ قلعہ میں بھیجا ۔ جب سلہدی وہاں پہنچا ، تو لکھمن اور تاج خاں نے دریافت کیا کہ قلعہ رائے سین اور علاقہ گولڈوالہ کے عوض میں سلطان کیا عنایت کریں گے ۔ سلہدی نے کہا کہ اس وقت قصبہ بڑودہ مع مضافات ہمارے متعلقین کے لیے مقرر ہوا ہے اور امید ہے کہ عنقریب سلطان اپنی عالی ہمتی سے ہم کو سرفراز کریں گے ۔

رانی درگاوتی ، لکھمن اور تاج خاں نے کہا کہ اگرچہ سلطان ہمارے حال پر مہربانی کرے گا ، لیکن عمریں گزر گئی ہیں کہ حقیقت میں اس ملک کی حکمرانی ہمیں حاصل رہی ہے اور اب آسمان نے پھر کھیل کھیلا ہے۔ اس وقت ہم سب ایک جگہ ہیں ۔ مردانگی کا طریقہ تو یہ ہے کہ اپنے متعلقین کا جوہر کریں اور خود جنگ کر کے ختم ہو جائیں تا کہ دل میں کوئی آرزو باقی نہ رہے ۔ سلہدی ، رانی درگاوتی کی گفتگو سے بے اختیار ہو کر سرکشی و بغاوت پر آمادہ ہو گیا ۔ ملک علی شیر نے ہر چند

Marfat.com

مشفقانہ نصیحتیں کیں ، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا ۔ اس نے ملک علی شیر کو جواب دیا کہ روزانہ ایک کروڑ پان اور کئی سیر کافور میری حرم سرا میں خرچ ہوتا ہے اور تین سو عورتیں روزانہ نئے کپڑے پہنتی ہیں ۔ اگر ہم اپنے اہل و عیال اور فرزندوں پر مر جائیں ، تو یہ بات ہمارے لیے باعث عزت و شرف ہے ۔ سلہدی نے جوہر کا آغاز کیا ۔ رانی درگاوتی ، اپنی دلہن (بیٹے کی بہو) کا ہاتھ پکڑ کر جو رانا سانگا کی لڑکی تھی ، مع دو بچوں کے جوہر (آگ) میں جا بیٹھی ۔ سات سو پری پیکر عورتیں جل گئیں ۔ سلہدی ، تاج خاں اور لکھمن کے ہمراہ ہتھیار [۲۲۶] لگا کر نکل آیا اور دکھنی پیادوں کے ساتھ کہ جو قلعہ پر آ گئے تھے ، لڑائی میں مشغول ہو گیا ۔ جب یہ خبر لشکر میں پہنچی ، تو گجرات کی سپاہ قلعہ پر آ کر حملہ آور ہوئی اور اس ناعاقبت اندیش گروہ کو واصل جہنم کیا ۔ سلطان بہادر کے لشکر کے صرف چار پیادے شہید ہوئے[1] ۔

اسی زمانہ میں کالپی کا حاکم سلطان عالم ہمایوں بادشاہ کی فوجوں کے صدمات کی وجہ سے سلطان بہادر کی پناہ میں آیا ۔ سلطان بہادر نے قلعہ رائے سین ، چندیری اور بھیلسہ کی ولایت سلطان عالم کی جاگیر میں دے دی ۔ آسیر کے حاکم محمد خاں کو قلعہ کاکرون کو فتح کرنے کے لیے کہ جو سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں رانا کے قبضہ میں آ گیا تھا ، تعینات کیا اور خود ہاتھیوں کے شکار میں مشغول ہوا ۔ بہت سے ہاتھی شکار کیے کوہ کاوور کے سرکشوں کو سزا دے کر الغ خاں کے سپرد کر دیا ، اسلام آباد ، ہوشنگ آباد اور مالوہ کے تمام شہروں پر جو زمینداروں کے تصرف میں آ چکے تھے ، قابض ہو کر گجرات کے امیروں اور اپنے معتمد لوگوں کی جاگیر میں دے دیے ۔ اسیر کا حاکم محمد خاں کاکرون کی طرف متوجہ تھا ۔ سلطان بہادر بھی بذات خود نہایت تیزی کے ساتھ کاگرون کے نواح میں پہنچا ۔ رام نامی شخص جو رانا کی طرف سے کاکرون کا حاکم تھا ، قلعہ خالی کرکے بھاگ گیا ۔ سلطان بہادر چار روز تک اس قلعہ میں جشن و عیش میں مشغول رہا ۔ اپنے مقربین میں سے ہر ایک کو انعام و اکرام سے نوازا ۔ عماد الملک اور اختیار خاں کو جو بڑے امیروں میں سے

۱- فرشتہ ۲/۲۲۱ - ۲۲۲ ۔

Marfat.com

تھے ، قلعہ مندسور کو فتح کرنے کے لیے بھیجا اور خود مندو چلا گیا ۔ مندسور کا حاکم جو رانا کا گماشتہ تھا ، قلعہ کو خالی کر کے بھاگ گیا ۔ ایک مہینہ میں قلعہ کاکرون اور قلعہ مندسور دونوں سلطان بہادر کے قبضہ میں آ گئے[۱] ۔

[۲۲۰] وہ مندو سے جاپانیر کی طرف متوجہ ہوا ۔ وہاں خبر ملی کہ فرنگیوں نے بندر دیپ آ کر غلبہ حاصل کر لیا ہے ۔ سلطان دیپ کی طرف متوجہ ہوا ۔ جب قریب پہنچا ، تو فرنگی فرار ہو گئے ۔ ایک ایسی بڑی توپ کہ ہندوستان میں اس کے برابر کی دوسری توپ نہ تھی ، ہاتھ آئی ۔ سلطان نے اس توپ کو جرثقیل کے ذریعہ سے جاپانیر پہنچوا دیا اور چتور کو فتح کرنے کے لیے دیپ سے کنبایت اور وہاں سے احمد آباد آیا ۔ مشائخ کرام اور اپنے بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوا ۔ لشکر جمع کیا اور دیپ اور گجرات کے توپ خانہ کے ساتھ چتور کی طرف چلا ۔ اس موقع پر محمد زمان مرزا ، ہمایوں بادشاہ کے پاس سے بھاگ کر اس کی پناہ میں آیا ۔ جب وہ چتور پہنچا ۔ تو اس نے رانا کا محاصرہ کر لیا اور تین مہینے تک یہ محاصرہ جاری رہا ۔ اکثر اوقات طرفین سے بہادر اور جنگ آزمودہ میدان میں آتے رہے اور داد شجاعت دیتے رہے ۔ بیشتر گجراتیوں کی فتح ہوتی تھی ۔ آخرکار رانا عاجز و مجبور ہو گیا ۔ اس نے بہت نذرانے دیے ۔ تاج ، مرصع پٹکہ کہ جو سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ سے حاصل کیا تھا ، چند گھوڑے ، ہاتھی اپنی جان کا فدیہ سمجھ کر پیش کیے اور سلطان (بہادر) کو گجرات واپس بھیج دیا[۲] ۔

سلطان (بہادر) اس فتح ، محمد زمان کے آ جانے اور سلطان بہلول لودی کی اولاد کے اس کی خدمت میں جمع ہو جانے کی وجہ سے مغرور ہو گیا اور ان اسباب نے اس کو حضرت محمد ہمایوں بادشاہ سے جنگ کرنے پر آمادہ کر دیا ۔ اس ارادہ کو پورا کرنے کے لیے اس نے تاتار خاں بن سلطان علاء الدین بن سلطان بہلول کی جو شجاعت میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھا ، تربیت کی ۔ قلعہ رنتھنبور کے حاکم برہان الملک کو ایس

۱- فرشتہ ۲/۲۲۲ ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۲۲ ۔

Marfat.com

کروڑ روپیہ دیا تا کہ اس کے مشورہ اور مدد سے تاتار خان [۲۲۸] لشکر کا انتظام کرے۔ چند دنوں میں تاتار خان کے پاس چالیس ہزار سوار ہو گئے اور ہمایوں بادشاہ کی مملکت کے اطراف میں چھیڑ خانی شروع کر دی۔ ۹۴۱ھ/۳۵-۱۵۳۴ء میں ہمایوں بادشاہ نے کئی خط سلطان بہادر کو بھیجے کہ اگر محمد زمان مرزا کو ہمارے حضور میں نہیں بھیجتے ہو، تو اپنی ولایت سے نکال دو۔ اس نے نہایت غرور و اکبر کی وجہ سے جواب نہیں دیا۔ اس کے علاوہ تاتار خاں مذکور نے آ کر بیانہ پر قبضہ کر لیا۔ ہمایوں بادشاہ نے ہندال مرزا کو اس کو دفع کرنے کے لیے روانہ کیا۔ مرزا جب بیانہ کے قریب پہنچا، تو جو فوج اس (تاتار خان) نے جمع کی تھی، منتشر ہو گئی اور دو ہزار سواروں سے زیادہ اس کے پاس نہ رہے۔ شرمندگی و خجالت کی وجہ سے کہ وہ کثیر رقم بے وفا لشکر پر صرف کر چکا تھا، سلطان بہادر کی خدمت میں نہ جا سکا اور مدد کا خواہاں ہوا۔ مجبوراً جنگ کے لیے آمادہ ہوا۔ فریقین کا مقابلہ ہوا۔ مرزا ہندال نے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ تین سو آدمی قتل ہوئے اور قلعہ بیانہ پر مرزا (ہندال) کا قبضہ ہو گیا[۱]۔

ہمایوں بادشاہ نے اس فتح کو نیک فال خیال کیا اور سلطان بہادر کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں سلطان بہادر پھر قلعہ چتور کی فتح کے لیے بہت سا لشکر اور قلعہ گیری کا اسباب لے کر روانہ ہوا۔ جب اس کو قلعہ چتور کے قریب تاتار خان کے قتل ہونے اور ہمایوں بادشاہ کے روانہ ہونے کی اطلاع ملی، تو وہ نہایت پریشان ہوا اور مشورہ کیا۔ اکثر امیروں کی یہ رائے ہوئی کہ محاصرہ کو ترک کر کے جنگ کے لیے جانا چاہیے، لیکن صدر خاں[۲] نے جو امراء میں سب سے زیادہ بزرگ تھا، عرض کی کہ ہم کافروں کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں۔ [۲۲۹] اگر اس وقت مسلمانوں کا بادشاہ ہم سے جنگ کے لیے آتا ہے، تو گویا اس نے کافروں کی مدد و حمایت کی اور اس کا ذکر قیامت تک مسلمانوں میں ہوتا رہے گا۔ قرین مصلحت یہ ہے کہ ہم محاصرہ کو نہ

۱- فرشتہ ۲/۲۲۲۔

۲- حیدر خان (فرشتہ ۲/۲۲۲) ذکاء اللہ (گجرات)، ص ۱۲۹۔

Marfat.com

چھوڑیں اور ظن غالب یہ ہے کہ وہ (ہمایوں) اس موقع پر ہمارے سروں پر نہیں آئیں گے - ہمایوں بادشاہ نے سارلگ پور میں نزول کیا ۔ اس مشورہ کی (ہمایوں) کو خبر ہو گئی ۔ اس نے چند روز تک وہاں قیام کیا ۔ یہاں تک کہ سلطان بہادر نے ساباط تعمیر کرا کر قہر و غلبہ سے قلعہ چتور پر قبضہ کر لیا اور بہت سے راجپوت قتل ہوئے[1] ۔

جب چتور کی فتح کی طرف سے اطمینان ہو گیا ، تو وہ ہمایوں بادشاہ سے جنگ کے لیے آمادہ ہوا ۔ ہمایوں بادشاہ نے بھی کوچ کا طبل بجوا دیا اور مقابلہ کے لیے آگے بڑھا ۔ قلعہ مندسور کے نواح میں دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا ۔ ابھی خیمے نصب نہیں ہوئے تھے کہ سید علی اور خراسان خاں جو سلطان بہادر کے ہراول تھے ، ہمایوں بادشاہ کی فوج (کی دہشت) سے بھاگ کر اپنی فوج میں آ ملے ۔ گجراتی اس بات کو دیکھ کر دل شکستہ ہو گئے ۔ سلطان بہادر نے امیروں اور فوج کے سرداروں سے طریقۂ جنگ کے متعلق مشورہ کیا ۔ صدر خاں نے کہا کہ کل فوج کو یکبارگی حملہ کر دینا چاہیے ۔ اس وجہ سے کہ ہمارے لشکریوں کی ہمتیں چتور کی فتح کی وجہ سے بڑھی ہوئی ہیں اور ابھی وہ مغلوں کی فوج کی شان و شوکت سے مرعوب نہیں ہوئے ہیں ۔ رومی خاں نے جو سلطان بہادر کے توپ خانہ کا انچارج تھا ، عرض کیا کہ جو توپ خانہ اس سرکار میں ہے ، میں نہیں جانتا کہ قیصر روم کے سوا کسی اور کے پاس بھی ہو ، لہذا بہتر یہ ہے کہ لشکر کے چاروں طرف خندقیں کھدوائی جائیں اور روزانہ جنگ کی جائے ۔ مغلوں کے لشکر سے شوخ جوان نکل کر ہمارے لشکر کے اطراف پر حملہ کریں گے اور (ہماری) توپ اور بندوق کی ضربوں سے مارے جائیں گے ۔

سلطان بہادر کو یہ رائے پسند آئی ۔ لشکر کے چاروں طرف خندقیں کھدوائیں ۔ اس دوران میں سلطان عالم کالپی والا جس کو (سلطان بہادر نے) رائے سین ، چندیری [۲۳۰] اور اس صوبہ کی جاگیریں دی تھیں ، مع فوج کے امل سے آ کر مل گیا ۔ دو مہینے تک دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل رہے ۔ مغلوں کی فوج نے (سلطان بہادر) کے لشکر پر چاروں طرف

---

[1] فرشتہ ۲/۲۲۲ - ۲۲۳ ۔

Marfat.com

حملہ کیا اور غلہ کی آمدورفت کو بند کر دیا ۔ جب اس طرح چند روز گزر گئے ، تو گجراتیوں کے لشکر میں سخت قحط پڑ گیا[1] اور جو رسد موجود تھی وہ ختم ہو گئی ۔ مغلوں کے غلبہ کی وجہ سے کسی کی یہ ہمت نہ تھی کہ اپنے لشکر سے دور جا کر غلہ اور چارہ لا سکے ۔ سلطان بہادر نے جب یہ دیکھا کہ اب زیادہ ٹھہرنے سے گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے ، تو رات کے وقت اپنے پانچ معتبر امیروں کے ساتھ جن میں سے ایک برہان پور کا حاکم اور دوسرا مالوہ کا حاکم ملو قادر خاں تھا ، اپنے خیمہ سے نکل کر مندو کی طرف چلا گیا ۔ جب لشکر کو سلطان بہادر کے فرار ہونے کی اطلاع ہوئی ، تو ہر ایک نے اپنا اپنا راستہ لیا ۔[2]

ہمایوں بادشاہ نے قلعہ مندو تک اس کا تعاقب کیا ۔ راستہ میں بہت سے آدمی مارے گئے ۔ سلطان بہادر مندو میں قلعہ بند ہوگیا ۔ کچھ عرصہ کے بعد یارون بیگ قورچیں اور دوسرے مغل امراء مورچہ سے تمات سو سیڑھیاں طے کر کے قلعہ میں داخل ہوگئے ۔ سلطان بہادر سو رہا تھا کہ شور و غل ہوا ۔ گجراتی مضطرب ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے ۔ سلطان بہادر پانچ چھ سواروں کے ہمراہ جاپانیر کی طرف چلا گیا ۔ صدر خاں اور رائے سین کے حاکم سلطان عالم نے قلعہ مولنگر میں پناہ لی اور دو دن کے بعد امان طلب کر کے ہمایوں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ صدر خاں شاہی ملازمین میں شامل ہوگیا ۔ چونکہ سلطان عالم سے ناشائستہ حرکت صادر ہوئی تھی ، لہٰذا ہمایوں بادشاہ کے حکم سے اس کی کونچیں کاٹ دی گئیں ۔

سلطان بہادر نے وہ خزانہ اور جواہرات جو جاپانیر میں تھے ، بندردیپ بھیج دیے اور وہ خود کنبایت [۲۳۱] چلا گیا ۔ جب ہمایوں بادشاہ اس کے تعاقب میں قلعہ جاپانیر پہنچا ، تو وہ وہاں سے نہایت تیزی کے ساتھ کنبایت چلا گیا اور کنبایت سے تازہ دم گھوڑے لے کر بندر دیپ کا رخ کیا[3] ۔ ہمایوں بادشاہ اسی روز کنبایت پہنچا جس دن (سلطان بہادر)

۱۔ فرشتہ ۲/۲۲۳ ۔
۲۔ فرشتہ ۲/۲۲۳ ۔
۳۔ فرشتہ ۲/۲۲۳ ۔

Marfat.com

بندر دیپ گیا تھا ۔ ہمایوں نے کنبایت سے کوچ کر کے جاپانیر کا محاصرہ کر لیا ۔ قلعہ کا محافظ اختیار خان گجراتی قلعہ داری میں مصروف ہوا ۔ ہمایوں بادشاہ نے تدابیر سے جن کا ذکر اس (ہمایوں) کے واقعات میں ہوا ہے ، قلعہ پر قبضہ کر لیا ۔ اختیار خاں نے فرار ہو کر قلعہ ارک میں کہ جس کو مولیا کہتے ہیں ، پناہ لی ۔ بالآخر امان طلب کر کے (ہمایوں) کی خدمت میں حاضر ہو گیا ۔ چونکہ گجرات کے امراء کمالات و فضائل میں ممتاز تھے ، لہٰذا ہمایوں بادشاہ نے ان کو اپنی خاص مجلس کا ندیم بنا لیا اور سلاطین گجرات کے وہ خزانے جو زمانہ دراز سے جمع ہوئے تھے ، (ہمایوں کے) قبضہ میں آئے اور لشکریوں میں روپیہ ڈھالوں سے تقسیم ہوا ۔ چونکہ ہمایوں کے لشکر کو بہت مال غنیمت ملا تھا ، لہٰذا اس سال ولایت (ملک) کے مال کے حصول کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہوا[۱] ۔

۹۴۲ھ/۳۶-۱۵۳۵ء کے شروع میں باوجودیکہ ہمایوں بادشاہ جاپانیر میں قیام رکھتا تھا ، گجرات کے باشندوں کی عرضیاں متواتر سلطان بہادر کے پاس پہنچیں کہ اگر اپنے ملازمین میں سے کسی کو روپیہ وصول کرنے کے لیے مقرر کر دیں ، تو ہم لوگ شاہی مطالبات خزانہ میں داخل کر دیں ۔ سلطان بہادر نے اپنے غلام عماد الملک کو جو نہایت شجاع اور صاحب تدبیر تھا ، کثیر لشکر کے ساتھ مطالبات وصول کرنے کے لیے روانہ کیا ۔ عماد الملک نے فوج جمع کی ۔ جب وہ احمد آباد کے نواح میں پہنچا ، تو بقولے اس کے ساتھ پچاس ہزار آدمی تھے ۔ اس نے وہاں سے افسروں کو تحصیل وصول کرنے کے لیے اطراف و جوانب [۲۴۲] میں بھیج دیا[۲] ۔

جب یہ خبر ہمایوں بادشاہ کو ملی ، تو خزانہ کی حفاظت کے لیے تردی بیگ کو جو ایک بزرگ اور معتبر امیر تھا ، مقرر کیا اور خود احمد آباد روانہ ہو گیا ۔ مرزا عسکری کو یادگار ناصر مرزا اور ہندو بیگ

۱۔ فرشتہ ۲/۲۲۳ ۔

۲۔ فرشتہ ۲/۲۲۳ - ۲۲۴ ۔

Marfat.com

کے ساتھ اپنے روانہ ہونے سے پہلے ایک منزل آگے بھیج دیا ۔ محمود آباد کے نواح میں جو احمد آباد سے بارہ کوس پر ہے مرزا عسکری کا عمادالملک سے سخت مقابلہ ہوا ۔ عماد الملک کو شکست ہوئی اور بہت گجراتی قتل ہوئے ۔

اس کے بعد ہمایوں بادشاہ نے احمد آباد کے نواح میں قیام کیا ۔ وہاں کی حکومت مرزا عسکری کے ، پٹن گجرات یادگار ناصر مرزا کو ، بھروچ قاسم حسین سلطان کو ، بڑودہ ہندو بیگ قوچین کو اور جاپانیر تردی بیگ خاں کے سپرد کیے ۔ بادشاہ خود برہان پور تشریف لے گیا ۔ وہاں سے مندو کا ارادہ کیا[1] ۔

اس دوران میں خان جہان شیرازی نے جو سلطان بہادر کا ایک امیر تھا ، فوج جمع کر کے نوساری پر قبضہ کر لیا ۔ رومی خاں بندر سورت سے خان جہان کے پاس پہنچا اور بھروچ کی طرف متوجہ ہوا ۔ قاسم حسین سلطان مقابلہ کی تاب نہ لا کر تردی بیگ خاں کے پاس جاپانیر پہنچا ۔ تمام گجرات میں بدنظمی ہو گئی ۔ اس وقت غضنفر جو مرزا عسکری کا امیر تھا ، بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس پہنچا اور اس کو احمد آباد آنے کی ترغیب دی ۔ اس اجمال کی تفصیل اپنے موقع پر بیان ہوئی ہے[2] ۔

تردی بیگ کے بعد تمام امراء احمد آباد میں جمع ہوئے ۔ سلطان بہادر نے گجرات کا قصد کیا ، عسکری مرزا ، یادگار ناصر مرزا اور تمام امراء نے آپس میں ایک دوسرے سے یہ مشورہ کیا [۲۴۳] کہ چونکہ سلطان بہادر سے مقابلہ کرنا مشکل ہے اور ہمایوں بادشاہ مندو میں مقیم ہے ، لہذا بہتر یہ ہے کہ جاپانیر کا خزانہ لے کر آگرہ روانہ ہو جائیں اور ان حدود پر قبضہ کر کے مرزا عسکری کے نام کا خطبہ پڑھوالیں ۔ وزارت ہندو بیگ کے سپرد کی جائے اور دوسرے مرزا (لوگ) جس جگہ کو پسند کریں ، اس پر قابض ہو جائیں ۔ اس مشورہ کے مطابق وہ گجرات کو کہ جسے اتنی محنت و مشقت سے حاصل کیا تھا ، یوں ہی

۱- فرشتہ ۲/۲۲۳ ۔
۲- فرشتہ ۲/۲۲۴ ۔

Marfat.com

چھوڑ کر جاپانیر چل دیے۔ تردی بیگ نے مرزاؤں اور امیروں کے اس فاسد ارادہ سے واقف ہو کر قلعہ بندی کی کوشش کی[1]۔

(ان لوگوں نے) وہاں سے مالوہ کی طرف کوچ کیا اور بے عزتی سے سفر جاری رکھا۔ سلطان بہادر نے جب گجرات کو خالی دیکھا، تو اس نے تردی بیگ خاں کے دفع کرنے کے ارادہ سے جاپانیر کا قصد کیا۔ تردی بیگ جتنے بھی خزانے لے سکا اپنے ہمراہ لے کر آگرہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ سلطان بہادر نے جاپانیر میں دس دن تک قیام کر کے ان اطراف کے انتظامات کیے۔ چونکہ ہمایوں بادشاہ کے غلبہ کے زمانہ میں اپنی عاجزی و مجبوری کی وجہ سے وہ فرنگیوں سے مدد مانگ چکا تھا اور اس کو یقین تھا کہ وہ جماعت ضرور آنے کی اور چونکہ گجرات کے بندرگاہ خالی تھے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر فرنگیوں کا قبضہ ہو جائے، لہذا وہ جاپانیر سے ولایت سورت اور جوناگڑھ کی طرف متوجہ ہوا تاکہ اگر وہ لوگ (فرنگی) آ جائیں، تو جس طرح ممکن ہو سکے، ان کو واپس کر دے۔ چند روز تک ان حدود میں وہ سیر و شکار میں مشغول رہا کہ خبر پہنچی کہ پانچ چھ ہزار فرنگی کشتیوں میں آ گئے۔ جب یہ لوگ بندر دیپ پہنچے اور سلطان بہادر کے غلبہ اور ہمایوں بادشاہ کے واپس ہو جانے کی خبریں سنیں، تو اپنے آنے سے خود پشیمان و نادم ہوئے اور طے کیا کہ جس طرح بھی ہو سکے بندر دیپ [۲۳۴] پر قبضہ کر لیں۔ ان کے سردار نے بربنائے مصلحت مریض بن کر اپنی بیماری کی خبر اڑا دی جس کا مطلب یہ تھا کہ سلطان بہادر سے ملاقات نہ کرنی پڑے۔ سلطان (بہادر) نے دوبارہ اس کے بلانے کے لیے آدمی بھیجا اور (ناامیدی) کا جواب سنا۔ آخرکار اس خیال سے فرنگی اس کا لحاظ کرتے ہیں، خود تھوڑے سے آدمیوں کے ہمراہ ان کی تسلی کے لیے کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوا۔ فرنگیوں نے جب موقع پایا، تو بغاوت کر دی۔ سلطان نے اپنی فراست سے معاملہ کو سمجھ لیا اور چاہا کہ اپنی کشتی میں آ جائے۔ اس اثناء میں جبکہ وہ فرنگیوں کی کشتی سے اپنی کشتی میں آ رہا تھا، فرنگیوں نے اپنی کشتی ہٹا لی، وہ اپنی کشتی میں نہ پہنچ سکا اور سمندر

---

[1] فرشتہ ۲/۲۲۴۔

میں گر گیا ۔ ایک غوطہ کھا کر اس نے سمندر سے سر نکالا تھا کہ فرنگیوں نے اسی دوران میں نیزہ مار کر اس کو غرق کر دیا ۔ گجرات کا لشکر فوراً احمد آباد کی طرف روانہ ہو گیا اور بندر (دیپ) فرنگیوں کے قبضہ میں آ گیا ۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۹۴۳ھ/۱۵۳۷ء میں[1] ہوا ۔ اس (سلطان بہادر) کی حکومت کی مدت گیارہ سال اور نو ماہ ہوئی[2] ۔

ذکر حکومت میران محمد شاہ حاکم آسیر و برہان پور

جب سلطان بہادر کا انتقال ہو گیا ، تو اس کی والدہ مخدومۂ جہان اور وہ امراء کہ جو اس کے ہمراہ تھے ، دیپ (بندر) سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوئے ۔ اثنائے راہ میں خبر ملی کہ محمد زمان مرزا کہ جس کو سلطان بہادر نے ہنگامہ گردی کے زمانہ میں دہلی اور لاہور کی طرف روانہ کیا تھا تاکہ وہ ہندوستان میں بدنظمی پھیلائے اور مغل لشکر کی پریشانی کا سبب ہو ، لاہور کے اطراف سے واپس ہو کر احمد آباد آ گیا ۔ اس نے جیسے ہی سلطان بہادر کے شہید ہو جانے کی خبر سنی ، تو بہت گریہ زاری اور رنج و غم کیا ۔ (ماتمی) لباس تبدیل کیا اور اب ماتم پرسی کے [۲۳۵] لیے آ رہا ہے ۔ جب وہ لشکر میں آ گیا ، تو مخدومۂ جہاں نے کہ جس قدر ان کا مقدور تھا ، مہمانی کا اسباب مرزا کی خدمت میں بھیجا اور اس سے ماتم داری کا لباس تبدیل کرایا ، اس سعادت مند مرزا نے سلطان (بہادر) کی والدہ کی مزاج پرسی اور اس پر مہربانی اس طرح کی کہ کوچ کے وقت خزانہ پر ہاتھ صاف کیا اور سونے کے سات سو صندوق جیسا کہ مشہور ہے ، لے جا کر ایک گوشہ میں جا بیٹھا ۔ بارہ ہزار مغل اور ہندوستانی سوار اس کے پاس جمع ہو گئے ۔

گجرات کے امراء اس جدید فتنہ کو دیکھ کر مضطرب ہو گئے اور بادشاہ کے تقرر کے بارے میں مشورہ کرنے لگے ۔ چونکہ سلطان بہادر نے میران محمد شاہ کے متعلق کہ جو اس کا بھانجا تھا ، ولی عہدی کا بارہا

۱۔ فرشتہ ۲/۲۲۳ ۔

۲۔ ذکاء اللہ (گجرات ، ص ۱۲۳) لکھتے ہیں کہ یہ ۳ رمضان ۹۴۳ھ کو ہوا مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ذکاء اللہ ، ص ۱۲۳ تا ص ۱۲۸ ۔

Marfat.com

اشارہ کیا تھا ، لہذا سب لوگ اس کی بادشاہی پر رضامند ہو گئے اور غائبانہ اس کا خطبہ و سکہ جاری کر دیا ، امیروں نے عماد الملک کو کثیر لشکر کے ساتھ محمد زمان مرزا کے دفع کرنے کے لیے تعینات کیا ۔ محمد زمان نے جنگ کر کے شکست کھائی اور وہ ولایت سندھ میں چلا گیا ۔ میراں محمد شاہ جس کو سلطان بہادر نے مغل لشکر کے تعاقب میں مالوہ تک بھیجا تھا ، خطبہ پڑھے جانے (بادشاہ ہونے) کے ڈیڑھ ماہ بعد اپنی طبعی موت سے مر گیا[1] ۔

ذکر سلطنت سلطان محمود شاہ بن لطیف خاں بن مظفر شاہ

جب میراں محمد شاہ فاروقی اس دار فانی سے ملک جاودانی کی طرف کوچ کر گیا ، تو سوائے محمود خاں بن لطیف خاں بن مظفر شاہ کے اس کا کوئی وارث نہیں رہا تھا ۔ وہ برہان پور میں سلطان بہادر کے حکم سے میراں محمد شاہ کی قید میں تھا ۔ [۲۳۶] گجرات کے امراء نے اس کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا ۔ محمد شاہ کے لڑکے[2] نے اس کے بھیجنے میں حملہ و حجت کی ۔ گجرات کے امیروں نے لشکر جمع کر کے برہان پور جانا طے کیا ۔ اس نے یہ بات معلوم کر کے محمود خاں کو گجرات بھیج دیا اور دسویں ذی الحجہ ۹۴۴ھ/۱۵۳۸ء کو محمود خاں کو گجرات کے تخت پر بٹھا دیا ۔ وہ سلطان محمود کے خطاب سے مشہور ہوا اور اختیار خاں گجراتی جو اس کے بلانے کے لیے برہان پور گیا تھا ، صاحب اختیار ہو گیا ۔ ملکی معاملات اس کے قبضے میں آ گئے[3] ۔

چند ماہ کے بعد ۹۴۵ھ/۳۹ - ۱۵۳۸ء میں امراء آپس میں ایک دوسرے سے اُلجھ گئے ۔ دریا خاں اور عمادالملک نے متفق ہو کر اختیار خاں کو قتل کر دیا اور عماد الملک کو امیرالامراء اور دریا خاں کو وزیر بنا دیا ۔ مذکورہ سال ۹۴۵ھ/۳۹ - ۱۵۳۸ء کے آخر میں عمادالملک اور دریا خاں میں بھی مخالفت ہو گئی ۔ دریا خاں ، سلطان محمود کو شکار

۱- ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۲۲۵ ، ذکاء اللہ ، ص ۱۳۹ ۔
۲- میراں مبارک شاہ برادر میراں محمد شاہ (فرشتہ ۲/۲۲۵) ذکاء اللہ ، ص ۱۳۵ ۔
۳- فرشتہ ۲/۲۲۵ ۔

Marfat.com

کے بہانہ سے شہر سے باہر لے گیا اور جاپانیر کا رخ کیا ۔ عمادالملک کو یہ حال معلوم ہوا ، تو اس نے لشکر جمع کرنا شروع کر دیا ۔ اس نے عطا و بخشش کے ذریعہ بہت سا لشکر جمع کر لیا اور جاپانیر کی طرف روانہ ہوا ۔ دو تین منزلوں کے بعد اکثر گجراتی سپاہی جنھوں نے اس سے معقول رقمیں لی تھیں ، علیحدہ ہو کر سلطان (محمود) سے جا ملے ۔ عمادالملک مجبور ہو کر صلح پر رضامند ہوگیا اور یہ طے پایا کہ عمادالملک جھالاوار اور سورت کے بعض پرگنوں پر جو اس کی جاگیر میں ہیں ، چلا جائے اور سلطان دارالحکومت احمد آباد کو واپس ہو جائے[1] ۔

۹۴۷ھ/۱ - ۱۵۴۰ء میں دریا خاں نے عمادالملک کی بیخ کنی کے ارادہ سے سلطان محمود کو آراستہ لشکر کے ساتھ ولایت سورت کی طرف متوجہ کر دیا ۔ [۲۲۷] عمادالملک بھی مقابلہ پر آگیا اور جنگ کے بعد فرار ہو کر آسیر و برہان پور کے حاکم میران مبارک شاہ کے پاس جا کر پناہ لی ۔ سلطان محمود اس کے تعاقب میں آسیر و برہان پور گیا ۔ میران مبارک شاہ عزت و حمیت کی وجہ سے اس کی مدد کے لیے آمادہ ہوا ۔ گجرات کے لشکر سے جنگ ہوئی اور اس (لشکرگجرات) نے شکست کھائی ۔ عمادالملک نے بھی وہاں سے فرار ہو کر مالوہ کے حاکم ملو قادر شاہ کے پاس پناہ لی ۔ میران مبارک شاہ نے اکابر وقت کو درمیان میں ڈال کر صلح کی تحریک کی اور سلطان محمود سے ملاقات کی ۔ دریا خاں نے عمادالملک کے چلے جانے کے بعد قوت و اقتدار حاصل کر لیا ۔ تمام ملکی و مالی معاملات اپنے اختیار سے طے کرتا اور کسی دوسرے کو دخل نہیں دینے دیتا ۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ سلطان محمود صرف نمونہ بن کر رہ گیا ۔ وہ خود بادشاہی کرتا تھا ۔ یہاں تک کہ ایک رات کو سلطان ، چرجیو کبوتر باز کے ساتھ احمد آباد کے قلعہ ارک سے باہر نکلا اور عالم خاں لودی کے پاس کہ جو دولقہ و دلدوقہ کا جاگیردار تھا ، گیا[2] ۔

عالم خاں نے سلطان کے آنے کو باعث اعزاز جانا ۔ اس نے اپنے

۱- فرشتہ ۲/۲۲۵ ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۲۵ - ۲۲۶ ۔

Marfat.com

لشکر کو جمع کیا ۔ چار ہزار سوار اس کے پاس جمع ہو گئے ۔ دریا خان نے ایک مجہول النسب لڑکے کو حاصل کیا ، سلطان مظفر شاہ اس کا نام رکھا اور گجرات کے لشکر کو جمع کیا ۔ خطاب اور جاگیروں میں اضافہ کر کے امیروں کو اپنے موافق کر لیا اور دولقہ کی طرف گیا ۔ عالم خان بھی مقابلہ پر آ گیا ، جنگ ہوئی ۔ پہلے ہی حملہ میں عالم خان نے دریا خان کے ہراول کو شکست دے کر اس کی اصل فوج پر حملہ کر دیا ۔ جرأت و مردانگی کی داد دی ۔ جب میدان جنگ سے نکلا ، تو پانچ سواروں سے زیادہ اس کے پاس نہ تھے اور سلطان محمود کو کہ جسے اپنی فوج کے ساتھ بنگاہ (سامان و اسباب فوج) میں مورچہ پر چھوڑا تھا ، جگہ پر نہ پایا ۔ وہ حیران و پریشان ہوا ۔ اس نے یہ سمجھا کہ چونکہ پہلے حملہ میں دریا خان کے ہراول کے فوجی بھاگے اور احمد آباد گئے ہیں اور اس کی شکست کی خبر مشہور [۲۳۸] ہو گئی ہوگی ، لہذا اب شہر میں پہنچنا چاہیے ۔ وہ پانچ آدمیوں کے ہمراہ نہایت تیزی کے ساتھ شہر (احمد آباد) میں پہنچا اور شاہی محل میں جا کر فتح کا نعرہ لگایا ۔ باشندگان شہر نے جب عالم خان کو دیکھا ، تو چونکہ بعض نے (دریا خان کے) ہراول کے بھاگنے والوں کو تھوڑی دیر پہلے دیکھا تھا ، لہذا انھیں دریا خان کی شکست کا یقین ہوگیا اور ایک جماعت اس (عالم خان) کے پاس آئی ، اس نے حکم دیا اور ایک گھڑی میں دریا خان کے گھر کو لوٹ لیا گیا ۔ شہر کے دروازوں کو بند کرا دیا اور تیز رفتار قاصد کو سلطان محمود کو بلانے کے لیے بھیجا ۔ دریا خان جو فتح کر کے منزل پر قیام کیے ہوئے تھا ، (اس کے پاس) احمد آباد سے قاصد آئے اور اس کو حقیقت حال کی اطلاع دی ۔ دریا خان احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا ۔ چونکہ امراء کے اہل و عیال شہر میں عالم خان کے قبضہ میں تھے ، لہذا اکثر لوگ اس (دریا خان) سے جدا ہو کر آ گئے ۔ اسی دوران میں سلطان محمود بھی آ گیا ۔ دریا خان بھاگ کر برہان پور کی طرف گیا ۔ اب معاملہ الٹا ہوگیا ۔ دریا خان برہان پور میں بھی نہ ٹھہر سکا ۔ وہ شیر خان افغان کے پاس گیا اور اس سے مدد چاہی ۔ دریا خان کے جانے کے بعد عالم خان وزارت کے کام میں مشغول ہوگیا اور وہ بھی نہایت غرور کے ساتھ گرفت کو مضبوط کرنے لگا اور چاہتا تھا کہ دریا خان کی طرح (سلطان محمود کے ساتھ) سلوک کرے ۔ سلطان محمود نے امراء کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اس

Marfat.com

کی گرفتاری کا ارادہ کیا ۔ وہ بھی خبردار ہوگیا اور فرار ہوکر شیر خان کے پاس چلا گیا ۔ جب سلطان محمود باغی امیروں کے فتنہ و فساد سے مطمئن ہوگیا ، تو اب اس نے ملک کے انتظام ، زراعت کی بڑھوتری اور سپاہ کی دلدہی کی کوشش کی اور تھوڑی سی مدت میں گجرات کی ولایت کو پھر اپنی اصلی حالت پر لے آیا ۔ [۲۳۹] اکابر ، اشراف اور نیک لوگوں کے ساتھ اس نے نہایت اچھا اور مستحسن سلوک کیا ۔ یہاں تک کہ ۹۶۱ھ/۱۵۵۴ء تک وہ بغیر کسی مخالفت و نزاع کے حکومت کرتا رہا[1]۔

ماہ ربیع الاول سنہ مذکور (۹۶۱ھ/۱۵۵۴ء)[2] میں اس کے نوکروں میں سے ایک شخص برہان نے ، جسے لوگ نیک و صالح سمجھتے تھے اور اکثر اوقات اطاعت و عبادت میں مصروف رہتا تھا اور ہمیشہ شکار میں سلطان کا پیش نماز وہی ہوتا تھا ، سلطان کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ سلطان نے برہان مذکور کو کسی قصور کی وجہ سے دیوار میں چنوا کر ایک سوراخ سانس کے آنے جانے کے لیے باقی رکھا اور کچھ دیر کے بعد آزاد کر دیا ، کمبخت برہان یہ پرانا بغض اپنے دل میں رکھتا تھا ۔ اس نے صیادوں کی ایک جماعت کو کہ جو شیر کے شکار کرنے کا پیشہ رکھتے تھے ، اپنے ساتھ ملا لیا اور ایک کو امیر بنانے کا وعدہ کیا ۔ ایک رات کو جب سلطان شکارگاہ سے آ کر سویا ہوا تھا ، تو اس نے اپنے بھانجے دولت (نامی) کے ساتھ کہ جو سلطان کا قریبی خدمت گار تھا ، سلطان کے بالوں کو پلنگ کی پٹی سے مضبوط باندھ دیا اور اس کے گلے پر تلوار چلا دی ۔ وہ مظلوم (سلطان) اپنے دونوں ہاتھ تلوار کی دھار پر مارتا تھا ، چنانچہ ہاتھ بھی کٹ گئے اور قتل ہوگیا ۔ اس شیر کش جماعت کو اس نے ایک گوشہ میں چھپا دیا اور بڑے بڑے امیروں کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا اور گھر والوں کو حکم دیا کہ سلطان فرماتے ہیں کہ گھر کے باہر گانا شروع کر دو ، آدھی رات گزری تھی کہ خداوند خان اور آصف خان دونوں وزیروں کو بلایا اور خلوت میں لے جا کر قتل کر دیا ۔ اسی طرح بڑے بڑے بارہ امیر بلا کر قتل کر دیے ۔ جب اس کے آدمی اعتماد خان

۱- فرشتہ ۲۲۶/۲ ۔

۲- فرشتہ (۲۲۷/۲) میں ۹۹۱ھ ہے جو غلط ہے ۔

Marfat.com

بلانے کے لیے گئے تو اعتماد خاں نے کہا کہ سلطان مجھے اس وقت ہرگز نہیں بلائے گا ۔ میں اسی وقت سلطان کے پاس سے آیا ہوں اور اس نے آنے میں تاخیر کی ، برہان نے دوسرا آدمی اس کو بلانے کے لیے بھیجا ۔ اعتماد خاں کا وہم و شک اور بڑھ [۲۴۰] گیا اور وہ نہیں آیا[۱] ۔

جب افضل خاں کہ جو ایک معتبر امیر تھا اور برہان کی اس سے پہلے سے دوستی تھی ، آیا ، تو وہ اس کو خلوت میں لے گیا اور کہا کہ سلطان ، خداوند خاں اور آصف خاں سے رنجیدہ اور مجھے ان کا قائم مقام کرنا چاہتا ہے اور یہ خلعت وزارت تیرے لیے بھیجا ہے ۔ افضل خاں نے کہا کہ میں جب تک سلطان کو نہ دیکھ لوں اور اس سے ملاقات نہ کر لوں ، خلعت نہیں پہنوں گا ۔ برہان ، افضل خاں کو اس جگہ لے گیا جہاں شہید سلطان پڑا تھا ۔ اس نے کہا کہ میں نے سلطان ، وزیروں اور ہر بڑے امیر کا کام تمام کر دیا ہے ۔ اب تجھے اپنا وزیر بناتا ہوں اور تجھ کو اختیار دیتا ہوں ۔ افضل خاں نے گالیاں دینی شروع کیں اور شور مچایا اور اس ناپاک (برہان) کو بھی ختم کر دیا ۔ اس (افضل خاں) نے مجہول سپاہیوں اور بدمعاش آدمیوں کی اس جماعت کو جو اس رات موجود تھی ، ان میں سے ہر ایک کو خطاب دیا اور امارت کا امیدوار بنا دیا ۔ خزانہ پر قبضہ کر لیا ، لوگوں کو خوب دولت دی ، صبح تک دولت بانٹنے میں مشغول رہا ۔ صبح کو سر پر شاہی تاج رکھا اور دربار عام کیا ۔ جو شاہی ہاتھی موجود تھے ، ان کو اکٹھا کرایا ، سلطانی طویلہ کے گھوڑوں کو بدمعاش لوگوں میں تقسیم کیا اور اپنے غلبہ کا اظہار کیا ۔ جب صبح ہوئی ، تو سلطان کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی ۔ چنگیز خاں ولد عمادالملک ، الغ خاں اور دوسرے امراء اکٹھے ہوئے اور اس بدبخت (افضل خاں) پر حملہ کیا اور وہ اس مصرع کے مطابق : ع

سلطنت گر ہمہ یک لحظہ بود مغتنم است

سر پر تاج رکھ کر اور بدمعاشوں کی ایک جماعت اور کچھ ہاتھیوں کو لے کر مقابلہ پر آ گیا ، مگر پہلے ہی حملہ میں گر پڑا اور شروان خاں کے ہاتھ سے قتل ہوا ۔ اس (کی لاش) کے پیروں میں رسی باندھ کر تمام بازاروں

---

[۱] فرشتہ ۲/۲۲۷ ۔

اور محلوں میں تشہیر کرایا ۔ [۲۴۱] سلطان محمود کی مدت حکومت اٹھارہ سال دو ماہ اور چند روز ہوئی[1] ۔

اتفاق سے دہلی کا حاکم (بادشاہ) اسلام خان بن شیر خان اور احمد نگر کا حاکم نظام الملک بحری بھی اسی سال اپنی طبعی موت مر گئے ۔ کسی شاعر نے ان کی تاریخِ وفات ان اشعار میں نظم کی ہے[2]

ابیات

سہ خسرو را زوال آمد بیک سال
کہ ہند از عدل شان دارالامان بود
یکے محمود شاہ سلطانِ گجرات
کہ ہمچوں دولت خود نوجوان بود
دگر اسلام خان سلطانِ دہلی
کہ اندر عہد خود صاحب قران بود
سوم آمد نظام الملک بحری
کہ در ملک دکن خسرو نشان بود
ز تاریخ وفات ایں سہ خسرو
چہ می پرسی "زوال خسروان" بود
۹۶۱ھ

سلطان محمود نیک طینت اور پسندیدہ اطوار بادشاہ تھا ۔ وہ اپنے اوقات علماء و صلحا کی صحبت میں گزارتا تھا اور وہ اہم دنوں میں ، حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دن یا اپنے بزرگوں کی تاریخ وفات پر یا اور متبرک دنوں میں فقیروں اور مستحقین کو کھانا کھلایا کرتا تھا ۔ وہ اپنے ہاتھ میں طشت اور لوٹا لے کر لوگوں کے ہاتھ دھلواتا تھا ۔ ہر سال کپڑا یا جو کپڑا اس کے لباس کے لیے تجویز ہوتا پہلے اس (کپڑے) میں سے درویشوں اور فقیروں کے لباس اور پگڑیاں بنواتا اور اس کے بعد اس کے لیے لباس تیار ہوتا تھا ۔

۱- فرشتہ ۲/۲۲۷ ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۲۸ ۔

Marfat.com

احمد آباد سے بارہ کوس پر اس نے ایک شہر آباد کیا اور اس کا نام محمود آباد رکھا ۔ احمد آباد سے وہاں تک دورویہ بازار بنوایا ۔ دریائے کھار کے کنارے پر آہو خانہ بنوایا ۔ سات کوس تک پختہ دیوار اور کنگرے بنوائے [۲۴۲] ۔ اس آہو خانہ میں کئی جگہ خوش نما عمارتیں بنوائیں اور آہو خانہ میں مختلف قسم کے جانور جمع کیے کہ توالد و تناسل کے ذریعہ ان کی بہت کثرت ہو گئی ۔ چونکہ وہ عورتوں کی صحبت کا بہت شوقین تھا ، لہذا اس نے بہت سی عورتیں جمع کر لی تھیں ۔ ہر وقت اپنی بیویوں کے ساتھ اس آہو خانہ میں شکار کرتا تھا اور چوگان کھیلتا تھا ۔ وہ درخت جو اس آہوٗ خانہ میں تھے ، ان پر سبز و سرخ مخمل لپٹوا دی تھی ۔ چند عمدہ باغ لگوائے جن کی باغبانی پر حسین عورتیں مقرر تھیں ۔

جب اس کی کوئی بیوی حاملہ ہوتی تھی ، تو اس کے حمل کو ساقط کرا دیتا تھا اور کسی کے بچہ نہیں ہونے دیتا تھا ۔ اعتماد خان کو اپنے جملہ کاموں میں ہم راز بنا لیا تھا ۔ وہ (اعتماد خان) عورتوں کی آرائش اور سنگھار کرتا تھا ۔ اس نے بہ نظر احتیاط کافور کھا کر اپنی قوتِ مردمی کو ختم کر دیا تھا ۔ اس کتاب کے مؤلف (نظام الدین احمد) نے اس آہو خانہ اور عمارتوں کی بارہا سیر کی ہے ۔

گجرات کے شہروں میں عورتوں کا مزارات پر جانا اور اس بہانہ سے اس گروہ (عورتوں) کے جمع ہونے کا بڑا رواج ہو گیا تھا اور فسق و فجور ، رسم و عادت بن چکا تھا اور اس کو برا نہیں سمجھا جاتا تھا ۔ سلطان محمود نے عورتوں کو اس طرح جمع ہونے اور (ان کے) لوگوں کے گھروں میں دن رات آنے جانے کی ممانعت کی ۔ وہ لوگوں کو رقم دیتا تھا اور عورتوں کو بلانے کے لیے بھیجتا تھا ، جب وہ لاتے تھے ، تو ان کو سزا دیتا تھا ۔ اس طرح اس نے بہترین طریقہ سے اس بات (حرام کاری) کو بند کر دیا[1] ۔

۱- فرشتہ ۲۲۸/۲ ۔

Marfat.com

ذکر سلطان احمد

جب سلطان محمود شہید ہو گیا اور اس کے کوئی لڑکا نہیں تھا ، تو فتنہ و فساد کی آگ کو فرو کرنے کی وجہ سے اعتاد خاں ایک کم سن لڑکے رضی الملک کو لایا جو احمد آباد کے بانی سلطان احمد کی اولاد میں بتایا جاتا تھا ۔ میراں سید مبارک بخاری اور دوسرے امیروں کے مشورہ سے کہ جو برہان نمک حرام کی تلوار سے [۲۴۳] بچ گئے تھے ، اسے تخت سلطنت پر بٹھایا اور سلطان احمد شاہ کا خطاب دیا ۔ امراء کو تسلی دی اور ان کو ان کی جاگیروں پر برقرار رکھا ۔ اعتاد خاں نے سلطنت کے معاملات کلیتاً اپنے اختیار میں لے لیے اور اس کے لیے سوائے نام کے کچھ نہ چھوڑا ۔ خود بااختیار ہو گیا ۔ وہ اس کو گھر میں رکھتا تھا[1] ۔

جب پانچ سال اسی طرح گزر گئے ، تو سلطان احمد اس حالت کو برداشت نہ کر سکا ۔ وہ احمد آباد سے نکل کر سید مبارک بخاری کے پاس محمود آباد چلا گیا کہ جو ایک بڑا امیر تھا ۔ موسیٰ خاں فولادی ، سادات خاں ، عالم خاں لودی اور دوسرے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے شیخ یوسف جو مالوہ کے امیروں میں سے تھا اور سلاطین گجرات کے امیروں میں بھی شمولیت رکھتا تھا ، اس کے پاس پہنچ گیا ۔ سلطان احمد نے اس کو اعظم ہمایوں کا خطاب دیا ۔ اعتاد خاں ، چنگیز خاں کے باپ عماد الملک ، الغ خاں ، جھجار خاں حبشی ، اختیار الملک اور گجرات کے دوسرے امیر توپ خانہ لے کر سید مبارک کے سر پر پہنچ گئے ۔ اعتاد کی بہ نسبت سید مبارک کے پاس فوج کم تھی ، معرکہ کار زار گرم ہوا ۔ جب جنگ شروع ہوئی ، تو توپ کی ضرب سید مبارک تک پہنچی اور اس کا کام تمام ہو گیا ۔ سلطان احمد کو شکست ہوئی ۔ سلطان احمد چند روز تک صحرا اور جنگل میں مارا مارا پھرتا رہا اور پھر اعتاد خاں سے آ کر ملا ۔ اعتاد خاں اس کو گھر میں رکھتا تھا اور کسی کو اس کے پاس جانے نہیں دیتا تھا ۔ جب اعتاد خاں کا غلبہ اور بڑھ گیا ، تو عماد الملک ، تاتار خان غوری کے ہمراہ پوری قوت کے ساتھ اعتاد خاں کے گھر پر آیا ، توپیں لگا دیں اور گھر کو ڈھانے کا ارادہ کیا ۔ اعتاد خاں مقابلہ کی تاب

۱۔ فرشتہ ۲/۲۲۸ ۔

Marfat.com

لا کر بال کی طرف [۲۴۴] بھاگ گیا جو جاپانیر کے لواح میں ہے۔ طرف فوج جمع کی۔ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر عماد الملک اور اس کے درمیان صلح کرا دی۔ اس طرح کہ ولایت بھروچ ، جاپانیر ، بادوت اور دریائے مہندری و لربدہ کے درمیانی پرگنے عماد الملک کی جاگیر قرار پائے[1]۔

اعتماد خاں نے آ کر وکالت کے معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور سلطان احمد کی حفاظت میں کوشش کرنے لگا۔ ایک ہزار اور پانچ سو سوار سلطان احمد کی خاصہ کی جاگیر علیحدہ کر دیے۔ ایک جماعت اس کے پاس آ گئی۔ باوجودیکہ اعتماد خاں لوگوں کو اس سے ملنے نہیں دیتا تھا ، لیکن ایک گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا اور اس کو کسی قدر شوکت حاصل ہو گئی۔ اس نے اعتماد خاں کے دفع کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے راز داروں سے اعتماد خاں کے قتل کا مشورہ کیا۔ وہ کبھی کبھی کم عمری کی بنا پر کیلے کے درخت پر تلوار مارتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے اعتماد خاں کے دو ٹکڑے کر دیے۔ جب اعتماد خاں حقیقت حال سے آگاہ ہوا ، تو اس نے پیش دستی کی اور ایک رات کو اسے قتل کر دیا اور اس کی لاش قلعہ کی دیوار پر سے وجیہہ الملک کے مکان کے سامنے دریا کی طرف پھینک کر لوگوں میں مشہور کر دیا کہ سلطان احمد رات کسی عورت کی وجہ سے وجیہہ الملک کے گھر گیا تھا کہ نادانستہ (کسی نے) اس کو قتل کر دیا۔ اس کا زمانۂ حکومت آٹھ سال رہا[2]۔

ذکر سلطنت مظفر بن سلطان محمود بن لطیف خاں

۹۷۰ھ[3] کے آخر میں اعتماد خاں نے ایک بچہ کو جس کا نام نتو تھا ، گجرات کے امیروں کی مجلس میں لا کر قسم کھائی کہ یہ بچہ سلطان محمود

۱- فرشتہ ۲/۲۲۸۔

۲- فرشتہ ۲/۲۲۸ - ۲۲۹۔

۳- فرشتہ (۲/۲۲۹) میں ۹۶۹ھ/۱۵۶۱ء ہے اور وہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ سلطان احمد کی مدت حکومت آٹھ سال بتائی ہے اس طرح ۹۶۹ھ/۱۵۶۱ء ہوتے ہیں۔

Marfat.com

کا لڑکا [۲۰۵] ہے اور کہا کہ اس بچہ کی ماں حرم خاص کی لونڈی تھی جب وہ حاملہ ہوئی ، تو سلطان نے (اسے) میرے سپرد کر دیا کہ اس کا حمل ساقط کراؤں ، لیکن اس کے حمل کو پانچ مہینے گزر گئے تھے لہذا (اس کو اپنے) گھر میں چھپا لیا اور آج تک اس کی پرورش کی ہے چونکہ گجرات کا تخت خالی تھا ، اس لیے سید میراں ولد سید مبارک گجراتی نے اکابر و امراء کی مجلس میں سلطنت کا تاج لے کر اس لڑکے کے سر پر رکھ دیا اور مظفر شاہ کا لقب دے کر سلطنت کی تہنیت و مبارک باد دی۔

وزارت کا عہدہ اعتماد خاں کے سپرد ہوا اور اس کو مسند عالی کا خطاب دیا ۔ بڑے بڑے امیروں نے جب اپنی جاگیروں میں استقلال پایا ، تو وہ دوسروں کو دخل نہیں دیتے تھے ۔ ولایت پٹن گجرات پرگنہ کری تک موسیٰ خاں اور شیر خاں فولادی کے قبضہ میں آئی ۔ رادھن پور ، نروارہ ، تھراد ، موجپور اور چند دوسرے پرگنے فتح خاں بلوچ کے قبضہ میں آئے ۔ سابرمتی اور مہندری کے درمیان پرگنوں پر اعتماد خاں قابض ہوا ۔ کچھ حصہ دوسرے گجراتیوں میں تقسیم کر دیا ۔ بندر سورت ، نادوت ، جاپانیر چنگیز خاں بن عماد الملک سلطانی کے قبضے میں رہے ۔ رستم خاں جو چنگیز خاں کا بہنوئی تھا ، بھروچ کا حاکم ہوا ۔ دولقہ و دلدوقہ سید میراں ولد سید مبارک بخاری کی جاگیر میں مقرر ہوئے ۔ قلعہ جوناگڑھ اور سورت پر امین خاں غوری نے قبضہ کر لیا اور گجرات کے امیروں کے نفاق کی وجہ سے علیحدہ ہو گیا[1] ۔

[۲۰۶] اعتماد خاں ، مظفر نتو کو شاہی محلوں میں محبوس رکھتا تھا دربار کے دن اس کے لیے مسند بچھائی جاتی تھی اور وہ (مظفر نتو) اس مسند پر اجلاس کرتا تھا ۔ (اعتماد خاں) خود اس کے پس پشت بیٹھتا تھا ۔ امراء اس کے سلام کے لیے حاضر ہوتے تھے ۔ چند روز اس طرح گزرے ۔ چنگیز خاں اور شیر خاں فولادی مبارک باد کے لیے احمد آباد میں آئے ۔ ایک سال اسی طرح گزر گیا ۔ فتح خاں بلوچ کہ پرگنہ تھراد ، نروارہ ، رادھن پور مور واڑ اور کاکرج اس کی جاگیر میں تھے ، قرب کی وجہ سے فولادیوں سے عداوت رکھتا تھا ۔ فولادی موقع پا کر اس

۱- فرشتہ ۲/۲۲۹ ۔

سر پر پہنچ گئے ۔ اس نے جنگ کی اور شکست کھائی ۔ پھر اعتاد خاں کے پاس پہنچ کر فریاد کی ۔ اعتاد خاں کو اس بات سے غصہ آ گیا ۔ وہ لشکر جمع کرکے نہایت قوت و شوکت کے ساتھ فولادیوں پر حملہ آور ہوا ۔ فولادی قلعہ پتن میں قلعہ بند ہو گئے اور عجز و انکسار کا اظہار کرنے لگے ۔ اعتاد خاں نے قبول نہیں کیا اور محاصرہ میں کوشش کی ۔ جب فولادی افغانوں کی حالت نازک ہوئی ، تو ان کے جوان اور بچے موسیٰ خاں اور شیر خاں کے پاس آ کر کہنے لگے کہ جب ہمارے عجز و انکسار کو قبول نہیں کیا جاتا ، تو ہمارے لیے جنگ کرنے اور جان دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے ۔ تقریباً پانچ سو آدمی ایک بارگی قلعہ سے نکلے موسیٰ خاں اور شیر خاں بھی اپنے آدمیوں کو لے کر جن کی تعداد تین ہزار سوار سے زیادہ نہ تھی ، آئے ۔ اعتاد خاں [۲۳۷] نے گجرات کے لشکر کو کہ تیس ہزار سے زیادہ تھا ، صف آرا کیا ۔ فولادیوں نے اعتاد خاں کی فوج خاصہ پر حملہ کیا اور قدم اکھاڑ دے ۔ سلیم خاں بن شیر خاں کے غلام حاجی خاں نے جو اعتاد خاں کی فوج میں ممتاز تھا ، جنگ نہیں کی اور طرح دے گیا[1] ۔

اعتاد خاں شکست کھا کر احمد آباد گیا اور حاجی خاں کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا ۔ حاجی خاں کو اطلاع مل گئی اور وہ بھاگ کر فولادیوں کے پاس چلا گیا ۔ فولادیوں نے اعتاد خاں کے پاس پیغام بھیجا کہ چونکہ پرگنہ کری کا آدھا حصہ حاجی خاں کی جاگیر میں تھا اور حاجی خاں ہمارے پاس آیا ہے ، لہذا اس کے حصہ کو بحال کر دیا جائے ۔ اعتاد خاں نے یہ بات قبول نہیں کی اور کہا کہ وہ ہمارا نوکر تھا ۔ جب وہ فرار ہو گیا ، تو اس کو جاگیر کس طرح دی جا سکتی ہے ۔ موسیٰ خاں اور شیر خاں فوج جمع کرکے حاجی خاں کی جاگیر پر گئے اور قصبہ جوتھانہ[2] میں مقیم ہو گئے ۔ اعتاد خاں بھی لشکر جمع کرکے مقابلہ پر آ گیا ۔ چار مہینے تک مقابلہ ہوتا رہا ۔ آخرکار جنگ کی نوبت پہنچی ۔ اعتاد خاں شکست کھا کر چنگیز خاں کے پاس بھروچ پہنچا اور اس کو

۱- فرشتہ ۲/۲۲۹ ۔

۲- چوتھانہ (فرشتہ ۲/۲۲۹) ۔

Marfat.com

اپنی مدد و کمک کے لیے لایا ۔ جوتھانہ کے نواح میں پھر مقابلہ ہوا ۔ بہت گفتگو کے بعد صلح ہوئی ۔ حاجی خاں کی جاگیر بحال ہوئی ۔ پھر واپس آیا اور احمد آباد میں قیام کیا ۔

جب چنگیز خاں اپنے ٹھکانے پر پہنچ گیا ، تو اس نے غلبہ حاصل کر لیا ۔ لوگوں میں شہرت ہو گئی کہ چنگیز خاں کا ارادہ اطاعت کرنے کا نہیں ہے ۔ اسی دوران میں چنگیز خاں نے اعتماد خاں کو پیغام بھیجا کہ میں اس درگاہ کا خانہ زاد ہوں اور حرم کے تمام معاملات سے واقف ہوں ۔ آج تک ہمیں یقین تھا کہ سلطان محمود شاہ شہید کے کوئی لڑکا نہیں ہے ، مگر اب تم نے ایک لڑکے کو سلطان محمود کا بیٹا کہنا شروع کر دیا ہے اور اپنا کام پورا کر رہے ہو ۔ اس کے کیا معنی ہیں کہ تم خود مجلس میں [۲۰۸] بیٹھے ہو اور تمھارے آدمی اس لڑکے کی نگرانی کرتے ہیں ۔ جب تک کہ تم نہ آؤ ، کوئی شخص سلام کے لیے نہیں جاتا ہے ۔ اگر حقیقت میں یہ سلطان محمود کا لڑکا ہے ، تو تم بھی تمام امیروں اور خاصہ خیلوں کی طرح خدمت کرو اور جس طرح دوسرے امراء دربار میں بیٹھتے ہیں ، تم بھی اجازت لے کر بیٹھو ۔ اعتماد خاں نے جواب دیا کہ میں نے تخت نشینی کے دن شہر کے بزرگوں اور امیروں کے سامنے قسم کھائی ہے کہ یہ بچہ سلطان محمود کا بیٹا ہے اور بزرگوں نے میری بات پر بھروسہ کرکے اس کے سر پر سلطنت کا تاج رکھا ہے اور بیعت کی ہے ۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ میں کیوں دربار میں اس طرح بیٹھا ہوں ، تو سب کو معلوم ہے کہ سلطان محمود کے حضور میں بھی میرا کیا مرتبہ تھا ۔ تو اس زمانہ میں بھی تھا ۔ اگر تیرا باپ عماد الملک سلطانی زندہ ہوتا تو میری اس بات کی تصدیق کرتا ۔ یہ بادشاہ کہ جس سے سلطنت کے تخت کی زیب و زینت ہے ، تیرا ولی نعمت (آقا) اور ولی نعمت زادہ (آقا زادہ) ہے ۔ خیریت اسی میں ہے کہ اس کی اطاعت سے منحرف نہ ہوتا اور جس طرح تیرا باپ اس کے باپ کی خدمت کرتا تھا ، تو بھی اس کی خدمت کرتا کہ تجھے تیری مراد کا پھل ملے[1] ۔

۱۔ فرشتہ ۲/۲۹۹ ۔

Marfat.com

شیر خاں فولادی نے اس سوال و جواب کے بعد ایک خط چنگیز خاں کو لکھا جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے :

”چند روز تک صبر کے دامن کو پکڑے رہو ، دلدہی کے طریقہ کو مت چھوڑو اور بغیر کسی وجہ کے مسند عالی سے مخالفت کا اظہار مت کرو“ ۔

چند روز کے بعد چنگیز خاں کے دل میں قصبہ پرودرہ کا لالچ پیدا ہوا ۔ اس نے پیغام بھیجا کہ بہت آدمی (سپاہی) میرے گرد جمع ہو گئے ہیں اور مختصر سی ولایت کہ جو میرے قبضہ میں ہے ، اس جماعت کے لیے کفایت نہیں کرتی ہے ۔ چونکہ معاملات حل و عقد مسند عالی کے اختیار میں ہیں ، لہذا وہ اس معاملہ پر غور کریں ۔ اعتماد خاں نے چاہا کہ اس کو برہان پور کے حکام سے [۲۴۹] بھڑا دیں ۔ تاکہ برہان پور کے خیال سے اس طرف کا ارادہ نہ کرے ۔ اس نے جواب لکھ کر بھیجا کہ قصبہ ندربار ہمیشہ سے گجرات کے قبضہ میں رہا ہے ۔ جس کے زمانہ میں سلطان شہید محمود شاہ ، قصبہ ساول میں میراں مبارک شاہ کے ساتھ تھا ، تو اس نے میرا مبارک شاہ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر حق تعالیٰ نے گجرات کی سلطنت مجھ کو دلوا دی ، تو میں ندربار تجھے العام میں دے دوں گا ۔ جب سلطان شہید تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا ، تو اس وعدہ کو پورا کرنے کے لیے جو بزرگوں پر فرض عین ہے ، اس نے قصبہ ندربار کو میراں مبارکؔ شاہ کو دے دیا ۔ اب سلطان (محمود) شہید ہو چکا ہے اور میراں مبارک شاہ کا بھی انتقال ہو گیا ہے ، لہذا مصلحت یہی ہے کہ تم اپنی فوج لے کر قصبہ ندربار پر اپنے اضافہ آمدنی کے لیے قبضہ کر لو اور ان کے معاملہ میں وقت گزرنے پر کوئی تدبیر کر دی جائے گی[1] ۔

چنگیز خاں دھوکا کھا کر لشکر کے انتظام میں مشغول ہوا ۔ چند روز کے بعد آراستہ و مستعد لشکر لے کر بھروچ سے ندربار کی طرف گیا ۔ متواتر کوچ کر کے ندربار پر قبضہ کر لیا[2] اور غرور و تکبر کی وجہ سے

۱- فرشتہ ۲/ ۲۳۰ ۔

۲- فرشتہ نے اس واقعہ کی سنہ ۹۷۴ھ/ ۶۷ - ۱۵۶۶ء لکھی ہے ۔

Marfat.com

قدم آگے بڑھایا اور قلعہ تھالیر[1] کے حدود میں جا پہنچا ۔ اتفاق سے اسی اثناء میں خبر آئی کہ محمد شاہ ولد میراں مبارک شاہ ، تفال خاں اور راجا ماہور کے ساتھ جنگ کے [۲۵۰] لیے آ رہا ہے ۔ چنگیز خاں نے ناہموار زمین پر اپنے لشکر کا قیام کرایا اور جس طرف زمین ہموار تھی وہاں اپنی بیل گاڑیوں کو زنجیروں سے مضبوطی کے ساتھ جکڑوا دیا ۔ محمد شاہ اور تفال خاں نے مقابلہ پر صف آرائی کی اور سورج کے غروب ہونے تک کھڑے رہے ۔ جب چنگیز خاں مقابلہ کے لیے نہ نکلا ، تو وہیں منزل کر دی ۔ چنگیز خاں یا تو اس درجہ متکبر و مغرور تھا یا اس قدر مرعوب ہوا کہ اپنے تمام لشکر کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا اور بھروچ پہنچا ۔ محمد شاہ کے ہاتھ کثرت سے مال غنیمت آیا ۔ اس نے لدربار تک تعاقب کیا اور لدربار پر پھر قبضہ کر لیا[2] ۔

چنگیز خاں شکست کھا کر قلعہ بھروچ میں آیا اور اپنے لشکر کی تنظیم و تنسیق میں مشغول ہوا ۔ ابراہیم حسین مرزا شاہ اور مرزا اولاد محمد سلطان مرزا کے آ جانے سے اس کی قوت بڑھ گئی اور اپنے پرانے ارادے یعنی اعتاد خاں کو سزا دینے کا خیال اس کے دل میں از سر نو پیدا ہوا اور اس ارادہ کی تکمیل کے لیے اس نے لشکر کی تیاری کی ۔ وہ احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بغیر جنگ کیے قصبہ بروورہ پر قابض ہو گیا ۔ جب محمود آباد پہنچا ، تو اعتاد خاں کے پاس پیغام بھیجا کہ تمام دنیا اور دنیا والوں پر یہ بات ظاہر ہے کہ تھالیر کی شکست کا اصلی سبب تیرا نفاق ہے ، اس لیے کہ اگر تو مدد کے لیے خود آ جاتا یا فوج بھیج دیتا ، تو فرار ہونے کی مطلق ضرورت پیش نہ آتی ۔ اس وقت میں احمد آباد اس لیے جا رہا ہوں کہ (بادشاہ کے) حضور میں پہنچ کر سلطنت کی مبارک باد دوں ۔ اگر تو شہر میں ہوا ، تو مخالفت و نزاع ضرور ہوگی ۔ بہتر یہ ہے کہ تو شہر سے باہر چلا جا [۲۵۱] اور (دوسرے) تمام امیروں کی طرح اپنی جاگیر میں جا کر قیام کر تاکہ سلطان کا ہاتھ مضبوط ہو اور وہ اپنی موروثی سلطنت میں جس طرح چاہے عمل دخل کرے[3] ۔

۱- تھالیسر (فرشتہ ۲/۲۳۰) ۔
۲- فرشتہ ۲/۲۳۰ ۔
۳- فرشتہ ۲/۲۳۰ ۔

Marfat.com

اعتماد خاں نے پیغام کے پہنچنے سے پہلے ہی لشکر کا انتظام شروع کر دیا ۔ جب یہ پیغام پہنچا اور اسے معلوم ہوا کہ کیا غرض ہے ، تو وہ مظفر کے سر پر چتر سجا کر ، بخاری سادات ، اختیار الملک ، ملک‌شرق الغ خاں ، جھجار خاں اور سیف الملک کے ہمراہ شہر سے نکلا اور قصبہ ہتوہ کے نواح میں آیا ۔ دوسرے روز وہاں سے کوچ کیا اور کھارندی کے کنارے موضع کاوری میں جو احمد آباد سے چھ کوس پر ہے ، قیام کیا ۔ دوسرے روز صبح کے وقت چنگیز خاں نے محمود آباد سے صفیں آراستہ کرکے میدان جنگ کا رخ کیا ۔ جب دوپہر کے وقت موضع کاوری پہنچا ، تو اعتماد خاں نے مظفر کو سوار کیا اور اس کے سر پر چتر لگا کر میدان کا رخ کیا ۔ سادات ، گجراتی امراء اور حبشی جماعت کے سرداروں نے جا بجا قرار پکڑا ۔ جب صفیں مقابل ہوئیں اور اعتماد خاں کی خوف زدہ نظر چنگیز خاں کے لشکر پر پڑی ، تو چونکہ پہلے سے اس نے مرزاؤں کی شجاعت و مردانگی کی مسلسل داستانیں سنی تھیں ، لہذا اس نے چنگیزخاں کے لشکر کے ہر بہادر و دلاور کو اپنا ملک الموت سمجھا اور بغیر تلوار نکالے ہوئے بھاگ کھڑا ہوا اور بغیر احمد آباد پہنچے ڈونگر پور کو چلا گیا ۔ دوسرے امیروں نے بھی اعتماد خاں کو صد آفریں کہہ کر راہ فرار اختیار کی ۔ سادات دولقہ اور اختیار الملک محمود آباد گئے اور الغ خاں ، جھجار خاں اور دوسرے لشکری مظفر کو ساتھ لے کر احمد آباد روانہ ہو گئے ۔

چنگیز خاں اس فتح کو دیکھ کر جو اسے اللہ کی مہربانی سے حاصل ہوئی تھی ، خوب خوش ہوا اور اس نے کبوہ میں قیام کیا ۔ دوسرے روز صبح کو الغ خاں ، جھجار خاں اور دوسرے حبشی سلطان مظفر اور اس کے خدمت گاروں کو لے کر [۲۵۲] کالو پور کے دروازہ سے نکلے اور نہر پور اور محمود آباد کی طرف روانہ ہوئے ۔ مظفر کے نکلنے کے ساتھ ہی چنگیز خاں احمد آباد آیا اور اس نے اعتماد خاں کے مکان میں قیام کیا ۔ شیر خاں فولادی نے جب قصبہ کری کے نواح میں یہ خبر سنی ، تو چنگیز خاں کو پیغام بھیجا کہ یہ ساری ولایت اعتماد خاں کو سلطان کے مصارف کے لیے چھوڑ دی گئی تھی ۔ اب وہ اس پر تنہا قابض ہو گیا ۔ یہ بات مردانگی اور مروت کے خلاف ہے ۔ وہ خود بھی ایک بڑی فوج

Marfat.com

کے ساتھ احمد آباد روانہ ہوا ۔ جب چنگیز خاں نے دیکھا کہ اس وقت شیر خاں سے جھگڑا کرنا مناسب نہیں ہے ، تو یہ طے کر دیا کہ دریائے سابرمتی کے اس جانب کا علاقہ تمہارا ہے ۔ اسی سبب سے احمد آباد کے بعض دیہات ، مثلاً عثمان پور ، خان پور اور کالو پور بھی شیر خاں سے متعلق ہو گئے ۔ چنگیز خاں مرزاؤں کی عزت و احترام ان کے حسن خدمات کی وجہ سے بہت کرتا تھا[1] ۔

میراں محمد شاہ ولد میراں مبارک شاہ پہلی فتح سے دلیر ہو گیا تھا ۔ اس نے گجرات کی سلطنت کو سردار (حاکم) سے خالی پایا اور امیروں کی مخالفت کو اس نے بڑی نعمت سمجھا اور اس ملک کو فتح کرنے کی کوشش (شروع) کی ۔ یہاں تک کہ وہ احمد آباد کے قریب آ گیا ۔ چنگیز خاں مرزاؤں کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے شہر سے باہر نکلا ۔ جنگ کے بعد میراں (محمد شاہ) نے شکست کھائی اور وہ پریشان اور بے سامان بھاگ کر آسیر چلا گیا[2] ۔

چونکہ یہ فتح مرزاؤں کی کوششوں سے ہوئی تھی ، لہذا چنگیز خاں نے ان کی دلجوئی کر کے سرکار بھروچ کے چند معمور اور آباد پرگنے [۲۵۷] ان کی جاگیر میں مقرر کر دیے اور ان کو جاگیروں پر اس لیے روانہ کر دیا کہ وہ سامان اور لشکر کا انتظام کریں ۔ مرزا (لوگ) جیسے ان جاگیروں پر پہنچے ، تو بدمعاش اور فتنہ انگیز لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے ۔ جاگیر کی آمدنی ان کے اخراجات کے لیے پوری نہیں ہوتی تھی ، لہذا مجبوراً چنگیز خاں کی اجازت کے بغیر دوسرے محالوں پر (بھی) قابض ہو گئے ۔ جب یہ خبر چنگیز خاں نے سنی ، تو اس نے ایک فوج ان کے سروں پر مقرر کر دی ۔ مرزاؤں نے چنگیز خاں کی فوج کو شکست دے دی ، کچھ لوگوں کو قتل کیا اور ولایت برہان پور کا رخ کیا ۔ وہاں بھی لوٹ مار کی اور ولایت مالوہ چلے گئے ۔ مرزاؤں کے حالات کی تفصیل اکبر بادشاہ کے حالات کے ضمن میں بیان ہوئی ہے[3] ۔

۱- فرشتہ ۲/۲۳۰ - ۲۳۱ -

۲- فرشتہ ۲/۲۳۱ -

۳- فرشتہ ۲/۲۳۱ -

Marfat.com

الغرض جب الغ خاں اور جھجار خاں ، مظفر کو ساتھ لے کر ولایت کانتھا کو کہ جس سے دریائے مہندری کے کنارے کے کھنڈرات مراد ہیں گئے اور برابر انتظار کرتے رہے کہ شاید اعتماد خاں خود آئے یا اپنے لڑکے شیر خاں کو بھیج کر مظفر کو لے جائے ۔ جب ادھر سے کوئی آواز سنائی نہ دی ، تو سلطان مظفر کو لے گئے اور ڈولگر پور لے جا کر اعتماد خاں کے سپرد کر دیا ۔ چند روز کے بعد اپنے سپاہیوں کے اخراجات کے لیے اعتماد خاں سے روپیہ مانگا ۔ اعتماد خاں نے جواب دیا کہ میری جاگیر کی آمدنی سب کو معلوم ہے کہ کتنی ہے اور سالانہ کتنا خرچ ہے ۔ علاوہ اس کے یہ شہر نہیں، ہے کہ لوگوں سے قرض لے کر تم کو دے دوں ۔ اس سبب سے الغ خاں اور دوسرے امراء اعتماد خاں سے ناراض ہو گئے ۔

چنگیز خاں کو جب یہ بات معلوم ہوئی ، تو اس نے ہر ایک کو تسلی آمیز خط لکھ کر اپنے پاس بلا لیا ۔ الغ خاں ، جھجار خاں ، سیف الملک اور دوسرے حبشی اعتماد خاں کی اجازت کے بغیر معمور آباد چلے گئے ۔ وہاں اختیار الملک گجراتی سے ملاقات کی اور سب نے مل کر احمد آباد کا ارادہ کیا ۔ جب شہر کے قریب حوض کانکریہ پر پہنچے ، تو [۲۵۸] لباس تبدیل کرنے کے لیے سلطان محمود کے باغ میں ٹھہرے ۔ اسی موقع پر چنگیز خاں استقبال کے لیے آیا اور اس نے اختیار الملک ، الغ خاں ، جھجار خاں اور دوسرے حبشیوں سے باغ میں ملاقات کی ۔ جب مزاج پرسی سے فارغ ہوا ، تو الف خاں اور جھجار خاں نے کہا کہ تمام دنیا اور دنیا والوں پر یہ بات روشن ہے کہ ہم سب سلطان محمود کے غلام اور خانہ زاد ہیں ۔ اگر ہم میں سے کسی کو اقتدار حاصل ہو جائے، تو اس سنت (خانہ زادگی) پر کوئی فرق نہیں آتا ۔ ملاقات میں ہمیں نسبت محمودی کا خیال رکھنا چاہیے ۔ اس تمہید کا یہ مطلب ہےکہ سلطان کے غلاموں میں صرف چند آدمی ہیں جو خدمات کے لحاظ سے ممتاز ہیں اور اس وقت وہ سب اس مجلس میں موجود ہیں ۔ اس کے بعد جس وقت بھی ہم ملاقات اور سلام کے لیے آئیں گے ، تو سب مل کر آئیں گے ۔ ہم کو یہ امید ہے کہ دربان ہم میں سے کسی کو منع نہیں کرے گا ۔ چنگیز خاں نے بانداز تواضع اس بات کو قبول کر لیا ، امیروں کو ہمراہ لے کر

Marfat.com

شہر میں آیا اور مکانات خالی کرا کر ان کو دے دیے[1] ۔

کچھ مدت کے بعد ایک جاسوس آیا جس نے الغ خاں کو خبر دی کہ چنگیز خاں چاہتا ہے کہ تم کو اور جھجار خاں کو قتل کرا دے اور یہ طے ہوگیا ہے کہ صبح چوگان بازی کے میدان میں جس وقت کہ تم غافل ہو ، قتل کرا دیا جائے ۔ اس بات کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ اگر کل کالکریہ تالاب کے میدان میں چوگان بازی کے لیے گئے تو کوئی بات نہیں ہے ، کیونکہ وسیع جنگل ہے ، ہر طرف بھاگ سکتے ہو اور اگر میدان بھدر میں گئے کہ جہاں قلعہ ہے ، تو یقین جانیے کہ وہاں وہ اپنا ارادہ پورا کرے گا ۔ [۲۵۵] ابھی جاسوس کی گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ چنگیز خاں کا آدمی آیا اور اس نے سلام کے بعد کہا کہ (چنگیز خاں) نے فرمایا ہے کہ کل میں چوگان بازی کے میدان میں جاؤں گا ۔ صبح کے وقت تم لوگ بھی آؤ ۔ الغ خاں اس خبر کو سن کر پریشان ہوا اور وہ سوار ہو کر سیف الملک حبشی سلطانی کے مکان پر گیا ۔ وہاں جھجار خاں ، سیدی بدر سلطانی ، محل دار خاں اور خورشید خاں کو بلا کر یہ بات بتائی ۔ بہت بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے ہوا کہ پیش دستی کر کے چنگیز خاں کو قتل کر دینا چاہیے ۔

دوسرے روز صبح کو الغ خاں اور جھجار خاں اپنے دوستوں کے ہمراہ سوار ہو کر چنگیز خاں کے دربار میں گئے ۔ چنگیز خاں سوار ہو کر نکلا اور میدان بھدر کی طرف روانہ ہوا ۔ جب کچھ راستہ طے ہو گیا ، تو الغ خاں کہ جو چنگیز خاں کی سیدھی طرف اور جھجار خاں کہ جو اس کے بائیں طرف چل رہا تھا (ایک نے دوسرے کو) اشارہ کیا کہ موقع غنیمت ہے ۔ جھجار خاں نے فوراً چنگیز خاں پر حملہ کیا اور ایک ہی ہاتھ میں اس کا سر (تمام ہوا) گویا اس کے ساتھ ہی نہ تھا ۔ وہ وہاں سے تیزی سے اپنے گھروں کو چلے گئے اور جنگ کی تیاری میں مشغول ہوگئے ۔ اختیار الملک بھی ان کی رفاقت کے لیے تیار ہوگیا ۔ رستم خاں نے چنگیز خاں کی لاش کو ہاتھی پر ڈال کر بغیر گھر جاتے ہوئے بھروچ روانہ کر دیا ۔ شہر کے بدمعاشوں نے چنگیز خاں کے آدمیوں کو لوٹنا شروع

۱- فرشتہ ۲/۲۳۱ ۔

کر دیا[1] ۔

جب اس بات کی تحقیق ہو گئی کہ رستم خاں بھروچ گیا ہے ، الغ خاں ، اختیار الملک ، جھجار خاں اور دوسرے سردار قلعہ ارک میں کہ جو بھدر کے نام سے مشہور [۲۵۶] ہے ، آ گئے اور اعتماد خاں کو خط لکھ کر حالات سے آگاہ کیا اس کو احمد آباد بلایا ۔ اسی روز بدر خاں اور محمد خاں پسران شیر خاں فولادی بھی مبارکباد کے لیے شہر میں آئے اور وہ پیشکش میں ہر ایک کے لیے گھوڑے لائے ۔ جس طرح چنگیز خاں نے جاگیریں تقسیم کی تھیں ، اسی طرح امرائے مذکور نے بھی جاگیریں تقسیم کر لیں اور اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے[2] ۔

دوسرے روز شیر خاں فولادی نے اپنے جاسوسوں کو بھیج کر یہ خبر حاصل کی کہ امیروں میں سے کوئی شخص بھی قلعہ کی محافظت کے لیے بھدر میں نہیں ، اس لیے اس نے چنگیز خاں کے قتل کے بعد تیسری رات میں سادات خاں کو کہ جو شیر خاں کے امیروں میں سے تھا ، مع تین سو سواروں کے ہمراہ بھیجا ۔ چونکہ خان پور کی طرف سے قلعہ کی دیوار شکستہ تھی ، اس لیے وہ بھدر پر قابض ہو گیا ۔ چند روز کے بعد اعتماد خاں مظفر کو اپنے ہمراہ لے کر احمد آباد آیا ۔ چونکہ قلعہ بھدر سادات خاں کے قبضہ میں تھا ، لہذا مظفر کو بھی اپنے مکان میں فروکش کیا اور بھدر کو خالی کرانے کی بابت ایک خط شیر خاں کو بھیجا کہ بھدر بادشاہوں کا گھر ہے ۔ اگر بادشاہ نہ ہو تو اس کے آدمیوں اور خیرخواہوں پر لازم ہے کہ اپنے آقا کے گھر کی حفاظت کریں نہ کہ اس میں جا بیٹھیں اور اس پر قابض ہو جائیں ۔ اب سلطان شہر میں آ گیا ہے ۔ سادات خاں سے کہو کہ وہ بھدر کو خالی کر دے ۔ شیر خاں نے حقیقی رعایت کے تقاضہ کے مطابق یا ان حقوق کی رعایت سے کہ جو اعتماد خاں کے اس پر تھے ، اس کی بات کو منظور کر کے بھدر کو خالی کر دیا ۔ سلطان مظفر جا کر اپنے مکانات میں مقیم ہو گیا[3] ۔

۱۔ فرشتہ ۲/۲۳۱ - ۲۳۲ ۔

۲۔ فرشتہ ۲/۲۳۲ ۔

۳۔ فرشتہ ۲/۲۳۲ ۔

Marfat.com

[۲۵۷] اسی دوران میں مخبروں نے یہ خبر دی کہ مرزا (لوگ) ولایت مالوہ سے بھاگ کر آ رہے ہیں اور جب انھوں نے راستہ میں چنگیز خاں کے قتل کی خبر سنی تو خوش ہو کر ولایت بھروچ اور سورت کی طرف چل پڑے تاکہ اس صوبہ پر بھی قبضہ کر لیں ۔ اختیار الملک اور الغ خاں نے اعتماد خاں کے مکان پر پہنچ کر کہا کہ ولایت بھروچ پر کوئی حاکم نہیں ہے اور یہ خبر ملی ہے کہ مرزا اس علاقہ کی طرف متوجہ ہوگئے ہیں ۔ بہتر یہ ہے کہ تمام امیر جمع ہو کر بھروچ روانہ ہو جائیں اور اس پر قبضہ کر لیں ۔ اس ارادہ کے پورا کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے ۔ اگر مرزاؤں کا قبضہ ہو گیا ، تو بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا ، تب ان کے قبضہ سے یہ علاقہ نکلے گا ۔

اعتماد خاں نے شیر خاں فولادی کے پاس آدمی بھیج کر مشورہ کیا ۔ شیر خاں بھی اس سفر کے لیے راضی ہوگیا اور یہ طے پایا کہ لشکروں کے تین حصے کر دیے جائیں ۔ پہلا حصہ الغ خاں اور دوسرے حبشیوں کے ساتھ ایک منزل آگے چلا جائے ۔ جب یہ لوگ اس منزل سے کوچ کریں ، تو اعتماد خاں ، اختیار الملک اور دوسرے سردار جو دوسرے دستہ میں ہوں ، اس منزل پر پہنچیں ۔ جب یہ دوسرا دستہ اس منزل سے آگے بڑھے تو تیسرا لشکر جس میں شیر خاں فولادی اور دوسرے امراء ہوں ، اس منزل پر پہنچ جائے ۔ سادات بخاری اپنے مقام پر رہیں ۔ اس قرار داد کے مطابق ، الغ خاں ، جھجار خاں ، سیف الملک اور دوسرے حبشی محمود آباد پہنچے ۔ اعتماد خاں شہر سے باہر چلا گیا اور اس ارادہ کو ملتوی کر دیا ۔

[۲۵۸] الغ خاں اور اس کے دوستوں نے اس کی اس حرکت کو مذاق سمجھا اور آپس میں کہا کہ ہم نے اس کے ایسے قوی دشمن چنگیز خاں کو قتل کر دیا اور وہ ہم سے نفاق رکھتا ہے ، لہذا مناسب یہ ہے کہ اس کی ولایت کو آپس میں تقسیم کر کے قابض ہو جائیں ۔ چنانچہ اس کا مصمم ارادہ کر کے پرگنہ کنبایت ، پرگنہ پتلاد اور بعض دوسرے پرگنوں پر قبضہ کر لیا اور وہ لوگ جن کے پاس جاگیریں نہ تھیں ، شہر سے نکل کر الغ خاں کے پاس آئے ۔ الغ خاں نے جھجار خاں سے کہا کہ چونکہ شہر سے سپاہی میرے پاس آئے ہیں ، لہذا مصلحت یہ ہے کہ اعتماد خاں کے پرگنوں میں سے ایک پرگنہ ان لوگوں کی تنخواہ میں بطور جاگیر دے

Marfat.com

دیا جائے ۔ جھجار خاں نے کہا کہ جو پرگنہ تو اس جماعت کو دینا چاہتا ہے ، وہ مجھے دے دے اور جو کچھ اس گروہ سے توقع رکھتا ہے وہی میں پورا کروں گا ۔ آخرکار ولایت کی تقسیم کے سلسلہ میں الغ خاں اور جھجار خاں میں مخالفت و نزاع پیدا ہو گیا ۔

جب اعتماد خاں کو یہ بات معلوم ہوئی ، تو اس نے جھجار خاں کو مکر و فریب سے اپنے پاس بلا لیا ۔ جب جھجار خاں خود اعتماد خاں کے پاس پہنچا ، تو حبشیوں کی ایک جماعت کی شان و شوکت میں فتور پڑ گیا ۔ الغ خاں ، شیر خاں فولادی کے پاس گیا ۔ سادات بخاری بھی شیر خاں سے مل گئے ۔ جب شیر خاں کا پلہ بھاری ہو گیا ، تو (سلطان) مظفر بھی موقع پا کر ایک روز مغرب سے پہلے کھڑکی کے راستہ سے نکلا اور وہ غیاث پور کی منزل پر کہ جو قصبہ سرکیچ کے نزدیک ہے ، الغ خاں کے کیمپ میں پہنچا ۔ الغ خاں اس سے بغیر ملے ہوئے شیر خاں کے پاس چلا گیا اور [۲۵۹] کہا کہ سلطان مظفر مجھے پہلے سے اطلاع دیے بغیر میرے مکان پر آ گیا ۔ ابھی تک میں نے اس سے ملاقات نہیں کی ہے ۔ شیر خاں نے کہا کہ معزز مہمان آیا ہے ، تم جاؤ اور حقوق خدمات بجا لاؤ[۱] ۔

علی الصبح اعتماد خاں کا خط شیر خاں کے پاس آیا کہ چونکہ نتو سلطان کا لڑکا نہیں ہے ، اس لیے میں نے اس کو نکال دیا اور میں نے مرزاؤں کو بلایا ہے تاکہ گجرات کے دارالملک کو ان کے سپرد کر دوں ۔ اس خط کو دیکھنے کے بعد شیر خاں نے سید حامد کے یہاں جا کر استفسار کیا کہ (مظفر کی) تاج پوشی کے وقت کیا طے ہوا تھا ۔ سید حامد اور دوسرے سادات نے کہا کہ اعتماد خاں نے قرآن شریف کی قسم کھائی تھی کہ یہ بچہ سلطان محمود کا بیٹا ہے ۔ اب یہ بات اس نے عداوت سے لکھی ہے ۔ شیر خاں سید حامد کے مکان سے سوار ہو کر الغ خاں کے گھر آیا اور کمان ہاتھ میں لے کر بالکل اسی طرح کہ جیسے خدمت گار اپنے آقا کی خدمت میں ہوتا ہے ، وہ سلطان مظفر کی خدمت میں رہا اور الغ خاں کے مکان سے اس کو سوار کر کے خدمات انجام دینے کے لیے اپنے مکان

۱- فرشتہ ۲/۲۶۲ - ۲۶۳ -

Marfat.com

پر لایا[1] -

اعتماد خاں نے مرزاؤں کو بھروچ کے علاقہ سے بلایا - وہ روزانہ کچھ ان کے آدمیوں اور کچھ اختیار الملک کے آدمیوں کو جنگ کے لیے بھیجتا تھا - رفتہ رفتہ (یہ) جھگڑا اور مخالفت بہت طویل ہو گئی - جب اعتماد خاں نے دیکھا کہ کار برآری نہیں ہوتی ، تو اس نے اکبر بادشاہ کے حضور میں عرضی بھیج کر گجرات کی ولایت کو فتح کرنے کی ترغیب دی - اتفاق سے اسی زمانہ ۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء میں اکبر بادشاہ ناگور گیا تھا اور وہ میر محمد خاں اتکہ کو کہ جو خان کلاں کے نام سے مشہور ہے ، دوسرے مشہور امراء کی ایک جماعت کے ساتھ سروہی فتح کرنے کے لیے بھیج چکا تھا - جب خان کلاں [۲۶۰] راجا سروہی کے ایلچی کے ہاتھ سے زخمی ہو گیا ، تو (اکبر بادشاہ) بہ نفس نفیس خان کلاں کے لشکر کی طرف بلا توقف متوجہ ہوا اور وہاں سے گجرات کا ارادہ کیا - اس اجمال کی تفصیل اکبر بادشاہ کے واقعات میں بیان ہوئی ہے[2] -

القصہ جب اکبر بادشاہ کا فتح مند لشکر پٹن گجرات پہنچا ، تو شیر خاں فولادی کہ جو اس وقت احمد آباد کا محاصرہ کیے ہوئے تھا ، بدحواس ہو کر کسی طرف کو بھاگ گیا - ابراہیم حسین مرزا اور (اس کے بھائی) بروده اور بھروچ کی طرف چلے گئے - اعتماد خاں ، میر ابو تراب الغ خاں حبشی ، جھجار خاں اور اختیارالملک آ کر بادشاہ اکبر کے حضور میں حاضر ہوئے اور (اکبر) کے بہی خواہوں میں شامل ہو گئے - (سلطان) مظفر شیر خاں سے علیحدہ ہوکر اکبر بادشاہ کے حضور میں آیا اور شاہانہ نوازشوں سے سرفراز ہوا - گجرات کی سلطنت ختم ہوگئی اور گجرات اکبر بادشاہ کے ممالک محروسہ میں شامل ہو گیا[3] - (سلطان) مظفر خاں اور گجراتیوں کے دوسرے واقعات اکبر بادشاہ کے حالات کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں -

سلطان مظفر کا زمانہ حکومت تیرہ سال اور چند ماہ رہا -

۱- فرشتہ ۲/۲۳۳ -
۲- فرشتہ ۲/۲۳۳ -
۳- فرشتہ (۲/۲۳۳) لکھتا ہے کہ ۱۴ رجب ۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء کو گجرات اکبر کے قبضہ میں آیا -

Marfat.com

طبقہ سلاطین بنگالہ

(اہل نظر سے یہ بات) پوشیدہ نہ رہے کہ ممالک بنگالہ میں اسلام کے ظہور کی ابتدا ملک محمد بختیار سے ہوئی کہ جو سلطان قطب الدین ایبک کے بڑے امیروں میں سے تھا ۔ اس کے بعد (بنگالہ پر) دہلی کے سلاطین حکومت کرتے رہے کہ ان کے واقعات سلاطین دہلی کے ضمن میں [۲۶۱] بیان ہوئے ہیں ۔ جب ملک فخرالدین نے کہ جو بنگالہ کے حاکم قدر خاں کا سلاح دار تھا (اور قدر خاں) محمد بن تغلق شاہ کا گماشتہ تھا ، قدر خاں کو قتل کر دیا اور وہ خود سلطنت پر قابض ہو گیا ، تو اس کے بعد سلطنت بنگالہ علیحدہ (قائم) ہو گئی اور سلاطین دہلی کا (اس پر) کوئی اختیار نہیں رہا ۔ اس کے بعد انھوں نے خود سلطنت شروع کر دی ۔ طبقہ بنگالہ کی ابتدا ملک فخرالدین خاں سے ہوئی ۔

سلطان فخرالدین ۔ دس سال اور چند ماہ ۔

سلطان علاءالدین ۔ ایک سال اور چند ماہ ۔

سلطان شمس الدین ۔ سولہ سال اور چند ماہ ۔

سلطان سکندر بن شمس الدین ۔ ۹ سال اور چند ماہ ۔

سلطان غیاث الدین بن سکندر ۔ سات سال ۔

سلطان السلاطین ۔ دس سال ۔

سلطان شمس الدین بن سلطان السلاطین ۔ تین سال ۔

راجا کانس ۔ سات سال ۔

سلطان جلال الدین بن کانس ۔ سترہ سال ۔

سلطان احمد بن جلال الدین ۔ سولہ سال ۔

سلطان ناصر الدین بن احمد ۔ سات دن ۔

Marfat.com

سلطان ناصر شاہ ۔ دو سال ۔

باربک شاہ ۔ سترہ سال ۔

یوسف شاہ ۔ سات سال چھ ماہ ۔

سکندر شاہ ۔ آدھا دن ۔

فتح شاہ ۔ سات سال اور چند ماہ ۔

باربک شاہ خواجہ سرا ۔ دو ماہ آدھا دن ۔

فیروز شاہ ۔ تین سال ۔

محمود شاہ بن فیروز ۔ ایک سال ۔

مظفر حبشی ۔ تین سال اور پانچ ماہ ۔

علاء الدین ۔ ستائیس سال ۔

نصیب شاہ بن علاء الدین ۔ گیارہ سال ۔

ذکر سلطان فخر الدین

ملک فخرالدین ، جو قدر خان کا سلاح دار تھا ، اپنے آقا کو غداری سے قتل کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا[1] اور اپنے غلام کو جس کا نام مخلص تھا ، ایک آراستہ لشکر کے ساتھ حدود بنگالہ میں بھیجا ۔ قدر خاں کے عارض لشکر (بخشی فوج) ملک علی مبارک نے مخلص سے جنگ کر کے اس کو قتل کر دیا اور جو گھوڑے اور فوج اس کے ساتھ تھی ، [۲۶۲] ان پر قبضہ کر لیا ۔ چونکہ سلطان فخرالدین کو نئی حکومت ملی تھی ، اس لیے وہ لوگوں پر اعتبار نہیں کرتا تھا ۔ وہ ملک علی مبارک کے مقابلہ کے لیے نہ جا سکا ۔ بالآخر ملک علی مبارک نے اپنا خطاب سلطان علاء الدین مقرر کر کے سلطان فخرالدین پر حملہ کر دیا ۔ ۷۴۱ھ/۴۱-۱۳۴۰ء میں اس (فخرالدین) کو جنگ کے دوران میں زندہ گرفتار کر کے قتل کر دیا اور لکھنوتی میں تھانہ قائم کر کے بنگالہ واپس چلا آیا ۔ سلطان فخرالدین

۱- فرشتہ (۲/۲۹۵) میں ہے کہ ۷۳۹ھ/۳۹-۱۳۳۸ء میں یہ واقعہ ہوا ۔

Marfat.com

کی مدت حکومت دو سال[1] چند ماہ ہوئی[2] ۔

ذکر سلطان علاء الدین

سلطان فخرالدین کو قتل کر کے (علاء الدین نے) نہایت شان و شوکت کے ساتھ لکھنوتی میں تھانہ قائم کیا اور بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا ۔ چند روز کے بعد ملک حاجی الیاس علائی نے جو لکھنوتی کے لشکر میں نامزد تھا ، لشکر کو موافق کر کے سلطان علاء الدین کو قتل کر دیا اور خود لکھنوتی اور بنگالہ پر قابض ہو گیا ۔ سلطان علاء الدین کی حکومت ایک سال اور چند ماہ رہی[3] ۔

ذکر حاجی الیاس (سلطان شمس الدین بھنگرہ)

حاجی الیاس نے اپنا خطاب سلطان شمس الدین بھنگرہ[4] مقرر کیا اور لکھنوتی اور بنگالہ کی حکومت پر قابض ہوگیا ۔ وہ لوگوں کو راضی رکھنے اور لشکر کی دلجوئی میں نہایت کوشش کرتا تھا ۔ [۲۹۳] کچھ عرصہ کے بعد لشکر کا انتظام کر کے جاج نگر گیا اور وہاں سے بڑے ہاتھی لے کر اپنے دارالسلطنت کو واپس ہوا ۔ تیرہ سال اور چند ماہ تک دہلی کے بادشاہوں نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا ۔ وہ نہایت اطمینان و

---

1. متن میں دس سال ہے اور اختلاف نسخ میں ''دو سال'' ہے اور دو سال ہی درست ہے کیونکہ وہ ۷۳۹ھ میں قابض ہوا اور ۷۴۱ھ میں مارا گیا ۔
2. ملاحظہ ہو :
(۱) فرشتہ ۲/۲۹۵ ۔
(۲) ریاض السلاطین از غلام حسین سلیم (کلکتہ ۱۸۹۰ء) ص ۹۲ - ۹۳ ۔
(۳) تواریخ ڈھاکہ از منشی رحمان علی طیش (آرہ ۱۹۱۰ء) ص ۳۲ ۔
3. ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۲۹٦ ، ریاض السلاطین ، ص ۹۳ تا ۹۵ ۔
4. مؤلف ریاض السلاطین (ص ۹۵) لکھتے ہیں کہ چونکہ بھنگ بہت کھاتا تھا لہذا بھنگڑہ مشہور ہوا ۔

Marfat.com

استقلال کے ساتھ حکومت کرتا رہا ، یہاں تک کہ دسویں شوال ۵۴ھ/۱۳۵۳ء کو سلطان فیروز بن رجب دہلی سے لکھنوتی روانہ ہوا ۔ سلطان شمس الدین قلعہ اکدالہ میں قلعہ بند ہو گیا اور تمام ولایت بنگالہ کو خالی چھوڑ دیا ۔ سلطان فیروز نے جب یہ سنا کہ وہ اکدالہ میں قلعہ بند ہے ، تو وہ اکدالہ کی طرف چلا گیا ۔ جب اکدالہ کے نواح میں پہنچا ، تو سلطان شمس الدین نے قلعہ سے نکل کر مقابلہ کیا ۔ طرفین سے بہت آدمی مارے گئے ۔ سلطان شمس الدین بھاگ کر اکدالہ میں قلعہ بند ہو گیا اور جو بڑے بڑے ہاتھی وہ جاج نگر سے لایا تھا ، سلطان فیروز شاہ کے آدمیوں کے ہاتھ آئے ۔

چونکہ برسات کا موسم آ گیا اور کثرت سے بارش ہوئی ، لہذا سلطان فیروز شاہ گیارہ ربیع الاول (۵۵ھ/۱۳۵۴ء) کو دہلی لوٹ گیا ۔ جب سلطان فیروز شاہ دہلی پہنچ گیا ، تو ۵۵ھ/۱۳۵۴ء میں سلطان شمس الدین نے بہت سے تحفے جو بادشاہوں کے شایان شان ہوتے ہیں ، اپنے ایلچیوں کی معرفت سلطان فیروز شاہ کے پاس بھیج کر معذرت چاہی ۔ سلطان فیروز شاہ بھی نرمی سے پیش آیا اور ایلچیوں کو خلعت دے کر رخصت کر دیا ۔

سلطان شمس الدین نے ۵۷ھ/۱۳۵۶ء[1] کے آخر میں ملک تاج الدین کو بہت سے نذرانوں کے ساتھ پھر دہلی بھیجا ۔ سلطان فیروز شاہ نے ایلچیوں پر پہلے سے زیادہ نوازشیں کیں ۔ چند روز کے بعد عربی اور ترکی گھوڑے دوسرے ہدیوں اور تحفوں کے ساتھ ملک سیف الدین شحنہ فیل کی معرفت سلطان شمس الدین کے لیے [۲۶۳] بھیجے ۔ ابھی ملک تاج الدین اور ملک سیف الدین بہار سے نہیں گزرے تھے کہ سلطان شمس الدین کا انتقال ہوگیا اور ملک سیف الدین نے (بادشاہ کے حسب الحکم) گھوڑے بہار کے امیروں کو دے دیے اور ملک تاج الدین خود دہلی چلا آیا ۔ سلطان شمس الدین کی مدت سلطنت سولہ سال اور چند ماہ ہوئی[2] ۔

۱- ۵۹ھ (فرشتہ ۲/۲۹۶) ۔

۲- ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۲۹۶ ، ریاض السلاطین ص ۹۵ - ۹۹ ، تواریخ ڈھاکہ ص ۳۲ - ۳۳ ۔

Marfat.com

ذکر سلطان سکندر بن سلطان شمس الدین

جب سلطان شمس الدین کا انتقال ہوگیا ، تو امیروں اور سرداروں نے تیسرے دن اس کے بڑے لڑکے کو سکندر شاہ کا خطاب دے کر تخت سلطنت پر بٹھا دیا ۔ اس نے خوب داد و دہش کا مظاہرہ کیا اور سلطنت کے کاموں میں مشغول ہو گیا ۔ اس نے سلطان فیروز شاہ کی رضامندی کو نہایت اہم خیال کرکے پچاس ہاتھی اور مختلف قسم کے قیمتی کپڑے سلطان فیروز کی خدمت میں بھیجے ۔ اسی اثناء میں سلطان فیروز شاہ بنگالہ کی فتح کے لیے ٧٦٠ھ/١٣٥٩ء میں لکھنوتی روانہ ہوا ۔ جب وہ پنڈوہ کے علاقہ میں پہنچا ، تو سلطان سکندر اپنے والد کے طریقہ پے قلعہ اکدالہ میں قلعہ بند ہو گیا ۔ چونکہ مقابلہ کی قوت نہ تھی ، لہذا ہر سال نذرانہ دینا قبول کیا اور سلطان کو واپس کر دیا ۔ ابھی سلطان پنڈوہ کے حدود ہی میں تھا کہ اس نے سینتیس ہاتھی ، بہت سا مال اور مختلف قسم کے قیمتی کپڑے اس (فیروز شاہ) کی خدمت میں بھیجے اور معذرت کا خواستگار ہوا ۔ اس نے اپنے والد کے طریقے اختیار کیے ۔ تمام عمر عیش و عشرت میں گزاری ۔ اس کی سلطنت کی مدت[1] نو سال اور چند ماہ ہوئی[2] ۔

[۲٦٥] ذکر سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر

جب سلطان سکندر کی وفات ہو گئی ، تو امیروں اور سرداروں نے اس کے لڑکے کو سلطان غیاث الدین کا لقب دیا اور باپ کی جگہ تخت نشین کیا ۔ اس نے بھی اپنے باپ دادا کے طریقہ پر چل کر تمام عمر عیش میں

۱- فرشتہ ۲/۲۹٦ ، تواریخ ڈھاکہ ص ۳۳ - ۳۴ ، ریاض السلاطین ص ۱۰۰ - ۱۰۵ ۔

۲- سلطان سکندر اپنے لڑکے غیاث الدین کے ہاتھ سے مارا گیا ۔ ملاحظہ ہو ریاض السلاطین ص ۱۰۲ - ۱۰۳ ۔

Marfat.com

گزاری[1] اور ۷۷۵ھ/۷۴-۱۳۷۳ء میں اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ اس کی سلطنت کی مدت سات سال اور چند ماہ ہوئی[2]۔

ذکر سلطنت سلطان السلاطین[3]

جب سلطان غیاث الدین کا انتقال ہو گیا، تو سرداروں نے اس کے لڑکے کو سلطان السلاطین کا خطاب دے کر تخت نشین کیا۔ وہ سخی، بردبار اور بہادر بادشاہ تھا۔ ۷۸۵ھ/۸۴-۱۳۸۳ء میں اس کا انتقال ہوا۔ حکومت کی مدت دس سال ہوئی۔

ذکر سلطان شمس الدین

جب سلطان السلاطین اس دار فانی سے سفر کر گیا، تو امیروں اور اراکین سلطنت نے اس کے لڑکے[4] کو سلطان شمس الدین کا خطاب دے کر تخت نشین کیا۔ اس نے بھی اپنے باپ دادا کے قدم بقدم چل کر عیش و عشرت میں عمر گزاری اور ۷۸۸ھ/۱۳۸۶ء میں فوت ہوا۔ اس

۱۔ ریاض السلاطین (ص ۱۰۶) میں ہے کہ مندرجہ ذیل اشعار حافظ شیرازی نے لکھ کر سلطان غیاث الدین کو بھیجے تھے:

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود
این بحث با ثلاثۂ غسالہ می رود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند
زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود
حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث الدین
خامش مشو کہ کار تو از نالہ می رود

۲۔ ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۲۹۹-۲۹۷، ریاض السلاطین ص ۱۰۵-۱۰۹، تواریخ ڈھاکہ ص ۳۴-۳۵۔

۳۔ مؤلف ریاض السلاطین (ص ۱۰۹) نے اس کا نام سیف الدین لکھا ہے نیز دیکھیے فرشتہ ۲/۲۹۹۔

۴۔ ریاض السلاطین (ص ۱۱۰) میں لکھا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ وہ سلطان السلاطین کا متبنیٰ تھا اور اس کا نام شہاب الدین تھا۔ [illegible] (فرشتہ ۲/۲۹۹) [illegible] ص ۲۵۸۔ ریاض السلاطین میں ہے کہ اسے راجا کانس نے مار ڈالا تھا۔

Marfat.com

کی حکومت کی مدت تین سال اور چند ماہ ہوئی ۔

ذکر سلطنت راجا کالنس[1]

جب سلطان شمس الدین کی وفات ہوگئی ، تو کالنس نام ایک زمیندار نے بنگالہ پر اقتدار حاصل کر لیا ۔ جب خداوند کریم نے اس کی برائی کو دفع کیا ، تو اس کا لڑکا مسلمان ہو گیا اور تخت سلطنت کا مالک ہوا ۔ کالنس کے غلبہ کی مدت سات سال رہی[2] ۔

[۲۶۶] ذکر سلطان جلال الدین بن کالنس

جب کالنس مر گیا ، تو اس کا لڑکا حکومت کی وجہ سے مسلمان ہو گیا[3] اور اس نے اپنا نام سلطان جلال الدین رکھا ۔ اس کے زمانہ میں رعایا آسودہ اور خوش حال رہی ۔ ۸۱۲ھ/۱۴۱۰ء کے آخر میں اس کا انتقال ہوا ۔ اس کی حکومت کی مدت سترہ سال ہوئی[4] ۔

ذکر سلطان احمد بن سلطان جلال الدین

جب سلطان جلال الدین کا انتقال ہو گیا ، تو امیروں نے ان کے لڑکے کو سلطان احمد کا خطاب دے کر باپ کا جانشین کیا ۔ ۸۳۰ھ/ ۲۷ - ۱۴۲۶ء کے آخر میں اس نے انتقال کیا ۔ اس کی حکومت کی مدت سولہ سال ہوئی[5] ۔

ذکر حکومت ناصر غلام

جب سلطنت کا تخت سلطان احمد بن سلطان جلال الدین سے خالی

۱۔ تواریخ ڈھاکہ (ص ۳۵) میں اس کا نام گنیش لکھا ہے ۔
۲۔ ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۲۹۷ ریاض السلاطین ص ۱۱۰ - ۱۱۶ ۔
۳۔ فرشتہ (۲/۲۹۷) نے اس کا ہندو نام "چتمل" ذکاء اللہ نے (ص ۲۵۸) جیت مل اور تواریخ ڈھاکہ (ص ۳۵) نے جیت مل لکھا ہے ۔
۴۔ ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۲۹۷ ریاض السلاطین ص ۱۱۶ - ۱۱۷ ۔
۵۔ ریاض السلاطین ص ۱۱۷ ۔

Marfat.com

ہوگیا ، تو اس کے ایک غلام نے جس کا نام ناصر تھا ، اپنی ہمت و جرات سے تخت سلطنت پر قدم رکھا اور احکام صادر کرنا شروع کر دیے ۔ سلطان احمد کے امیروں اور سرداروں نے ناصر کو قتل کر کے سلطان شمس الدین بھنگرہ کی اولاد میں سے ایک کو اپنا فرمانروا بنایا ۔ اس (ناصر) کی حکومت کی مدت سات دن اور ایک قول کے مطابق نصف دن ہوئی[1] ۔

ذکر سلطنت ناصر شاہ

جب ناصر غلام قتل کر دیا گیا ، تو سلطان شمس الدین بھنگرہ کی اولاد میں سے ایک شخص کو تلاش کر کے تخت نشین کیا اور اس کو ناصر شاہ کا [۲٦۷] خطاب دیا ۔ اس کے زمانہ میں وضع و شریف اور خورد و بزرگ سب خوش حال رہے ۔ ۸٦۲ھ/۱۴۵۸ء کے آخر میں اس کا انتقال ہوا ۔ اس کی حکومت کی مدت بتیس سال ہوئی[2] ۔

ذکر سلطنت باربک شاہ

جب ناصر شاہ کی وفات ہوگئی ، تو امیروں اور اس علاقہ کے بزرگوں نے باربک شاہ کو تخت نشین کیا ۔ اس کے زمانہ میں رعایا و سپاہ آسودہ حال رہی ۔ اس نے بھی عیش و عشرت میں وقت گزارا ۔ جب اس کا زمانہ زندگانی ختم ہوا ، تو ۸۷۹ھ/۷۵ - ۱۴۷۴ء میں وہ انتقال کر گیا ۔ اس کی حکومت کی مدت سترہ سال ہوئی[3] ۔

ذکر یوسف شاہ

باربک کے مرنے کے بعد امیروں اور ارکین سلطنت نے یوسف شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا ۔ وہ بردبار ، خیرخواہ اور نیک بخت بادشاہ تھا ۔

۱۔ ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۲۹۸ ، ریاض السلاطین ص ۱۱۷ - ۱۱۸ ۔
۲۔ متن میں دو سال لکھے ہیں جو غلط ہیں ۔ "سی و دو سال" ہونے چاہییں جیسا کہ فرشتہ (۲/۲۹۸) اور ریاض السلاطین (ص ۱۱۸) میں ہیں ۔
۳۔ فرشتہ ۲/۲۹۸ ، ریاض السلاطین ص ۱۱۸ ۔

Marfat.com

۸۸۷ھ/۱۴۸۲ء میں اس نے اس دار فانی سے کوچ کیا ۔ اس کی حکومت کی مدت سات سال اور چھ ماہ ہوئی[1] ۔

ذکر سکندر شاہ

یوسف شاہ کے مرنے کے بعد امیروں اور وزیروں نے بغیر غور کیے سکندر شاہ کو تخت نشین کیا ۔ چونکہ وہ اہم کام (سلطنت) کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا ، [۲۶۸] لہذا اس کو معزول کر کے فتح شاہ کو بادشاہ بنا لیا ۔ اس کی حکومت کی مدت آدھے دن رہی[2] ۔

ذکر فتح شاہ

سکندر شاہ کے معزول ہونے کے بعد امیروں اور بزرگوں نے (فتح شاہ) کو سرداری کے لیے منتخب کیا اور اس کو تخت پر بٹھا دیا ۔ وہ عقل مند اور دانا آدمی تھا ۔ اس نے (گزشتہ) بادشاہوں اور سلاطین کی رسوم کو اختیار کیا اور ہمت سے کام لیا ۔ ہر شخص کے مرتبہ کے لحاظ سے اس پر نوازش کی ۔ اس کے زمانہ میں لوگوں نے عیش و عشرت سے زندگی بسر کی ۔

بنگالہ کے شہروں میں یہ قاعدہ تھا کہ ہر رات کو پانچ ہزار پیادے باری باری پہرہ چوکی پر حاضر رہتے تھے ۔ صبح کے وقت بادشاہ ایک گھڑی کے لیے تخت پر بیٹھتا اور اس جماعت کا سلام لیتا تھا اور پھر ان کو رخصت کر دیتا تھا ۔ (اس کے بعد) دوسری جماعت حاضر ہوتی تھی ۔ ایک دن فتح شاہ کے ایک خواجہ سرا نے پیادوں کو مال و دولت کا لالچ دے کر فتح شاہ کو قتل کرا دیا اور علی الصبح خود تخت پر بیٹھ کر پیادوں کا سلام لیا ۔ یہ واقعہ ۸۹۶ھ/۹۱ - ۱۴۹۰ء میں ہوا ۔ فتح شاہ کی حکومت کی مدت سات سال اور پانچ ماہ ہوئی ۔

کہتے ہیں کہ چند سال تک بنگالہ میں یہی رسم جاری رہی کہ جب کوئی شخص حاکم کو مار کر تخت پر بیٹھ جاتا تھا ، تو سب اس کے

۱- فرشتہ ۲/۲۹۸ ، ریاض السلاطین ص ۱۱۹ ۔
۲- فرشتہ (۲/۲۹۹) نے دو ماہ لکھا ہے ۔

Marfat.com

مطیع و فرماں بردار ہو جاتے تھے[1] ۔

ذکر باربک شاہ

جب بدنصیب خواجہ سرا نے اپنے آقا کو قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا ، تو جہاں کہیں بھی جو خواجہ سرا تھا ، اس کے پاس آ گیا ۔ اس نے ذلیل [۲۹۹] اور کم ہمت لوگوں کو دولت کا لالچ دے کر اور جھوٹے وعدے کر کے اپنے پاس جمع کر لیا ۔ روز بروز اس کی شان و شوکت بڑھتی گئی ۔ بالآخر بڑے صاحب جمعیت امیروں نے ایک دوسرے سے مشورہ کر کے اتحاد کیا اور پیادوں کو اپنے ساتھ ملا کر اس کو قتل کرا دیا ۔ اس کی سرکشی کا زمانہ ڈھائی ماہ رہا[2] ۔

ذکر سلطنت فیروز شاہ[3]

جب خواجہ سرا کہ اس کا لقب باربک شاہ تھا ، مارا گیا ، تو امیروں اور معززین نے فیروز شاہ کو بادشاہ بنایا ۔ وہ سخی اور شفیق بادشاہ تھا جب اس کا دور حیات ختم ہوا ، تو وہ ۸۹۹ھ/۹۴-۱۴۹۳ء میں اپنی طبعی موت سے مر گیا ۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ پہرہ کے پیادوں نے غداری سے اس کو قتل کر دیا ۔ اس کی حکومت کی مدت تین سال ہوئی ۔

ذکر محمود شاہ

جب فیروز شاہ کا انتقال ہو گیا ، تو امیروں اور (معزز) لوگوں نے اس کے بڑے لڑکے کو سلطان محمود کا لقب دے کر تخت نشین کیا ۔ وہ بزرگانہ اخلاق کا مالک تھا ۔

سیدی مظفر حبشی نام غلام نے پیادوں کے سرداروں کو موافق کر

۱- فرشتہ ۲۹۹/۲ ، ریاض السلاطین ص ۱۱۹ - ۱۲۰ ۔

۲- فرشتہ ۲۹۹/۲ - ۳۰۰ ، ریاض السلاطین ص ۲۰ - ۲۵ ۔

۳- اس کا نام ملک الدیل تھا اور وہ حبشیوں کا سردار تھا ۔ دیکھیے فرشتہ ۳۰۰/۲ ، ریاض السلاطین ص ۱۲۵ - ۱۲۶ ۔

Marfat.com

کے رات کے وقت محمود شاہ کو شہید کر دیا اور علی الصبح تخت سلطنت پر بیٹھ کر اپنا خطاب مظفر شاہ مقرر کیا ۔ محمود شاہ کی حکومت کی مدت ایک سال رہی[1] ۔

[۲۷۰] ذکر مظفر شاہ حبشی

جب مظفر شاہ حبشی غلبہ و تسلط حاصل کر کے بزرگوں کا جانشین ہوا ، تو ایک عالم پر تاریکی چھا گئی ۔ وہ بڑا قاتل اور بے باک آدمی تھا ۔ اس نے بہت سے عالموں اور صالح لوگوں کو قتل کرا دیا ۔ بالآخر اس کے سپاہیوں میں سے ایک سپاہی نے پیادوں کے سرداروں کو اپنا مددگار و موافق بنا لیا اور ایک رات کو تیرہ پیادوں کے ساتھ حرم سرا میں داخل ہو کر اس کو قتل کر دیا اور علی‌الصبح تخت سلطنت پر بیٹھ کر اپنا خطاب سلطان علاء الدین مقرر کیا ۔ مظفر شاہ حبشی کی حکومت کی مدت تین سال اور پانچ ماہ رہی[2] ۔

ذکر سلطان علاء الدین

سلطان علاء الدین عقل مند اور دانا آدمی تھا ۔ اس نے خاندانی امراء کا لحاظ رکھا اور اپنے خاص (غلاموں) کو اعلیٰ مناصب اور مراتب پر فائز کیا اور پیادوں کو پہرہ دینے سے علیحدہ کر دیا تاکہ اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے ۔ علماء ، صلحاء اور بزرگوں کو ہر طرف سے بلایا اور ان سب پر نوازشیں کیں ۔ بنگالہ کی آبادی و خوش حالی میں انتہائی سعی و کوشش کرتا تھا ۔ کئی دیہات قدوۃ السالکین شیخ نور قطب عالم قدس سرہ کے لنگر کے خرچ کے لیے مقرر کیے ۔ وہ ہر سال اپنے دارالحکومت اکدالہ سے شیخ نور (قطب عالم) کے مزار فائض الانوار کی زیارت کے لیے پنڈوہ آیا کرتا تھا ۔ [۲۷۱]

اس نے نیک اخلاق اور اچھی عادات کی بدولت مدتوں حکومت کی

۱- ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۳۰۰ - ۳۰۱ ، ریاض‌السلاطین ص ۱۲۶ - ۱۲۷ -
۲- ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۳۰۱ ، ریاض السلاطین ص ۱۲۷ - ۱۲۹ -

Marfat.com

اور تمام عمر عیش و عشرت میں گزاری ۔ ۹۲۹ھ/۲۳-۱۵۲۲ء[1] کے آخر میں وہ اپنی طبعی موت سے فوت ہوا ۔ اس کی حکومت کی مدت ستائیس سال اور چند ماہ ہوئی[2] ۔

ذکر نصیب شاہ

جب سلطان علاء الدین کا انتقال ہوگیا ، تو امیروں اور بزرگان وقت نے اس کے اٹھارہ بڑے بیٹوں میں سے نصیب شاہ کو سرداری کے لیے منتخب کیا ۔ اس نے اپنے بھائیوں پر اعتبار کیا اور جو کچھ اس کے باپ نے ہر ایک کے لیے مقرر کیا تھا اس سے دوچند کر دیا ۔

جب ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء میں حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی کو قتل کر کے مملکت دہلی پر قبضہ کیا ، تو افغان امیروں اور سرداروں نے بھاگ کر سلطان نصیب شاہ کے پاس پناہ لی ۔ چند روز کے بعد سلطان ابراہیم کا بھائی سلطان محمود بھی اس کے پاس پناہ گزیں ہوا ۔ اس نے سب کو حسب المقدور جاگیریں دیں ۔ وہ سلطان ابراہیم کی لڑکی (سے شادی کرنے) کا خود خواہشمند ہوا ۔

۹۳۹ھ/۳۳-۱۵۳۲ء میں اخلاص و محبت کے حصول کی غرض سے نفیس تحفے ملک مرجان خواجہ سرا کے ہمراہ سلطان بہادر گجراتی کی خدمت میں بھیجے ۔ ملک مرجان قلعہ مندو میں سلطان بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اس کو خلعت خاصہ عنایت ہوا ۔ اس کے بعد بنگالیوں کے حالات نظر سے نہیں گزرے ۔ نصیب شاہ نے گیارہ سال حکومت کی[3] ۔

اس کے بعد [۲۷۲] تھوڑے ہی دنوں میں بنگالہ پر شیر خاں کا قبضہ ہوگیا ۔ جب حضرت جنت آشیانی (ہمایوں بادشاہ) شیر خاں کے تعاقب

۱- فرشتہ (ص ۲/۳۰۲) میں ۹۲۷ھ اور ذکاء اللہ (ص ۲۶۶) میں ۹۳۰ھ ہے ۔
۲- ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۳۰۱ - ۳۰۲ ، ریاض السلاطین ص ۱۲۹-۱۳۶ ۔
۳- فرشتہ ۲/۳۰۱ ، ریاض السلاطین (ص ۱۳۸) میں ہے کہ نصیب شاہ ۹۴۳ھ/۳۷-۱۵۳۶ء میں قتل ہوا ۔

Marfat.com

میں بنگالہ آیا ، تو ہمایوں بادشاہ کی طرف سے چند روز تک جہانگیر قلی بیگ نے حکومت کی ۔ پھر شیر خاں نے جہانگیر قلی بیگ کو قتل کر کے بنگالہ پر قبضہ کر لیا جس کا ذکر اپنے موقع پر کیا گیا ہے ۔

ایک مدت تک سلیم خاں بن شیر خاں کے امیر محمد خاں نے حکومت کی ۔ اس کے بعد اس کے لڑکے نے اپنا خطاب سلطان بہادر اختیار کر کے علم حکومت بلند کیا ۔ اس کے بعد بنگال و بہار کی حکومت پر سلیم خاں کے امیر سلیمان کرانی کا قبضہ ہوا ۔ اس نے نو سال تک استقلال کے ساتھ حکومت کی اور وہ ولایت اڑیسہ پر بھی قابض ہوگیا ۔ اگرچہ وہ اپنے نام کا خطبہ نہیں پڑھواتا تھا ، لیکن خود کو حضرت اعلیٰ کہلواتا تھا ۔

جب اس کا انتقال ہوگیا ، تو اس کا لڑکا بایزید اس کا قائم مقام ہوا ۔ اس کی حکومت تیرہ روز بھی نہ رہی کہ وہ اپنوں کی کوشش سے مارا گیا اور سلطنت کا مالک اس کا بھائی داؤد ہوا ۔ اس نے دو سال تک ہاتھ پاؤں مارے ۔ یہاں تک کہ ۹۸۲ھ/۷۵-۱۵۷۴ء میں داؤد خاں نے خانخاناں سے شکست کھائی کہ جو اکبر بادشاہ کے لشکر کا سپہ سالار تھا ۔ بنگالہ کی مملکت فتح ہوگئی ۔ ۹۸۴ھ/۷۷-۱۵۷۶ء میں داؤد ، خاں جہاں کے ہاتھ سے کہ جو خانخاناں کے بعد بنگالہ کی حکومت پر فائز ہوا تھا ، مارا گیا ۔ اس کا ذکر اپنے موقع پر ہوا ہے اور اس وقت تک کہ ۱۰۰۲ھ/۹۴-۱۵۹۳ء ہے بنگالہ و اکدالہ کی مملکت اکبر بادشاہ کے قبضہ میں ہے ۔

• • •

Marfat.com

طبقہ سلاطین شرقیہ (جونپور)

سلاطین شرقیہ کے ، جنھوں نے جونپور اور اس کے نواحی علاقہ پر حکومت [۲۷۳] کی ، ۷۸۴ھ/۸۳-۱۳۸۲ء کے شروع سے ۸۸۱ھ/۷۷-۱۴۷۶ء تک ستانوے سال اور چند ماہ ہوتے ہیں :

سلطان الشرق خواجہ جہاں ، سولہ سال

مبارک شاہ شرقی ، ایک سال اور چند ماہ

سلطان ابراہیم شرقی ۔ چالیس سال اور چند ماہ

سلطان محمود بن ابراہیم ۔ اکیس سال اور چندہ ماہ

سلطان محمد بن سلطان محمود ۔ پانچ سال

سلطان حسین بن محمود ۔ انیس سال

ذکر سلطان الشرق

روایت ہے کہ جب سلطان محمود بن سلطان محمد بن فیروز شاہ کی حکومت کا زمانہ آیا ، تو اس نے ملک سرور خواجہ سرا کو جسے سلطان محمود شاہ نے خواجہ جہاں کا خطاب دیا تھا ، سلطان الشرق کا خطاب دے کر جونپور کی ولایت کو بھیج دیا اور وہاں کی حکومت اس کو بخش دی ۔ جب سلطان محمود کا اقتدار نہ رہا ، تو سلطان الشرق نے غلبہ حاصل کر لیا اور پرگنہ کول ، اٹاوہ ، کنپلہ اور بہرائچ کے فتنہ انگیزوں کو سزا دی اور دہلی کی طرف سے پرگنہ کول و راپری تک اور وہاں سے بہار و ترہٹ تک قابض ہو گیا ۔ سلطنت کو از سر نو رونق حاصل ہو گئی ۔ ہاتھی اور پیشکش جو ہر سال لکھنوتی اور جاج نگر سے دہلی آتی تھی ، چند سال تک حکام کی کمزوری کی وجہ سے نہیں آئی ، اس کو پھر وصول کیا ۔ زمینداروں کے دلوں میں اس کا رعب و دبدبہ اس درجہ قائم ہو گیا تھا کہ ہر سال کا خراج بغیر طلب کیے جونپور بھیجا کرتے تھے ۔

Marfat.com

[۲۷۴] ۸۰۲ھ میں سلطان الشرق کا انتقال ہو گیا اس کی حکومت کی مدت سولہ سال رہی[1] ۔

ذکر سلطان مبارک شاہ شرقی

جب سلطان الشرق کی وفات ہو گئی اور اسی زمانہ میں دہلی کی حکومت میں پہلے سے زیادہ خرابیاں پیدا ہوئیں اور سلطنت کے کام بگڑنے لگے، تو ملک مبارک قرنفل نے کہ جو سلطان الشرق کا منہ بولا بیٹا تھا، امیروں اور سرداروں کے اتفاق رائے سے خود کو مبارک شاہ کا خطاب دیا اور حکومت کا علم بلند کر دیا ۔ اس نے جونپور اور دوسرے شہروں میں جو سلطان الشرق کے قبضہ میں تھے، اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا ۔ جب یہ خبر ملو اقبال خاں کو ملی کہ سلطان الشرق کی وفات ہو گئی اور ملک مبارک قرنفل نے اپنا خطاب مبارک شاہ کر لیا، تو ۸۰۳ھ/۱۴۰۰ء - ۰۱ء میں وہ ایک بڑا لشکر فراہم کرکے جونپور کی طرف متوجہ ہوا ۔ راستہ میں اٹاوہ کے مفسدوں کو سزا دیتا ہوا قنوج پہنچا - مبارک شاہ نے بھی لشکر فراہم کیا اور مقابلہ پر آیا ۔ چونکہ دونوں لشکروں کے بیچ میں دریائے گنگا حائل تھا، لہذا دو مہینے تک دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے اور کسی کی یہ ہمت نہ ہوئی کہ دریا کو پار کرکے میدانِ جرأت میں قدم رکھ سکے ۔ وہ بغیر جنگ کیے ہوئے اپنے علاقے کو واپس ہو گئے ۔ جب مبارک شاہ جونپور پہنچا، تو اس کو خبر ملی کہ سلطان محمود گجرات سے دہلی واپس آ گیا ہے اور ملو اقبال خاں اس کو ہمراہ لے کر پھر قنوج کی طرف روانہ ہوا ہے ۔ اس خبر کے سنتے ہی اس نے لشکر جمع کرنا شروع کیا، لیکن موت نے اس کو مہلت نہ دی اور

۱- فرشتہ (۲/۳۰۴) میں چھ سال ہے ۔ نیز ملاحظہ ہو تاریخ شیراز ہند جونپور از اقبال احمد و محتشم کاشانی (جونپور ۱۹۶۳ء)، ص ۲۷ - ۸۲ آئندہ حوالہ "جونپور" سے دیا جائے گا ۔

The Sharqi Sultanate of Jaunpur by Mian Mohammad Said (Karachi 1972) p. 20 - 36.

(آئندہ اس کا حوالہ سعید سے دیا جائے گا)

Marfat.com

۸۰۴ھ/۲-۱۴۰۱ء میں اس نے اس دارفانی سے سفر کیا ۔ اس کی سلطنت کی مدت ایک سال اور چند ماہ ہوئی[1] ۔

[۲۷۵] ذکر سلطان ابراہیم شرقی

مبارک شاہ کے مرنے کے بعد سلطنت شرقیہ کے امیروں نے اس کے چھوٹے بھائی کو سلطان ابراہیم کا خطاب دے کر تخت نشین کیا ۔ عوام کو امن و امان نصیب ہوا ۔ علماء اور بزرگ جو دنیا کے ہنگاموں سے پریشان تھے ، جونپور پہنچے کہ جو دارالامن بن گیا تھا اور وہ دارالسلطنت (جونپور) علماء کے وجود سے دارالعلم بن گیا ۔ چند کتابیں اور رسالے اس کے نام پر تصنیف ہوئے ، مثلاً حاشیہ ہندی ، بحرالمواج ، فتاوی ابراہیم شاہی اور ارشاد وغیرہ ۔ چونکہ تائید غیبی اس بادشاہ عالم پرور کے ساتھ تھی ، لہذا بلاشبہ وہ حکومت کے آغاز ہی میں ہندوستان کے تمام بادشاہوں سے تجربہ اور کار گزاری میں سبقت لے گیا ۔

سلطنت کے ابتدائی زمانہ ہی میں لشکر فراہم کرکے سلطان محمود اور ملو اقبال خاں کے دفعیہ کے لیے متوجہ ہوا کہ جونپور کے فتح کرنے کا ارادہ رکھتے تھے ۔ جب وہ دریائے گنگا کے کنارے پہنچا اور دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے ۔ تو سلطان محمود اس وجہ سے کہ ملواقبال خاں امور سلطنت میں اس کو دخل نہیں دینے دیتا تھا اور مہمات ملکی کے فیصل کرنے میں کبھی بھی اس سے رائے نہیں لیتا تھا ، شکار کے بہانہ سے اپنے لشکر سے نکل کر سلطان ابراہیم کے پاس چلا گیا ۔ سلطان ابراہیم [۲۷۶]اپنے غرور و تکبر کے سبب سے حق نمک ادا کرنے کی جانب متوجہ نہ ہوا اور اس کی خاطر و تواضع اور دل جوئی میں تساہل اور سستی برتی ۔ سلطان محمود رنجیدہ ہو کر قنوج پہنچا اور قنوج کے تھانیدار کو جو مبارک شاہ کی (حکومت سے) پہلے سے وہاں تھا اور اس کو امیر زادہ ہروی کہتے تھے ، نکال کر قنوج پر قابض ہو گیا ۔ اس خبر کے ملنے کے بعد قنوج کو [illegible] اس کے لیے چھوڑ دیا ۔ سلطان [illegible] جونپور کو اور ملو اقبال

---

[1] ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۳۰۴-۵ [illegible] ص ۳۶-۴۰ ، جونپور ، [illegible] ۹۴-۹۶ ۔

Marfat.com

خاں دہلی کو لوٹ گئے ۔ بعض تواریخ میں نظر سے گزرا ہے کہ سلطان محمود مبارک شاہ شرق کے پاس گیا اور اسی زمانہ میں سلطان ابراہیم بادشاہ ہوا تھا ۔ مبارک شاہ کا انتقال ہو گیا ۔ وا اللہ اعلم بالصواب ۔

۸۰۷ھ/۵ - ۱۴۰۴ء میں ملو اقبال خاں نے پھر آ کر قنوج کا محاصرہ کر لیا ۔ سلطان محمود اپنے خاصہ خیلوں کے ساتھ قلعہ بند ہو گیا اور داد مردانگی دی ۔ ملو اقبال خاں ناکام و نامراد واپس ہو کر دہلی آیا ۔ جب ۸۰۸ھ/۶ - ۱۴۰۵ء میں ملو اقبال خاں اجودھن کے نواح میں خضر خاں کے ہاتھ سے مارا گیا جیسا کہ ذکر ہوا ہے ، تو سلطان محمود ، ملک محمود کو قنوج میں چھوڑ کر دہلی آیا اور اپنے بزرگوں کے تخت پر جلوہ گر ہوا ۔ سلطان ابراہیم نے موقع کو غنیمت سمجھ کر ۸۰۹ھ/۷ - ۱۴۰۶ء میں قنوج کی فتح کا ارادہ کیا ۔ سلطان محمود دہلی کا لشکر لے کر سلطان ابراہیم سے جنگ کرنے کے لیے [۲۷۷] روانہ ہوا اور دونوں لشکر دریائے گنگا کے کنارے ایک دوسرے کے مقابل اترے ۔ چند روز کے بعد بغیر جنگ کیے ہوئے ہر ایک اپنے اپنے ملک کو واپس چلا گیا ۔ سلطان محمود جب دہلی پہنچا ، تو اس نے امیروں کو جاگیروں پر جانے کی اجازت دے دی ۔ سلطان ابراہیم نے پھر آ کر قنوج کا محاصرہ کر لیا ۔ جب محاصرہ کو چار مہینے گزر گئے اور دہلی سے کوئی کمک نہیں آئی ، تو ملک محمود نے امان طلب کرکے قنوج کو اس کے سپرد کر دیا ۔ سلطان ابراہیم نے قنوج کو اختیار خاں کے سپرد کیا اور وہ دہلی فتح کرنے کے ارادہ سے چل پڑا ۔ راستہ میں تاتار خاں بن سارنگ خاں اور ملو اقبال خاں کا غلام ملک مرجان دہلی سے آ کر (اس سے) مل گئے ۔ سلطان ابراہیم کی قوت اور غلبہ بڑھ گیا اور وہ سنبھل کی طرف روانہ ہوا ۔ جب سنبھل پہنچا ، تو اسد خاں لودی سنبھل کو چھوڑ کر بھاگ گیا ۔ سلطان ابراہیم نے سنبھل کو تاتار خاں کے سپرد کرکے دہلی کی جانب توجہ کی اور راستہ میں قلعہ برن کو فتح کرکے ملک مرجان کو دے دیا ۔ جب دریائے جمنا کے کنارے پہنچا ، تو مخبروں نے خبر دی کہ سلطان مظفر گجراتی مالوہ پہنچ چکا ہے اور سلطان محمود کی مدد کے لیے آ رہا ہے ۔ سلطان ابراہیم گھبرا کر جونپور کی طرف متوجہ ہوا ، سلطان محمود ، سنبھل کی حکومت بدستور سابق اسد خاں لودی کے سپرد کرکے دہلی واپس ہوا ۔

Marfat.com

۸۳۱ھ/۲۸-۱۴۲۷ء میں سلطان ابراہیم قلعہ بیالہ پر آیا ۔ اس وقت خضر خاں دہلی کی سلطنت پر فائز تھا اور وہ اس کے دفعیہ کے لیے دہلی سے نکلا ۔ فریقین کا مقابلہ ہونے پر صبح سے شام تک [۲۷۸] سخت جنگ ہوتی رہی ۔ دوسرے دن مکر و فریب پر مبنی صلح کرکے سلطان ابراہیم جونپور کو اور خضر خاں دہلی کو واپس ہوئے ۔

۸۳۷ھ/۳۴-۱۴۳۳ء میں جب سلطان ابراہیم نے بدنظمیوں کو درست کر لیا اور اطراف و جوانب کے مفسدین اور سرکشوں کی طرف سے اطمینان حاصل کر لیا ، تو اس نے کالپی کی تسخیر کا ارادہ کیا اور پورے انتظام کے ساتھ روانہ ہوا ۔ اس دوران میں یہ خبر پہنچی کہ سلطان ہوشنگ غوری بھی کالپی کی فتح کا ارادہ رکھتا ہے ۔ جب دونوں بادشاہ ایک دوسرے کے قریب پہنچے اور جنگ کا معاملہ آج کل پر ملتوی ہونے لگا تو جاسوس خبر لائے کہ مبارک شاہ بن خضر خاں دہلی سے ایک بڑا لشکر لے کر جونپور کے فتح کرنے کے ارادہ سے چلا ہے ۔ سلطان ابراہیم (کالپی کا) ارادہ ملتوی کرکے جونپور کی طرف چل دیا ۔ سلطان ہوشنگ نے بغیر جنگ کیے ہوئے کالپی پر قبضہ کر لیا اور اپنا خطبہ پڑھوا کر مندو کو واپس ہو گیا ۔

۸۴۰ھ/۳۷-۱۴۳۶ء میں سلطان ابراہیم بیماری میں مبتلا ہوا ۔ ہرچند طبیبوں نے علاج کیا ، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور آخرکار (اس کا) انتقال ہو گیا[1] ۔ اس کی سلطنت کی مدت چالیس سال اور چند روز ہوئی[2] ۔

ذکر سلطان محمود بن ابراہیم شرقی

جب سلطان ابراہیم نے وفات پائی ، تو اس کا بڑا لڑکا سلطان محمود جونپور کے تخت پر بیٹھا اور اپنے باپ کا جانشین ہوا ۔ اس کے احسان سے [۲۷۹] رعایا خوش حال ہو گئی ، مملکت میں از سر نو رونق اور بہار

---

1. سلطان ابراہیم ۸۴۴ھ/۱۴۴۰ء میں فوت ہوا (سعید ، ص ۹۶) فرشتہ نے ۸۴۴ھ لکھا ہے ۔
2. ملاحظہ ہو فرشتہ ۳۰۵/۲ - ۳۰۶ ، سعید ، ص ۴۱ - ۶۳ ، جونپور ، ص ۹۷ - ۱۳۲ ۔

Marfat.com

آ گئی اور رعایا میں خوشی و خرمی ظاہر ہونے لگی ۔ لشکر و مملکت کے انتظام اور سرکشوں اور فتنہ انگیزوں کی تادیب کے بعد ۸۴۷ھ/۴۴-۱۴۴۳ء میں ایک زبان اور ایلچی کو مع تحفوں اور ہدیوں کے سلطان محمود خلجی کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ کہ نصیر خاں ولد قادر خان نے جو کالپی پر قابض تھا ، شریعت محمدی کے طریقہ کو چھوڑ دیا ہے اور ارتداد کا راستہ اختیار کیا ہے ۔ اس نے قصبہ شاہ پور کو جو کالپی سے زیادہ آباد تھا ، برباد کر کے مسلمانوں کو جلا وطن کر دیا اور مسلمان عورتوں کو کافروں کے سپرد کر دیا ۔ چونکہ سلطان سعید ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے آج تک مودت و محبت کا سلسلہ دونوں طرف سے مستحکم ہے ، لہذا میری عقل نے مجھے یہی راہ دکھائی کہ آپ کو اس واقعہ سے باخبر کر کے اجازت طلب کروں اور اس کو سزا دے کر اس نواح میں دین محمدی کے طریقوں کو رواج دوں ۔

سلطان محمود خلجی نے جواب دیا کہ میں اس سے پہلے یہ باتیں بوچ لوگوں سے سن چکا تھا اب جبکہ تم جیسے اعلیٰ مرتبہ سلطان نے اطلاع دی تو پورے طور سے یقین ہو گیا ، لہذا اسی صورت میں اس گنہگار (نصیر خان) کا دفع کرنا بادشاہوں پر واجب ہے ۔ اگر آپ کی زور آور فوجیں میوات کے فسادیوں کی تادیب کے لیے متوجہ نہ ہوتیں ، تو میں ان کے دفعیہ کے لیے جاتا ۔ چونکہ اب آپ نے اس بات کا ارادہ کر لیا ہے ، اللہ مبارک کرے ۔ ایلچی نے جونپور آ کر یہ بات عرض کی ۔ سلطان محمود شرقی بہت خوش ہوا ۔ انتیس ہاتھی بطور تحفہ سلطان [۲۸۰] محمود خلجی کے پاس بھیجے اور لشکر فراہم کر کے کالپی روانہ ہو گیا[۱] ۔ نصیر خاں نے اس کی اطلاع پا کر سلطان محمود خلجی کو خط بھیجا جس کا مضمون یہ تھا :

”یہ ملک سلطان سعید ہوشنگ شاہ نے مجھ کو عنایت کیا ہے اب سلطان محمود شرقی چاہتا ہے کہ زور اور غلبہ سے اس پر قبضہ کر لے ۔ میری حمایت کرنا آپ پر لازم ہے“ ۔

محمود خلجی نے اس (سلطان محمود شرقی) کی عرضداشت کے مضمون

۱۔ فرشتہ ۲/۳۰۷ ۔

Marfat.com

پر مطلع ہو کر خط لکھا جس میں محبت و خلوص کا اظہار کیا گیا تھا۔ علی خان کو مناسب تحفے اور ہدیے دے کر سلطان محمود شرقی کے پاس بھیجا اور اس میں یہ تحریر کیا کہ کالپی کا حاکم نصیر خان خدا کے خوف اور آپ کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے تائب ہو گیا ہے اور اس نے مجھے لکھا ہے کہ وہ گزشتہ باتوں کی تلافی اور تدارک کرے گا، راہ شریعت سے قدم باہر نہیں رکھے گا اور احکام خداوندی کی پابندی میں کسی قسم کی سستی و کاہلی نہیں کرے گا۔ چونکہ سلطان مرحوم ہوشنگ شاہ نے یہ ملک قادر خان کو دیا تھا اور یہ لوگ ہمارے مطیع و فرمانبردار ہیں، لہذا ان کی سابقہ خطاؤں کو نظر انداز کرکے اس کی مملکت سے تعرض نہ کیا جائے ابھی خط کا جواب (اور) علی خان نہیں پہنچا تھا کہ نصیر خان کی دوسری عرضی پہنچی جس کا مضمون یہ تھا کہ:

"یہ فقیر ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے آپ سے اخلاص و اعتقاد رکھتا ہے۔ اس وقت سلطان محمود شرقی نے اپنے قدیمی بغض و عداوت کی وجہ سے کالپی پر آ کر قبضہ کر لیا ہے، مجھے جلا وطن کر دیا ہے اور مسلمان عورتوں کو قید کر لیا ہے"۔

حالانکہ سلطان محمود شرقی نے نصیر خان کی تادیب کے لیے اجازت
[۲۸۱] حاصل کر لی تھی، لیکن چونکہ نصیر خان نے بہت عاجزی و انکسار کا اظہار کیا، لہذا (سلطان محمود خلجی نے) دوسری شعبان ۸۴۸ھ/۲۵ • ۱۴۴۴ء کو اجین سے چندیری اور کالپی کا ارادہ کر دیا۔ چندیری میں نصیر خان حاضر خدمت ہوا اور وہ چندیری سے ایرچہ کو روانہ ہوا۔ سلطان محمود شرقی اس خبر کو سن کر بلا توقف کالپی سے مقابلہ کے لیے نکلا سلطان محمود خلجی نے جونپور کے لشکر کے مقابلہ کے لیے فوج تعینات کی اور ایک دوسری فوج بھیجی کہ جونپور کے لشکر کے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کو لوٹ لے۔ اس جماعت نے پہنچ کر ان لوگوں کو جو لشکر کے پیچھے رہ گئے تھے، قتل کر دیا اور جو کچھ ہاتھ آیا لوٹ لیا۔ جو فوج مقابلہ پر تعینات تھی، اس نے مقابلہ اور جنگ کی اور دونوں طرف سے کار آزمودہ لوگ مارے گئے۔ بالآخر طرفین اپنے اپنے مورد میں واپس ہو گئیں دوسرے روز صبح کو سلطان محمود خلجی نے الملک کو بھیجا تا کہ غنیم کے راستہ کو روک دے۔ غنیم کو اس

Marfat.com

بات کی اطلاع مل گئی ۔ اس نے اسی منزل پر کہ وہ جگہ مناسب اور موزوں تھی ، قیام کیا ۔ جب سلطان محمود خلجی کو غنیم کے منزل مستحکم کرنے کی اطلاع ہوئی ، تو اس نے فوج روانہ کی کہ کالپی کے لواح پر حملہ کریں ۔ چنانچہ وہ لوگ بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آئے ۔ چونکہ برسات کا موسم آ گیا تھا ، لہذا صلح کا انداز اختیار کرتے ہوئے واپس ہو گئے ۔ سلطان محمود خلجی چندیری آ گیا اور سلطان محمود شرق نے موقع کو غنیمت سمجھ کر ولایت برہار پر جہاں کے باشندے سلطان محمود خلجی کے مطیع تھے ، حملہ کر دیا ۔ سلطان خلجی نے ولایت برہار کے حاکم کی کمک کے لیے ایک فوج روانہ کی ۔ چونکہ سلطان محمود شرق کی فوج میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی ، لہذا سلطان (محمود شرق) خود آیا اور فوج میں شامل ہوا[1] ۔

[۲۸۲] چند روز کے بعد سلطان محمود شرق نے ایک خط شیخ الاسلام شیخ جاہلدہ کے پاس بھیجا کہ وہ اس زمانہ کے بزرگوں میں سے تھے اور سلطان محمود خلجی ان سے بہت ارادت و اعتقاد رکھتا تھا ۔ اب وہ منڈو کے سلاطین کے گنبد میں دفن ہیں ۔ اس خط کا مضمون یہ تھا :

> "دونوں طرف سے مسلمان قتل ہو رہے ہیں ۔ اگر آپ دونوں میں صلح کرانے کی کوشش کریں ، تو بہتر ہو" ۔

سلطان محمود شرق کے فرستادہ نے شیخ جاہلدہ کی خدمت میں ایسی تقریر کی کہ ہم فوراً قصبہ راٹھ کو نصیر خان کے سپرد کرتے ہیں اور سلطان محمود خلجی کی واپسی کے بعد چار ماہ میں قصبہ ایرچھ اور کالپی کا سارا علاقہ بھی جو شرقیوں کے قبضہ میں آ گیا ہے ، نصیر خان کو دے دیا جائے گا ۔

جب سلطان محمود شرق کے فرستادہ نے شیخ جاہلدہ کی خدمت میں یہ بات عرض کی ، تو شیخ نے (سلطان محمود) شرق کے وکیل کو اپنے خادم کے ہمراہ سلطان محمود (خلجی) کی خدمت میں بھیجا اور نصیحت آمیز خط بھی روانہ کیا ۔ سلطان محمود خلجی نے کہا کہ جب تک کالپی کو

۱- فرشتہ ۲/۳۰۷ ۔

Marfat.com

حوالہ نہیں کرے گا ، ، صلح نہیں ہوگی ، لیکن چونکہ نصیر خان جلا وطن تھا ، لہذا اس نے پرگنہ راتھ کا ملنا ہی غنیمت سمجھا اور عرض کیا کہ وہ (سلطان محمود شرق) یقین ہے کہ وعدہ خلافی نہ کرے گا۔

سلطان محمود خلجی نے جب یہ دیکھا کہ صاحب معاملہ خود اس صلح پر رضا مند ہے ، تو اس نے سلطان محمود شرق کے فرستادہ کو اپنے حضور میں بلایا اور صلح قبول کر لی اور شرط یہ رہی کہ اس (تاریخ) کے بعد قادر شاہ کی اولاد خصوصاً نصیر خان جہاں سے وہ معترض نہ ہوگا ، اس کے بعد پھر کبھی اس کا لشکر اس ملک میں نہ جائے اور چار مہینے کے بعد کالپی اور (نواحی) قصبات کو نصیر خان جہاں کے حوالہ کر دے۔ چونکہ صلح کی بنیاد شیخ جاپلدہ کی ظاہری اور باطنی توجہ سے مضبوط ہو گئی تھی ، لہذا سلطان محمود خلجی نے [۲۸۳] سلطان شرق کے فرستادہ کو انعام و اکرام سے سرفراز کرکے رخصت کر دیا اور خود دارالملک مندو کی طرف روانہ ہوا[۱]۔

سلطان محمود شرق نے بھی جونپور کا رخ کیا۔ جونپور پہنچنے کے بعد اس نے خوب بذل و عطا اور جود و سخا کا مظاہرہ کیا اور ہر طبقہ کے لوگوں کو حسب مراتب خوش حال اور بہرہ مند کیا۔ کچھ عرصہ تک وہ جونپور میں مقیم رہا۔ اپنے لشکر کی کمی اور بے سرو سامانی کو درست کیا پھر ولایت چنہارن[۲] کی طرف متوجہ ہوا۔ اس علاقہ کو تاخت و تاراج کیا اس کے فسادیوں کو تہ تیغ کر دیا۔ بعض پرگنات و قصبات پر قبضہ کرکے اپنا تھانیدار وہاں مقرر کیا۔ ان حدود کا انتظام کرنے کے بعد جونپور کو واپس ہوا۔

چند روز کے بعد جہاد کے ارادہ اور غذا کی نیت سے ولایت اڑیسہ کی طرف توجہ کی اور اس نواح کو تاخت و تاراج کرکے وہاں کے بت‌خانوں کو توڑا اور خراب کیا اور مظفر و منصور واپس ہوا[۳]۔ ۸۶۲ھ/۱۴۵۷ء

۱۔ فرشتہ ۲/۳۰۷ - ۳۰۸۔

۲۔ جناون (فرشتہ ۲/۳۰۸)۔

۳۔ فرشتہ ۲/۳۰۸۔

Marfat.com

میں وہ انتقال کر گیا ۔ اس کی سلطنت کی مدت اکیس سال اور چند ماہ ہوئی[1] ۔

ذکر سلطان محمود بن محمود شاہ

جب سلطان محمود شرقی کا انتقال ہو گیا ، تو امراء و ارکان دولت نے شہزادہ بھیکن خاں کو کہ جو اس کا بڑا لڑکا تھا ، تخت نشین کیا اور سلطان [۲۸۳] محمود شاہ[2] خطاب دیا ۔ چونکہ وہ سلطنت کے کاموں کے لائق نہ تھا اور جو کام کہ اس کے لائق نہ تھے ، اختیار کیے ، لہذا ملک کے امراء اور سرداروں نے اس کو حکومت سے برطرف کرکے اس کے بھائی حسین کو حکومت سپرد کی تھی ۔ اس کی حکومت تقریباً پانچ ماہ رہی[3] ۔

ذکر سلطنت حسین بن محمود شاہ

جب اس کے بھائی محمود شاہ کو سلطنت کے کام سے ہٹا دیا گیا اور اس کو حکمت دی گئی ، تو اس نے عدل و انصاف کی کوشش کی اور تمام امیر اور بزرگ اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے ۔ چونکہ اس کے دل میں ملکوں کے فتح کرنے کا شوق تھا ، لہذا تین لاکھ سوار اور ایک ہزار چار سو ہاتھی جمع کرکے وہ ولایت اڑیسہ کی طرف متوجہ ہوا - راستہ میں ملک نزہت کو فتح کرکے اس ملک و نواح کے سرکشوں سے خراج وصول کیا ۔ جب ولایت اڑیسہ میں پہنچا ، تو تاخت و تاراج کے لیے فوجیں اطراف ملک میں بھیج دیں ۔ اڑیسہ کے راجا نے عاجز و مجبور ہو کر اپنا وکیل سلطان کی خدمت میں بھیجا اور اپنے حربوں اور خطاؤں کی معافی

۱- ملاحظہ ہو فرشتہ ، ص ۳۰۶ - ۳۰۸ ، سعید ، ص ۶۳ - ۷۸ ، جونپور ، ص ۱۳۲ - ۱۴۷ -

۲- فرشتہ (۳۰۸/۲) سعید ، (ص ۷۸) ، جونپور ، (ص ۱۳۸) وغیرہ تمام کتابوں اور طبقات اکبری (جلد اول ، ص ۳۰۳) میں ''محمد شاہ'' خطاب لکھا ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے -

۳- ملاحظہ ہو فرشتہ ، ص ۳۰۸ - ۳۰۹ ، سعید ، ص ۷۸ - ۸۳ ، جونپور ، ص ۱۴۸ - ۱۵۵ -

Marfat.com

چاہی - لیس ہاتھی ، ایک سو گھوڑے ، بہت سے قیمتی ریشمی کپڑے اور تاوان بطور نذر کے گزرانا - سلطان حسین اس علاقہ سے فتح یاب ہو کر جونپور آیا[۱] -

۸۷۰ھ/۶۶ - ۱۴۶۵ء میں قلعہ بنارس کی ، جو زیادہ زمانہ گزر جانے کی وجہ سے شکستہ ہو گیا تھا ، مرمت کرائی - ۸۷۱ھ/۶۷ - ۱۴۶۶ء میں اپنے سرداروں کو گوالیر کے قلعہ کو فتح کرنے کے لیے بھیجا[۲] - جب محاصرہ طویل ہو گیا ، تو گوالیر کے راجا نے نذرانہ دے کر اطاعت قبول کر لی -

۸۷۸ھ/۷۴ - ۱۴۷۳ء میں سلطان حسین نے ملکہ جہاں کے بہکانے سے جو اس (سلطان حسین) کی بیوی اور سلطان علاء الدین بن محمد شاہ بن فرید شاہ [۲۸۵] بن مبارک شاہ بن خضر خاں کی بیٹی تھی ، ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور ایک ہزار چار سو زنجیر ہاتھی لے کر دہلی کی فتح کے ارادہ سے سلطان بہلول لودی سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا - سلطان بہلول نے سلطان محمود خلجی کی خدمت میں ایلچی بھیج کر عرض کیا کہ اگر سلطان (خلجی) امداد فرمائیں ، تو قلعہ بیانہ تک ان کی نذر ہے - ابھی مندو سے جواب نہیں پہنچا تھا - کہ سلطان حسین نے دہلی کے اکثر علاقہ پر قبضہ کر لیا - سلطان بہلول نے عجز و انکسار کو اپنی نجات کا ذریعہ بنایا اور پیغام بھیجا کہ دہلی کا علاقہ سلطان کے ملازمین سے متعلق ہے - اگر دہلی سے اٹھارہ کوس تک میرے لیے چھوڑ دیا جائے ، تو میں آپ کے فرمانبرداروں میں شامل ہوں اور سلطان (حسین) کی جانب سے دہلی کی داروغگی کی خدمت انجام دوں گا - سلطان حسین نے نہایت تکبر و غرور کی وجہ سے اس کی درخواست کو قبول نہیں کیا - بالآخر سلطان بہلول اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید پر بھروسہ کرکے اور اٹھارہ ہزار سوار لے کر دہلی سے نکلا اور سلطان حسین کے مقابلہ پر آیا - چونکہ دریائے جمنا دونوں لشکروں کے درمیان میں حائل تھا ، لہذا کوئی جنگ کا اقدام نہیں کر رہا تھا - اتفاق سے ایک روز جب سلطان حسین کے

۱- فرشتہ ۲/۳۰۹ - ۳۱۰ -
۲- فرشتہ ۲/۳۱۰ -

Marfat.com

لشکری لوٹ مار کے لیے گئے ہوئے تھے اور سوائے سرداروں کے لشکر میں کوئی نہ تھا ، سلطان بہلول کے لشکریوں نے موقع غنیمت سمجھ کر دوپہر کے وقت اپنے گھوڑوں کو دریائے جمنا میں ڈال دیا ۔ ہر چند سلطان حسین کو اس کی اطلاع دی گئی ، لیکن اس نے اپنے غرور و تکبر کی وجہ سے یقین نہیں کیا ۔ یہاں تک کہ سلطان بہلول کے آدمیوں نے (سلطان حسین کے) لشکر کو لوٹنا شروع کر دیا اور لشکر کے اطراف کو گھیر لیا ۔ سلطان حسین کو بغیر جنگ کے شکست ہو گئی ۔ ملکہ جہاں اور تمام اہل حرم گرفتار ہو گئے ۔ سلطان بہلول نے حق نمک کی رعایت کرکے [۲۸۶] ملکہ جہاں کی تعظیم و تکریم میں کوشش کی اور سامان و انتظام کے ساتھ سلطان حسین کی خدمت میں بھیج دیا ۔

جب ملکہ جہاں سلطان (حسین) کے پاس پہنچی ، تو اس پر اثر انداز ہوئی ۔ اس کو ورغلانے کی کوشش کی اور سلطان کو اس پر آمادہ کر لیا کہ آئندہ سال پھر لشکر کا انتظام کرکے سلطان بہلول سے جنگ کی جائے ۔ جب فاصلہ تھوڑا رہ گیا ، تو سلطان بہلول نے ایلچی بھیجا اور پیغام دیا کہ سلطان (حسین) میری خطاؤں کو معاف کریں اور مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیں ۔ میں کسی دن سلطان (شرق) کے کام آؤں گا ۔

چونکہ تقدیر کا فیصلہ ہو چکا تھا کہ سلاطین شرقیہ کی حکومت ختم ہو جائے ، لہذا اس (سلطان حسین) نے اس کی بات پر مطلق کوئی توجہ نہ کی ۔ صفوں کے آراستہ ہونے کے بعد پھر جونپور کے لشکر کو شکست ہوئی ۔ اسی طرح پھر لشکر فراہم کرکے تیاری کے ساتھ آیا اور فرار ہوا ۔ چوتھی مرتبہ سلطان حسین کا معاملہ اتنا خراب ہو گیا کہ خود گھوڑے پر سے کود کر بھاگا ۔ یہ داستان تشریح و تفصیل کے ساتھ طبقہ سلاطین دہلی میں تحریر ہو چکی ہے ۔

چوتھی مرتبہ سلطان بہلول نے جونپور پر خود قبضہ کیا اور اپنے لڑکے باربک شاہ کو وہاں (حاکم) مقرر کیا اور سلطان حسین نے ملک کے ایک حصہ پر جس کی آمدنی پانچ کروڑ تھی ، قناعت کی اور اوقات گزاری کرنے لگا ۔ بہلول نے پھر بھی اس سے مروت برتی اور اس سے تعرض نہیں کیا ۔

Marfat.com

جب سلطان بہلول کا انتقال ہوگیا اور سلطنت کے کام سکندر ابن بہلول کے سپرد ہوئے ، تو سلطان حسین نے باربک شاہ کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ دہلی جا کر اپنے باپ کی سلطنت پر قبضہ کر لے ۔ وہ اس ارادہ سے جونپور سے دہلی گیا ۔ جب جنگ ہوئی ، تو باربک شاہ فرار ہو کر [۸۷:] جونپور چلا آیا ۔ دوبارہ انتظام کرکے پھر دہلی گیا ۔ دوسری مرتبہ بھی فرار ہوا ، تو سلطان سکندر نے اس کا تعاقب کرکے جونپور کو اس کے قبضہ سے نکال لیا ۔ چونکہ فتنہ و فساد کا بانی سلطان حسین تھا ، لہٰذا سلطان سکندر اس کے سر پر پہنچا اور جنگ کرنے کے بعد اس علاقہ پر بھی جو سلطان حسین کے تصرف میں تھا ، قبضہ کر لیا ۔ سلطان حسین فرار ہو کر حاکم بنگالہ کے پاس مدد طلب کرنے کے لیے پہنچا ۔ اس کا زمانۂ سلطنت انیس سال رہا ۔ شکست کے بعد چند سال تک اور زندہ رہا[1]۔ اس کے بعد سلطنت شرقیہ ختم ہوگئی ۔ چھ آدمیوں (بادشاہوں) نے ستاسی سال اور چند ماہ حکومت کی[2] ۔

• • •

۱- حسین شاہ ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء میں فوت ہوا (سعید ، ص ۱۱۱) ۔
۲- ملاحظہ ہو فرشتہ ۲/۳۰۹ - ۳۱۰ ، سعید ، ص ۸۳ ، ۱۱۲ ، جونپور ص ۱۵۶ - ۱۷۷ ۔

Marfat.com

طبقہ سلاطین مالوہ

مالوہ کے سلاطین نے ۸۰۹ھ/۰۴-۱۴۰۳ء سے ۹۷۰ھ/۶۳-۱۵۶۲ء تک کہ ایک سو تریسٹھ سال ہوتے ہیں ، حکومت کی ۔ کل گیارہ آدمی (بادشاہ) ہوئے جن میں سے بعض نے خود اور بعض نے وکیلوں کی معرفت حکومت کی ۔

دلاور خان غوری ۔ بیس سال ۔

سلطان ہوشنگ بن دلاور خاں ۔ تیس سال ۔

سلطان محمد بن ہوشنگ ۔ ایک سال چند ماہ ۔

سلطان محمود خلجی ۔ چونتیس سال ۔

سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود ۔ بیس سال ۔

سلطان ناصر الدین بن غیاث الدین ۔ گیارہ سال چار ماہ ۔

سلطان محمود بن ناصر الدین ۔ بیس سال چھ ماہ گیارہ دن ۔

[۲۸۸] سلطان بہادر گجراتی ۔ سولہ سال ۔

ملو قادر شاہ ۔ چھ سال ۔

شجاع خان بنیابت شیر خاں افغان ۔ بارہ سال ۔

باز بہادر افغان ۔ سولہ سال ۔

پوشیدہ نہ رہے کہ ملک مالوہ ایک وسیع مملکت ہے ۔ ہمیشہ اس ملک میں شان و شوکت والے حکام ہوئے ہیں ۔ بڑے بڑے راجا اور مشہور رائے ، مثلاً راجا بکرماجیت کہ ہندوؤں کی تاریخ کا انحصار اس کی ظہور سلطنت کے آغاز سے ہے اور راجا بھوج وغیرہ کہ ہندوستان کے مشہور راجے تھے ، مالوہ کی حکومت پر پوری طرح سرفراز تھے ۔ سلطان محمود غزنوی کے زمانے سے اس ملک میں اسلام کا ظہور ہوا ۔ دہلی کے

Marfat.com

بادشاہوں میں سے سلطان غیاث الدین بلبن نے اس ملک پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد سلطان محمد فیروز شاہ کے زمانہ تک (یہ ملک) دہلی کے بادشاہوں کے قبضہ میں رہا۔

دلاور خان غوری سلطان محمد بن فیروز کی طرف سے وہاں کی حکومت پر مقرر ہوا اور پھر مستقل طور سے بادشاہ بن بیٹھا۔ اس وقت سے مالوہ کے حاکم دہلی کے بادشاہ کی اطاعت سے نکل گئے۔ گیارہ آدمیوں (بادشاہوں) نے اکبر بادشاہ کے زمانہ تک مسلسل حکومت کی ہے۔

طبقہ مالوہ کی ابتدا دلاور خان[1] سے کی گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان محمد بن فیروز شاہ جب بادشاہ ہوا، تو اس نے اس جماعت کے ساتھ کہ جو اس کی فراری[2] کے زمانہ میں اس کے ساتھ تھی اور اس کی وفادار اور کارگزار رہی تھی، رعایتیں کیں۔ اس نے چار آدمیوں کو چار ملک دے اور وہ چاروں سلطنت کے مالک ہوئے۔ ظفر خان بن وجیہ الملک کو گجرات، خضر خان کو ملتان و دیبال پور، خواجہ سرور خواجہ جہاں کو سلطان الشرق کا خطاب دے کر جونپور اور دلاور خان غوری کو مالوہ بھیجا[3]۔

[۲۸۹] ذکر دلاور خان غوری

جب ۸۰۹ھ/۰۳-۱۴۰۲ء میں دلاور خان غوری مالوہ آیا، تو اس نے اپنی طاقت، شجاعت اور صائب رائے سے مالوہ کی ولایت کا انتظام کیا۔ بہت سا لشکر اور جماعت فراہم کی۔ اس ملک کے اطراف کو سرکشوں اور فتنہ انگیزوں سے پاک و صاف کر دیا۔ جب سلطان محمد کا خاتمہ ہو گیا اور دہلی کی سلطنت کمزور ہو گئی اور ہندوستان میں طوائف الملوکی شروع ہو گئی، تو اس (دلاور خان) نے بھی دہلی کے بادشاہ کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ خود بادشاہ بن بیٹھا اور شاہانہ انداز سے ملک کا انتظام

۱- دلاور خان کا نام حسین تھا (فرشتہ ۲/۲۳۴)۔
۲- متن میں "قزاق" لکھا ہے۔ فرشتہ (۲/۲۳۴) میں فراری لکھا ہے اسی کو ہم نے اختیار کیا ہے۔
۳- فرشتہ ۲/۲۳۴۔

Marfat.com

شروع کر دیا ۔ برسوں اپنی من مانی کرتا رہا ۔ ۸۲۹ھ/۲۶-۱۴۲۵ء میں اس کا انتقال ہو گیا[1] ۔ بعض کتابوں میں نظر سے گزرا کہ اس کے لڑکے الپ خاں[2] نے اس کو زہر دے دیا ۔ اس کی حکومت کا زمانہ بیس سال رہا ۔

ذکر سلطان ہوشنگ بن دلاور خان

جب الپ خاں جو دلاور خاں کا بیٹا تھا ، اپنے باپ کا قائم مقام ہوا ، تو اس نے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا اور شاہی تاج سر پر رکھ کر سلطان ہوشنگ اپنا لقب مقرر کیا ۔ اس نواح کے امراء اور بزرگوں نے اس کی بیعت کر لی ۔

ابھی اس کی حکومت کی بنیاد مستحکم نہیں ہونے پائی تھی کہ جاسوس خبر لائے کہ سلطان مظفر گجراتی اس طرح پہنچ گیا ہے کہ سنا ہے کہ الپ خاں نے دنیاوی [۲۹۰] طمع سے اپنے باپ دلاور خاں کو زہر دے دیا اور اپنا لقب ہوشنگ شاہ کر لیا ۔ چونکہ دلاور خاں اور سلطان مظفر میں برادرانہ تعلقات تھے ، اس لیے اس نے لشکر جمع کرکے اس طرف توجہ کی ہے ۔

۸۱۰ھ/۰۸-۱۴۰۷ء کے شروع میں سلطان مظفر دھار کے نواح میں آکر مقیم ہوا ۔ سلطان ہوشنگ جنگ کے ارادہ سے قلعہ دھار سے نکلا ۔ ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا ۔ آخر ہوشنگ نے فرار ہو کر قلعہ میں پناہ لی ۔ جب اس نے اپنے میں مقابلہ کی قوت نہ دیکھی ، تو سلطان مظفر کی خدمت میں حاضر ہوکر امان کا طالب ہوا ۔ اسی مجلس میں سلطان (مظفر) نے اس کو مع امراء کے قید کر لیا اور موکلوں کے سپرد کر دیا[3] ۔ اپنے بھائی نصیر خاں کو مع فوج کے قلعہ دھار میں چھوڑا اور خود مظفر و منصور گجرات کی طرف متوجہ ہوا ۔

پہلے ہی سال میں نا تجربہ کار نصیر خاں نے رعایا سے ان کی مقدرت

---

[1] فرشتہ (۲/۲۳۴) لکھتا ہے کہ ۸۰۸ھ/۰۳-۱۴۰۲ء میں فوت ہوا ۔
[2] الف خاں (نولکشور اڈیشن) ۔

Marfat.com

سے زیادہ محصول طلب کیا اور ان کے ساتھ برے برتاؤ کیے ۔ جب سلطان مظفر گجرات چلا گیا ، تو مالوہ کے لشکر نے موقع غنیمت سمجھا اور نصیر خاں کو نامرد کی طرح دھار سے نکال دیا[1] اور اس کا تعاقب کرکے اس کے پس ماندگان کو تکلیفیں پہنچائیں ۔ (پھر انھوں نے) سلطان مظفر کے خوف سے دھار کو چھوڑ دیا اور قلعہ مندو میں کہ جس کے مستحکم برج ، منطقۃ البروج سے بڑھ کر تھے ، عمارت کی بنیاد ڈالی اور موسیٰ خاں کو جو سلطان ہوشنگ کا چچازاد بھائی تھا ، سردار بنایا ۔ جب یہ خبر گجرات پہنچی ، تو ہوشنگ شاہ نے سلطان مظفر کی خدمت میں اس مضمون کی عرضداشت بھیجی :

"آپ اس فقیر کے باپ اور چچا کی مثل ہیں اور بعض اہلِ غرض نے جو خبر آپ کو پہنچائی ہے خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ بات خلاف واقعہ ہے ۔ ان دنوں سنا گیا ہے کہ مالوہ کے سرداروں نے خان اعظم [۲۹۱] نصیر خاں کے ساتھ بے ادبی کی ہے اور موسیٰ خاں کو سردار بنا لیا ہے اور مالوہ کی ولایت پر قابض ہو گئے ہیں ۔ اگر اس فقیر کو اس ذلت سے نکال کر اس پر احسان کریں تو ممکن ہے کہ ملک ہاتھ آ جائے ۔"

سلطان مظفر نے اس رائے کو پسند کیا اور ایک سال کے بعد اس کو قید خانہ سے رہا کرکے اس پر مراعات کیں ۔ ۸۱۱ھ/۰۹-۱۴۰۸ء[2] میں شہزادہ احمد شاہ کو سلطان ہوشنگ کی امداد کے لیے بھیجا تاکہ دھار اور اس کے نواح کو غدار امیروں کے قبضہ سے نکال کر اس (ہوشنگ) کے سپرد کردے ۔ احمد شاہ نے دھار اور اس کے نواح کو امیروں کے قبضہ سے نکال کر اس کے سپرد کر دیا اور وہ خود دارالحکومت پٹن کو واپس چلا گیا ۔

جب سلطان ہوشنگ چند روز دھار میں مقیم ہوا ، تو (اس کے) خاصہ خیل اس کے پاس جمع ہو گئے ۔ اس نے ایک شخص کو قلعہ مندو

۱- فرشتہ ۲/۲۳۴ - ۲۳۵ ۔

۲- ۸۲۱ھ (فرشتہ ۲/۲۳۵) ۔

Marfat.com

بھیجا اور سرداروں کی دل دہی کرکے ان کو اپنے پاس بلا لیا ۔ امراء اور سپاہ اس کو چاہتے تھے ۔ سب مسرور اور خوش حال ہو گئے ، لیکن چونکہ وہ اپنے اہل و عیال کو قلعہ مندو میں لے گئے تھے ، اس وجہ سے اس کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے ۔ ہوشنگ کچھ آدمیوں کے ہمراہ دھار سے قصبہ سہسیر گیا ۔ روزانہ اس کے آدمیوں سے لڑائی ہوتی تھی اور وہ زخمی ہوکر واپس آ جاتے تھے ۔ چونکہ قلعہ مندو بہت مستحکم تھا ، لہذا ہوشنگ شاہ نے یہی مناسب سمجھا کہ وہاں سے کوچ کرکے ولایت کے وسط میں مقیم ہو اور لوگوں کو قصبات و پرگنات میں بھیج کر قبضہ کرے ۔ اسی دوران میں ملک مغیث نے کہ جو سلطان ہوشنگ کی پھوپی کا لڑکا تھا ، ملک خضر سے کہ جو میاں اخا[1] کے نام سے مشہور تھا ، مشورہ کیا کہ اگرچہ [۲۹۲] موسیٰ خاں جوان شائستہ ہے اور ہمارے چچا کا لڑکا ہے ، لیکن ہوشنگ شاہ مردانگی ، عقل و دانش اور بردباری میں اپنے ہم عصروں سے کہیں بڑھ کر ہے اور یہ مملکت ترکہ کے لحاظ سے بھی اور اکتساب کے اصول کے تحت بھی اسی کو پہنچتی ہے ۔ اس کے علاوہ بچپن سے میری والدہ نے اس کی پرورش اور تربیت کی ہے ، اس لیے مناسب یہی ہے کہ حکومت اس کے سپرد کر دی جائے ۔ میاں اخا نے ملک مغیث کی رائے کی تعریف و تحسین کی اور اتفاق کے ساتھ رات میں قلعہ مندو سے نکل آیا اور ہوشنگ شاہ سے آ ملا ۔ ہوشنگ شاہ نے ملک مغیث سے نیابت کا وعدہ کرکے اس کو مسرور و خوش حال کر دیا ۔

موسیٰ خاں اس خبر کو سن کر اپنی سلطنت سے مایوس ہو گیا اور اپنے انجام کے لیے فکر مند ہوا ۔ بالآخر ملک مغیث کے پاس آدمی بھیجا کہ میرے رہنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کر دی جائے تا کہ میں قلعہ مندو کو سپرد کر دوں ۔ بہت رد و بدل کے بعد اس کے لیے جگہ مقرر کر دی گئی ۔ موسیٰ خاں قلعہ کو خالی کرکے چلا گیا ۔ سلطان ہوشنگ قلعہ مندو میں آیا اور دار الامارت میں قیام کیا ۔ ملک مغیث کو ملک الشرق کا خطاب دے کر اپنا وزیر مقرر کیا اور تمام معاملات میں اس کو اپنا نائب اور قائم مقام بنایا[2] ۔

۱- میاں خاں و میاں آغا ، (فرشتہ ۲/۲۳۵) ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۳۵ ۔

Marfat.com

جب ۸۱۳ھ/۱۱-۱۴۱۰ء[1] میں سلطان مظفر گجراتی کا انتقال ہو گیا اور سلطنت سلطان احمد بن محمد شاہ بن مظفر کی جانب منتقل ہوئی ، تو سلطان مظفر کے بیٹوں فیروز خاں اور ہیبت خاں نے قلعہ بھروچ میں علم بغاوت بلند کر دیا اور ہوشنگ سے امداد کے طالب ہوئے ۔ ہوشنگ نے مظفر شاہ کی تربیت اور احمد شاہ کی مدد کو نظر انداز کر دیا [۲۹۳] اور وہ ولایت گجرات کی طرف متوجہ ہوا ۔ پرانی دشمنی اور کینہ نے اس کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ اس ملک میں پہنچ کر مملکت کے طور طریقوں میں بدنظمی پھیلائے ۔ سلطان احمد اس خبر کو سنتے ہی ایک بڑا لشکر لے کر آیا اور اس نے بھروچ کا محاصرہ کر لیا ۔ فیروز خاں اور احمد خاں احمد شاہی ، سطوت ، غلبہ ، ہیبت اور کثرت سپاہ سے خائف ہو کر پناہ کے طالب ہوئے اور سلطان احمد سے آ ملے ۔ ہوشنگ شاہ راستہ سے واپس ہو کر دھار چلا آیا ۔ یہ داستان تفصیل کے ساتھ طبقہ گجرات میں تحریر ہے[2] ۔

الغرض ابھی ہوشنگ کی پیشانی سے شرمندگی و خجالت کا پسینہ خشک نہیں ہوا تھا کہ وہ پھر اسی ناشائستہ حرکت کا مرتکب ہوا ۔ جب ۸۱۶ھ/۱۴-۱۴۱۳ء میں ہوشنگ کو خبر ملی کہ سلطان احمد گجراتی راجا جھالا وار کے مقابلہ پر جا کر وہاں قید ہو گیا ہے تو اس نے لشکر فراہم کرکے پھر گجرات پر چڑھائی کر دی ۔ سلطان احمد اس خبر کو سنتے ہی اس کے دفع کرنے کے لیے آمادہ ہو گیا ۔ جب دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے ، تو ہوشنگ کو جھالا وار کے راجا کی کمک نہ پہنچی اور وہ بے اختیار اپنی ولایت کو واپس چلا آیا[3] ۔

واپسی کے بعد گجرات کے زمینداروں خصوصاً جاپانیر ، نادوت اور ایدر کے راجاؤں کی عرضیاں سلطان ہوشنگ کے پاس متواتر پہنچیں کہ پہلی مرتبہ ہم سے خدمت گاری میں تساہل ہوا ۔ اس مرتبہ آپ پھر گجرات کی طرف آئیں ، تو ہم سب لوگ اپنی جانیں فدا کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے ۔ ہم چند رہبر آپ کی خدمت میں بھیجتے ہیں کہ جو لشکر کو

۱- ۸۱۰ھ ، (فرشتہ ۲/۲۳۵) ۔
۲- فرشتہ ۲/۲۳۵ - ۲۳۶ ۔
۳- فرشتہ ۲/۲۳۶ ۔

Marfat.com

ایسا راستہ بتائیں گے کہ ملک گجرات پہنچنے تک سلطان احمد کو خبر نہ ہوگی - پرانی عداوت کے علاوہ (ہوشنگ کو) شرمندگی بھی تھی ، لہذا (ان راجاؤں نے) سلطان ہوشنگ کو اس پر آمادہ کر دیا کہ وہ لشکر فراہم کرکے گجرات کی طرف متوجہ ہو جائے - اس ارادہ کی تکمیل کے لیے وہ ۸۲۱ھ/۱۴۱۸ء میں نہایت شان و شوکت کے ساتھ مہراسہ کے راستہ سے گجرات کو روانہ ہوا - اتفاق سے اس زمانہ میں سلطان احمد بعض ملکی مصلحتوں کی بنا پر [۲۹۴] سلطان پور و ندربار کے نواح میں تھا - جب اس کو یہ خبر ملی تو اس نے ہوشنگ کی اس آتش فتنہ کو فرو کرنا سب کاموں پر مقدم سمجھا اور نہایت عجلت سے مہراسہ کی طرف متوجہ ہوا - وہ بارش کی کثرت کے باوجود بہت کم مدت میں مہراسہ پہنچا - جب ہوشنگ کے جاسوسوں نے سلطان احمد کی آمد کی اس کو اطلاع دی، تو وہ نہایت پریشان ہوا - اس نے ان زمینداروں کو اپنے حضور میں طلب کیا کہ جنہوں نے عرضیاں بھیج کر فتنہ و فساد برپا کیا - ان کو برا بھلا کہا اور ان کے متعلق نامناسب باتیں زبان پر لایا - آخر جس راستہ سے وہ چلا تھا ، اسی سے پریشان و شرم سار ہو کر واپس ہوا[1] -

سلطان احمد نے چند روز تک قصبہ مہراسہ میں قیام کیا - تا کہ فوج آ کر اس سے مل جائے - لشکر کے جمع ہو جانے کے بعد وہ ماہ صفر ۸۲۲ھ/۱۴۱۹ء) میں[2] مالوہ کی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور متواتر کوچ کرکے مالوہ کے نواح میں پہنچا - سلطان ہوشنگ کے ارادہ سے چند منزل آگے بڑھا اور جنگ کے بعد فرار ہو کر وہ قلعہ مندو چلا گیا - سلطان احمد کے آدمیوں نے دروازہ مندو تک اس کا تعاقب کیا - اس کے ہاتھی اور ملازمین ہاتھ آئے - سلطان (احمد) خود بھی نعلچہ تک چند روز وہاں قیام کرکے اپنی فوجیں ملک کے اطراف میں بھیج دیں چونکہ قلعہ مندو بہت مستحکم تھا ، لہذا مجبوراً دھار کا ارادہ کر دیا اور کہ وہاں سے اجین جائے - چونکہ برسات کا موسم آ گیا تھا ، اس لیے امیروں اور سرداروں نے عرض کیا کہ ملک کی بہتری اسی میں ہے کہ

---

1. فرشتہ ۲/۲۳۶ -
2. فرشتہ ۲/۲۳۶ -

Marfat.com

امسال دارالحکومت گجرات واپس چلا گیا اور ان مفسدوں کو جو فتنہ و فساد کا باعث ہیں ، سزائیں دی جائیں اور آئندہ سال اطمینان خاطر کے ساتھ مالوہ کی فتح میں مشغول ہوں ۔ سلطان احمد اس رائے کے مطابق دھار سے واپس ہو کر باشندگان گجرات کی طرف متوجہ ہوا ۔ [۲۹۵] ۸۲۲ھ/ ۱۴۱۹ء میں چونکہ نجابت و کار گزاری کے آثار ملک محمود بن ملک مغیث کی پیشانی سے ظاہر ہوئے ، اس لیے سلطان ہوشنگ نے اس کو محمود خان کا خطاب دیا اور باپ کے ساتھ ملکی معاملات میں شریک کر دیا ۔ جب کبھی وہ کہیں جاتا ، ملک مغیث کو قلعہ مندو میں چھوڑ کر محمود خان کو اپنے ہمراہ لے جاتا تا کہ وہ ملکی مہمات میں مشغول رہے[1] ۔

۸۲۵ھ/۱۴۲۲ء میں سلطان ہوشنگ نے اپنے لشکر سے ایک ہزار سوار انتخاب کیے اور وہ سوداگروں کے لباس میں جاج نگر روانہ ہوا ۔ نقرئی و سرخنگ گھوڑے جو جاج نگر کے رائے (حاکم) کو پسند تھے اور کچھ دوسرا سامان جو اس ملک کے لوگ پسند کرتے تھے ، ہمراہ لیا ۔ اس سفر سے سلطان کی غرض یہ تھی کہ ان گھوڑوں اور اس سامان کے عوض میں منتخب ہاتھی لائے تا کہ ان (ہاتھیوں) کی لوٹ سے سلطان احمد شاہ سے بدلہ لے ۔ جب وہ جاج نگر کے نواح میں پہنچا ، تو ایک شخص کو رائے جاج نگر کے پاس بھیج کر اطلاع کرائی کہ ایک بڑا سوداگر ہاتھی خریدنے کے لیے آیا ہے ۔ اس کے پاس نقرئی و سرخنگ گھوڑے ، بہت قیمتی ریشمی کپڑا ، سامان اور ترمینہ ہے ۔ جاج نگر کے راجا نے کہا کہ وہ شہر سے دور کیوں مقیم ہوا ۔ فرستادہ نے جواب دیا کہ اس کے ساتھ بہت سوداگر ہیں ۔ پانی اور جنگل دیکھ کر وہیں ٹھہر گیا ۔ رائے جاج نگر نے کہا کہ میں فلاں روز قافلہ میں آؤں گا ۔ اس روز گھوڑوں کو تیار رکھیں اور کپڑے اور سامان کو زمین پر لگا دیں ۔ اگر نقد روپیہ چاہیں گے تو روپیہ دے دوں گا ۔

وہ فرستادہ واپس آیا تو سلطان ہوشنگ نے معتبر آدمیوں کو طلب کیا اور از سر نو عہد لیا کہ جو کچھ وہ کہے گا اس کے خلاف نہیں کریں گے اور اس دن کا انتظار کرنے لگا ۔ [۲۹۶] جب وہ دن آیا ، تو

۱۔ فرشتہ ۲/۲۳۶ ۔

Marfat.com

رائے جاج لگر نے اپنے سے پہلے چالیس ہاتھی قافلہ میں بھیج دیے۔ تا کہ سوداگر ان کو دیکھ کر خوش ہو جائیں اور اپنے آنے کی اطلاع کر دی اور پیغام بھیجا کہ سامان کھول کر رکھ دیں اور گھوڑوں کو تیار کر لیں۔ سلطان ہوشنگ نے تمام ہاتھیوں کو واپس کر دیا اور کچھ سامان زمین پر لگا دیا۔ اسی اثناء میں رائے جاج لگر پانچ آدمیوں کے ہمراہ قافلہ میں آیا اور کپڑا وغیرہ سامان دیکھنے لگا۔ برسات کا موسم تھا۔ کالے بادل اٹھے اور بوندیں پڑنے لگیں۔ بجلی کی گڑگڑاہٹ اور چمکنے کے خوف سے ہاتھی بھاگے۔ جو سامان زمین پر لگا ہوا تھا۔ وہ ہاتھیوں کے پیروں سے خراب ہو گیا۔ اسی وقت اہل قافلہ میں شور مچ گیا۔ سلطان ہوشنگ نے سوداگروں کی رسم کے مطابق اپنے سر اور داڑھی کے بال نوچ ڈالے اور کہنے لگا کہ جب میرا تمام مال و متاع خراب ہو گیا تو اب میری زندگی بیکار ہے۔ وہ خود سپاہیوں کو ساتھ لے کر ان گھوڑوں پر سوار ہوا جو پہلے سے تیار تھے اور راجا کی فوج پر حملہ کر دیا۔ پہلے ہی حملہ میں اس گروہ کے پیر اکھڑ گئے اور ان کا استقلال و اقتدار ختم ہو گیا۔ ان میں سے کچھ تو قتل ہوئے، باقی فرار ہو کر شہر میں پہنچے۔ رائے جاج لگر کو زندہ گرفتار کر لیا۔

اس وقت اس نے یہ ظاہر کیا کہ میں ہوشنگ خاں غوری ہوں اور ہاتھیوں کے لیے اس ملک میں آیا ہوں۔ جاج نگر کے سرداروں اور وزیروں نے اس کے پاس ایلچی بھیجا کہ سلطان (ہوشنگ) کی جو مرضی ہو، ہم اس کو قبول کرتے ہیں۔ سلطان نے جواب دیا کہ میں مکر و حیلہ سے نہیں آیا تھا، ہاتھی خریدنے کے لیے آیا تھا۔ میرا مال و اسباب برباد ہو گیا ہے۔ اس کے عوض میں نے راجا کو گروی کر لیا ہے کہ ہاتھیوں کے بدلہ میں لے جاؤں۔ جاج نگر کے وزیروں نے اعلیٰ قسم کے پچھتر ہاتھی سلطان ہوشنگ کی خدمت میں بھیجے اور معذرت چاہی۔ ہوشنگ، رائے جاج لگر کو اپنے ہمراہ لے کر واپس لوٹا۔ جب (رائے جاج لگر) کی ولایت کی سرحد گزر گئی، تو اس کو دلاسا اور تسلی دے کر رخصت کر دیا۔ جب رائے اپنے شہر میں پہنچا، تو اس نے چند اور ہاتھی اس (سلطان ہوشنگ) کی خدمت میں بھیجے[1]۔

1۔ فرشتہ ۲/۲۳٦ - ۲۳۷ -

Marfat.com

[۲۹۷] راستہ میں سلطان ہوشنگ کو خبر ملی کہ سلطان احمد نے پھر ولایت مالوہ میں آ کر قلعہ منڈو کا محاصرہ کر لیا ہے ۔ جب ہوشنگ قلعہ کھرلہ پہنچا ، تو اس نے کھرلہ کے رانے کو بلا کر قید کر دیا اور کھرلہ پر قبضہ کرکے مندو روانہ ہوگیا ۔ جب مندو کے نزدیک پہنچا ، تو احمد نے لشکر اور سرداروں کو مورچوں سے بلا کر جمع کیا اور جنگ کی تیاری کی۔ سلطان ہوشنگ دروازہ تار اور سے قلعہ میں داخل ہوگیا اور جنگ پر آمادہ ہوا ۔ سلطان احمد نے جب یہ دیکھا کہ قلعہ کو فتح کرنا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے ، تو قلعہ سے ہٹ کر ملک میں لوٹ مار کرنے لگا اور اجین سے ہوتا ہوا سارنگ پور کو چلا ۔ سلطان ہوشنگ اس کے ارادہ سے واقف ہو کر دوسرے راستہ سے سارنگ پور کے قلعہ پر پہنچ گیا اور سلطان احمد کے پاس پیغام بھیجا کہ چونکہ اسلام کا حق درمیان میں ہے اور تم جانتے ہو کہ بے وجہ مسلمانوں کے خون بہانے کا گیا وبال ہوتا ہے ، نہ کہ جماعتوں کی جماعتیں اور فوجوں کی فوجیں ماری جائیں ، لہذا مناسب یہ ہے کہ اپنے دارالحکومت کو واپس ہو جاؤ ۔ تمھارے جانے کے بعد لڑانے بھیج دیے جائیں گے[1] ۔

سلطان احمد صلح کے سبب سے مطمئن ہوگیا ۔ اس لشکر کی حفاظت اور حزم و احتیاط میں سستی و کاہلی ہوئی ۔ سلطان ہوشنگ نے موقع کو غنیمت سمجھ کر رات میں بارہویں محرم الحرام ۸۲۶ھ/۲۳-۱۴۲۲ء کو شب خون مارا ۔ اس رات کو بہت آدمی قتل ہوئے ۔ ان میں سے سلطان احمد کی جائے قیام کے نزدیک دالدہ کی ولایت کا حاکم رائے سامت سانچ سو راجپوتوں کے ہمراہ مارا گیا جس کو اس زمانہ میں عام لوگ ''کری'' کہتے ہیں ۔ سلطان احمد لشکر سے نکل کر ایک آدمی کے ہمراہ جنگل میں کھڑا ہو گیا ۔ صبح کے قریب لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت جو حقیقت میں اس کی صبح اقبال تھی ، سلطان احمد نے ہوشنگ کی فوج پر حملہ کر دیا اور جنگ کا معرکہ ایسا [۲۹۸] گرم ہوا کہ دونوں بادشاہ (ہوشنگ و احمد شاہ) زخمی ہوئے اور آخر سلطان ہوشنگ بھاگ کر سارنگ پور کے قلعہ میں پناہ گزین ہوا ۔

۱- فرشتہ ۲/۲۳۷ ۔

Marfat.com

جاج لگر کے ساتھی سلطان احمد کے ہاتھ آئے اور چوتھی ربیع الآخر مذکور (۸۲۶ھ/۱۴۲۳ء) سلطان احمد مظفر و منصور گجرات روانہ ہوا[1] ۔

جب ہوشنگ کو اس کی خبر ہوئی ، تو نہایت غرور اور دلیری کے ساتھ اس نے سارنگ پور کے قلعہ سے نکل کر (احمد شاہ کا) تعاقب کیا ۔ سلطان احمد نے بھی واپس ہو کر مقابلہ کیا ۔ دونوں لشکروں میں جنگ ہوئی ۔ پہلے ہی حملہ میں سلطان ہوشنگ نے دشمن کی فوج کو منتشر کر دیا ۔ سلطان احمد نے جب یہ حال دیکھا ، تو وہ خود بہ نفس نفیس میدان جنگ میں آ گیا اور ایسی جنگ کی کہ اس کی فتح کے آثار نمایاں ہو گئے ۔ ہوشنگ پھر فرار ہو کر قلعہ سارنگ پور میں آ گیا ۔ سلطان احمد گجرات چلا گیا ۔

مختصر یہ کہ سلطان ہوشنگ اگرچہ شجاعت و بہادری میں ممتاز تھا ، لیکن وہ جنگ میں کامیاب نہ تھا ۔ اکثر معرکوں میں نہایت کوشش کرنے کے باوجود فرار ہوا اور اپنے دامن مردانگی کو غبار فرار سے آلود کر لیا یعنی بھاگنے کی ندامت اپنے سر لی ۔ جب اس خبر کی تحقیق ہو گئی کہ سلطان احمد گجرات کی سرحد میں پہنچ گیا ہے ، تو ہوشنگ سارنگ پور سے قلعہ مندو کی طرف روانہ ہوا ۔ اسی سال چند روز کے بعد اپنے لشکر کی بے سرو سامانی کو درست کرکے قلعہ کاکرون کی تسخیر کی طرف توجہ کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس پر قبضہ کر لیا ۔

اسی سال گوالیر کی فتح کے لیے روانہ ہوا اور متواتر کوچ کرتا ہوا گیا اور قلعہ کے اطراف پر قابض ہو گیا ۔ جب ایک مہینہ چند روز گزر گئے ، تو سلطان محمود مبارک شاہ بن خضر خان بیانہ کے راستہ سے گوالیر کے راجا کی مدد کے لیے لشکر لے کر آیا ۔ جب سلطان ہوشنگ کو معلوم ہوا ، تو وہ قلعہ چھوڑ کر دریائے دھول پور پر اس کے مقابلہ کے لیے پہنچا ۔ چند روز کے بعد صلح ہو گئی اور یہ طے پایا کہ سلطان ہوشنگ گوالیر کی فتح کا خیال [۲۹۹] ترک کر دے ، دونوں ایک دوسرے کو

۱۔ فرشتہ ۲/۲۳۷ - ۲۳۸ ۔

Marfat.com

تحفے بھیجیں اور اپنے اپنے دارالحکومت کو واپس چلے جائیں[1] ۔

۸۳۲ھ/۲۹ - ۱۴۲۸ء میں تیز رفتار مخبر اور جاسوس یہ خبر لائے کہ دکن کے بادشاہ سلطان احمد شاہ بہمنی نے لشکر کے ساتھ آ کر قلعہ کھرلہ کا محاصرہ کر لیا ہے ۔ جب یہ خبر ہوشنگ شاہ کو ملی ، تو وہ غیرت و حمیت سے جوش میں آیا اور کثیر لشکر جمع کرکے رائے کھرلہ کی مدد کے لیے روانہ ہوا ۔ سلطان احمد (بہمنی) جب اس بات سے مطلع ہوا ، تو وہ کھرلہ کی فتح کا خیال چھوڑ کر اپنے ملک کو واپس ہو گیا ہوشنگ نے رائے کھرلہ کے بہکانے سے تین منزل تک اس (احمد شاہ بہمنی) کا تعاقب کیا ۔ سلطان احمد (بہمنی) نے حمیت و غیرت کی وجہ سے واپس ہو کر جنگ کی ۔ اگرچہ پہلے ہی حملہ میں سلطان احمد کے لشکر کو شکست ہو گئی تھی ، مگر سلطان احمد نے کمین گاہ سے نکل کر ہوشنگ کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا اور اس کی فوج کو منتشر کر دیا ۔ سلطان ہوشنگ فرار ہوکر مندو آیا ۔ سلطان (ہوشنگ) کی بیگم اور دوسری بیگمات سلطان احمد کے قبضہ میں آ گئیں ۔ سلطان نے مروت کا برتاؤ کیا اور انتظام کرکے ان کو مندو بھیج دیا ۔ حفاظت کے لیے پانچ سو سوار ساتھ کر دیے ۔ یہ واقعہ طبقہ سلاطین دکن میں مفصل لکھا گیا ہے[2] ۔

۸۳۵ھ/۳۲ - ۱۴۳۱ء[3] میں سلطان ہوشنگ مندو سے ولایت کالپی کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا ۔ جب کالپی کے قریب پہنچا ، تو خبر ملی کہ سلطان ابراہیم شرقی بے شمار لشکر کے ساتھ دارالحکومت جونپور سے فتح کالپی کے ارادہ سے آیا ہے ۔ سلطان ہوشنگ نے فتح کالپی کی بہ نسبت سلطان ابراہیم کا دفع کرنا زیادہ ضروری سمجھا اور جنگ کے لیے تیار ہو گیا جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے نزدیک ہوئے ، تو جنگ کا معاملہ امروز و فردا پر ملتوی ہونے لگا ۔ اس اثنا میں سلطان ابراہیم کے مخبر خبر لائے کہ دہلی کا بادشاہ مبارک شاہ موقع کو غنیمت سمجھ کر جونپور روانہ ہو گیا ۔ سلطان ابراہیم بے اختیار ہو کر [۳۰۰] جونپور کی

۱- فرشتہ ۲۳۸/۲ ۔
۲- فرشتہ ۲۳۸/۲ ۔
۳- ۸۳۰ھ (فرشتہ ۲۳۸/۲) ۔

Marfat.com

طرف چل دیا ۔ ہوشنگ نے بغیر لڑائی کے کالپی پر قبضہ کر لیا اور اپنا
خطبہ پڑھوایا ۔ چند روز وہاں رہنے کے بعد قادر خاں کو اپنا احسان مند کیا
کہ پہلے وہی کالپی کا حاکم تھا اور خود ولایت مالوہ کو واپس آ گیا[1] ۔

راستہ میں تھالیداروں کی عرضیاں ملیں کہ سرکش لوگ کوہ جالیہ
کی طرف سے ملک میں گھس آئے ہیں اور بعض دیہات اور بستیوں پر حملہ
کرکے حوض بھیم پر اپنی جائے پناہ بنا رہے ہیں ۔ حوض بھیم کی تفصیل یہ
ہے کہ پرانے زمانہ میں بھیم نے اس راستہ پر جو پہاڑوں کے درمیان میں
ہے ، پتھروں کو ترشوا کر بند بندھوا دیے تھے ۔ اس کا عرض و طول
اتنا ہے کہ اگر ایک کنارے پر کھڑا ہو کر دیکھا جائے ، تو دوسرے
کنارے تک نظر نہیں پہنچتی اور اس کی گہرائی بھی بے انتہا ہے ۔ چند
منزل کے بعد راستہ میں شہزادہ عثمان خاں نے ایک سوار کو اپنے بڑے بھائی
شہزادہ غزنی خاں کے خیمہ کے نزدیک بھیجا ۔ وہ اسی طرح کھڑا ہوا
گالیاں دیتا رہا اور نامناسب اور سخت باتیں کہتا رہا ۔ خواجہ سرا اور
پردہ داروں نے اس کو ہر چند منع کیا ، لیکن وہ نہ مانا ۔ آخرکار خواجہ
سراؤں نے پتھر مار کر اس کو خیمہ کے پاس سے بھگا دیا ۔ عثمان خاں
شہزادہ نے اپنے آدمی کی حمایت میں خواجہ سراؤں کو چھڑیوں سے مارا
اور اپنی اس ناسزا حرکت کا خیال کرکے لشکر سے جدا ہو گیا ۔ اس نے
ثابت الدہش امیروں کو جھوٹے وعدوں پر فریفتہ کر لیا اور بغاوت کر
دی ۔ جب یہ بات سلطان ہوشنگ کو معلوم ہوئی ، تو وہ سخت غضب ناک
ہوا ۔ ملک مغیث خان جہان سے (اس معاملہ میں) مشورہ کیا ۔ ملک مغیث
نے کہا کہ چونکہ شہزادہ مکرر ایسی حرکتیں کر چکا ہے اور اس کو
معاف کر دیا گیا ہے ، اس مرتبہ بھی چشم پوشی کی جائے تا کہ شہزادہ
لشکر میں واپس آ جائے ۔ سلطان ہوشنگ نے طرح دے دی [۳۰۱]
شہزادہ عثمان خاں لشکر میں آ گیا ۔ جب سلطان ہوشنگ قصبہ اجین پہنچا ،
تو ایک دن دربار عام منعقد کیا اور شہزادہ عثمان کو اس کے دونوں
ساتھیوں فتح خاں اور ہیبت خاں کے ساتھ سیاست (سزا) کے لیے بلایا اور
بہت کو زبانی تنبیہ کی ۔ ان تینوں کو موکل کے سپرد کر دیا ۔ چند روز

---

[1] فرشتہ ۲/۲۳۸ ۔

Marfat.com

کے بعد ملک مغیث کو حکم دیا کہ ان تینوں کو قید کر دو اور
مندو میں لے جا کر ان کی نگرانی کرو[1] ۔

خود (ہوشنگ) جاجنگر کے سرکشوں کو سزا دینے کے لیے روانہ ہو
وہ متواتر کوچ کرتا ہوا گیا اور حوض ہوم کے بند کو توڑ دیا اور و
سے نہایت تیزی کے ساتھ سفر کیا ۔ سرکشوں کو سخت سزائیں دیں ۔
پایہ جاجنگر کا راجا پیدل فرار ہو کر جنگل میں چھپ گیا ۔ اس کا مال
متاع اور اس کے عیال ہاتھ لگے ۔ قصبہ اور شہر غارت ہو گیا ۔
لوگ قید ہوئے کہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا ۔ وہاں سے مظفر و منص
ہو کر قلعہ ہوشنگ آباد میں آ گیا اور برسات کا موسم وہاں گزارا[2] ۔

وہ ایک دن شکار کے ارادہ سے نکلا تھا کہ سیر کرتے ہوئے بدخش
لعل شاہی تاج سے جدا ہو کر گر گیا ۔ تیسرے دن ایک پیادہ نے
لا کر حاضر کیا ۔ اس کو پانچ سو سونے کے تنکے انعام دیے اور
سلسلہ میں ایک حکایت بیان کی کہ ایک دن سلطان فیروز شاہ کے تاج
لعل جدا ہو کر گر گیا تھا ۔ ایک پیادہ نے لا کر پیش کیا ۔ سلط
فیروز شاہ نے اس کو پانچ سو سونے کے تنکے انعام دے کر فرمایا کہ
آفتاب دولت کے غروب کی علامت ہے اور چند روز کے بعد اس (فیروز ش
کا انتقال ہو گیا ۔ میں بھی جانتا ہوں کہ میری عمر کا دفتر ختم ہو
ہے ۔ چند سالسوں سے زیادہ نہیں رہے ہیں ۔ حاضرین مجلس نے دعائیں
کر عرض کیا کہ جس روز سلطان فیروز شاہ نے بات کہی تھی ، تو
کی عمر نوے سال ہو چکی تھی ابھی حضرت سلطان کی جوانی اور کا
کا عالم ہے ۔ ہوشنگ نے کہا کہ عمر کی سالسیں [۳۰۲] گھٹتی
بڑھتی نہیں ہیں ۔ چند روز کے بعد وہ ہوشنگ آباد میں زیادہ پیشاب
کی بیماری میں مبتلا ہو گیا ۔ جب سلطان نے انتقال کے آثار اور موت
علامتیں دیکھیں ، تو وہ ہوشنگ آباد سے مندو چلا گیا[3] ۔

۱۔ فرشتہ ۲۳۹/۲ ۔
۲۔ ایضاً ۔
۳۔ فرشتہ ۲۳۹/۲ ۔

Marfat.com

ایک دن راستہ میں دربار عام منعقد کیا ۔ امراء ، اراکین اور فوج
سرداروں کے سامنے انگشتری مملکت اپنے بڑے لڑکے غزنی خاں کو دی
اور اس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر محمود خاں کے
سپرد کر دیا ۔ محمود خاں آداب بجا لایا اور یہ عرض کیا کہ جب تک
میری جان میں جان ہے ، خدمت گاری اور جاں نثاری میں کوتاہی نہیں
کروں گا ۔ بادشاہ (ہوشنگ) نے امراء کو بھی وصیت کی کہ وہ ملک کو
نفاق اور مخالفت سے خراب نہ کریں ۔

چونکہ اس نے اپنی دانش مندی سے یہ سمجھ لیا تھا کہ محمود خاں
چاہتا ہے کہ سلطنت کا مالک (خود) ہو جائے ، لہذا اس کو بہت نصیحتیں
کیں اور حقوق تربیت یاد دلا کر کہا کہ سلطان احمد گجراتی اقبال مند
اور بہادر بادشاہ ہے اور ہر وقت مالوہ کی فتح کا ارادہ رکھتا ہے ۔ وہ موقع
اور وقت کا منتظر ہے ۔ اگر ملکی معاملات یا لشکر و رعایا کے انتظام میں
کسی قسم کی سستی و کمی ہوئی اور شہزادہ کی جانب سے تم نے بے پروائی
اختیار کی ، تو وہ اس ولایت کی فتح کا مصمم ارادہ کر لے گا اور تمہاری
جمعیت متفرق ہو جائے گی ۔ دوسری منزل پر شہزادہ غزنی خاں نے
ملک محمود کوکہ جس کا خطاب عمدۃ الملک تھا ، محمود خاں کے پاس
بھیجا اور پیغام دیا کہ اگر وزارت چاہتے ہو قسم کھا کر بیعت کو
مستحکم کرو تا کہ ہم کو اطمینان ہو جائے ۔ محمود خاں نے شہزادہ کی
بات کو قبول کر لیا اور قسم کھا کر عہد و پیمان کیا[1] ۔

[۳۰۳] بعض امراء نے ، جو شاہزادہ عثمان کو چاہتے تھے ، خواجہ
نعمت اللہ دبیر کے ذریعہ سے (بادشاہ سے) یہ عرض کیا کہ چونکہ شہزادہ
عثمان خاں بھی شائستہ جوان اور آپ کا لائق فرزند ہے ، اگر اس کو قید
سے رہا کرکے ملک مالوہ کا ایک حصہ اس کی جاگیر میں دے دیں ، تو
بات مناسب ہو ۔ سلطان ہوشنگ نے کہا کہ اس بات کا خیال مجھے بھی
تھا لیکن اگر عثمان خاں کو چھوڑ دوں ، تو امور مملکت میں خرابیاں
پیدا ہو جائیں گی اور فتنہ و فساد پیدا ہو جائے گا ۔ جب غزنی خاں نے سنا
کہ بعض امراء عثمان خاں کو آزاد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ، تو اس

1۔ فرشتہ ۲/۲۳۹ - ۲۴۰ ۔

نے پھر ملک محمود عمدة الملک کو محمود خاں کے پاس روانہ کر کے
بھیجا کہ ایک دوسرے کی موجودگی میں قسم کے ذریعہ عہد و
مستحکم ہو جانا چاہیے ۔ محمود خاں راستہ ہی سے گھوڑے پر شہزادہ
پاس آیا اور قسم کھائی کہ جب مجھ میں جان ہے شاہزادہ کی موافقت
منحرف نہ ہوں گا[۱] ۔

جب سرداروں کو یہ بات معلوم ہوئی ، تو ملک عثمان جلال نے
جو بڑے امیروں میں سے تھا دو معتبر سرداروں کو ملک مبارک غا
کے ہمراہ محمود خاں کی خدمت میں بھیجا ۔ اتفاق سے ملک محمود عمدةالملک
محمود خاں کے پاس موجود تھا جبکہ ملک مبارک غازی اور وہ دو
سردار پہنچے ۔ محمود خاں ، ملک محمود عمدة الملک کو خیمہ میں چھ
کر خود باہر چلا آیا اور خیمہ کے دروازہ پر بیٹھ گیا تا کہ جو باتیں
وہ ملک محمود عمدة الملک سن سکے[۲] ۔ ملک مبارک غازی اپنے دو
دوستوں کے ساتھ آیا تھا ۔ اس نے ملک عثمان جلال اور شاہزادہ عثمان خ
کی دعائیں پہنچائیں اور کہا کہ ملک عثمان نے عرض کیا ہے کہ سلط
و وزارت کا معاملہ طے ہو گیا اور تم جیسا آدمی وزارت کی مسند پر
بیٹھا ، لیکن تعجب کی یہ بات ہے کہ باوجود عثمان خاں کے کہ
سخاوت ، شجاعت ، انصاف پرستی اور رعایا پروری کی صفات سے آرا
ہے ، تم نے غزنی خاں کو ولی عہدی کے لیے کیوں تجویز کیا ۔ [تم
اس کے ساتھ ساتھ عثمان خاں ملک الشرق کا داماد بھی ہے جو مثل اف
کے ہوتا ہے ۔ اگر سلطان پر ضعف طاری نہ ہوتا اور اس کے قویٰ کمز
نہ ہوتے ، تو وہ ہرگز اس طرح کا اقدام نہ کرتا ۔ تمام خوانین و امر
آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ عثمان خاں کی جانب توجہ فرمائیں اور
کی تربیت کو نظر انداز نہ کریں ۔ اگر عثمان خاں بادشاہ ہو گیا ، تو
ملک بارونق ہو جائے گا ۔ محمود خاں نے جواب دیا کہ مندو کو ہند

۱۔ فرشتہ ۲/۲۴۰ ۔

۲۔ متن میں "نشنود" ہے اور اختلاف نسخ میں "بشنود" ہے سیاق
سباق سے "بشنود" صحیح معلوم ہوتا ہے ہم نے اسی کو اخت
کیا ہے اور فرشتہ (۲/۲۴۰) میں بھی "بشنود" ہے ۔

Marfat.com

سے کام ہے سرداری و بادشاہی کے معاملہ کو وہ جانیں میں نے اپنی خدمت کے زمانہ میں ایسا لا یعنی کام نہیں کیا ہے ۔

جب ملک مبارک غازی رخصت ہو گیا ، تو اس نے ملک محمود عمدۃ الملک کو باہر بلا کر کہا کہ جاؤ اور شاہزادہ (غزنی خاں) کو یہ سب بات پہنچا دو ۔ ملک محمود عمدۃ الملک شاہزادہ غزنی خاں کی خدمت میں گیا اور جو کچھ ہوا تھا ، وہ سب سنا دیا ۔ (اب) شاہزادہ کو محمود خاں کی طرف سے اطمینان ہو گیا اور وہ خوش ہوا[1] ۔

جب امراء سلطان ہوشنگ کی زندگی سے مایوس ہو گئے ، تو انھوں نے ظفر کو جو ملک عثمان جلال کی پیشوائی کرتا تھا[2] اس کام کے لیے آمادہ کیا کہ شاہزادہ (عثمان) کے نگران آدمیوں سے سازش کر کے شاہزادہ کو نکلوا دے اور وہ (ظفر) سلطان ہوشنگ کے لشکر سے بھاگ گیا ۔ جب یہ خبر محمود خاں کو ملی ، تو اس نے فوراً شاہزادہ غزنی خاں کو مطلع کیا تا کہ وہ اس کا تدارک کرے ۔ شاہزادہ نے ملک برخوردار ، ملک حسن اور شیخ ملک کو ظفر کی گرفتاری کے لیے متعین کیا ۔ ملک برخوردار اور ملک حسن نے تازہ دم گھوڑوں کی استدعا کی ۔ حکم ہوا کہ شاہی اصطبل سے پچاس گھوڑے دے دیے جائیں ۔ میر آخور (اصطبل کا منتظم) چونکہ شہزادہ عثمان خاں کا خیر خواہ تھا ، لہذا اس نے جواب دیا کہ جب تک سلطان (ہوشنگ) زندہ ہے بغیر اس کے حکم کے ایک گھوڑا بھی نہیں دوں گا اور اس نے جا کر ایک معتبر خواجہ سرا سے یہ بات کہہ دی کہ وہ (خواجہ سرا) [۳۰۵] بھی عثمان خاں کا خیرخواہ تھا ۔ اس بدبخت خواجہ سرا نے اس بات کو اپنی غرض اور بادشاہ کے غضب کا ذریعہ بنایا اور اس میر آخور کو سکھایا کہ شاہی آرام گاہ کے نزدیک جا کر باآواز بلند یہی بات کہنا تا کہ بادشاہ سن لے اور اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ ابھی میں زندہ ہوں اور غزنی خاں نے میرے مال پر قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے ۔ جب میر آخور نے آ کر یہ بات زور سے کہی ، تو سلطان کو بے ہوشی کی حالت میں کچھ ہوش آیا

---

[1] فرشتہ ۲/۲۴۰ ۔
[2] فرشتہ (۲/۲۴۰) میں ہے کہ وہ اس کا وکیل تھا ۔

Marfat.com

اور اس نے کہا کہ میرا ترکش کہاں ہے اور امیروں کو بلایا ۔

امیر اس خیال سے سلطان کی خدمت میں نہیں گئے کہ ممکن ہے کہ بادشاہ کا انتقال ہو گیا ہو اور غزنی خاں اس چالاکی سے ہمیں پھنسا کر قتل کرا دے ، مگر محمود خاں نے یہ خبر غزنی خاں کو پہنچا دی ۔ اس پر خوف و ہراس طاری ہو گیا اور وہ کاکروں بھاگ گیا جو لشکر سے ایک منزل پر تھا اور اس نے ملک محمود عمدة الملک کو محمود خاں کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ تمام امیر عثمان خاں کی حکومت کے لیے رضا مند ہیں اور تمھارے سوا میرا کوئی ہمدرد نہیں ہے ۔ چونکہ سلطان نے اپنا ترکش طلب کیا تھا ۔ لہذا میں اس خیال سے کہ مبادا میرے ... پہنچنے کے بعد کہیں مجھے بھی بھائیوں کے پاس قید کر دیا جائے ، وہاں سے چلا آیا ہوں ۔ محمود خاں نے جواب بھیجا کہ تم نے کوئی کام بادشاہ کی مرضی کے خلاف نہیں کیا ہے اور گھوڑوں کے دلوانے کا معاملہ میں کسی اطمینان کے وقت (بادشاہ سے) عرض کروں گا ۔ پھر غزنی خاں نے ملک محمود عمدة الملک کو بھیجا کہ اگرچہ آپ (جیسے وزیر) نے میرا ہاتھ پکڑا ہے ، لیکن چونکہ میں جانتا ہوں کہ خواجہ سراؤں نے بعض نامناسب باتیں (سلطان ہوشنگ) سے کہی ہیں ، اس لیے میں خائف ہوں ۔ محمود خاں نے جواب دیا کہ کوئی بات نہیں ہے ، جلد لشکر میں آ جاؤ کہ وقت کم رہ گیا ہے اور آفتاب غروب ہونے والا ہے (ہوشنگ بادشاہ مرنے والا ہے) اور ایک خط ملک محمود عمدة الملک کے سامنے لکھ کر ملک مغیث [۳۰۹] کے پاس بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ :

"حضرت سلطان نے غزنی خاں کو اپنا ولی عہد اور قائم مقام مقرر فرمایا ہے ۔ بیماری نے ان کو بہت کم زور کر دیا ہے ۔ مقربین ان کی زندگی سے مایوس ہو چکے ہیں ۔ تم کو چاہیے کہ شہزادہ عثمان خاں کی نگرانی میں خاص اہتمام کرو ۔"

جب ملک محمود نے غزنی خاں کے پاس پہنچ کر پیغام دیا اور خط کا مضمون بیان کیا ، تو غزنی خاں خوش ہوا اور لشکر میں آ گیا ۔ عارض ممالک ملک آنها ، بخشی ممالک اور خواجہ سراؤں نے کہ جو عثمان خاں کے موافق تھے ، جب دیکھا کہ سلطان میں (جان) باقی نہیں

Marfat.com

ہی ہے ، تو (انھوں نے) آپس میں مشورہ کیا کہ امیروں اور محمود خاں کو اطلاع دیے بغیر سلطان کو پالکی میں لٹا کر نہایت تیزی سے مندو روانہ ہو جائیں اور شہزادہ عثمان خان کو قید سے نکال کر بادشاہ بنا دیں۔ محمد خاں کو ان کے مشورہ پر اطلاع ہو گئی اور اور وہ ہوشنگ کی موت سے واقف ہو گیا ۔ اس نے حکم دیا کہ پالکی کو وہیں رکھ دیا جائے ۔ محمود خاں کے کہنے سے غزنی خاں نے بارگاہ سلطانی (خیمہ) کھڑا کرایا (وہ لوگ) تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے ۔ ہر ایک سردار چپکے سے فرار ہو گیا ۔

تجہیز و تکفین کے بعد محمود خاں نے باہر آ کر باواز بلند کہا کہ اللہ کے حکم سے سلطان ہوشنگ کا انتقال ہو گیا ہے ۔ اس نے غزنی خاں کو جو اس کا لائق فرزند ہے ، اپنا ولی عہد اور قائم مقام کر دیا تھا ۔ جو شخص ہمارے موافق ہے بیعت کرے اور جو مخالف ہے لشکر سے باہر چلا جائے اور اپنا بندوبست کرے ۔ محمود خاں نے غزنی خاں کے ہاتھ کو بوسہ دیا ، بیعت کی اور بہت رویا ۔ اس وقت ایک ایک امیر آ کر غزنی خاں کے پیروں کو بوسہ دیتے تھے زور زور سے روتے تھے ۔ جب غزنی خاں کی سلطنت امیروں اور بزرگوں کے بیعت کرنے سے مستحکم ہو گئی ، تو سلطان ہوشنگ کا جنازہ اٹھا کر مدرسہ کی طرف روانہ ہوئے اور عرفہ کے دن نویں ذی الحجہ (۸۳۸ھ/۱۴۳۵ء) کو سپرد خاک کر دیا :

کجا شد شاہانِ جم اقتدار
ز ہوشنگ و جم تا باسفند یار
[۳۰۷] فریدون و کیخسر و جام کو
کجا رفت شاپور و بہرام گو
ہمہ خاک دارند بالیں و خشت
خنک آنکہ جز تخم نیکی نکشت

سلطان ہوشنگ کے محل میں مجلس عالی منعقد ہوئی ۔ ملک مغیث خاں جہاں اور تمام امیروں نے بیعت کر کے صدقات کی رسمیں ادا کیں ۔ سلطان ہوشنگ کی حکومت کی مدت تیس سال ہوئی ۔ اس کی تاریخ وفات

Marfat.com

"آہ شاہ ہوشنگ نماند" سے نکلتی ہے[1] ۔

۸۳۸

ذکر محمد شاہ بن ہوشنگ شاہ غوری

جب ہوشنگ شاہ کا انتقال ہو گیا ، تو گیارہ ذی الحجہ ۸۳۸ھ/ ۱۴۳۵ء کو ملک مغیث کی کوشش اور محمود خاں کے انتظام سے امیروں نے چار و ناچار غزنی خاں جو سلطان ہوشنگ کا ولی عہد تھا ، از سر نو بیعت کی ہر ایک امیر کو خطاب اور خلعت سے سرفراز کیا اور تسلی دی۔ ولایت مالوہ کے اکابر اور بزرگوں کو انعام اور وظیفے دے کر خوش کر دیا ۔ مندو کا نام شادی آباد رکھا ۔ غزنی خاں کے نام کا خطبہ و سکہ جاری ہوا ۔ سلطان محمد شاہ خطاب ہوا ۔ جس شخص کا جہاں وظیفہ اور جاگیر تھی اس کو اسی حالت میں باقی رکھا گیا ۔ اگرچہ امراء اس کی حکومت سے رضا مند نہ تھے ، لیکن ملک مغیث اور محمود خاں کے اہتمام و تجربہ کاری سے ایک تازہ رونق پیدا ہو گئی ۔ تمام رعایا اس کو چاہنے لگی اور اس کی محبت سب کے دلوں پر غالب آ گئی ۔ ملک مغیث کو مسند عالی جہاں کا خطاب دے کر بدستور سابق وزیر بنا دیا ۔

چند روز کے بعد اس نے اپنے بھائیوں (کے مار ڈالنے) کا قصد کیا اور ان کا ناحق خون بہایا ۔ اپنے بھتیجے اور داماد نظام خاں کو مع اس کے تین لڑکوں [۳۰۸] کے اندھا کرا دیا ۔ لوگوں کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی اور بجائے محبت کے عداوت پر آمادہ ہو گئے ۔ مظلوم بھائیوں کا خون کرنا اس کو مبارک نہ ہوا ۔ کچھ ہی عرصہ میں سلطنت اس کے خاندان سے نکل گئی ۔ مملکت میں بغاوت پیدا ہو گئی ، سوئے ہوئے فتنے جاگ اٹھے اور فتنہ انگیزوں اور مفسدوں نے علم بغاوت بلند کر کے ملک میں بدنظمی کر دی :

چو بد کردی مباش ایمن ز آفات
کہ واجب شد طبیعت را مکافات[2]

۱- فرشتہ ۲/۲۴۱ ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۴۱ شاہان مالوہ ، ص ۵۲ - ۵۳ ۔

Marfat.com

ان میں سے ایک یہ ہے کہ ولایت بادوتی[1] کے راجپوت فرمانبرداری سے منحرف ہو کر ملک کے کچھ حصہ پر حملہ آور ہوئے - جب سلطان شاہ کو یہ معلوم ہوا ، تو اس نے خان جہاں کو گیارہ[2] ربیع الاول ۸۲۹ھ/۱۴۲۵ء کو اس جماعت کی سزا کے لیے نامزد کیا اور دو ہاتھی اور خاص خلعت اسے عنایت فرما کر (مہم پر) بھیجا[3] -

(سلطان محمد شاہ) لشکر و مملکت کے انتظامات بالائے طاق رکھ کر مے نوشی میں پڑ گیا - چنانچہ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک شراب میں دھت رہتا - چنانچہ ایک روز اسی کی ایک بیگم کی معرفت قدیمی ایک حرام لوگوں نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ محمود خان حرص و غرور میں مبتلا ہے اور وہ اس فکر میں ہے کہ سلطان کو ہٹا کر خود بادشاہ بن جائے - سلطان محمد نے ان لوگوں کی بات کا یقین کر لیا اور یہ طے کیا کہ قبل اس کے کہ محمود خان اپنے اس خیال فاسد پر عمل کرے ، اسی کو درمیان سے ہٹا دیا جائے -

جب یہ خبر محمود خان کو ملی ، تو اس نے کہا الحمدللہ ! عہدشکنی ہماری طرف سے نہیں ہوئی - وہ اپنی فکر کرنے لگا - وہ جماعت اور انتظام کے ساتھ رہتا اور سلطان محمد کے پاس احتیاط و انتظام کے ساتھ آتا - جب سلطان محمد ، محمود خان کے حزم و احتیاط کو دیکھتا تھا ، [۲۰۹] تو اسے بہت خوف و ہراس ہوتا تھا - وہ ایک روز محمود خان کا ہاتھ پکڑ کر حرم سرا میں لے گیا اور اپنی بیوی کو کہ جو محمود خان کی بہن تھی ، بلایا اور اس کے سامنے (محمود خان) سے کہا کہ مجھ کو تیری ذات سے یہ امید ہے کہ تو میری جان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور معاملات سلطنت بغیر مخالفت کے تجھ سے متعلق رہیں گے - محمود خان نے کہا کہ شاید سلطان نے میری قسم اور میرے عہد کو بھلا دیا کہ جو اس قسم کی باتیں کہتے ہیں - اگر کسی منافق نے اپنی فاسد غرض کی بنا پر کوئی بات کہہ دی ہے ، تو آخر میں وہی شرمندہ ہوگا - اگر میری طرف سے

۱- لادونی (فرشتہ ۲/۲۴۱) لندوت (شاہان مالوہ ، ص ۵۳) -
۲- پندرہ ربیع الاول (فرشتہ ۲/۲۴۱) -
۳- فرشتہ ۲/۲۴۲ -

Marfat.com

سلطان کو کوئی اندیشہ ہے ، تو میں اس وقت تنہا ہوں اور کوئی مانع نہیں ہے[1] :

گر میل وفاداری انیک دل و جاں
ور میل جفا داری انیک سر و طشت

سلطان محمد نے معذرت چاہی ۔ طرفین میں نرم گفتگو ہونے لگی لیکن سلطان پر وہم غالب آ چکا تھا ۔ ہر موقع پر اس سے کوئی نہ کوئی حرکت ایسی ضرور صادر ہوتی کہ جس سے بداعتمادی کا اظہار ہوتا۔ محمود خاں نے اپنے منشا کو پورا کرنے کے لیے پوری کوشش شروع کر دی ۔ سلطان محمد کے ساقی کو بہت رقم دے کر (اپنے ساتھ) ملا لیا اور اس کو شراب میں زہر دے کر ہلاک کرا دیا[2] ۔ مظلوم و مسموم سلطان نے زبان حال سے اس طرح کہا اور بے وفا زمانہ نے پھر یہ آواز آسمان پر بلند کی :

دم چند گفتم بر آرم بکام
دریغا کہ بگرفت راہ نفس
دریغا کہ برخوانِ الوانِ عمر
دمے چند خوردیم و گفتند بس

جب امیروں کو یہ خبر ہوئی ، تو خواجہ نصراللہ دبیرنبانی[3] ، ملک [۳۱۰] مشیر الملک ، لطیف زکریا اور بعض دوسرے سرداروں نے اتفاق کرکے مسعود خاں شہزادہ کوکہ جس کی عمر تیرہ سال تھی ، محل سے لا کر تخت نشین کیا اور یہ طے کر لیا کہ جس طرح بھی ہو محمود خاں کو درمیان سے ہٹا دیا جائے ۔ ملک بایزید شیخا کو محمود خاں کے پاس بھیجا کہ سلطان محمد تم کو بہت جلد بلاتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ تم کو ایلچی بنا کر گجرات بھیجے ۔ چونکہ محمود خاں ، سلطان محمد کی موت سے باخبر تھا ، لہذا اس نے جواب دیا کہ میں خود وزارت کے کاموں میں

۱- فرشتہ ۲/۲۴۲ ۔
۲- شوال ۸۳۹ھ میں یہ واقعہ ہوا (شاہان مالوہ ، ص ۵۵) ۔
۳- برسانی (نولکشور اڈیشن) وزیر (فرشتہ ۲/۲۴۲) ۔

Marfat.com

سبک دوش ہونا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ اب بقیہ عمر میں ہوشنگ شاہ کے مزار کا جاروب کش رہوں ۔ اس ارادہ کے باوجود چونکہ میں ہوشنگ شاہ کا پرورش یافتہ ہوں ، اگر امراء میرے یہاں آئیں اور تمام معاملات کے متعلق مشورہ ہو جائے ، تو جو بات طے ہو جائے ، وہ (بادشاہ سے) عرض کر دیں ۔ یہ بات لائق اور مناسب ہے ملک بایزید شیخا ، امیروں کے پاس خبر لایا کہ ابھی محمود خاں ، سلطان محمد کی وفات سے آگاہ نہیں ہوا ہے ۔ اگر سب مل کر اس کے مکان پر جائیں ، تو وہ سب کے ساتھ شاہی محل میں چلا آئے گا ۔ اس وقت اس کا کام تمام کر دینا چاہیے ۔ امراء ، بایزید شیخا کی گفتگو کے مطابق محمود خاں کے پاس پہنچے ۔ اس نے اپنے آدمیوں کو چھپا کر تیار رکھ چھوڑا تھا ۔ جب امراء دروازہ میں داخل ہوئے ، تو اس نے دربانوں سے دریافت کیا کہ سلطان ہوش میں ہے یا ابھی تک غافل پڑا ہوا ہے ۔ سردار سمجھ گئے کہ وہ کیا کہتا ہے ۔ کچھ دیر کے بعد اس کے آدمی حجرہ سے باہر آ کر امیروں پر ٹوٹ پڑے اور سب کو قید کرکے موکلوں کے سپرد کر دیا ۔ جب یہ خبر ان بقیہ سرداروں کو ملی جو مسعود خاں کے پاس تھے ، تو انھوں نے اپنی سپاہ کو جمع کیا اور سلطان کے ملازمین کو آمادہ کرکے سلطان ہوشنگ کی قبر پر سے چتر لا کر مسعود کے سر پر رکھ دیا[1] ۔

[۳۱۱] جب محمود خاں نے اس خبر کو سنا ، تو وہ سوار ہو کر شاہی محل کی طرف روانہ ہوا تاکہ دونوں شہزادوں کو گرفتار کرکے اپنا کام بنائے ۔ جب وہ شاہی محل کے قریب پہنچا ، تو طرفین جنگ پر آمادہ ہو گئے اور رات تک جنگ ہوتی رہی ۔ جب اندھیرا چھا گیا ، تو عمر خاں شاہزادہ قلعہ سے نکل کر فرار ہو گیا اور مسعود خاں نے شیخ جاندہ کے پاس پہنچ کر جو بزرگ زمانہ تھے ، پناہ لی ۔ باقی سردار فرار ہو کر جابجا پناہ گزیں ہو گئے ۔ محمود خاں صبح تک مسلح و مستعد شاہی محل کے سامنے کھڑا رہا ۔

جب صبح ہوئی ، تو محمود خاں کو خبر ملی کہ شاہی محل خالی ہے اور مخالفین ادھر اُدھر چلے گئے ۔ محمود خاں نے محل میں داخل ہو کر

۱۔ فرشتہ ۲/۲۴۲ ۔

Marfat.com

اپنے باپ خان جہاں کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا ۔ خان جہاں بہت جلد وہاں پہنچا ۔ محمود خاں نے تمام امراء و ملوک کو جمع کرکے خان جہاں کے پاس پیغام بھیجا کہ دنیا میں انتظام حکومت ضروری ہے ۔ اگر سلطنت کا تخت بادشاہ سے خالی رہے ، تو بہت سے فتنے پیدا ہوں گے اور ان کا تدارک دشوار ہوگا ۔ مالوہ کی حکومت بہت وسیع ہو گئی ہے ۔ مفسدین اور سرکش لوگ ابھی غافل ہیں اور یہ خبر ابھی قرب و جوار کے سلاطین کو نہیں پہنچی ہے ، ورنہ ہر طرف کے لوگ اس مملکت کی طرف متوجہ ہو جاتے ۔ خان جہاں نے جواب بھیجا کہ اس عالی منصب (بادشاہی) میں نبوت کی شان ہوتی ہے ۔ جب تک کوئی شخص عالی خاندان ، سخاوت و شجاعت اور انصاف و عقل سے بہرہ ور نہ ہو ، اس وقت تک سلطنت کے معاملات درست نہیں ہوتے ۔ الحمدللہ یہ ساری خوبیاں کہ جو بادشاہوں میں ہونی چاہییں ، اس فرزند (محمود خاں) میں موجود ہیں ۔ چاہیے کہ نیک ساعت میں سلطنت کے تخت پر بیٹھ جاؤ اور حکومت [۳۱۲] پر قابض ہو جاؤ ۔ جب پیغام بر یہ جواب لایا ، تو تمام امراء و اکابر نے اس رائے پر پسندیدگی ظاہر کی اور اس بات کی تصدیق کی ۔ اس نے منجموں کو حکم دیا کہ تخت نشین ہونے کے لیے ساعت منتخب کریں ۔ ملک کے تمام امراء بزرگوں اور شہر کے اکابر نے ، اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلطنت کی مبارک باد دی :

بیت

یکے گر رود دیگر آید بجائے
جہاں را نماند بے کد خدائے

سلطان محمد کی حکومت کا زمانہ ایک سال اور چند ماہ رہا[1] ۔

ذکر سلطان محمود خلجی

مورخین نے ایسا بیان کیا ہے کہ پیر کے دن ۲۹ شوال ۸۳۹ھ/ ۱۴۳۶ء کو سلطان محمود خلجی مالوہ کی سلطنت کے تخت پر رونق افروز ہوا ۔ اس وقت اس کا سن چونتیس سال کا تھا ۔ مالوہ کے تمام ملک میں

۱۔ فرشتہ ۲/۲۴۲ ۔ ۲۴۳ شاہان مالوہ ، ۵۲ ۔ ۵۵ ۔

Marfat.com

اس کے نام کا خطبہ و سکہ جاری ہو گیا - اس نے تمام امیروں کو عنایات اور نوازشوں سے مالا مال کر دیا - ہر ایک کی تنخواہ اور مرتبہ میں اضافہ کیا - کچھ لوگوں کو منتخب کرکے خطابات دیے منجملہ ان کے مشیر الملک کو نظام الملک کا خطاب دے کر اپنا وزیر بنایا ، ملک برخوردار کو تاج خاں کا لقب دے کر عارض ممالک کا عہدہ دیا اور خان جہان کو اعظم ہمایوں کا خطاب دے کر چتر اور سفید ترکش جو سلاطین کے لیے مخصوص ہوتا ہے ، عنایت کیا اور یہ حکم دیا کہ اعظم ہمایوں کے نقیب اور سپاہی اپنے ہاتھوں میں سونے اور چاندی کا عصا رکھیں اور جس وقت وہ سوار ہو یا سواری سے اترے یہ آواز بلند "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کہیں - اس زمانہ میں بادشاہوں کے لیے یہ طریقہ تھا -

جب وہ (محمود خاں) بادشاہ ہو گیا ، تو علماء و فضلاء [۳۱۳] کی تربیت پر متوجہ ہوا - جہاں کہیں سنتا کہ کوئی صاحب کمال ہے ، تو روپیہ بھیج کر اس کو طلب کرتا - اس نے اپنے ملک میں چند مقامات پر مدرسے کھولے ، عالموں اور طالب علموں کے وظیفے مقرر کیے اور ان کو درس و تدریس میں مشغول کر دیا - مختصر یہ کہ اس کے دوران حکومت میں ملک مالوہ کی خوش انتظامی سے شیراز و سمرقند حسد کرنے لگے[۱] -

جب سلطنت کا انتظام اور ملک کی مہمات قبضہ میں آ گئیں ، تو ملک قطب الدین شیبانی ، ملک نصیر الدین دبیر اور کچھ دوسرے ہوشنگ شاہی سرداروں نے ملک یوسف قوام سے متفق ہو کر حسد کی وجہ سے فتنہ انگیزی کا قصد کیا اور اس ارادہ کی تکمیل کے لیے مسجد کی چھت پر جو محمود شاہ کے محل کے نزدیک تھی ، سیڑھیاں لگا کر چڑھ گئے اور وہاں سے محل کے صحن میں اتر کر اس فکر میں پڑ گئے کہ کیا کریں - اس دوران میں محمود شاہ آ گیا - اس نے نہایت شجاعت سے ترکش کو کمر میں باندھا - الدر سے نکل کر تیر اندازی شروع کر دی اور چند آدمیوں کو زخمی کر دیا - اس موقع پر نظام الملک اور ملک محمود خضر بھی کچھ

---

[۱] فرشتہ ۲/۲۶۳ شاہان مالوہ ، ص ۵۸ - ۶۰ -

Marfat.com

سلاح داروں کے ساتھ کہ جو پہلے سے مسلح تھے ، پہنچ گئے ۔ وہ لوگ جس راستہ سے آئے تھے ، اسی راستہ سے بھاگے ۔ ان میں سے ایک شخص جو تیر سے زخمی ہوگیا تھا ، سیڑھی سے نہ اُتر سکا اور مسجد کی چھت سے زمین پر گرا ۔ اس کا پیر ٹوٹ گیا ۔ اس کو گرفتار کر لیا گیا ۔ اس نے اس سرکش گروہ میں سے ہر ایک کا نام بتا دیا ۔ علی الصبح سب کو بلا کر قتل کرا دیا[1] ۔

شاہزادہ احمد خاں بن ہوشنگ شاہ ، ملک یوسف قوام و ملک انجھا اور ملک نصیر الدین دبیر اگرچہ فتنہ انگیزی میں پوری طرح سے شریک تھے ، مگر اعظم ہمایوں نے ان لوگوں کی سفارش کی اور شاہزادہ کے لیے [۳۱۴] قلعہ اسلام آباد ، ملک یوسف قوام کو قوام خاں کا خطاب دے کر بھیلسا کا علاقہ ، ملک انجھا کو ہوشنگ آباد اور ملک نصیر الدین کو نصرت خاں اور علاقہ چندیری کا نائب بنایا اور جاگیروں پر بھیج دیا ۔ شاہزادہ احمد خاں جب اسلام آباد پہنچا ، تو فتنہ انگیزی شروع کر دی۔ روز بروز اس کی جماعت بڑھنے لگی ۔ ہر چند کوششیں کی ، مگر ناکام رہا۔ احمد خاں قلعہ کے اندر سے روزانہ فوج باہر بھیج کر مقابلہ کرتا رہا۔ تاج خاں نے محمود خاں کے پاس عرضداشت بھیجی اور مدد طلب کی۔ اسی دوران میں مخبروں نے سلطان محمود کو خبر دی کہ ملک انجھا حاکم ہوشنگ آباد اور نصیر خاں حاکم چندیری باغی ہو گئے ۔ سلطان محمود نے اعظم ہمایوں خان جہاں کو ملکی انتظام اور ان باغیوں کے دفع کرنے کے لیے رخصت کیا ۔ اسلام آباد سے دو کوس پہلے اس نے قیام کیا۔ تاج خاں اور دوسرے سردار اس کی ملاقات کے لیے حاضر ہوئے اور انھوں نے تمام حقیقت حال بیان کی ۔ دوسرے دن کوچ کیا اور اسلام آباد کے قلعہ کا محاصرہ کرکے (سرداروں کو) مورچے تقسیم کر دیے ۔ دوسرے روز علماء و مشائخ کی ایک جماعت کو احمد خاں کے پاس بھیجا کہ اس کو نصیحت کریں اور عہد و پیمان کے توڑنے کے وبال کو بتا کر اس سے رہنے کو کہیں ۔ علماء و مشائخ نے ہر چند (نیکی) کی ترغیب دی اور عہد (شکنی) سے ڈرایا ، لیکن اس کا دل نہ پسیجا ۔ ہر نصیحت کا اس

۱- فرشتہ ۲/۲۶۳ ؛ شاہان مالوہ ، ص ٦١ - ٦٢ -

Marfat.com

خوب جواب دیتا رہا اور ناصحان مشفق کو رخصت کرکے قلعہ سے باہر کر دیا ۔ قوام خاں مذکور نے بھی مخالفت پر کمر باندھی اور مورچہ سے کچھ اسلحہ جات اور دوسرا سامان احمد خاں کے پاس بھیجا ۔ [۳۱۵] اور عہد و پیمان کرکے اخلاص کی بنیاد مضبوط کی ۔ جب محاصرہ کو زیادہ عرصہ گزر گیا ، تو ایک گانے والے نے احمد خاں کو شراب میں زہر دے دیا اور خود قلعہ سے نکل کر اعظم ہمایوں کے لشکر میں آ گیا ۔ قلعہ فتح ہو گیا ۔ اعظم ہمایوں نے وہاں کی مہم سرانجام دی اور وہاں اپنے ایک معتمد آدمی کو تعینات کرکے ہوشنگ آباد کی طرف کوچ کیا[1] ۔

راستہ میں قوام خاں ، اعظم ہمایوں کے لشکر سے فرار ہو کر بھیلسا کی طرف چلا گیا ۔ اعظم ہمایوں نے ملک انجھا کے دفع کرنے کو ضروری سمجھا اور اس نے ہوشنگ کی طرف روانگی کر دی ملک انجھا مقابلہ نہ کر سکا اور اپنا تمام ساز و سامان چھوڑ کر گونڈوانہ کے دامن کوہ کی طرف بھاگ گیا ۔ جب گونڈوں کو معلوم ہوا کہ اس نے اپنے آقا (محمود خاں) سے بغاوت کی ہے ، تو سب نے مل کر اس کا راستہ روک لیا اور تیر اور پتھروں سے مل کر قتل کرکے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا ۔ اعظم ہمایوں اس خبر کو سن کر مسرور ہوا ۔ وہ قلعہ ہوشنگ آباد میں داخل ہوا ۔ اس نے اس نواح کے انتظامات بہترین طریقہ سے کیے ۔ اپنا ایک معتبر آدمی وہاں تعینات کرکے نصرت خاں کو سزا دینے کے لیے چندیری کی جانب روانہ ہوا[2] ۔

جب چندیری کا فاصلہ صرف دو منزل رہ گیا ، تو نصرت خاں خود کو عاجز پا کر اس کے استقبال کے لیے آیا اور چاپلوسی کرکے اپنی ناشائستہ حرکات کو اس کے خیال سے محو کرانا چاہا اعظم ہمایوں نے سادات ، علماء اور اکابر شہر کو بلا کر محضر تیار کیا اور ہر ایک سے نصرت خاں کے حالات دریافت کیے ۔ سب نے جو حالات بیان کیے ، ان سب میں یہ بات مشترک تھی کہ اس کے دماغ میں غرور پیدا ہو گیا ہے اور مخالفت و سرکشی کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں ۔ اعظم ہمایوں نے نصرت خاں کو

۱۔ فرشتہ ۲/۲۴۳ ۔ ۲۴۴ ۔

۲۔ فرشتہ ۲/۲۴۴ ۔

Marfat.com

چندیری [۳۱۶] کی حکومت سے معزول کرکے وہاں کی حکومت ملک الامرا حاجی کمال کے سپرد کی اور خود بھیلسا کا قصد کیا اس نے ہرچند معتبر آدمیوں کو قوام خاں کے پاس بھیجا اور اس کو راہ راست پر لانا چاہا ، مگر بے سود رہا ۔ وہ بھیلسا سے نکل کر فرار ہو گیا ۔ اعظم ہمایوں نے چند روز وہاں قیام کیا اور وہاں کے معاملات کا انتظام کیا اور اطمینان حاصل کرنے کے بعد دارالحکومت شادی آباد کو روانہ ہو گیا[1] ۔

اثنائے راہ میں خبر ملی کہ سلطان احمد گجراتی مالوہ کی تسخیر کے ارادہ سے آیا ہے اور اس نے شاہزادہ مسعود خاں کو ایک بڑی فوج اور بیس ہاتھیوں کے ساتھ مقابلہ کے لیے تعینات کیا ہے ۔ اعظم ہمایوں تیزی کے ساتھ روانہ ہوا اور سلطان احمد کے لشکر کو چھ کوس کے فاصلہ پر چھوڑ کر دروازہ تارا پور سے قلعہ مندو پہنچا ۔ محمود شاہ اس کے پہنچنے سے بہت خوش ہوا اور اس نے سجدہ شکر ادا کیا ۔ وہ روزانہ ایک جماعت کو قلعہ مندو سے باہر بھیجتا تھا اور جنگ کے ہنگامہ کو گرم رکھتا تھا۔ وہ بہادری اور مردانگی کی وجہ سے چاہتا تھا کہ قلعہ سے باہر آ کر جنگ کرے ، لیکن ہوشنگ شاہی سرداروں کے نفاق کا اس کے دل پر ایسا اثر ہوا تھا کہ اپنے قرابت داروں کو بھی کہ جن کی اس نے تربیت کی تھی، اپنا دشمن سمجھتا تھا ۔ اس نے نفاق و مخالفت دیکھ کر عطا و سخاوت شروع کر دی تھی اور محاصرہ کے پرآشوب زمانہ میں تمام لوگوں کو خوش حال اور مطمئن کر دیا تھا ۔ فقیروں اور غریبوں کو بہت غلہ دیا تھا ۔ اس کی سخاوت کی وجہ سے قلعہ کے اندر سلطان احمد کے لشکر کے مقابلہ میں غلہ ارزاں تھا ۔ مسکینوں اور فقیروں کے لیے لنگر جاری کر دیے تھے ۔ کچا اور پکا دونوں قسم کا کھانا دیا جاتا تھا ۔ بعض امرا مثلاً سید احمد ، صوفی خاں ، ولد علاء الملک ، ملک الشرق ، ملک ... بن احمد صلاح ، ملک قاسم اور حسام الملک بالدری سے کہ جو سلطان ... سے نفاق و مخالفت [۳۱۷] رکھتے تھے ، (محمود نے) دولت اور جاگیر کا وعدہ کیا اور ان کو اپنے پاس بلا لیا ۔ اس طریقہ سے سلطان احمد کا ... خراب ہو گیا اور (وہ لوگ) ایک جماعت کے ہمراہ سلطان احمد کے ... سے آ کر اس (محمود) سے مل گئے اور انھوں نے شب خون کا ارادہ

۱- فرشتہ ۲/۲۴۴ -

Marfat.com

سلطان ہوشنگ کے دوات دار قیصر خان نے سلطان احمد کو اس بات سے خبردار کر دیا ۔ جب سلطان محمود کی فوج قلعہ سے نکلی ، تو لشکریوں کو ہوشیار پایا اور راستے بند تھے ۔ بالآخر ایک دیوار توڑ کر جنگ شروع کر دی ۔ صبح صادق تک دونوں طرف کی فوجوں میں جنگ ہوتی رہی ۔ کثرت سے لوگ زخمی اور قتل ہوئے ۔ صبح کے قریب محمود شاہ قلعہ مندو میں واپس چلا آیا[1] ۔

چند روز کے بعد مخبروں نے اطلاع دی کہ باشندگان چندیری اور وہاں کی فوج نے ملک الامرا حاجی کمال سے بغاوت کر دی اور اسے ہٹا کر عمر خان ولد سلطان ہوشنگ کو سردار بنا لیا ۔ (اس پر) خوشی کے شادیانے بجنے لگے اور اس کے بعد شاہزادہ محمد خان ولد سلطان احمد گجراتی مع پانچ ہزار سوار اور تیس ہاتھیوں کے سارنگ پور کی طرف روانہ ہوگیا ۔ اس خبر کو سنتے ہی سلطان نے مشورہ کیا اور یہ طے ہوا کہ اعظم ہمایوں جو بزرگ سلطنت ہے ، قلعہ کا انتظام کرے اور سلطان محمود قلعہ سے اتر کر ملک کے درمیان میں قیام کرے اور ملک کی حفاظت کرے[2] ۔

اس ارادہ کے مطابق سارنگ پور کی طرف توجہ کی ۔ تاج خان اور منصور خان کو پہلے سے روانہ کیا ۔ سلطان احمد نے ملک حاجی علی کو راستہ کی حفاظت کے لیے کنپل کے گھاٹ پر چھوڑ دیا تھا ۔ تاج خان اور منصور خان نے سلطان محمود سے پہلے وہاں پہنچ کر [۳۱۸] جنگ کی ۔ ملک حاجی نے بھاگ کر سلطان احمد کو خبر دی کہ سلطان محمود قلعہ سے نکل کر سارنگ پور کی طرف آ رہا ہے ۔ سلطان احمد نے ایک قاصد سارنگ پور بھیجا کہ سلطان محمود کے آنے سے پہلے شاہزادہ اجین پہنچ جائے ۔ قاصد کے پہنچنے کے بعد شاہزادہ محمد خان نہایت احتیاط کے ساتھ سارنگ پور سے روانہ ہو کر سلطان احمد کی خدمت میں اجین آ گیا ۔ سارنگ پور کے حاکم ملک اسحاق بن قطب الملک نے ایک خط سلطان (محمود) کی خدمت میں بھیج کر اپنی خطاؤں کی معافی چاہی اور عرض کیا محمد خان ان کے آنے کی خبر سن کر سارنگ پور کو چھوڑ گیا اور

---

1. فرشتہ ۲/۲۴۴ - ۲۴۵ ۔
2. فرشتہ ۲/۲۴۵ ۔

Marfat.com

اجین چلا گیا، لیکن شاہزادہ عمر خان سارنگ پور کی فتح کے ارادہ سے ایک فوج پہلے سے روانہ کر دی ہے اور وہ خود بھی آ رہا ہے۔ سلطان محمود اس خط کو پڑھ کر خوش ہوا اور ملک اسحاق کی خطاؤں کو معاف کرکے تاج خان کو پہلے سارنگ پور روانہ کیا اور خود بھی اس طرف سے چل دیا۔ جب تاج خان سارنگ پور پہنچا، تو ملک اسحاق خان، وہاں کے تمام باشندوں اور سارنگ پور کے سارے خیل داروں کو تسلی و تشفی دی اور سب کو سلطانی انعام کا امید وار بنایا۔ ملک اسحاق خان اور معتبر آدمیوں کو اپنے ہمراہ لا کر استقبال کیا۔ خدمت میں حاضری کے بعد ملک اسحاق کو دولت خان کا خطاب دے کر یہ علم، طاس، نقارہ، زردوزی قبا اور دس ہزار تنکے نقد عنایت کیے اور تنخواہ دوگنی مقرر کر دی۔ جماعت کے سرداروں اور شہر کے لوگوں کو گھوڑے اور پچاس ہزار تنکے نقد انعام میں دیے کہ وہ آپس میں تقسیم کر لیں۔ جب وہ سارنگ پور پہنچا، تو مخبروں نے خبر دی کہ عمر خان شہزادہ قصبہ بھیلسہ کو آگ لگا کر سارنگ پور کی سرحد میں پہنچ گیا ہے۔ سلطان احمد گجراتی بھی تیس ہزار سوار [۳۱۹] اور تین سو ہاتھی لے کر اجین سے نکلا اور سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان محمود نے عمر خان کے دفعیہ کو ضروری سمجھا اور آخر شب میں روانہ ہوگیا[1]۔

جب دونوں لشکروں کے درمیان چھ کوس کا فاصلہ رہ گیا، تو کچھ لوگوں کو خبر لانے کے لیے روانہ کیا کہ وہاں کی خبریں لائیں اور عمر خان کی فوج کے حالات معلوم کریں۔ نظام الملک، ملک احمد صلاح اور ایک جماعت کو روانہ کیا تا کہ وہ جنگلوں اور راستوں کو دیکھیں۔ علی الصبح چار فوجیں ترتیب دے کر مقابلہ پر روانہ ہوا۔ اس کو سلطان محمود کی روانگی کی اطلاع بھی ہو گئی۔ مقابلہ کے لیے صفوں کو آراستہ کرکے پہنچا اور خود پہاڑ کی چوٹی پر کمین گاہ میں جا بیٹھا اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔ اتفاق سے ایک شخص نے سلطان محمود کو خبر پہنچائی کہ عمر خان فوج کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر گھات میں بیٹھا ہے۔ سلطان محمود ایک آراستہ فوج کے ساتھ عمر خان کی طرف چلا۔ عمر خان نے اپنے ہمراہی سپاہیوں سے کہا کہ اپنے نوکر زادہ کے مقابلہ سے لڑنا

۱- فرشتہ ۲/۲۳۵۔

Marfat.com

بڑی شرم کی بات ہے ، اس سے تو مر جانا بہتر ہے - اس نے ایک جماعت کے ساتھ کہ جس نے اس کی موافقت کی تھی ، سلطان محمود کی فوج پر حملہ کیا ۔ چنانچہ گرفتار ہوا اور سلطان محمود کے حکم سے قتل کر دیا گیا - اس کا سر نیزہ پر بلند کرکے چندیری کے لشکر میں بھیج دیا گیا ۔ چندیری کے لشکر کے سردار یہ واقعہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور انھوں نے پیغام بھیجا کہ آج جنگ ملتوی کر دی جائے تا کہ کل علی الصبح حاضر خدمت ہو کر تجدید بیعت کر لیں - اس قرارداد کے مطابق دونوں فوجیں نکل آئیں ۔ جب رات ہوئی ، تو چندیری کا لشکر اپنی ولایت کی طرف چلا گیا ۔ جب وہ چندیری پہنچا ، تو سرداروں نے متفق ہو کر [۳۲۰] ملک سلیمان بن ملک شیر ملک غوری کو جو عمر خاں شاہزادہ کا اتالیق تھا ، سلطان شہاب الدین کا خطاب دے کر بادشاہ بنا لیا[۱] ۔

سلطان محمود نے اس کے دفعیہ کے لیے ایک فوج تعینات کی اور خود سلطان احمد سے جنگ کرنے کے لیے چل پڑا ۔ ابھی طرفین کا مقابلہ نہیں ہوا تھا کہ سلطان احمد کے لشکر کے بعض نیک لوگوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور فرما رہے ہیں کہ آسمان سے ایک بلا نازل ہوگی ۔ سلطان احمد سے کہہ دو کہ وہ اس ملک سے سلامت نکل جائے ۔ جب سلطان احمد کو یہ خواب معلوم ہوا ، تو اس نے اس پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی - ان ہی دو تین دنوں میں اس کے لشکر میں ایسا طاعون پھیل گیا کہ اہل لشکر کو قبر کھودنے کی فرصت نہیں ملتی تھی ۔ سلطان احمد مجبور ہو کر آشتہ کے راستہ سے گجرات چلا گیا اور شاہزادہ مسعود خاں سے یہ وعدہ کیا کہ آئندہ سال یہ ملک فتح کرکے تجھ کو دے دوں گا[۲] ۔

سلطان محمود نے قلعہ مندو میں پہنچ کر سترہ دن تک لشکر کے سامان کا انتظام کیا اور چندیری کی آگ فرو کرنے کی طرف متوجہ ہوا ۔ جب چندیری پہنچا تو ملک سلیمان ، دوسرے سرداروں کے ساتھ قلعہ سے باہر آیا اور مردانہ کارنامے دکھائے ۔ چونکہ وہ مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا

۱- فرشتہ ۲/۲۴۵ -

۲- فرشتہ ۲/۲۴۵ - ۲۴۶ -

Marfat.com

تھا ، اس لیے اس نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی اور قلعہ بند ہو گیا اور اچانک فوت ہو گیا ۔

چندیری کے سرداروں نے کسی دوسرے کو سردار بنا کر پھر لشکر فراہم کیا ، قلعہ سے نکل کر جنگ کی اور پھر فرار ہو کر قلعہ میں جا پہنچے ۔ جب محاصرہ کے زمانہ کو آٹھ ماہ گزر گئے ، تو سلطان محمود نے موقع سے فائدہ اٹھایا ۔ اور خود رات کے وقت قلعہ کی دیوار پر چڑھ گیا ۔ اس کے پیچھے پیچھے [۳۲۱] دوسرے بہادر بھی جا پہنچے اور قلعہ فتح ہو گیا ۔ بہت آدمی قتل ہوئے ۔ کچھ لوگ اس قلعہ میں پہنچے جو پہاڑ پر واقع ہے ۔ چند روز کے بعد اسماعیل خاں (کاہی) اس جماعت کو اپنی حفاظت میں لے کر قلعہ سے نکال لایا ۔ سلطان محمود نے اس علاقہ کا انتظام اچھے طریقہ سے کیا اور چندیری کو ملک مظفر ابراہیم کی جاگیر میں دے دیا اور خود واپس ہو گیا ۔ جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ ڈونگر سین نے گوالیار کے قلعہ سے نکل کر شہر نو کا محاصرہ کر لیا ۔ باوجودیکہ لشکر برسات اور طوفانی محاصرہ کی وجہ سے پریشان ہو چکا تھا ، لیکن متواتر سفر کرتا ہوا گوالیار پہنچا اور غارت گری شروع کر دی ۔ راجپوتوں کا ایک گروہ قلعہ سے نکلا اور جنگ شروع ہو گئی ۔ چونکہ ان میں محمود شاہی فوج کے مقابلہ کی قوت نہ تھی ، لہذا فرار ہو کر قلعہ میں چلا گیا ۔ ڈونگر سین اس خبر کو سن کر بھاگ گیا ۔ چونکہ سلطان محمود کا مقصد شہر نو کو آزاد کرانا تھا ، لہذا وہ گوالیار کے قلعہ کی فتح میں مشغول نہیں ہوا اور شادی آباد چلا گیا[۱] ۔

۸۴۳ھ/۴۰-۱۴۳۹ء میں سلطان ہوشنگ کے روضہ کی عمارت اور ہوشنگ شاہی جامع مسجد کی مرمت شروع کرائی کہ جو رام سرائے[۲] کے قریب ہے اور جس (مسجد) میں دو سو لمبی گنبد اور تین سو اسی ستون ہیں ۔ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ کام پورا ہو گیا ۔

[۳۲۲] ۸۴۵ھ/۴۲-۱۴۴۱ء میں میوات کے امراء اور دارالملک

۱- فرشتہ ۲/۲۶۳ ۔

۲- راموی (فرشتہ ۲/۲۶۳) ۔

Marfat.com

دہلی کے اکابر و مشاہیر کی عرضیاں تواتر کے ساتھ پہنچیں کہ سلطان محمود مبارک شاہ سلطنت کے کار عظیم کو پوری طرح انجام نہیں دے سکتا۔ ظالموں اور سرکشوں نے ظلم کی حد کر دی ہے اور ملک میں امن و امان کا صرف نام باقی رہ گیا ہے۔ چونکہ قضا و قدر کے درزی نے خلعت سلطنت آپ کے قد نازنین کے لیے سیا ہے اور اس ملک کی رعایا اس بات کی خواہش مند ہے کہ وہ برضا و رغبت آپ کی اطاعت قبول کرے، لہذا آپ بھی برغبت تمام قبول فرما لیں۔

سلطان محمود سنہ مذکور (۸۴۵ھ/۱۴۴۲ء) کے آخر میں آراستہ لشکر کے ساتھ دہلی کی جانب متوجہ ہوا۔ قصبہ ہندون کے نواح میں یوسف خاں ہندونی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب موضع تنبہ میں پہنچا، تو تغلق آباد کو اپنی پشت پر رکھا اور وہیں ٹھہر گیا۔ دوسرے دن سلطان محمود نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک فوج سلطان غیاث الدین کو دوسرا دستہ غزنیں خاں کو جس کا خطاب سلطان علاء الدین تھا دے کر جنگ کے لیے روانہ کیا اور ایک منتخب فوج اپنے ساتھ رکھی۔ سلطان محمد، ملک بہلول لودی، سید خاں، دریا خاں، قطب خاں اور دوسرے سرداروں کو باہر بھیج کر جنگ شروع کرائی اور رات تک دونوں طرف سے بہادر جنگجو مردانگی و جرأت کی داد دیتے رہے۔ آخر میں طبل باز گشت (واپسی کا نقارہ) بجا اور دونوں فوجیں اپنے اپنے مقامات کو واپس ہو گئیں۔

اتفاق سے اسی رات کو سلطان محمود نے خواب دیکھا کہ بیباک بدمعاشوں نے قلعہ مندو پر حملہ کر دیا ہے اور ہوشنگ کی قبر سے تاج اتار کر [۳۲۳] ایک مجہول النسب شخص کے سر پر رکھ دیا ہے۔ جب صبح ہوئی، تو وہ متفکر (پریشان) نظر آنے لگا۔ اسی وقت سلطان محمد نے پیغامبروں کو بھیج کر صلح کی تحریک کی۔ سلطان محمود فوراً صلح پر رضا مند ہو گیا اور مالوہ کو چلا گیا راستہ میں خبر ملی کہ اتفاق سے اسی رات کو کچھ بدمعاشوں نے شادی آباد میں فتنہ و فساد برپا کر دیا تھا اور اعظم ہمایوں کی خوش انتظامی سے وہ فساد فرو ہو گیا۔ بعض تواریخ میں دیکھا گیا ہے کہ سلطان محمود کو خبر ملی کہ سلطان احمد گجراتی مالوہ کا ارادہ رکھتا ہے، اس لیے واپس ہوا۔ یہ روایت زیادہ

Marfat.com

صحیح معلوم ہوتی ہے[1] ۔

القصہ سلطان محمود یکم محرم ۸۴۶ھ/۱۴۴۲ء کو شادی آباد پہنچا مستحقین کو انعام و الطاف سے خوش کیا ۔ اسی سال میں قصبہ نعلچہ کے نواح میں ایک باغ لگوایا اور اس باغ میں ایک بڑا گنبد اور چند مقامات پر محلات تعمیر کرائے ۔ بہت عرصہ تک شادی آباد میں مقیم رہا ۔ تھوڑی مدت میں لشکر کی بے سرو سامانی کو درست کیا اور راجپوتوں کو سزا دینے کے ارادہ سے چتور روانہ ہوا ۔ اس زمانہ میں کالپی کے حاکم نصیر عبدالقادر کی بے اعتدالی کی خبر ملی کہ اس نے اپنا نام نصیر شاہ رکھا ہے اور وہ حکومت کا مدعی ہے ۔ ملک کے اکابر و معززین کی طرف سے خطوط پہنچے کہ نصیر شاہ دائرہ شریعت سے قدم باہر رکھ کر ملحد زندیق ہو گیا ہے اور اس کے ظلم و تشدد کی وجہ سے رعایا داد طلب ہے سلطان محمود نے نصیر شاہ کے دفع کرنے کو ضروری سمجھ کر کالپی جانے کا قصد کیا ۔ نصیر عبدالقادر سلطان محمود کے پاس اس ارادہ سے [۲۴ واقف ہو گیا اور اس نے اپنے چچا علی خان کو تحفوں ، ہدیوں اور مختلف قسم کی پیشکشوں کے ساتھ سلطان محمود کی خدمت میں بھیجا اور عرض کی کہ جو کچھ میری بابت کہا گیا ہے وہ سراسر جھوٹ اور افترا ہے ۔ اگر اس کی تحقیقات کے لیے کسی صادق القول شخص کو بھیج کر معلوم کیا جائے ۔ اس میں سے ایک شمہ بھی صحیح ہو ، تو میرے لیے جو سزا تجویز فرمائیں ، وہ دی جائے ۔ چند روز تک سلطان محمود نے نصیر خان کے ایلچی کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں دی اور (سلطان) کوچ پر کوچ کرتا رہا ۔ جب وہ سارنگ پور کے نواح میں پہنچا ، تو اعظم ہمایوں اور اراکین دولت کی سفارش سے نصیر شاہ کی خطائیں معاف کر دیں ۔ اس کے ایلچی کو بلا کر اس کے نذرانے قبول کیے اور پندو نصیحت آمیز فرما کر اس کے پاس بھیجیں اور علی خان کو رخصت کر کے ولایت چتور کی طرف متوجہ ہوا[2] ۔

جب دریائے بھیم کو عبور کر لیا ، تو روزانہ ولایت چتور کے اطراف

۱۔ فرشتہ ۲/۳۶۶ - ۳۶۷ ۔
۲۔ فرشتہ ۲/۳۶۷ ۔

Marfat.com

ں فوجیں بھیج کر اس کو تباہ کرنا شروع کر دیا ۔ (لوگوں کو) قید اور
ستیوں کو) برباد کرتا تھا ، بت خانوں کو منہدم کرا کر مسجد کی
یاد رکھتا تھا اور ہر منزل پر تین چار روز ٹھہرتا تھا ۔ جب وہ گوالیار
ر کے نواح میں پہنچا کہ وہ اس علاقے کے بڑے قلعوں میں سے تھا اور
ں علاقہ میں خاص شہر اور نہایت مستحکم ہونے کی وجہ سے ہندوستان
ں مشہور ہے ، تو وہاں رائے کولبھا کا وکیل دیبا قلعہ بند ہوگیا اور
نگ شروع کر دی ۔ اس کے چاروں طرف ایک حصار بنایا ہوا تھا جس
ں لڑائی کے آلات و سامان کا ذخیرہ کیا ہوا تھا ۔ سلطان محمود نے اس
ت خانہ کے حصار کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور ایک ہفتہ میں اس کو
ح کر لیا ۔ بہت راجپوت مارے گئے ، قید بھی کیے گئے اور لوٹے بھی
ے ۔ حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرکے بت خانوں کی عمارت میں آگ لگا
ی جائے ۔ اس کی دیواروں پر سرکہ ڈلوا دیا ۔ چشم زدن میں وہ عظیم
رت ، جو کئی سال میں بنی تھی ، [۳۲۵] خاک میں مل گئی اور بتوں
و توڑ کر قصابوں کو دے دیا تا کہ گوشت فروشی کی ترازو کے لیے
ٹ بنائیں ۔ بڑے بت کو جو بھینسے کی شکل کا بنوایا گیا تھا ، جلوا کر
ونا بنوایا اور پان میں لگانے کے لیے راجپوتوں کو دیا تا کہ وہ اپنے
بود کو (اس طرح) کھائیں[1] ۔

ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد اس نے چتور کی طرف جانے کا
ادہ کیا ۔ جب وہ اس نواح میں پہنچا ، تو اس قلعہ پر کہ جو کوہ چتور
ے دامن میں بنا ہوا ہے ، جنگ ہوئی ۔ بہت راجپوت قتل ہوئے ۔ ابھی چتور
ا محاصرہ جاری تھا کہ مخبروں نے یہ خبر پہنچائی کہ کولبھا خود قلعہ
ں نہیں ہے اور آج قلعہ سے نکل کر کوہ پایہ کی طرف جو اس نواح میں
اقع ہے ، چلا گیا ۔ سلطان نے اس کا تعاقب کیا ۔ چند فوجوں کو
لیحدہ علیحدہ ہر طرف سے کولبھا کی تلاش میں بھیجا ۔ اتفاق سے کولبھا
نگ فوج لے کر مقابلہ پر آیا ۔ سخت جنگ کے بعد شکست کھائی اور وہ
ھ چتور میں چلا گیا ۔ سلطان محمود نے قلعہ کے محاصرہ کے لیے ایک
وج تعینات کی اور خود ولایت کے درمیان میں مقیم ہوگیا ۔ روزانہ ملک

1۔ فرشتہ ۲/۳۲۸ ۔

Marfat.com

کی غارت گری کے لیے فوجیں روانہ کرتا ۔ اعظم ہمایوں خان جہان کو بلایا کہ شادی آباد کے اطراف میں راجپوتوں کی جو ولایت ہے ، اس پر قبضہ کر لیا جائے ۔ جب اعظم ہمایوں مند سور پہنچا ، تو بیمار ہو گیا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا ۔ سلطان محمود اس خبر کو سن کر بہت رنجیدہ اور ملول ہوا ۔ بہت رویا اور اضطراب و پریشانی میں اس نے اپنے چہرے کو زخمی کر لیا ۔ قلعہ مند سور پہنچ کر نعش شادی آباد روانہ کر دی اور تاج خاں کو جو عارض لشکر یعنی بخشی فوج تھا ۔ اس لشکر کا سردار مقرر کیا اور خود اپنے لشکر کو واپس ہو گیا[1] ۔

چونکہ برسات کا موسم آ گیا تھا ، لہذا سلطان نے یہ ارادہ کیا کہ کوئی بلند مقام تجویز کرکے وہاں قیام کیا جائے ۔ برسات کا موسم ختم ہونے کے بعد [۳۲۶] چتور کے محاصرے کا قصد کیا ۔ کولبھا نے جمعہ کی شب چھبیسویں ذی الحجہ ۸۴۶ھ/۱۴۴۳ء کو دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادوں کے ساتھ شب خون مارا ۔ سلطان نے حزم و احتیاط کی بنا پر لشکر کا ایسا انتظام کیا تھا کہ کولبھا کچھ نہ کر سکا ، بلکہ بہت سے راجپوت قتل ہو گئے ۔ دوسری رات کو سلطان محمود نے اپنے آراستہ لشکر کے ساتھ کولبھا کے دائرہ میں شب خون مارا ۔ کولبھا زخمی ہو کر چتور کی طرف بھاگ گیا ۔ بہت راجپوت قتل ہوئے اور بہت مال غنیمت محمود کے لشکریوں کے ہاتھ آیا ۔ سلطان محمود نے اللہ کا شکر ادا کیا اور چتور کے قلعہ کی فتح کو آئندہ سال کے لیے ملتوی کیا اور بحفاظت تمام دارالحکومت کو واپس ہو گیا[2] ۔

اسی سال (۸۴۶ھ/۱۴۴۳ء) آخر ذی الحجہ میں جامع مسجد ہوشنگ کے سامنے مدرسہ اور مینارہ ہفت منظر تعمیر کرائے[3] ۔ ۸۴۹ھ[4] میں ایک ایلچی سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی والیٔ جونپور کی طرف سے بہت سے تحفے اور ہدیے لے کر حاضر ہوا ۔ تحائف پیش کرنے کے بعد اس نے

۱۔ فرشتہ ۲/۳۴۷ ۔
۲۔ فرشتہ ۲/۳۴۷ ۔
۳۔ فرشتہ ۲/۳۴۷ ۔
۴۔ ۸۴۷ھ (فرشتہ ۲/۳۴۷) ۔

Marfat.com

زبانی عرض کیا کہ کالپی کا حاکم نصیر بن عبدالقادر شریعت سے منحرف ہوکر ملحد و زندیق ہوگیا ہے ۔ اس نے روزہ نماز کو ترک کر دیا ہے اور مسلمان عورتوں کو ہندو نالکوں (گانے اور ناچنے والوں) کے سپرد کر دیا ہے تا کہ وہ ان کو ناچنا سکھائیں ۔ چونکہ سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے کالپی کے حکام والی مالوہ سے متعلق رہے ہیں ، اس لیے لازم و واجب سمجھا کہ پہلے اس کے حالات سے آپ کو واقف کر دیا جائے ۔ اگر آپ کو تنبیہہ و گوشمالی کی فرصت نہ ہو ، تو مجھے اجازت دیجیے کہ اس کو ایسی سزا دوں جس سے دوسروں کو عبرت حاصل ہو ۔ سلطان محمود نے جواب دیا کہ میرا بہت سا لشکر مفسدین کی تادیب کے لیے گیا ہوا ہے چونکہ آپ نے دین (اسلام) کی نصرت کا ارادہ کر لیا ہے ، [۳۲۷] مبارک ہو ۔ آپ نے اچھا ارادہ کیا ہے ۔ اسی مجلس میں جیسا کہ اس زمانہ میں معمول تھا ، ایلچی کو رسم کے مطابق خلعت اور روپیہ عطا کیا اور جانے کی اجازت دی[1] ۔

جب ایلچی جونپور پہنچا ، تو سلطان محمود شرقی بہت مسرور اور خوش ہوا ۔ اس نے بیس ہاتھی بطور تحفہ و ہدیہ سلطان محمود کی خدمت میں بھیجے اور ایک آراستہ لشکر کے ساتھ کالپی کی طرف متوجہ ہوا ۔ نصیر عبدالقادر کو ہیجڑوں کی طرح اس علاقہ سے نکال باہر کیا ۔ نصیر عبدالقادر نے محمود شاہ کو عرضداشت بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ :

"سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے اس وقت تک میں آپ کا مطیع و فرمانبردار اور خیر خواہ ہوں ۔ اب سلطان محمود شرقی نے زبردستی میرے علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے ۔ میں نے ہمیشہ آپ سے اپنی التجائیں کی ہیں ۔ اب بھی اسی درگاہ معلیٰ کو اپنی امیدوں کا قبلہ سمجھتا ہوں" ۔

وہ چندیری کی طرف چلا گیا ۔ سلطان محمود نے علی خاں کو تحفے ، ہدیے اور نوادر دے کر سلطان محمود شرقی کی خدمت میں بھیجا اور یہ

۱۔ فرشتہ ۲/۲۴۸ ۔

Marfat.com

استدعا کی کہ چونکہ نصیر خاں بن عبدالقادر آپ کی کوشش اور مرضی سے اپنے برے افعال سے تائب ہو کر دائرہ شریعت میں آ گیا ہے اور وہ سلطان سعید ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے میرا مطیع ہے ، لہذا یہ توقع کی جاتی ہے کہ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ ، (گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ اس نے گناہ ہی نہیں کیا) کو منظور و ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا قصور معاف کر دیا جائے اور اس کی ولایت اس کو واپس کر دی جائے ۔ علی خاں کے پہنچنے پر سلطان محمود شرق نے شافی جواب نہیں دیا اور ٹال مٹول سے کام لیا ۔ محمود شاہ خلجی نے حمیت و مردانگی کی بنا پر نصیر [۳۲۸] عبدالقادر کی حمایت کو اپنے ذمہ لازمی سمجھا اور دوسری شوال ۸۲۸ھ/۱۴۴۵ء کو چندیری کی طرف توجہ کی ۔ چندیری کے نواح میں نصیر خاں آ کر حاضر خدمت ہوا اور وہ پہلا توقف ایرج و بھاندیر کی طرف متوجہ ہوا ۔ جب یہ خبر سلطان محمود شرق کو ملی ، تو وہ شہر سے نکل کر ایرج کے نواح میں مقیم ہوا اور اس نے مبارک خاں ولد جنید خاں کو جو وہاں کا موروثی حاکم تھا ، قید کر لیا اور اپنے ہمراہ لے گیا ۔ وہاں سے روانہ ہو کر دریائے جمنا کے کھروں میں قیام کیا جو تنگ راستہ ہے اور جہاں غنیم کے پہنچنے کا اندیشہ نہ تھا اپنے لشکر کے گرد حفاظت کا انتظام کیا ۔ محمود شاہ خلجی اس کو چھوڑ کر کالپی چلا گیا ۔ وہ بھی بے صبری کے عالم میں مایوس ہو کر کالپی کی جانب روانہ ہوا ۔ اسی اثنا میں خلجی فوج کے بہادروں نے اس کی قیام گاہ کو لوٹ لیا اور مال غنیمت حاصل کیا ۔ وہ بھی اپنے آدمیوں کی حمایت میں واپس ہوا اور جنگ کی اور شام تک قتل و جنگ کا معاملہ جاری رہا ۔ سورج کے غروب ہونے کے بعد دونوں فوجیں اپنے اپنے ٹھکانوں کو چلی گئیں ۔ برسات کا موسم نزدیک آ گیا تھا ۔ دو تین دن کے اندر سلطان محمود خلجی نے کالپی کے بعض مواضعات کو غارت و تاراج کر دیا اور فتح آباد کو واپس ہو گیا ۔ اس نے وہاں سات منزل کا محل بنوایا اور قصبہ ایرجہ کی رعایا اور باشندوں نے مبارک خاں بن جنید خاں کے مظالم کے خلاف انصاف چاہا[1] ۔

۱- فرشتہ ۲/۲۲۸ ۔

Marfat.com

محمود خلجی نے چندیری کے حاکم ملک الشرق مظفر ابراہیم خاں کو مع لشکر کثیر ایرج پر تعینات کیا ۔ جب وہ ایرج کے نواح میں پہنچا تو خبر آئی کہ ملک کالو کو سلطان محمود شرق نے اس کے دفع کرنے کے لیے بھیجا ہے اور وہ قصبہ راتھ آ گیا ہے ملک مظفر ابراہیم بھی [۳۲۹] قصبہ راتھ کی طرف متوجہ ہوا اور دونوں کا مقابلہ ہونے کے بعد کالو فرار ہو گیا ۔ راتھ کے باشندے ملک مظفر ابراہیم کے پاس آئے ۔ اس نے سب کو گرفتار کرکے چندیری بھیج دیا اور پھر ایرج کی طرف چلا ۔ راستہ میں سنا کہ سلطان محمود شرق نے اپنے لشکر کے بڑے حصہ کو ولایت دہار پر کہ جس کا راجا محمود شاہ خلجی کا مطیع تھا ، حملہ کرنے کے لیے بھیج دیا ۔ ملک مظفر نے ایرج کی فتح کے مقابلہ میں اپنی حکومت کی حفاظت کو ضروری خیال کیا اور ان حدود کی طرف روانہ ہوگیا ۔ اس خبر کو سن کر شرق فوج واپس ہو کر راتھ پہنچی ۔ جب محاصرہ کو زیادہ عرصہ ہو گیا اور دونوں جانب سے مسلمان مارے گئے ، تو شیخ جانلدہ نے کہ جو اکابر زمانہ میں سے تھے اور کشف و کرامات میں مشہور تھے ، سلطان محمود شرق سے مشورہ کرکے محمود شاہ خلجی کو صلح کی بابت خط بھیجا ۔ حضرت شیخ کی کوشش سے اس طرح صلح ہو گئی کہ اس وقت سلطان محمود خلجی قصبہ راتھ اور مہوبہ نصیر شاہ کے حوالہ کر دے اور محمود شاہ خلجی کی واپسی کے چار ماہ بعد کالپی کا علاقہ بھی چھوڑ دے ۔ اس کے لیے چار مہینہ کی مدت مقرر کی گئی کہ اس زمانہ میں اس کے ایمان و ملت کی حقیقت بھی ظاہر ہو جائے ۔ اس تصفیہ کے مطابق محمود شاہ خلجی شادی آباد کو واپس ہو گیا[1] ۔

۸۴۸ھ/۴۵-۱۴۴۴ء میں دارالشفاء کی تعمیر کرائی ۔ چند دیہات دواؤں اور بیماروں کی ضروریات کے لیے وقف کر دیے اور مولانا فضل اللہ حکیم کو جن کا خطاب ملک الحکما تھا ، مریضوں اور پاگلوں کی دیکھ بھال کے لیے مقرر فرمایا[2] ۔ بیسویں ماہ رجب المرجب ۸۵۰ھ کو آراستہ لشکر کے ساتھ [۳۳۰] قلعہ مندو کی فتح کے ارادہ سے روانہ ہوا ۔ جب قلعہ

---

۱ فرشتہ ۲/۲۴۸ ۔
۲ فرشتہ ۲/۲۴۸ ۔

Marfat.com

رنتھنبور کے حدود میں پہنچا ، تو وہاں کی حکومت سے الیاز خان کو معزول کرکے ملک سیف الدین کو مقرر کیا ۔ وہاں سے متواتر کوچ کرتا ہوا دریائے بنارس کے کنارے پہنچا چونکہ رائے کولبھا میں مقابلہ کی قوت نہ تھی ، لہذا وہ مندل گڑھ کے قلعہ میں قلعہ بند ہوگیا ۔ دوسرے اور تیسرے دن راجپوتوں نے قلعہ سے نکل کر مردانگی کے جوہر دکھائے ۔ آخر کار عاجز و مجبور ہو گئے اور پیشکش قبول کی ۔ سلطان خلجی نے مصلحت وقت کی بنا پر صلح کر لی اور واپس ہوا[1] ۔

تھوڑے ہی عرصہ میں فوج کو آراستہ کرکے قلعہ بیانہ کی فتح کے لیے روانہ ہوا ۔ جب بیانہ سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر پہنچا ، تو وہاں کے حاکم سید محمود خان نے اپنے چھوٹے لڑکے اوحد خان[2] اور ایک سو گھوڑے اور ایک لاکھ تنکہ بطور پیشکش دے کر سلطان کی خدمت میں بھیجا ۔ محمود شاہ نے اس کو خاص خلعت عنایت کی اور رخصت کر دیا ۔ محمود خان کے لیے زردوزی قبا ، مرصع تاج ، سنہرا پٹکا ، سنہری زین اور لگام سے آراستہ گھوڑے بھیجے ۔ محمود خان نے خلعت پہن کر محمود شاہ کی تعریف کی اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کر دیا ۔ سلطان اس خبر کو سن کر بیانہ سے دو فرسنگ کے فاصلہ سے واپس چلا آیا ۔ اثنائے راہ میں قصبہ المہنور[3] کو جو رنتھنبور کے قریب ہے ، فتح کیا اور آٹھ ہزار اور پچیس ہاتھی چتور کی فتح کے لیے روانہ کیے اور راجا کوٹہ سے ایک لاکھ پچیس ہزار تنکہ کی پیشکش لے کر شادی آباد روانہ ہوا[4] ۔

۸۵۴ھ/۵۱-۱۴۵۰ء میں قلعہ جاہالیر کے راجا گنگداس[5] نے [۳۳۱] بھی پیشکش بھیج کر یہ عرض کیا کہ سلطان محمد بن سلطان احمد نے کوہ جاپانیر کا محاصرہ کر لیا ہے ۔ چونکہ میں ہمیشہ اپنے کو آپ کا

۱- فرشتہ ۲/۲۶۹ ۔
۲- واحد خان (فرشتہ ۲/۲۶۹) ۔
۳- لہور (فرشتہ ۲/۲۶۹) ۔
۴- فرشتہ ۲/۲۶۹ ۔
۵- گنگ داس (فرشتہ ۲/۲۶۹) ۔

Marfat.com

پناہ میں سمجھتا ہوں ، لہذا امداد اور دستگیری کا امید وار ہوں ۔ سلطان محمود ، گنگداس کی امداد کی طرف متوجہ ہوا ۔ راستہ میں خبر ملی کہ سلطان قطب الدین بن سلطان محمد گجراتی پیشکش وصول کرنے کے لیے ایدر کی طرف آیا ہے ۔ سلطان محمود نے اس کو کمزور سمجھ کر باراسنبور[1] کا رخ کیا ۔ سلطان احمد نے اس خبر کو سن کر کہ بوجھ اٹھانے والے چار ہاتھی مر گئے ہیں ، چادروں اور کارخانوں میں آگ لگوا دی اور احمد آباد کا رخ کیا ۔ سلطان قطب الدین بھی احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا ۔ جب سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی ، تو وہ راستہ سے واپس ہو کر دریائے مہندری کے کنارے پر مقیم ہو گیا ۔ گنگداس تیرہ لاکھ لقد تنکے اور چند گھوڑے پیشکش کے طور پر لے کر حاضر خدمت ہوا ۔ سلطان محمود نے اسی مجلس میں اس کو زردوزی قبا دے کر رخصت کر دیا اور خود دارالملک شادی آباد کو روانہ ہو گیا ۔ اثنائے راہ میں ایدر کے راجا رائے بیر کو پانچ ہاتھی ، اکیس گھوڑے اور تین لاکھ لقد تنکے انعام دے کر رخصت کیا ۔ ایک عرصہ تک شادی آباد میں قیام کیا اور ملک اور فوج کے کاموں میں مشغول رہا[2] ۔

۸۵۵ھ/۵۲-۱۴۵۱ء میں ایک لاکھ سے زیادہ سواروں کے ساتھ گجرات پر حملہ آور ہوا اور کھاتی نوالی سے گزر کر قصبہ سلطان پور کا محاصرہ کر لیا ۔ ملک علاء الدین سہراب نے جو سلطان قطب الدین کا گماشتہ تھا ، [۳۲۲] قلعہ سے نکل کر چند روز تک جنگ کی ۔ چونکہ کمک کی جانب سے مایوس ہو گیا تھا ، لہذا امان طلب کی اور محمود سے ملاقات کی ۔ سلطان محمود نے اس کے اہل و عیال کو قلعہ مندو میں بھیج کر اس کو قسم دی کہ کبھی اپنے آقا سے منحرف نہ ہوگا ۔ اس کو مبارز خاں کا خطاب دیا اور لشکر کا سربراہ بنا کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا ۔ راستہ میں خبر ملی کہ سلطان محمد بن سلطان احمد کا انتقال ہو گیا اور اس کا لڑکا سلطان قطب الدین اس کا قائم مقام ہوا ہے ۔ حالانکہ سلطان محمود کا ارادہ تھا کہ اس کی حکومت کو ختم کر دے ، لیکن اس نے کمال مروت

۱- مارالپور (فرشتہ ۲/۲۴۹) راسور (نولکشور ایڈیشن) ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۴۹ ۔

Marfat.com

سے تعزیت کی ، اپنے لشکر کے امیروں اور سرداروں میں اس زمانہ کی رسم کے مطابق پان اور شربت تقسیم کیا اور قطب الدین کے نام خط لکھا جس میں ماتم پرسی کی حکومت کی مبارک باد دی ۔ اس کے باوجود قصبہ پرودرہ کو برباد کر کے غارت گری اور قید بنانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ۔ کئی ہزار مسلمان اور ہندوؤں کو گرفتار کیا اور چند روز قصبہ مذکور میں قیام کر کے احمد آباد کو روانہ ہوا[1] ۔

اس موقع پر ملک علاء الدین سہراب کہ جو موقع کا منتظر تھا ، فرار ہو کر سلطان قطب الدین کے پاس پہنچا ۔ بظاہر اس نے قسم کھا کر عہد کیا تھا کہ اپنے آقا سے نمک حرامی نہیں کرے گا ، مگر اس کے دل میں پرانے آقا کا خیال تھا ۔ اس نے نمک حلالی کی وجہ سے اپنے اہل و عیال کو چھوڑا اور متواتر کوچ کرتا ہوا سلطان کے پاس سرکیج پہنچا کہ جو احمد آباد سے پچیس کوس کے فاصلہ پر ہے ۔ سلطان قطب الدین موضع خان پور میں کہ جو قصبہ مذکور سے تین کوس پر ہے ، آیا ۔ چند روز تک دونوں بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے ۔ سال مذکور (۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء) صفر کی آخری تاریخ کو [۳۳۳] سلطان محمود شب خون کے ارادہ سے چلا ۔ جب اپنے لشکر سے نکلا ، تو راستہ یاد نہ رہا ۔ تمام رات جنگل میں سوار گھوڑا رہا ۔ علی الصبح ، میمنہ کو لشکر سارنگ پور سے آراستہ کر کے اپنے بڑے لڑکے غیاث الدین کے سپرد کیا اور چندیری کے سرداروں کو میسرہ پر تعینات کیا ۔ اپنے چھوٹے لڑکے غزنین خاں کو بھی سردار مقرر کیا اور خود قلب لشکر میں جگہ لے کر جنگ میں مشغول ہوا ۔ سلطان قطب الدین نے بھی گجرات کے لشکر کو آراستہ کر کے میدان جنگ کا رخ کیا ۔ سلطان قطب الدین کا مقدمہ سلطان محمود کے لشکر کے مقدمہ سے بھاگ کر سلطان قطب الدین کے پاس آ گیا ۔ مظفر خاں جو چندیری کے بڑے امیروں میں سے تھا سلطان محمود کی میسرہ فوج سے جدا ہو کر سلطان قطب الدین کی میسرہ فوج پر حملہ آور ہوا اور وہ فوج اس کے حملہ کی تاب نہ لا سکی اور بھاگ کھڑی ہوئی ۔ مظفر خاں نے سلطان قطب الدین کے لشکر تک تعاقب کر

۱۔ فرشتہ ۲/۲۶۹ ۔

Marfat.com

اور خوب تاخت و تاراج کیا ، یہاں تک کہ وہ سلطان قطب الدین کے خزانہ تک پہنچ گیا جسے اس نے ایک دم اپنے سارے ہاتھیوں پر لاد دیا اور اپنے لشکر میں بھیج دیا ۔ جب اس کے ہاتھی واپس آئے ، تو وہ چاہتا تھا کہ دوبارہ (خزانہ) ہاتھیوں پر لاد کر بھیج دے کہ اس نے سنا کہ قطب الدین کے لشکر نے شاہزادہ فدی خاں[1] کی فوج کو کمزور پا کر اس پر حملہ کر دیا اور وہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور جان بچا کر بھاگ گیا ۔ مظفر خاں نے لوٹ مار کو ترک کیا اور ایک طرف کو ہو گیا ۔ سلطان محمود لشکر کے منتشر ہو جانے اور میسرہ فوج کی شکست سے حیرت زدہ رہ گیا اور صرف دو سو سواروں کو لے کر خود میدان جنگ میں آ گیا ۔ جب تک اس کے ترکش میں تیر رہے ، وہ چلاتا رہا اور مردانگی کے جوہر [۳۳۴] دکھاتا رہا[2] ۔

اسی وقت سلطان قطب الدین ایک آراستہ فوج کے ساتھ ایک گوشہ سے جہاں وہ چھپا ہوا تھا ، نکل آیا اور سلطان محمود کی طرف متوجہ ہوا ۔ سلطان محمود نے مردانگی کی داد دی اور تیرہ آدمیوں کے ساتھ اپنے لشکر کو واپس ہو گیا ۔ سلطان قطب الدین نے اس فتح کو تائید غیبی خیال کیا اور اس کا تعاقب نہیں کیا ۔ اکیاسی ہاتھی اور بے انتہا مالِ غنیمت اس کے ہاتھ آیا ۔ سلطان محمود رات تک اپنے دائرہ میں سوار کھڑا رہا ۔ جب پانچ چھ ہزار سوار اس کے پاس جمع ہو گئے ، تو اس نے مندو کا رخ کیا ۔ راستہ میں کول اور بھیلوں نے اس کے لشکر کو بہت تکلیفیں پہنچائیں ۔ سلطان محمود کو اس کی سلطنت کے آغاز سے جب تک اس کی سلطنت رہی اس شکست کے سوا اور کوئی شکست نہیں ہوئی ۔ جب وہ مندو پہنچا ، تو اس نے فوج کی حالت درست کی ۔ سلطان غیاث الدین کو کہ جو اس کا لائق فرزند تھا ، قصبہ سورت پر حملہ کرنے کے لیے تعینات کیا جو دریائے تپتی کے کنارے پر آباد ہے اور تمام گجرات میں مشہور ترین مقام ہے ۔ سلطان غیاث الدین سورت کے کچھ گاؤں غارت کرکے واپس آ گیا ۔ اتفاق سے نظام الملک وزیر اور اس کے لڑکوں کے نفاق ، مکاری اور

۱۔ فدائی خاں (فرشتہ ۲/ ۲۵۰) فدی خاں (لولکشور اڈیشن) ۔
۲۔ فرشتہ ۲/۲۵۰ ۔

Marfat.com

بغاوت کی اطلاع سلطان محمود کو ملی اور محمود شاہ کے حکم سے وہ سب قتل کر دیے گئے[1] -

۸۵۷ھ/۱۴۵۳ء میں سلطان محمود نے ولایت مارواڑ کے فتح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا - چونکہ سلطان قطب الدین کی طرف سے اس کو اطمینان نہیں تھا ، لہذا یہ مناسب سمجھا کہ پہلے سلطان قطب الدین سے [۳۳۵] صلح کر لی جائے اور اس کے بعد ولایت کونبھا کی فتح کا ارادہ کرے - اس بات کو دل میں پوشیدہ رکھ کر فوج کی فراہمی میں کوشش کرنے لگا اور شادی آباد سے قصبہ دھارا کی طرف گیا - وہاں سے تاج خاں کو ایک آراستہ لشکر کے ساتھ گجرات کی سرحد پر بھیجا تاکہ صلح کا ڈول ڈالے - تاج خاں نے سلطان کے وزیروں کو خطوط لکھے ، (وہ خط) چرب زبان ایلچیوں کے ہاتھ بھیجے اور پیغام ارسال کیا کہ دونوں طرف کی دشمنی اور جھگڑا مخلوق کی پریشانی کا سبب ہے اور صلح و اتحاد امن و فلاح کا ذریعہ ہے - کچھ رد و کد کے بعد سلطان قطب الدین بھی صلح کے لیے راضی ہو گیا - دونوں طرف کے اکابر اور بزرگ درمیان میں پڑے اور قسم و سوگند سے صلح کی بنیاد مضبوط ہوئی اور طے پایا کہ ولایت کونبھا سے جو علاقہ گجرات کے قریب ہے ، اس کو قطبی فوجیں تاخت و تاراج کر دیں اور میواڑ و اجمیر اور اس کے نواحی شہروں پر محمود شاہ قبضہ ہوگا اور ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد سے گریز نہ کریں گے[2] -

سلطان محمود ۸۵۸ھ/۱۴۵۴ء میں ان سرکش راجپوتوں کو جنہوں نے پادوری[3] کے نواح میں بغاوت کی تھی ، سزا دینے کے لیے متوجہ ہوا قصبہ سہولی[4] میں بہت راجپوت قتل ہوئے - ان کی اولاد اور بچوں کو قید کر کے مندو روانہ کر دیا - وہاں سے اس نے بیانہ کا قصد کیا - جب

۱- فرشتہ ۲/۲۵۰ -
۲- فرشتہ ۲/۲۵۰ -
۳- پاروتی (فرشتہ ۲/۲۵۰) -
۴- سہوتی (فرشتہ ۲/۲۵۰) -

Marfat.com

ریب پہنچا ، تو بیالہ کے حاکم داؤد خاں نے بہت پیش کش نذر گزرانی اور خلوص سے پیش آیا ۔ وہاں کی حکومت پر اسی کو قابض رہنے دیا ۔ یوسف ندوتی اور بیالہ کے حاکم کے درمیان جو کشیدگی اور رنجش پیدا ہوگئی ھی ، اس کو اپنی سعی جمیلہ سے دور کرا کر آپس میں محبت و [۳۳۶] فاق کرا دیا ۔ واپسی کے وقت قلعہ رنتھنبور اور یادوتی کی حکومت پر زلین خاں الملقب بہ سلطان غیاث الدین کو فائز کیا اور شادی آباد کے شندوں کو امن و امان سے رہنے کا موقع دیا[1] ۔

اسی سال سکندر خان اور جلال خان بخاری نے ، جو سلطان علاءالدین ہمنی دکھنی کے بڑے سردار تھے ، سلطان کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں ور اسے قلعہ ماہور کی تسخیر کے لیے کہ جو برار کے بڑے قلعوں میں ا ، راغب کیا ۔ سلطان محمود آراستہ لشکر لے کر ہوشنگ آباد کے راستہ ، ماہور روانہ ہوا ۔ محمود آباد کے نواح میں سکندر خان آ کر حاضر دمت ہوا ۔ جب ماہور کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ، تو سلطان علاء الدین اروں کے برابر لشکر اور آسمان کی عظمت کے ساتھ اہل قلعہ کی مدد کے آیا ۔ سلطان محمود نے خود میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی اور واپس ٹ آیا ۔ اس واقعہ کو طبقہ سلاطین بہمنیہ میں تفصیل کے ساتھ لکھا ا ہے[2] ۔

واپسی کے دوران میں آنے جانے والوں سے یہ خبر ملی کہ اسیر کے کم مبارک خان نے بگلانہ کی ولایت پر حملہ کر دیا ہے ۔ بگلانہ گجرات دکن کے درمیان واقع ہے اور وہاں کا حاکم محمود شاہ کا مطیع و مانبردار تھا ۔ سلطان محمود نے وہاں کے حاکم کی حمایت و رعایت کرنا ی سمجھ کر اپنا رخ بگلانہ کی ولایت کی طرف کر دیا ۔ اپنے سے پہلے ل خان اور یوسف خان کو بھیجا ۔ مبارک خان ایک بڑا لشکر لے کر بلہ کے لیے آیا ، لیکن جنگ کے بعد فرار ہوگیا ۔ سلطان محمود نے اسیر کی ت کے بعض گاؤں اور بستیاں تباہ کر دیں اور شادی آباد واپس آ گیا[3] ۔

---

1. فرشتہ ۲/ ۲۵۰ ۔
2. فرشتہ ۲/ ۲۵۰ ۔
3. فرشتہ ۲/ ۲۵۰ - ۲۵۱ ۔

Marfat.com

[۳۳۷] ۸۵۸ھ/۱۴۵۴ء میں سلطان محمود کو خبر ملی کہ ولایت بکلانہ کے راجا کا لڑکا رائے باہو آنے کا ارادہ رکھتا ہے ، مگر اسیر کے حاکم مبارک خاں نے اس کی ولایت میں آ کر بدنظمی کر دی ہے اور وہ اس کو یہاں آنے سے روکتا ہے ۔ سلطان محمود نے سلطان غیاث الدین کو نہایت تیزی سے اس کو دفع کرنے کے لیے تعینات کیا ۔ جب یہ خبر مبارک خاں کو ملی ، تو وہ پہلے ہی اپنے علاقہ کو واپس چلا گیا ۔ رائے باہو کا لڑکا کثیر نذرانہ لے کر حاضر خدمت ہوا ۔ یہاں اس پر نوازش کی گئی اور وہ عزت و احترام کے ساتھ واپس ہو کر اپنی ولایت میں پہنچا ۔ سلطان غیاث الدین رنتھنبور صوبہ کی طرف متوجہ ہوا[1] ۔

اسی زمانہ میں سلطان محمود چتور کی طرف چلا ۔ کولبھا خاطر تواضع سے پیش آیا ۔ چاندی اور سونے کے کچھ سکے پیش کش میں بھیجے ۔ چونکہ وہ کولبھا کے سکے تھے جنھیں دیکھ کر سلطان محمود بہت غضب ناک ہوا ، لہذا اس نے پیش کش واپس کر دی ۔ لشکر کے آدمیوں نے قتل و غارت شروع کر کے آبادی کا نام و نشان تک مٹا دیا ۔ منصور الملک کو مندسور کی ولایت پر حملہ کرنے کے لیے نامزد کیا اور اس ولایت میں اپنا تھانے دار مقرر کرنے کے لیے اس ملک کے درمیان میں خلج پور[2] نام قصبہ آباد کرنے کا ارادہ کیا ۔ اس خبر کو سن کر کولبھا نے عجز و انکسار اختیار کیا اور سلطان محمود کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ جس قدر نذرانہ کا مجھے حکم دیا جائے ، میں پیش کرنے کے لیے حاضر ہوں ۔ آج کے بعد سے اطاعت و فرمانبرداری میں کبھی کمی نہ ہوگی ، بشرطیکہ سلطان خلج پور کو آباد نہ کریں ۔ چونکہ برسات کا موسم نزدیک تھا لہذا سلطان محمود نے حسب دل خواہ نذرانہ وصول کر کے شادی آباد کا رخ کیا ۔ کچھ عرصہ تک وہاں قیام کیا ۔

۸۵۹ھ/۱۴۵۵ء میں پھر ولایت مندسور کو فتح کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوا ۔ جب وہ اس کے نواح میں پہنچا ، تو مختلف اطراف میں فوجیں روانہ کر دیں اور خود ملک کے درمیان میں قیام کیا ۔ روزانہ تازہ خبر

۱۔ فرشتہ ۲/۲۵۱ ۔
۲۔ خلجی پور (فرشتہ ۲/۲۵۱) ۔

Marfat.com

بڑی شرم کی بات ہے ، اس سے تو مر جانا بہتر ہے - اس نے ایک جماعت کے ساتھ کہ جس نے اس کی موافقت کی تھی ، سلطان محمود کی فوج پر حملہ کیا - چنانچہ گرفتار ہوا اور سلطان محمود کے حکم سے قتل کر دیا گیا - اس کا سر نیزہ پر بلند کرکے چندیری کے لشکر میں بھیج دیا گیا - چندیری کے لشکر کے سردار یہ واقعہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور انھوں نے پیغام بھیجا کہ آج جنگ ملتوی کر دی جائے تا کہ کل علی الصبح حاضر خدمت ہو کر تجدید بیعت کر لیں - اس قرارداد کے مطابق دونوں فوجیں نکل آئیں - جب رات ہوئی ، تو چندیری کا لشکر اپنی ولایت کی طرف چلا گیا - جب وہ چندیری پہنچا ، تو سرداروں نے متفق ہو کر [۳۲۰] ملک سلیمان بن ملک شیر ملک غوری کو جو عمر خان شاہزادہ کا تالب تھا ، سلطان شہاب الدین کا خطاب دے کر بادشاہ بنا لیا[1] -

سلطان محمود نے اس کے دفعیہ کے لیے ایک فوج تعینات کی اور خود سلطان احمد سے جنگ کرنے کے لیے چل پڑا - ابھی طرفین کا مقابلہ نہیں ہوا تھا کہ سلطان احمد کے لشکر کے بعض نیک لوگوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور فرما رہے ہیں کہ آسمان سے ایک بلا نازل ہوگی - سلطان احمد سے کہہ دو کہ وہ اس ملک سے سلامت نکل جائے - جب سلطان احمد کو یہ خواب معلوم ہوا ، تو اس نے اس پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی - ان ہی دو تین دنوں میں اس کے لشکر میں ایسا طاعون پھیل گیا کہ اہل اشکر کو قبر کھودنے کی فرصت نہیں ملتی تھی - سلطان احمد مجبور ہو کر آشتہ کے راستہ سے گجرات چلا گیا اور شاہزادہ مسعود خان سے یہ وعدہ کیا کہ آئندہ سال یہ ملک فتح کرکے تجھ کو دے دوں گا[2] -

سلطان محمود نے قلعہ مندو میں پہنچ کر سترہ دن تک لشکر کے سامان کا انتظام کیا اور چندیری کی آگ فرو کرنے کی طرف متوجہ ہوا - جب چندیری پہنچا تو ملک سلیمان ، دوسرے سرداروں کے ساتھ قلعہ سے باہر آیا اور مردانہ کارنامے دکھائے - چونکہ وہ مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا

۱- فرشتہ ۲/۲۳۵ -
۲- فرشتہ ۲/۲۳۵ - ۲۳۶ -

Marfat.com

تھا ، اس لیے اس نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی اور قلعہ بند ہو گیا اور اچانک فوت ہو گیا ۔

چندیری کے سرداروں نے کسی دوسرے کو سردار بنا کر پھر لشکر فراہم کیا ، قلعہ سے نکل کر جنگ کی اور پھر فرار ہو کر قلعہ میں جا پہنچے ۔ جب محاصرہ کے زمانہ کو آٹھ ماہ گزر گئے ، تو سلطان محمود نے موقع سے فائدہ اٹھایا ۔ اور خود رات کے وقت قلعہ کی دیوار پر چڑھ گیا اس کے پیچھے پیچھے [۲۲۱] دوسرے بہادر بھی جا پہنچے اور قلعہ فتح ہو گیا ۔ بہت آ. سی قتل ہوئے ۔ کچھ لوگ اس قلعہ میں پہنچے جو پہاڑ پر واقع ہے ۔ چند روز کے بعد اسماعیل خاں (کاپی) اس جماعت کو اپنی حفاظت میں لے کر قلعہ سے نکال لایا ۔ سلطان محمود نے اس علاقہ کا انتظام اچھے طریقہ سے کیا اور چندیری کو ملک مظفر ابراہیم کی جاگیر میں دے دیا اور خود واپس ہو گیا ۔ جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ ڈونگر سین نے گوالیار کے قلعہ سے نکل کر شہر نو کا محاصرہ کر لیا ۔ باوجودیکہ لشکر برسات اور طوفانی محاصرہ کی وجہ سے پریشان ہو چکا تھا ، لیکن متواتر سفر کرتا ہوا گوالیار پہنچا اور غارت گری شروع کر دی ۔ راجپوتوں کا ایک گروہ قلعہ سے نکلا اور جنگ شروع ہو گئی ۔ چونکہ ان میں عموماً شاہی فوج کے مقابلہ کی قوت نہ تھی ، لہذا فرار ہو کر قلعہ میں چلا گیا ۔ ڈونگر سین اس خبر کو سن کر بھاگ گیا ۔ چونکہ سلطان محمود کا مقصد شہر نو کو آزاد کرانا تھا ، لہذا وہ گوالیار کے قلعہ کی فتح میں مشغول نہیں ہوا اور شادی آباد چلا گیا[1] ۔

۸۴۳ھ/۴۰-۱۴۳۹ء میں سلطان ہوشنگ کے روضہ کی عمارت اور ہوشنگ شاہی جامع مسجد کی مرمت شروع کرائی کہ جو رام سرائے[2] کے قریب ہے اور جس (مسجد) میں دو سو تیس گنبد اور تین سو اسی ستون ہیں ۔ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ کام پورا ہو گیا ۔

[۲۲۲] ۸۴۵ھ/۴۲-۱۴۴۱ء میں میوات کے امراء اور دارالملک

۱- فرشتہ ۲/۲۳۶ ۔

۲- راموی (فرشتہ ۲/۲۳۶) ۔

Marfat.com

کے اکابر و مشاہیر کی عرضیاں تواتر کے ساتھ پہنچیں کہ سلطان محمود
رک شاہ سلطنت کے کار عظیم کو پوری طرح انجام نہیں دے سکتا ۔
ہوں اور سرکشوں نے ظلم کی حد کر دی ہے اور ملک میں امن و
ان کا صرف نام باقی رہ گیا ہے ۔ چونکہ قضا و قدر کے درزی نے خلعت
انت آپ کے قد لازلین کے لیے سیا ہے اور اس ملک کی رعایا اس بات
خواہش مند ہے کہ وہ برضا و رغبت آپ کی اطاعت قبول کرے ، لہذا
بھی برغبت تمام قبول فرما لیں ۔

سلطان محمود سنہ مذکور (٨٤٥ھ/١٤٤٢ء) کے آخر میں آراستہ لشکر
ساتھ دہلی کی جانب متوجہ ہوا ۔ قصبہ ہندون کے نواح میں یوسف خان
ندونی خدمت میں حاضر ہوا ۔ جب موضع تنبہ میں پہنچا ، تو تغلق آباد
اپنی پشت پر رکھا اور وہیں ٹھہر گیا ۔ دوسرے دن سلطان محمود نے
لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ۔ ایک فوج سلطان غیاث الدین
دوسرا دستہ غزنیں خاں کو جس کا خطاب سلطان علاء الدین تھا دے
جنگ کے لیے روانہ کیا اور ایک منتخب فوج اپنے ساتھ رکھی ۔
لطان محمد ، ملک بہلول لودی ، سید خاں ، دریا خاں ، قطب خان اور
سرے سرداروں کو باہر بھیج کر جنگ شروع کرائی اور رات تک دونوں
ف سے بہادر جنگجو مردانگی و جرأت کی داد دیتے رہے ۔ آخر میں طبل
گشت (واپسی کا نقارہ) بجا اور دونوں فوجیں اپنے اپنے مقامات کو
اپس ہو گئیں ۔

اتفاق سے اسی رات کو سلطان محمود نے خواب دیکھا کہ بیباک
معاشوں نے قلعہ مندو پر حملہ کر دیا ہے اور ہوشنگ کی قبر سے تاج
ر کر [٣٢٢] ایک مجہول النسب شخص کے سر پر رکھ دیا ہے ۔ جب
ہوئی ، تو وہ متفکر (پریشان) نظر آنے لگا ۔ اسی وقت سلطان محمد نے
مبروں کو بھیج کر صلح کی تحریک کی ۔ سلطان محمود فوراً صلح پر
مند ہو گیا اور مالوہ کو چلا گیا راستہ میں خبر ملی کہ اتفاق سے
رات کو کچھ بدمعاشوں نے شادی آباد میں فتنہ و فساد برپا کر دیا
اور اعظم ہمایوں کی خوش انتظامی سے وہ فساد فرو ہو گیا ۔ بعض
ریخ میں دیکھا گیا ہے کہ سلطان محمود کو خبر ملی کہ سلطان احمد
جراتی مالوہ کا ارادہ رکھتا ہے ، اس لیے واپس ہوا ۔ یہ روایت زیادہ

Marfat.com

صحیح معلوم ہوتی ہے[1] -

القصہ سلطان محمود یکم محرم ۸۴۶ھ/۱۴۴۲ء کو شادی آباد پہنچا
مستحقین کو انعام و الطاف سے خوش کیا ۔ اسی سال میں قصبہ نعلچہ
نواح میں ایک باغ لگوایا اور اس باغ میں ایک بڑا گنبد اور چند مقامات
پر محلات تعمیر کرائے ۔ بہت عرصہ تک شادی آباد میں مقیم رہا ۔ تھوڑی
مدت میں لشکر کی بے سرو سامانی کو درست کیا اور راجپوتوں کو
دینے کے ارادہ سے چتور روانہ ہوا ۔ اس زمانہ میں کالپی کے حاکم
نصیر عبدالقادر کی بے اعتدالی کی خبر ملی کہ اس نے اپنا نام نصیر
رکھا ہے اور وہ حکومت کا مدعی ہے ۔ ملک کے اکابر و معززین کی طرف
سے خطوط پہنچے کہ نصیر شاہ دائرہ شریعت سے قدم باہر رکھ کر ملحد
زندیق ہو گیا ہے اور اس کے ظلم و تشدد کی وجہ سے رعایا داد طلب
سلطان محمود نے نصیر شاہ کے دفع کرنے کو ضروری سمجھ کر کالپی جانے
کا قصد کیا ۔ نصیر عبدالقادر سلطان محمود کے پاس اس ارادہ سے [۲۴
واقف ہو گیا اور اس نے اپنے چچا علی خاں کو تحفوں ، ہدیوں اور مختلف
قسم کی پیشکشوں کے ساتھ سلطان محمود کی خدمت میں بھیجا اور عرض کیا
کہ جو کچھ میری بابت کہا گیا ہے وہ سراسر جھوٹ اور افترا ہے ۔ اس
امر کی تحقیقات کے لیے کسی صادق القول شخص کو بھیج کر معلوم
جائے ۔ اس میں سے ایک شمہ بھی صحیح ہو ، تو میرے لیے جو
تجویز فرمائیں ، وہ دی جائے ۔ چند روز تک سلطان محمود نے نصیر خاں
کے ایلچی کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں دی اور (سلطان) کوچ پر کوچ
کرتا رہا ۔ جب وہ سارنگ پور کے نواح میں پہنچا ، تو اعظم ہمایوں نے
اراکین دولت کی سفارش سے نصیر شاہ کی خطائیں معاف کر دیں ۔
کے ایلچی کو بلا کر اس کے نذرانے قبول کیے اور پند و نصیحت
فرما کر اس کے پاس بھیجیں اور علی خاں کو رخصت کر کے ولایت چتور
کی طرف متوجہ ہوا[2] -

جب دریائے بھیم کو عبور کر لیا ، تو روزانہ ولایت چتور کے اطراف

۱- فرشتہ ۲/۲۶۳ - ۲۶۴ -
۲- فرشتہ ۲/۲۶۴ -

Marfat.com

ں فوجیں بھیج کر اس کو تباہ کرنا شروع کر دیا ۔ (لوگوں کو) قید اور
ستیوں کو) برباد کرتا تھا ، بت خانوں کو منہدم کرا کر مسجد کی
یاد رکھتا تھا اور ہر منزل پر تین چار روز ٹھہرتا تھا ۔ جب وہ گوابھل
ر کے نواح میں پہنچا کہ وہ اس علاقے کے بڑے قلعوں میں سے تھا اور
ں علاقہ میں خاص شہر اور نہایت مستحکم ہونے کی وجہ سے ہندوستان
ں مشہور ہے ، تو وہاں رانے کولبھا کا وکیل دیبا قلعہ بند ہوگیا اور
نگ شروع کر دی ۔ اس کے چاروں طرف ایک حصار بنایا ہوا تھا جس
ں لڑائی کے آلات و سامان کا ذخیرہ کیا ہوا تھا ۔ سلطان محمود نے اس
ت خانہ کے حصار کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور ایک ہفتہ میں اس کو
ح کر لیا ۔ بہت راجپوت مارے گئے ، قید بھی کیے گئے اور لوٹے بھی
ئے ۔ حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرکے بت خانوں کی عمارت میں آگ لگا
ی جائے ۔ اس کی دیواروں پر سرکہ ڈلوا دیا ۔ چشم زدن میں وہ عظیم
رت ، جو کئی سال میں بنی تھی ، [۳۲۵] خاک میں مل گئی اور بتوں
و توڑ کر قصابوں کو دے دیا تا کہ گوشت فروشی کی ترازو کے لیے
ٹ بنائیں ۔ بڑے بت کو جو بھینسے کی شکل کا بنوایا گیا تھا ، جلوا کر
ونا بنوایا اور پان میں لگانے کے لیے راجپوتوں کو دیا تا کہ وہ اپنے
بود کو (اس طرح) کھائیں[1] ۔

ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد اس نے چتور کی طرف جانے کا
رادہ کیا ۔ جب وہ اس نواح میں پہنچا ، تو اس قلعہ پر کہ جو کوہ چتور
کے دامن میں بنا ہوا ہے ، جنگ ہوئی ۔ بہت راجپوت قتل ہوئے ۔ ابھی چتور
ا محاصرہ جاری تھا کہ مخبروں نے یہ خبر پہنچائی کہ کولبھا خود قلعہ
یں نہیں ہے اور آج قلعہ سے نکل کر کوہ پایہ کی طرف جو اس نواح میں
واقع ہے ، چلا گیا ۔ سلطان نے اس کا تعاقب کیا ۔ چند فوجوں کو
لیحدہ علیحدہ ہر طرف سے کولبھا کی تلاش میں بھیجا ۔ اتفاق سے کولبھا
یک فوج لے کر مقابلہ پر آیا ۔ سخت جنگ کے بعد شکست کھائی اور وہ
پھر چتور میں چلا گیا ۔ سلطان محمود نے قلعہ کے محاصرہ کے لیے ایک
یم تعینات کی اور خود ولایت کے درمیان میں مقیم ہوگیا ۔ روزانہ ملک

---

[1] فرشتہ ۲/۳۲[illegible] ۔

Marfat.com

کی غارت گری کے لیے فوجیں روانہ کرتا۔ اعظم ہمایوں خان جہاں کو بلایا کہ شادی آباد کے اطراف میں راجپوتوں کی جو ولایت ہے، اس پر قبضہ کر لیا جائے۔ جب اعظم ہمایوں مند سور پہنچا، تو بیمار ہو گیا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔ سلطان محمود اس خبر کو سن کر بہت رنجیدہ اور ملول ہوا۔ بہت رویا اور اضطراب و پریشانی میں اس نے اپنے چہرے کو زخمی کر لیا۔ قلعہ مند سور پہنچ کر نعش شادی آباد روانہ کر دی اور تاج خان کو جو عارض لشکر یعنی بخشی فوج تھا۔ اس لشکر کا سردار مقرر کیا اور خود اپنے لشکر کو واپس ہو گیا[1]۔

چونکہ برسات کا موسم آ گیا تھا، لہذا سلطان نے یہ ارادہ کیا کہ کوئی بلند مقام تجویز کرکے وہاں قیام کیا جائے۔ برسات کا موسم ختم ہونے کے بعد [۳۲۶] چتور کے محاصرے کا قصد کیا۔ کولبھا نے جمعہ کی شب پچیسویں ذی الحجہ ۸۴۶ھ/۱۴۴۳ء کو دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادوں کے ساتھ شب خون مارا۔ سلطان نے حزم و احتیاط کی بنا پر لشکر کا ایسا انتظام کیا تھا کہ کولبھا کچھ نہ کر سکا، بلکہ بہت سے راجپوت قتل ہو گئے۔ دوسری رات کو سلطان محمود نے اپنے آراستہ لشکر کے ساتھ کولبھا کے دائرہ میں شب خون مارا۔ کولبھا زخمی ہو کر چتور کی طرف بھاگ گیا۔ بہت راجپوت قتل ہوئے اور بہت مال غنیمت محمود کے لشکریوں کے ہاتھ آیا۔ سلطان محمود نے اللہ کا شکر ادا کیا اور چتور کے قلعہ کی فتح کو آئندہ سال کے لیے ملتوی کیا اور بحفاظت تمام دارالحکومت کو واپس ہو گیا[2]۔

اسی سال (۸۴۹ھ/۱۴۴۳ء) آخر ذی الحجہ میں جامع مسجد ہوشنگ کے سامنے مدرسہ اور مینارہ ہفت منظر تعمیر کرائے[3]۔ ۸۴۹ھ[4] میں ایک ایلچی سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی والیٔ جونپور کی طرف سے بہت سے تحفے اور ہدیے لے کر حاضر ہوا۔ تحائف پیش کرنے کے بعد اس

۱۔ فرشتہ ۲/۲۴۷۔
۲۔ فرشتہ ۲/۲۴۷۔
۳۔ فرشتہ ۲/۲۴۷۔
۴۔ ۸۴۷ھ (فرشتہ ۲/۲۴۷)۔

Marfat.com

ہانی عرض کیا کہ کالپی کا حاکم نصیر بن عبدالقادر شریعت سے منحرف
ہوکر ملحد و زندیق ہوگیا ہے ۔ اس نے روزہ نماز کو ترک کر دیا ہے اور
مسلمان عورتوں کو ہندو نالکوں (گانے اور ناچنے والوں) کے سپرد کر دیا
ہے تا کہ وہ ان کو ناچنا سکھائیں ۔ چونکہ سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے
کالپی کے حکام والی مالوہ سے متعلق رہے ہیں ، اس لیے لازم و واجب
سمجھا کہ پہلے اس کے حالات سے آپ کو واقف کر دیا جائے ۔ اگر آپ
کو تنبیہہ و گوشمالی کی فرصت نہ ہو ، تو مجھے اجازت دیجیے کہ اس کو
ایسی سزا دوں جس سے دوسروں کو عبرت حاصل ہو ۔ سلطان محمود نے
جواب دیا کہ میرا بہت سا لشکر مفسدین کی تادیب کے لیے گیا ہوا ہے
چونکہ آپ نے دین (اسلام) کی نصرت کا ارادہ کر لیا ہے ، [۳۲۷] مبارک
ہو ۔ آپ نے اچھا ارادہ کیا ہے ۔ اسی مجلس میں جیسا کہ اس زمانہ میں
معمول تھا ، ایلچی کو رسم کے مطابق خلعت اور روپیہ عطا کیا اور جانے
کی اجازت دی[۱] ۔

جب ایلچی جونپور پہنچا ، تو سلطان محمود شرقی بہت مسرور اور
خوش ہوا ۔ اس نے بیس ہاتھی بطور تحفہ و ہدیہ سلطان محمود کی خدمت
میں بھیجے اور ایک آراستہ لشکر کے ساتھ کالپی کی طرف متوجہ ہوا ۔
نصیر عبدالقادر کو ہیجڑوں کی طرح اس علاقہ سے نکال باہر کیا ۔
نصیر عبدالقادر نے محمود شاہ کو عرضداشت بھیجی جس کا مضمون یہ
تھا کہ :

"سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے اس وقت تک میں آپ کا مطیع و
فرمانبردار اور خیر خواہ ہوں ۔ اب سلطان محمود شرقی نے
زبردستی میرے علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے ۔ میں نے ہمیشہ آپ
سے اپنی التجائیں کی ہیں ۔ اب بھی اسی درگاہ معلیٰ کو اپنی
امیدوں کا قبلہ سمجھتا ہوں" ۔

وہ چندیری کی طرف چلا گیا ۔ سلطان محمود نے علی خاں کو تحفے ،
ہدیے اور نوادر دے کر سلطان محمود شرقی کی خدمت میں بھیجا اور یہ

۱۔ فرشتہ ۲/۲۲۸ ۔

Marfat.com

استدعا کی کہ چونکہ نصیر خاں بن عبدالقادر آپ کی کوشش اور مرضی سے اپنے بُرے افعال سے تائب ہو کر دائرہ شریعت میں آ گیا ہے اور وہ سلطان سعید ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے میرا مطیع ہے ، لہذا یہ توقع کی جاتی ہے کہ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ ، (گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ اس نے گناہ ہی نہیں کیا) کو منظور و ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا قصور معاف کر دیا جائے اور اس کی ولایت اس کو واپس کر دی جائے ۔ علی خاں کے پہنچنے پر سلطان محمود شرق نے شافی جواب نہیں دیا اور ٹال مٹول سے کام لیا ۔ محمود شاہ خلجی نے حمیت و مردانگی کی بنا پر نصیر [۳۲۸] عبدالقادر کی حمایت کو اپنے ذمہ لازمی سمجھا اور دوسری شوال ۸۴۸ھ/۱۴۴۵ء کو چندیری کی طرف توجہ کی ۔ چندیری کے نواح میں نصیر خاں آ کر حاضر خدمت ہوا اور وہ پہلا توقف ایرج و بھاندیر کی طرف متوجہ ہوا ۔ جب یہ خبر سلطان محمود شرق کو ملی ، تو وہ شہر سے نکل کر ایرج کے نواح میں مقیم ہوا اور اس نے مبارک خاں ولد جنید خاں کو جو وہاں کا موروثی حاکم تھا ، قید کر لیا اور اپنے ہمراہ لے گیا ۔ وہاں سے روانہ ہو کر دریائے جمنا کے کھروں میں قیام کیا جو تنگ راستہ ہے اور جہاں غنیم کے پہنچنے کا اندیشہ نہ تھا ، اپنے لشکر کے گرد حفاظت کا انتظام کیا ۔ محمود شاہ خلجی اس کو چھوڑ کر کالپی چلا گیا ۔ وہ بھی بے صبری کے عالم میں مایوس ہو کر کالپی کی جانب روانہ ہوا ۔ اسی اثنا میں خلجی فوج کے بہادروں نے اس کی قیام گاہ کو لوٹ لیا اور مال غنیمت حاصل کیا ۔ وہ بھی اپنے آدمیوں کی حمایت میں واپس ہوا اور جنگ کی اور شام تک قتل و جنگ کا معاملہ برپا رہا ۔ سورج کے غروب ہونے کے بعد دونوں فوجیں اپنے اپنے ٹھکانوں کو چلی گئیں ۔ برسات کا موسم نزدیک آ گیا تھا ۔ دو تین دن کے بعد سلطان محمود خلجی نے کالپی کے بعض مواضعات کو غارت و تاراج کر دیا اور فتح آباد کو واپس ہو گیا ۔ اس نے وہاں سات منزل کا محل بنوایا اور قصبہ ایرجہ کی رعایا اور باشندوں نے مبارک خاں بن جنید خاں کے مقابلے کے خلاف الصاف چاہا[1] ۔

۱- فرشتہ ۲ / ۲۸۸ ۔

Marfat.com

محمود خلجی نے چندیری کے حاکم ملک الشرق مظفر ابراہیم خاں کو مع لشکر کثیر ایرج پر تعینات کیا ۔ جب وہ ایرج کے لواح میں پہنچا تو خبر آئی کہ ملک کالو کو سلطان محمود شرق نے اس کے دفع کرنے کے لیے بھیجا ہے اور وہ قصبہ راٹھ آ گیا ہے ملک مظفر ابراہیم بھی [۳۲۹] قصبہ راٹھ کی طرف متوجہ ہوا اور دونوں کا مقابلہ ہونے کے بعد کالو فرار ہو گیا ۔ راٹھ کے باشندے ملک مظفر ابراہیم کے پاس آئے ۔ اس نے سب کو گرفتار کر کے چندیری بھیج دیا اور پھر ایرج کی طرف چلا ۔ راستہ میں سنا کہ سلطان محمود شرق نے اپنے لشکر کے بڑے حصہ کو ولایت دربار پر کہ جس کا راجا محمود شاہ خلجی کا مطیع تھا ، حملہ کرنے کے لیے بھیج دیا ۔ ملک مظفر نے ایرج کی فتح کے مقابلہ میں اپنی حکومت کی حفاظت کو ضروری خیال کیا اور ان حدود کی طرف روانہ ہوگیا ۔ اس خبر کو سن کر شرقی فوج واپس ہو کر راٹھ پہنچی ۔ جب محاصرہ کو زیادہ عرصہ ہو گیا اور دونوں جانب سے مسلمان مارے گئے ، تو شیخ جاںٔلدہ نے کہ جو اکابر زمانہ میں سے تھے اور کشف و کرامات میں مشہور تھے ، سلطان محمود شرق سے مشورہ کر کے محمود شاہ خلجی کو صلح کی بابت خط بھیجا ۔ حضرت شیخ کی کوشش سے اس طرح صلح ہو گئی کہ اس وقت سلطان محمود خلجی قصبہ راٹھ اور مہوبہ نصیر شاہ کے حوالہ کر دے اور محمود شاہ خلجی کی واپسی کے چار ماہ بعد کالپی کا علاقہ بھی چھوڑ دے ۔ اس کے لیے چار مہینہ کی مدت مقرر کی گئی کہ اس زمانہ میں اس کے دین و ملت کی حقیقت بھی ظاہر ہو جائے ۔ اس تصفیہ کے مطابق محمود شاہ خلجی شادی آباد کو واپس ہو گیا[1] ۔

۸۴۸ھ/۴۵-۱۴۴۴ء میں دارالشفاء کی تعمیر کرائی ۔ چند دیہات دواؤں اور بیماروں کی ضروریات کے لیے وقف کر دیے اور مولانا فضل اللہ حکیم کو جن کا خطاب ملک الحکما تھا ، مریضوں اور پاگلوں کی دیکھ بھال کے لیے مقرر فرمایا[2] ۔ بیسویں ماہ رجب المرجب ۸۵۰ھ کو آراستہ لشکر کے ساتھ [۳۳۰] قلعہ مندو کی فتح کے ارادہ سے روانہ ہوا ۔ جب قلعہ

---

1. فرشتہ ۲/۲۴۸ ۔
2. فرشتہ ۲/۲۴۸ ۔

Marfat.com

رنتھنبور کے حدود میں پہنچا ، تو وہاں کی حکومت سے لیاز خاں کو معزول کرکے ملک سیف الدین کو مقرر کیا ۔ وہاں سے متواتر کوچ کرتا ہوا دریائے بنارس کے کنارے پہنچا چونکہ رائے کوبھا میں مقابلہ کی قوت نہ تھی ، لہذا وہ مندل گڑھ کے قلعہ میں قلعہ بند ہوگیا ۔ دوسرے اور تیسرے دن راجپوتوں نے قلعہ سے نکل کر مردانگی کے جوہر دکھائے ۔ آخر کار عاجز و مجبور ہو گئے اور پیشکش قبول کی ۔ سلطان خلجی نے مصلحت وقت کی بنا پر صلح کر لی اور واپس ہوا[1] ۔

تھوڑے ہی عرصہ میں فوج کو آراستہ کرکے قلعہ بیانہ کی فتح کے لیے روانہ ہوا ۔ جب بیانہ سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر پہنچا ، تو وہاں کے حاکم سید محمود خاں نے اپنے چھوٹے لڑکے اوحد خاں[2] اور ایک سو گھوڑے اور ایک لاکھ تنکہ بطور پیشکش دے کر سلطان کی خدمت میں بھیجا ۔ محمود شاہ نے اس کو خاص خلعت عنایت کی اور رخصت کر دیا ۔ محمود خاں کے لیے زردوزی قبا ، مرصع تاج ، سنہرا پٹکا ، سنہری زین اور لگام سے آراستہ گھوڑے بھیجے ۔ محمود خاں نے خلعت پہن کر محمود شاہ کی تعریف کی اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کر دیا ۔ سلطان اس خبر کو سن کر بیانہ سے دو فرسنگ کے فاصلہ سے واپس چلا آیا ۔ اثنائے راہ میں قصبہ الہنہور[3] کو جو رنتھنبور کے قریب ہے ، فتح کیا اور آٹھ ہزار اور پچیس ہاتھی چتور کی فتح کے لیے روانہ کیے اور راجا کوٹہ سے ایک لاکھ پچیس ہزار تنکہ کی پیشکش لے کر شادی آباد روانہ ہوا[4] ۔

۸۵۴ھ/۵۱-۱۴۵۰ء میں قلعہ جاجانیر کے راجا گنگداس[5] نے [۳۳۱] بھی پیشکش بھیج کر یہ عرض کیا کہ سلطان محمد بن سلطان احمد نے کوہ جاجانیر کا محاصرہ کر لیا ہے ۔ چونکہ میں ہمیشہ اپنے کو آپ کا

۱- فرشتہ ۲/۲۴۹ -
۲- واحد خاں (فرشتہ ۲/۲۴۹) -
۳- لیور (فرشتہ ۲/۲۴۹) -
۴- فرشتہ ۲/۲۴۹ -
۵- گنگ داس (فرشتہ ۲/۲۴۹) -

Marfat.com

پناہ میں سمجھتا ہوں ، لہذا امداد اور دستگیری کا امیدوار ہوں ۔ سلطان محمود ، گنگداس کی امداد کی طرف متوجہ ہوا ۔ راستہ میں خبر ملی کہ سلطان قطب الدین بن سلطان محمد گجراتی پیشکش وصول کرنے کے لیے ایدر کی طرف آیا ہے ۔ سلطان محمود نے اس کو کمزور سمجھ کر ہاراسنبور[۱] کا رخ کیا ۔ سلطان احمد نے اس خبر کو سن کر کہ بوجھ اٹھانے والے چار پائے مر گئے ہیں ، چادروں اور کارخانوں میں آگ لگوا دی اور احمدآباد کا رخ کیا ۔ سلطان قطب الدین بھی احمدآباد کی طرف متوجہ ہوا ۔ جب سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی ، تو وہ راستہ سے واپس ہو کر دریائے مہندری کے کنارے پر مقیم ہو گیا ۔ گنگداس تیرہ لاکھ نقد تنکے اور چند گھوڑے پیشکش کے طور پر لے کر حاضر خدمت ہوا ۔ سلطان محمود نے اسی مجلس میں اس کو زردوزی قبا دے کر رخصت کر دیا اور خود دارالملک شادی آباد کو روانہ ہو گیا ۔ اثنائے راہ میں ایدر کے راجا رائے بیر کو پانچ ہاتھی ، اکیس گھوڑے اور تین لاکھ نقد تنکے انعام دے کر رخصت کیا ۔ ایک عرصہ تک شادی آباد میں قیام کیا اور ملک اور فوج کے کاموں میں مشغول رہا[۲] ۔

۸۵۵ھ/۵۲ - ۱۴۵۱ء میں ایک لاکھ سے زیادہ سواروں کے ساتھ گجرات پر حملہ آور ہوا اور گھاٹی نوالی سے گزر کر قصبہ سلطان پور کا محاصرہ کر لیا ۔ ملک علاء الدین سہراب نے جو سلطان قطب الدین کا گماشتہ تھا ، [۳۳۲] قلعہ سے نکل کر چند روز تک جنگ کی ۔ چونکہ کمک کی جانب سے مایوس ہو گیا تھا ، لہذا امان طلب کی اور محمود سے ملاقات کی ۔ سلطان محمود نے اس کے اہل و عیال کو قلعہ مندو میں بھیج کر اس کو قسم دی کہ کبھی اپنے آقا سے منحرف نہ ہوتا ۔ اس کو مبارز خاں کا خطاب دیا اور لشکر کا سربراہ بنا کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا ۔ راستہ میں خبر ملی کہ سلطان محمد بن سلطان احمد کا انتقال ہو گیا اور اس کا لڑکا سلطان قطب الدین اس کا قائم مقام ہوا ہے ۔ حالانکہ سلطان محمود کا ارادہ تھا کہ اس کی حکومت کو ختم کر دے ، لیکن اس نے کمال مروت

۱- مارالپور (فرشتہ ۲/۲۶۹) راسور (نولکشور ایڈیشن) ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۶۹ ۔

Marfat.com

سے تعزیت کی ، اپنے لشکر کے امیروں اور سرداروں میں اس زمانہ کی رسم کے مطابق پان اور شربت تقسیم کیا اور قطب الدین کے نام خط لکھا جس میں ماتم پرسی کی حکومت کی مبارک باد دی ۔ اس کے باوجود قصبہ بروڈرہ کو برباد کرکے غارت گری اور قید بنانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ۔ کئی ہزار مسلمان اور ہندوؤں کو گرفتار کیا اور چند روز قصبہ مذکور میں قیام کرکے احمد آباد کو روانہ ہوا[1] ۔

اس موقع پر ملک علاء الدین سہراب کہ جو موقع کا منتظر تھا ، فرار ہو کر سلطان قطب الدین کے پاس پہنچا ۔ بظاہر اس نے قسم کھا کر عہد کیا تھا کہ اپنے آقا سے نمک حرامی نہیں کرے گا ، مگر اس کے دل میں پرانے آقا کا خیال تھا ۔ اس نے نمک حلالی کی وجہ سے اپنے اہل و عیال کو چھوڑا اور متواتر کوچ کرتا ہوا سلطان کے پاس سرکیچ پہنچا کہ جو احمد آباد سے پچیس کوس کے فاصلہ پر ہے ۔ سلطان قطب الدین موضع خان پور میں کہ جو قصبہ مذکور سے تین کوس پر ہے ، آیا ۔ چند روز تک دونوں بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے ۔ سال مذکور (۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء) صفر کی آخری تاریخ کو [۳۳۳] سلطان محمود شب خون کے ارادہ سے چلا ۔ جب اپنے لشکر سے نکلا ، تو راستہ یاد نہ رہا ۔ تمام رات جنگل میں سوار گھوڑا رہا ۔ علی الصبح ، میمنہ کو لشکر سارنگ پور سے آراستہ کرکے اپنے بڑے لڑکے غیاث الدین کے سپرد کیا اور چندیری کے سرداروں کو میسرہ پر تعینات کیا ۔ اپنے چھوٹے لڑکے غزنین خان کو بھی سردار مقرر کیا اور خود قلب لشکر میں جگہ لے کر جنگ میں مشغول ہوا ۔ سلطان قطب الدین نے بھی گجرات کے لشکر کو آراستہ کرکے میدان جنگ کا رخ کیا ۔ سلطان قطب الدین کا مقدمہ سلطان محمود کے لشکر کے مقدمہ سے بھاگ کر سلطان قطب الدین کے پاس آ گیا ۔ مظفر خان جو چندیری کے بڑے امیروں میں سے تھا سلطان محمود کی میسرہ فوج سے جدا ہوکر سلطان قطب الدین کی میسرہ فوج پر حملہ آور ہوا اور وہ فوج اس کے حملہ کی تاب نہ لا سکی اور بھاگ کھڑی ہوئی ۔ مظفر خان نے سلطان قطب الدین کے لشکر تک تعاقب کر

۱- فرشتہ ۲/۲۶۹ ۔

Marfat.com

اور خوب تاخت و تاراج کیا ، یہاں تک کہ وہ سلطان قطب الدین کے خزانہ تک پہنچ گیا جسے اس نے ایک دم اپنے سارے ہاتھیوں پر لاد دیا اور اپنے لشکر میں بھیج دیا ۔ جب اس کے ہاتھی واپس آئے ، تو وہ چاہتا تھا کہ دوبارہ (خزانہ) ہاتھیوں پر لاد کر بھیج دے کہ اس نے سنا کہ قطب الدین کے لشکر نے شاہزادہ فدی خاں[1] کی فوج کو کمزور پا کر اس پر حملہ کر دیا اور وہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور جان بچا کر بھاگ گیا ۔ مظفر خاں نے لوٹ مار کو ترک کیا اور ایک طرف کو ہو گیا ۔ سلطان محمود لشکر کے منتشر ہو جانے اور میسرہ فوج کی شکست سے حیرت زدہ رہ گیا اور صرف دو سو سواروں کو لے کر خود میدان جنگ میں آ گیا ۔ جب تک اس کے ترکش میں تیر رہے ، وہ چلاتا رہا اور مردانگی کے جوہر [۳۳۴] دکھاتا رہا[2] ۔

اسی وقت سلطان قطب الدین ایک آراستہ فوج کے ساتھ ایک گوشہ سے جہاں وہ چھپا ہوا تھا ، نکل آیا اور سلطان محمود کی طرف متوجہ ہوا ۔ سلطان محمود نے مردانگی کی داد دی اور تیرہ آدمیوں کے ساتھ اپنے لشکر کو واپس ہو گیا ۔ سلطان قطب الدین نے اس فتح کو تائید غیبی خیال کیا اور اس کا تعاقب نہیں کیا ۔ اکیاسی ہاتھی اور بے انتہا مالِ غنیمت اس کے ہاتھ آیا ۔ سلطان محمود رات تک اپنے دائرہ میں سوار کھڑا رہا ۔ جب پانچ چھ ہزار سوار اس کے پاس جمع ہو گئے ، تو اس نے مندو کا رخ کیا ۔ راستہ میں کول اور بھیلوں نے اس کے لشکر کو بہت تکلیفیں پہنچائیں ۔ سلطان محمود کو اس کی سلطنت کے آغاز سے جب تک اس کی سلطنت رہی اس شکست کے سوا اور کوئی شکست نہیں ہوئی ۔ جب وہ مندو پہنچا ، تو اس نے فوج کی حالت درست کی ۔ سلطان غیاث الدین کو کہ جو اس کا لائق فرزند تھا ، قصبہ سورت پر حملہ کرنے کے لیے تعینات کیا جو دریائے تپتی کے کنارے پر آباد ہے اور تمام گجرات میں مشہور ترین مقام ہے ۔ سلطان غیاث الدین سورت کے کچھ گاؤں غارت کرکے واپس آ گیا ۔ اتفاق سے نظام الملک وزیر اور اس کے لڑکوں کے نفاق ، مکاری اور

۱- فدائی خاں (فرشتہ ۲/ ۲۵۰) قدی خاں (نولکشور ایڈیشن) ۔

۲- فرشتہ ۲/ ۲۵۰ ۔

Marfat.com

بغاوت کی اطلاع سلطان محمود کو ملی اور محمود شاہ کے حکم سے وہ سب قتل کر دیے گئے[1] ۔

۱۴۵۳ء/۸۵۷ھ میں سلطان محمود نے ولایت مارواڑ کے فتح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ۔ چونکہ سلطان قطب الدین کی طرف سے اس کو اطمینان نہیں تھا ، لہذا یہ مناسب سمجھا کہ پہلے سلطان قطب الدین سے [۳۳۵] صلح کر لی جائے اور اس کے بعد ولایت کونبھا کی فتح کا ارادہ کرے ۔ اس بات کو دل میں پوشیدہ رکھ کر فوج کی فراہمی میں کوشش کرنے لگا اور شادی آباد سے قصبہ دھارا کی طرف گیا ۔ وہاں سے تاج خاں کو ایک آراستہ لشکر کے ساتھ گجرات کی سرحد پر بھیجا تاکہ صلح کا ڈول ڈالے ۔ تاج خاں نے سلطان کے وزیروں کو خطوط لکھے ، (وہ خط) چرب زبان ایلچیوں کے ہاتھ بھیجے اور پیغام ارسال کیا کہ دونوں طرف کی دشمنی اور جھگڑا مخلوق کی پریشانی کا سبب ہے اور صلح و اتحاد امن و فلاح کا ذریعہ ہے ۔ کچھ رد و کد کے بعد سلطان قطب الدین بھی صلح کے لیے راضی ہو گیا ۔ دونوں طرف کے اکابر اور بزرگ درمیان میں پڑے اور قسم و سوگند سے صلح کی بنیاد مضبوط ہوئی اور طے پایا کہ ولایت کونبھا سے جو علاقہ گجرات کے قریب ہے ، اس کو قطبی فوجیں تاخت و تاراج کر دیں اور میواڑ و اجمیر اور اس کے نواحی شہروں پر محمود شاہ کا قبضہ ہوگا اور ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد سے گریز نہیں کریں گے[2] ۔

سلطان محمود ۸۵۸ھ/۱۴۵۰ء میں ان سرکش راجپوتوں کو جنھوں نے بادوتی[3] کے نواح میں بغاوت کی تھی ، سزا دینے کے لیے متوجہ ہوا ۔ قصبہ مہولی[4] میں بہت راجپوت قتل ہوئے ۔ ان کی اولاد اور بچوں کو قید کر کے منڈو روانہ کر دیا ۔ وہاں سے اس نے بیانہ کا قصد کیا ۔ جب

۱- فرشتہ ۲/۲۵۰ ۔
۲- فرشتہ ۲/۲۵۰ ۔
۳- باروتی (فرشتہ ۲/۲۵۰) ۔
۴- مہوتی (فرشتہ ۲/۲۵۰) ۔

Marfat.com

قریب پہنچا ، تو بیالہ کے حاکم داؤد خان نے بہت پیش کش نذر گزرانی اور خلوص سے پیش آیا ۔ وہاں کی حکومت پر اسی کو قابض رہنے دیا ۔ یوسف ہندوتی اور بیالہ کے حاکم کے درمیان جو کشیدگی اور رنجش پیدا ہوگئی تھی ، اس کو اپنی سعی جمیلہ سے دور کرا کر آپس میں محبت و [۳۳۶] اتفاق کرا دیا ۔ واپسی کے وقت قلعہ رنتھنبور اور ہادوتی کی حکومت پر عزلین خان الملقب بہ سلطان غیاث الدین کو فائز کیا اور شادی آباد کے باشندوں کو امن و امان سے رہنے کا موقع دیا[1] ۔

اسی سال سکندر خان اور جلال خان بخاری نے ، جو سلطان علاءالدین بہمنی دکھنی کے بڑے سردار تھے ، سلطان کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں اور اسے قلعہ ماہور کی تسخیر کے لیے کہ جو برار کے بڑے قلعوں میں تھا ، راغب کیا ۔ سلطان محمود آراستہ لشکر لے کر ہوشنگ آباد کے راستہ سے ماہور روانہ ہوا ۔ محمود آباد کے نواح میں سکندر خان آ کر حاضر خدمت ہوا ۔ جب ماہور کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ، تو سلطان علاء الدین ستاروں کے برابر لشکر اور آسمان کی عظمت کے ساتھ اہل قلعہ کی مدد کے لیے آیا ۔ سلطان محمود نے خود میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی اور واپس چلا آیا ۔ اس واقعہ کو طبقہ سلاطین بہمنیہ میں تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے[2] ۔

واپسی کے دوران میں آنے جانے والوں سے یہ خبر ملی کہ اسیر کے حاکم مبارک خان نے بگلانہ کی ولایت پر حملہ کر دیا ہے ۔ بگلانہ گجرات و دکن کے درمیان واقع ہے اور وہاں کا حاکم محمود شاہ کا مطیع و فرمانبردار تھا ۔ سلطان محمود نے وہاں کے حاکم کی حمایت و رعایت کرنا لازمی سمجھ کر اپنا رخ بگلانہ کی ولایت کی طرف کر دیا ۔ اپنے سے پہلے جلال خان اور یوسف خان کو بھیجا ۔ مبارک خان ایک بڑا لشکر لے کر مقابلہ کے لیے آیا ، لیکن جنگ کے بعد فرار ہوگیا ۔ سلطان محمود نے اسیر کی ولایت کے بعض گاؤں اور بستیاں تباہ کر دیں اور شادی آباد واپس آ گیا[3] ۔

---

1. فرشتہ ۲/۲۵۰ ۔
2. فرشتہ ۲/۲۵۰ ۔
3. فرشتہ ۲/۲۵۰ - ۲۵۱ ۔

Marfat.com

[۳۳۷] ۸۵۸ھ/۱۴۵۴ء میں سلطان محمود کو خبر ملی کہ ولای
بکلانہ کے راجا کا لڑکا رائے بابو آنے کا ارادہ رکھتا ہے، مگر امیر
حاکم مبارک خان نے اس کی ولایت میں آ کر بدنظمی کر دی ہے
وہ اس کو یہاں آنے سے روکتا ہے۔ سلطان محمود نے سلطان غیاث الد
کو نہایت تیزی سے اس کو دفع کرنے کے لیے تعینات کیا۔ جب یہ خ
مبارک خان کو ملی، تو وہ پہلے ہی اپنے علاقہ کو واپس چلا گی
رائے بابو کا لڑکا کثیر نذرانہ لے کر حاضر خدمت ہوا۔ یہاں اس پر نوا
کی گئی اور وہ عزت و احترام کے ساتھ واپس ہو کر اپنی ولایت
پہنچا۔ سلطان غیاث الدین رنتھنبور صوبہ کی طرف متوجہ ہوا[1]۔

اسی زمانہ میں سلطان محمود چتور کی طرف چلا۔ کولبھا خاطر تو
سے پیش آیا۔ چاندی اور سونے کے کچھ سکے پیش کش میں بھیجے۔ چو
وہ کولبھا کے سکے تھے جنہیں دیکھ کر سلطان محمود بہت غضب ن
ہوا، لہذا اس نے پیش کش واپس کر دی۔ لشکر کے آدمیوں نے قتل
غارت شروع کر کے آبادی کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ منصور الملک
مندسور کی ولایت پر حملہ کرنے کے لیے نامزد کیا اور اس ولایت میں
تھانے دار مقرر کرنے کے لیے اس ملک کے درمیان میں خلج پور[2] نام
قصبہ آباد کرنے کا ارادہ کیا۔ اس خبر کو سن کر کولبھا نے عج
انکسار اختیار کیا اور سلطان محمود کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ جس
نذرانہ کا مجھے حکم دیا جائے، میں پیش کرنے کے لیے حاضر ہوں
کے بعد سے اطاعت و فرمانبرداری میں کبھی کمی نہ ہوگی، بشرط
سلطان خلج پور کو آباد نہ کریں۔ چونکہ برسات کا موسم نزدیک
لہذا سلطان محمود نے حسب دل خواہ نذرانہ وصول کر کے شادی آبا
رخ کیا۔ کچھ عرصہ تک وہاں قیام کیا۔

۸۵۹ھ/۱۴۵۵ء میں پھر ولایت مندسور کو فتح کرنے کے ارادے
روانہ ہوا۔ جب وہ اس کے نواح میں پہنچا، تو مختلف اطراف میں
روانہ کر دیں اور خود ملک کے درمیان میں قیام کیا۔ روزانہ تازہ

۱- فرشتہ ۲۵۱/۲ ۔
۲- خلجی پور (فرشتہ ۲۵۱/۲)۔

Marfat.com

سلطان کو خوش کر دیا ۔ اس نے کہا کہ میں نے کئی ہزار درہم میں اس کو خریدا ہے ۔

کچھ دنوں کے بعد جب اس لڑکی کے ماں باپ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ وہی شخص کہ جو اس گاؤں میں آ کر مقیم ہوا تھا ، (ہماری) لڑکی کو لے گیا ہے ، تو اس کا نام اور سکونت معلوم کر کے داد خواہی کے لیے سلطان کے حضور میں آئے ۔ سلطان کو گزرتے ہوئے راستہ میں پکڑ لیا اور انصاف چاہا ۔ سلطان سمجھ گیا کہ اس لڑکی کے بارے میں داد خواہ ہیں۔ سلطان نے وہاں سے قدم نہیں اٹھایا اور اسی جگہ بیٹھ گیا ۔ حکم دیا ، تو علماء حاضر ہوئے ۔ ان سے کہا کہ شرع کا حکم مجھ پر جاری کریں ۔ داد خواہوں کو جب حقیقت حال معلوم ہوئی ، تو عرض کیا کہ ہم اس لیے داد خواہ ہوئے تھے کہ ہماری لڑکی کو وہ شخص لے گیا ہوگا ۔ چونکہ (لڑکی) سلطان کے حرم میں داخل ہوئی ہے ، لہذا یہ بات ہمارے لیے شرف و سعادت کا باعث ہے ۔ اب وہ مسلمان ہو گئی ہے اور ہمارے مذہب سے نکل چکی ہے ۔ ہم دل سے راضی ہیں ۔

سلطان نے عالموں سے کہا کہ اگرچہ اب وہ عورت میرے لیے جائز ہے ، لیکن زمانہ گزشتہ کے بارے میں شرع کا جو حکم ہو ، وہ [۳-۵۶] جاری کیا جائے ۔ اگر میری سزا موت ہے ، تو میں اپنا خون معاف کرتا ہوں ۔ عالموں نے کہا کہ جوکچھ نادانستگی میں سرزد ہو جائے ، شریعت میں اس کی معافی ہے اور کفارہ دینے سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے ۔ سلطان اس کے باوجود اس بات سے پشیمان ہوا اور اس کے بعد اپنے آدمیوں کو عورتوں کو تلاش اور فراہم کرنے سے منع کر دیا[1] ۔

۸۸۷ھ/۱۴۸۲ء میں قران علوی واقع ہوا یعنی زحل اور مشتری ، برج عقرب میں ایک ہی وقت میں ایک ہی درجہ پر مل گئے اور کواکب خمسہ (قمر ، شمس ، زہرہ ، عطارد ، مریخ) بھی ایک برج میں جمع ہو گئے ان کی نحوست کا اثر اکثر ممالک کے شہروں پر ظاہر ہوا ۔ خاندان خلجیہ کی حکومت میں کسی قدر زوال ہوا ۔ چنانچہ یہ بات ناصر شاہ کے حالات میں بیان کی جائے گی ۔

۱۔ فرشتہ ۲/۲۵۶ ۔

Marfat.com

۸۸۹ھ/۱۴۸۴ء میں جاپانیر کے راجا کی طرف سے ایک پیغامبر اور عرضداشت لایا کہ پہلے جب سلطان محمود بن سلطان احمد نے جاپا کا محاصرہ کر لیا تھا ، تو سلطان محمود شاہ نے ہماری مدد کے لیے آ کر ا سے نجات دلائی تھی ۔ اب سلطان محمود گجراتی نے آ کر پھر جاپانیر محاصرہ کر لیا ۔ اگر آپ ہماری قدیم بندگی کا لحاظ فرما کر ہمارے آ کرانے میں مدد کریں ، تو آپ کی حمیت و مردانگی کی شہرت کا سب ہوگا اور ہر روز ایک لاکھ تنکہ سلطان کے عہدے داروں کے مصارف لیے بھیجا جائے گا ۔ جب یہ بات سلطان سے عرض کی گئی ، تو اس لشکر تیار کیا اور نعلچہ کے محل میں آ کر قیام کیا ۔ دوسرے دن عالمو اور قاضیوں کو مجلس میں بلایا اور ان سے دریافت کیا کہ ایک مسل بادشاہ نے کافروں کے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا ہے ۔ کیا شرع میں یہ اجاز ہے کہ میں جا کر کافروں کی حمایت کروں ؟ علماء نے متفقہ طور سے ک کہ یہ جائز نہیں ہے ۔ سلطان غیاث الدین نے نعلچہ سے جاپانیر کے ایلچ کو واپس کر دیا اور خود اپنے دارالحکومت میں چلا آیا[1] ۔

[۳۵۷] جب وہ بوڑھا ہوگیا ، تو سلطان ناصرالدین اور شجاعت خا کے درمیان کہ جس کا خطاب سلطان علاء الدین تھا ، مملکت کی وجہ جھگڑا ہو گیا ۔ اگرچہ یہ دونوں حقیقی بھائی تھے ، لیکن بات یہاں تک بڑھی کہ ایک دوسرے کی جان کا خواہاں ہوگیا ۔ رانی خورشید کہ ج بگلانہ کے راجا کی بیٹی اور سلطان غیاث الدین کی بڑی بیگم تھی شجاعت خاں کی طرف ہوگئی ۔ اس نے اس امر کی کوشش کی کہ سلطان غیاث الدین کے مزاج کو سلطان ناصر الدین کی طرف سے منحرف کر د یہ داستان تفصیل کے ساتھ سلطان ناصر الدین کے ذکر میں مرقوم ہوگی مختصر یہ کہ سلطان ناصر الدین بے اختیار ہو کر مندو سے بھاگا اور ملک کے درمیان میں آ کر قیام پذیر ہو گیا ۔ اس نے امیروں کو اپنے سات ملا لیا اور آ کر قلعہ مندو کا محاصرہ کر لیا ۔ سلطان علاء الدین شجاع خاں نے پانچ ہزار گجراتیوں کو اپنے موافق کیا ، ان کو تسلی دی ا کوشش شروع کر دی ۔ آخرکار سلطان غیاث الدین کے امیروں نے (قلع کا دروازہ کھول دیا اور اس کو قلعہ میں بلا لیا ، شجاعت خاں نے ج

۱۔ فرشتہ ۲/۲۵۷ ۔

Marfat.com

یہ دیکھا کہ سلطان ناصر الدین دروازہ سے داخل ہو گیا ہے ، تو اس نے سلطان غیاث الدین کے پاس پہنچ کر پناہ لی اور چند روز کے بعد سلطان ناصر شاہ کی حکومت کی بنیاد مضبوط ہوگئی ۔ اس نے شجاعت خاں کو مع اس کے لڑکوں کے ، باپ (غیاث الدین) کے پاس سے بلا کر قتل کرا دیا ۔ نویں رمضان ۹۰۶ھ/۱۵۰۱ء کو سلطان غیاث الدین اسہال کے مرض میں فوت ہو گیا ۔ بعض کہتے ہیں کہ سلطان ناصرالدین نے باپ (غیاث الدین) کو زہر دے کر ہلاک کر دیا ۔

سلطان ناصرالدین نے رانی خورشید کے پاس پیغام بھیجا کہ سلطان کے جو خزانے اس کے قبضہ میں ہیں ، وہ سب ہمارے خزانچیوں کے سپرد کر دے ، ورنہ نقصان اٹھائے گی ۔ رانی خورشید نے اس کی بدسلوکی دیکھ کر تمام خزانے اور اموال جو محل میں پوشیدہ تھے ، نکال کر ناصر شاہ کے گماشتوں کے سپرد کر دیے ۔

اس (غیاث الدین) کی سلطنت کی مدت بتیس سال اور سترہ دن ہوئی ۔

[۳۵۸] ذکر سلطان ناصر الدین

مؤرخین اس پر متفق ہیں کہ سلطان ناصر الدین کی پیدائش سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں ہوئی تھی ۔ محمود شاہ اور غیاث شاہ نے نہایت خوشی اور شادمانی سے جشن منعقد کیے اور ایک ماہ تک عیش و عشرت کے ہنگامے برپا رہے ۔ اس نعمت عظیم کے شکریہ میں تمام رعایا کو عموماً اور اہل فضل اور مستحقین کو خصوصاً احسانات و انعامات سے نوازا ۔ اختر شناس نجومیوں نے عرض کیا کہ شہزادہ نیک ساعت اور اچھی گھڑی میں پیدا ہوا ہے ۔ وہ زمانہ کی دایہ سے مکمل پرورش و تربیت پائے گا اور ہر قسم کی صنعت اور ہنر میں اپنے زمانہ میں ممتاز اور بے نظیر ہوگا ۔ ساتویں دن بزرگوں کے سامنے اس کا نام عبدالقادر رکھا گیا ۔

بچپن ہی میں اس کی پیشانی سے حکومت و سلطنت کے آثار ظاہر ہوتے تھے ۔ جب سن تمیز کو پہنچا ، تو سرداری اور حکومت کے معاملات میں اپنے ہم عصروں سے سبقت لے گیا ۔ غیاث الدین نے اس کو اپنا ولی عہد بنایا اور وزارت کا عہدہ اس کے سپرد کیا ۔ اس کا چھوٹا بھائی شجاعت خاں

Marfat.com

اگرچہ ظاہر میں اس کی موافقت میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا تھا ، لیکن باطن میں منافقت برتتا تھا ۔ اس نے ایک گروہ کو اپنے موافق کر لیا ۔ ایک دن خلوت میں سلطان غیاث الدین سے عرض کیا کہ بے باک بدمعاشوں کی ایک جماعت سلطان ناصر الدین کے پاس جمع ہو گئی ہے اور اس کو ملک گیری پر ابھارا ہے ۔ واقعہ کے ہونے سے پہلے اس کا علاج کرنا بہتر ہے ۔ سلطان (غیاث الدین) کو اس درجہ مشکوک کر دیا کہ سلطان نے شہزادہ کے گرفتار کرنے اور قید کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا[1] ، لیکن چونکہ سرداری اور سلطنت کے [۳۵۹] آثار اس کی پیشانی سے نمایاں تھے ، لہذا باپ کی شفقت اس پر اس درجہ ہوئی کہ عنایت شاہانہ نے اس رنجیدہ طبیعت کو مسرور کیا اور اس کو قوی دست بنا دیا ۔ سلطان نے حکم دیا اور عارض ممالک (بخشی) نے امیروں کو اور سرداروں کو یہ پروانہ بھیجا کہ ہر صبح سلطان ناصر الدین کے سلام کو جا کر اس کے ہمراہ ہمارے حضور میں آئیں ۔

سلطان ناصر الدین نے بھی نہایت مستقل مزاجی سے ملکی معاملات کا انتظام کیا ۔ ہر جگہ اپنے گماشتے مقرر کر دیے ۔ پرگنات خالصہ کا انتظام شیخ حبیب اور اور خواجہ سہیل سرا کے سپرد تھا ۔ بکاں خاں[2] اور مونجا بقال نے اس سے پہلے خالصہ کے عامل تھے ، رانی خورشید کے پاس پناہ لی ۔ چونکہ رانی خورشید شجاعت خاں کو چاہتی تھی اور سلطان ناصر الدین کی طرف سے اس کا دل صاف نہ تھا ، لہذا اس نے شجاعت کے ذریعہ سے یہ عرض کیا کہ ملک محمود کوتوال اور سیوداس بقال کہ جو منافقت اور غداری میں سرداروں کے سردار ہیں ، سلطان ناصر الدین کے مخصوص آدمی ہیں ۔ انھوں نے اس کی جاگیر کے بعض مواضعات کی ٹھیکہ داری کو اپنے آنے جانے کا بہانہ قرار دیا ہے ۔ سلطان غیاث الدین نے ملک محمود اور سیوداس کو بلا کر بغیر پرسش اور تحقیق حال کے قتل کرا دیا اور لوگوں نے ان کے گھروں کو لوٹ لیا ۔

اس واقعہ کے بعد سلطان ناصر الدین نے ملکی معاملات سے ہاتھ اٹھا

۱- فرشتہ ۲۵۸/۲ ۔

۲- مکھن خاں (فرشتہ ۲۵۸/۲) ۔

لیا اور چند روز تک سلام کے لیے حاضر نہیں ہوا - رانی خورشید اور شجاعت خاں کو یکاں خاں اور مونجا بقال کی کوشش اور اہتمام سے موقع مل گیا - انھوں نے غرض آمیز باتیں بے غرضی کے انداز میں (بادشاہ تک) پہنچائیں اور خزانہ پر دست تصرف دراز کیا اور نہایت اطمینان اور مستقل مزاجی سے ملکی معاملات میں دخل اندازی شروع کر دی اور سلطان غیاث الدین نے بڑھاپے [۳۶۰] کی وجہ سے اس کو قبول کر لیا ، لیکن جب بے غرض لوگوں سے سنا کہ رانی خورشید اور شجاعت خاں نے سلطان ناصر الدین پر افترا اور تہمت لگائی ہے ، تو وہ اپنے کام میں ڈھیلے پڑ گئے شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس فتنہ و فساد کا بانی مونجا بقال ہے ، تو انھوں نے موقع پا کر اس کو مار ڈالا اور بھاگ کر سلطان ناصر الدین کے محل میں چلے گئے - رانی خورشید نے اس واقعہ کو سلطان غیاث الدین سے نہایت آب و تاب کے ساتھ بیان کیا - سلطان غیاث الدین یہ واقعہ سن کر سخت غضب ناک ہوا - اس نے ایک جماعت کو یکاں خاں کے ساتھ بھیجا کہ سلطان ناصر الدین کے گھر سے قاتلوں کو گرفتار کرکے لائے اور جاتے وقت یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ناصر شاہ کی عزت و حرمت میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرنا -

اسی اثنا میں شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل ، ناصر کے گھر سے سوار ہو کر جنگل میں چلے گئے - وہ راستہ میں یہ باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ ہم قاضی کے یہاں جاتے ہیں - جو کوئی مونجا بقال کے خون کا دعویدار ہے ، وہ قاضی کے یہاں حاضر ہو - یکاں خاں اور دوسرے سردار جب ناصر شاہ کے دربار میں پہنچے اور پیغام بھیجا ، تو ان کو یہ جواب ملا کہ شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل نے مونجا بقال کو میرے حکم سے قتل نہیں کیا ہے - میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں گئے - یکاں خاں نے اس جواب کی طرف توجہ نہ کی اور تین دن تک ناصر شاہ کے مکان کو گھیرے رہا - سلطان کو جب معلوم ہوا کہ قاتل فرار ہو گئے ہیں اور اب فرزند (ناصر شاہ) کو تکلیف دینا بیکار ہے ، تو مشیر الملک اور منی خاں کو بھیج کر یہ پیغام دیا کہ اگر میرے (بیٹے ناصر الدین) کو کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو اور اس کے دل کو کوئی صدمہ نہ ہوا ہو ، تو قدیم دستور کے مطابق بے تکلفی کے ساتھ میرے پاس چلا آئے ، کیونکہ میں اس کی جدائی

Marfat.com

کو اس سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتا ۔

سلطان ناصر الدین نے اپنے باپ کی بزرگی کا لحاظ کرکے اس کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا ۔ باپ اور بیٹا ملاقات ہونے پر [٣٦١] رونے سلطان ناصر الدین پھر خدمت میں سرگرم عمل ہو گیا[1] وہ روزانہ اپنی طرف شاہی توجہ کو زیادہ پاتا ۔ اس نے غیاث الدین بادشاہ کے محلات کے نزدیک ایک عمارت اپنے رہنے کے لیے تعمیر کرائی تا کہ جس وقت چاہے باپ کی خدمت میں حاضر ہو سکے ۔ رانی خورشید نے ایک دن موقع پا کر سلطان (غیاث الدین) سے کہا کہ سلطان ناصر الدین نے شاہی محل کے نزدیک جو اپنا محل بنوایا ہے ، اس سے اس کی غداری معلوم ہوتی ہے ۔ سلطان غیاث الدین نے بغیر غور و خوض کے ٥٠٩ھ/١٥٠٠-١٤٩٩ء میں علی خاں کوتوال کو حکم دیا کہ ناصر شاہی عمارت کو منہدم کرا دے ۔ اسی رات سلطان ناصر الدین شکستہ خاطر ہو کر ایک جماعت کے ساتھ دھار کی طرف کہ جوکشن کے جنگل میں واقع ہے ، چلا گیا ۔ شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل وہاں آ کر حاضر خدمت ہوئے ۔ رانی خورشید اور شجاعت خاں نے سلطان غیاث الدین کی لاعلمی میں ایک فوج اس کے پیچھے روانہ کر دی ۔ سلطان غیاث الدین نے تاتار خاں کو بھیجا کہ ناصر شاہ کی دل جوئی کر کے اس کو شہر میں لے ۔ تاتار خاں نے اپنی جماعت کو کوکن کنڈ میں چھوڑا اور وہ ملک فضل اللہ پسر میر شکار کے ساتھ سلطان ناصر الدین کی خدمت میں گیا اور اس کو پیغام پہنچایا ۔ اس نے عریضہ لکھ کر دیا کہ تاتار خاں خود جا کر پڑھے اور جواب لائے ۔ تاتار خاں نیک طبیعت انسان نہایت عجلت سے شادی آباد پہنچا اور خط کا مضمون (بادشاہ کے حضور میں) عرض کیا ۔ ابھی جواب نہیں لایا تھا کہ رانی خورشید نے جو کہ سلطان غیاث الدین کے مزاج میں پورا دخل رکھتی تھی ، عارض ممالک (بخشی) کے پاس ایک پروانہ پہنچایا کہ تاتار خاں کو ناصر الدین کے دفع کرنے کے لیے مقرر کر دے ۔ تاتار خاں کو جب یہ بات معلوم ہوئی ، تو وہ قلعہ سے نکل کر بارہ کی طرف چلا گیا ۔

[٣٦٢] جو فوج ناصر کے دفع کرنے کے لیے تعینات ہوئی تھی وہ

١- فرشتہ ٢/٢٥٨ ۔

Marfat.com

موضع کنکاو پہنچے ۔ لوگ اپنے انجام کے بارے میں متحیر و متفکر ہوئے کہ اگر جنگ کرتے ہیں ، تو اس بات کا خوف ہے کہ جب سلطنت ناصر شاہ کو خبر ملے گی ، تو وہ ہر ایک کو ختم کر دے گا اور اگر مندو کو واپس ہوتے ہیں ، تو رانی خورشید کی سیاست کا خوف ہے کہ جو قریب الوقوع تھی ۔ ابھی اسی فکر و پریشانی میں تھے کہ سلطان ناصر الدین اس مقام منزل سے کوچ کرکے قصبہ بستہ پہنچ گیا ۔ اس منزل پر ملک سہنہ اور ملک ہیبت جو غیاث شاہی سلطنت کے بڑے امیر تھے ، آ پہنچے اور ناصر شاہ کی قوت و شوکت بڑھ گئی ۔ وہ اس منزل سے قصبہ اجابد[1] پہنچا ۔ مولانا عماد الدین افضل خاں اور اس نواح کے زمینداروں کا گروہ اس منزل پر اس سے مل گیا ۔ جنگل کی شادابی اور ہوا کی افاست کی وجہ سے چند روز وہاں قیام کیا ۔ عید الفطر کے دن امیروں کے مشورہ سے سر پر چتر رکھا اور امیروں ، بزرگوں اور سرداروں کو فاخرہ خلعتیں دے کر سرفراز کیا[2] ۔

اسی اثنا میں خبر ملی کہ شجاعت خاں کی فوج جنگ کے ارادہ سے کنکانو سے کوچ کرکے قصبہ کندوبد[3] پہنچ گئی ہے ۔ ناصر شاہ نے ملک ملہو کو ان لوگوں کی گوشمالی کے لیے بھیجا ۔ چونکہ اس کا ستارہ اقبال بلندی پر تھا ، لہذا فریقین کا مقابلہ ہونے پر ملک ملہو کو فتح ہوئی اور وہ گروہ فرار ہو کر مندو پہنچا ۔ ملک ملہو بہت مال غنیمت لے کر قصبہ [۳۶۳] اجاربہ میں ناصر شاہی فوج سے جا ملا اور ۱۶ شوال ۹۰۵ھ/۱۵۰۰ء کو اس منزل سے قصبہ اوجود[4] کو روانہ ہوا ۔ وہاں مبارک خاں اور ہمت خاں آ کر مل گئے ۔ جب قصبہ سندرسی پہنچے ، تو سارنگ پور کا حاکم رستم خاں حاضر خدمت ہوا اور چند ہاتھی اور بہت سا سامان بطور نذرانہ پیش کیا ۔ اجین پہنچنے کے بعد امیر اور تھانہ دار کثرت سے آ گئے ۔ رانی خورشید اور شجاعت خاں نے جان کے خوف سے

۱۔ قصبہ احادیہ (فرشتہ ۲/۲۵۹) ۔

۲۔ فرشتہ ۲/۲۵۹ ۔

۳۔ کندوپر (فرشتہ ۲/۲۵۹) ۔

۴۔ قصبہ اوجین (فرشتہ ۲/۲۵۹) ۔

Marfat.com

سلطان غیاث الدین کی خدمت میں عرض کیا کہ ناصر شاہ اجین آ گیا ہے اور تمام امیر اور تھانیدار اس کے موافق ہو گئے ہیں ۔ عنقریب شادی آباد کا محاصرہ ہو جائے گا ۔

سلطان غیاث الدین نے شیخ اولیا اور شیخ برہان الدین کو ایلچی بنا کر بھیجا اور پیغام دیا کہ بہت عرصہ ہو گیا کہ جب سے مملکت کے کام ہم نے تمہارے سپرد کر دیے ہیں ۔ اگر خلوص و یگانگی کی نظر سے ان بدمعاشوں کو جو تمہارے پاس جمع ہو گئے ہیں ، علیحدہ کر کے میرے پاس چلے آؤ ، تو پھر سلطنت کے کام تمہارے سپرد کر دیے جائیں ۔ اس موقع پر اگر مناسب ہو تو رنتھنبور کی ولایت شجاعت خاں کو کہ وہ بھی فرزند ہے ، دے دی جائے اور فتنہ و فساد کی آگ صلح کے ذریعے بجھا دی جائے ۔ ناصر شاہ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور اسی سال (۹۰۵ھ/۱۵۰۰ء) ذی قعدہ کی آخری تاریخ کو قصبہ اجین سے قصبہ دھار پہنچ کر چند روز تک وہاں قیام کیا[1] ۔

اس دوران میں خبر آئی کہ یکاں خاں تین ہزار سواروں کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے شادی آباد سے آیا ہے ۔ اس خبر کے سنتے ہی ملک عطن[2] کو پانچ سو سواروں کے ساتھ موضع بانس پور بھیجا [۳۶۴] یکاں خاں یہ اطلاع پا کر بانس پور پہنچا ۔ جنگ کے بعد ملک عطن غالب آیا ۔ یکاں خاں کی فوج کے ایک سو بہادر مردم شناس قتل ہوئے ۔ ملک عطن اسی گھوڑے اور بہت سا مال غنیمت لے کر قصبہ دھار واپس ہوا ۔ یکاں خاں بقیہ لوگوں کے ساتھ فرار ہو کر قلعہ میں آ گیا ۔ چند روز کے بعد رانی خورشید اور شجاعت خاں کے کہنے سے یکاں خاں فوج لے کر جنگ کے لیے قلعہ مندو سے نکلا ۔ اس خبر کے سنتے ہی ناصر شاہ نے خواجہ سہیل اور ملک مہتہ ، ملک ہیبت اور میاں جیو کو یکاں خاں کے دفع کرنے کے لیے مقرر کیا ۔ جب یکاں خاں کی نظر ناصر شاہی فوج پر پڑی ، تو وہ استقامت نہ رہا سکا اور جنگ کیے بغیر فرار ہو گیا ۔ مختصر یہ کہ جب بھی فریقین کا مقابلہ ہوا ، ناصر شاہی فوجوں کو فتح

۱- فرشتہ ۲۵۹/۲ ۔
۲- ملک عطا (فرشتہ ۲۵۹/۲) ۔

Marfat.com

حاصل ہوئی[1] ۔

بائیسویں ذی الحجہ سن مذکور (۹۰۵ھ/۱۵۰۰ء) کو (ناصر شاہ) نعلچہ کے شاہی محل میں پہنچا ۔ اس منزل پر جاسوس یہ خبر لائے کہ سلطان غیاث الدین خود بہ نفس نفیس اپنے فرزند کو تسلی دینے کے لیے آنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے دارالسلطنت (شادی آباد) سے چل دیا ہے اور ''صفہ عرض مالک'' میں ٹھہرا ہے ۔ اس ساعت میں جو نجومیوں نے بتائی ہے ، وہاں سے روانہ ہوگا اور بیٹے کو تسکین دے کر شادی آباد واپس ہو جائے گا ۔ ناصر شاہ اس خبر کو سن کر خوش اور مسرور ہوا اور باپ کے آنے کا انتظار کرنے لگا ۔ شجاعت خاں ، رانی خورشید کے مشورہ سے سلطان غیاث الدین کی سواری کو لے کر نعلچہ روانہ ہو گیا ۔ جب وہ دہلی دروازہ پہنچا ، تو سلطان نے جو بہت بوڑھا ہو چکا تھا ، اپنے قریب کے لوگوں سے [۳۶۵] پوچھا کہ مجھے کہاں لیے جاتے ہو ۔ بعض نے اصل واقعہ بیان کر دیا ۔ فرمایا کہ دوسرے دن جاؤں گا ، آج واپس ہو جاؤ ۔ خدمت گار فوراً واپس ہو گئے ۔ جب رانی خورشید نے سنا کہ سلطان غیاث الدین راستہ سے لوٹ گیا ، تو وہ سمجھ گئی کہ یہ کام ناصر شاہ کے بہی خواہوں نے کیا ہے ۔ اس نے ان لوگوں کو اپنے سامنے بلایا ۔ ان کو بہت سخت و سست کہا اور سبب دریافت کیا ۔ انھوں نے کہا کہ سلطان اپنے اختیار سے واپس گیا ہے ۔ اس معاملہ میں کسی کا دخل نہیں ہے[2] ۔

شجاعت خاں نے رانی خورشید کے مشورہ سے قلعہ کی شکست و ریخت کو درست کرا کر مورچے تقسیم کر دیے ۔ ناصر شاہ اپنے دائرہ سے آگے بڑھا اور قلعہ کے چاروں طرف مورچے قائم کر دیے ۔ روزانہ دونوں طرف سے لوگ مارے جاتے تھے ۔ سلطان غیاث الدین نے مصالحت کی غرض سے قاضی القضات مشیر الملک کو بھیجا ۔ جب اس نے مطلب کے موافق جواب نہ پایا ، تو رانی خورشید کے لحاظ سے وہیں ٹھہر گیا ۔ جب محاصرہ سخت ہوا اور اہل قلعہ غلہ اور ضروریات کے نہ ملنے کی وجہ سے مجبور و

۱- فرشتہ ۲۵۹/۲ ۔

۲- فرشتہ ۲۵۹/۲ ۔

Marfat.com

عاجز ہو گئے ، تو "نعم الانقلاب ولو علینا" کے مضمون کو سامنے رکھا اور یہ رائے قرار پائی کہ اس سلطنت ناصر شاہ کے اختیار میں دے دیا جائے ۔ جو امراء قلعہ میں تھے ، ان میں سے موافق خاں اور ملک فضل اللہ میر شکار موقع پا کر ناصر شاہ کی خدمت میں پہنچے ۔ سلطان ناصر الدین نے ایک لاکھ تنکہ موافق خاں کو انعام میں دیا ۔ رانی خورشید اور شجاعت خاں کو اس بات کی اطلاع ہوئی ، تو انھوں نے علی خاں کو قلعہ کی حکومت سے معزول کر دیا اور ملک پیارا[1] کو علی خاں کا خطاب دے کر قلعہ کی حفاظت اور شہر کی حکومت اس کے سپرد کی ۔ محافظ خاں اور سورج مل کو قتل کرا دیا ۔ امراء ، اکابر اور شہر کے سارے باشندے اس سیاست کو دیکھ کر شکستہ خاطر ہو گئے اور ناصر شاہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں اور تسلی کے پروانے چاہے [۳۶۶] چند روز کے بعد محاصرہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ اہل قلعہ کے پاس غلہ نام کی کوئی چیز نہ رہی اور اکثر لوگ پریشانی کی وجہ سے قلعہ سے نکل آئے[2] ۔

اٹھارویں صفر ۹۰۶ھ/۱۵۰۰ء کی رات کو ناصر شاہ قلعہ فتح کرنے کے ارادہ سے سوار ہوا ۔ جب قلعہ کے نزدیک پہنچا ، تو مورچوں کے سپاہی حاضر ہوئے اور انھوں نے تیر اور بندوقیں پھینک دیں ۔ اس معرکہ میں اکثر آزمودہ کار جوان زخمی ہوئے ۔ آخر کار سلطان ناصر الدین سلت سو سیڑھیوں کے مورچہ پر متوجہ ہوا ۔ دلاور خاں جنگجو ، پانی نکلنے کے راستہ سے قلعہ میں داخل ہو گیا ۔ سلطان ناصر الدین ابھی پہنچ گیا ۔ شجاعت خاں نے معتبر لوگوں کے ہمراہ قلعہ کے برج پر پہنچ کر بہادری دکھائی اور مردانگی کی داد دی ۔ سلطان ناصر الدین نے خود بہ نفس نفیس تیر اندازی کی ۔ اچھے اچھے آدمی اس کے تیروں سے مارے گئے ۔ چونکہ شجاعت خاں کو کمک متواتر پہنچی اور ناصر شاہ کی فوج کے بہادر جوان زخمی ہوئے ، لہذا واپسی کو بہتر سمجھا ۔ قلعہ سے باہر نکلا اور اپنے لشکر میں آ کر قرار لیا ۔ جن لوگوں نے کوششیں کی تھیں اور جانوں پر کھیلے تھے ، ہر ایک پر لطف و عنایت کی اور جدید خلعت دے سرفراز کیا ۔

۱- ملک پیارہ (فرشتہ ۲/۲۶۰) ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۶۰ ۔

Marfat.com

چند روز کے بعد چندیری کے حاکم شیر خاں بن مظفر خاں کی اولاد ایک ہزار سوار اور گیارہ ہاتھیوں کے ساتھ ناصر شاہی لشکر میں آ گئی۔ اس نے پہلی ہی ملاقات میں بڑے لڑکے کو مظفر خاں اور دوسرے لڑکے کو اسعد خاں کا خطاب دیا۔ چندیری کے لشکر کے آ جانے سے ناصر شاہی فوج کی قوت و طاقت بڑھ گئی۔ اس موقع پر قلعہ منڈو کے بعض لوگوں نے جو دروازہ مال پور کی حفاظت پر مقرر تھے، اطلاع دی کہ اگر ناصر شاہی فوجیں اس طرف سے آئیں، تو قلعہ بغیر کسی دقت و دشواری کے فتح ہو جائے گا۔ سلطان ناصر شاہ نے [۳۶۷] مبارک خاں، شیخ حبیب اللہ، موافق خاں، خواجہ سہیل اور کچھ دوسرے لوگوں کو چوبیسویں ربیع الآخر سنہ مذکور (۹۰۶ھ/۱۵۰۰ء) کی شب میں تعینات کیا۔ شیخ حبیب اللہ نے یہ طے کیا کہ اگر قلعہ فتح ہو گیا تو وہ اپنی انگوٹھی بھیج دے گا تا کہ معلوم ہو جائے کہ قلعہ پر قبضہ ہو گیا۔ جب امراء دروازہ کے قریب پہنچے، تو اہل شہر نے زبردست خاں بن بزبر خاں کے مشورہ سے، جو سلاح خانہ کا منتظم تھا، دروازہ مالپورہ کے دربان کو قتل کرکے دروازہ کھول دیا اور ناصر شاہ کے آدمی قلعہ میں داخل ہو گئے[1]۔

شجاعت خاں نے ایک آراستہ فوج کے ساتھ مقابلہ کیا، لیکن کچھ نہ کر سکا۔ وہ بھاگ کر اپنے گھر میں گھس گیا اور اپنے اہل و عیال کو لے کر سلطان غیاث الدین کے زنانہ محل میں چلا گیا۔ شیخ حبیب اللہ نے قرار داد کے مطابق انگوٹھی بھیج دی اور ناصر شاہ کو بلایا۔ وہ چشم زدن میں دروازہ مال پور پر پہنچ کر داخل ہو گیا۔ امراء خدمت میں حاضر ہوئے۔ مبارک بادیاں پیش کیں۔ بعض بے وقوفوں نے ناصر شاہ کے حکم کے بغیر سلطان غیاث الدین کی بعض عمارتوں اور محلوں میں آگ لگا دی۔ شجاعت خاں اور رانی خورشید بعض لوگوں کو لے کر نکل گئے۔ لوٹ مار شروع ہو گئی۔ شہر کو دو روز تک لوٹا۔ سلطان غیاث الدین نے احتیاط برتی اور وہ ''صفہ عرض ممالک'' سے منتقل ہو کر محل سرستی میں مقیم ہو گیا[2]۔

۱- فرشتہ ۲/۲۶۰۔
۲- فرشتہ ۲/۲۶۰۔

Marfat.com

تیسرے دن جمعہ کے روز ستائیسویں ربیع الاول سنہ مذکور (۹۰٦ھ/۱۵۰۰ء) کو سلطان ناصر الدین کی تاج پوشی ہوئی ۔ شجاعت خاں رانی خورشید کو موکل کے سپرد کر دیا ۔ ملک مہتہ کو تعلچہ بھیج اپنے لڑکے کو جو "میاں منجھلا" مشہور تھا ، ولی عہد بنایا اور سلطان شہاب الدین کا خطاب [۳٦۸] دیا ۔ صفہ باغ جو سلطان غیاث الدین محل کے قریب تھا ، اس کے رہنے کے لیے مقرر کیا ۔ اسی روز ناصر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ۔ موتی ، جواہر اور مرواريد کہ جو بادشاہ چتر (تاج) پر چھاور ہوئے تھے ، مستحق لوگوں میں تقسیم ہوئے بکان خاں ، امن ، محافظ خاں جدید ، موج بدر حبشی اور دوسرے آدمی کو جو اس (ناصر شاہ) کے مخالف تھے ، قتل کرا دیا ۔ ایک جماعت قتل کی سزا نہ دے کر قید کر دیا اور جس جماعت نے اس (ناصر شاہ) موافقت کی تھی قدیم دستور کے مطابق ان کی جاگیریں بحال رہیں ۔ حبیب اللہ کو عالم خاں کا خطاب دیا ۔ خواجہ سہیل کو پرگنہ آشتہ کو سپہ سالاری کا منصب دیا ۔

تیرہ جمادی الاخریٰ سنہ مذکور (۹۰٦ھ/۱۵۰۰ء) کو وہ اپنے بزرگوار سلطان غیاث الدین کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ سلطان غیاث الدین اس سے بغل گیر ہوا اور بہت رویا ۔ اس کے سر اور رخسارہ کو دیے ۔ رخصت کے وقت قبائی موئنہ (پوستین کی قبا) کہ جس کو وہ عام کے دن یا کسی متبرک روز پہنا کرتا تھا ، عنایت کی ۔ بیٹے کے سلطنت کا تاج رکھا ۔ خزانوں کی کنجیاں سپرد کیں اور سلطنت کی مبارک اور تہنیت دے کر اس کو رخصت کر دیا ۔

ناصر شاہ نے سولھویں رجب سنہ مذکور (۹۰٦ھ/۱۵۰۰ء) کو قبائے موئنہ اور کلاہ سلطنت شہاب الدین کو عنایت کر دی ۔ بیس سو گھوڑے ، گیارہ چتر ، دو پالکیاں ، علم ، نقارہ ، سرخ سراپردہ چوبیس لاکھ ٹنکے ، بیوتات کے اخراجات کے لیے عنایت کیے ۔

چند روز کے بعد مندسور کا حاکم مقبل خاں فرار ہو گیا ۔ اسی مہابت خاں کوکہ جس کے حوالہ مقبل خاں تھا ، رخصت کیا کہ گرفتار کرکے لائے ، ورنہ خود سزا کا منتظر رہے ۔ مہابت خاں نہایت تردد کے بعد گیا اور شیر خاں سے جا ملا ۔ علی خاں اور

Marfat.com

سرے بدنصیب بھی کہ جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے متوہم ، خوف زدہ سزا کے منتظر تھے ، جا کر شیر خاں سے مل گئے ۔ شیر خاں نعلچہ نواح سے کوچ کرکے چندیری چلا گیا ۔ سلطان ناصر الدین نے رک خاں اور عالم خاں کو شیر خاں کے پاس بھیجا کہ جس طرح بھی سکے اس کو مطمئن کر دو ۔ پیغامبروں نے اس کو ہر طرح سمجھایا ۔ برابر جواب دیتا رہا اور اس نے ارادہ کیا کہ ان دونوں (مبارک خاں و لم خاں) کو قید کر دے ۔ وہ اپنی ماں سے مشورہ کرنے کا بہانہ کرکے سے نکل گیا اور مبارک خاں اور عالم خاں کو اپنے آدمیوں کے سپرد دیا ۔ اس کے آدمیوں نے مبارک خاں کو گرفتار کر لیا ۔ (اس کے) دو بت کاروں نے اس کو قتل کر دیا ۔ عالم خاں اس موقع پر گھوڑے تک چ گیا اور نہایت عجلت کے ساتھ اس کے لشکر سے نکل آیا ۔ تمام ماجرا طان ناصر الدین سے آ کر بیان کیا ۔ سلطان ناصر الدین اپنے لڑکے طان شہاب الدین کو شادی آباد کے قلعہ کا انتظام سپرد کرکے نویں شعبان مذکور (۹۰٦ھ/۱۵۰۱ء) کو نعلچہ کے کوشک جہاں (شاہی محل) پہنچا ۔ جب شیر خاں قلعہ اجین میں پہنچا ، تو پھر مہابت خاں کے نے سے جنگ پر آمادہ ہو گیا ۔ وہ دیپال پور آ گیا اور قصبہ ہندیہ کو باد کر دیا ۔ سلطان ناصر الدین اس خبر کو سنتے ہی کوچ کرکے دھار محل میں پہنچا[1] ۔

اسی اثنا میں خبر ملی کہ سلطان غیاث الدین کا انتقال ہو گیا ۔ ایک یہ بھی ہے کہ سلطان ناصر الدین نے سلطان غیاث الدین کو زہر ے دیا ۔ یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ باپ کے مار ڈالنے والے کو ایک سال ں گزرتا اور وہ کامیاب نہیں ہوا کرتا جبکہ سلطان ناصر الدین تیرہ سال کومت کی ۔ شاید باپ کا یہ قضیہ (قتل) اس پر ایک تہمت ہے ۔ واللہ لم بالصواب[2] ۔

[۳۷۰] مختصر یہ کہ سلطان ناصر الدین باپ کے مرنے پر بہت رویا روز تک اس کی عزا داری کی ۔ چوتھے دن کوچ کیا اور شیر خاں کے

فرشتہ ۲/۲٦۱ ۔
فرشتہ ۲/۲٦۱ ۔

Marfat.com

خوف سے اپنے ملک کو چلا گیا ۔ عین الملک اور بعض دوسرے سردار
اس سے علیحدہ ہو کر ناصر شاہ کے لشکر میں آ گئے ۔ سلطان ناصر الدین
نے اس کا تعاقب کیا ۔ سارنگ پور کے نواح میں شیر خاں جنگ کے ارادہ
سے واپس آیا ، مگر جنگ کرکے فرار ہو گیا ۔ وہ چندیری کے علاقہ میں
نہ ٹھہر سکا اور ولایت ایرچہ اور بھالدہر میں پہنچا ۔ فتنہ دب گیا ۔ سلطان
ناصر الدین چندیری پہنچا ۔ جب کچھ دن گزر گئے ، تو چندیری کے
شیخ زادوں نے ایک خط شیر خاں کو بھیجا کہ شادی آباد کے اکثر
سپاہی متفرق ہو کر اپنی اپنی جاگیروں پر چلے گئے ہیں ۔ برسات کا موسم
ہونے کی وجہ سے سرداروں کا جلد جمع ہو جانا ممکن نہیں ہے ۔ اگر تم اس
طرف سے چندیری پر حملہ کر دو ، تو ادھر سے باشندگان شہر متفق ہو
بلوہ کر دیں گے ۔ ممکن ہے کہ سلطان ناصر الدین گرفتار ہو جائے اور
اگر وہ فرار ہوا ، تب بھی شہر آسانی سے ہاتھ آ جائے گا ۔ شیر خاں نے
فوراً وہاں سے کوچ کر دیا اور چندیری سے چھ کوس کے فاصلہ پر آ گیا
سلطان ناصر الدین شیخ زادوں کے اس مشورہ سے باخبر ہو گیا ۔ اس نے
اقبال خاں اور علو خاں کو ایک آراستہ لشکر اور مست ہاتھی دے
شیر خاں کے دفع کرنے کے لیے متعین کیا اور دو لاکھ تنکے نقد م
خرچ کے لیے دیے ۔ ابھی چندیری سے دو کوس نہیں نکلے تھے کہ شیر خ
نے شیخ زادوں کی باتوں پر بھروسہ کرکے سبقت کر دی ۔ فوجوں
صف آرا ہو جانے کے دونوں طرف سے بہادرانہ جنگ کی کوشش کی گ
اس جنگ کے دوران میں شیر خاں زخمی ہو کر از کار رفتہ ہو گیا
اپنی بغاوت کی سزا کو پہنچا ۔ سکندر خاں میدان جنگ میں قتل ہو
خواجہ سہیل اور سہابت خاں نے زخمی شیر خاں کو ہاتھی کے صند
میں ڈال کر راہ فرار اختیار کی ۔ شیر خاں راستہ میں مر گیا ۔ اس
دفن کرکے خود آگے بڑھ گئے ۔ اقبال خاں نے کچھ تعاقب کیا ۔ پھر وا
ہو گیا [۱۰۳] سلطان ناصر الدین اس خبر کو سن کر مسرور اور
ہوا اور میدان جنگ کو چل دیا اور وہاں سے سکندر خاں کو چندیری
علاقہ میں بھیجا ۔ اس نے شیر خاں مردہ سولی پر چڑھایا اور اس علا
حکومت و حفاظت بہجت خاں کے سپرد کی ۔ وہاں سے متواتر کوچ
ہوا قصبہ دل کشا سعدلپور پہنچا ۔ وہاں کچھ لوگوں نے عرض
شیخ حبیب اللہ ملقب عالم خان بغاوت کا ارادہ رکھتا ہے اور موقع کا

Marfat.com

ہے ۔ سلطان ناصر الدین نے اس کو قید کرکے اپنے پاس سے مندو بھیج دیا[1] ۔

دسویں شعبان ۹۰۷ھ/۱۵۰۱ء کو مظفر و منصور شادی آباد کے قلعہ میں آ کر عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا ۔ اکثر اوقات شراب کے نشہ میں دھت رہتا تھا اور شراب کی حالت میں باپ کے امیروں کو نفاق کی تہمت لگا کر مار ڈالتا تھا اور اپنے آدمیوں کی تربیت کرتا تھا ۔ اس کی کج خلقی اور اس کا ظلم اس درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ ایک دن مستی کی حالت میں حوض کے کنارے سو رہا تھا کہ اتفاق سے حوض میں جا گرا ۔ جو خدمت گار اس کے قریب تھے ، انھوں نے اس کو پانی سے نکالا ۔ جب ہوش میں آیا ، تو دریافت کیا کہ مجھے حوض میں سے کس نے نکالا ۔ چار کنیزوں نے کہا کہ ہم نے یہ خدمت انجام دی ہے ۔ ان چاروں کو قتل کرا دیا[2] ۔

قصبہ اجین کے معززین کی زبانی سنا گیا کہ وہ حوض ''کالیادہ''[3] ہے ۔ باغ فیروز میں ایک محل بنوایا کہ سیاحوں نے ویسا محل دنیا میں نہیں دیکھا ۔ آہستہ آہستہ عمارات کا شوق اس درجہ بڑھ گیا تھا کہ مالوہ سے اس کو جو سترہ کروڑ وراثت میں ملے تھے ، ان میں سے پانچ کروڑ اس نے عمارات پر صرف کیے ۔

بائیسویں ذی قعدہ ۹۰۸ھ/۱۵۰۳ء کو ولایت کچھواڑہ [۲۷۲] پر حملہ کرنے کے ارادہ سے قصبہ نعلچہ آیا ۔ جب متواتر کوچ کرتا ہوا قصبہ اکرہ میں پہنچا ، تو وہاں کی آب و ہوا ایسی پسند آئی کہ وہاں ایک عظیم الشان محل اور ایک عالی شان عمارت بنوائی کہ اس زمانے میں وہ عمارت عجائبات زمانہ میں سے ہے ۔ مدت دراز تک اس قصبہ میں مقیم رہا ۔ اطراف و جوانب میں فوجیں بھیج کر سرکشوں کو سزائیں دیں اور نذرانے لے کر واپس ہوا[4] ۔

۱۔ فرشتہ ۲/۲۶۱ ۔
۲۔ فرشتہ ۲/۲۶۱ ۔
۳۔ کالیاوہ (فرشتہ ۲/۲۶۱) ۔
۴۔ فرشتہ ۲/۲۶۲ ۔

Marfat.com

۹۰۹ھ/۱۵۰۳ء میں پھر چتور کی طرف گیا۔ جب ملک کے درمیان میں پہنچا، تو چتور کے راجا اور تمام زمینداروں نے نذرانے پیش کیے۔ بھوانی داس ولد شیو داس نے جو رائے مل چتوری کا قریبی رشتہ دار تھا، اپنی لڑکی پیشکش گزرانی۔ سلطان ناصر الدین نے اس کو رانی چتور کا خطاب دیا اور بھوانی داس پر نوازشیں کیں[1]۔

واپسی کے دوران میں مخبروں نے یہ خبر دی کہ نظام الملک دکھنی نے ولایت امیر و برہان پر حملہ کر دیا ہے۔ چونکہ اسیر کا حاکم داؤد خان ہمیشہ ناصر شاہ کی پناہ میں رہتا تھا، لہذا سلطان ناصر الدین نے اقبال خان اور خواجہ جہاں کو اسیر و برہان پور کی ولایت میں بھیج دیا۔ نظام الملک اپنی ولایت کو واپس چلا گیا۔ اقبال خان نے اسیر و برہان پور میں ناصر شاہ کا خطبہ پڑھا اور دارالحکومت شادی آباد کو واپس چلا آیا[2]۔

۹۱۶ھ/۱۵۱۰-۱۱ء میں سلطان شہاب الدین بعض بدنصیب سرداروں کے بہکانے سے بغاوت کرکے قلعہ مندو سے نکل آیا۔ سرحد کے اکثر امیر اس کے پاس جمع ہو گئے۔ وہ قصبہ لعلچہ سے کوچ کرکے قصبہ دھار آ گیا۔ سلطان ناصر الدین خاصہ کی ایک جماعت کے ساتھ قصبہ لعلچہ [۳۷۳] پہنچا اور وہاں سے جنگ کے ارادہ سے دھار کی طرف متوجہ ہوا۔ جب سلطان شہاب الدین نے باپ (سلطان ناصر الدین) کی جماعت کو کم تر دیکھا، تو جنگ شروع کر دی۔ ناصر شاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ سلطان شہاب الدین فرار ہو کر چندیری کی طرف چلا گیا۔ ناصر شاہی فوج کے بہادروں نے اس کا تعاقب کیا اور قریب تھا کہ اس کو گرفتار کر لیں لیکن محبت پدری نے ان لوگوں کو تعاقب کرنے سے منع کر دیا[3]۔

دوسرے روز اس سلطان (ناصر الدین) نے اس منزل سے کوچ کرکے اس (شہاب الدین) کو آگے رکھا۔ جب سلطان شہاب الدین قصبہ سری

۱- فرشتہ ۲/۲۶۲۔
۲- فرشتہ ۲/۲۶۲۔
۳- فرشتہ ۱/۲۶۲۔

Marfat.com

جو چندیری کی سرحد پر ہے ، پہنچا ، تو سلطان ناصر شاہ نے کچھ عقل مندوں کو بیٹے کے پاس بھیجا تا کہ گم راہی کے راستہ کی بجائے ہدایت کا راستہ دکھائیں چونکہ ہدایت کا راستہ اس کی نظروں سے پوشیدہ تھا اور عزوجاہ کی محبت نے اس کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا تھا ، لہذا اس نے کوئی معقول جواب نہیں دیا ۔ دوسرے روز اس نے جواب میں کہا کہ اس وقت شرمندگی و خجالت کی وجہ سے حاضر خدمت ہونے سے مجبور ہوں ۔ اگر ملک کا کچھ حصہ مجھے عنایت کر دیا جائے ، تو چند روز کے بعد حاضر خدمت ہوں گا ۔ پیغامبر سمجھ گئے کہ ملاقات دشوار ہے ۔ واپس آ کر تمام ماجرا سلطان سے بیان کیا ۔ سلطان ناصرالدین نے کہا ، انا للہ وانا الیہ راجعون :

ع تخم در ہوئے لو کشتیم ، خاک خورد[1]

اس نے اپنے چھوٹے بیٹے اعظم ہمایوں کی طلبی کے لیے رلتھنبور فرمان بھیجا ۔ اعظم ہمایوں نہایت عجلت اور شوق سے آیا اور چندیری کے علاقہ میں حاضر خدمت ہوا ۔ سلطان ناصر الدین دوسرے دن چندیری سے کوچ کرکے قصبہ سری کی طرف متوجہ ہوا اور اس منزل پر امراء اور ارکان دولت کو بلایا اور کہا [۳۷۰] کہ چونکہ شہاب الدین نے باپ کے حقوق ادا نہیں کیے ہیں ، لہذا میں نے اس کو ولی عہدی کے منصب سے معزول کرکے اپنے لڑکے اعظم ہمایوں کو ولی عہد کیا ۔ اس کو سلطان محمود شاہ کا خطاب دیا ۔ خلعت اور سلطنت کا تاج مرحمت کیا ۔ قصبہ سری سے واپس ہو کر چند روز موضع بہشت پور میں قیام کیا ۔ سلطان ناصر الدین کی طبیعت پر حرارت کا غلبہ تھا ۔ موسم سرما کے باوجود ٹھنڈے پانی میں داخل ہوا اور کچھ دیر اس میں ٹھہرا رہا ۔ اس کا مزاج فوراً اعتدال سے انحراف کر گیا ۔ مختلف امراض اور متضاد علتیں اس پر طاری ہو گئیں طبیبوں نے ہر چند علاج کیا ، مگر کوئی فائدہ نہ ہوا :

۱- فرشتہ ۲/۲۶۲ ۔

Marfat.com

بیت

از قضا سر سنگبیں صفرہ فزود
روغن بادام خشکی می نمود

سلطان ناصر الدین نے اپنی حالت دگرگوں دیکھ کر محمود شاہ، امراء اور اراکین دولت کو اپنے حضور میں طلب کیا۔ وعظ و نصیحت شروع کی اور کہا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اس فرزند ارجمند (محمود شاہ) کو تمام عالم میں منتخب فرما کر اپنے بندوں کے اختیارات اس کے سپرد کیے ہیں، لہذا اس کو چاہیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری سے قدم باہر نہ رکھے اور خواہشات کا شکار نہ ہو۔ خدا کی مخلوق پر شفقت کرنے کا خیال ہمیشہ اپنے دل میں رکھے۔ جس طرح خداوند کریم نے اپنی نعمتیں تم پر نازل کی ہیں، اسی طرح تم بھی مخلوق خدا کو انعامات سے محروم نہ رکھنا۔ ظالم کے ہاتھ کو مظلوم کے دامن سے دور رکھنا۔ اپنے دربار میں سستی اور کاہلی کا موقع نہ دینا۔ انصاف و عدل میں طاقت ور اور کمزور، وضیع اور شریف، بعید اور قریب میں کوئی فرق نہ کرنا تا کہ قیامت کے دن تم کو شرمندگی نہ ہو اور سادات کو جو باغ نبوت کے ثمر ہیں، مکرم و محترم رکھنا۔ عالموں کے معزز گروہ کو جو انبیاء کے وارث ہیں، انعامات سے فیض یاب کرتے رہنا۔ ناقصوں [۳۷۵] اور بیوقوفوں سے پرہیز کرنا اور لازم و واجب جاننا کہ وہ الفاظ کے ظاہر پر اکتفا کرتے ہیں اور معانی کے خلاصہ سے عاری ہوتے ہیں۔ کار خیر کے لیے عمارات، ملک کے اطراف میں بنانا کہ یہ نیک بختی کی علامت ہے۔ غرض ہمیشہ رضائے الٰہی کے حصول میں مصروف رہنا۔ ملکی معاملات کے انجام دینے میں ہمیشہ مشورہ سے کام لینا۔

شہزادہ محمود شاہ اور اراکین دولت اس گفتگو کو سن کو مضطرب و پریشان ہوئے۔ اس نے عزم صادق اور درست نیت کے ساتھ علماء کے سامنے تمام گناہوں سے توبہ کی۔ کچھ دیر کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی سلطنت کی مدت گیارہ سال چار ماہ اور انیس دن ہوئی[1]۔

۱- فرشتہ ۲/۲٦۲ -

Marfat.com

ازاں سرد آمد ایں قد دلآویز
کہ چوں جا گرم کردی گویدت خیز
چوں پست ایں دیر خاکی سست بنیاد
بپادش زود باید داد برباد

ذکر سلطنت محمود شاہ بن ناصر شاہ

تیسری صفر ۹۱۷ھ/۱۵۱۱ء کو محمود شاہ بن ناصر شاہ موضع بہشت پور میں نیک ساعت اور اچھے وقت میں سلطنت خلجیہ کے تخت پر جلوہ گر ہوا ۔ صدقات کی رسم ادا کی گئی ۔ اس وقت کے مشاہیر میں سے ہر ایک کو شاہی عنایات سے سرفراز کیا ۔ اسی مجلس میں ناصر شاہ کا تابوت شادی آباد کے قلعہ کو روانہ کیا[1] ۔

جب سلطان شہاب الدین نے اس جانکاہ حادثہ (انتقال ناصر شاہ) کی خبر سنی ، تو وہ یلغار کرتا ہوا نصرت آباد نعلچہ میں پہنچا ۔ محافظ خاں خواجہ سرا اور خواص خاں نے اس کے لیے دروازہ بند کر دیا ۔ اس نے دوسرے دن اپنے مقربین کی معرفت پیغام بھیجا کہ اگر میرے موافق رہو گے ، [۳۷۶] تو یقین رکھو کہ امور سلطنت کا طے کرنا تمھاری رائے پر موقوف ہوگا ۔ محافظ خاں اور خواص خاں نے کہا کہ چونکہ منشیٔ قضا و قدر نے فرمان سلطنت محمود شاہ کے نام جاری کر دیا ہے ، لہذا صحیح طریقہ یہ ہے کہ (شاہی) لشکر میں آ جاؤ اور بیگانگی کی کدورت و خصومت کو یگانگی میں بدل دو ۔ سلطان شہاب الدین مایوس ہو کر کنداسہ کی طرف چلا گیا ۔ تحریر کے ذریعہ سلطان محمود واقف ہوا کہ شہاب الدین سندو گیا اور متواتر کوچ کرکے دوسری ربیع الاول سنہ مذکور (۹۱۷ھ/ ۱۵۱۱ء) کو کوشک جہاں نما نعلچہ میں پہنچا ۔

وہاں سے جاؤش خاں کو ایک فوج کے ساتھ سلطان شہاب الدین کے دفع کرنے کے لیے بھیجا ۔ گیارہ ہاتھی اس کے ساتھ کیے اور اس تاریخ کو جو نجومیوں نے تجویز کی تھی ، قلعہ شادی آباد میں پہنچ کر نیک ساعت میں چھٹی ربیع الاول (۹۱۷ھ/۱۵۱۱ء) کو تخت زریں کو جو جواہرات اور

۱- فرشتہ ۲/۲۶۲ ۔

Marfat.com

یا قوت رمانی سے مرصع تھا ، صفہ (عرض ممالک) میں رکھا ۔ اکیس تخت اس کے گرد رکھے گئے اور وہ محمود شاہی سلاطین خلجیہ کے تخت پر جلوہ افروز ہوا ۔ امراء ، اکابر اور ملک کے مشاہیر اپنی اپنی جگہ پر برقرار رہے ۔ جو شخص جس مرتبہ کے لائق تھا اسی اعتبار سے اس کو خلعت سے سرفراز کیا ۔ بعض امراء کو خطابات سے لوازا ۔ سات سو ہاتھی جو قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے ، وہ قبضہ میں آئے[1] ۔

چند روز کے بعد جاوش خاں کا عریضہ پہنچا کہ چونکہ سلطان شہاب الدین کا ستارہ اقبال ، گردش میں ہے ، لہذا اس کو ہر چند نصیحتیں کیں ، لیکن اس نے کسی کی پروا نہ کی اور جنگ کی تیاری کر دی ۔ [۳۶۷] یہ خادم حضور کے اقبال سے اس کی گوشمالی کے لیے متوجہ ہوا ۔ پہلے ہی حملہ میں اس کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ فرار ہو گیا ۔ اس کا چتر دار (چتر اٹھانے والا) قتل ہوا اور چتر ہمارے ہاتھ لگا ۔ وہ خود بھاگ کر ولایت اسیر پہنچا ۔ چونکہ برسات کا موسم آ گیا تھا ، لہذا سلطان محمود شاہ نے جاوش خاں کو بلا لیا ۔ وہ ربیع الاول کی آخری تاریخ کو قلعہ میں آ کر شاہانہ عنایات سے سرفراز ہوا ۔

جب سلطان محمود کو سلطان شہاب الدین کی طرف سے اطمینان حاصل ہو گیا تو اس نے ملکی معاملات بسنت رائے کے سپرد کر دیے کہ جو ناصر شاہی عہد میں وزیر رہ چکا تھا ۔ بسنت رائے نہایت غرور و نادانی سے فوجی رعایتوں کو نظر انداز کر دیا ۔ کفایت شعاری پر خاص نظر رکھی اور نامناسب سلوک سے پیش آیا ۔ وہ امیروں اور سرداروں کا ویسا احترام نہیں کرتا تھا جیسا کہ چاہیے تھا ۔ امیروں نے موقع پا کر ساتویں ربیع الثانی (۹۱۷ھ/۱۵۱۱ء) کو اس (بسنت رائے) کو قتل کر دیا ۔ نقد الملک جو اس کا ہم مذہب اور اس کی خدمات میں شریک تھا ، بھاگ کر شاہی محل میں پہنچا ۔ اقبال خاں اور دوسرے مخصوص حضرات نے ایک دوسرے سے کہا کہ اگر صحرائے سلطنت کو اس کے ناپاک وجود (نقد الملک) سے پاک نہیں کیا ، تو وہ بسنت رائے کے بدلہ لینے کی کوشش کرے گا ۔ صدر خاں اور افضل خاں کی معرفت سلطان محمود کے

۱۔ فرشتہ ۲ ، ۲۶۲ ۔

Marfat.com

پاس پیغام بھیجا کہ ہم مخلص غلاموں سے دولت خواہی کے سوا کبھی کوئی امر (نامناسب) صادر نہیں ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا ۔ حضور پر یہ بات ظاہر ہے کہ ابھی ملک کو استحکام نصیب نہیں ہوا ہے ، لہذا شاہی مہمات کو اس گروہ کے قبضہ میں دے دینا کہ جو (ہمارے) دین و مذہب سے بیگانہ ہے ، انتظام سلطنت میں بدنظمی کا سبب ہوگا ۔ بعض بہی خواہوں سے آپ کو یہ معلوم ہوا ہوگا [۳۷۸] کہ بسنت رائے ، امیروں اور سلطنت کے بہی خواہوں کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرتا تھا ۔ اس کی ساری غرض یہ تھی کہ قدیمی خدمت گزار دل شکستہ ہو جائیں اور ان کی جماعت متفرق ہو جائے ۔ حقیقت میں یہ طریقہ سلطنت کی بدخواہی ہے ۔ دولت خواہوں نے متفقہ طور سے اس کو ختم کر دیا ۔ نقد الملک اس کے قدم بقدم چلتا ہے ۔ اگر حضور کا حکم ہو ، تو اس کو بھی ختم کر دیا جائے ۔ سلطان محمود نے مجبور ہو کر نقد الملک کو (محل سے) بھیج دیا ، لیکن فرمایا کہ اس کو شہر بدر کر دیں ، مگر اس کے جان و مال کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں ۔ لوگ نقد الملک کو لائے ۔ سرداروں نے متفق ہو کر اس کو نکال دیا ۔ سلطان محمود امیروں کی اس حرکت اور ان کے غلبہ سے رنجیدہ ہوا اور ان سے ناراض ہو گیا[1] ۔

حافظ خاں خواجہ سرا نے کہ جو نفاق و شرارت کا پتلا تھا اور رتبہ کا امیدوار تھا ، سلطان سے امیروں کے متعلق وہ ایسی باتیں کہتا تھا کہ جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی تھی ۔ اتفاقاً ایک دن موقع پا کر اس نے عرض کیا کہ اقبال خاں اور مخلص خاں چاہتے ہیں کہ ناصر شاہ کے کسی (دوسرے) بیٹے کو بادشاہ بنا دیں ۔ سلطان محمود اس بات کو سن کر پریشان ہو گیا اور اس نے چاہا کہ ان کو ختم کر دے ، لیکن تحمل وقار کی بنا پر اس نے تحقیق و تفتیش ضروری سمجھی ۔ حافظ خاں نے جب یہ دیکھا کہ یہ بات کارگر نہ ہوئی ، تو زیادہ سے زیادہ غیبت کرنی شروع کر دی ۔ روزانہ نامعقول باتیں کہتا تھا ۔ یہاں تک کہ ایک دن سلطان محمود نے کچھ لوگوں کو حکم دیا کہ جب اقبال خاں اور مخلص بدستور قدیم سلام کے لیے آئیں ، تو ان کو قتل کر دیا جائے ۔

---

1. فرشتہ ۲/۲۶۳ ۔

Marfat.com

جب یہ نوبت پہنچی ، تو خواجہ سراؤں میں سے ایک کہ جس کو مختص خاں سے خصوصیت تھی ، سارا ماجرا اس کو بتا دیا ۔ مختص خاں نے فوراً [۳۷۹] اقبال خان کو مطلع کیا ۔ ابھی کچھ دیر نہیں ہوئی تھی کہ مختص خاں اور اقبال خان کے بلانے کے لیے آدمی آیا ۔ مختص خاں فوراً خدمت میں روانہ ہوا ۔ اقبال خاں ملکی معاملات میں مشغول تھا ۔ مختص خاں نے بلانے والے کے انداز حسب دستور نہ پائے ۔ وہاں سے واپس ہو کر اقبال خان کے پاس آیا ۔ دونوں ساتھ ساتھ اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ۔ محافظ خاں نے عرض کیا کہ مختص خاں اور اقبال خاں اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں تا کہ قوت بہم پہنچا کر ایک شہزادے کو تخت نشین کریں ۔ مصلحت یہ ہے کہ وہیں پہنچ کر ان کو گرفتار کر لیا جائے اور آج کا کام کل پر ملتوی نہ کیا جائے :

بیت

زمانہ از آن کس تبرا کند
کہ او کار امروز فردا کند

سلطان محمود نے اس مکار و غدار کی گفتگو پر اعتبار کر کے مختص خاں اور اقبال خاں کے مکانوں کا قصد کیا ۔ مختص خاں اور اقبال خاں ایک سو سوار اور پیادوں کے ساتھ فرار ہوگئے ۔ وہ قاضی پور کی طرف سے ربیع الثانی کی چوبیسویں رات (۹۱۷ھ/۱۵۱۱ء) میں قلعہ سے نکل گئے ۔ تمام رات چلتے رہے ، صبح کو نربدا کے نواح میں موضع سرایہ پہنچے ۔ وہاں سے نصرت خاں بن اقبال خاں کو پچیسویں تاریخ مداہ مذکور (ربیع الثانی ۹۱۷ھ/۱۵۱۱ء) کو سلطان شہاب الدین کے بلانے کے لیے ولایت امیر کی طرف بھیجا ۔ علی الصبح سلطان محمود ''صفہ بار'' میں مسند حکومت پر بیٹھا ۔ محافظ خاں کو خواجہ جہاں کا خطاب دے کر وزارت کے عہدہ پر مامور کیا اور افضل خاں مجلس کریم اور جاوش خاں کو دستور خاں کا خطاب دے کر مختص خاں اور اقبال خاں کے دفع کرنے کے لیے بھیجا ۔

[۳۸۰] جب نصرت خاں منزلیں طے کر کے سلطان شہاب الدین کی خدمت میں پہنچا ، تو وہ نہایت مسرت و شادمانی کے ساتھ دوسرے دن ولایت ممتاز کو کہ جس سے ولایت بیجا گڑھ کھرگون مراد ہے ، روانہ

Marfat.com

ہوا۔ اس نے کمال شوق میں ایک دن اور رات میں تیس کوس کا راستہ طے کیا۔ اتفاق سے ہوا اس قدر گرم تھی کہ مچھلی دریا میں بھنی جا رہی تھی اور آتش طبع سمندر (کیڑا) اپنے عرق میں غرق ہو رہا تھا۔ سلطان شہاب الدین بیمار ہوگیا۔ مزاجی کیفیت اعتدال سے تجاوز کر گئی۔ تیسری جمادی الاول (۹۱۷ھ/۱۵۱۱ء) کو اس کا انتقال ہوگیا:

را ہے است عدم کہ ہر کہ ہستند
از آفت قطع آں نرستند

بعض یہ کہتے ہیں کہ سلطان محمود کے ارشاد سے اس کو زہر دے دیا گیا۔ نصرت خاں نے نیلا لباس پہنا۔ اس کی لاش کو اٹھا کر موضع سراہہ کو جہاں خوانین کا اجتماع تھا، متوجہ ہوا۔ جب وہاں پہنچا، تو مخص خاں اور اقبال خاں ملول و رنجیدہ ہوئے۔ انھوں نے جنازہ کو قلعہ شادی آباد کی طرف بھیج دیا اور سلطان شہاب الدین کے متبنیٰ کو ہوشنگ پور کا خطاب دیا اور اس کے سر پر تاج رکھ دیا۔ فساد شروع کر دیا اور اس مقام سے ولایت مالوہ کے وسط کی طرف روانہ ہوئے:

بیت

جائے آں بہ کہ دریں مرحلہ آں پیشہ کنی
کہ ز مرگ دگراں مرگ خود اندیشہ کنی

سلطان (محمود شاہ) نعش کے پہنچنے کے بعد بہت رویا، اس کو دفن کر دیا اور عزاداری کی رسم ادا کی۔ مستحقین کو صدقات دیے گئے۔ تعزیت سے فارغ ہونے کے بعد نظام خاں کو دستور خاں کی مدد کے لیے مقرر کیا۔ نظام خاں نے نہایت عجلت کے ساتھ [۳۸۱] سفر کیا اور دستور خاں سے جا ملا۔ دونوں نے مل کر ہوشنگ سے جنگ کی اور وہ فرار ہو کر کوہ بہار بابا حاجی پہنچا۔ اسی دوران میں اقبال خاں و مخص خاں کی عرضیاں پہنچیں کہ ہم قدیم خادموں سے خیر خواہی کے سوا کبھی کوئی دوسرا فعل صادر نہیں ہوا۔ محافظ خاں نے کینہ و حسد کی وجہ سے خود غرضی کی گفتگو کی ہے اور حضور کے مزاج کو ہم غلاموں کی طرف سے برگشتہ کر دیا ہے۔ امید ہے کہ محافظ خاں کی عدم خیرخواہی اور حرام خوری اور اس کی وہ حرکتیں کہ جو وہ کر چکا ہے حضور پر

Marfat.com

ظاہر ہوگئی ہوں گی اور احتمال ہے کہ حکومت کے بعض بہی خواہ بے غرضی کی بنا پر خلوت میں حضور کے سامنے ان باتوں کی تصدیق کریں گے ۔

جب سلطان محمود کو ان عرضیوں کا مضمون معلوم ہوا ، تو بعض خدمت گاروں نے بھی کہا کہ محافظ خاں کی اس افترا پردازی سے اس کی یہ غرض ہے کہ وہ خود استقلال کے ساتھ ملکی معاملات میں بااختیار ہونا چاہتا ہے ۔ اگر مختص خاں اور اقبال خاں ہوتے ، تو اس کو وزارت کا عہدہ نہ ملتا ، بلکہ اس کی کلیتاً یہ کوشش ہے کہ وہ ایک نئی پالیسی اختیار کرے اور ناصر شاہ کی اولاد میں سے کسی ایک کو قید سے نکال کر بادشاہ بنائے اور خود ملکی معاملات میں خود مختار ہو جائے ۔

سلطان محمود نے جو دور اندیشی اور احتیاط سے کام نہیں کرتا تھا ، حکم دیا کہ جب محافظ خاں سلام کے لیے آئے ، تو اس کو گرفتار کر لیا جائے ۔ اسے تحقیقات کے بعد سزا دی جائے گی ۔ جب محافظ خاں کے دوستوں نے اس کو حقیقت سے باخبر کیا ، تو دوسرے دن کہ اٹھارھویں جمادی الاولیٰ (۹۱۷ھ/۱۵۱۱ء) تھی ، وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ دربار میں حاضر ہوا ۔ کچھ دیر کے بعد سلطان محمود نے اس کو تنہائی میں بلایا ۔ وہ گیا اور اس نے سخت جواب دیے ۔ سلطان محمود نہایت غصہ کی حالت میں [۳۸۲] بہادرانہ انداز میں چند خواص اور حبشیوں کے ایک گروہ کے ساتھ باہر آہستہ آہستہ چلا ۔ وہ بدبخت (محافظ خاں) بھاگ کر (شاہی محل سے) باہر نکل گیا اور پرونی کے ہند پر قبضہ کر کے باغی ہو گیا ۔ اس نے شہزادہ صاحب خاں بن ناصر الدین کو لا کر اس کے سر پر تاج رکھا اور اس حویلی میں محمود شاہ کا محاصرہ کر لیا ۔ قریب تھا کہ وہ (محمود شاہ) گرفتار ہو جائے کہ محمود شاہ آدھی رات کو نکلا اور اجین کی طرف چلا گیا اور وہاں سے دستور خاں اور دوسرے سرداروں کی دلدہی کرکے اپنے پاس بلایا ۔ جس رات کو سلطان محمود نکل کر گیا ، محافظ خاں نے شہزادہ صاحب خاں کو سلطان محمود کا خطاب دے کر تخت پر بٹھا دیا ۔ چند روز کے بعد دستور خاں اجین پہنچا ۔ اس کے بعد مختص خاں اور اقبال خاں بھی سلطان محمود سے مل گئے ۔ شہزادہ صاحب خاں نے اس خبر کو سن کر صدر خاں اور افضل خاں کو طلب کیا اور سخت قسمیں کھا کر عہد و پیمان کیے ۔

Marfat.com

پانچویں جمادی الاولیٰ (۹۱۶ھ/۱۵۱۰ء) کو خودن خاں کو قلعہ شادی آباد میں چھوڑا اور قصبہ نعلچہ کو لشکر گاہ بنایا ۔ صدر خاں کے مشورہ سے حکم دیا کہ سپاہیوں کو ایک تہائی تنخواہ خزانے سے نقد ادا کر دی جائے اور اجین کے سفر کا انتظام کریں ۔ سلطان محمود اجین سے کوچ کرکے دیپال پور آیا اور ایک پہر گزرنے کے بعد وہ سردار کہ جن کے اہل و عیال قلعہ مندو میں تھے ، سوار ہو کر شہزادے کے لشکر کی طرف چلے گئے ۔ دوسرے دن محمود دیپال پور سے کوچ کرکے چندیری کی طرف روانہ ہوا اور تمام حالات کی کیفیت لکھ کر بہجت خاں کے پاس بھیج دی ۔ اس نے جواب میں لکھا کہ میں اس کا مطیع ہوں کہ جس کے قبضہ میں شادی آباد کی حکومت ہے ۔ سلطان محمود اس جواب سے اپنے انجام کے بارے میں [۲۸۳] حیران و فکر مند ہوا اور وہ موضع بہشت پور میں ٹھہر گیا ۔ وہاں مشورہ کیا ۔ سلطنت کے بعض بہی خواہوں نے عرض کیا کہ قلعہ رنتھنبور میں پناہ لینی چاہیے ۔ بعض کی رائے یہ ہوئی کہ سلطان سکندر لودی سے مدد لینی چاہیے اور ستارہ اقبال کے طلوع ہونے کا انتظار کرنا چاہیے ۔ قلعہ رنتھنبور میں پناہ لینا اس وقت مناسب ہے جبکہ امداد و اعانت لینی مقصود ہو اور ہمسایوں سے مدد لینا میری نظر میں بہت بُرا ہے ۔ مخلوق سے امید قطع کرکے وہ تقدیر کے اسرار کے ظہور کا انتظار کرنے لگا ۔

چند روز کے بعد میدنی رائے کہ جو شجاعت اور تجربہ کاری میں مشہور تھا ، اپنے تھانے سے آ کر ملا ۔ بہجت خاں نے اپنی بُری حرکت سے مطلع ہو کر اپنے لڑکے شرزہ خاں کو خدمت میں بھیجا ۔ سلطان محمود بہشت پور سے مندو کو روانہ ہوا ۔ کچھ عرصہ کے بعد خبر آئی کہ شہزادہ صاحب خاں چندیری کے حدود کی طرف متوجہ ہوا ہے ۔ جب اس نے موضع سہرانی میں قیام کیا ، تو طرفین نے یہ اچھا سمجھا کہ صبح کے وقت فوجوں کو ترتیب دے کر فتح و نصرت کا انتظار کرنا چاہیے ۔ اتفاق سے ایک پہر رات گزرنے کے بعد افضل خاں سوار ہوکر سلطان محمود کے لشکر میں آ گیا اور آدھا لشکر بلکہ آدھے سے زیادہ افضل خاں کی رفاقت میں سلطان محمود کے لشکر سے آ ملا ۔ شہزادہ صاحب خاں اور اقبال خاں نے خوف زدہ اور پریشان ہو کر اپنے ڈیروں کو آگ لگا دی ۔

Marfat.com

اور بھاگ گئے ۔ وہ چوتھے روز نصرت آباد نعلچہ پہنچے ۔ وہاں کے خزانے پر قبضہ کرکے خرچ کرنا شروع کر دیا اور قلعہ کے انتظام میں مشغول ہو گئے ۔

[۳۸۳] سلطان محمود خدا کا شکر بجا لایا اور شادی آباد کی طرف متوجہ ہوا ۔ جب موضع سربر پہنچا ، تو سلطان شہاب الدین کا متبنیٰ (لے پالک) اور دوسرے امراء کہ جو دربا بہار بابا حاجی کے دامن کوہ میں گھرے ہوئے تھے ، عہد و پیمان کرکے سلطان محمود کے پاس آ گئے ۔ وہ متواتر کوچ کرتا ہوا جب قصبہ سرسیہ میں پہنچا ، تو دوسرے دن ساتویں رمضان (۹۱۷ھ/۱۵۱۱ء) کو فوجیں آراستہ کرکے دارالحکومت شادی آباد روانہ ہوا ۔ طرفین سے صفیں آراستہ ہو کر جنگ کی تیاریاں ہوئیں ۔ شہزادہ صاحب خاں نے ہمت کرکے سلطان محمود کی فوج پر حملہ کر دیا ۔ اس دوران میں ایک ہاتھی سلطان محمود کی طرف بڑھا ۔ اس نے فیلبان کے سینہ پر ایسا تیر مارا کہ اس کی پیٹھ میں سے نکل گیا ۔ اس وقت میدنی رائے نے راجپوتوں کی ایک جماعت کے ساتھ صاحب خاں کی فوج پر (حملہ کیا) اور برچھوں اور جمدھروں سے صاحب خاں کی فوج کے بھیجے نکال کر رکھ دیے ۔ شہزادہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر فرار ہو گیا ۔ ایک گروہ نے قلعہ میں پناہ لی اور دوسرا گروہ ان غاروں میں چھپ گیا کہ جو مندو کے نواح میں تھے ۔ سلطان محمود تعاقب کرکے حوض خاص تک آ گیا ۔

شہزادہ قلعہ کے انتظام میں مصروف ہوا ۔ وہ دن رات حفاظت کی کوشش کرتا رہا ۔ سلطان محمود نے اپنی طبعی شفقت کی بنا پر پیغام بھیجا کہ چونکہ تم میرے بھائی ہو اور صلہ رحم کا لحاظ کرنا واجب ہے لہذا طبعی طور سے میں یہ چاہتا ہوں کہ جو جگہ تم چاہو وہ تم کو دے دیں ، جتنا مال تم لے جا سکتے ہو لے جاؤ ۔ اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے ، لیکن بے سبب مسلمانوں کا خون نہ بہایا جائے ۔ شہزادہ صاحب خاں نے قلعہ کی مضبوطی پر مغرور ہو کر (اس بات کو) قبول نہیں کیا ۔ سلطان محمود نے قلعہ کے اطراف کو گھیر لیا اور محاصرہ میں شدت دی ۔ یہاں تک کہ سولھویں شوال سنہ مذکور (۹۱۷ھ/۱۵۱۱ء) مولانا عماد الدین خراسانی کی کوشش و اہتمام سے لشکر کے بہادر صبح صادق

وقت آئے ، مورچے کے آدمیوں پر ٹوٹ پڑے اور مقابلہ شروع کر دیا
شم زدن میں شہزادہ (صاحب خاں) [۳۸۵] کے اعوان و انصار کا خون
ہاک مذلت میں مل گیا ۔ شہزادہ اور محافظ خاں کچھ قیمتی جواہرات لے کر
بت صد زینہ کے راستہ سے بھاگ گئے اور چوتھے روز قصبہ بروده گجرات
یں سلطان مظفر کے لشکر سے جا ملے ۔ اس نے شہزادہ کے آنے کو غنیمت
مجھا اور مہمان نوازی میں کسی قسم کی کمی نہیں کی ۔ اس نے طے کیا
کہ برسات کے موسم کے بعد مالوہ کی ولایت پر قبضہ کرکے بھائیوں میں
قسیم کر لی جائے ۔

وہاں سے جاپانیر گیا ۔ ایک روز شہزادہ (صاحب خاں) کا گزر یادگار
قبول کے مکان کی طرف ہوا کہ جو سرخ کلاہ مشہور تھا اور شاہ اسماعیل
صفوی کی طرف سے ایلچی گری پر گجرات آیا تھا ۔ خدمت گاروں سے کچھ
خت و سست گفتگو ہو گئی جس سے ناگواری بڑھی ۔ عام لوگوں میں یہ
مشہور ہوگیا کہ یادگار سرخ کلاہ اور اس کے آدمیوں نے مندو کے شہزادہ
قید کر لیا ہے ۔ گجرات کے لشکر اور لوگوں کا ہجوم ہو گیا اور
دگار سرخ کلاہ کے چند آدمیوں کو قتل کر دیا ۔ شہزادہ شرمندہ ہو کر
بر اجازت ولایت اسیر کی جانب روانہ ہوگیا ۔ وہ تین سو سواروں کے
تھ موضع پور کانو میں جو اسیر کی سرحد پر واقع ہے ، پہنچا ۔ قصبہ
ندویہ کے حاکم لودھا کو جب یہ خبر ملی ، تو وہ نہایت تیزی سے
ھ آیا اور جنگ شروع کر دی ۔ صاحب خاں نے شکست کھا کر حاکم
ویل کے یہاں پناہ لی جو ملک دکن کا شہر ہے - چونکہ کاویل کے
کم اور سلطان محمود میں پختہ دوستی تھی ، لہذا وہ مدد کرنے سے باز
ا، لیکن چند گاؤں اس کے مدد خرچ کے لیے مقرر کر دیے ۔

جب ملک سے ہنگامہ ختم ہو گیا اور فساد کی بجائے امن قائم ہوگیا ،
سلطان محمود کو اطمینان حاصل ہوا ۔ حکام ، تھانیدار اور عامل ملک
انتظام کے لیے ملک کے اطراف و جوانب میں گئے ۔ میدنی [۳۸۶] رائے
چاہا کہ وہ خود اپنی حیثیت کو مستقل کر لے اور غیاث شاہی اور
شاہی سرداروں کو درمیان سے ہٹا دے ۔ اس نے اپنے اس برے
کے لیے سرداروں کی برائیاں شروع کر دیں ۔ وہ خلوت میں ہر شخص
متعلق نامناسب باتیں کیا کرتا تھا ۔ یہاں تک کہ ایک دن عرض کیا

Marfat.com

کہ افضل خاں اور اقبال خاں نے شہزادہ صاحب خاں کو خطوط بھیجے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ سوئے ہوئے فتنہ کو بیدار کریں ۔ سلطان محمود نے اس غرض آمیز بات کو بے غرضی پر محمول کیا اور حکم دیا کہ جس وقت افضل خاں اور اقبال خاں سلام کے لیے آئیں تو ان کو قتل کر دیا جائے ۔ دوسرے دن قدیم دستور کے مطابق جب وہ سلام کے لیے آئے ، تو دونوں کو گرفتار کرکے ان سے بند بند جدا کر دیے[1] ۔

سواس و ہنڈیہ کے حاکم سکندر خاں اور فتح جنگ خاں شروانی میدنی رائے کی اس جرأت و تسلط کو دیکھ کر بھاگے اور اپنی اپنی جاگیروں کو چلے گئے ۔ سکندر خاں نے بغاوت پر کمر باندھی اور کندوہہ سے قصبہ شہاب آباد تک قبضہ کرکے شاہی عمال کو نکال دیا ۔ سلطان محمود نے اس فتنہ کو فرو کرنے کے لیے ماہ جمادی الاخری ۹۱۸ھ/۱۵۱۲ء کی پانچویں تاریخ کو قلعہ مندو سے نکل کر کوشک جہاں نما لعلچہ میں پہنچا۔ وزارت کا منصب میدنی رائے کے سپرد کیا ۔ چندیری کے حاکم بہجت خاں اور دوسرے سرداروں کو آدمی بھیج کر طلب کیا ۔ بہجت خاں نے باوجودیکہ خالہ زاد تھا ، میدنی کے غلبہ سے خائف ہو کر برسات کے موسم کا عذر کر دیا ۔ سلطان محمود نے چشم پوشی کی ۔ بھیلسہ کے حاکم منصور خاں کو لکھا کہ سکندر خاں کے دفعیہ کی طرف توجہ دے ۔ منصور خاں نے اپنے لشکر کا انتظام کیا اور جنگ کی طرف متوجہ ہوا۔ جب وہ سکندر خاں کی ولایت کی طرف پہنچا ، تو جاسوسوں نے خبر دی کہ سکندر خاں نے [۳۸۷] بہت لشکر جمع کیا ہے ۔ اس نے سلطان محمود کو حقیقت حال کی اطلاع دے کر کمک طلب کی ۔ میدنی رائے نے جواب میں لکھا کہ اگر سکندر خاں کے گرفتار کرنے میں تو نے سستی اور کاہلی کو دخل دیا ۔ تو غضب سلطانی میں گرفتار ہو جائے گا ۔ منصور خاں اس حکم کو سن کر اپنے انجام کے متعلق متفکر و پریشان ہوا اور واپس آ کر بہجت خاں سے مل گیا ۔ بہار خاں جو منصور خاں کی کمک کے لیے ... ہوا تھا ، وہ بھی جا کر بہجت خاں سے مل گیا ۔

سلطان محمود خاں نے ان خبروں کو سن کر روانگی کر دی اور

۱- فرشتہ ۲/۲۶۴ ۔

Marfat.com

آ کر شیخ کمال الدین بہاؤن کی زیارت کی ۔ قصبہ دیبال پور سے مہدنی رائے کو کثیر لشکر اور پچاس ہاتھیوں کے ساتھ سکندر خاں کے دفع کرنے کی اجازت دی اور وہ (میدنی رائے) اجین کو چلا گیا ۔ میدنی رائے جب ولایت سواس میں آیا تو اس نے لوٹ مار شروع کر دی ۔ سکندر نے جب یہ خبر سنی ، تو اس کے عیش میں فرق آیا ، اس نے عاجزانہ انداز میں مصالحت چاہی اور حبیب خاں کے ذریعہ سے مہدنی رائے کے پاس آیا ۔ میدنی رائے نے اجین پہنچ کر سلطان محمود سے سکندر خاں کی خطاؤں کی معافی چاہی ۔ سلطان محمود نے اس کے قصوروں کو معاف کرکے اس کا قدیم منصب اور جاگیر اس کو عطا کر دی ۔ سلطان محمود اجین سے کوچ کرکے قصبہ آگرہ پہنچا ۔ وہاں قلعہ شادی آباد کے داروغہ کی عرض پہنچی کہ بدمعاشوں کے ایک گروہ نے چھبیسویں رمضان (۹۱۸ھ/۱۵۱۲ء) کو خروج کرکے سلطان غیاث الدین کی قبر سے چتر اٹھا لیا اور ایک مجہول النسب آدمی کے سر پر رکھ دیا ، انھوں نے شہر میں غارت گری کی[۱] ۔ حضور کے اقبال سے اس جماعت کے سردار کو قید کرکے قتل کر دیا گیا ۔ سلطان نے اس خبر کو سن کر شادی آباد کے داروغہ کے نام تسلی کا خط بھیج دیا اور خود بہار بابا حاجی کو چلا گیا ۔

[۳۸۸] وہاں سے بھرو داس کو تسلی نامہ دے کر بہجت خاں کے پاس بھیجا ۔ چونکہ وہ بدنصیبی کی وجہ سے بے بصیرت تھا ، لہذا اس نے نامعقول جواب دیا اور ایک جماعت کو کاوِل بھیج دیا تاکہ شہزادہ صاحب خاں کو سرگروہ بنا کر لے آئیں اور ایک عریضہ سلطان سکندر لودی کے پاس بھی بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ محمود شاہ نے ملکی معاملات اور سلطنت کا انتظام کافروں کے قبضہ میں دے دیا ہے اور شریعت اسلام کے دائرہ سے قدم باہر رکھ لیا ہے ۔ وہ اہل اسلام کو ذلیل و خوار اور کافروں اور راجپوتوں کو معزز و محترم رکھتا ہے ۔ آپ کے فتح مند لشکر کی کچھ فوج اس جانب آ جائے ، تو آپ جیسے دین پناہ بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوا کر آپ کا سکہ جاری کرا دیا جائے ۔

جب بھرو داس نے آ کر یہ ماجرا بتایا ، تو سلطان محمود نے لشکر

۱۔ فرشتہ ۲/۲۶۴ ۔

Marfat.com

کا انتظام کرکے ایک ہفتہ کے بعد بہار بابا حاجی سے کوچ کر دیا
موضع شکار پور پہنچا ۔ دوسرے دن مختص خاں کو بہت سا لشکر دے
اپنے سے پہلے چندیری کی طرف روانہ کر دیا[1] ۔

اسی دوران میں یہ خبر پہنچی کہ نصف ماہ محرم الحرام ۹۱۹ھ/
۱۵۱۳ء کو سلطان مظفر گجراتی ایک بہت بڑا لشکر اور پانچ سو ہاتھی
لے کر قصبہ دھار میں آ گیا اور موضع دلاورہ کے نواح میں شکار
مشغول ہے ۔ رائے پتھورا اور دوسرے سرداروں نے جو قلعہ مندو میں
معتبر لوگوں کو بھیج کر ہر چند الکسار و عاجزی سے پیغام بھیجا
اس وقت سلطان محمود اپنے ملک کے انتظام میں پھنسا ہوا ہے ۔ اس
ولایت کے فتح کرنے کا قصد کرنا مروت و مردانگی کے خلاف معلوم ہوتا
ہے ۔ اس نے اس بات کو بالکل نہیں سنا اور نظام الملک سلطانی کو
بڑی فوج دے کر نعلچہ کے نواح میں بھیج دیا ۔ وہ حوض رانی
کنارے پہنچ کر واپس ہو گیا ۔ واپسی کے دوران میں ایک جماعت قلعہ
نکلی اور اس نے لوٹ مار [۳۸۹] شروع کر دی ۔ نظام الملک لوٹ
اور اس نے چند آدمیوں کو قتل کر دیا ۔ باقی لوگوں نے قلعہ میں
لی ۔ سلطان محمود کو جب یہ وحشت اثر خبر ملی ، تو وہ سخت حیران
پریشان ہوا کہ وہ پہلے کس طرف توجہ کرے ۔ ناگاہ عین پریشانی میں
خبر ملی کہ سلطان مظفر گجراتی واپس ہو کر دہور کے راستہ سے گجرات
چلا گیا ۔ سلطان محمود خدا کا شکر بجا لایا اور بہجت خاں کے دفع
کے لیے متوجہ ہوا ۔

چند روز کے بعد یہ خبر آئی کہ سکندر خاں نے پھر بغاوت
سرکشی شروع کر دی ہے اور خالصہ کے مواضعات پر قابض ہو گیا
سلطان محمود نے قصبہ گندوبہ کے حاکم ملک لودھا کو اس کی
کے لیے مقرر کیا اور ملک لودھا سواس کو چلا گیا ۔ دونوں فوجیں
مقابل ہونے پر صبح سے شام تک جنگ ہوتی رہی ۔ آخر کار سکندر
مقابلہ کو برداشت نہ کرکے فرار ہو گیا ۔ ملک لودھا کی سپاہ نے
تعاقب کیا اور غارت گری میں مشغول ہوگئی اسی دوران میں

۱- فرشتہ ۲/۲۶۳ ۔

Marfat.com

شخص جس کے اہل و عیال قید میں تھے ، ملک لودھا کے پاس پہنچا اور
سلام بوسی کے بہانے سے اس کے قریب جا کر زہر آلود خنجر سے اس کے
پہلو پر وار کیا اور اس کی زندگی تمام کر دی ۔ سکندر خاں اس واقعہ کو
سن کو لوٹ آیا اور ملک لودھا کے آدمیوں کو اکھاڑ پھینکا ۔ چھ ہاتھی
اور بہت سے گھوڑے مالِ غنیمت میں ملے اور وہ مظفر و منصور واپس
لوٹا ۔ جب یہ خبر سلطان محمود کو ملی ، تو اس نے بہجت خاں کو دفع
کرنا ضروری سمجھا اور وہ چندیری کی طرف سے متوجہ ہوا ۔ راستہ میں
خبر ملی کہ ماہ ذی الحجہ (۹۱۹ھ/۱۵۱۴ء) کے وسط میں شہزادہ صاحب
خاں گوالدوالہ سے چندیری آ گیا اور بہجت خاں اور منصور خاں نے اس کا
استقبال کرکے اس کو [۳۹۰] سلطنت پر قابض کر دیا ۔ سلطان محمود نے
موضع ساجن پور میں قیام کرکے لشکر جمع کیا ۔

چند روز کے بعد یہ خبر پہنچی کہ سعید خاں لودی اور عماد الملک
دہلی کے لشکر کے ساتھ سلطان سکندر کی طرف سے شہزادہ صاحب خاں کی
مدد کے لیے چندیری سے پانچ کوس پر آ گئے ۔ سلطان محمود اس خبر کو
سن کر پریشان ہو گیا اور مناسب یہ سمجھا کہ اپنی جگہ پر واپس ہو
جائے ۔ راستہ میں سرداروں کو اپنے حضور میں بلا کر عہد و پیمان کو
قسم سے پختہ کیا ۔ قسم اور تجدید عہد کے باوجود جب رات کا کچھ حصہ
گزرا ، تو صدر خاں اور مختص خاں جو صادق القول سردار تھے ، چندیری
کی طرف فرار ہو گئے ۔ محمود شاہ نے کچھ لوگوں کو ان کے تعاقب کے
لیے بھیجا اور خود قصبہ سرونج میں قیام کیا ۔ ماہ صفر کی پہلی تاریخ کو
قصبہ بھیلسہ کی آبادی سے گزر کر اود خالہ پر پہنچا ۔ چونکہ لشکر ،
دروازہ بھیلسہ کے سامنے سے گزرتا تھا ، لہٰذا منصور خاں کے مقرر کیے
ہوئے آدمیوں نے شہر ماندیا کے بدمعاشوں سے مل کر لشکر کے بچے ہوئے
لوگوں کو لوٹ لیا ۔

اس خبر کو سن کر سلطان محمود کی ہمت و مردانگی کو جوش
آیا ۔ اس نے حکم دیا اور چشم زدن میں قلعہ پر قبضہ کرکے اس بدبخت
جماعت کو قتل کر دیا اور اہل شہر بھی اس گروہ کی نحوست سے برباد
ہوئے کے اہل عیال غلامی کی ذلت میں گرفتار ہوئے ۔ شکار کی غرض سے
چند روز اس علاقہ میں قیام کیا ۔ شہزادہ صاحب خاں اور بہجت خاں نے

Marfat.com

اس قیام کو اپنے لیے ایک بڑی نعمت سمجھا اور ملک محمود کو ایک
لشکر کے ساتھ سارلگ پور کی طرف بھیج دیا ۔ سارنگ پور کے حاکم
گماشتہ جھجار خان جنگ کرکے غالب آ گیا ۔ ملک محمود فرار ہوا
چندیری تک [۲۹۱] نہ ٹھہر سکا ۔ جھجار خان بہت مال غنیمت لے
سارلگ پور کو واپس ہو گیا اس موقع پر ملک محمود کی فوج بھاگ
آ گئی ۔ سعید خان لودی اور عماد الملک نے بہجت خان کو پیغام بھیجا
یہ وعدہ ہوا تھا کہ جس وقت فتح یاب سکندری فوج چندیری پہنچے گی
تو سکندر زماں (سلطان سکندر لودی) کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا
درہم و دینار کے سکے بھی خاقان زماں (سکندر لودی) کے نام سے مضروب
ہوں گے ۔ آج تک اس بات کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا ۔

جب انھیں حسب منشا جواب نہیں ملا ، تو انھوں نے موضع سر
سے کوچ کرکے چودہ کوس پر قیام کر دیا وہاں سے صورت واقعہ سلطان
سکندر (لودی) کی خدمت میں بذریعہ عرضداشت لکھی ۔ سلطان سکندر
ان کے بلانے کے لیے فرمان جاری کیا ۔ جب سلطان سکندر کی فوج
و پریشان ہو کر دہلی کی طرف روانہ ہو گئی ، تو سلطان محمود تائید
کا انتظار کرنے لگا ۔ اس نے شکار کا سلسلہ شروع کر دیا ۔ ایک دن
کے دوران میں ایک جاسوس نے عرض کیا کہ خواجہ جہان اور حافظ
ایک بڑی فوج لے کر شادی آباد کی طرف گئے ہیں ۔ سلطان محمود
جگہ سے واپس ہوا ۔ حبیب خان ، فخر الملک اور ہیم کرن کو حافظ
کے دفع کرنے کے لیے مقرر کیا ۔ حبیب خان اور دوسرے سردار
ربیع الثانی کو قلعہ پہنچے ۔ اتفاق سے ان کے پہنچنے سے تین چار
پہلے حافظ خان پہنچا تھا ۔ جنگ ہوئی ۔ بغاوت کی شامت کے نتیجہ
حافظ خان قتل ہوا ، اس کے سر کو جلایا اور مظفر و منصور اپنے
کو واپس ہوئے ۔

شاہزادہ صاحب خان اس خبر کو سن کر رنجیدہ اور ملول ہوا
نے اپنے پاس سرداروں کی آمدورفت بند کر دی ۔ [۲۹۲] بہجت خان
صفدر خان نے یہ مناسب سمجھا کہ علماء و مشائخ کو درمیان میں ڈال
اپنی خطاؤں کی معافی چاہیں اور شاہزادہ کے لیے مملکت کے کچھ علاقہ
واسطے التماس کریں ۔ وہ متفق ہو گئے اور بہجت صاحب خان

Marfat.com

عرض کی ۔ شاہزادہ نے کہا کہ یہی بات بہت دلوں سے میرے ذہن میں تھی ، لیکن سلطان سکندر کی فوج کے آ جانے سے ملول و رنجیدہ تھا ۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ بلا دور ہو گئی ۔

بہجت خاں نے سرداروں کے مشورہ سے شیخ اولیاء کو لشکر میں بھیجا اور اپنی خطاؤں کی معافی چاہی اور شہزادہ کے مدد خرچ کے لیے کچھ علاقہ طلب کیا ۔ سلطان محمود نے اس بات کو تائید غیبی اور عنایت الٰہی تصور کیا ۔ قلعہ رائے سین ، قلعہ بھیلسہ ، دھمونی کو شاہزادہ کے سپرد کیا[1] اور وقتی طور پر دو لاکھ تنکے نقد بطور مدد خرچ اور بارہ ہاتھی مرحمت کیے ۔ تسلی کے پروانے بہجت خاں اور دوسرے امراء و خوانین کے نام بھیجے بہجت خاں کے ایلچی کے ہمراہ اپنے کچھ ملازموں کو بھیجا شیخ اولیاء اور یہ بھیجے ہوئے لوگ جب چندیری کے نزدیک پہنچے ، تو بہجت خاں نے اپنے لڑکے شزرہ خاں کو ان پیغامبروں کے استقبال کے لیے بھیجا اور نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا ۔ بہجت خاں نے فرامین کے مضمون پر مطلع ہونے کے بعد رائے سین اور بھیلسہ کی حکومت کا منشور (شاہی حکم نامہ) شزرہ خاں کی معرفت صاحب خاں کے پاس بھیجا ، مگر دو لاکھ نقد تنکے اور بارہ ہاتھی اپنے پاس روک لیے ۔ بعض فتنہ پردازوں نے شاہزادہ صاحب خاں سے کہا کہ بہجت خاں نے یہ طے کر لیا ہے کہ عیدالفطر کی صبح کو نماز کے وقت آپ کو بعض مقربین کے ہمراہ گرفتار کر لے ، اسی لیے شیخ اولیاء کو لشکر میں بھیجا ہے اور عہد و پیمان کو قسم کے ذریعہ مئو کد کیا ہے اور کچھ لشکریوں کو ملا لیا ہے[2] ۔

اس خبر کو سن کر شاہزادہ پر خوف و ہراس غالب آ گیا اور ہر وقت متفکر و پریشان رہنے لگا ۔ انتیسویں رمضان کی رات کو شاہزادہ نے [۳۹۳] غیر معروف راستہ اختیار کیا اور وہ سرحد پر سلطان سکندر کی فوج میں پہنچ گیا ۔ جب یہ خبر محمود شاہ کو ملی ، وہ انتیسویں شوال کو چندیری روانہ ہوا ۔ بہجت خاں اور شہر کے اکابر اس کے استقبال کے لیے آئے اور

۱۔ فرشتہ ۲/۲۶۵ ۔

۲۔ فرشتہ ۲/۲۶۵ ۔

Marfat.com

معذرت چاہی ۔ محمود شاہ نے ان کی خطائیں معاف کر کے ہر ایک کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا ۔ چند روز تک چندیری میں قیام کیا ۔ وہ اس نواح کا انتظام کر کے دارالحکومت شادی آباد کو روانہ ہو گیا ۔

میدنی رائے نے بادشاہ کی مرضی اور استصواب رائے کے بغیر یہ حرکت شروع کی کہ سرداروں اور امیروں کو قتل کرنے لگا ۔ روزانہ ایک شخص کو ناکردہ گناہ میں مطعون کرتا اور قتل کرا دیتا ۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ محمود شاہ کا مزاج تمام امیروں ، بلکہ تمام مسلمانوں کی طرف سے منحرف ہو گیا ۔ اور پرانے حاکم جو سالہا سال سے غیاث شاہی اور ناصر شاہی حکومت میں دیوانی کے معاملات کے متصدی و متکفل تھے اس وفادار گروہ کو معزول کر کے میدنی رائے کے دوستوں اور احباب کو تعینات کر دیا ۔ اس عمل سے اکثر امیر ، سردار اور ملازمین دل برداشتہ ہو گئے اور اہل و عیال کو لے کر اپنے اپنے وطن کو چلے گئے ۔ شادی آباد کا قلعہ جو دارالعلم اور فضلاء و مشائخ کا مرکز تھا ، گنواروں کا ٹھکانہ بن گیا ۔ یہ کیفیت ہو گئی کہ محمود شاہ سرکار کے تمام کام حتیٰ کہ دربانی اور فیل بانی بھی میدنی رائے کے گماشتوں کے سپرد ہو گئی ۔ کوئی حاکم باقی نہ رہا اور سلطان محمود کی خدمت میں دو سو سے زیادہ مسلمان باقی نہ رہے ۔ مسلمان عورتوں اور سیدانیوں کو راجپوتوں نے اپنی لونڈیاں بنا لیا اور ان کو ناچ سکھا کر اکھاڑہ میں داخل کر لیا ۔ سلطان ناصر الدین کی گانے والی عورتوں کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا[1] ۔

سلطان محمود راجپوتوں کی قوت اور غلبہ کو دیکھ کر مجبور ہو گیا چونکہ ہندوستانیوں کا یہ طریقہ ہے کہ جب اپنے ملازم کو رخصت کرتے ہیں [۳۹۳] یا کسی مہمان کو وداع کرتے ہیں ، تو اس کو پان دیتے ہیں لہذا سلطان محمود نے پان کا ایک بیڑہ آرائش خاں کی معرفت میدنی رائے کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ اب تم کو اجازت ہے کہ میرے ملک سے چلے جاؤ ۔ راجپوتوں نے جواب دیا کہ ہم چالیس ہزار سواروں نے تک آپ کی بہی خواہی اور جاں نثاری میں کوئی خطا نہیں کی ہے ۔ پسندیدہ خدمات انجام دی ہیں ۔ ہم کو یہ نہیں معلوم کہ ہم سے کیا

۱- فرشتہ ۲/۲۶۵ ۔

Marfat.com

ہوئی ہے ۔ جب آرائش خاں جواب لے کر چلا آیا ، تو راجپوت میدنی رائے کے گھر میں جمع ہوئے اور انھوں نے یہ ارادہ کیا کہ سلطان محمود کو ختم کر دیں اور میدنی رائے کے لڑکے رائے رایان کو بادشاہ بنا لیں ۔ میدنی رائے نے کہا کہ اس وقت حقیقت میں مالوہ کی سلطنت ہماری ہے ۔ اگر محمود شاہ نہ رہا ، تو سلطان مظفر گجراتی آ کر ولایت مالوہ پر قابض ہو جائے گا ، لہذا جس طرح بھی ہو سکے اپنے ولی نعمت (محمود شاہ) کی رضا مندی کے لیے کوشش کرنی چاہیے[1] ۔

میدنی رائے راجپوتوں کے مشورہ سے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے قصوروں کی معافی چاہی اور عرض کیا کہ حضور پر پوشیدہ نہیں ہے کہ ہم غلاموں سے سوائے جاں نثاری اور خدمت کے کوئی فعل سرزد نہیں ہوا اور محافظ خاں جو سلطان کا دشمن تھا ، اس کو حضور کے اقبال سے عذاب دے کر قتل کر دیا گیا ۔ اگرچہ آدمی از سر تاپا گناہوں اور خطاؤں کا پتلا ہے ، لیکن ایسی کوئی خطا ہم سے ظہور میں نہیں آئی کہ جس سے آپ آزردہ خاطر ہوں ۔ اگر بالفرض شریعت کے تقاضہ کے مطابق ایسی کوئی نامناسب بات صادر بھی ہو گئی ہو ، تو ہم آپ کے جبلی کرم اور فکری عضو کے امیدوار ہیں کہ معاف کر دیا جائے اور اب
[۳۹۵] ہم سے کوئی بات سلطان کی مرضی کے خلاف ظاہر نہیں ہوگی ۔

سلطان محمود نے طوعاً و کرہاً اس کو تسلی دے کر خطا معاف کر دی ، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ قدیم دستور کے مطابق تمام عہدے اور کارخانے انھیں (سابقہ) مسلمان عہدہ داروں کے سپرد کرنے جائیں ، ملکی معاملات میں اپنے آدمیوں کو دخل انداز نہ کرے ، (راجپوت) مسلمان عورتوں کو اپنے اپنے گھروں سے نکال دیں اور مظالم بند کیے جائیں ۔ میدنی رائے نے مصلحت وقت کے لحاظ سے شرائط کو قبول کر لیا اور سلطان کی بہت دل جوئی کی[2] ، لیکن سالباہن پوربیہ خلاف ہو گیا اور برے کاموں اور ناشائستہ حرکتوں سے باز نہیں آیا ۔

۱۔ فرشتہ ۲/۲۶۲ ۔
۲۔ فرشتہ ۲/۲۶۶ ۔

Marfat.com

سلطان محمود نے نہایت بہادری سے ، اگرچہ اس کے پاس دو سو مسلمانوں سے زیادہ نہیں تھے ، اپنے مخصوص لوگوں سے طے کر دیا کہ جس وقت میں شکار سے واپس آؤں ، میدنی رائے اور سالباہن اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں ، تو راستہ میں ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں (سلطان محمود) دوسرے دن اس جماعت کو ایک مقام پر چھوڑ کر خود شکار کے لیے چلا گیا اور شکار سے واپس ہو کر اپنے خلوت خانہ میں گیا۔ میدنی رائے اور سالباہن کو رخصت کر دیا ۔ اسی وقت وہ لوگ گھات سے نکلے اور میدنی رائے سالباہن کو زخمی کیا ۔ سالباہن وہیں مارا گیا ۔ میدنی رائے کے کاری زخم نہیں آیا تھا ۔ اس کو مکان پر لے گئے ۔ راجپوت اس خبر کو سن کر تیار ہوگئے اور میدنی رائے کے مکان میں جمع ہوئے تاکہ سلطان محمود کو نقصان پہنچائیں ۔ سلطان محمود اس خبر کو سن کر نہایت شجاعت و مردانگی سے صرف سولہ سوار اور چند پیادوں کے ہمراہ شہادت کے ارادہ سے محل سے نکلا اور جنگ پر آمادہ ہوا چند ہزار راجپوت مقابلہ پر آئے ۔ جنگ شروع ہوئی ۔ پوربیہ راجپوتوں میں سے ایک نے کہ جو بہادری میں مشہور تھا ، استقامت دکھائی اور سلطان (محمود) پر وار کیا ۔ سلطان نے اس کے وار کو رد کرکے اس کے دو ٹکڑے کر دیے [۹۶] دوسرے راجپوت نے سلطان پر برچھے کا وار کیا ۔ سلطان نے اس کا برچھا تلوار پر روکا اور اس کو بھی کمر سے دو ٹکڑے کر دیا ۔ راجپوت یہ حال دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے ۔ پھر وہ ایک جگہ جمع ہوئے اور ارادہ کیا کہ عام ہجوم کرکے سلطان کو مار ڈالیں[1] ۔

جب میدنی رائے کو اس ارادہ کی خبر ہوئی ، تو اس نے کہا کہ محمود شاہ میرا ولی نعمت ہے ۔ اگر اس کے حکم سے مجھے زخمی کیا ہے تو تم لوگوں کو اس سے کیا مطلب ۔ اگر اس کی سلطنت کا سایہ ہمارے سروں پر نہ ہو ، تو سلطان مظفر گجراتی ہمیں نکال دے ۔ میدنی رائے کی یہ گفتگو سن کر راجپوت اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے اور فتنہ فرو ہو گیا ۔ اسی رات کو میدنی رائے نے سلطان کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ چونکہ میری تمام عمر میں بہی خواہی اور نمک حلالی کے سوا مجھ

۱- فرشتہ ۲/۲٦٦ ۔

کوئی اور فعل سر زد نہیں ہوا ہے ، اس لیے اس زخم سے میری جان بچ گئی ۔ اگر حقیقت میں میرے مارے جانے سے سلطنت کے کام درست ہو جائیں ، تو کچھ مضایقہ نہیں ہے ۔ محمود شاہ نے کہا کہ مجھ کو تحقیق ہو گئی ہے کہ میدنی رائے میرا خیر خواہ ہے اور کمال خیر خواہی سے اس نے کل رات سر پھرے راجپوتوں کو فتنہ و فساد سے روک دیا ۔ اس کے بعد میں اس کی طبیعت کے زخموں کا علاج اپنی عنایت و مہربانی کے مرہم سے کروں گا ۔

چند روز کے بعد اس کے زخم بھرگئے اور وہ پانچ سو مسلح راجپوتوں کے ہمراہ سلام کے لیے حاضر ہوا ۔ اس کے بعد وہ اسی طرح سلام کے لیے آتا تھا ۔ محمود شاہ نے نہایت جرأت و بہادری سے قدیم طریقہ کے مطابق اس سے سلوک کیا اور تسلی دے کر اسے دربار میں بھیجا ۔ تا کہ ملکی معاملات کا انتظام کرے[1] ۔

جب ایک مدت اچھی طرح گزر گئی اور اس نے دیکھا کہ سلطنت میں صرف اس کا نام باقی رہ گیا ہے ، تو ۹۲۰ھ/۱۵۱۴ء کے کسی مہینہ میں وہ شکار کے بہانے سے قلعہ مندو سے باہر نکلا ۔ رانی کنیا کو جو اس کی محبوب بیوی تھی ہمراہ لیا ۔ راجپوتوں کی وہ جماعت کثیر جو ہمیشہ اس (سلطان محمود) کی نگرانی کے لیے اس کے ساتھ رہا کرتی تھی اور اس کے چاروں طرف گشت کرتی رہتی تھی ، (اس کے بارے میں) سلطان محمود نے اپنے میر آخور سے جو اس کا قدیم خدمت گار تھا ، خلوت میں کہا کہ کل میں شکار کے لیے جاؤں گا اور راجپوتوں کو [۲۹۰] شکار کے پیچھے اتنا دوڑاؤں گا کہ جب وہ لشکر میں آئیں گے ، تو ان میں حرکت کرنے کی بھی قوت باقی نہ رہے گی ۔ جب آدھی رات گزر جائے ، تو تین تیز رفتار گھوڑے آراستہ کرکے تیار رکھنا اور مجھے اطلاع کر دینا ۔ دوسرے روز (سلطان محمود) شکار کو گیا اور صبح کو واپس آیا ۔ زیادہ محنت کی وجہ سے راجپوت سو گئے ۔ میر آخور (اصطبل کے منتظم) نے حکم کے مطابق تین گھوڑے آراستہ کرکے باہر نکالے اور سلطان کو اطلاع دی ۔ محمود شاہ تائید الٰہی پر بھروسہ کرکے ان گھوڑوں کے پاس پہنچا اور وہ تینوں جنگل

۱- فرشتہ ۲/۲۶۶ ۔

Marfat.com

کو روانہ ہو گئے ۔ منزلیں طے کرنے کے بعد گجرات کی سرحد میں جب قصبہ دھود پہنچے ، تو سلطان مظفر گجراتی کے تھانیدار قیصر خاں نے اس کا استقبال کیا اور مہمان نوازی کی خدمات انجام دیں ، سرا پردہ اور ضروریات کی چیزیں پیش کیں ۔ سلطان مظفر کو عریضہ لکھ کر بھیجا اور سلطان محمود کے آنے کی اطلاع دی ۔ جب سلطان مظفر کو یہ عریضہ چاپانیر میں ملا ، تو اس نے خدا کا شکر ادا کرکے قیصر خاں ، تاج خاں ، قوام الملک اور دوسرے بڑے بڑے سرداروں کو استقبال کے لیے بھیجا ۔ عراقی گھوڑے ، چند ہاتھی ، توشہ خانہ کا سامان ، سرخ سرا پردہ ، فراش خانہ کا اسباب اور وہ کارخانے بھیجے جو بادشاہوں کے لیے ضروری ہوتے ہیں ۔ وہ (سلطان مظفر) خود بھی چند منزل تک استقبال کے لیے گیا ۔ اس کے بعد ایک منزل پر تخت پر قران سعدین اور اجتماع نیرین ہوا (دونوں بادشاہوں کی ملاقات ہوئی) ۔ مظفر نے مروت و سخاوت کا اظہار کیا ۔ بزرگانہ طریقہ سے حالات دریافت کیے اور شاہانہ تحفے پیش کرکے اس کی دلدہی اور تسلی فرمائی[1] ۔

چند روز کے بعد سلطان مظفر آراستہ لشکروں کے ساتھ ملک مالوہ کی طرف روانہ ہوا ۔ جب دھارا کے قریب پہنچا ، تو رائے پتھورا نے قلعہ مندو کو مضبوط کیا اور قلعہ داری میں مشغول ہوا ۔ مہدنی رائے اور صلاحدی چند ہزار راجپوتوں کے ساتھ چتوڑ پہنچے اور رانا سانگا سے پناہ کے طالب ہوئے ۔ سلطان مظفر نے [۲۹۸] قلعہ مندو کا محاصرہ کرکے مورچے تقسیم کر دیے ۔ چند روز کے بعد رائے پتھورا عاجزانہ حاضر ہو کر امان کا طالب ہوا اور اپنی جاگیر کے لیے چودہ پرگنوں کی درخواست کی ، سلطان مظفر نے نہایت مہربانی سے اس کی درخواست کو منظور کر لیا ۔ دوسرے دن رائے پتھورا نے پھر سے پیغام بھیجا کہ چونکہ ہم سے بہت سی ناشائستہ حرکات سر زد ہو چکی ہیں ، لہذا ہم پر خوف اور ناامیدی طاری ہے اگر لشکر تین کوس پیچھے ٹھہرے ، تو میں اپنے اہل و عیال کو لے کر قلعہ سے نکل جاؤں اور جس کو حکم دیں میں قلعہ اس کے سپرد کر دوں ۔ سلطان مظفر اس مکار گروہ کی درخواست قبول کرکے تین کوس پیچھے

۱- فرشتہ ۲/۲٦٦ ، ۲٦۷ ۔

Marfat.com

ٹھہرا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ رائے پتھورا دفع الوقتی کر رہا ہے اور رانا سانگا اور میدنی رائے کے آنے کا منتظر ہے۔

سلطان مظفر جنگ مقابلہ کے لیے واپس لوٹا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس دوران میں یہ خبر ملی کہ میدنی رائے اور سلاہدی نے رانا سانگا کو معقول رقم دے کر معاہدہ کیا ہے کہ وہ اس نواح کے تمام زمینداروں کو مدد کے لیے لائے گا۔ اور وہ سب شہر اجین کے قریب آ گئے ہیں۔ سلطان مظفر نے اسیر و برہان پور کے حاکم اعظم ہمایوں عادل خاں کو جو سلطان مظفر کا بھانجا اور داماد تھا اور فتح خاں اور قوام الملک کو میدنی رائے اور رانا سانگا کی گوشمالی اور تادیب کے لیے تعینات کیا اور خود قلعہ مندو کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ اتفاق سے ایک شخص نے آ کر پہاڑ پر چڑھنے کا سہل راستہ بتایا اور کہا کہ رائے پتھورا وہاں تھوڑے سے آدمیوں کو چھوڑ گیا ہے۔ چونکہ کل ہولی کا دن ہے، لہذا راجپوت اپنے اپنے مکانوں میں شغل و تفریح میں مشغول ہوں گے۔ اگر ہولی کے دن دوسرے مورچوں پر جنگ کرکے لشکر کی واپسی ہو جائے اور پھر فوج اسی راستہ پر بھیج دی جائے اور دوسری فوج مدد و کمک کے لیے رہے، تو ممکن ہے کہ قلعہ قبضہ میں آئے۔

سلطان مظفر نے اس کی رائے کو پسند کرکے اسے انعام و عنایت سے نوازا اور سولھویں صفر ۹۲۴ھ/۱۵۱۸ء کو گجرات کے لشکریوں [۲۹۹] نے حملہ کر دیا اور مردانہ کارنامے ظہور میں آئے۔ راجپوتوں نے بھی بہت کوشش کی۔ گجرات کی سپاہ نے وقت سے پہلے واپسی کا نقارہ بجا دیا اور فوجیں اپنے اپنے مورچوں پر پہنچ گئیں۔ راجپوتوں نے بہت کوشش کی، لیکن ہولی کا دن ہونے کی وجہ سے ان کے سرداروں نے مورچوں پر بہت تھوڑے سے آدمی چھوڑے تھے اور خود اپنے اپنے مکانوں پر آرام کر رہے تھے۔ جب آدھی رات گزری، تو تاج خاں اور عماد الملک بہادروں کی ایک فوج لے کر قلعہ مندو کے فتح کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ جب تھوڑا راستہ طے کر لیا، تو عماد الملک نے اس رہنمائی کو نظر میں رکھا اور وہ مقررہ راستہ سے نکلا۔ تاج خاں دوسرے راستہ سے پہاڑ پر چڑھا۔ عماد الملک جب قلعہ کی دیوار کے نزدیک پہنچا، تو معلوم ہوا کہ راجپوت سو رہے ہیں اور ان کو فوج کے آنے کی خبر

Marfat.com

بھی نہیں ہوئی ۔ فوراً فرنگی نیزوں سے سیڑھیاں بنائیں اور فوج کو قلعہ کی دیوار پر چڑھا دیا ۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ راجپوت خواب اجل میں غافل ہیں ، تو آہستہ آہستہ زمین پر اتر کر (قلعہ کا) دروازہ کھول دیا ۔ دروازہ کھولنے کے دوران میں راجپوت آ گئے ، لیکن جو بہادر قلعہ کے باہر تھے انہوں نے حملہ کر دیا اور وہ خود قلعہ میں داخل ہو گئے اور چند راجپوتوں کو ٹکڑے کر دیا ۔ جو تلواروں سے بچے وہ بھاگ گئے [1] ۔

جب یہ خبر رائے پتھورا کو ملی ، تو اس نے اپنے سے پہلے شادی خان پوربیہ کو پانچ سو مسلح راجپوتوں کے ساتھ عماد الملک کے دفعیہ کے لیے بھیجا اور خود چند ہزار راجپوتوں کے ہمراہ شادی خان کے پیچھے چلا ۔ گجراتی بہادروں نے تیر اندازی شروع کر دی اور ان لوگوں کو جو شادی خان کے آگے آگے آ رہے تھے ، تیروں کے نشانوں پر رکھ لیا ۔ وہ جان لیوا زخموں سے ایسے زخمی ہوئے جیسے سور زخمی ہوتا ہے اور بھاگ کھڑے ہوئے ۔ اسی موقع پر سلطان محمد گجراتی اسی راستہ سے قلعہ میں داخل ہوا ۔ جب قلعہ والوں کی نظریں مظفری جھنڈوں پر پڑیں ، تو وہ اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور جوہر [۔ ۔ م] کیا ۔ جیسا کہ راجپوتوں کا طریقہ ہے کہ اضطراب کے وقت اپنے گھروں میں آگ دے کر اپنے اہل و عیال کو قتل کر دیتے ہیں اور جلا ڈالتے ہیں ۔ اس عمل کو جوہر کہتے ہیں ۔ گجراتی بہادر گروہ در گروہ راجپوتوں کے مکانوں اور گھروں میں داخل ہو کر قتل عام کرنے لگے ۔ اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ اس رات کو اور کچھ دن چڑھے تک انیس ہزار راجپوت قتل ہوئے اور اس قدر مال غنیمت اور قیدی گجرات کے لشکر کے ہاتھ آئے کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ۔

اللہ کی نصرت و تائید سے فتح ہوئی اور نمک حرام راجپوت اپنی سزاؤں کو پہنچے ۔ سلطان محمود نے آ کر مبارک باد دی اور جلدی میں پوچھ بیٹھا کہ خداوند جہاں میرے متعلق کیا فرماتے ہیں ۔ سلطان مظفر نے نہایت بزرگانہ انداز میں کہا کہ ممالک مالوہ کی سلطنت تم کو مبارک

۱۔ فرشتہ ۲/۲۶۷ ۔

Marfat.com

ہو۔ سلطان محمود کو قلعہ مندو میں چھوڑا اور خود اسی وقت واپس ہو کر اپنے لشکر میں پہنچا۔ دوسرے دن اس منزل سے روانہ ہو کر رانا سانگا کی تادیب کے لیے اجین کی طرف چلا۔ جب قلعہ دھارا پر پہنچا، تو یہ خبر ملی کہ عادل خاں اور دوسرے سردار ابھی تک قصبہ دیپال‌پور ٹھہرے سے آگے نہیں بڑھے ہیں۔ رانا سانگا قلعہ فتح ہونے کی خبر سن کر بھاگا اور اپنی ولایت کو چلا گیا۔ اس نے پہلی رات میں ستائیس کوس کا راستہ طے کرکے میدنی رائے اور سلاہدی کو اپنے ساتھ لیا۔ سلطان مظفر نے اس خبر کو سن کر خدا کی حمد اور شکر ادا کیا۔ عادل خاں اور دوسرے سرداروں کو طلب کیا۔ سلطان محمود اس منزل پر سلطان مظفر کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ ایک دن قلعہ شادی آباد میں قیام کرکے میری عزت افزائی فرمائیں:

بیت

ازاں طرف نہ پذیرد کمال تو نقصاں
و زیں طرف شرف روزگار ما باشد

[۳۰۱] سلطان مظفر نے لشکر کو قصبہ دھارا میں چھوڑا اور خود قلعہ شادی آباد میں چلا گیا۔ سلطان محمود نے مہمان نوازی کے لوازم پورے کیے اور بادشاہ کے لائق تحفے نذر کیے۔ سلطان مظفر صحبت و جلسہ سے فارغ ہو کر عمارتوں اور باغوں کی سیر کو گیا۔ پھر اپنے لشکر میں آ گیا اور وہاں سے مظفر و منصور گجرات کو چلا گیا۔

سلطان محمود نہایت محبت و خلوص سے رخصت کرنے کے لیے چند منزل تک ساتھ گیا۔ سلطان مظفر نے آصف خاں گجراتی کو چند ہزار سواروں کے ساتھ کمک کے لیے چھوڑا اور سلطان محمود کو رخصت کر دیا اور معذرت چاہی۔ سلطان محمود نے آصف خاں کے مشورہ سے قلعہ شادی آباد میں قیام کیا۔ پرانے امیروں، سرداروں اور سپاہیوں کو تسلی کے خطوط بھیجے اور ان کو طلب کیا۔ اس کے قدیم نوکر اور امیر جہاں کہیں تھے، نہایت خوش اور بشاش ہوئے اور مندو کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سلطان محمود کے پاس بہت لشکر جمع ہو گیا، تب آصف خاں کی صلح و مشورہ سے اہیم کرن کے مقابلہ کے لیے کہ جو میدنی رائے کی

طرف سے قلعہ کاگرون کا محافظ تھا ، روانہ ہوا ، میدنی رائے کو جب یہ معلوم ہوا ، تو اس نے رانا سانگا سے کہا کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہے ، وہ سب قلعہ کاگرون میں ہے اور میں نے تم سے اس بات کی التجا کی تھی کہ ملک مالوہ کو صاف کرکے میرے حوالہ کر دیا جائے۔ اب یہ نوبت پہنچ گئی کہ جو کچھ بھی میرے پاس ہے ، وہ لوگ زبردستی لے جائیں گے۔

رانا سانگا کو جہالت و غیرت کی وجہ سے جوش آ گیا۔ وہ چند ہزار خونخوار راجپوتوں کو قلعہ سے لے کر کاگرون کی طرف روانہ ہوا۔ جب یہ خبر سلطان محمود کو ملی ، تو وہ نہایت جرأت اور دلیری کے ساتھ محاصرہ کاگرون کو خلاف احتیاط ترک کرکے رانا سانگا سے جنگ کے لیے تیار ہو گیا۔ وہ اکثر دن کو سفر کرتا تھا۔ اتفاق سے جس دن کو جنگ [۴۰۲] ہوگی ، سلطان محمود کافی راستہ طے کرنے کے بعد رانا سانگا سے سات کوس کے فاصلہ پر پہنچ گیا۔ جب یہ خبر رانا سانگا کو ملی ، تو اس نے اپنے سرداروں کو بلا کر کہا کہ مصلحت یہی ہے کہ اس وقت غنیم پر چڑھائی کر دینی چاہیے۔ اس وجہ سے کہ اس نے بہت راستہ طے کیا ہے اور اس میں لڑنے کی طاقت نہ ہوگی۔ اگر تیز رفتاری کے ساتھ پہنچیں ، تو اسے فوج کو آراستہ کرنے کا بھی موقع نہ ملے گا اور بڑی آسانی سے ہو جائے گا۔ راجپوتوں اور سرداروں نے اس کی رائے کی تحسین و تصدیق کی ، سوار ہوئے اور فوجیں آراستہ کرکے روانہ ہو گئے۔

جب وہ سلطان محمود کے لشکر کے قریب پہنچے ، تو اسی طرح جیسا کہ میں نے کہا تھا ، سلطان محمود کے لشکری ایک ایک دو دو جنگ کے لیے آتے تھے اور شہید ہو جاتے تھے۔ چونکہ یہ جنگ بے ترتیبی سے ہوئی ، اس لیے بتیس سردار پرانے معتبر آدمیوں سے شہید ہو گئے گجرات کے لشکر میں سے آصف خاں مع پانچ سو سوار، ۰ کے شہید ہوئے اور محمود کے لشکر کو بری طرح شکست ہوئی۔

سلطان محمود چونکہ نہایت دلیر اور بہادر تھا ، لہذا صرف دو سواروں کے ہمراہ بہادری کے ساتھ کھڑا رہا۔ جب راجپوتوں کی فوج کی طرف متوجہ ہوئی ، تو وہ بہت تیز رفتار گھوڑے کو حرکت دے

اور اس فوج میں جو تلواروں اور برچھیوں کے دریا کے مانند تھی ، غوطہ لگایا ۔ اس کے جوشن پر سو سے زیادہ زخم لگے ۔ چونکہ اس کے جسم پر دو جوشن تھے ، اس لیے پچاس زخم دوسرے جوشن کو کاٹ کر اس کے جسم پر لگے ۔ باوجود اتنے زخموں کے اس نے غنیم کی طرف سے منہ نہ موڑا ۔ جب وہ گھوڑے کی پیٹھ پر سے زمین پر گر گیا ، تو راجپوت اس کو پہچان کر رانا سانگا کے پاس لے گئے ۔ ہر ایک راجپوت نے اس کی تعریف کی اور اس پر فدا ہونے لگے اور اس کی بہادری کی تعریف کرتے تھے ۔ رانا سانگا دست بستہ سلطان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور خدمات انجام دے کر اس کے علاج میں [۳۰۳] مشغول ہوا ۔ جب سلطان محمود کو صحت ہو گئی ، تو رانا سانگا نے عرض کیا کہ تاج عنایت کر کے میری عزت افزائی کیجیے ۔ سلطان محمود نے موتی اور جواہرات سے آراستہ تاج رانا سانگا کو دے کر رضا مند کیا ۔ رانا سانگا نے دس ہزار راجپوت سوار سلطان محمود کے ہمراہ کیے اور خود مندو کو روانہ ہو گیا ۔

اہل دانش پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ رانا سانگا کا یہ کام سلطان مظفر کے کام سے بہتر ہوا ، اس لیے کہ سلطان مظفر نے پناہ گزین کی مدد کی اور رانا سانگا نے دشمن کو جنگ میں گرفتار کر کے اس کو سلطنت دے دی ۔ ایسے واقعہ کی دوسری مثال نہیں سنی گئی کہ کسی اور نے بھی ایسا کیا ہوا ۔

مختصر یہ کہ اس خبر کو سن کر سلطان مظفر نے ایک بڑی فوج اور کمک بھیجی اور اپنے محبت نامہ کے ذریعہ سے سلطان محمود کی تسلی و تشفی کر کے مزاج پرسی کی ۔ ایک زمانہ دراز تک گجرات کا لشکر بہ نیت مالوہ میں رہا ۔ جب سلطان محمود کی حکومت حقیقت میں مستحکم ہو گئی ، تو اس نے شکریہ کا خط لکھ کر سلطان مظفر کو بھیجا اور عرض کیا کہ چونکہ ملکی معاملات حسب منشا درست ہو گئے ہیں ، لہذا گجرات کے لشکر کو بلا لیجیے ۔ سلطان مظفر نے اپنا لشکر واپس بلا لیا ۔ گجرات کے لشکر کے جانے کے بعد سلطان محمود کی حکومت میں پھر کمزوری پیدا ہو گئی اور اکثر علاقے اس کے قبضہ سے نکل گئے ۔ ملک کے

فرشتہ ۲/۲۶۸ ۔

Marfat.com

کچھ حصہ پر رانا سانگا زبردستی قابض ہو گیا ۔ سارنگ پور کی سرحد سے بھیلسہ و رائے سین تک سلہدی پوربیہ نے اپنے قبضہ میں کر لیا اور ایک طرف ہو گیا ۔ سیواس کے لواح اور مضافات پر سکندر خاں قابض ہو گیا اور مالوہ کی ولایت میں سے دسواں حصہ محمود شاہ کے قبضہ میں رہ گیا ۔ آٹھ ہزار سوار اس کے پاس تھے ۔ اگرچہ [۴۰۴] رانا سانگا کی یہ طاقت تھی کہ تمام ولایت مالوہ پر قبضہ کر سکتا تھا ، لیکن سلطان مظفر کے لحاظ سے اس نے ایسا نہیں کیا ۔

اتفاق سے اسی زمانہ میں سلطان مظفر کا انتقال ہو گیا ۔ دشمنوں کو طاقت اور غلبہ حاصل ہو گیا ۔ سلہدی کی سرکشی و قوت حد سے زیادہ ہو گئی ۔ ۹۲۶ھ/۱۵۲۰ء میں سلطان محمود نے لشکر جمع کرکے ولایت بھیلسہ کا رخ کیا ۔ سلہدی نے سارنگ پور کے لواح میں آ کر جنگ کی ۔ سلطان محمود کے لشکر کو شکست ہوئی ۔ سلطان صرف بیس سواروں کے ہمراہ میدان جنگ میں نہایت مستقل مزاجی سے کھڑا رہا ، تیر اندازی سے مردانگی کی داد دیتا رہا اور نامور بہادروں کو ہلاک کرتا رہا ۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ سلہدی بھاگ کر نکل گیا ۔ سلطان محمود نے کچھ دور اس کا تعاقب بھی کیا اور چوبیس ہاتھی لے کر مندو کو واپس ہو گیا ۔ اس کے بعد سلہدی ، صلح کا خواستگار ہوا ۔ ندامت کا اظہار کیا ۔ نذرانے اور پیشکش سلطان (محمود) کی خدمت میں پیش کیے اور سابقہ تقصیرات کی معافی چاہی ۔

جب ۹۳۲ھ میں سلطان مظفر کا انتقال ہو گیا اور سلطان بہادر بادشاہ ہوا ، تو چاند خاں بن سلطان مظفر سلطان محمود کے پاس آیا ۔ چونکہ سلطان اس کے باپ کا احسان مند تھا ، لہذا اس نے چاند خاں کی تعظیم کی اور کوئی دقیقہ اس کی دلدہی میں اٹھا نہ رکھا ۔ رضی الملک کہ جو سلطان مظفر کے معتبر سرداروں میں سے تھا اور گجرات سے بھاگ کر فردوس مکانی بابر بادشاہ کی خدمت میں چلا گیا تھا ، پوری کوشش کی کہ گجرات کی حکومت [۴۰۵] چاند خاں کے قبضہ میں پہنچ جائے ۔ اس ارادہ کو پورا کرنے کے لیے وہ آگرہ سے مندو آیا اور چاند خاں سے ملاقات کرکے آگرہ واپس چلا گیا[1] ۔

۱- فرشتہ ۲/۲۶۸ -

Marfat.com

جب یہ خبر سلطان بہادر کو ملی ، تو اس نے سلطان محمود کو ایک خط لکھا کہ خلوص و محبت سے یہ بات بعید تھی کہ ہمارے حرام خور کو چھوڑ دیا جائے۔ اس نے چاند خاں کے پاس آ کر فتنہ انگیزی کی کوشش کی ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد رضی الملک پھر مندو آ کر آگرہ واپس ہو گیا ۔ اس مرتبہ سلطان بہادر نے کوئی پیغام نہیں بھیجا ، لیکن یہ ارادہ کر لیا کہ سلطان محمود کو سزا دے۔ جب برابر والوں کو یہ بات معلوم ہوئی کہ سلطان محمود کو اب گجرات سے کمک و مدد نہیں ملے گی اور خود اس کی حیثیت نہیں ہے کہ دشمن سے شوکت و قوت کے ساتھ نپٹ سکے ، تو رانے رتن سین بن رانا سانگا تمام تیاری کے ساتھ مالوہ کی طرف متوجہ ہوا ۔

اتفاق سے اسی زمانہ میں سلطان بہادر بھی مفسدوں اور سرکشوں کو سزا دینے کے لیے مالوہ کی سرحد کے قریب تک آ گیا ۔ سلطان محمود نے پریشان ہو کر معین خاں ابن سکندر خاں کو سیواس سے اور سلہدی کو اپنی مدد کے لیے بلایا ۔ جب وہ محمود کے پاس پہنچے ، تو اس نے معین خاں کو مسند عالی کا خطاب دیا اور اس کو سرخ سرا پردہ عنایت کیا جو بادشاہوں کے لیے مخصوص ہے ۔ سلہدی کو کچھ پرگنے دے کر اس کی دل جوئی کی اور معین خاں جو درحقیقت ایک تیل بیچنے والے کا لڑکا تھا اور سکندر خاں نے اس کو اپنی فرزندی میں لے لیا تھا ، سلطان محمود کے پاس سے بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس موضع سنبل میں چلا گیا اور اپنے ولی نعمت (سلطان محمود) کی شکایت دربار میں کی[1] ۔

جب یہ خبر سلطان محمود کو ملی ، تو اس نے دریا خاں کو سلطان بہادر کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ چونکہ آپ کے خاندان کی تربیت کے حقوق میرے ذمہ ہیں اور آپ کے اور میرے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ، لہذا میں چاہتا ہوں کہ حاضر ہو کر سلطنت کی مبارک باد [۳۰۶م] دوں۔ سلطان محمود کے ایلچی نے رمز و کنایہ میں ظاہر کیا کہ سلطان محمود اس وجہ سے شرمندہ ہے کہ اس نے چاند خاں کو پناہ دی اور اسی وجہ سے آپ کو آنے کی ہمت نہیں ہوتی ۔ سلطان بہادر نے تسلی دے کر کہا کہ میں چاند خاں کی وجہ سے رنجیدہ نہیں ہوں اور اس کے سپرد کرنے کی تکلیف

1۔ فرشتہ ۲/ ۲۶۸ - ۲۶۹ -

Marfat.com

بھی نہیں دوں گا ۔ وہاں سے متواتر کوچ کرکے دریائے کرخی کے کنارے پر پہنچا ۔ پانچ دن کے بعد اس منزل پر رانا سانگا کا لڑکا رتن سین اور سلہدی پوربیہ سلطان بہادر کی خدمت میں آئے ۔ دونوں نے سلطان محمود کی شکایت کی ۔ رتن سین اسی منزل سے رخصت ہوکر چتور گیا ۔ سلطان بہادر کوچ کرکے وہاں سے موضع سنبلہ پہنچا اور سلطان محمود کے آنے کا متوقع رہا ، لیکن چونکہ سلطان محمود کو معلوم ہو چکا تھا کہ اس کی شکایت بار بار سلطان بہادر کے حضور میں ہو چکی ہے ، لہذا سکندر خان کے نوکروں کو سزا دینے کے بہانے سے اس نے اجین سے کوچ کیا اور سیواس کی طرف چلا گیا ۔

اتفاق سے وہ شکار کھیلتے ہوئے ایک دن گھوڑے سے گر پڑا اور اس کا سیدھا ہاتھ ٹوٹ گیا ۔ سلطان بہادر متواتر کوچ کرتا ہوا مندو کی طرف متوجہ ہوا ۔ ہر منزل پر سلطان محمود کے نوکر اس سے علیحدہ ہوکر سلطان بہادر کے پاس چلے جاتے تھے ۔ قصبہ دھار میں شرزہ خان آ کر اس سے مل گیا جو ایک معتبر سردار تھا[۱] ۔ جب وہ نعلوچہ کے قلعہ میں پہنچا تو قلعہ کا محاصرہ کرکے مورچے تقسیم کر لیے اور خود ہد پور میں ٹھہرا ۔ سلطان‌محمود تین ہزار آدمیوں کے ساتھ مندو کے قلعہ میں قلعہ بند ہوگیا ۔ ہر رات [۲۰۷] ایک مرتبہ تمام مورچوں کو دیکھ کر مدرسہ سلطان غیاث الدین میں آرام کرتا ۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ قلعہ کے آدمی منافقت کر رہے ہیں اور سلطان بہادر سے قول و قرار کر لیا ہے، تو مدرسے سے نکل کر اپنے محل میں چلا آیا اور جشن کا انتظام کیا اور لہو و لعب میں مشغول ہوگیا بعض بہی خواہوں نے اس بارے میں عرض کیا کہ یہ عیش و عشرت کا کیا موقع ہے ۔ اس نے کہا کہ چونکہ اب میرا آخری وقت ہے لہذا چاہتا ہوں کہ عیش و عشرت میں گزاروں ۔

نویں شعبان ۹۳۷ھ/۱۵۳۱ء کو صبح صادق کے وقت بہادر شاہی لشکر کے جھنڈے قلعہ مندو سے ظاہر ہوئے ۔ اسی وقت چاند خان سلطان مظفر قلعہ سے نکل کر فرار ہوگیا اور سلطان محمود مسلح ہو کر تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ مقابلہ پر آیا ۔ جب اس نے خود میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی ، تو اپنے حرم کا مار ڈالنا اپنے مرنے پر مقدم سمجھ

۱۔ فرشتہ ۲/۲۶۹ ۔

Marfat.com

قریباً ایک ہزار سواروں کے ساتھ اپنے محلوں کی طرف روانہ ہوا ۔ اس کے آدمی گھوڑوں کو باہر چھوڑ کر محلوں میں آ گئے ۔ سلطان بہادر کی فوجوں نے محلوں کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا ۔ سلطان بہادر نے پیغام بھیجا کہ سلطان محمود ، اس کے اہل حرم اور اس کے سرداروں کو امان ہے اور کوئی شخص کسی کی عزت یا مال کا خواہاں نہ ہوگا ۔ بعض مقربین نے سلطان محمود کو اہل حرم کو قتل کرنے سے روک دیا اور کہا کہ اگرچہ گجرات کا بادشاہ تمہارے خلاف ہے ، لیکن اس کی بدی دوسروں کی نیکی کے مقابلہ میں بہتر ہوگی اور گمان غالب ہے کہ اگر تم خود جا کر اس سے ملاقات کرو ، تو وہ یہ ملک تمہارے سپرد کر دے ۔ اسی دوران میں سلطان بہادر [۳۰۸] سلطان محمود کی حویلی میں داخل ہو گیا اور اہل محل کی چھت پر امیروں کے ہمراہ قیام کیا ۔ سلطان محمود کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا ۔ سلطان محمود سرداروں کو محل میں چھوڑ کر خود مع سات سرداروں کے سلطان بہادر کے پاس پہنچا ۔

سلطان (بہادر) اس کی تعظیم و تکریم بجا لایا ۔ دونوں بادشاہ آپس میں بغل گیر ہوئے ۔ سلطان محمود نے گفتگو میں کسی قدر سختی کی ۔ جلسہ کے ختم ہونے تک دونوں خاموش رہے ، لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ سلطان بہادر کے چہرہ سے کچھ ناگواری کا اظہار ہو رہا تھا ۔ اس جلسہ میں جو باتیں ہوئیں وہ یہ تھیں کہ ہم نے محمود شاہی سرداروں کو امان دی ، وہ اپنے اپنے گھروں میں جا کر آرام کریں اور جو کوئی سلطان کے حرم میں ہے اس کو بھی امان دی ۔ فوجی سرداروں اور نقیبوں کو حکم دیا کہ لوگوں کو محل سے نکال دیں ۔ کچھ دیر کے بعد آصف خاں کو دو مسلح آدمیوں کے ساتھ سلطان محمود کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور خود محل کے اندر چلا گیا ۔ دوسرے دن دسویں شعبان کو ان سات آدمیوں کو بھی جو سلطان محمود کے ساتھ آئے تھے ، امان دے کر رخصت کر دیا ۔ جمعہ کے دن بارھویں شعبان کو دارالحکومت شادی آباد کے منبروں پر سلطان بہادر کا خطبہ پڑھا گیا اور ہفتہ کی شب میں سلطان محمود کے پیروں میں زنجیر ڈال دی ۔ اس کو (اس کے) سات لڑکوں کے ہمراہ جن میں سے سب سے بڑے کا خطاب سلطان غیاث الدین تھا ، آصف خاں اور اقبال خاں کے سپرد کیا تاکہ چاپانیر کے قلعہ میں لے جا کر ان کی نگرانی کریں ۔

Marfat.com

شب براَت ، چودھویں شعبان کو سلیھ باد کے مقدم رائے سنگھ نے بڑاو
بھیاوں اور کولوں کے ساتھ آصف خاں اور اقبال خاں کے لشکر پر شب
خون مارا ۔ اسی وقت سلطان محمود نے لیلة البرأت کی نماز سے فارغ ہو کر
تکیہ پر سر رکھا تھا [۳۰۹] کہ شور و غوغا برپا ہوا ۔ جب بیدار ہوا
تو اس نے اپنے پیروں کی زنجیریں توڑ ڈالیں ۔ اس موقع پر نگہبانوں نے
اس خوف سے کہ کہیں فرار نہ ہو جائے اور ملک میں فتنہ و فساد ہو
اس (سلطان محمود) کو شہید کر دیا :

بیت

ز بے مک بازی خرچ زبوں گیر
کہ شیراں را سگاں سازند نخچیر

اس رات کی صبح کو آصف خاں اور اقبال نے اس کی تجہیز و تکفین
کرکے دھود کے حوض کے کنارے دفن کر دیا اور اس کے ساتوں لڑکوں
کو جاپانیر میں قید کر دیا ۔ اس (سلطان محمود) کی سلطنت کا زمانہ
سال چھ ماہ اور گیارہ دن ہوا[۱] ۔

ذکر سلطان بہادر

سلطان محمود کے مرنے کے بعد ولایت مالوہ ، سلطان بہادر کے
میں آ گئی ۔ سلطان محمود کے اکثر سردار اس کی خدمت میں حاضر ہو
چونکہ سلہدی پوربیہ تمام سرداروں سے پہلے اس کی خدمت میں حاضر
تھا ، اس لیے سرکار اجین ، سارنگ پور اور قلعہ رائے سین اس کی جا
میں دے دیے گئے ۔ خود برسات کے بعد برہان پور کی سیر کو گیا ۔ بھو
ولد سلہدی ہمراہ تھا ۔ چونکہ سلہدی کے طور طریقوں سے سرکشی
بغاوت کے آثار ظاہر ہوتے تھے ، لہذا واپسی کے وقت ان لعین
سلہدی کے بلانے کے لیے بھیجا ۔ اس نے بہانہ کرکے ٹال دیا ۔ یہاں
کہ قصبہ دھار میں وہ (سلہدی) فوت ہو گیا ۔ جیسا کہ طبقہ گجرات
ذکر ہوا ہے ، سلطان بہادر تمام پوربیوں کو سزا دینے کے لیے

۱- فرشتہ ۲۶۹/۲ - ۲۷۰ -

Marfat.com

روانہ ہوا۔ سلہدی کا لڑکا بھوپت اجین سے بھاگ کر چتور پہنچا۔ سلطان بہادر نے اجین دریا خان مندو والے کو دیا اور رائے سین چلا گیا۔ راستہ میں حبیب خان کو آشتہ اور ملو خان بن ملو خان کو سارنگ پور چھوڑ کر خود قلعہ رائے سین کا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ کی مدت نے طول پکڑا، [۴۰۱] تو عجیب و غریب واقعات رونما ہوئے۔ بدبخت سلہدی باوجودیکہ مسلمان ہوگیا تھا، جوہر کرکے مر گیا۔ یہ قصہ تفصیل کے ساتھ سلطان بہادر کے حالات میں تحریر ہوا ہے۔ سلطان بہادر نے قلعہ رائے سین اور اس صوبہ کو سلطان عالم کالپی وال کے سپرد کر دیا اور خود گجرات چلا گیا۔ اختیار خان کو قلعہ مندو کی حکومت و انتظام پر چھوڑ کر چاپانیر چلا گیا۔

۹۴۰ھ/۳۴-۱۵۳۳ء میں لشکر فراہم کرکے چتور کی فتح کا ارادہ کیا۔ محاصرہ کرنے کے بعد بعض امور کی وجہ سے صلح کرکے پھر احمد آباد کو واپس ہو گیا۔ ۹۴۱ھ/۳۵-۱۵۳۴ء میں پھر لشکر فراہم کرکے چتور کا محاصرہ کیا اور چتور کی فتح کے بعد مند سور کے نواح میں حضرت جنت آشیانی ہمایوں بادشاہ کے مقابلہ سے فرار ہو کر گجرات پہنچا، چنانچہ یہ بات اپنے موقع پر بیان ہوئی ہے[1]۔

حضرت جنت آشیانی محمد ہمایوں بادشاہ غازی کے گماشتوں کی حکومت کا ذکر

جب مملکت مالوہ بلکہ مملکت گجرات بھی مغل بادشاہوں کے قبضہ میں آئی، تو ہمایوں بادشاہ نے گجرات کی فتح کے بعد عسکری مرزا اور یادگار ناصر مرزا کو گجرات میں چھوڑا اور خود مندو گیا۔ ایک سال کے بعد قدرت کا منشا ایسا ہوا کہ مرزا اور گجرات کے تمام سردار بغیر اس کے کہ جنگ ہو (ملک) چھوڑ کر آگرہ چلے گئے۔ یہ واقعہ اپنے مقام پر لکھا جا چکا ہے۔ حضرت جنت آشیانی (ہمایوں) بھی ملکی مصلحتوں کے مطابق مالوہ کو چھوڑ کر آگرہ چلا گیا۔ ایک سال تک مالوہ کا ملک مغل سلاطین کے قبضہ میں رہا۔

1۔ فرشتہ ۲/۲۷۰۔

Marfat.com

[۲۱۱م] ذکر ملو خاں قادر شاہ

جب گجرات کے ملک میں سلطان بہادر کے مرنے کی وجہ سے بدنظمی پھیل گئی اور مالوہ ملک بادشاہ سے خالی ہو گیا، تو اسی زمانہ میں ہمایوں بادشاہ آگرہ سے بنگال کی طرف روانہ ہوا۔ ملو خاں بن ملو خاں نے مالوہ کے سرداروں سے اتفاق کرکے اپنا خطاب قادر شاہ مقرر کیا اور قصبہ بھیلسہ سے لے کر نربدہ کے حدود تک اس نے قبضہ کیا اور اس علاقہ کو پرانے سرداروں میں تقسیم کر دیا۔ سلہدی کے لڑکے بھوپت رائے اور پورن مل ولایت چتور سے آکر قلعہ رائے سین اور اس کے نواح پر قابض ہو گئے۔ قادر شاہ کی قوت و شوکت روز افزوں ترقی کرنے لگی اس نواح کے زمینداروں نے اس کی اطاعت قبول کرکے ہر سال نذرانے پیش کیے۔

رفتہ رفتہ اس کی یہ شان و شوکت ہو گئی کہ شیر خاں افغان نے اس زمانہ میں کہ ہمایوں بادشاہ اس کے دفع کرنے میں مشغول تھا، بنگالہ سے ایک فرمان اس کو لکھا اور اپنی مہر لگا کر بھیجا، جس کا مضمون یہ تھا کہ چونکہ مغل ملک بنگالہ میں داخل ہو گئے ہیں، لہذا بنظر خلوص یہ استدعا ہے کہ آپ آگرہ کی طرف متوجہ ہوں اور فوج کو آگرہ کے نواح میں بھیج کر بدنظمی پیدا کر دیں۔ تاکہ مغل اس ملک سے واپس ہو جائیں۔ قادر شاہ نے جواب میں فرمان لکھا اور اس پر مہر لگا کر بھیجا۔ سیف خاں دہلوی نے کہ جو اس کی خدمت میں رہتا تھا اور جو گستاخی کے انداز میں بے تکلف سچی باتیں کہہ دیتا تھا، عرض کیا کہ شیر خاں اتنی فوج اور اتنی شوکت رکھتا ہے کہ اگر اس نے مہر لگائی ہے تو اس کے شایان شان ہے۔ ملو قادر نے جواب دیا کہ اس بات کا کیا موقع ہے اس وقت تو خداوند کریم نے بڑے ملک کی حکومت میرے قبضہ اقتدار میں دی ہے۔ جب وہ ادب نہیں کرتا ہے، تو مجھے کیا ضرورت ہے کہ اس کی عزت کروں۔ [۲۱۲م] جب قادر شاہ کا فرمان شیر خاں کی نظر سے گزرا، تو اس نے نشان مہر کاغذ سے علیحدہ کرکے اپنے خنجر کے غلاف میں رکھ لیا اور کہا کہ انشاء اللہ ملاقات پر اس گستاخی کا سبب پوچھا جائے گا[۱]۔

۱- فرشتہ ۲/۲۷۰۔

مالوہ کا ملک قادر شاہ کے قبضہ میں تھا ۔ یہاں تک کہ شیر خاں مملکت ہند پر تسلط و غلبہ حاصل کرنے کے بعد تسخیر مالوہ کے ارادہ سے روانہ ہوا اور متواتر کوچ کرتا ہوا گھیرار کے راستہ سے جب سارنگ پور کے قریب پہنچا ، تو سیف خاں دہلوی نے جو قادر شاہ کا مصاحب اور ملازم تھا کہا کہ سب سے بہتر بات یہ ہے کہ چونکہ عظیم الشان بادشاہ اس مملکت میں داخل ہو چکا ہے اور اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے ، لہذا اشتیاق ملاقات میں بغیر اطلاع کیے ہوئے بہت جلد ملاقات کریں ۔ قادر شاہ نے اس کی رائے کو پسند کیا اور اجین سے یلغار کرتا ہوا سارنگ پور پہنچا اور شیر خاں کے دربار میں حاضر ہو گیا ۔ جب دربالوں نے شیر خاں کو ملو کے آنے کی خبر دی ، تو اس نے (ملو خاں کو) اپنے حضور میں طلب کر لیا اور خ ص نوازشیں کیں اور خلعت پہنا کر پوچھا کہ کہاں قیام کیا ہے ۔ اس نے جواب میں کہا کہ (اس) غلام کی منزل تو (حضور کے) آستانہ کی خاک ہے ۔ شیر خاں اس کی اس ادا سے خوش ہوا اور اس نے سرا پردہ ، سرخ بارگاہ ، اور دوسرے کارخانے ، مثلاً خاصہ کا پلنگ ، سونے کا لباس اور توشک خانہ کا اسباب اس کو عنایت کیا ۔ ایک روز سارنگ پور میں ٹھہرنے کے بعد اجین کا قصد کیا ۔ راستہ میں شجاعت خاں سے کہا کہ عزیز مہمان (ملو) کا خیال رکھنا ، جس چیز کی ضرورت ہو ہماری سرکار سے فراہم کر دینا[1] ۔

جب (شیر خاں) خطہ اجین میں پہنچا ، تو مملکت مالوہ کے عوض میں فوراً اسے لکھنؤ کی سرکار مرحمت کی اور حکم دیا کہ اپنے اہل و عیال کو لکھنؤ بھیج کر [۳۱۳] خود خدمت میں حاضر رہے ۔ ملو خاں نے اپنے اہل و عیال کو قصبہ اجین سے نکال کر اس باغ میں کہ جو لشکر اور شہر کے درمیان میں تھا ، قیام کیا ۔ ایک دن جب اپنے مکان سے شیرخاں کی خدمت میں جا رہا تھا ، تو راستہ میں دیکھا کہ گوالیر کے مغلوں کی ایک جماعت بیلداری اور مٹی کھودنے میں مشغول ہے اور قلعہ کے مورچے جو ہمیشہ لشکر کے گرد بنایا جاتا ہے ، درست کر رہی ہے ۔ ملوخاں کے دل میں یہ خیال گزرا کہ اگر میں شیر خاں کے ساتھ رہا ، تو وہ مجھ

---

[1] فرشتہ ۲/۲۷۰ - ۲۷۱ ۔

Marfat.com

سے بھی مٹی کھدوائے گا ، لہذا اپنے دل میں فرار ہونے کا ارادہ کرکے اس کی تدبیر کرنے لگا ۔ شیر خاں نے اس کی اس حرکت سے واقف ہو کر شجاعت خاں سے کہا کہ ملو خاں سے بعض لاشایستہ حرکتیں ظہور میں آئی ہیں ۔ میرا یہ ارادہ ہے کہ اس کو تنبیہہ و تادیب کروں لیکن چونکہ وہ بغیر بلائے ہوئے میری خدمت میں آیا تھا ، اس لیے اس کی دل جوئی کرنی بھی لازم تھی ۔ اب اس نے یہ منصوبہ (فرار) بنا لیا ہے ۔ اس سے کچھ نہ کہو تاکہ چلا جائے ۔ ملو خاں موقع پا کر فرار ہوگیا ۔ جب یہ خبر شیر خاں کو ملی ، تو اس نے ایک جماعت کو اس کے تعاقب میں بھیجا ، خود بھی سوار ہوا ، مگر تھوڑا سا راستہ طے کرکے ٹھہر گیا ۔ جو سردار اس کے تعاقب میں گئے تھے ، کچھ راستہ تک تعاقب کرنے کے بعد واپس آ گئے ۔ سکندر خاں سواسی کو اس خیال سے کہ کہیں فرار نہ ہو جائے ، موکل کے سپرد کر دیا ۔ ملو خاں کی حکومت چھ سال رہی ۔

کہتے ہیں کہ جب ملو خاں بھاگا ، تو شیر خاں نے یہ مصرعہ کہا اور شیخ عبدالحیؒ پسر جمالی نے کہ جو شیر خاں کے مصاحبوں میں تھا دوسرا مصرعہ کہدیا[1] :

باما چہ کرد ، دیدی ، ملو غلام گیدی
قول است مصطفیٰ را لاخیر فی العبیدی

چونکہ یہ شعر ظرافت سے خالی نہیں ہے ، اس لیے لکھا گیا ۔

[۲۱۴] ذکر شجاع خاں بہ نیابت شیر خاں

جب ملک مالوہ شیر خاں کے قبضہ میں آ گیا ، تو چند روز تک وہ اجین میں ٹھہرا اور اس صوبہ کے انتظام میں مشغول ہوا ۔ شجاع خاں کو جو سجاول خاں کے نام سے مشہور تھا ، قصبہ اجین و سارنگ پور دے کر مالوہ کی تمام ولایت کی حکومت اس کے سپرد کر دی اور حاجی خاں سلطانی کو دھار اور اس کے اطراف کا علاقہ دیا ۔ بنو خاں کو سر پا باندھ کر اور اس صوبہ پر نامزد کیا ۔ پھر وہ قلعہ رنتھنبور کی طرف متوجہ

۱- فرشتہ ۲/۲۷۱ ۔

ہوا ۔ چند روز کے بعد یہ خبر آئی کہ نصیر خان بن سکندر خان جو قید تھا ، بنو خان سے جنگ کے لیے آ گیا ۔ شجاع خان نے اپنا لشکر تیار کیا اور وہ سیواس و بالدیہ کی طرف متوجہ ہوا ۔ فریقین کا مقابلہ ہونے کے بعد نصیر خان نے اپنے بعض مصاحب نوکروں سے طے کر دیا کہ ان کی تمام کوشش اس بات پر ہونی چاہیے کہ سکندر خان کے عوض میں شجاع خان زندہ گرفتار ہو جائے ۔ اس ذریعہ سے ممکن ہے سکندر خان آزاد ہو جائے ۔ شدید جنگ و جدل ہونے کے بعد نصیر خان اور اس کے بعض ملازمین نے استقلال دکھایا اور وہ شجاع خان کے پاس جا پہنچے اور اس کا گریبان اور سر کے بال پکڑ کر اپنے لشکر کی طرف چل دیے[1] ۔

اسی دوران میں مبارک خان سربنی کو اس واقعہ کی خبر ملی ۔ وہ شجاع خان کے قریب جا پہنچا اور نہایت بہادرانہ کوشش کرکے اس (شجاع خان) کو آزاد کرا لیا ۔ اس جنگ میں اس نے ایسی بہادری دکھائی کہ اس کا ایک پیر پنڈلی سے کٹ گیا اور گھوڑے سے [۲۱۵] زمین پر آ گرا ۔ نصیر خان کے آدمی چاہتے تھے کہ اس کا سر تن سے جدا کر دیں کہ راجا رام شاہ گوالیاری کہ جو شجاع کی خدمت میں تھا ، چند راجپوتوں کے ساتھ مبارک خان سربنی کی مدد کے لیے پہنچا اور اس کو اٹھا لیا ۔

نصیر خان نے بہادری و مردانگی کا حق ادا کر دیا ، لیکن آخر کار فتح شجاع خان کی ہوئی ۔ نصیر خان فرار ہو کر ولایت گولمڈوالہ میں داخل ہو گیا ۔ شجاع خان کے چہرہ اور بازو پر چھ زخم لگے تھے ۔ وہ اس کو اٹھا کر مظفر و منصور لشکر گاہ میں لے آئے ، ابھی اس کے زخموں کی مرہم پٹی بھی نہیں ہوئی تھی کہ حاجی خان سلطانی کا خط اس مضمون کا پہنچا کہ ملو خان بڑی جمعیت کے ساتھ بالسوالہ سے میرے مقابلہ کے لیے آیا ہے اور آج کل میں جنگ ہونے والی ہے ۔ شجاع خان اسی روز اسی حالت میں سنگھاسن میں بیٹھ کر یلغار کرتا ہوا حاجی خان کی کمک کے لیے روانہ ہو گیا اور رات کے وقت ایک سو پچاس سواروں کے ہمراہ کوملی لنواسہ کے نواح میں حاجی خان کے پاس جا پہنچا ۔ اس کو سوتے

۱- فرشتہ ۲/۲۶۱ ۔

Marfat.com

سے جگایا اور اسی وقت بغیر توقف کے جنگ شروع کر دی ۔ ملو خاں کو شکست ہوئی اور وہ ذلیل و خوار ہو کر بھاگا اور گجرات چلا گیا ۔ پھر اس نے لڑنے کا ارادہ نہیں کیا ۔

شجاع خاں کی قوت و شوکت روز بروز ترقی کرنے لگی ۔ آہستہ آہستہ تمام ملک مالوہ اس کے قبضہ میں آ گیا ۔ جب کالنجر کے نواح میں شیرخاں کا انتقال ہو گیا ، تو اسلام خاں بادشاہ ہوا ۔ اگرچہ اسلام خاں ہر چند [۳۰۱۶] شجاع خاں سے ناراض تھا ، لیکن دولت خاں اجیالا کہ جو شجاع خاں کا منہ بولا بیٹا اور اسلام خاں کا محبوب تھا ، (اسلام خاں) کی بہت خدمت کرتا تھا ، چنانچہ اسلام خاں اس (دولت خاں اجیالا) کی خاطر سے ظاہر التفات سے بلز نہیں رہتا تھا اور اس کا اعزاز و احترام کرتا تھا اور تمام مملکت مالوہ کے اختیارات اس کے سپرد کر دیے تھے ۔ ایک روز ایک شخص کہ جس کا نام عثمان خاں تھا ، شراب پیے ہوئے شجاع خاں کے دیوان خانہ میں داخل ہو گیا ۔ اس کے (منہ سے) بار بار فرش پر تھوک گرا ۔ جب فراش نے اس کو (اس حرکت سے) منع کیا ، تو عثمان اٹھا اور فراش کے ایک گھونسا مارا اور چلانے لگا ۔ (یہ) ماجرا شجاع خاں کے پاس پہنچا ۔ شجاع خاں نے کہا کہ ایک تو تُو نے شراب پی اور پھر دیوان خانہ میں نشہ کی حالت میں گھس آیا ، تیسرے یہ کہ فراش کے گھونسا مارا ، چنانچہ اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے ۔ عثمان خاں نے گوالیار آ کر اسلام خاں سے فریاد کی[1] ۔

ایک مدت کے بعد جب شجاع خاں اسلام خاں کی خدمت میں گوالیار آیا تو ایک دن پھر عثمان خاں نے اسلام خاں کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے ظلم کی داد چاہی ۔ اسلام خاں اس پر ناراض ہوا اور کہا کہ تو بھی افغان ہے ، جا اپنا بدلہ خود لے لے[2] ۔

کہتے ہیں کہ یہ خبر سن کر شجاع خاں ، سلیم خاں سے آزردہ خاطر ہو گیا اور (اس کی بابت) کچھ سخت الفاظ کہے ۔ اس دوران میں شجاع خاں

۱- فرشتہ ۲/۲۷۲ ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۷۲ ۔

Marfat.com

کے مقربین میں سے ایک روز ایک شخص شجاع خاں کے پاس آیا اور یہ خبر لایا کہ عثمان خاں ایک لوہار کی دوکان میں بیٹھا ہوا [۴۰۷] چھری تیز کر رہا ہے اور بے ربط باتیں کرتا ہے ، شجاع خاں نے زیادہ غرور کی وجہ سے ان باتوں کی کچھ پروا نہ کی ۔ یہاں تک کہ وہ ایک دن سنگھاسن میں سوار ہو کر قلعہ گوالیار کو سلیم خاں کے سلام کے لیے جا رہا تھا ۔ جب ہتیاپول کے دروازہ سے وہ داخل ہوا ، تو دیکھا کہ عثمان خاں ایک دوکان میں بیٹھا ہے اور اس نے اپنے آپ کو پرانے کھدر میں لپیٹ رکھا تھا ۔ شجاع خاں نے یہ ارادہ کیا کہ راستہ چلتے ہوئے عثمان خاں سے اس کا حال دریافت کرے کہ یکبارگی عثمان خاں دوکان کے چبوترہ سے کودا اور شجاع خاں پر وار کیا ۔ شجاع خاں کے ہتھیار بند سپاہی سنگھاسن کے چاروں طرف چل رہے تھے ۔ انھوں نے فوراً اس (عثمان خاں) کو گرفتار کر لیا ۔ دیکھا کہ اس نے لوہے کا ایک ہاتھ بنوا کر کٹے ہوئے ہاتھ کی بجائے لگوا لیا ہے اور اس ناقص ہاتھ سے اس نے حملہ کیا ۔ سلاح داروں نے اس کو وہیں مار ڈالا اور شجاع خاں کے سنگھاسن کو واپس لے جا کر مکان میں پہنچا دیا ۔ یہ زخم اس کے بائیں پہلو پر لگا تھا اس کا ہاتھ چونکہ کمزور تھا اس لیے کھال کٹ کر رہ گئی[1] ۔

شجاع خاں زخمی ہو گیا اور عثمان خاں کو (اس کا) بدلہ مل گیا ۔ فوج کے آدمیوں میں شور و غوغا ہوا ۔ جب اسلام خاں کو خبر ہوئی ، تو اس نے معززین اور اراکین سلطنت کو پرسش کے لیے بھیجا اور خود بھی چاہا کہ عیادت کرے ، لیکن شجاع خاں سمجھ رہا تھا کہ اس کے عزیزو اقارب [۴۱۸] اس (عثمان خاں) کی اس جرأت کو اسلام خاں کی تحریک اور بھکانے پر محمول کر رہے ہیں ۔ اس نے اس جماعت کی بے باکی کو ملاحظہ کرتے ہوئے اسلام خاں کا آنا مناسب نہ جانا اور کہلا بھیجا کہ بندہ آپ کے باپ کا غلام ہے اور آپ کے باپ کی خدمت میں میں نے کبھی اپنی جان کی پروا نہ کی ۔ جیسا کہ تمام ہمعصر جانتے ہیں ۔ بندہ ان پینتیس[2] آدمیوں میں سے ہے جنھوں نے پہلے تمھارے باپ سے اتفاق کیا

۱- فرشتہ ۲/۲۷۲ ۔

۲- چھتیس (فرشتہ ۲/۲۷۲) ۔

Marfat.com

اور تمہاری سلطنت کو قائم کیا ۔ اب اگر میری جان اس ہلاکت سے بچ گئی تو کسی دن آپ کے کام آؤں گا ۔ میں آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا ، نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ قلعہ سے نیچے تشریف لائیں اور اتنے راستہ کی تکالیف اٹھائیں ۔ آپ کی اتنی ہی عنایت اور آپ کی پرسش اور نوازش میرے لیے افتخار و سربلندی کا باعث ہے[1] ۔

اگرچہ شجاع خان ، اسلام خان کی سلطنت کا رکن اعظم تھا اور اس کی خدمت کے حقوق بہت تھے اور اس کے باوجود کہ اسلام خان اس کی گفتگو سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کہتا ہے ، اس دن اس نے تحمل کیا اور دوسرے روز شجاع خان کی عیادت کے لیے گیا ۔ اس فقیر (خواجہ نظام الدین احمد) نے بعض دوستوں سے جو شجاع خان سے نسبت اور اخلاص رکھتے تھے اور اس مجلس میں موجود تھے سنا کہ جب فتح خان نے ، جو شجاع خان کے بیٹوں کا ماموں تھا اور بہت قوت رکھتا تھا اور کوئی آدمی اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا ، اسلام خان کو دیکھا کہ وہ تنہا شجاع خان کے سرا پردہ پر آ گیا ہے ، تو اس نے چاہا کہ اس کی کمر پکڑے ۔ اس کام کے بارے میں اس نے میاں بایزید ولد شجاع خان سے کہ جس نے آخر میں اپنا لقب باز بہادر مقرر کیا تھا ، مشورہ کیا ۔ میاں بایزید بھی اس بارہ میں اس کا ہم خیال تھا ۔ جب شجاع خان کو یہ حال معلوم ہوا ، تو اس نے فتح خان کو بھیجا تاکہ پیشکش کا سامان تیار رکھے اور تھوڑی دیر کے بعد اسلام خان [۴۰۹] کو رخصت کر دیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ اس کے بعد آپ تکلیف نہ فرمائیں ۔ مجھے یہ خیال ہے کہ کہیں میرے قدیم حقوق ضائع نہ ہو جائیں اور سلطنت کا یہ علم جو اس قدر محنت و مشقت کے بعد بلند کیا گیا ہے ، کہیں سرنگوں نہ ہو جائے[2] ۔

چند روز کے بعد جب شجاع نے غسل (صحت) کر لیا اور صدقات و خیرات مستحقین میں تقسیم کر دی ، تو ایک روز سوار ہوا اور اسلام خان کے سلام کے لیے گیا ۔ اسلام خان نے ایک سو ایک گھوڑے اور ایک سو ایک بنگالہ کے ریشمی کپڑے کے تھان خان (شجاع) کو انعام میں عطا

۱- فرشتہ ۲/۲۷۲ ۔

۲- فرشتہ ۲/۲۷۲ ۔

Marfat.com

فرمائے ، لیکن شجاع خان اس کے انداز اور برتاؤ سے سمجھ گیا کہ کارروائی نفاق پر مبنی ہے ۔ وہ دن جس طرح ہو سکا گزارا ۔ پھر گھر آیا اور دوسرے دن اپنے نوکروں سے کہا اور انھوں نے سفر کا سامان تیار کر لیا ۔ شہر کے رہنے والوں کو یہ گمان ہوا کہ چونکہ ماحول گندا ہو گیا ہے ، لہذا چاہتا ہے کہ کسی دوسری جگہ پر قیام کرے ۔ جب سب لوگوں نے سامان لاد لیا ، تو اس نے مسلح ہو کر کوچ کا نقارہ بجانے کا حکم دیا اور سوار ہو کر سارنگ پور کا راستہ لیا ۔ اسلام خان یہ حال دیکھ کر ناراض ہوا اور ایک جماعت کو اس کے تعاقب کے لیے تعینات کیا ۔ خود بھی سارنگ پور کا عزم کیا ۔ شجاع خان نے سارنگ پور پہنچ کر اپنے آدمیوں کے لیے سامان کی فکر کی ۔ جب سنا کہ اسلام خان آتا ہے ، تو بعض آدمیوں نے جنگ و جدال کی تحریک کی ۔ شجاع خان نے کہا کہ اسلام خان میرے ولی نعمت کا فرزند ہے ۔ میں اس سے ہرگز جنگ نہیں کروں گا اور نہ کسی کو [۴۲۰] اس کا ارادہ کرنے دوں گا ۔ جب اسلام خان سارنگ پور کے نواح میں پہنچا ، تو شہر سے نکلا ۔ اپنے آدمیوں کے اہل و عیال کو آگے بڑھایا اور خود بانسواڑہ کی طرف چلا گیا ۔

اسلام خان نے مالوہ پر قبضہ کیا ۔ عیسیٰ خان سور کو بائیس ہزار سوار دے کر قصبہ اجین میں چھوڑا اور خود گوالیر کو واپس ہو گیا ۔ شجاع خان نے باوجودیکہ قوت و استعداد رکھتا تھا ، ولایت مالوہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا ۔ جب اسلام خان نیازیوں کی بغاوت کی وجہ سے لاہور کی جانب روانہ ہوا ، تو دولت خان اجیالا نے جو اسلام خان کا محبوب اور شجاع خان کا منہ بولا بیٹا تھا ، شجاع خان کے گناہوں کی معافی کی درخواست کی اور وہ آ کر اسلام خان کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اسلام خان نے اس کی خطائیں معاف کر دیں ۔ سارنگ پور ، ولایت رائے سین اور کچھ دوسرے محال شجاع خان کو دیے اور ایک سو ایک گھوڑے ، ... سے قیمتی ریشمی کپڑے ، ایک آفتابہ اور سونے کا طشت عنایت کر کے رخصت کیا ۔ جب شجاع خان جاگیر پر پہنچا ، تو ایک عرصہ کے بعد

فرشتہ ۲/۲۷۲ ۔

Marfat.com

اسلام خاں اپنی طبعی موت سے مر گیا اور سلطنت مبارز خاں عدلی کے قبضہ میں آئی ۔ مبارز خاں عدلی نے کچھ سابقہ تعارف کی وجہ سے اور کچھ بزرگوں کی نسبت سے تمام ولایت مالوہ مستقل طور سے اس کے سپرد کر دی اور اس نے اجین کی حکومت اور پرگنہ نولاہی دولت خاں اجیالا کو اور رائے سین اور بھیلسہ ملک مصطفیٰ اپنے چھوٹے لڑکے کو دے۔ بانڈیہ اور آشتہ کی حکومت میاں بایزید کے سپرد کی اور خود سارنگ پور [۲۲۱ھ] میں رہا ۔ جب ایک مدت اسی طرح گزر گئی اور سلطنت دہلی میں کمزوری آ گئی ، تو جو جہاں کہیں تھا مستقل طور سے حاکم بن بیٹھا ۔ شجاع خاں طبعی موت سے مرا[1] ۔ شجاع خاں کی حکومت کا زمانہ بارہ سال رہا ۔

ذکر باز بہادر بن شجاع خاں

شجاع خاں کی وفات کے بعد اس کا بڑا لڑکا بایزید سارنگ پور پہنچا اور اپنے باپ کے تمام اسباب اور لشکر پر قابض ہو گیا ۔ چونکہ دولت خاں اجیالا اسلام خاں کی تربیت کی وجہ سے لوگوں میں مقرر و محترم تھا ، لہٰذا سب اسی کے چاہنے والے تھے ۔ میاں بایزید نے ایک جماعت کو تسلی دی اور اپنی والدہ کو دولت خاں کے پاس بھیجا تاکہ مصالحت ہو جائے لنغرکار یہ طے پایا کہ سرکار اجین ، مندو اور بعض دوسرے عالاقے دولت خاں کے قبضہ میں رہیں جبکہ سارنگ پور ، شجاع خاں کا خالصہ عال ، سرکار ہنڈیہ ، کوتلی پیراپہ اور ولایت بھیلواڑہ میاں بایزید کو ملے اور سرکار رائے سین ، بھیلسہ اور دوسرا عال جو اس نواح میں ہے ، ملک مصطفیٰ کے قبضہ میں رہے ۔

صلح کی گفتگو کے بعد میاں بایزید ہنگامہ آرائی کی غرض سے اجین کو روانہ ہوا اور لوگوں سے یہ کہا کہ تعزیت کے لیے دولت خاں کے پاس جا رہا ہوں ۔ اجل گرفتہ دولت خاں جو اس کی مکاری سے غافل تھا ، اس کے ہاتھ سے مارا گیا ۔ اس کا سر سارنگ پور بھیج کر دروازے پر لٹکا دیا[2] ۔

1۔ ۹۶۲ھ/۵۵–۱۵۵۴ء میں فوت ہوا (فرشتہ ۲/۲۶۳)۔

2۔ فرشتہ ۲/۲۶۳ ۔

Marfat.com

اس کے بعد مالوہ کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا اور اپنی تاج‌پوشی کی ۔ اپنے لیے باز بہادر شاہ کا خطاب مقرر کیا ۔ اس صوبہ کے انتظام کے بعد رائے سین کو روانہ [۴۲۲] ہوا ۔ ملک مصطفیٰ جو شجاعت و قوت میں ممتاز تھا ، مقابلہ پر آیا اور جنگ کرنے کے بعد شکست کھا گیا ۔ باز بہادر ، (قلعہ) رائے سین اور بھیلسہ کو اپنے آدمیوں کے سپرد کرکے گدواڑہ کی طرف متوجہ ہوا ۔ وہاں گروہ میانہ کا قبضہ تھا ۔ اس جماعت نے (لوگوں سے) اچھے سلوک نہیں کیے تھے ۔ میانہ سرداروں کی اس جماعت کو جو اس کے ہمراہ تھی ، کنوئیں میں ڈال کر ہلاک کر دیا اور خود اس گروہ سے جنگ کے لیے روانہ ہوا ۔ اس جماعت نے قلعہ داری کا انتظام کرکے جنگ کی تیاری میں کوئی کمی نہیں رکھی ۔ فتح خاں جو باز بہادر کا ماموں تھا اور جس کا کچھ ذکر پہلے ہو چکا ہے ، توپ کے صدمہ سے مارا گیا ۔ آخر کار گدواڑہ پر قبضہ ہو گیا اور وہ سارنگ پور آ گیا[1] ۔

کچھ عرصہ کے بعد گڈھ کٹنگہ کے فتح کرنے کے ارادہ سے لشکر آراستہ کرکے روانہ ہوا جب مذکورہ ولایت میں پہنچا ، تو رانی درگاوتی نے ، جو راجا گڈھ کٹنگہ کی عورت تھی اور اپنے شوہر کی وفات کے بعد خود حکومت کرتی تھی ، گونڈوں کو جمع کیا اور گھاٹی پر اس نے جنگ کی ۔ رانی کے پیدل سپاہی چوالیوں اور لڈیوں سے بھی تعداد میں زیادہ تھے ۔ انھوں نے گھاٹی کے اطراف و جوانب سے (باز بہادر کے) آدمیوں کو گھیر لیا ۔ باز بہادر حیران و پریشان ہو گیا اور اس نے راہ فرار اختیار کی ۔ فوج رانی درگاوتی کے ہاتھ آئی ۔ اچھے اور تجربہ کار آدمی وہیں رہ گئے ۔ باز بہادر نہایت پریشانی میں سارنگ پور پہنچا اور لشکر کی خامیوں اور بدحالی کو درست کرنے لگا ۔ [۴۲۳] چونکہ بہت پریشانیاں اٹھا چکا تھا ۔ لہٰذا ارادہ کیا کہ کچھ عرصہ آرام کر لے ، چنانچہ جہاں جہاں مطرب و مغنی تھے ، ان کو وہاں سے بلا کر دن رات عیش و عشرت میں مشغول رہنے لگا[2] ۔

۹۷۷ھ/۷۰ - ۱۵۶۹ء کے کسی مہینہ میں حضرت خلیفہ الٰہی (اکبر بادشاہ کہ اللہ ان کی شفقت کا سایہ دنیا والوں پر ہمیشہ رکھے) کے

۱۔ فرشتہ ۲۷۳/۲ ۔
۲۔ فرشتہ ۲۷۳/۲ ۔

Marfat.com

دل میں (مملکت) مالوہ کی تسخیر کا خیال پیدا ہوا - ادھم خاں ، پیر محمد خاں ، صادق خاں ، قیا خاں ، شاہ محمد خاں قندہاری اور اس کے لڑکے عادل محمد خاں ، محب علی خاں اور کچھ دوسرے لوگوں کو مالوہ کو فتح کرنے کے لیے روانہ کیا - عالی شان امراء متواتر کوچ کرتے ہوئے سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوئے - جب موضع کھتور کے قریب کہ جو سارنگ پور سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر ہے پہنچے ، تو باز بہادر نے گانے والی عورتوں کی صحبت ترک کی اور بہادروں سے جنگ کرنے کے لیے چلا - اگرچہ تجربہ کار اور جنگ آزمودہ افغان بڑی تعداد میں اس کے پاس جمع ہو گئے تھے لیکن چونکہ اقبال اس کے موافق نہ تھا ، لہذا تھوڑا سا مقابلہ کرنے کے بعد فرار ہوگیا اور وہ ملک (اکبر بادشاہ) کے قبضہ میں آ گیا - اس معرکہ اور دوسری لڑائیوں کی تفصیل حضرت خلیفہ الٰہی (اکبر بادشاہ کہ اللہ تعالیٰ ان کی بھلائی اوراحسان دنیا والوں پر قائم رکھے اور اللہ ان کی عمر قیامت تک دراز کرے) کے احوال میں پوری طرح لکھی گئی ہے -

باز بہادر کی روپ متی نامی ایک عورت تھی جس پر وہ عاشق و فریفتہ تھا - وہ ہندی زبان میں اشعار کہتا تھا جن میں روپ متی کا نام نظم کرتا تھا - وہ عورتوں کی صحبت اور گانے والوں کی محفل میں بہت مشغول رہتا تھا - سولہ سال تک اس نے ملک مالوہ پر حکومت کی -

وہ مالوہ سے فرار ہو کر گجرات پر [۴۲۴] پہنچا - گجرات سے رانا کے پاس کہ جو قلعہ کوبھل میر اور چتور کا حاکم تھا ، گیا اور وہاں سے حضرت خلیفہ الٰہی (اکبر بادشاہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور خدمت گزاروں میں شامل ہو گیا ، برسوں تک خدمت میں رہا ، یہاں تک کہ اس نے وفات پائی - آج تک یہ ملک سلطنت مغلیہ کے گماشتوں کے قبضہ میں تھا -

• • •

۱- فرشتہ ۲/۲۶۴ - ۲۶۵ -

Marfat.com

طبقہ سلاطین بلاد کشمیر

۷۴۷ھ/۱۳۴۶ء سے ۹۹۵ھ/۱۵۵۷ء ، دو سو انچاس سال تک ملک کشمیر میں سلاطین اسلام کی حکومت رہی ۔

ذکر حکومت سلطان شمس الدین آل طاہر

یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ ملک کشمیر (ہندو) راجاؤں کے قبضہ میں تھا ۔ وہ متواتر ۷۱۵ھ/۱۳۱۵ء تک حکومت کرتے رہے ۔ ایک شخص شاہ میر نامی تھا جو اپنا تعلق اس طرح بتاتا تھا کہ شاہ میر بن طاہر آل بن آل شاشب بن گر شاشب بن مکرو ۔ اور اپنا نسب ارجن تک پہنچاتا تھا کہ جو پانڈؤں میں سے تھا اور پانڈوں کے حالات مہابھارت میں مذکور ہیں کہ جس کا ترجمہ اکبر بادشاہ کے حکم سے ہوا ہے اور اس کا نام رزم نامہ رکھا ہے ۔

بیان ہوا ہے کہ وہ شاہ میر آ کر راجا کا نوکر ہوا ۔ ایک عرصہ تک خدمت کرنے کے بعد اس کا اعتبار قائم ہو گیا ۔ جب راجا سردیو مر گیا اور اس کا لڑکا راجا رنجن حاکم ہوا ، تو اس نے شاہ میر کو اپنا وزیر بنایا [۴۲۵] اور حکومت کا کاروبار اس پر چھوڑ دیا ۔ اپنے لڑکے کی اتالیقی بھی اس کے سپرد کی کہ جس کا نام چندر تھا ۔ جب راجا رنجن مر گیا ، تو راجا اودن جو اس کا رشتہ دار تھا ، قندہار سے آ کر حکومت پر قابض ہو گیا اور شاہ میر کو جو چندر بن راجا رنجن کا اتالیق تھا ، اپنا وکیل بنایا ۔ اس کے دو لڑکے تھے ۔ ایک کا نام جمشید اور دوسرے کا نام شیر تھا ان دونوں پر اعتبار کرکے ان کو صاحب اختیار کر دیا ۔ شاہ میر کے دو لڑکے اور بھی تھے ایک کا نام شیرا سامک اور دوسرے کا نام ہندال تھا یہ دونوں بھی بااقتدار و باحیثیت تھے[1] ۔

---

[1] ذکاء اللہ ۔ تاریخ کشمیر ، ص ۱۶ ، تاریخ فرشتہ ۲/۳۳۷ ۔

Marfat.com

جب شاہ میر اور اس کے لڑکوں کا غلبہ و اقتدار بڑھ گیا ، تو راجا اودن دیو کسی وجہ سے ان سے ناراض ہو گیا اور اپنے گھر آنے سے منع کر دیا ۔ شاہ میر اور اس کے لڑکوں نے کشمیر کے تمام پرگنوں پر قبضہ کر کے راجا کے اکثر لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا ۔ اس کی قوت اور غلبہ روز افزوں ترقی کرنے لگا اور راجا کمزور ہو گیا ۔ یہاں تک کہ ۷۴۷ھ/۱۳۴۶ء میں راجا اودن دیو مر گیا اور اس کی عورت کوپا[1] دیوی اس کی قائم مقام ہوئی ۔ اس نے چاہا کہ استقلال کے ساتھ حکومت کرے ۔ اس نے شاہ میر کے پاس پیغام بھیجا کہ چندر بن راجا ترنجن کو حکومت پر قابض کرے ۔ شاہ میر نے اس بات کو قبول نہیں کیا اور اس کی بات نہ مانی رانی نے ایک بڑے لشکر سے اس پر حملہ کیا ، مگر گرفتار ہو گئی ۔

ع صید را چون اجل آید سوئے صیاد رود

کا ظہور ہوا ۔ اس کے بعد رانی نے شاہ میر کو اپنا شوہر بنا لیا اور مسلمان ہو گئی ۔ وہ دونوں ایک دن رات ساتھ رہے ۔ دوسرے دن شاہ میر نے اس کو گرفتار کر لیا اور قید کر کے [۳۲۶] حکومت پر قبضہ کر لیا ۔ اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا اور سلطان شمس الدین خطاب مقرر کیا چونکہ ملک کشمیر میں ملت حنفی (اسلام) کے ظہور کی ابتدا اس کے زمانہ سے ہوئی ، اس لیے طبقہ کشمیر کی ابتدا اس سے کی جاتی ہے[2] ۔

ذکر حکومت سلطان شمس الدین

مختصر یہ کہ جب سلطان شمس الدین کو حکومت ملی ، تو اس نے تمام وہ ظلم و ستم جو سابق حکام کی طرف سے ہوئے تھے ، ختم کر دیے دشمنوں کی طرف سے جب وہ مطمئن ہو گیا ، تو اس نے تمام ولایت کشمیر کو کہ جو دل جو کی قتل و غارت گری کی وجہ سے خراب و خستہ ہو گئی تھی ، از سر نو بارونق کر دیا ۔ رعایا کو لکھ کر دے دیا کہ چھٹے حصہ سے زیادہ ان سے محصول نہیں لیا جائے گا :

۱۔ گوتا دیوی (ذکاء اللہ ، ص ۱۷) گوتا دیو (فرشتہ ۲/۳۳۸) ۔

۲۔ فرشتہ ۲/۳۳۸ ۔

Marfat.com

رایت بادشاہ دیں پرور
سایہ افگند بر جہاں یکسر
مسرعان فلک رسانیدند
خبر عدل او بہر کشور
قالب فتنہ گشت زار نزار
خانۂ طلسم گشت زیر و زبر

کہتے ہیں کہ دل‌جو قندہار کا میر بخشی تھا۔ وہ ایک بڑی فوج لے کر کشمیر میں آ گیا اور تمام ملک کو زیر و زبر کر دیا۔ راجا سردیو نے بہت رقم رعایا کے ذمہ لگا دی جو دل‌جو کے لذرانہ میں بھیج دی اور خود ایک کنارے ہو گیا۔ اس کے آنے سے تمام ولایت کشمیر خراب ہو گئی۔ دل‌جو سردی کی شدت کی وجہ سے وہاں نہ رہ سکا اور قندہار کو واپس ہو گیا۔

جب سلطان شمس الدین کی نیک نامی اور بہادری کی شہرت ہر طرف ہوئی، تو وہ از روئے استحقاق حکومت کے کاموں میں مشغول ہوا [۲۷ء] طائفہ لون کی ایک جماعت کو جس نے مخالفت کی تھی، ولایت کشتوار سے گرفتار کرایا اور قتل کرا دیا۔ مکمل تسلط ہو جانے کے بعد تمام امور سلطنت اپنے لڑکوں جمشید و علی شیر کے سپرد کر دیے اور خود اطمینان کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو گیا، یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی حکومت کی مدت تین سال ہوئی[1]۔

ذکر سلطان جمشید بن سلطان شمس الدین

جب سلطان شمس الدین کا انتقال ہو گیا، تو اراکین دولت کے مشورہ سے سلطان جمشید باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ وہ (اپنے بھائی) علی شیر سے جو باپ کی زندگی میں تمام معاملات میں اس کا شریک رہتا تھا، محتاط رہنے لگا اور دونوں ایک دوسرے کے دفع کرنے کی فکر میں رہنے لگے۔ جب جمشید کے سپاہی علی شیر کے پاس اکھٹے ہو گئے اور اس کو سلطنت کے لیے تیار کیا، تو دنی پور[2] میں کہ جو ایک مشہور

۱- ۷۵۰ھ/۱۳۴۹ء میں فوت ہوا۔ (ذکاء اللہ، ص ۱۷)۔
۲- مدنی پور (فرشتہ ۳۴۸/۲)۔ (ذکاء اللہ، ص ۱۷)۔

Marfat.com

شہر ہے ، قیام کیا ۔ جمشید نے ان کے اوپر لشکر کشی کر دی ۔ پہلے تو اس جماعت کو نرمی اور محبت سے بلا کر صلح کی تحریک کی ، مگر علی شیر نے صلح کرنے سے پہلوتہی کی اور نہایت عجلت کے ساتھ سلطان جمشید کے لشکر کو شب خون مار کر شکست دے دی ۔ شکست پانے کے بعد جب سلطان جمشید نے سنا کہ دنی پور خالی ہے ، وہ اس کو غارت کرنے کے لیے اس طرف متوجہ ہوا ۔ علی شیر کے وہ سپاہی جو اس کی حفاظت و انتظام کے لیے تعینات تھے ، جنگ پر آمادہ ہو گئے ، مگر ان میں سے اکثر قتل ہوئے ۔ اس دوران میں جب علی شیر فتح کرنے کے بعد ان حدود میں پہنچا ، تو سلطان جمشید نے خود میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی اور ولایت کمراج کی طرف فرار ہو گیا ۔ [۳۲۸] جمشید کے وزیر سراج نے جس کے ذمہ سری لکر کی محافظت تھی ، علی شیر کو شہر اچھ سے طلب کرکے سری لکر کو اس کے سپرد کر دیا ۔ اس واقعہ کے بعد اگرچہ جمشید چین سے نہ بیٹھا[1] ۔ ایک سال اور دو مہینے حکومت کرکے فوت ہو گیا ۔

ذکر حکومت سلطان علاء الدین

جب سلطان جمشید کا انتقال ہو گیا تو اس کا چھوٹا بھائی کہ جس کا نام علی شیر تھا ، سلطان علاء الدین کا خطاب اختیار کرکے تخت نشین ہوا ۔ اس نے اپنے چھوٹے بھائی شیرا سامک کو صاحب اختیار بنایا ۔ اس کے ابتدائی زمانہ میں خوب فراوانی رہی ، لیکن آخر میں زبردست قحط پڑا ، بہت مخلوق ختم ہو گئی ۔ اس نے جماعت رستوی کو جس نے مخالفت کی تھی اور کشتوار چلی گئی تھی ، حیلہ بہانہ سے بلا کر کشمیر میں قید کر دیا اور غلبہ کا اظہار کیا ۔ بجبول پور[2] کے نزدیک ایک شہر[3] اپنے نام پر آباد کیا ۔ اس کے اختراع کیے ہوئے احکام میں سے ایک یہ تھا کہ بدکار عورت کو شوہر کے مال میں سے کوئی ترکہ نہ ملے گا ۔ اس کی حکومت کی مدت[4] بارہ سال آٹھ ماہ تیرہ دن ہوئی[5] ۔

۱- فرشتہ ۲/۳۲۸ ، ذکاء اللہ ، ص ۱۷ ۔
۲- بجنشی پور (ذکاء اللہ ، ص ۱۸) بجنشی پور (فرشتہ ۲/۳۲۸) ۔
۳- علاء پور (ذکاء اللہ ، ص ۱۸) ۔
۴- فرشتہ ۲/۳۲۸ ، ذکاء اللہ ، ص ۱۵ - ۱۸ ۔
۵- ۷۶۵ھ/۱۳۶۳ء میں فوت ہوا ۔ (ذکاء اللہ ، ص ۱۸) ۔

Marfat.com

ذکر سلطان شہاب الدین بن سلطان شمس الدین

جب سلطان علاء الدین کا انتقال ہو گیا ، تو اس کا چھوٹا بھائی جس کا نام سرا سامک تھا ، اس کے بعد سلطنت کا مالک ہوا ۔ وہ بہادر اور جری [۹ ۲ ب] آدمی تھا ۔ اس کے اخلاق پسندیدہ تھے ۔ جس دن فتح نامہ کہیں سے نہیں آتا تھا ، اس دن کو وہ اپنی عمر میں شمار نہیں کرتا تھا ۔ کدورت کے آثار اس کے چہرہ سے ظاہر ہوتے تھے ۔ نئی ولایتوں کو قدیم حاکموں کے سپرد کر دیتا تھا ۔ اس نے دریائے سندھ کے کنارے تک لشکر کشی کی ۔ کہا جاتا ہے کہ اس علاقہ کے حاکم نے جنگ کی ، مگر شکست کھائی ۔ قندہار اور غزنی کے باشندے ہمیشہ اس سے خوف زدہ رہے وہ اشت نگر کہ جو آج کل اش لغر مشہور ہے اور پرشاور (پشاور) تک گیا ۔ دشمنوں کی ایک بڑی جماعت کو قتل کیا ۔ وہ ہندو کش کے درہ میں داخل ہو گیا تھا ۔ راستہ کی تکالیف سے بہت پریشانی اٹھا چکا تھا ، اس لیے واپس ہو گیا ۔ دریائے ستلج کے کنارے اپنی لشکر گاہ بنائی ۔ نگر کوٹ کا راجا جو (حکومت) دہلی کے بعض محال کو غارت کرکے واپس ہوا تھا ، راستہ میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت سا مالِ غنیمت جو وہ لایا تھا ، سب سلطان کی نذر کر دیا اور اطاعت قبول کر لی ۔ تبت کے حاکم نے حاضر ہو کر درخواست کی کہ سلطان کی فوجیں اس کی ولایت کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں ۔

جب اس نے اپنے ملک کے اطراف کو فتح کر لیا ، تو پھر دارالحکومت میں قیام کیا اور اپنے چھوٹے بھائی ہندال کو اپنا ولی عہد بنایا اور اس کے بھائی حسن کوکہ وہ اس کے دونوں حقیقی بیٹے تھے[1] ۔ دوسری بیوی کے کہنے سے کہ جو اُن (لڑکوں) کی ماں سے جھگڑا کرتی تھی ، دہلی کی طرف بھیج دیا[2] ۔ لچھمی نگر اور شہاب پور کی تعمیر کرائی اور مر گیا[3] ۔ اس کی حکومت کی مدت بیس سال ہوئی[4] ۔

۱- یہاں عبارت گنجلک ہے ۔ فرشتہ میں صاف ہے کہ ''حسن خاں و علی خاں اس کے دونوں حقیقی بیٹے تھے'' ۔

۲- دونوں بیٹوں کو بھیج دیا پھر پشیمان ہو کر حسن خاں کو بلایا ، (فرشتہ ۲/۳۳۹) ۔

۳- فرشتہ ۲/۳۳۸ ، ذکاء اللہ ، ص ۔

۴- ۷۸۵ھ/۱۳۸۳ء میں فوت ہوا ، (ذکاء اللہ ، ص ۱۸) ۔

Marfat.com

[۴۲۰] ذکر سلطان قطب الدین بن شمس الدین

جب سلطان شہاب الدین کا انتقال ہو گیا ، تو اس کا بھائی ہندال امر کے بعد سلطنت کا مالک ہوا - اس نے سلطان قطب الدین اپنا نام رکھا - وہ نہایت پسندیدہ اخلاق کا مالک تھا - وہ احکام کے نافذ کرنے میں بہت اہتمام کرتا تھا - ایک سردار کو جس کا نام ہوداؤ تھا ، قلعہ لوہر کوٹ فتح کرنے کے لیے بھیجا کہ جو سلطان شہاب الدین کے بعض سرداروں کے قبضہ میں تھا - اس کے بعد فریقین میں سخت جنگ ہوئی اور وہ مارا گیا - اس کے بعد اس نے اپنے بھتیجے[1] حسن بن شہاب الدین کو دہلی سے بلا کر اپنا ولی عہد بنانا چاہا ، لیکن حاسدوں نے سلطان کو اس ارادہ سے باز رکھا اور اس کے مار ڈالنے کے لیے بھکایا - سلطان کے سرداروں میں سے ایک شخص نے جس کا نام رائے راول[2] تھا ، حسن کو اس کی اطلاع کر دی اور (وہ امیر) حسن کے ساتھ کشمیر کے راستہ سے فرار ہو کر لوہر کوٹ چلا گیا - اس کے بعد وہاں کے زمینداروں نے ان دونوں کو گرفتار کرکے سلطان کے پاس بھیج دیا - رائے راول قتل ہوا اور حسن قید کر دیا گیا - آخر عمر میں سلطان کے دو لڑکے ہوئے - ایک کا نام سکندر اور دوسرے کا نام ہیبت خان رکھا - یہ دونوں لڑکے کم عمر تھے کہ سلطان کا انتقال ہو گیا[3] - اس کی حکومت کی مدت پندرہ سال اور پانچ ماہ ہوئی -

[۴۲۱] ذکر سلطان سکندر بت شکن بن قطب الدین

سلطان سکندر کا نام سیکار[4] تھا - وہ وزیروں اور سرداروں کے مشورہ سے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا - اس نے مہمات کو سر کرنے کا ذمہ اور روی نادری[5] وزیر کو جو صاحب اختیار تھا ، تبت کی طرف نا

۱- فرشتہ (۳۳۹/۲) نے بھائی لکھ دیا ہے -
۲- رائے دل (فرشتہ ۳۳۹/۲) -
۳- ۷۹۶ھ/۱۳۹۴ء میں وفات پائی ، (فرشتہ ۳۳۹/۲) -
۴- سکار یا شکار -
۵- روی مادری (فرشتہ ۳۴۰/۲) -

Marfat.com

گیا ۔ اس ولایت کو فتح کرنے کے بعد چونکہ اس (وزیر) کے پاس فوج جمع ہو گئی تھی ، لہذا اس نے بغاوت کر دی اور بھنبر کے نواح میں سلطان سے جنگ کرکے شکست پائی ۔ بالآخر گرفتار ہو کر قید ہوا اور قید میں اس نے خود کشی کر لی ۔ سلطان کے پاس ایک عظیم لشکر جمع ہوگیا اور اس نے تمام اطراف کو فتح کر لیا[1] ۔

جس زمانہ میں حضرت صاحبقران امیر تیمور ہندوستان فتح کرنے کے لیے آیا ، تو اس نے سلطان کے لیے ہاتھی بھیجا ۔ سلطان نے اس بات پر فخر کیا اور صاحبقران (امیر تیمور) کی خدمت میں عرضداشت بھیجی جس میں اخلاص و اطاعت کا اظہار کیا گیا تھا اور لکھا کہ جس جگہ کے لیے حکم ہو میں وہاں حاضر ہو جاؤں ۔ امیر تیمور کے ایلچیوں کی بہت خاطر تواضع کرکے ان کو رخصت کر دیا ۔ اس کے اخلاص و اطاعت کی اطلاع جب امیر تیمور کو ہوئی ، تو اس نے اس کے حال پر نوازش فرمائی اور زریں خلعت اور مرصع زین کے ساتھ ایک گھوڑا بھیجا اور حکم دیا کہ جس وقت ہم دہلی سے پنجاب کی طرف روانہ ہوں ، تو ہماری خدمت میں آ جانا ۔ جب امیر تیمور کوہ سوالک سے پنجاب کی طرف روانہ ہوا ، تو اس کے حکم کے مطابق سلطان سکندر کشیر نذرانوں کے ساتھ امیر تیمور کی خدمت میں حاضری کے لیے روانہ ہوا ۔ راستہ میں سنا کہ امیر تیمور کے بعض امراء کہتے ہیں کہ سلطان سکندر کو ایک ہزار [۴۲۲] گھوڑوں کا نذرانہ پیش کرنا چاہیے ۔ سلطان (سکندر) اس خبر سے پریشان ہو کر واپس لوٹ گیا اور ایک درخواست بھیجی کہ میں حضور کے لائق نذرانہ فراہم نہ کر سکا ، اس لیے چند روز کے لیے یہ ارادہ ملتوی ہو گیا ہے ۔

جب امیر تیمور کو یہ بات معلوم ہوئی تو ان لوگوں پر جنھوں نے یہ کہا تھا کہ سلطان سکندر کو ایک ہزار گھوڑوں کا نذرانہ پیش کرنا چاہیے ناراض ہوا اور سلطان سکندر کے ایلچیوں پر نوازش کی اور ان سے فرمایا کہ (ہمارے) وزیروں نے نامناسب بات کہی ہے ۔ سلطان کو چاہیے کہ بے فکری سے ہمارے پاس آئے ۔ جب سلطان نے ایلچیوں کے ذریعہ سے یہ بات سنی ، تو وہ نہایت اطمینان کے ساتھ آنحضرت (امیر تیمور) کی ملازمت کے لیے کشمیر سے نکلا ۔ جب بارہ مولہ سے گزرا ، تو اس نے سنا کہ

۱- فرشتہ ۲/۳۴۰ ۔

امیر تیمور دریائے سندھ سے گزر کر سمرقند کو جا رہا ہے۔ اس نے ایلچیوں کو بہت سے نذرانے دے کر امیر تیمور کی خدمت میں بھیجا اور خود کشمیر واپس چلا گیا[1]۔ چونکہ بہت سخی تھا، اس لیے عراق، خراسان اور ماوراء النہر کے علماء اس کے دربار میں امیدیں لے کر حاضر ہوتے تھے۔ کشمیر میں دین اسلام نے رواج پایا:

چناں ہم نشیں زد صلائے کرام
کہ مایوس را گشت حرماں حرام
شد از بس کہ اسلام روشن گرفت
حریم درش قبلۂ خاص و عام

وہ علماء میں سے سید محمد کا جو علماء کے سردار تھے۔ بہت احترام کرتا تھا۔ کافروں کے عبادت خانوں اور بتوں کے توڑنے میں وہ بہت کوشش کرتا تھا۔ ان میں سے ایک بت خانہ بہت بلند تھا جو بجراره[2] میں تھا جس کو مہادیو سے منسوب کیا جاتا تھا۔ سلطان نے اس کو مسمار کرا دیا اور اس کی بنیادوں کو اتنا کھودا گیا کہ کھدائی پانی کی تہہ تک پہنچ گئی، لیکن بنیادوں کی انتہا نہ ملی۔ دوسرے بت خانہ کو بھی جو جکدر[3] میں تھا، توڑ ڈالا۔ (اس سے) بڑے بڑے شعلے اٹھے۔ چنانچہ سلطان نے [۴۲۳] ان (شعلوں) کو دیکھا۔ راجا اللاوت نے ایک دیوتا (دیو استھان) بغیر مندر کے سن ہور میں بنوایا تھا۔ اس کو نجومیوں نے یہ بتا دیا تھا کہ ایک ہزار اور ایک سو سال کے بعد سکندر نامی بادشاہ اس کو خراب کرے گا اور وہ اس عطارد کی صورت کو جو اس میں ہے توڑ ڈالے گا۔ یہ مضمون تانبے کی ایک تختی پر کھدوا کر ایک صندوق میں رکھا اور وہ اس عمارت کے نیچے دفن کر دیا تھا۔ اس عمارت کے کھدوانے کے دوران میں وہ تحریر نکلی۔ سلطان نے فرمایا کہ کاش اس عبارت کو عمارت کے اوپر لکھوا دیا جاتا تو میں اس کی ویرانی کا حکم نہ دیتا[4]۔

۱- فرشتہ ۲/۳۴۰۔
۲- بجر آرا (فرشتہ ۲/۳۴۱)۔
۳- مقتدای او را کہ جگدیو بود لہر شکستند (فرشتہ ۲/۳۴۱)۔
۴- فرشتہ ۲/۳۴۱۔

Marfat.com

اس کے ملک میں شراب اور سوداگروں سے محصول لینا قطعاً ممنوع تھا ۔ وہ آخر عمر میں تپ محرقہ میں مبتلا ہوا ۔ میران[1] خان ، شاہی خان اور محمد خاں کو جو اس کے بیٹے تھے ، بلا کر وصیت کی ۔ میران خان کو ''علی شاہ'' کا خطاب دے کر سلطنت اس کے سپرد کی اور وہ فوت ہو گیا ۔ اس کی حکومت کی مدت بائیس سال نو ماہ اور چھ روز ہوئی[2] ۔

ذکر سلطان علی شاہ بن سلطان سکندر بت شکن

سلطان علی شاہ بن سلطان سکندر بت شکن جس کا نام میران خان تھا باوجودیکہ وہ کم عمر تھا ، لیکن اس کا استقلال اور خوف لوگوں کے دلوں پر قائم ہو گیا تھا ۔ اطراف و جوانب کے لوگ اس کے مطیع ہو گئے تھے ۔ [۳۳۳] ابتدائی زمانہ میں تمام معاملات سیہ بھٹ[3] پر چھوڑ دیے گئے جو مسلمان ہو گیا تھا اور سلطان سکندر کا وزیر تھا ۔ چار سال کے زمانہ میں جبکہ وہ وزیر تھا ، مخلوق پر طرح طرح کے مظالم کیے ۔ اکثر ہندو وطن چھوڑ کر چلے گئے ۔ بعضوں نے خودکشی کر لی ۔ جب سیہ بھٹ دق کے مرض میں فوت ہوگیا ، تو سلطان نے اپنے چھوٹے بھائی شاہی خان کو جو شجاعت اور فراست میں مشہور تھا ، وزارت سونپی اور اس کے بعد شاہی خان کو ولی عہد بنا لیا ۔ چھوٹے بھائی محمد خان کو اس کی اطاعت کے بارے میں وصیت کی ، سیر کے ارادہ سے کشمیر سے نکلا اور راجا جمو جو اس کا خسر تھا کے سر پر پہنچا ۔

اسی دوران میں کچھ خود غرض لوگوں نے شاہی خان کے ولی عہد بنانے پر اسے نادم کیا ۔ راجا جمو اور راجا راجوری ، علی شاہ کی مدد کے لیے گئے اور کشمیر پر دوبارہ اس کا قبضہ کرا دیا ۔ شاہی خان کشمیر سے سیالکوٹ چلا گیا ۔ اس زمانہ میں جسرت کھوکھر کہ جو امیر تیمور کی قید میں تھا ، اس (تیمور) کی وفات کے بعد قید سے نکل کر پنجاب آ گیا ۔ اس نے خوب اپنا اقتدار قائم کر لیا ۔ شاہی خان ، جسرت کھوکھر

۱- میر خاں (فرشتہ ۲/۳۳۱) ۔

۲- ۸۱۹ھ/۱۶-۱۴۱۹ء میں فوت ہوا (فرشتہ ۲/۳۴۱) ۔

۳- سہودیو بھٹ (ذکاء اللہ ، ص ۲۱) ۔

Marfat.com

سے مل گیا اور اس کو لے کر علی شاہ پر چڑھ آیا ۔ علی شاہ ایک بڑا لشکر لے کر جسرت پر حملہ آور ہوا ۔ زبردست جنگ ہوئی ۔ دونوں طرف سے بہت مخلوق قتل ہوئی ۔ کہتے ہیں کہ چند بے سر جسم جنگ کے میدان میں کھڑے ہو کر حرکت میں آ گئے تھے ۔ اہل ہند میں یہ بات مسلم ہے کہ جس جنگ میں دس ہزار آدمی مارے جاتے ہیں ، تو ایک بے سر قالب کہ جس کو ہندی میں کیندہ کہتے ہیں ، کھڑے ہو کر چلنے لگتا ہے ۔

آخر کار علی شاہ [۴۳۵] تاب نہ لا سکا اور بھاگ کھڑا ہوا[1] شاہی خاں اس کے تعاقب میں کشمیر آیا ۔ شہر کے لوگوں نے اس کے آنے پر خوشیاں کیں ۔ علی شاہ کی حکومت کی مدت چھ سال اور نو ماہ ہوئی ۔

ذکر سلطان زین العابدین بن سلطان سکندر بت شکن

[سلطان زین العابدین سے مراد شاہی خاں ہے ۔ سلطان زین العابدین بھائی کے بعد تخت سلطنت پر متمکن ہوا][2] ۔ جسرت کھوکھر اگرچہ سلطان کے لشکر کی قوت سے دہلی پر قبضہ نہ کر سکا ، لیکن اس نے تمام پنجاب پر قبضہ کر لیا تھا ۔ تبت اور وہ تمام علاقہ جو دریائے سندھ کے کنارے پر واقع ہے ، سلطان کے قبضہ میں آ گیا ۔ اس نے اپنے چھوٹے بھائی محمد خاں کو اپنا مشیر بنا کر تمام ملکی معاملات اس کے سپرد کر دیے وہ خود بھی معاملات و مقدمات کے طے کرنے میں بہت کوشش کرتا تھا وہ ہر طبقہ کے لوگوں سے ملتا تھا ۔ اس نے علوم و فنون بھی حاصل کیے تھے ۔ اس کی مجلس میں ہندو اور مسلمان اہل دانش ہر وقت رہتے تھے موسیقی میں وہ پوری مہارت رکھتا تھا ۔ ولایت کشمیر کی تعمیر ، زراعت کی کثرت اور نہروں کی کھدائی میں جتنی کوشش اس نے کی ، کشمیر کے حکام میں سے کسی کو ایسی توفیق نصیب نہیں ہوئی :

بیت

زہر کس ناید این کز ابر ہمت

نہال عہد را سر سبز دارد

۱۔ یہ واقعہ ۸۲۶ھ/۱۴۲۳ء میں ہوا (فرشتہ ۲/۳۴۲) ۔

۲۔ یہ عبارت نولکشور ایڈیشن میں نہیں ہے ۔

Marfat.com

[۴۳۶] اس کے ملک میں جہاں کہیں چوری ہو جاتی ، اس کا تاوان اس گاؤں کے رئیسوں پر ڈالا جاتا تھا ۔ اس سے چوری کا بالکل خاتمہ ہو گیا اس کے زمانہ میں نرخ نویسی کا رواج ہوا ۔ تانبے کی تختیوں پر نرخ نامہ کھدوا کر ہر شہر میں بھیج دیے جاتے تھے ۔ کشمیر کی ولایت سے ظلم کی تمام رسمیں ختم ہو گئیں ۔ اس کا یہ قول تھا کہ میرے بعد جو کوئی (حاکم) ہو اور ان قوانین پر عمل نہ کرے ، تو وہ جانے اور اس کا خدا[1] ۔

سری بھٹ کی التماس پر کہ فن طبابت میں زمانہ بھر میں کوئی اس کا مثل نہ تھا اور سلطان کی طرف سے (اس کو) مختلف رعایتیں حاصل تھیں ، دوسرے برہمن کہ جو سلطان سکندر کے عہد میں سیہ بھٹ کی بدگوئی سے جلاوطن ہوئے تھے ، واپس آ گئے اور اپنے اپنے عبادت خانوں اور مقررہ مقامات پر رہنے لگے ۔ ان کے لیے وظیفے مقرر ہو گئے ۔ سلطان نے برہمنوں سے یہ عہد لیا کہ جو کچھ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے ، اس کے خلاف عمل نہ کریں[2] ۔ اس کے بعد جو کچھ ان کی رسوم تھیں ، مثلاً تلک لگانا اور ستی (عورتوں کا شوہر کی لاش کے ساتھ جل جانا) وغیرہ جن کو سلطان سکندر نے ختم کر دیا تھا ، وہ سب از سر نو جاری کر دیں ۔

جرمانے ، نذرانے اور تمام غلہ (بطور ٹیکس) رعایا سے معاف کر دیا اور حکم دیا کہ سوداگر جتنا مال اطراف سے لائیں اس کو نہ چھپائیں اور نقصان اٹھانے سے پرہیز کریں اور تھوڑے نفع پر فروخت کریں ۔ جو قیدی پرانے زمانہ سے جیل خانوں میں تھے ، سب کو آزاد کر دیا ۔ جو ملک فتح ہوتا ، اس کا خزانہ لوٹ لیا جاتا اور اپنے دارالحکومت کے مطابق اس ملک پر خراج مقرر کر دیا جاتا ۔ سرکشوں کو سزا دے کر ان کی حیثیت کے مطابق ان پر نظر رکھتا تھا ۔

فقیروں اور کمزوروں کے ساتھ اتنی رعایتیں کرتا کہ وہ مجبور نہ رہتے ۔ بیگانہ عورت اور غیر کے مال پر خیانت و طمع سے کبھی نظر نہیں

۱- فرشتہ ۳۴۲/۲ ۔

۲- آزاد، تغلف لنابلید (فرشتہ ۳۴۲/۲) ۔

Marfat.com

کرتا ۔ رعایا پر شفقت کی وجہ سے مقررہ جریب میں اضافہ کر دیا گیا تھا۔ سلطان کے خاصہ کا خرچ تانبے کی کان کی آمدنی سے ہوتا تھا ۔ وہاں مزدور [۴۲۷] کام کیا کرتے تھے ۔ چونکہ سلطان سکندر کے زمانہ میں سونے ، چاندی اور تانبے کے بتوں کو تڑوا کر سکے بنا دیے گئے تھے ، لہذا اس دولت نے ارزانی پیدا کر دی تھی ۔ اس نے حکم دیا اور اس خالص تانبے کے سکے بنائے گئے جو کان سے نکلتا تھا اور ان کو رائج کیا ۔ وہ ایسا حسن سلوک کرتا تھا کہ اگر کسی سے ناراض ہو جاتا ، تو اس کو اس طریقہ سے اپنے ملک سے نکالتا کہ اس کو معلوم نہیں ہوتا کہ سلطان اس سے کس سبب سے ناراض ہے ۔ وہ جس معاملہ میں یا جس کسی کے بارے میں بری فال نکالتا تھا ، ویسا ہی ہوتا تھا ۔ اس کے عہد میں مخلوق جس طریقہ اور ملت (مذہب) پر چاہتی زندگی بسر کرتی ۔ سلطان سکندر کے زمانے میں جو برہمن مسلمان ہو گئے تھے ، ان میں سے اکثر مرتد ہو گئے ، مگر علماء میں سے کسی کو اعتراض کرنے کی مجال نہ تھی ۔ اس نے کوہ ماراں کے نزدیک نہر نکلوا کر ایک شہر آباد کیا جس کی آبادی پانچ کوس تک تھی ۔ اس نے دوسرے شہر بھی آباد کرائے ۔ کالھر وغیرہ میں لوگ دور سے پانی لاتے تھے ، لہذا نہریں کھدوائیں[1] ۔ پل باندھے اور جس جگہ کو اس نے آباد کیا وہاں علماء ، فضلاء اور مساکین کو آباد کیا ۔ وہ ہمیشہ ان کے معاملات سے باخبر رہتا تھا ۔ خزانہ جمع کرنے کی فکر کبھی نہیں کرتا تھا ، بلکہ جو کچھ اس کے ہاتھ آ جاتا تھا وہ خرچ کر ڈالتا تھا :

بیت

چوں نتواں نقد جاں بر جائے کہ داشت
چرا نقد دگر باید نگہ داشت

اس کے زمانہ میں ایک شخص سلطان محمد نامی پیدا ہوا جو شاعر بھی تھا اور دانشمند بھی ، وہ جس بحر اور قافیہ میں چاہتا تھا ، فی البدیہہ شعر کہتا تھا اور جس کسی علمی مشغلہ کو اس سے دریافت کیا جاتا فوراً بے تامل اس کو حل [۴۲۸] کر دیتا تھا ۔ سلطان علمائے اسلام

۱- فرشتہ ۲/۳۴۲ - ۳۴۳ ۔

Marfat.com

تعظیم بھی بہت کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ ہمارے مرشد ہیں ۔ جوگیوں کا بھی ان کی غربت و ریاضت کی وجہ سے احترام کرتا تھا ۔ کسی فرقہ کی عیب جوئی نہیں کرتا تھا ۔ اس قدر ذی فہم تھا کہ ہر مشکل مسئلہ جس کی تشخیص سے لوگ عاجز آ جاتے تھے ، وہ فوراً فیصلہ کر دیتا تھا ۔

من جملہ ان کے ایک عورت نے جو اپنی رعیت سے دشمنی رکھتی تھی ، رات کو اپنے چھوٹے لڑکے کو مار کر رعیت کے گھیر میں ڈال دیا اور صبح کو اس کے مار ڈالنے کی تہمت لگا کر فریاد کے لیے سلطان کے پاس آئی ۔ وزیروں نے نہایت کوشش کے باوجود اس (مقدمہ) کی تحقیق سے اپنے عجز کا اعتراف کر لیا ۔ سلطان نے خود اس کا فیصلہ کرنے کی طرف توجہ فرمائی ۔ (سلطان نے) پہلے اس عورت کو جس پر اتہام لگایا گیا تھا ۔ تنہائی میں بلایا ، اس کو تنبیہ کی اور کوئی دقیقہ (حقیقت حال معلوم کرنے میں) اٹھا نہ رکھا ۔ چونکہ وہ عورت بے گناہ تھی ، لہذا اس نے کسی طرح اپنی اقبال نہیں کیا ۔ آخر کار سلطان نے حکم دیا کہ اگر تو مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر اپنے گھر جانے پر رضا مند ہو ، تو یہ فعل تیری سچائی کا ثبوت سمجھا جائے ۔ عورت نے شرم کی وجہ سے اپنا سر جھکا لیا اور کہا کہ میرے نزدیک اس فعل کے مقابلہ میں مر جانا بہتر ہے ۔ میں اپنی جان دینے پر رضا مند ہوں ، لیکن یہ کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

سلطان نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور اس دوسری عورت کو بلایا کہ جس نے دعویٰ کیا تھا ۔ اس سے کہا کہ اگر تو اپنے دعوے میں سچی ہے ، تو مردوں کے سامنے برہنہ ہو جا ۔ وہ بے شرم عورت فوراً برہنہ ہونے کے لیے تیار ہو گئی ۔ سلطان نے اس کو روک دیا اور کہا کہ یہ جرم اس (عورت) نے کیا ہے اور اپنی رعیت پر تہمت لگائی ہے ۔ جب اس کے چند کوڑے لگوائے گئے ، تو اس نے اقبال (جرم) کر لیا[1] ۔

سلطان چوروں کو قتل نہیں کرتا تھا ، بلکہ حکم دے دیتا کہ ان کے پیروں میں زنجیریں ڈال کر ان سے روزانہ عمارت (کی تعمیر میں) کام

---

[1] فرشتہ ۲/۲۶۳ ۔

Marfat.com

لیا جائے اور ان کو کھانا ملتا تھا - [۴۲۹] شکار کی ممانعت اس لیے کر دی تھی کہ کوئی جانور مارا نہ جائے - رمضان کے مہینہ میں گوشت نہیں کھاتا تھا - اس کی بخشش کی وجہ سے اطراف کے گانے بجانے والے کشمیر میں آ گئے - ان میں سے ملا عودی تھا جو خواجہ عبدالقادر کا براہ راست شاگرد تھا - وہ خراسان سے آیا اور اس نے ایسا عود بجایا کہ سلطان خوش ہو گیا اور وہ طرح طرح کی عنایات سے سرفراز ہوا -

ملا جمیل حافظ شاعری اور خوش خوانی میں بے مثل تھا - سلطان نے اس پر بھی بہت نوازشیں کیں کشمیر میں آج تک اس کے نقش مشہور ہیں - حبیب آتش باز جس نے کشمیر میں بندوق بنائی سلطان (زین العابدین) کے زمانہ میں تھا اور آتش بازی کے فن میں اپنی مثال نہیں رکھتا تھا - کتاب سوال و جواب جو نہایت مفید کتاب ہے ، سلطان نے اس کے مشورہ سے تصنیف کی - ناچنے والے رسی سے تماشا کرنے والے اور نٹ اس کے زمانے میں بڑی تعداد میں آ گئے - ایسے ایسے گویے تھے کہ ایک ایک نقش کو بارہ بارہ طریقے سے ادا کرتے تھے -

بعض اوقات جب سلطان خوش ہوتا تھا ، تو حکم دے دیتا تھا اور ارباب ، بین اور دوسرے گانے بجانے کے آلات سونے سے مرصع کرا دیے جاتے تھے - ستوم نام کا ایک ذہین آدمی تھا - وہ کشمیری زبان میں شعر کہتا تھا اور ہندی علوم میں بھی یگانۂ روزگار تھا - اس نے "زین حرب" نام ایک کتاب لکھی جس میں سلطان کے واقعات نہایت تفصیل کے ساتھ درج کیے ہیں[1] -

لودی[2] بھٹ کو شاہنامہ پورا یاد تھا - اس نے ایک کتاب "مامک" علم موسیقی کے بارے میں سلطان کے نام سے تصنیف کی - اس سبب سے اس پر عنایات کی گئیں - سلطان ہندی ، فارسی اور تبتی وغیرہ زبانوں سے واقف تھا عربی ، فارسی کی بہت سی کتابیں اس کے حکم سے ہندی زبان میں ترجمہ ہوئیں - کتاب مہابھارت جو ایک مشہور کتاب ہے اور کتاب راج ترنگنی کہ کشمیر کے بادشاہوں کی تاریخ ہے ، اس کے حکم سے فارسی میں

۱- فرشتہ ۲/۳۴۴ -
۲- بودی بھٹ (فرشتہ ۲/۳۴۴) -

Marfat.com

ترجمہ ہوئیں[1] -

سلطان مغفور ابو سعید سلطان نے خراسان سے عربی گھوڑے اور اونٹ[2] بطور تحفہ سلطان (زین العابدین) کے پاس بھیجے - سلطان اس بات سے خوش ہوا اور اس کے بدلہ میں زعفران کے بورے قطاس (پہاڑی گائے کے دم کے بال) ، مشک ، شال ، بلوریں پیالے اور کشمیر کے دوسرے تحفے خاقان مرحوم (سلطان ابو سعید) کی خدمت میں روانہ کیے - سلطان بہلول لودی اور سلطان محمود گجراتی نے بھی اپنے اپنے ملک کے تحفے رابطہ محبت مستحکم کرنے کے لیے سلطان کے پاس بھیجے - مکہ معظمہ ، مصر اور گیلان وغیرہ کے حکام نے بھی تحفے اور ہدیے بھیجے اور اس طریقہ (مئودت) کو اختیار کیا - سندھ کے بادشاہ نے بھی بہت سا اسباب ، چیزیں اور سلطان کی تعریف میں ایک قصیدہ اپنے ملازم کے ذریعہ بھیجا - سلطان اس قصیدہ کو پڑھ کر بہت خوش ہوا - گوالیر کے راجا ڈونگرسین کو جب یہ معلوم ہوا کہ سلطان (زین العابدین) کو علم موسیقی اور سنگیت سے بہت دل چسپی ہے ، اس نے اس فن (موسیقی) کی دو تین معتبر کتابیں بھیجیں - اس کے لڑکے راجا کوت سن نے بھی باپ کے بعد سلسلہ اتحاد و اخلاص باقی رکھا - تبت کے راجا نے دو خوش شکل عجیب جانور کہ جن کو اہل ہند کی زبان میں ہنس کہتے ہیں ، مان سرور (جھیل) سے کہ جس کا پانی تغیر پذیر نہیں ہے ، فراہم کرکے سلطان کے پاس بھیجے - سلطان ان جانوروں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا - ان جانوروں کی خاصیتوں میں سے ایک خاصیت یہ تھی کہ جب دودھ کو پانی میں ملا کر ان کے سامنے رکھتے تھے تو وہ چونچ سے دودھ کو پانی سے علیحدہ کرکے پی لیتے تھے اور خالص پانی باقی رہ جاتا تھا[3] -

[۱۴۴] سلطان نے ابتدائی زمانہ میں اپنے بھائی محمد خاں کو اپنا ولی عہد بنا کر ملکی انتظام - اس کے سپرد کر دیا تھا - اس کی وفات کے

۱- فرشتہ ۲/۳۴۴ -

۲- اونٹ کی قسم کہ جو بخت نصر بادشاہ سے منسوب ہے -

۳- فرشتہ ۲/۳۴۴ -

Marfat.com

بعد اس کے لڑکے پر جس کا نام حیدر تھا ، اعتبار کیا اور ملکی معاملات اس پر چھوڑ دیے ۔ اس نے اپنے دو کوکوں (دودھ شریک بھائیوں) کو جن کے نام مسعود اور شیر تھے ، اپنا مقرب بنایا اور انھیں ممتاز کیا ۔ آخر میں یہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے ، شیر نے مسعود کو جو اس کا چھوٹا بھائی تھا ، مار ڈالا ۔ سلطان نے اس کے قصاص میں شیر کو بھی قتل کرا دیا ۔

سلطان کے تین لڑکے تھے ۔ ایک آدم خاں جو ان میں سب سے بڑا تھا ، لیکن ہمیشہ سلطان کی نظر میں ذلیل رہتا تھا ، حاجی خاں اور بہرام خاں (بہرام خاں) سب سے چھوٹا تھا ۔ اس کے پاس نوکر بہت تھے[1] ۔

ملا دریا نامی ایک مجہول[2] النسب شخص تھا ۔ اس کو دریا خاں کا خطاب دیا اور تمام معاملات اس پر چھوڑ دیے اور خود عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا ۔

سری بھٹ جو سلطان کا وزیر تھا ، جب اس دنیا سے کوچ کر گیا ، تو سلطان نے ایک کروڑ کشمیری سکہ کہ جو چار سو اشرفی کے برابر تھا ، اس کے لیے بچوں میں صدقہ کیا ۔ سلطان جوگیوں کے علوم میں پوری مہارت رکھتا تھا ; خلع بدن (عضو کا علیحدہ علیحدہ ہونا) کہ جس کو سیمیا کہتے ہیں ، لوگوں نے اس (سلطان زین العابدین) سے اس بات کو دیکھا تھا ۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سلطان سخت بیمار ہوا اور ہلاکت کے قریب پہنچ گیا ۔ لوگ اس کی صحت سے مایوس ہو گئے ۔ اسی دوران میں ایک جوگی کشمیر میں آیا ۔ اس نے کہا کہ میں علم سیمیا جانتا ہوں ، سلطان کی اس بیماری کا جو سخت ترین بیماری ہے ، سوائے اس کے کوئی علاج نہیں ہے کہ میں اپنی روح کو اپنے جسم سے نکال کر سلطان کے جسم میں داخل کر دوں ۔ سلطان کے مقربین نے اس بات کو غنیمت [۴۴۲] سمجھا اور جوگی کو اس کے شاگرد کے ہمراہ سلطان کے سرہانے

۱- فرشتہ ۲/۳۴۴ ۔
۲- ہاجی گری (فرومایگی) (فرشتہ ۲/۳۴۵) ۔

Marfat.com

لے گئے ۔ ان دونوں کو وہاں تنہائی میں چھوڑ دیا ۔ جب سلطان کی روح نکل گئی تو اس کے بعد جوگی نے اپنی روح بدن سے نکال کر اس علم کے ذریعہ سے جو وہ چاہتا تھا ، سلطان کے بدن میں داخل کر دی ۔ اس نے اپنے شاگرد کو وصیت کر دی تھی کہ میرے قالب کو جو معطل ہو جائے گا ، آسن میں کہ جس سے جوگیوں کا قیام مراد ہے ، لے جا کر تو حفاظت کرنا ۔ جب شاگرد جوگی کے جسم کو لے کر باہر آیا اور مقربین سلطان کے پاس دوڑ کر گئے ، تو اس کو صحیح البدن پایا اور خوشی و مسرت کا اظہار کیا[۱] ۔

کچھ عرصہ کے بعد سلطان کے لڑکے ایک دوسرے سے دشمنی کرنے لگے اور ان میں جھگڑا ہوا ۔ آدم خان جو سب سے بڑا تھا ، کشمیر سے نکل کر اطمینان کے ساتھ ولایت تبت چلا گیا اور اس علاقہ کو فتح کر لیا ۔ بہت سا مالِ غنیمت سلطان کے پاس لایا اور عنایات کا مستحق ٹھہرا حاجی خان حسب الحکم لوہر کوٹ گیا ۔ سلطان (زین العابدین) آدم خان کو حاجی خان کی کشیدگی کی وجہ سے ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا ۔ آخر حاجی خان بعض لوگوں کے ورغلانے سے لوہر کوٹ سے کشمیر کی طرف آیا ۔ ہر چند سلطان نے اسے لکھ کر اور کہلا کر بھیجا کہ وہ نہ آئے ، مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ مجبوراً سلطان اس سے جنگ کرنے کے ارادہ سے نکلا اور بھلسل کے میدان میں لشکر آراستہ کیا ۔ حاجی خان اگرچہ اپنے اس فعل پر پشیمان تھا ، لیکن جنگجو لوگوں کے کہنے سے جنگ پر آمادہ ہو کر میدان میں آ گیا اور شام تک جنگ میں قائم و برقرار رہا ۔ آخرکار حاجی خان کے لشکر کو شکست ہوئی ۔ اس جنگ میں آدم خان نے بہت مردانگی سے کام لیا ۔ حاجی خان فرار ہو کر بیرہ پور کی طرف چلا گیا ۔ آدم خان نے اس کا تعاقب کرکے [۴۴۳] اس کو گرفتار کرنا چاہا ، مگر سلطان نے اجازت نہ دی ۔ حاجی خان بیرہ پور سے لیر آ گیا اور زخمیوں کے علاج میں مشغول ہوا ۔ سلطان فتح کے بعد کشمیر آیا اور حکم دیا کہ دشمنوں کے سروں سے بلند مینارہ بنایا اور حاجی خان کے لشکر کے لوگوں کو قتل کرا دیا ۔ آدم خان نے ان لوگوں کو جنھوں نے حاجی خان

---

۱ فرشتہ ۲/۴۴۵ ۔

Marfat.com

کو ورغلایا تھا ، ان کے اہل و عیال کو تکلیفیں پہنچائیں ۔ اس وجہ سے اکثر آدمی حاجی خاں سے علیحدہ ہو کر آدم خاں کے پاس آ گئے ۔ اس کے بعد آدم خاں نے استقلال کے ساتھ چھ سال تک حکومت کی ۔ ولایت کشمیر میں زبردست قحط پڑا ، چنانچہ بہت سے آدمی بھوک سے مر گئے ۔ اس وجہ سے سلطان کو بہت غم ہوا ۔ لوگوں میں خزانہ اور غلہ اکثر تقسیم کرایا ۔ بعض مقامات پر خراج کو چوتھائی اور بعض جگہ ساتواں حصہ کر دیا[1] ۔

آدم خاں نے کمراج کی ولایت پر قابض ہو کر ظلم و تشدد شروع کیا ۔ اس کے پاس سے بہت آدمی سلطان (زین العابدین) کے پاس چلے آئے اور انصاف کے طالب ہوئے ۔ جو فرمان سلطان کی طرف سے اس کے پاس پہنچتا تھا ، وہ اس کو قبول نہیں کرتا تھا ۔ یہاں تک کہ بہت سا لشکر فراہم کرکے سلطان پر حملہ آور ہوا اور قطب الدین پور میں قیام کیا ۔ سلطان نے اس خیال کے مطابق :

مزن با سپاہی ز خود پیشتر
کہ نتواں زدن مشت بر نیشتر

حیلہ حوالہ سے اس کو تسلی دے کر پھر ولایت کمراج کو بھیج دیا اور حاجی خاں کو فوراً بلا لیا ۔ [۳۴۴] آدم خاں ، کمراج پہنچ کر بغیر قیام کیے ہوئے وہاں سے نکل کھڑا ہوا اور سوپہ پور[2] پہنچا ۔ وہاں کے حاکم نے جو سلطان کی طرف سے مقرر تھا ، نکل کر جنگ کی اور مارا گیا تمام شہر برباد ہو گیا ۔ جب سلطان نے یہ خبر سنی ، تو ایک بڑا لشکر آدم خاں کے سر پر بھیج دیا ۔ سخت جنگ ہوئی ۔ دونوں طرف سے بہت سے آدمی مارے گئے ۔ آدم خاں کو شکست ہوئی ۔ چونکہ سوپور کا پل جو دریا بہت (جہلم) پر بنا ہوا تھا ، ٹوٹ گیا ، لہذا آدم خاں کے تقریباً تین سو اہم آدمی فرار ہونے کی حالت میں غرق ہو گئے ۔

آدم خاں نے دریا کو عبور کرکے اس پار قیام کیا اور سلطان

۱۔ فرشتہ ۳۴۶/۲ ۔
۲۔ سوپور (فرشتہ ۳۴۶/۲) ۔

Marfat.com

سے نکل کر سوپہ پور کی طرف آیا اور رعایا کو دلاسا دیا ۔ اسی دوران میں حاجی خاں اُس فرمان کے مطابق جو اس کو گیا تھا ، پنجہ کے راستہ سے بارہ مولا پہنچا ۔ سلطان نے اپنے چھوٹے لڑکے بہرام کو اس کے استقبال کے لیے بھیجا ۔ دونوں بھائیوں کے درمیان اور زیادہ دشمنی ہوگئی آدم خاں جس جگہ تھا ، وہاں سے بھاگ کر شاہ منگ کے راستہ سے لیلاب پہنچا ۔ سلطان (زین العابدین) حاجی خاں کو ہمراہ لے کر شہر میں آیا اور اس کو اپنا ولی عہد بنایا ۔ حاجی خاں نے نہایت خلوص برتا ، اخلاص میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور اپنے ان نوکروں کو جو ہندوستان کے سفر میں اس کے ساتھ رہے تھے ، سفارش کرکے سلطان سے ان کے لیے مناصب دلوائے ۔ اچھی جاگیریں مقرر کیں ۔ سلطان نے مرصع سنہرا پٹکا اس کو عنایت کیا اور ہمیشہ اس سے خوش رہا ۔

بالاخر حاجی مدام شراب پینے کی وجہ سے اسہال دموی میں مبتلا ہو گیا ۔ سلطنت کے کاموں میں پوری طرح خرابیاں پیدا ہوگئیں ۔ سرداروں نے خفیہ طور سے آدم خاں کو بلا لیا ۔ آدم خاں سرداروں کے ایما سے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ سلطان نے اس کے آنے پر ناگواری کا اظہار کیا اور سرداروں سے ناراض ہو گیا ۔ آخرکار بھائیوں نے عہد و پیان کرکے آدم خاں کی تعظیم کی [۴۴۵] کچھ عرصہ کے بعد جب سلطان پر بڑھاپے کی وجہ سے کمزوری غالب آ گئی اور اس کے علاوہ بیماری نے اس کو دبایا ، تو وزیروں نے متفق ہو کر عرض کیا کہ اگر ملک کا انتظام کسی فرزند کے سپرد کر دیا جائے تو امن و نظم مملکت کا باعث ہو ۔ سلطان نے اس بات پر کوئی توجہ نہیں کی اور کسی لڑکے کو سلطنت میں اختیار نہیں دیا ۔ منافق درمیان میں آئے اور خوب گھل مل گئے ۔ بہرام خاں نے مکاری سے نفاق آمیز باتیں شروع کر دیں اور دونوں بڑے بھائیوں کو آپس میں دشمن کر دیا ۔

آدم خاں خوف کی وجہ سے قطب الدین پور جا کر رہنے لگا ۔ جب سلطان پوری طرح کمزور ہو گیا ، تو سرداروں نے فتنہ انگیزی کو روکنے کے لیے لڑکوں کو بادشاہ کی عیادت کے لیے نہیں جانے دیا ، بلکہ کبھی کبھی سلطان کو اونچی جگہ پر بٹھا دیتے تھے اور نقارہ بجواتے تھے کہ سلطان کو صحت ہو گئی ہے ۔ اس تدبیر سے ملک میں اطمینان

Marfat.com

قائم رکھا[1] -

آخر کار جب سلطان کی بیماری شدید ہو گئی اور وہ ایک دن اور رات تک بے ہوش رہا ، تو ایک رات کو آدم خان قطب الدین پور سے سلطان کو دیکھنے آیا - لشکر کو شہر کے باہر چھوڑ دیا تا کہ حاجی خان اور دشمنوں سے خبردار رہیں - اتفاق سے اسی رات کو حسن کبھی جو بڑے سرداروں میں تھا ، سلطان کے دیوان خانہ میں حاجی خان کے لیے سرداروں سے بیعت لے رہا تھا - دوسرے دن سرداروں نے آدم خان کو کسی بہانے سے کشمیر سے باہر بھیج دیا اور حاجی خان کو بعجلت تمام بلا لیا - حاجی خان سرداروں کے بلانے پر آ گیا - سلطان کے طویلہ کے گھوڑوں پر پوری طرح اپنا قبضہ کیا ایک بڑا لشکر اس کے گرد جمع ہو گیا ، لیکن مخالفوں کی بغاوت اور فتنہ کے خوف سے شاہی محل کے اندر نہیں گیا - آدم خان نے جب یہ خبر سنی ، تو وہ خائف ہو کو ماویل[2] کے راستہ سے ہندوستان کو روانہ ہو گیا - اس کے بہت سے نوکر (اس سے) علیحدہ ہو گئے - زین بدر جو حاجی خان کے معتبر سرداروں [۳۳۶] میں تھا ، آدم خان کے تعاقب میں روانہ ہوا - آدم خان نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیے اور اس کے بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کر کے نکل گیا - حسن خان پسر حاجی خان جو پنجہ میں تھا ، اپنے والد کے پاس آ گیا - حاجی خان کے کاروبار میں خوب رونق ہو گئی - سلطان (زین العابدین) کا انتقال ہو گیا[3] - اس کی حکومت کی مدت باون سال ہوئی -

سلطان حیدر شاہ بن سلطان زین العابدین

سلطان حیدر شاہ کا نام حاجی خان تھا - باپ کے انتقال کے تین رو بعد حاجی خان نے سلطان حیدر خطاب پایا اور سکندر پور میں کہ جو نوشتہ[4] شہر مشہور ہے،[1] اپنے باپ کے قواعد و آئین کے مطابق جلوس کیا

۱- فرشتہ ۲/۳۴۶ - ۳۴۷ -

۲- بارہ مولہ (فرشتہ ۲/۳۴۷) -

۳- سلطان زین العابدین ۸۷۷ھ/۷۳-۱۴۷۲ء میں فوت ہوا - (فرشتہ ۲/۳۴۷) -

۴- نوشہ (فرشتہ ۲/۳۴۷) -

Marfat.com

صدقہ کی رقم کو مستحقین میں تقسیم کر دیا ۔ اس کے بھائی بہرام خاں اور اس کے لڑکے حسن خاں نے اس کے سر پر تاج رکھا اور اس کے پاس قیام کیا :

بیت

چو مرگ افگند افسرے از سرے
نہد آسمان بر سر دیگرے

مکراج کی ولایت حسن خاں کی جاگیر میں مقرر ہوئی ۔ اس کو امیر الامراء اور اپنا ولی عہد بنایا اور لاکام کو بہرام خاں کی جاگیر میں دیا اور اطراف کے راجاؤں کو جو تعزیت و مبارک باد کے لیے آئے تھے ، گھوڑے اور خلعتیں دے کر رخصت کر دیا اکثر سرداروں کو پٹکے ، مرصع تلوار اور خلعت مرحمت ہوئے[1] ۔

سخاوت کرنا اس کی طینت میں تھا ۔ ہمیشہ شراب پیتا تھا ۔ اس کی طبیعت میں انتقام کا جذبہ بھی تھا ۔ اکثر سردار اس سے رنجیدہ ہو کر اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے ۔ چونکہ ملک کے احوال سے [۴۴۷] وہ بے پروا تھا ، اس وجہ سے وزیر ، رعایا پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے ۔ اس نے ایک حجام کو جس کا نام لولی[2] تھا ، اپنا مقرب بنا لیا تھا ۔ جو کچھ وہ (لولی) کہتا تھا اس پر وہ (حیدر شاہ) عمل کرتا تھا ۔ وہ لوگوں سے رشوت لیتا تھا ۔ جس سے بگڑ جاتا تھا ، اس کی طرف سے سلطان کے مزاج کو منحرف کر دیتا تھا ۔ پس کچھی[3] کہ جس نے سب سے پہلے اس کی بیعت کے لیے کوشش کی تھی ، لولی حجام کی بدگوئی سے قتل ہوا ۔ اس سے پہلے آدم‌خاں بہت سا لشکر جمع کرکے لایا اور جنگ کے ارادہ سے ولایت جمو پہنچا ۔ جب اس کو سرداروں کے قتل کی اطلاع ملی ، تو واپس ہو کر جمو چلا گیا ۔ جمو کے راجا مالک دیو کے ساتھ ان مغلوں سے جنگ کرنے کے لیے گیا جو اس نواح میں آ گئے تھے ۔ اس کے منہ میں ایک تیر لگا ۔ اسی زخم سے وہ مر گیا ۔

۱- فرشتہ ۲/۴۴۷ ۔

۲- بولی (فرشتہ ۲/۴۴۷) ۔

۳- حسن خاں کچھی (فرشتہ ۲/۴۴۷) ۔

Marfat.com

سلطان اس کی موت کی خبر سے متاثر ہوا اس کے حکم پر لوگ اس کی نعش کو میدانِ جنگ سے لائے اور اس کے باپ کے مقبرہ کے نزدیک دفن کر دیا ۔

اسی زمانہ میں مدام شراب پینے کی وجہ سے سلطان سخت ترین امراض میں مبتلا ہو گیا ۔ امراء خفیہ طور سے بہرام خاں سے مل گئے ۔ انھوں نے چاہا کہ اس کو سلطنت پر قابض کر دیں ۔ جب یہ خبر فتح خاں کو ملی جس نے ہندوستان میں بہت سے قلعے فتح کیے تھے اور بے شمار مالِ غنیمت لایا تھا ، تو وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ یلغار کرتا ہوا کشمیر میں آ پہنچا ۔ چونکہ وہ بغیر اجازت کے آ گیا تھا ، لہذا خود غرض لوگوں نے اس کی طرف سے باتیں بنائیں اور سلطان کے مزاج کو (اس سے) منحرف کر دیا ۔ سلطان نے ناراض ہو کر اس کو سلام کی اجازت نہ دی اور اس کی کسی خدمت کا لحاظ نہ کیا گیا ۔ ایک روز سلطان اس محل میں آیا جس میں پلاستر ہوا تھا اور شراب پینے میں مشغول ہوا ۔ مستی کی حالت میں اس کا پیر پھسل گیا ۔ وہ گرا اور ختم ہو گیا ۔ اس کی حکومت کی مدت ایک سال دو ماہ ہوئی[1] ۔

[۴۴۸] ذکر سلطان حسن بن حاجی خاں حیدر شاہ

باپ کے انتقال کے سولھویں دن احمد آسو[2] کی کوشش سے تخت نشین ہوا اور دوسرے دن ان لوگوں کو جن کی طرف سے خوف تھا ، قید کر دیا اور سکندر پور سے نوشہر جا کر قیام کیا ۔ دادا باپ اور چچا کے خزانے کو لوگوں میں تقسیم کر دیا ۔ احمد آسو کو ملک احمد کا خطاب دے کر ملکی معاملات اس کے سپرد کر دیے ۔ اس کے لڑکے نوادر آسو کو حاجب مقرر کیا ۔ بہرام خاں اپنے لڑکے کے ہمراہ کشمیر سے نکل کر ہندوستان کی طرف چلا گیا ۔ اس کے تمام سپاہی اس سے علیحدہ ہو گئے ۔ اس کے مکمل حالات کا ذکر عنقریب کیا جائے گا[3] ۔

۱- فرشتہ ۳۴۷/۲ ۔
۲- احمد اسود (فرشتہ ۳۴۸/۲) ۔
۳- فرشتہ ۳۴۸/۲ ۔

Marfat.com

سلطان حسن نے جو سلطان زین العابدین کے زمانہ کے وہ تمام قاعدے اور قوانین جو حیدر شاہ کے زمانہ میں متروک ہو چکے تھے ، از سر نو جاری کیے اور سلطنت کے کام ان ہی قاعدوں کے مطابق ہونے لگے ۔ اس موقع پر قابض فتنہ انگیزوں نے بہرام خاں کے پاس پہنچ کر اس کو جنگ پر آمادہ کر لیا ۔ بعض سرداروں نے بھی اس کو خطوط لکھے اور بلایا ۔ بہرام خاں ولایت کرمانے[1] واپس ہو کر پہاڑوں کے راستوں سے ولایت مکراج پہنچا ۔ سلطان اس وقت سیر کرنے کے لیے دبنا پور گیا ہوا تھا ۔ اس خبر کو سن کر وہ اپنے چچا سے جنگ کرنے کے ارادہ سے سوپہ پور پہنچا ۔ بعض لوگوں نے سلطان کو اس پر آمادہ کیا کہ ہندوستان کی طرف چلا جانا چاہیے ، لیکن ملک احمد آسو نے اسے جنگ کی ترغیب دی اور اس کو ہندوستان نہیں جانے دیا ۔ سلطان نے ملک احمد کی رائے کو پسند کیا اور ملک تاج بھٹ کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ بہرام خاں کے سر پر بھیجا ۔ بہرام خاں کو یہ امید تھی [۴۴۹] کہ سلطان کے لشکری اس سے مل جائیں گے ، لیکن اس کے برعکس ہوا ۔ موضع لولو[2] میں سخت جنگ ہوئی اور بہرام خاں کو شکست ہوئی ۔ وہ فرار ہو کر موضع زین گر پہنچا ۔ سلطان کی فوجوں نے اس کا تعاقب کرکے اسے گرفتار کر لیا ۔ ایک تیر اس کے منہ میں لگا ۔ اس کا مال و اسباب لوٹ لیا اور نہایت بری حالت میں اس کو سلطان کے پاس لائے ۔ سلطان کے حکم پر باپ اور بیٹے کو قید کر دیا ۔ کچھ عرصے کے بعد بہرام خاں کو اندھا کرا دیا گیا ۔ وہ تین سال تک جیل خانہ میں رہ کر فوت ہو گیا ۔ یہ بدر[3] کہ جو سلطان زین العابدین کا وزیر تھا اور ملک احمد آسو کے درمیان دشمنی تھی ۔ اس نے بہرام خاں کو اندھا کرانے میں بہت کوششیں کیں ۔ سلطان زین العابدین نے اکثر اس سے ناراض ہو کر یہ ارادہ کیا کہ اس کو قتل کرا دے ، مگر ممکن نہ ہو سکا ۔ سلطان حسن نے اس کو گرفتار کر لیا ۔ یہ عجیب اتفاق کی بات تھی کہ جس روز بہرام خاں کو اندھا کیا گیا ، اسی روز وہ بھی اندھا ہوا اور تین سال کے بعد وہ بھی جیل میں مرا :

۱- کرمار (فرشتہ ۲/۳۴۸) ۔
۲- لولہ پور (فرشتہ ۲/۳۴۸) ۔
۳- متن میں ''ایں بدر'' ہے اور فرشتہ (۲/۳۴۸) میں زین بدر ہے ۔

Marfat.com

بچشم کس چوکس خارستم داد
بیابد چشم خود باسر ہم داد

ملک احمد کو استقلال نصیب ہوا ۔ ملک باری بہت کی رعایت کر
ملک احمد کو بڑے لشکر کے ساتھ دہلی کی طرف راجوری کے راستہ سے بھ
جمو کا راجا عجب دیو آ کر ملک احمد باری سے ملا اور ملک باری ای
بڑا لشکراس کی مدد کو لے گیا ۔ اس نے تاتار خاں سے کہ جو دہلی
بادشاہ کی طرف سے پہاڑ کے دامن اور ولایت پنجاب کا حاکم تھا ، جنگ ک
اس کی تمام ولایت کو برباد اور شہر سیال کوٹ کو خراب کر دیا ۔ [۵۰
سلطان کے یہاں حیات خاتون سے کہ جو سیدوں کی نسل سے تھی ایک لڑ
پیدا ہوا ۔ سلطان نے اس کا نام محمد رکھا اور تربیت کے لیے ملک باری
سپرد کر دیا ۔ دوسرے بیٹے کا نام حسین رکھا اس کو ملک نورا
ملک احمد کو دے دیا کہ وہ اس کی پرورش کرے[1] ۔ ملک احمد ا
ملک باری میں رنجش ہو گئی ۔ وہ ایک دوسرے کے دفع کرنے کی تدبیر
کرنے لگے ۔ سرداروں میں بھی اختلاف پیدا ہو گئے ۔ سخت لڑائیاں ہوئیں
یہاں تک کہ ایک رات کو جمع ہو کر سلطان کے دیوان خانہ میں آ گ
اور دست درازیاں کرنے لگے اور آگ لگا دی ۔ سلطنت کے کام میں پور
طرح بدنظمی پیدا ہو گئی ۔ سلطان نے ملک احمد آسو کو اس کے اعزہ
اقارب کے ساتھ قید کر دیا ۔ اس کا مال و اسباب لوٹ لیا ۔ وہ قید م
مر گیا[2] ۔

سلطان نے سید ناصر کو بلایا جو سلطان زین العابدین کا مقرب تھا
وہ مجلس میں اس کو اپنے مقدم رکھتا تھا ۔ وہ (سید ناصر) سلطان حسن ک
حکم سے کشمیر سے نکل کر ولایت چلا گیا تھا ۔ جب سید ناصر د
پیر پنجال کے نزدیک پہنچا ، تو فوت ہو گیا ۔ اس کے بعد سید حسن ف
سید ناصر کو کہ جو حیات خاتون کا باپ تھا ، دہلی سے بلا کر اختیارا
اس کے سپرد کر دیے ۔ سید حسن نے سلطان کے مزاج کو کشمیر ک
امیروں کی طرف سے منحرف کر دیا ۔ اس کی کوشش سے ملک کے اکابر

۱۔ فرشتہ ۲/۳۴۸ ۔
۲۔ فرشتہ ۲/۳۴۸ ۔

Marfat.com

ایک کثیر جماعت قتل ہوئی ۔ ملک باری قید ہوا ۔ دوسرے لوگ خوف سے بھاگ کر ادھر اُدھر چلے گئے ۔ جہانگیر ماکری کہ جو بڑے سرداروں میں سے تھا ، بھاگ کر قلعہ لوہر کوٹ چلا گیا[1] ۔

کچھ عرصہ کے بعد سلطان کو اسہال کا مرض ہو گیا ۔ وہ بہت کمزور ہو گیا ۔ سلطان حسن نے وصیت کی کہ چونکہ میرے لڑکے چھوٹے ہیں ، [۲۰۵] اس لیے یوسف خاں بن بہرام خاں کو کہ جو قید میں ہے ، فتح خاں پسر آدم خاں کے ساتھ کہ جو ولایت حسوا میں ہے ، سلطنت پر قابض کر دیا جائے ۔ محمد خاں کو ولی عہد بنائیں ۔ سید حسن نے بظاہر (یہ بات) قبول کر لی ۔ سلطان اسی بیماری میں مر گیا ۔ اس کی حکومت کی مدت معلوم نہیں ہے ۔

ذکر سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن

محمد خاں کی عمر سات سال تھی ۔ سید حسن کی کوشش سے اسے حکومت ملی ۔ اس روز تمام سامان سونا ، چاندی ، ہتھیار ، کپڑے اور پیالا سب کچھ اس کے سامنے رکھا گیا ۔ اس نے ان چیزوں میں سے کسی طرف توجہ نہ کی ۔ کمان کو اٹھا لیا ۔ حاضرین نے اس کے اس عمل سے اس کی بزرگی اور مردانگی پر استدلال کیا اور کہا کہ وہ سلطنت کے کاموں میں کوشش کرے گا[2] ۔

سادات کا استدلال (زور) اس قدر بڑھ گیا تھا کہ وہ وزیروں اور سرداروں میں سے کسی کو نہیں چھوڑتے تھے کہ کوئی سلطان کے پاس جا سکے ۔ کشمیری اس بات سے دل برداشتہ ہو گئے ۔ ایک رات جمو کے راجا پرس رام سے مل کر جو تاتار خاں کے خوف سے کشمیر میں پناہ گزین تھا ، سید حسن کو مع تیس آدمیوں کے جو ممتاز سادات سے تھے ، کو شہر میں دھوکہ سے قتل کر دیا اور دریائے جہلم کو عبور کرکے پل کو توڑ دیا اور دوسری طرف اپنی جمعیت (مضبوط) کرکے بیٹھ گئے ۔

---

1. فرشتہ ۲/۳۴۸ ۔
2. فرشتہ ۲/۳۴۹ ۔

Marfat.com

گئے ۔ سید محمد پسر سید حسن کہ جو سلطان کا ملوث تھا ، آدمی جمع کرکے لے آیا اور سلطان کی حفاظت کے لیے دیوان خانہ میں آیا ۔

اس رات جب ایک زبردست فتنہ برپا ہوا تھا ، ہر شخص اپنی جگہ پر عاجز تھا ۔ عیدی[1] زیب نے چاہا کہ یوسف خان بن چرلم خاں کو جو قید میں [۵۰۳] تھا ، باہر نکال لے ۔ امرائے سادات میں سے سید علی خان کو اس بات کی اطلاع ہو گئی ۔ اس نے یوسف خان کو قتل کر دیا اور باجی بھٹ کو بھی جس نے یوسف خان کے قتل پر افسوس ظاہر کیا تھا ۔ یوسف کی ماں نے جس کا نام سان[2] دیوی تھا اور جو اپنی بیوگی کے وقت سے جو کی روٹی کے تین لقموں سے زیادہ افطار کے وقت نہیں کھایا کرتی تھی ، اپنے لڑکے (یوسف) کی نعش کو تین روز تک گھر میں رکھا ۔ جب اس کو دفن کر دیا ، تو اس کے بعد اس کے مقبرہ کے نزدیک ایک حجرہ بنوا کر رہنے لگی یہاں تک کہ وہ (سان) بھی فوت ہو گئی ۔

مختصر یہ کہ سید علی خان اور دوسرے سادات نے مخالفین سے جنگ کرنے کے لیے دریا کے کنارے فوج جمع کر لی اور بیٹھ گئے ۔ بہت روپیہ خرچ کیا اور ایک عظیم لشکر مہیا کر لیا ۔ کشمیر کے لوگ گروہ کے گروہ اطراف و جوانب سے آ کر مخالفین سے مل گئے ۔ طرفین میں تیر اور بندوق کی جنگ شروع ہوئی ۔ روزانہ دونوں طرف سے بہت سے آدمی قتل ہوتے تھے ۔ چور شہر میں آکر علانیہ لوٹ مار کرتے تھے ۔ سادات نے شہر کے گرد ایک خندق کھدوائی یہاں تک کہ چوروں سے امن ہو گیا ۔ مخالفین کے مکانات شہر اور گاؤں میں جہاں جہاں تھے ، (منہدم کرا کے) خاک برابر کر دیے گئے ۔ ان کے مال و مواشی لوٹ لیے گئے ۔ وہ نہایت غرور کی وجہ سے اپنی نگرانی نہیں کرتے تھے ۔ اسی دوران میں جہانگیر ماگری ، جو لوہر کوٹ میں تھا ، مخالفوں کے بلانے پر آ گیا ۔ ہرچند سادات نے اس کے پاس صلح کا پیغام بھیجا ۔ اس نے قبول نہیں کیا ۔ ایک روز داؤد بن جہانگیر ماگری اور سیفی ڈالکری نے پل پار کرکے سادات سے جنگ کی ۔ داؤد بہت سے مخالفین کے ساتھ مارا گیا ۔ سادات نے خوش ہو کر

۱- عید زینا (فرشتہ ۲/۳۰۹) ۔
۲- ستان دیور (فرشتہ ۲/۳۰۹) ۔

Marfat.com

(فتح کا) نقارہ بجوا دیا ۔ مخالفین کے سروں سے مینار بنوائے ۔ دوسرے دن سادات نے چاہا [۴۵۳] کہ غلبہ کے ساتھ پل سے گزریں ۔ مخالفین مقابلہ پر آ گئے ۔ پل کے درمیان سخت جنگ ہوئی ۔ چونکہ پل ٹوٹ گیا ، اس لیے دونوں طرف کی بہت سی مخلوق دریا میں غرق ہو گئی[1] ۔

اس کے بعد سادات نے پنجاب کے حاکم تاتار خاں کو خط لکھا اور اپنی مدد کے لیے بلایا ۔ اس نے کثیر لشکر ان کی مدد کے لیے بھیجا ۔ جب اس کا لشکر بھنبر کے نواح میں پہنچا ، تو وہاں کے راجا نے جس کا نام ونیش تھا ، جنگ کی اور کارآمد آدمیوں کو قتل کر دیا ۔ اس خبر کو سن کر مخالفین نے خوشیاں کیں ۔ سادات اور کشمیریوں کے درمیان مسلسل دو ماہ تک جنگ ہوتی رہی ۔ آخر کار کشمیریوں نے تین گروہ بنا کر دریا کو عبور کیا اور پہاڑ کے اطراف کا محاصرہ کر لیا ۔ سادات نے ان کے مقابلہ میں آ کر بہادری کے جوہر دکھائے ۔ چونکہ مخالفین کی تعداد دوگنی بلکہ چوگنی تھی ، لہذا اکثر سادات کے سردار قتل ہوئے ۔ باقی فرار ہو کر شہر کی طرف چلے گئے ۔ کشمیری ان کا تعاقب کرتے ہوئے شہر میں آ گئے ۔ خوب قتل و غارت گری کی ۔ شہر میں آگ لگا دی ۔ اسی آگ سے میر سید علی ہمدانی کی خانقاہ بھی جل گئی ۔ وہاں پہنچ کر آگ کا خاتمہ ہو گیا[2] ۔ اس روز مرنے والوں کی تعداد دو ہزار تھی ۔ یہ واقعہ ۸۹۱ھ/۱۴۸۶ء میں ہوا ۔ سید محمد بن سید حسن ایک شخص گدائی نام کے گھر میں کہ جو راون جماعت سے تھا ، داخل ہو کر چھپ گئے ۔

تمام مخالفین ایک جگہ جمع ہوئے اور محمد شاہ کے سلام کے لیے دیوان خانہ میں گئے ۔ اس کو اپنے ساتھ ملا لیا ۔ سید علی خاں کو مع دوسرے سادات کے کشمیر سے نکال دیا ۔ پرس رام کو پوری رقم دے کر رخصت کر دیا ۔ چونکہ کشمیریوں میں سے ہر شخص سرداری کا دعویٰ کرتا تھا ، اس لیے تھوڑے ہی عرصہ میں ان میں مخالفتیں ہو گئیں ۔ سلطنت کا کام خراب ہو گیا ۔ فتح خاں ابن [۴۵۴] آدم خاں جو تاتار خاں کی وفات کے بعد پنجاب کا حاکم ہو گیا تھا ، جالندھر سے موروثی مملکت پر

1۔ فرشتہ ۳۴۹/۲ ۔
2۔ فرشتہ ۳۴۹/۲ ۔

Marfat.com

تخسہ کرنے کے ارادہ سے راجوری پہنچے ۔ وہ وہاں مقیم تھا ۔ چونکہ سلطان زین العابدین کا پوتا تھا ، لہذا جنگجو سردار اور شہر کی رعایا گروہ کے گروہ اس کے پاس جا پہنچے ۔ اس نے ان میں سے ہر ایک کو انعام دے کر امیدوار کیا ۔ اس کو یہ توقع تھی کہ جہانگیر ماگری سب سے پہلے اس سے آ کر ملاقات کرے گا ۔ جہانگیر ماگری اس وہم کی وجہ سے کہ اس کے مخالفین اس سے پہلے اس سے جا کر ملاقات کر چکے ہیں ، فتح خاں کے پاس نہ آیا اور اس کو کشمیر فتح کرنے کے ارادہ سے روکا۔

سلطان محمد شاہ جہانگیر ماگری کی ترغیب سے کشمیر سے نکلا ۔ میدان کرسوار میں اپنا لشکر آراستہ کیا ۔ فتح خاں بھی سرہ پور کے راستہ سے اودن کے نواح میں پہنچا اور پانی کے چشمہ کو درمیان میں لے کر سلطان کے مقابلہ کے لیے قیام کیا ۔ صفیں آراستہ کرنے کے بعد جنگ شروع کی ۔ پہلے فتح خاں غالب آیا ۔ قریب تھا کہ سلطان کا لشکر منتشر ہو جائے کہ جہانگیر نہایت مستقل مزاجی سے ڈٹا رہا اور فتح خاں کے لشکر کے تقریباً پچاس کارآمد آدمی قتل کر دیے ۔ فتح خاں کے لشکر کو شکست دی ۔ فتح خاں گرفتار ہونے ہی والا تھا کہ منافقوں میں سے کسی نے یہ جھوٹی آواز لگائی کہ سلطان محمد شاہ مخالفین کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا[1] ۔ جہانگیر پریشان ہو کر اس کے تعاقب سے باز رہا ۔

سلطان نے فتح کے بعد کشمیر آ کر ملک ہاری بٹ کو ان دیہات کی تاراجی کے لیے بھیجا جنھوں نے فتح خاں کو ٹھکانا دیا تھا ۔ آدم خاں اور فتح خاں نے ایک عرصہ تک غائب رہ کر بیرم کلہ کے نواح میں سر اٹھایا اور دوسری مرتبہ فوج جمع کرکے [۹۰۵] کشمیر کی فتح کے ارادہ سے آئے ۔ جہانگیر ماگری ایک بڑے لشکر کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے نکلا ۔ موضع کھسوار پرگنہ لاکام کے میدان میں لشکر اتارا ۔ فتح خاں کے ایک خدمت گار نے موقع غنیمت سمجھا وہ شہر میں گیا ۔ سرداروں کی اس بڑی جماعت کو جو قید میں تھی ، باہر نکالا ۔ ان میں سیفی دالگری بھی تھا ۔ جہانگیر ، سیفی دالگری کے آزاد ہو جانے سے رنجیدہ ہوا اور فتح خاں سے صلح کا ارادہ کیا ۔ راجا راجوری کو جس کی مدد کے لیے

۱- فرشتہ ۲/۳۵۰ ۔

Marfat.com

فتح خاں آیا تھا ، پیغام بھیجا کہ فتح خاں کے لشکر میں تفرقہ ڈالے ۔ راجا راجوری اور دوسرے سردار علیحدہ ہو کر جہانگیر کے پاس چلے گئے ۔ فتح خاں پریشان ہو کر واپس ہو گیا ۔ جہانگیر نے سرہ پور تک اس کا تعاقب کیا ۔ فتح خاں نے ملک جمو پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے ایک بڑا لشکر ہمراہ لے کر کشمیر کی فتح کے ارادہ سے پھر آیا[1] ۔

اس دوران میں جہانگیر خاں نے ان سادات کو جنھیں اس سے پہلے نکال دیا تھا ، دلاسا دے کر بلایا ۔ سلطان اور فتح خاں کے درمیان سخت جنگ ہوئی ۔ سیفی دالگری نے فتح خاں کی طرف سے بہادرانہ جنگ کی اور سلطان کی طرف سے سادات نے خوب کوششیں کیں ۔ بہادری و مردانگی کے خوب جوہر دکھائے ۔ ان کی کثیر جماعت شہید ہوئی ۔ جو باقی رہے سلطان اور جہانگیر کے معتمد بن گئے ۔ اس مرتبہ فتح خاں کو شکست ہوئی اور وہ چلا گیا ۔ پھر بہت سا لشکر جمع کرکے کشمیر آیا ۔ لڑائیاں ہونے کے بعد غالب ہوا[2] :

بیت

گل شادی اگر خواہی زخار غم مکش دامن
قدم ، گر طالب گنجی ، بکام اژدہا در نہ

پھر یہ نوبت پہنچ گئی تھی کہ سلطان کے ساتھ ایک آدمی بھی نہ رہا ۔ اس کے تمام خزانے ختم ہو گئے ۔ جہانگیر زخمی ہو گیا اور فرار ہو کر ایک گوشہ میں جا بیٹھا ۔ میر سید محمد ابن سید حسن ، [۴۵۶] فتح خاں سے مل گیا ۔ کچھ عرصہ کے بعد سلطان محمد شاہ کو زمینداروں نے گرفتار کر کے فتح خاں کے سپرد کر دیا ۔ اس وقت اس کی سلطنت کو دس سال سات ماہ ہو چکے تھے ۔ فتح خاں اس کو اپنے بھائیوں کے ساتھ زندان خانہ میں بحفاظت رکھتا تھا ۔ اس نے حکم دے دیا تھا ، لہذا کھانا پینا اور تمام ضروریات اس لیے مہیا رہتی تھی ۔ سیفی دالگری ہمیشہ اس کی تعظیم کیا کرتا اور اس کی خدمت میں رہتا تھا[3] ۔

---

1. فرشتہ ۲/۳۵۰ ۔
2. فرشتہ ۲/۳۵۰ ۔
3. فرشتہ ۲/۳۵۰ ۔

Marfat.com

ذکر سلطان فتح شاہ

فتح شاہ نے کہ جس سے مراد فتح خاں ہے ۸۹۴ھ/۱۴۸۹ء میں اپنا خطاب سلطان فتح شاہ مقرر کرکے تخت سلطنت پر جلوس کیا ۔ اپنی مملکت کا مدارالمہام سیفی ڈالگری کو بنایا ۔

اس زمانہ میں میر شمس جو شاہ قاسم انوار کے مریدوں میں سے تھے عراق سے کشمیر آئے ۔ مخلوق ان کی معتقد ہوگئی[1] ۔ تمام اوقاف ، معافیاں ، عبادت گاہیں دیو ہرہ (مٹھ) ان کے مریدوں کے سپرد ہو گئے ۔ ان کے صوفی (مرید) کافروں کے عبادت خانوں کے توڑنے پھوڑنے میں کوشش کرتے تھے ۔ کوئی شخص الٰہیں منع نہیں کر سکتا تھا ۔

کچھ ہی عرصہ میں سرداروں میں مخالفت ہو گئی ۔ دیوان خانہ میں آ کر ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا ۔ ملک اچھی[2] اور رینا[3] نے جو فتح خاں کے امیروں میں ممتاز تھے ، کچھ لوگوں کے ساتھ اتفاق کر لیا اور سلطان محمد شاہ کو قید خانہ سے نکال لائے اور دوبارہ بارہ مولہ آ گئے ۔ جب اس میں بزرگی کی علامتیں نہ دیکھیں ، تو وہ اپنی اس کارروائی سے پشیمان ہوئے اور پھر چاہا کہ سلطان محمد شاہ کو گرفتار کرکے فتح خاں کو دے دیں ۔ محمد شاہ اس بات کی اطلاع پا کر رات میں کہیں چلا گیا[4] ۔

[۳۵۷] اس کے بعد سلطان فتح شاہ نے ولایت کشمیر کے تین حصے کیے اپنے ، ملک اچھی ، اور سنکر کے حصے برابر برابر رکھے ۔ ملک اچھی کو وزیر مطلق اور سنکر کو دیوان کل بنایا ۔ ملک اچھی معاملات کے فیصل کرنے میں خوب عقل مندی سے کام کرتا تھا ۔

من جملہ ان سے ایک واقعہ یہ ہے کہ دو شخص ابریشم کی باریک پیچک پر آپس میں لڑتے تھے ۔ ہر ایک کہتا تھا کہ یہ پیچک میری ہے

۱- در لباس تصوف مذہب او را کہ مذہب شیعہ بود اختیار کردند (فرشتہ ۲/۳۵۰) ۔

۲ و ۳- ملک اچھی و زینا (فرشتہ ۲/۳۵۱) ۔

۴- فرشتہ ۲/۳۵۱ ۔

Marfat.com

وزن و رنگ کے معاملہ میں متفق تھے ۔ جب یہ معاملہ ملک اچھی کے سامنے آیا ، تو اس نے دریافت کیا کہ پیچک کو انگلی کے پوروں پر بنایا گیا ہے یا کپڑے پر ۔ جو مالک تھا اس نے کہا کہ انگلی پر بنائی گئی ہے ۔ اور جو چھوٹا تھا اس نے کہا کہ کپڑے پر بنائی گئی ہے ۔ جب پیچک کو کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ انگلی پر بنائی گئی ہے ۔

جب سلطان فتح شاہ کی حکومت کو ایک مدت ہو گئی ۔ تو ابراہیم پسر جہانگیر ماکری جسے اس کے باپ کا منصب ملا تھا ، محمد شاہ کے پاس گیا اور ترغیب دلا کر اسے ہندوستان سے ولایت کشمیر لے آیا ۔ اس کے اور سلطان فتح شاہ کے درمیان کھویا[1] موہ کے نواح میں عظیم جنگ ہوئی ۔ سلطان فتح شاہ کو شکست ہوئی ۔ فتح شاہ کا لشکر ہیرہ پور کے راستہ سے ہندوستان چلا گیا ۔ اس (فتح شاہ) کی حکومت کو نو سال گزر گئے تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا ۔

اس کے بعد سلطان محمد دوبارہ تخت حکومت پر قابض ہوا ۔ ابراہیم ماکری کو وزیر مطلق اور سکندر خاں کو جو سلطان شہاب الدین کی اولاد میں سے تھا ، اپنا ولی عہد بنایا ۔ ابراہیم کے لڑکوں نے ملک اچھی کو جو ان کا جنونی تھا ، جیل خانہ جا کر قتل کر دیا ۔ فتح خاں نے [۴۵۸] کچھ مدت کے بعد بہت جمعیت فراہم کر لی اور پھر کشمیر کا ارادہ کیا ۔ سلطان محمد شاہ اس کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بغیر جنگ کیے ہوئے فرار ہو گیا ۔ اس مرتبہ اس کی حکومت کی مدت نو ماہ اور نو روز ہوئی[2] ۔

سلطان فتح شاہ دوبارہ کشمیر پر قابض ہو گیا ۔ جہانگیر کو جو بدرہ قبیلہ سے تھا ، وزیر اور سنکر رینا کو دیوان کل بنایا ۔ وہ حکومت عدل و انصاف کے ساتھ کرتا تھا ۔ محمد شاہ شکست پانے کے بعد اسکندر ککر[3] کے پاس چلا گیا ۔ اسکندر ککر نے بہت سا لشکر اس کی مدد کے لیے بھیجا اور جہانگیر بدرہ بھی سلطان فتح شاہ سے ناراض ہو کر محمد شاہ کے

کھویا سولہ (فرشتہ ۲/۳۵۱) ۔

فرشتہ ۲/۳۵۱ ۔

سکندر لودی بادشاہ دہلی (فرشتہ ۲/۳۵۱) ۔

Marfat.com

پاس آ گیا اور وہ اس کو راجوری کے راستہ سے کشمیر لے گیا۔ سلطان فتح شاہ نے جہانگیر ماگری کو اپنے لشکر کا ہراول بنا کر محمد شاہ سے جنگ کے لیے بھیجا۔ فتح شاہ کے لشکر کو شکست ہوئی۔ جہانگیر ماگری مع اپنے لڑکوں کے اس جنگ میں مارا گیا اور اس کے معتبر سردار مثلاً علی شاہ بیگ[1] اور دوسرے محمد شاہ سے آ کر مل گئے۔ سلطان محمد شاہ مجبور ہو کر ہندوستان کی طرف فرار ہو گیا اور وہیں مر گیا۔ اس مرتبہ اس کی حکومت ایک سال اور ایک ماہ رہی۔

سلطان محمد شاہ تیسری مرتبہ تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا۔ نقارے بجائے گئے۔ سنکر رینا کو جو فتح شاہ کا معتبر سردار تھا قید کر دیا اور کاجی چک کو جو عقل مندی و شجاعت میں مشہور تھا، وزیر بنایا۔ کاجی چک مخالفتوں کے دور کرنے کا خاص ملکہ رکھتا تھا۔ ان میں ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک عمرو کی عورت تھی۔ اتفاق سے وہ کچھ دنوں کے لیے عورت کو چھوڑ کر چلا گیا۔ عورت نے بے صبری دکھائی۔ اس نے دوسرا شوہر کر لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ عمرو آ گیا۔ اس سے اور دوسرے شوہر سے جھگڑا ہوا۔ وہ دونوں کاجی چک کے پاس گئے۔ چونکہ دونوں میں سے ایک بھی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں گواہ نہ رکھتا تھا، اس لیے اس قبضہ کی تشخیص میں مشکل ہوئی۔ [۳۵۹] آخر ملک کاجی نے اس عورت سے کہا کہ تو سچ کہتی ہے اور یہ عمرو غلط کہتا ہے۔ یہاں آ کر میری دوات میں تھوڑا سا پانی ڈال دے تاکہ تیرے لیے ایک تمسک لکھ دوں کہ اس کے بعد اس کو تجھ سے کوئی غرض نہ رہے۔ عورت اٹھی اور دوات میں اتنا پانی ڈالا جتنا ضروری تھا۔ ملک (کاجی) نے کہا کہ اور ڈال اس نے پھر تھوڑا سا پانی ڈالا کہ روشنائی نہ گرنے۔ اس کام میں اس نے بہت احتیاط سے کام لیا۔ ملک نے حاضرین سے کہا کہ اس عورت کی احتیاط نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ عمرو کی عورت ہے۔ بالآخر اس عورت نے سچی بات کا اعتراف کر لیا اور معاملہ طے ہو گیا[2]

جب سلطان محمد شاہ کو پوری طرح استقلال حاصل ہو گیا، تو اس

۱- علی شاہ بیگ (فرشتہ ۲/۳۵۱)۔
۲- فرشتہ ۲/۳۵۱۔

Marfat.com

نے فتح شاہ کے اکثر سرداروں مثلاً سیفی ڈالکری وغیرہ کو قتل کرا دیا۔ سنکر زینا اپنی موت سے مر گیا ۔ فتح شاہ کی نعش کو اس کے نوکر ہندوستان سے کشمیر لائے ۔ سلطان محمد شاہ استقبال کے لیے گیا اور حکم دیا کہ سلطان زین العابدین کے مزار کے قریب دفن کیا جائے[1] ۔ یہ واقعہ ۹۲۲ھ/۱۵۱۵ء میں ہوا ۔

اسی سال دہلی کے بادشاہ سکندر لودی کا انتقال ہوا اور اس کا لڑکا ابراہیم تخت نشین ہوا ۔ اسی زمانہ میں جب ملک کاجی نے ابراہیم ماکری کو قید کر دیا تو اس کا لڑکا ابدال ماکری کچھ ہندوستانیوں سے مل گیا اور سکندر خاں بن فتح شاہ کو بادشاہ بنا کر کشمیر لے آیا ۔ سلطان محمدشاہ اور ملک کاجی مالکل[2] کے پرگنہ لولہور میں دشمنوں سے جنگ کے لیے گیا ۔ اسکندر خاں مقابلہ کی تاب نہ لا کر قلعہ ناکام میں چلا گیا ۔ ملک کاجی نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا ۔ چند روز تک فریقین میں جنگ ہوتی رہی ۔ اس اثناء میں سلطان کے کچھ سردار باغی ہو کر سکندر خاں کے پاس پہنچ گئے ۔ ملک کاجی نے اپنے لڑکے مسعود کو ان کے سروں پر بھیج دیا ۔ اس نے بہادرانہ [۳۶۰] جنگ کی اور مارا گیا ، لیکن فتح ، مسعود ہی کی ہوئی ۔ اسکندر خاں قلعہ ناکام کو چھوڑ کر باہر نکل گیا اور ملک (کاجی) قلعہ میں داخل ہو گیا ۔ ماکریاں پریشان و خوار ہو کر سکندر خاں کے پیچھے چلے گئے ۔ سلطان محمد شاہ خوش خوش شہر کو واپس ہو گیا ۔ یہ واقعہ ۹۳۱ھ/۲۵ - ۱۵۲۴ء میں ہوا ۔

اسی سال حضرت فردوس مکانی بابر بادشاہ ، ابراہیم لودی کے سر پر پہنچا ۔ اس کو پانی پت کے میدان میں قتل کیا ۔ اسی دوران میں سلطان دشمنوں کے اغوا سے ملک کاجی کے خلاف ہو گیا ۔ ملک کاجی خوف کی وجہ سے راجوری چلا گیا اور اطراف و جوانب کے راجاؤں کو اپنا مطیع بنا لیا ۔ اس زمانہ میں اسکندر خاں نے ، جو سلطان کے سامنے سے شکست کھا کر گیا تھا ، مغلوں کے گروہ سے مل کر لوہر کوٹ پر قبضہ کر لیا ۔ ملک کاجی کا بھائی ملک باری[3] اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس

۱- فرشتہ ۲/۳۵۱ ۔
۲- ماہکل (فرشتہ ۲/۳۵۲) ۔
۳- ملک باری (فرشتہ ۲/۳۵۲) ۔

Marfat.com

کے سر پر پہنچا اور جنگ کرکے اس کو قید کر لیا اور سلطان کے پاس بھیج دیا ۔ سلطان اس خیر خواہی کی وجہ سے ملک کاجی سے رضا مند ہوگیا اور وزارت کا عہدہ پھر اس کے سپرد کر دیا اور سکندر کو اندھا کرا دیا۔

اس زمانہ میں ابراہیم خان پسر سلطان محمد شاہ مع اپنے والد کے سلطان ابراہیم لودی کے پاس دہلی گیا تھا ۔ سلطان ابراہیم لودی نے بہت سا لشکر سلطان محمد شاہ کو دے کر رخصت کر دیا اور ابراہیم خان کو اپنی خدمت میں رکھا ۔ سلطان ابراہیم کے حادثہ (قتل) کی وجہ سے وہ کشمیر آ گیا ۔ ملک کاجی اسکندر خان کے اندھا کرا دینے کی وجہ سے سلطان سے ناراض ہو گیا تھا ۔ اس نے جس بہانہ اور تدبیر سے ہو سکا اس (سلطان) کے مقربین کو قید کر دیا اس کے بعد سلطان کو قید کر دیا اور ابراہیم خان کو بادشاہ بنا دیا ۔ اس مرتبہ محمد شاہ کی حکومت کی مدت گیارہ سال گیارہ ماہ اور دس دن ہوئی[1] ۔

[۶۱ء] ذکر سلطان ابراہیم شاہ بن محمد شاہ

جب سلطان ابراہیم تخت پر بیٹھا ، تو اس نے ملک کاجی کو حسب دستور مستقل وزیر رکھا ۔ ابدال ماکری بن ابراہیم ماکری ، جو ملک کاجی کے ظلم کی وجہ سے ہندوستان چلا گیا تھا ۔ اس زمانہ میں حضرت فردوس مکانی (بابر بادشاہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دشمنوں کے غلبہ کی وجہ سے حضور کی درگاہ میں پناہ لینے حاضر ہوا ہوں ۔ اگر لشکر سے میری مدد کی جائے ، تو کشمیر کو نہایت آسانی سے حضور کے لیے فتح کر لوں ۔ بابر بادشاہ نے اس کی صورت و سیرت سے مطلع ہو کر مہربانی کے ساتھ فرمایا کہ اس (جنگل) میں بھی ایسے آدمی ہوتے ہیں۔ اس کو گھوڑا اور خلعت عنایت کیا اور ایک کثیر لشکر کے ہمراہ تعینات کر دیا ۔ شیخ علی بیگ محمد خان اور محمود خان کو لشکر کا سردار مقرر کیا ۔

چونکہ ابدال ماکری کا یہ خیال تھا کہ کشمیری لوگ مغلوں سے نفرت کریں گے ، لہذا مصلحتاً نازک شاہ بن فتح شاہ کو بادشاہ بنا

۱- فرشتہ ۶/۷۵۲ ۔

Marfat.com

کشمیر کی طرف روانہ ہوا ۔ اس طرف سے ملک کاجی نے ابراہیم شاہ کو لیا اور پرگنہ ماکل کے موضع سلاح کو میدانِ جنگ بنایا ۔ طرفین میں مقابلہ کی تیاریاں ہونے لگیں ۔ ابدال ماکری نے ملک کاجی کو پیغام بھیجا کہ میں بابر بادشاہ کی خدمت میں جا کر مدد لایا ہوں ۔ اس بادشاہ کی شان و شوکت ایسی ہے کہ اس نے دہلی کے بادشاہ ابراہیم کو جس کے پاس پانچ لاکھ فوج تھی ، چشم زدن میں خاک میں ملا دیا ۔ تیری اسی میں خیریت ہے کہ تو اس بادشاہ (بابر) کے خیر خواہوں میں شامل ہو جا ۔ اگر یہ دولت تیری تقدیر میں نہیں ہے ، تو جلدی سے آ اور اس لشکر سے جنگ کر ، سستی و کاہلی کا وقت نہیں ہے [۳۶۲] ملک کاجی نے سید ابراہیم خاں ، سرمک[1] ، اور ملک پاری (تینوں) کو تین فوجوں کا سردار بنایا اور جنگ کے لیے آ گیا ۔ طرفین سے جنگ عظیم ظہور میں آئی ۔ بہت آدمی قتل ہوئے ۔ ابراہیم شاہ کے مشہور سردار پاری چک اور سرمک وغیرہ جن میں سے ہر ایک کثیر فوج رکھتا تھا ، قتل ہو گئے ۔ ملک کاجی پریشان ہو کر شہر کی طرف فرار ہو گیا ۔ وہاں بھی قیام نہ کر سکا اور کوہستان کی طرف چلا گیا ۔ ابراہیم شاہ کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ کیا ہوا اور کہاں گیا ۔ اس کی حکومت کی مدت آٹھ ماہ اور پچیس دن ہوئی[2] ۔

سلطان نازک شاہ بن فتح شاہ

باپ کے مرنے کے بعد اس نے شہر سری نگر میں جلوس کیا اور کشمیر کے لوگوں کو کہ جو مغلوں کی طرف سے خوف زدہ تھے دلاسا دیا کشمیریوں نے اس کی تخت نشینی پر خوشی کا اظہار کیا ۔ وہ شہر سے نکل کر نوشہرہ میں کہ جو قدیم زمانہ سے سلاطین کا پایہ تخت رہ چکا تھا ، مقیم ہوا ۔ ابدال ماکری کو وزارت و وکالت کا عہدہ عنایت کیا ۔ ابدال ، ملک کاجی کے تعاقب میں چھل نگری کے نواح تک گیا ۔ جب اس کو

۱۔ شیر ملک (فرشتہ ۲/۳۵۲) ربک مخطوطہ میں سید ابراہیم خاں سرلک ہے ۔
۲۔ فرشتہ ۲/۳۵۲ ۔

Marfat.com

معلوم ہوا کہ اس کا ہاتھ آنا ممکن نہیں ہے ، تو اس نے ولایتوں کو تقسیم کرنا شروع کر دیا ۔ خالصہ کے بعد تمام ملک کو چار حصوں میں تقسیم کیا ۔ ایک حصہ ابدال ماکری کو ، دوسرا حصہ میر علی کو ، تیسرا حصہ لوہر ماکری کو اور باقی چوتھا حصہ بریگی چک کو دیا ۔ ابدال ماکری نے بابر بادشاہ کے نوکروں کو بہت سے تحفے اور ہدیے دے کر ہندوستان کی طرف رخصت کر دیا اور ملک کاجی کو عتاب آمیز خط بھیجا ۔ محمد شاہ کو اپنے پاس بلایا ۔ میر علی نے جا کر محمد شاہ کو قلعہ لوہر کوٹ سے نکالا اور ساتھ لے کر کشمیر آئے اور ملک کاجی کو آنے کی اجازت نہ دی۔

[۹۳۴] سلطان محمد شاہ چوتھی مرتبہ تخت پر بیٹھا اور نازک شاہ کو کہ جس نے بیس سال حکومت کی تھی ، اپنا ولی عہد بنایا ۔ اس زمانہ میں بابر بادشاہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت جنت آشیانی محمد ہمایوں بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھے یہ واقعہ ۹۳۷ھ/۳۱ - ۱۵۳۰ء میں ہوا ۔

جب سلطان نازک شاہ کی حکومت کو ایک سال گزر گیا ، تو ملک کاجی چک نے جو کوہستان میں چلا گیا تھا ، اس ولایت سے کثیر فوج جمع کی اور گھراگرا[۱] کے نواح میں آ گیا ۔ ملک ابدال نے مقابلہ پر آ کر اس سے جنگ کی ۔ ملک کاجی فرار ہو کر ہندوستان چلا گیا ۔

اس زمانہ میں مرزا کامران ولایت پنجاب پر قابض تھا شیخ علی بیگ محمد خان اور محمود خان مغول نے جو کشمیر کی فتح کے بعد ابدال ماکری کی اجازت سے واپس چلے آئے تھے ، مرزا کامران کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ چونکہ ہم تمام ولایت کشمیر سے واقف ہیں ، لہٰذا اگر آپ تھوڑی سی توجہ فرمائیں ، تو اس ملک کا ہاتھ آ جانا نہایت آسان ہے۔ مرزا کامران نے محرم بیگ کو لشکر کا سردار بنا کر ان سرداروں کے مشورہ سے جو کشمیر سے آئے تھے ، کشمیر پر تعینات کیا ۔ جب مغلوں کی فوج کشمیر کے نزدیک پہنچی ، تو کشمیری خوف کی وجہ سے اپنا گھر مال و اسباب گھروں میں چھوڑ کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے ۔ مغلوں کی فوجوں نے شہر کو لوٹ لیا اور آگ لگا دی ۔ بعض کشمیری جنھوں

۱۔ گھرار (فرشتہ ۲/۳۵۲) ۔

Marfat.com

کوہستان سے آ کر مغلوں سے جنگ کی تھی ، قتل ہوئے ۔ ابدال ماکری کو پہلے اس کا پورا خیال تھا کہ ملک کاجی مغلوں کے ساتھ ہے ۔ جب اس کو یقین ہو گیا کہ مغلوں کی فوج میں نہیں ہے ، تو اس نے اتحاد و اتفاق کا اظہار کیا ۔ اس کو اس کے لڑکوں اور بھائیوں کے ساتھ بلایا [۴۶۳] اور عہد و قسم کے ساتھ صلح کر لی ۔ اس بات سے کشمیریوں کو قوت حاصل ہو گئی اور (مغلوں) سے جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے اور مل کر مغلوں سے سخت جنگ کی ۔ مغل مصلحت وقت کی بنا پر اپنے ملک (ہندوستان) کو چلے گئے ۔

کچھ عرصہ کے بعد ملک کاجی اس مکاری و غداری کی وجہ سے جو اس نے ملک ابدال کی طرف سے دیکھی ، تو وہاں رہنے پر رضا مند نہ ہوا اور پھر ہندوستان چلا گیا[1] ۔

اسی سال میں کہ ۹۳۹ھ/۳۳ - ۱۵۳۲ء تھا کاشغر کے بادشاہ سلطان سعید خان نے اپنے چھوٹے لڑکے سکندر خاں کو مرزا حیدر کاشغری کی ہمراہی میں بارہ آدمی دے کر تبت و لار کے راستہ سے کشمیر بھیج دیا ۔ کشمیریوں نے ان کے رعب و خوف کی وجہ سے کشمیر کو خالی کر کے بغیر جنگ کیے ہوئے راہ فرار اختیار کی اور کوہستان میں جا کر پناہ لی کاشغری ، ولایت کشمیر میں داخل ہو گئے اور ان عالی شان عمارتوں کو جو سابق بادشاہوں کی تھیں ، خاک میں ملا دیا ۔ شہر اور دیہات میں آگ لگوا دی اور وہ خزانے اور دفینے جو اس زمین میں چھپے ہوئے تھے ، سب کو تلاش کر کے فوج کے لوگوں کو مالا مال کر دیا ۔ جہاں کہیں کشمیری جا کر چھپ جاتے ، اطلاع پا کر وہاں پہنچتے اور ان کو قتل و بند کرتے ۔ تین مہینے تک یہی کیفیت رہی[2] ۔

ملک کاجی چک ، ملک ابدال ماکری اور دوسرے نامی سردار کدہر[3] جا کر پناہ گزیں ہوئے ۔ جب وہاں قیام کرنا قرین مصلحت نہ

---

۱ - فرشتہ ۲/۳۵۳ ۔
۲ - فرشتہ ۲/۳۵۳ ۔
۳ - چک درہ (فرشتہ ۲/۳۵۳) ۔

Marfat.com

سمجھا، تو کھاور بارہ کی طرف چلے گئے۔ پھر وہاں سے مارلاوہ[1] کے راستے کے ذریعہ پہاڑ سے اتر آئے اور مغلوں سے جنگ کرنے کے ارادہ سے چلے۔ سلطان زادہ سکندر خان اور مرزا حیدر بھی بڑے لشکر کے ساتھ مقابلہ کے لیے آئے سخت جنگ ہوئی۔ کشمیر کے سرداروں میں سے [۶۵ ملک علی، میر حسین، شیخ میر علی اور میر کمال مارے گئے اور کاشغریوں کے بھی اچھے اچھے آدمی قتل ہوئے۔ کشمیریوں نے چاہا کہ جنگ کو پیٹھ دے جائیں، لیکن ملک کاجی اور ابدال ماکری نے استقامت دکھائی اور دوسرے کشمیریوں کو جنگ کی ترغیب و تحریص دی۔ انھوں نے بہادری سے جنگ کی۔ طرفین کے اس قدر آدمی قتل ہوئے کہ جن کا شمار ممکن نہ تھا۔ چند بے سر قالب اٹھ کر حرکت میں آئے جس کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے۔ صبح سے شام تک فریقین میں جنگ ہوتی رہی۔ جب رات ہو گئی، تو دونوں طرف کا ہر فریق غنیم کا جائزہ لے کر اپنے اپنے ٹھکانوں کو واپس ہو گیا۔ دونوں گروہ لڑائی کے بعد صلح پر رضا مند ہو گئے۔ کاشغریوں نے صوف، پشمینہ اور نفیس سامان محمد شاہ کے لیے بھیجا۔ دامادی کا رشتہ طے گیا۔ سلطان محمد نے بھی ملک کاجی اور ابدال کے مشورہ سے صلح نامہ تحریر کیا اور کشمیر کے عجائبات کے ساتھ کاشغریوں کے پاس بھیجا اور یہ طے ہوا کہ محمد شاہ کی لڑکی کا نکاح سلطان زادہ سکندر کے ساتھ ہو اور کشمیری قیدی جو مغلوں کے قبضہ میں تھے، آزاد کیے جائیں۔ کاشغری اس صلح پر رضا مند ہو گئے اور کاشغر چلے گئے۔ کشمیر میں جو پریشانی پیدا ہو گئی تھی، وہ اطمینان و امن میں تبدیل ہو گئی[2]۔

اسی سال دو دم دار ستارے طلوع ہوئے، اس زمانہ میں سخت قحط پڑا۔ بہت سے لوگ بھوک سے ہلاک ہو گئے۔ جو باقی رہ گئے تھے وطن چھوڑ کر چلے گئے اور دور دور کے مقامات پر پہنچے اور دلچسپ حکایت کہ جس نے قتل عام کیا تھا، لوگ بھول گئے۔ اس واقعہ کے سامنے وہ تو بہت آسان تھا۔ یہ مصیبت دس ماہ کے بعد ختم ہوئی جب

۱۔ بادہ (فرشتہ ۲/۳۵۳)۔

۲۔ فرشتہ ۲/۳۵۴۔

Marfat.com

کی فصل آئی ، تو مخلوق میں کچھ جان آئی[1] ۔

[۶۶-س] اس زمانہ میں ملک کاجی اور ابدال ماگری میں مخالفت ہوگئی ۔ ملک کاجی شہر سے نکلا اور زین پور میں مقیم ہوگیا ۔ ملک ابدال سلطان کی وزارت پر مقرر ہوا ۔ حکام و عمال جو ظلم و ستم چاہتے ، رعایا پر کرتے ۔ کوئی ان کی فریاد سننے والا نہ تھا ۔ کچھ عرصہ کے بعد سلطان محمد شاہ تپ محرقہ میں مبتلا ہوا ۔ جتنی دولت اس کے پاس تھی ، اس نے محتاجوں میں تقسیم کر دی اور اسی بیماری میں فوت ہوگیا ۔ اس کی حکومت کی مدت پچاس سال ہوئی[2] ۔

ذکر سلطان شمس الدین بن سلطان محمد شاہ

سلطان شمس الدین اپنے باپ کے بعد تخت سلطنت پر بیٹھا ۔ وزیروں کے مشورہ سے تمام ملک کو سرداروں میں تقسیم کر دیا ۔ کشمیر کے باشندے اس کی تخت نشینی سے خوش ہوئے ۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ملک کاجی اور ابدال ماگری میں جھگڑا ہو گیا ۔ ملک کاجی ، سلطان کو ابدال سے جنگ کرنے کے ارادہ سے کوسوا[3] کی طرف لے گیا اور ابدال بھی فوج لے کر مقابلہ پر آ گیا ۔ آخر میں صلح ہو گئی ۔ ابدال اپنی جاگیر پر کمراج چلا گیا ۔ سلطان اور ملک کاجی سری نگر کو واپس ہوگئے ۔

کچھ عرصہ کے بعد ابدال نے منحرف ہو کر فتنہ انگیزی شروع کر دی اور کمراج میں بدنظمی ہوئی ۔ اس مرتبہ یہ فساد آسانی سے دب گیا ۔ سلطان شمس الدین کے حالات اس سے زیادہ تاریخ کشمیر میں نہیں ملتے ۔ اس کی حکومت کی مدت کا تعین بھی نہ ہو سکا ۔ اس کے بعد اس کا لڑکا نازک شاہ تخت نشین ہوا ۔ اس کو پانچ چھ مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ مرزا حیدر غالب آ گیا اور صاحب اختیار ہو گیا ۔ اس کی حکومت کے زمانہ میں محمد ہمایوں بادشاہ کے نام کا خطبہ و سکہ جاری رہا[4] ۔

۱- فرشتہ ۲/۳۵۴ ۔
۲- ۹۴۲ھ/۱۵۳۵ء میں فوت ہوا (ذکاء اللہ ، ص ۳۸) ۔
۳- گوسوار ۔
۴- فرشتہ ۲/۳۵۴ ۔

Marfat.com

[۳٦۷] ذکر حکومت مرزا حیدر

۹۴۸ھ/۴۲-۱۵۴۱ء میں جب ہمایوں شیر خاں سے شکست کھا کر لاہور آیا تھا، ابدال ماگری، رنگی چک[1] اور مملکت کشمیر کے بعض دوسرے اراکین نے ایک عرضی بادشاہ کی خیر خواہی اور حصول کشمیر کی ترغیب کے بارے میں مرزا حیدر کی معرفت بھیجی۔ ہمایوں بادشاہ نے مرزا حیدر کو رخصت کرکے اپنے آنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جب مرزا حیدر نبر[2] پہنچا؛ تو ابدال ماگری اور رنگی چک اس سے مل گئے۔ مرزا حیدر کے پاس چار سو سوار سے زیادہ نہ تھے۔ جب وہ راجوری پہنچا، تو کاجی چک جو کشمیر کا حاکم تھا، تین ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادوں کے ساتھ درہ کرتل میں آکر مقیم ہو گیا۔ مرزا حیدر نے اس راستہ کو ترک کرکے پنج[3] کا راستہ اختیار کیا۔ کاجی چک نے اپنے غرور کی وجہ سے اس راستہ کی محافظت نہیں کی۔ مرزا حیدر پہاڑ سے گزر کر کشمیر میں داخل ہو گیا اور اچانک شہر سری نگر پر قبضہ کر لیا۔ ابدال ماگری اور رنگی چک کو جب استقلال حاصل ہو گیا، تو انہوں نے اپنے سامنے کے معاملات کو لپٹانا شروع کیا۔ چند پرگنے مرزا حیدر کی جاگیر میں مقرر کر دیے۔ اتفاق کی بات کہ اسی دوران میں ابدال ماگری کی زندگی کا دور ختم ہو گیا۔ اس نے مرزا حیدر سے اپنے لڑکوں کی سفارش کی اور وہ فوت ہو گیا۔

[۳٦۸] مرزا حیدر کے کشمیر میں داخل ہو جانے کے بعد کاجی چک شیر خاں افغان کے پاس ہندوستان چلا گیا اور وہ (وہاں سے) پانچ ہزار سوار، جن کے سردار حسین شروانی اور عادل خاں تھے۔ ان کے ساتھ دو ہاتھی بھی تھے، بطور کمک لے آیا۔ مرزا حیدر رنگی چک کے مشورہ سے اس کے دفعیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ دونوں فریقوں نے موضع دتربار[4] اور موضع کاوہ کے درمیان میں صف آرائیاں کیں۔ مرزا حیدر کو فتح ہوئی۔

۱- زنگی چک (فرشتہ ۲/۳۵۵)۔
۲- بہیر (فرشتہ ۲/۳۵۵)۔
۳- پیچ (فرشتہ ۲/۳۵۵)۔
۴- دلہ دبار (فرشتہ ۲/۳۵۵)۔

Marfat.com

شیر خان کے سرداروں اور کاجی چک کو شکست ہوئی - کاجی چک پرم کلہ میں مقیم ہوا - جامع مسجد سری نگر کے خطیب ملا محمد یوسف نے مرزا حیدر کی فتح کی تاریخ "فتح مکرر ۹۴۸ھ" سے نکالی ہے - ۹۵۰ھ/ ۴۴ - ۱۵۴۳ء میں مرزا حیدر قلعہ اندر کوٹ میں مقیم ہوا - رنگی چک مرزا حیدر کی بدگمانیوں کی وجہ سے فرار ہو کر کاجی چک کے پاس چلا گیا - وہ دونوں متفق ہو گئے اور ۹۵۱ھ/۴۵ - ۱۵۴۴ء میں مرزا حیدر کی بیخ کنی کے ارادہ سے سری نگر آئے - بہرام چک پسر رنگی چک خود سری نگر پہنچا - مرزا حیدر نے بندگانِ کوکہ اور خواجہ حاجی کشمیری کو اس کے دفع کرنے کے لیے تعینات کیا - وہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگا - جب مرزا کے لشکر نے تعاقب کیا، تو کاجی چک اور رنگی چک نے فرار ہونے کو غنیمت سمجھا اور پرم کلہ میں جا کر قیام کیا - مرزا حیدر نے بندگانِ کوکہ کو سری نگر میں چھوڑ کر تبت کی فتح کا ارادہ کیا اور قلعہ سور کو جو بڑا قلعہ تھا، مع چند دوسرے قلعوں کے فتح کر لیا[1] -

[۳۶۹] ۹۵۲ھ/۱۵۴۵ء میں کاجی چک اور اس کا لڑکا محمد چک دونوں جاڑے کے بخار سے مر گئے - مرزا حیدر کا یہ سال اطمینان سے گزرا - ۹۵۳ھ/۱۵۴۶ء میں رنگی چک نے مرزا حیدر کے سرداروں سے جنگ کی اور مارا گیا - اس کا اور اس کے لڑکے کا سر، غازی خان، مرزا حیدر کے پاس لایا -

۹۵۴ھ/۱۵۴۷ء میں کاشغر سے ایلچی آیا - مرزا حیدر ایلچی کے استقبال کے لیے لار پہنچا اور راجا بہرام ولد مسعود چک کہ جس نے کمراج میں سات سال تک لڑائیاں لڑی تھیں، سب پر غالب رہا - جان میرک مرزا سے صلح کی گفتگو کی عہد و شرائط طے ہو گئے جان میرک مرزا نے قسم و سوگند دے کر اس کو بلایا جس وقت کہ اوجہ بہرام اس کی مجلس میں آیا، اس نے موزہ سے ایک خنجر نکال کر اس کے پیٹ میں مارا - وہ اسی زخمی حالت میں جنگل میں پہنچا - جان میرک مرزا اس کے تعاقب میں دوڑا اور اس کو پکڑ لیا - اس کا سر کاٹ کر مرزا حیدر کے پاس لار میں لایا - اس کا یہ خیال تھا کہ مرزا خوش ہوگا - عہدی رینا

۱- فرشتہ ۲/۳۵۵ -

Marfat.com

نے گھاتا لانے کے بعد جب اس کے سر کو دیکھا ، تو غضب ناک ہوا اور غصہ میں کھڑا ہو گیا اور کہا کہ عہد و قول ہو جانے کے بعد پھر کسی کو قتل کرنا مناسب نہیں - مرزا حیدر نے کہا کہ مجھ کو اس واقعہ کی خبر بھی نہیں ہے[1] -

اس کے بعد مرزا حیدر لار کے راستہ سے کشتوار کو روانہ ہوا - ختگن کوکہ ، محمد ناگری ، مکہ مغول ، مرزا محمد یحییٰ اور عبدی رینا کو لشکر کا ہر اول بنا کر موضع جھالو[2] میں کہ جو کشتوار کے نزدیک ہے ، مقیم ہوا -

[۲۷۰] ہراول فوج نے تین دن کا راستہ ایک دن میں طے کیا اور موضع دیہوت[3] پہنچی جو دریائے ملوما کے اس طرف ہے - کشتوار کا لشکر دریا کے دوسرے کنارہ پر تھا - تیر و تفنگ کی جنگ ہوئی (دونوں میں سے) کوئی بھی دریا عبور نہ کر سکا - دوسرے دن مرزا حیدر کے لشکر نے سیدھا راستہ چھوڑ کر چاہا کہ کشتوار میں داخل ہو جائیں - جب موضع دلر[4] میں پہنچے ، تو تیز ہوا چلی اور اندھیرا ہو گیا - کشمیری پہاڑوں سے جمع ہو کر ان کے سروں پر ٹوٹ پڑے - ختگن (کوکہ) جو عمدہ سردار تھا بہت سے آدمیوں کے ساتھ قتل ہوا - جب وہاں سے روانہ ہوئے راستہ میں محمد ناگری اور اس کا لڑکا مع بیس کارآمد آدمیوں کے مارا گیا - جو باقی رہے بمشکل تمام مرزا حیدر کے پاس پہنچے[5] -

مرزا حیدر وہاں سے نکل کر ۹۵۵ھ/۱۵۴۸ء میں تبت کی طرف متوجہ ہوا - اور راجوری کو کشمیریوں کے قبضہ سے نکال کر محمد نظر اور بہر علی[6] کو دیا - بکلی کو ملا عبداللہ کو اور شب خورد کو ملا قاسم

۱- فرشتہ ۲/۲۵۵ -
۲- جہا لو (۲/۲۵۵) -
۳- دیہوت (فرشتہ ۲/۲۵۵) -
۴- دیلر (فرشتہ ۲/۲۵۵) -
۵- فرشتہ ۲/۲۵۵ -
۶- ناصر علی (فرشتہ ۲/۲۵۶) -

Marfat.com

کے سپرد کیا ۔ تبت کلاں کو فتح کر کے وہاں کی حکومت محسن کے سپرد کی[1] ۔

۹۵۶ھ/۱۵۴۹ء میں مرزا حیدر قلعہ دھل[2] کی طرف متوجہ ہوا ۔ آدم گکھڑ آ کر مرزا سے ملا اور دولت چک کی خطاؤں کی معافی چاہی ، جو کاجی چک کا بھتیجا تھا مرزا حیدر نے (معافی کی) درخواست قبول کر لی مرزا حیدر اور آدم [۱۰۷] خیمہ میں بیٹھے تھے ۔ دولت چک کو وہاں بلایا ۔ غالباً جیسا وہ چاہتا تھا ویسا اس کا اعزاز و اکرام نہ ہوا ۔ دولت چک غصہ ہو کر مجلس سے اٹھ گیا ۔ اور جو ہاتھی نذرانہ کے لیے لایا تھا اس کو ہمراہ لے کر چلا گیا ۔ لوگوں نے اس کا تعاقب کرنا چاہا ۔ مرزا حیدر نے منع کر دیا ۔ کچھ عرصہ کے بعد مرزا حیدر کشمیر کو واپس ہو گیا ۔

دولت چک ، غازی خان ، حسن چک اور بہرام چک ، ہیبت خان نیازی کے پاس آئے جو اسلام خان کے مقابلہ میں شکست کھا کر راجوری آ گیا تھا اور اسلام خان نیازیوں کے تعاقب میں موضع بندوار[3] کو جو ولایت نوشہرہ میں ہے ، گیا ، سید خان نے عبدالملک کو جو اس کا معتمد تھا ، ہیبت خان کے پاس بھیجا ۔ سید خان نے صلح کی گفتگو کی اور ہیبت خان کی ماں اور لڑکے کو اسلام خان کے پاس لایا ۔ اسلام خان واپس ہو کر موضع بن میں جو سیال کوٹ کے نواح میں ہے ، آیا اور ٹھہرا ۔ مذکورہ کشمیریوں نے ہیبت خان کو داملہ[4] میں لا کر یہ چاہا کہ اس کو کشمیر لے جائیں اور مرزا حیدر کو درمیان سے ہٹا دیں ، لیکن ہیبت خان نے اپنے لیے یہ بات پسند نہ کی ۔ اس نے ایک برہمن کو مرزا حیدر کے پاس بھیجا تا کہ صلح کی بات چیت ہو ۔ مرزا حیدر نے خرچ کے لیے کثیر رقم اس برہمن کی معرفت بھیجی اور ہیبت خان وہاں سے موضع برکہ میں کہ جو ولایت جمو کے مضافات میں ہے ، آیا ۔

۱- فرشتہ ۲/۳۵۶ ۔
۲- قلعہ دلیل (فرشتہ ۲/۳۵۶) ۔
۳- مدوار (فرشتہ ۲/۳۵۶) ۔
۴- بارہ مولہ (فرشتہ ۲/۳۵۶) ۔

Marfat.com

کشمیری اس سے علیحدہ ہو کر اسلام خاں کے پاس آ گئے اور غازی خاں مرزا حیدر کے پاس چلا گیا[1]۔

[۴۷۲] ۹۵۷ھ/۱۵۵۰ء میں مرزا حیدر نے اطراف و جوانب سے مطمئن ہو کر خواجہ شمس مغول کو کثیر مقدار میں زعفران دے کر سفارت پر اسلام خاں کے پاس بھیجا اور ۹۵۸ھ/۱۵۵۱ء میں خواجہ شمس، اسلام خاں کے پاس سے بہت سامان اور قیمتی ریشمی کپڑے لے کر واپس آیا۔ یاسین افغان، اسلام خاں کے پاس سے خواجہ شمس کے ساتھ آیا۔ مرزا حیدر نے شالیں، بہت سا زعفران، اسلام کے لیے دے کر رخصت کیا[2]۔

قرا بہادر مرزا کو بھرمل[3] کی حکومت پر مامور کیا۔ کشمیریوں سے عیدی رینا، نازک شاہ، حسین ماکری اور خواجہ حاجی کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ قرا بہادر اور کشمیری اندر کوٹ سے نکل کر بارہ مولہ میں مقیم ہوئے اور فتنہ انگیزی شروع کر دی۔ جس کا سبب یہ بتایا کہ مغل ان کی حیثیت نہیں سمجھتے ہیں۔ مغلوں نے یہ بات مرزا حیدر سے بیان کی۔ مرزا حیدر نے اس بات کا یقین نہیں کیا اور کہا کہ مغل بھی فتنہ انگیزی میں کشمیریوں سے کچھ کم نہیں ہیں۔ حسین ماگری نے اپنے چھوٹے بھائی علی ماکری کو مرزا حیدر کے پاس بھیجا تاکہ کشمیریوں کی غداری سے اس کو آگاہ کر دے اور یہ بات طے کی کہ لشکر کو پھر بلا لیا جائے۔ مرزا حیدر اس سے بے خبر رہا۔ اس نے کہا کہ کشمیریوں کی حیثیت کیا ہے جو تمہارے ساتھ غداری کریں گے اور لشکر کو واپس نہ بلایا جائے۔

ستائیس رمضان (۹۵۸ھ/۱۵۵۱ء) کو اندر کوٹ میں زبردست آگ لگ گئی۔ اکثر مکانات جل گئے[4]۔ قرا بہادر اور تمام آدمیوں نے پیغام بھیجا کہ ہمارے گھر جل گئے ہیں۔ اگر حکم ہو، تو ہم آ کر اپنے اپنے

۱- فرشتہ ۲/۳۵۶۔
۲- فرشتہ ۲/۳۵۶۔
۳- بھربل (فرشتہ ۲/۳۵۶)۔
۴- فرشتہ ۲/۳۵۶۔

Marfat.com

گھروں کو درست کر لیں اور آئندہ سال بھرمل کی طرف توجہ کریں گے ۔ مرزا حیدر اس بات پر مطلق راضی نہ ہوا ۔ بادل ناخواستہ یہ لشکر بھرمل کی طرف متوجہ ہوا ۔ عیدی رینا اور کشمیریوں نے اتفاق کر لیا ۔ جب رات ہوئی ، تو مغلوں سے علیحدہ ہو کر بھرمل کے درہ میں آ گئے ۔ حسین ماکری اور علی ماکری کو [۴۷۳] مغلوں سے علیحدہ کرکے اپنے ہمراہ کر لیا ۔ تا کہ مغلوں کے ساتھ نہ مارے جائیں ۔ جب صبح ہوئی ، تو مغلوں اور بھرمل کے آدمیوں سے جنگ ہوئی ۔ مغل پہاڑوں میں چھپ گئے ۔ سید مرزا بھاگ کر دہلی گیا ۔ تقریباً اسی مشہور مغل قتل ہوئے ۔ محمد نظر اور قرا بہادر گرفتار ہوئے ۔ جو باقی رہ گئے وہ پنج کے راستہ سے برم کلہ میں آ گئے ۔ مرزا حیدر اس خبر کو سن کر بہت رنجیدہ ہوا اور حکم دیا ، چنانچہ چاندی کی دیگوں کو توڑ کی سہسسی سکے ڈھالے گئے جو اس زمانہ میں کشمیر میں رائج ہیں ۔ جہانگیر ماکری کو معتبر قرار دیا اور حسین ماکری کی جاگیر اس کو دے دی ۔ اکثر اہل حرفہ کو گھوڑے اور خرچ دے کر سپاہی بنا دیا ۔ اس کے بعد یہ خبر پہنچی کہ ملا عبداللہ کشمیریوں کے خروج کی خبر سن کر حاضر خدمت ہونے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ جب وہ بارہ مولہ کے نزدیک پہنچا ، تو کشمیریوں نے ہجوم کرکے اس کو قتل کر دیا ۔ خواجہ قاسم ، لبت خورد میں مارا گیا محمد نظیر راجوری میں گرفتار ہو گیا کشمیری زیادہ تعداد میں جمع ہو کر برم کلہ سے ہیرہ پور آ گئے ۔ مرزا حیدر مجبوراً ان سے جنگ کے ارادہ سے اندر کوٹ سے نکلا ۔ مرزا کی کل فوج ایک ہزار تھی ۔ اور مغلوں میں مثلاً عبدالرحمٰن ، شاہزادہ لنگ ، جان سپرک مرزا ، میر مکنہ ، صبر علی اور کچھ دوسرے لوگ ۔ سب تقریباً سات سو آدمی تھے ۔ (یہ سب مرزا حیدر کے ہمراہ شہاب الدین پور میں مقیم ہوئے[۱] ۔

دولت چک ، غازی خاں اور دوسرے مشہور سردار عیدی رینا کے ساتھ اکٹھا ہو کر ہیرہ پور میں آ گئے اور وہاں سے نکل کر موضع خان پور میں [۴۷۴] جمع ہو گئے ۔ مرزا حیدر ، خالد گر[۲] کے میدان میں جو سری نگر کے قریب ہے ، ٹھہرا ۔ فتح چک کہ اس کا باپ مغلوں کے

۱۔ فرشتہ ۲/۳۵۷ ؛
۲۔ خالد گڑھ (فرشتہ ۲/۳۵۷) ۔

Marfat.com

ہاتھ قتل ہوا تھا ، اپنے باپ (اوجہ بہرام) کے انتقام کے ارادہ سے تین ہزار آدمیوں کو لے کر اندر کوٹ میں داخل ہو گیا ۔ مرزا حیدر کی وہ عمارتیں جو باغ صفا میں تھیں ، جلا دیں ۔ مرزا حیدر نے جب خبر سنی ، تو کہا کہ ہم ان عمارتوں کو کاشغر سے نہیں لائے تھے ۔ خدا کی مہربانی سے پھر بنوا سکتے ہیں ۔ میر علی نے سلطان زین العابدین کی عمارتوں کو جر سرمور میں تھیں ، مرزا حیدر کی عمارتوں کے عوض میں جلا دیا ۔ مرزا کو یہ حرکت پسند نہ آئی اور عیدی رینا اور نو روز چک کی عمارتیں بھی سری نگر میں جلا دیں ۔ مرزا حیدر خان پور میں آ کر مقیم ہو گیا ۔ اس گاؤں میں ایک چناری کا درخت ہے ۔ جس کے سایہ میں دو سو سوار کھڑے ہو سکتے ہیں ۔ اس کا تجربہ ہو چکا کہ جب اس (درخت) کی ایک شاخ کو حرکت دی جاتی ہے تو پورا درخت ہلنے لگتا ہے ۔ مؤلف تاریخ نظام الدین جب دوسری مرتبہ اکبر بادشاہ کشمیر کی سیر کے لیے گیا تھا ، تو اس کے ہمراہ تھا ۔ اس نے اس درخت کو دیکھا ہے اور اس بات کا امتحان بھی کیا ہے ۔ مختصر یہ کہ کشمیری خان پور سے روانہ ہو کر موضع ادن پورا میں آئے ۔ دو کوس سے زیادہ فاصلہ نہیں رہا تھا ۔

مرزا حیدر نے یہ طے کیا کہ دشمنوں پر شب خون مارا جائے ۔ اس نے اپنے بھائی مرزا عبدالرحمٰن کو جو صالح اور متقی تھا اپنا ولی عہد بنا کر وصیت کی اور لوگوں سے اس کے لیے بیعت لی ۔ پھر اتفاق واقع ہے سوار ہو کر شب خون کے ارادہ سے نکلا ۔ اتفاق سے اس رات کو بادل چھا گئے ۔ جب خواجہ حاجی کے خیمہ کے نزدیک پہنچے جو فساد کا بانی اور مرزا کا وکیل تھا ، [۳۵۷] تو اندھیرے کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا ۔ شاہ نظر قواچی کہتا ہے کہ میں نے اس وقت ایک تیر چلایا ۔ مرزا حیدر کی آواز میرے کانوں میں آئی "قباحت بولدی"[۲] (تیرا برا ہو) میں سمجھا کہ میرا تیر مرزا تک پہنچ گیا اور یہ بھی منقول ہے کہ ایک قصاب نے اس کی ران پر تیر چلایا اور دوسری روایت یہ ہے کہ کمال دوتہ[۳] نے اس کو تلوار سے قتل کیا ، لیکن اس کے جسم

۱- ادنی پور (فرشتہ ۲/۳۵۷) ۔
۲- قباحت کردی (فرشتہ ۲/۳۵۷) ۔
۳- کمال کوکہ (فرشتہ ۲/۳۵۷) ۔

Marfat.com

سوائے تیر کے کسی اور چیز کا زخم نہ تھا ۔ مختصر یہ کہ جب صبح ہوئی ، کو کشمیریوں کے لشکر میں شہرت ہوئی کہ ایک مغل مرا ہوا پڑا ہے ۔ جب خواجہ حاجی اور اس کا لڑکا پہنچا ، تو اس نے دیکھا کہ مرزا حیدر ہے ۔ اس کے سر کو زمین سے اٹھایا ۔ ذرا سی رمق کے سوا کچھ نہ تھا ، آنکھیں کھولیں اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی ۔ مغل اندر کوٹ کو بھاگ گئے ۔ کشمیریوں نے ان کا تعاقب کرکے مرزا حیدر کی لاش لے لی اور بدو مزار میں لے جا کر دفن کر دی ۔

مخلوق نے مرزا حیدر کے مرنے پر بہت افسوس کیا مغل اندر کوٹ میں آ کر قلعہ بند ہو گئے ۔ تین روز تک جنگ ہوئی ۔ چوتھے روز بدرومی نے کشمیری پیسوں کو کوہن میں رکھ کر پھینکا وہ (پیسہ) جس کے لگتا تھا وہ مر جاتا تھا ۔ آخر مرزا حیدر کی بیوی خانم اور اس کی بہن نے مغلوں سے کہا کہ کہ چونکہ اب مرزا حیدر کا انتقال ہو چکا ہے ، لہذا کشمیریوں سے صلح کر لینا بہتر ہے مغلوں نے اس بات کو قبول کر لیا ۔ امیر خان معمار کو صلح کے لیے کشمیریوں کے پاس بھیجا ۔ کشمیری صلح پر رضا مند ہو گئے ۔ عہد و قسم کے ساتھ تحریر لکھ کر دے دی کہ اب مغلوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائیں گے ۔ مرزا حیدر کی حکومت دس سال رہی[1] ۔

ذکر نازک شاہ

جب قلعہ کے دروازے کھل گئے ، تو کشمیری مرزا حیدر کے توشک خانہ میں داخل ہوگئے اور قیمتی ساز و سامان لے گئے ۔ مرزا (حیدر) کے اہل و عیال کو سری لکر [۴۷۶] میں لا کر حویلی حسن متو[2] میں رکھا اور کشمیر کی ولایت کو آپس میں تقسیم کر لیا ۔ پرگنہ دیو سر دولت چک کو ، پرگنہ رہی غازی خان کو ، پرگنہ کمراج یوسف چک کو اور بہرام چک کو ملے اور ایک لاکھ بوجھہ دھان مرزا (حیدر) کے وکیل خواجہ حاجی کے لیے مقرر ہوا ۔ دولت چک نے پرگنہ دیو سر کہ جو اس

۱۔ فرشتہ ۳۵۷/۲ ۔
۲۔ حسن متو (فرشتہ ۳۵۷/۲) ۔

Marfat.com

کی جاگیر میں تھا ، اپنے لڑکے حسن چک کو دے دیا اور عیدی رینا کی لڑکی سے حبیب چک کا نکاح کر لیا ۔ کشمیری سرداروں بالخصوص عیدی رینا نے پورا تسلط حاصل کر لیا ۔ پھر نازک شاہ کو بادشاہ بنا لیا جو برائے نام تھا ۔ اصل میں عیدی رینا بادشاہ تھا[1] ۔

۹۵۹ھ/۱۵۵۰ء میں سنکرچک ولد کاجی چک نے چاہا کہ وہ کشمیر چلا جائے ، کیونکہ وہ بے جاگیر تھا اور غازی خاں جو خود کو کاجی چک کا لڑکا بتاتا تھا ، بہت جاگیر رکھتا تھا ۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سنکر چک بلاشک و شبہ کاجی چک کا بیٹا تھا ۔ غازی خاں اگرچہ مشہور تھا کہ وہ کاجی چک کا لڑکا ہے ، مگر حقیقت میں وہ اس کا لڑکا نہ تھا ، کیونکہ کاجی چک نے اپنے بھائی حسن چک کے مرنے کے بعد اس کی عورت کو رکھ لیا کہ جس کے حمل میں غازی تھا ۔ دو تین مہینے کے بعد غازی خاں پیدا ہوا ۔

مختصر یہ کہ اس حسد کی وجہ سے سنکر چک نے چاہا کہ کشمیر سے نکل کر عیدی رینا کے پاس چلا جائے ۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی تو دولت چک اور غازی خاں نے اسماعیل بایت[2] اور ہرجو کو سو آدمیوں کے ہمراہ سنکر چک کو بلانے کے لیے بھیجا اور کہہ دیا کہ اگر وہ نہ آئے ، تو زبردستی لانا ۔ سنکر چک ان کے بلانے پر نہ آیا [۳۷۷] اور عیدی رینا کے پاس چلا گیا ۔ آخر کار عیدی رینا ان کے پاس آیا اور صلح ہو گئی ۔ پرگنہ کو لہار گھادر اور ماورد سنکر چک کی جاگیر میں طے پائے اور فتنہ فرو ہو گیا ۔

اس زمانہ میں کشمیر میں چار گروہ برسراقتدار تھے ۔ اول عیدی رینا اپنے گروہ کے ، دوسرے حسن ماگری ولد ابدال ماگری کی جماعت ، تیسرے کشتواریوں[3] کا گروہ جس میں بہرام چک یوسف چک اور دوسرے لوگ تھے اور چوتھا کاسیان[4] کا گروہ کہ جس میں کاجی چک

۱- فرشتہ ۲/۳۵۷ ۔
۲- اسمٰعیل بالت (فرشتہ ۲/۳۵۷) ۔
۳- کھوریاں (فرشتہ ۲/۳۵۸) ۔
۴- کاسپان (فرشتہ ۲/۳۵۸) ۔

Marfat.com

دولت چک اور غازی خان تھے ۔

یحییٰ رینا نے اپنی لڑکی کا نکاح حسن خان ولد کاجی چک کے ساتھ کر دیا اور دولت چک کی لڑکی کا عقد محمد ماگری ولد ابدال کے ساتھ ہوا اور یوسف چک ولد رنگی چک کوسواری[1] کی بہن غازی خان کے نکاح میں آئی ۔ ان رشتوں کی وجہ چکوں کی قوت اور غلبہ بڑھ گیا اور ایک دوسرے کے مشورہ سے وہ اطراف میں پھیل گئے ۔ غازی خان ولایت کمراج کو ، دولت چک سوپہ پور کو اور ماگریاں بانکل کو گئے ۔ عیدی رینا سری نگر میں رنجیدہ بیٹھا ہوا تھا اور ان لوگوں کے دفعیہ کی تدبیر میں تھا ۔

جب بیگنوں کا موسم آیا ، تو عیدی رینا نے کہا کہ پرند اور بیگن مچھلی اور دونوں کو اکٹھا پکائیں - یہ کھانا ان کو پسند ہے ۔ بس بہرام چک ، سید ابراہیم اور سید یعقوب ان کی دعوت میں آئے ، یوسف چک نہ آیا ۔ عیدی رینا نے تینوں کو پکڑ کر قید کر دیا ۔ یوسف کو جب اس کی اطلاع ہوئی ، تو وہ تین سو سوار اور سات سو پیادے لے کر کمراج کے راستہ سے گیا اور دولت چک سے مل گیا ۔ عیدی رینا نے جب یہ دیکھا کہ کشمیری [۴۷۸] چکوں سے مل گئے ہیں تو مغلوں مثلاً قرا بہادر مرزا ، عبدالرحمٰن مرزا ، خان میرک مرزا ، شاہزادہ لنک ، محمد نظر اور علی کو قید سے نکالا اور ان کے ساتھ رعایت کی ۔ ہر ایک کو گھوڑا دیا اور خرچ دے کر موضع چک پور[2] میں مقیم کر دیا ۔

اسی دوران میں سید ابراہیم اور سید یعقوب جارود سے مل کر کہ ان کا نگہبان تھا ، فرار ہو گئے اور کمراج میں جا کر دولت چک سے جا ملے ۔ بہرام چک فرار نہ ہو سکا ۔ دوسرے دن غازی خان ، لیس لے کر سری نگر آ گیا ۔ عیدی رینا نے مغلوں کو اس سے جنگ کرنے کے لیے بھیج دیا ۔ اس نے پلوں کو مکمل طور سے تڑوا دیا ۔ مغل مجبور ہو گئے ۔ اس زمانہ میں دولت چک بھی آ کر غازی خان سے سری نگر

---

[1] کوتواری (فرشتہ ۲/۳۵۸) ۔
[2] چک پور (فرشتہ ۲/۳۵۸) ۔

Marfat.com

میں مل گیا ۔ اتفاق سے عید گاہ میں مقیم ہوئے ۔ ہمیشہ دونوں فریقوں میں
جنگ رہی ۔ یہاں تک کہ بابا خلیل ، عیدی رینا کے پاس صلح کے لیے آیا
اور اس نے کہا کہ مغلوں پر تو نے اعتبار کیا اور کشمیریوں کو اپنی
نظر سے گرا دیا ۔ یہ مناسب نہ تھا ۔ اسی قسم کی گفتگو کرکے اس نے
کشمیریوں کی صلح کرا دی اور مغلوں کو ان کے اہل و عیال کے ساتھ
تبت کے راستہ سے رخصت کر دیا ۔ مرزا حیدر کی بہن خانم بکلی کے راستہ
سے کابل گئی ۔ تبت کے باشندوں نے صبر علی اور دوسرے مغلوں کو
قتل کر دیا ۔ خانم کا شغر پہنچ گئی[1] ۔

ان واقعات کے بعد یہ خبر ملی کہ ہیبت خان ، سید خان اور شہباز
خان افغان جو نیازی قبیلہ کے لوگ ہیں ، کشمیر کی فتح کے ارادہ سے آ
رہے ہیں اور پرگنہ بانہال [۹۷۰ھ] میں پہنچ کر کوہ لون کوٹ میں داخل
ہو گئے ہیں ۔

عیدی رینا ، حسن ماگری ، بہرام چک ، دولت چک اور یوسف چک
متفق ہو کر نیازیوں سے جنگ کرنے کے لیے نکلے ۔ طرفین کا مقابلہ ہوا ۔
سخت لڑائیاں ہوئیں ۔ ہیبت خان کی زوجہ بی‌بی رابعہ نے بھی مردانہ جنگ
کی اور علی چک پر تلوار کا وار کیا ۔ آخر کار ہیبت خان ، سید خان ،
فیروز خان اور بی‌بی رابعہ اس جنگ میں قتل ہوئے ۔ کشمیری مظفر و
منصور سری نگر کو واپس آئے اور ان کے سروں کو یعقوب میر کی
معرفت اسلام خان کے پاس موضع بن میں جو دریائے چناب کے نزدیک
ہے ، بھیج دیا[2] ۔

جب کشمیریوں کے درمیان عداوت ہو گئی ، تو عیدی رینا ، لنگر
چک ، لوہر ماری ، یوسف چک ، بہرام چک اور ابراہیم چک اتفاق کر کے
سے خالد گاہ آ کر مقیم ہو گئے ۔ دولت چک ، غازی خان ، حسین ماگری ،
سید ابراہیم اور دوماں کا گروہ اکٹھا ہو کر عید گاہ میں مقیم ہوا ۔
اس طرح دو مہینے گزر گئے ، تو یوسف چک ، فتح چک ، لوہر ماگری

۱۔ فرشتہ ۲/۳۵۸ ۔
۲۔ فرشتہ ۲/۳۵۸ ۔

Marfat.com

لنہ بھیو اور ابراہیم چک ، عیدی رینا سے علیحدہ ہو کر دولت چک سے جا ملے ۔ جب دولت چک پوری جمعیت کے ساتھ سوار ہو کر عیدی رینا کے سر پر گیا ، تو وہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر بغیر جنگ کیے ہوئے موضع جیرو میں چلا گیا ۔ اسی دوران میں وہ دوسرے گھوڑے پر سوار ہونا چاہتا تھا کہ گھوڑے کی لات اس کے سینہ پر پڑی ۔ موضع سم لاک[1] میں چھپا رہا اور اسی تکلیف میں مر گیا ۔ اس کی نعش کو سری نگر میں لا کر موسی رینا کے مزار کے قریب دفن کر دیا ۔

سرداروں نے خروج کیا اور نازک شاہ کو جو صرف نام کا بادشاہ تھا ، حکومت سے ہٹا کر خود سری کا ارادہ کیا ۔ [۳۸۰] مرزا حیدر کے بعد دوسری مرتبہ صرف دو ماہ کے لیے وہ نام کا بادشاہ ہوا[2] ۔

ذکر ابراہیم شاہ بن محمد شاہ برادر نازک شاہ

جب عیدی رینا درمیان سے ختم ہوگیا ، تو دولت چک نے مدارالمہام ہو کر معاملات کو اپنے ذمہ لیا اور جب اس نے دیکھا کہ کسی کو بادشاہ بنائے بغیر چارہ نہیں ہے ، تو اس نے ابراہیم شاہ کو حکومت کے لیے منتخب کیا اور (نام کا) بادشاہ بنا لیا ۔ اس زمانہ میں مرزا حیدر کا وکیل خواجہ حاجی جنگل سے نکل کر اسلام خاں کے پاس گیا اور شمس رینا اور بہرام چک کو پکڑ کر قید کر دیا ۔ جب عیدالفطر کا دن آیا ، تو دولت چک نے اپنے لشکر کو آراستہ کیا ۔ اور قبق (تیر اندازی کے نشانہ) کے قریب آیا ۔ یوسف چک نے قبق (تیر اندازی کے نشانہ) کے قریب گھوڑا دوڑایا ۔ ایک پیادہ جو تیر جمع کر رہا تھا گھوڑوں کے پیروں میں آ گیا گھوڑا کھڑا ہو گیا ۔ یوسف گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی ۔

۹۶۰ھ/۱۵۵۳ء میں غازی خاں اور دولت چک کے درمیان عداوت ہو گئی ۔ سب کشمیریوں میں پوری طرح اختلاف ہو گیا ۔ حسین ماکری اور شمس رینا جو ہندوستان میں تھے آ کر ۹۶۱ھ/۱۵۵۴ء میں غازی خاں سے مل گئے ۔ یوسف چک اور بہرام چک ، دولت چک کے پاس پہنچے ۔

۱- موضع سماک (فرشتہ ۲/۳۵۸) ۔

۲- فرشتہ ۲/۳۵۸ ۔

Marfat.com

یہ اختلاف اور جھگڑا دو مہینے تک چلتا رہا - آخر کار کاشتکاروں میں سے ایک لابھنی شخص دولت چک کے پاس آیا اور ان کے کان میں کہا کہ مجھ کو [۴۸۱] غازی خاں نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ ان سب لوگوں کو بلاوجہ کیوں اپنے پاس جمع کر لیا ہے - یہ سب تیرے دشمن ہیں اور اسی طرح غازی خاں کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ دولت چک صلح کرنی چاہتا ہے - اس سے کیوں لڑتا ہے - اسی قسم کی گفتگو سے ان میں صلح کرا دی - شمس رینا فرار ہو کر ہندوستان چلا گیا۱ -

اس دوران میں تبتی آئے اور پرگنہ کھلوہ و بارہ کی بھیڑیں ہنکا کر لے گئے - یہ پرگنہ نصرت خاں کے بھائی حبیب چک کی جاگیر میں تھا - دولت چک نے ابراہیم چک ، حیدر چک ولد غازی خاں اور دوسرے سرداروں کو بڑا لشکر دے کر لار کے راستہ سے تبت کلاں بھیجا - حبیب خاں نہایت تیزی کے ساتھ اسی راستہ سے جس راستہ سے وہ بھیڑیں لے گئے تھے ، تبتیوں کے تعاقب میں گیا اور اچانک لبتیوں کے قلعہ پر پہنچ گیا - لڑائی ہوئی اور ان کے سردار کو تلوار سے مار ڈالا - وہ سب فرار ہو گئے - حبیب خاں چک نے وہیں قیام کرکے اپنے بھائی درویش چک سے کہا کہ تو لشکر لے کر تبت میں داخل ہو جا - درویش چک نے غفلت سے کام لیا اور اس کی بات پر عمل نہ کیا - حبیب چک باوجودیکہ بہت زخمی تھا اور خون جاری تھا وہ سوار ہو کر تبت کی عالی شان عمارتوں اور مخلوق میں گھس گیا - تبت کے لوگ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور بغیر جنگ کیے ہوئے فرار ہو گئے - جو اس محل کی چھت سے چمٹے ہوئے تھے ، وہ گرفتار ہو گئے - انھوں نے بہت آہ و زاری کی کہ ان کو قتل نہ کریں - پانچ سو گھوڑے ، پشو کے ہزار تھان ، پچاس پہاڑی گائیں اور دو سو تولہ سونا پیش کرنا چاہا ، لیکن حبیب چک نے ان کی بات پر توجہ نہ کی اور سب کو سولی دلوا دی - وہاں سے سوار ہو کر دوسرے قلعہ پہنچا - اس قلعہ کو بھی برباد کیا - تبتیوں نے تین سو گھوڑے ، پانچ سو پشو کے تھان [۴۸۲] سو بھیڑیں اور تیس پہاڑی گائیں حبیب چک کے لیے بھیجیں - کاشغر کے عمدہ گھوڑے جو تبت کے باشندوں کے پاس

۱- فرشتہ ۳۵۹/۲ -

Marfat.com

آئے تھے ، وہ گھوڑے بھی ان سے لے لیے[1] ۔

حیدر چک ولد غازی خاں نے اپنے دودھ شریک بھائی سوکھلی[2] کو حبیب چک کے پاس بھیجا کہ تبت کے لوگوں نے ان گھوڑوں کو غازی خاں کے لیے محفوظ رکھا تھا ۔ مناسب یہی ہے کہ گھوڑوں کو بھیج دو ۔ تا کہ ہم غازی خاں کے پاس بھیج دیں ۔ حبیب چک نے سوکھانی کے تقریباً سو چھڑیاں ماریں اور کہا کہ غازی خاں کی کیا مجال ہے کہ وہ ان گھوڑوں کو جنھیں ہم نے تلوار کی قوت سے حاصل کیا ہے (ہم سے) لے لے ۔ اسی وجہ سے انھوں نے چاہا کہ ایک دوسرے میں جنگ ہو جائے ، لیکن لوگ صلح کے لیے درمیان میں پڑ گئے اور ان کو موقع نہ دیا کہ جنگ ہو ۔ اس کے بعد سری نگر آ کر ان سب لوگوں نے موسم بہار وہاں بسر کیا ۔

۹٦۲ھ/۵۵ - ۱۵۵۴ء میں کشمیر میں زبردست زلزلہ آیا اکثر دیہات و شہر برباد ہو گئے ۔ موضع جہلو[3] اور دوام پور[4] عمارتوں اور درختوں کے ساتھ دریائے جہلم کے اس کنارے سے منتقل ہو کر اس کنارے پر پہنچ گئے اور موضع ماروره میں کہ جو پہاڑ کے دامن میں آباد ہے پہاڑ کے گر جانے سے وہاں کے آدمی[5] ہلاک ہوئے ۔

ذکر اسماعیل شاہ برادر ابراہیم شاہ

جب ابراہیم شاہ کی حکومت کو کہ جو درحقیقت دولت چک کی حکومت تھی ، پانچ مہینے گزر گئے ، تو زمانہ غازی خاں کے موافق ہو گیا دولت چک [۴۸۳] ناکام ہو گیا ۔ غازی خاں کو اقتدار حاصل ہو گیا ۔ اس نے برائے نام ۹٦۳ھ/۵٦ - ۱۵۵۵ء میں اسماعیل شاہ کو بادشاہ بنا دیا اسی سال حبیب چک نے چاہا کہ دولت چک سے ملاپ کر لیا جائے ۔ اسی وجہ سے وہ مروا دوں گیا ۔ غازی خاں نے نصرت چک سے کہا کہ

۱- کھانی (فرشتہ ۲/۳۵۹) ۔

۲- سوکھانی (نولکشور اڈیشن) ۔

۳- و ۴- لیلو و آدم پور (فرشتہ ۲/۳۵۹) ۔

۵- چھ سو آدمی (فرشتہ ۲/۳۵۹) ۔

Marfat.com

تیرا بھائی حبیب چک ، دولت چک سے مل گیا ہے ۔ مناسب یہ ہے کہ اس کے آنے تک دولت چک پر قابو پا لوں ۔ اس وجہ سے کہ اس کے آ جانے کے بعد کام مشکل ہو جائے گا ۔ اتفاق سے دولت چک کشتی میں بیٹھ کر ڈل حوض گیا کہ مرغابیوں کا شکار کھیلے ۔ جب کشتی سے نکلا غازی خاں نے پہنچ کر اس کے گھوڑوں پر قبضہ کر لیا ۔ وہ بھاگ کر کوہ خاک پر آیا غازی خاں نے اس کا تعاقب کرکے گرفتار کر لیا ۔ حبیب چک کو لیر پہنچ کر معلوم ہوا کہ دولت چک گرفتار ہو گیا ۔ وہ پریشان ہوا ۔ غازی خاں نے دولت چک کو اندھا کرا دیا ۔

اس کے بعد حبیب چک نے آ کر غازی خاں سے ملاقات کی ۔ غازی خاں اس سے اچھی طرح پیش نہیں آیا ۔ غازی خاں نے دولت چک کے بھتیجے ناژک چک کو بلا کر اپنا وکیل بنانا چاہا ۔ وہ اپنے چچا کے اندھا ہو جانے کی وجہ سے راضی نہ ہوا ۔ غازی خاں نے چاہا کہ ناژک‌چک کو گرفتار کرکے قید کر دے ۔ وہ خبردار ہو کر بھاگ گیا اور حبیب چک کے پاس پہنچا[1] ۔

ذکر حبیب شاہ پسر اسماعیل شاہ

جب اسماعیل کی حکومت کو دو سال گزر گئے ، تو اس کا انتقال ہو گیا ۔ اور اپنے لڑکے غازی خاں کو بادشاہ بنایا ۔ ۹۶۳ھ/۵۶-۱۵۵۶ء کے آخر میں نصرت چک ، حبیب چک ، ناژک چک ، غازی خاں کا بھائی سنکر چک یوسف [۴۸۴] اور ہستی خاں سب جمع ہوئے اور انھوں نے عہد کیا اور طے کیا کہ آج غازی خاں نے شراب پی ہے اور اس کا بھائی حسین چک قید میں ہے ۔ اس کو قید سے نکال کر غازی خاں کو مار ڈالیں ۔ چونکہ یہ خبر غازی خاں کو مل گئی ، اس لیے اس نے یوسف چک اور سنکر چک کو رضا مند کرکے اپنے پاس بلا لیا ۔ حیدر چک ، نصرت چک اور درویش چک نے یہ طے کیا کہ ہم جانے سے پہلے قاضیوں اور عالموں کو درمیان میں ڈال کر عہد و قول لیں گے ، یا فرار ہو جائیں گے نصرت چک بغیر قول قرار کیے ہوئے غازی خاں کے پاس چلا گ

۱- فرشتہ ۲/۳۶۰ ۔

Marfat.com

اور قید ہو گیا ۔ حبیب چک نے نازک شاہ سے مل کر پل تڑوا ڈالے اور وہ باغی ہو گیا ۔ ہستی خاں پوری جماعت کے ساتھ آ کر ان سے مل گیا ۔ غازی خاں نے بڑا لشکر ان کے مقابلہ کے لیے بھیج دیا ۔ زبردست جنگ ہوئی ۔ غازی خاں کے لشکر کو شکست ہوئی ۔ کچھ لوگ گرفتار ہو گئے ۔ حبیب چک کو فتح ہوئی ۔ وہ باسون[1] پہنچا ۔ جب غازی خاں کی فوج کو شکست ہو گئی ، تو وہ خود سوار ہو کر حبیب چک کے سر پر آ گیا وہ دومرہ گیا اور کشتیاں فراہم کر کے دریا کو عبور کیا ۔

جب وہ میدانِ خالد میں پہنچا ، تو اس کے ہمراہ تین ہاتھی اور تین سو آدمی تھے حبیب چک بھی آگے بڑھا اور بیس آدمیوں کے ہمراہ جنگ کی ۔ زبردست مقابلہ کے بعد حبیب چک دریائے جمجہ میں داخل ہوا ۔ اس کا گھوڑا دریا کو پار نہ کر سکا ۔ ہستی خاں ، غازی خاں کے نوکروں کی طرح اس تک پہنچا ۔ اس کی گردن میں ہاتھ ڈال دیا اور گھوڑے سے اتار لیا ۔ اسی دوران میں غازی خاں کا ہاتھی پہنچ گیا اور اس نے اس کو پچھاڑ دیا ۔ غازی خاں نے فیل بان کو حکم دیا کہ اس کا سر کاٹ لے ۔ جب فیل بان اپنا ہاتھ اس کے منہ تک لایا ، تو اس نے فیل بان کی انگلیاں مضبوطی سے پکڑ کر کاٹ لیں ۔ [۴۸۵] آخر کار اس کے سر کو تن سے جدا کر دیا ۔ اس کے سر کو کلہ مات میں کہ جہاں اس کا گھر تھا ، لا کر سولی پر چڑھایا ۔ درویش چک اور نازک چک کو بھی سولی پر لٹکا دیا[2] ۔

کچھ عرصہ کے بعد بہرام چک ہندوستان سے غازی خاں کے پاس آیا پرگنہ کھولہ باسو[3] اس کی جاگیر میں مقرر ہوا ۔ وہ سری نگر سے رخصت ہو کر مدنجہ پرگنہ[4] رینکرہ[5] میں گیا جہاں اس کا وطن تھا ۔ شنکر چک اور فتح چک وغیرہ بہرام کے پاس پہنچے اور ایک دوسرے سے متفق ہو کر پرگنہ سویہ پور میں آئے اور فتنہ انگیزی شروع کر دی ۔ غازی خاں

۱- ماسون (فرشتہ ۲/۳۶۰) ۔

۲- فرشتہ ۲/۳۶۰ ۔

۳- کھوبہ باسون (فرشتہ ۲/۳۶۰) ۔

۴ و ۵- بدنپھ پرگنہ زین گڑھ (فرشتہ ۲/۳۶۰) ۔

Marfat.com

نے اپنے لڑکوں اور بھائیوں کو ان کے مقابلہ کے لیے تعینات کیا ۔ وہ لوگ مقابلہ کی تاب نہ لا کر پہاڑ کی طرف بھاگ گئے ۔ دوسرے دن غازی خاں ان کے تعاقب میں نکلا ۔ جب موضع مدنجہ میں پہنچا ، تو اس نے دو ہزار آدمیوں کو منتخب کیا اور ان کو تعاقب میں بھیجا اور حکم دیا کہ اس جماعت کو گرفتار کر لائیں ۔ دوسرے دن خبر ملی کہ بہرام تیر کھا کر مارا گیا اور شنکر چک اور فتح چک اس سے علیحدہ ہو گئے ۔

غازی خاں نہایت تیزی کے ساتھ کھوتہ ہامو پہنچا ۔ چھ روز تک بہت تلاش کیا کہ بہرام ہاتھ آ جائے ۔ حیدر چک کا بھائی احمد جوریں ولد غازی خاں ، بہرام کے گرفتار کرنے کے لیے متعین ہوا ۔ غازی خاں شہر کو واپس آیا ۔ احمد جوریں شیرکوٹ[1] پہنچا کہ جو رشیوں کا مسکن تھا اور گرفتار کر لیا ۔ بہرام کے نہ ملنے کی وجہ سے رشیوں کو زدو کوب کیا ۔ رشیوں نے کہا ہم نے بہرام کو کشتی میں بٹھا کر موضع بادھل[2] میں الیہ رینا[3] کے گھر پہنچا دیا ہے رشی وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ زراعت کرتے ہیں اور باغ لگاتے ہیں ، اتفاق سے رہتے ہیں اور تجرد کی زندگی گزارتے ہیں ۔ جوریں ، الیہ رینا کے پاس گیا [۲۸۶] اور بہت تلاش کے بعد بہرام چک کو گرفتار کر لیا اور سری نگر لے آیا ۔ وہاں اسے پھانسی دی ۔ احمد جوریں ، فتح خاں کے لقب سے ملقب ہوا[4] ۔

اسی زمانہ میں شاہ ابوالمعالی جو گکھروں کی قید میں تھا ، پیروں میں زنجیر پڑی ہوئی یوسف کشمیری کے کندھوں پر سوار ہو کر باہر آیا ۔ جب راجوری پہنچا ، تو مغلوں کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی دولت چک اندھا ، فتح چک ، دوسرے چک اور لوہر دالکری سب شاہ ابو المعالی کے پاس آ گئے اور ۹۶۵ھ/۵۸ - ۱۵۵۷ء میں کشمیر کی طرف متوجہ ہوئے ۔ جب بارہ مولہ پہنچے ، محمد حیدر اور فتح خاں جو راستہ کی حفاظت کر رہے تھے ، بھاگ کر موضع بادوکھی آئے ۔ شاہ ابوالمعالی

۱- سرکوب (فرشتہ ۲/۲۶۰) ۔
۲- بادیلی (فرشتہ ۲/۲۶۰) ۔
۳- امیر زہنا (فرشتہ ۲/۲۶۰) ۔
۴- فرشتہ ۲/۲۶۱ ۔

Marfat.com

نے انصاف سے کام لیا ۔ سپاہیوں میں سے کسی کو رعایا پر ظلم کرنے کی مجال نہیں تھی ۔ وہ موضع مارکلہ میں کہ جو بین کے نزدیک ہے پہنچا ۔ ایک بلندی پر قیام کیا ۔ غازی خاں بھی سری نگر سے روانہ ہوا اور بین میں شاہ ابوالمعالی کے مقابلہ میں نزول کیا ۔ غازی خاں نے اپنے بھائی حسین کو ہراول بنایا اور خود موضع کھحود میں مقیم ہوا ۔

کشمیری جو شاہ ابوالمعالی کے ہمراہ تھے ، اس کی اجازت کے بغیر حسین خاں کی فوج پر ٹوٹ پڑے اور اس کا منہ پھیر دیا ۔ غازی خاں نے اس کی مدد کی اور بہادری دکھائی ۔ بہت سے کشمیریوں کو قتل کرکے فتح حاصل کی ۔ شاہ ابوالمعالی یہ حالت دیکھ کر بغیر جنگ کیے ہوئے فرار ہو گیا[1] ۔ چونکہ راستہ میں اس کا گھوڑا تھک گیا تھا ، لہذا ایک مغل آگے بڑھا اور اپنا گھوڑا جو تازہ دم تھا ، شاہ ابوالمعالی کو دے دیا اور خود اس تھکے ہوئے گھوڑے کو پکڑ کر وہیں کھڑا ہو گیا ۔ ان کشمیریوں کو جو شاہ ابوالمعالی کے تعاقب میں جا رہے تھے ، [۴٨٧] سب کو راستہ میں بیکار کر دیا ۔ جب اس کا ترکش خالی ہو گیا ، تو کشمیریوں نے اس پر ہجوم کرکے اس کو قتل کر دیا ۔ موقع پا کر شاہ ابوالمعالی باہر نکل گیا اور غازی خاں واپس ہو کر بین چلا گیا ۔ جس مغل کو اس کے سامنے لائے ۔ اس کی گردن مار دی ، لیکن حافظ حبشی[2] کو ہمایوں بادشاہ کے یہاں پڑھنے والوں میں سے تھا ، اس کی خوش خوانی کی وجہ سے قتل نہیں کیا ۔

اس فتح کے بعد نصرت چک کو قید سے نکال کر اکبر بادشاہ کے حضور میں بھیج دیا ۔ نصرت چک نے آ کر خانخاناں بیرام خاں سے ملاقات کی ۔ خانخاناں نے اس کی تعظیم و تکریم کی[3] ۔

۹٦٦ھ/۵۹ - ۱۵۵٨ء میں غازی خاں کے مزاج میں تبدیلی ہوئی اور اس نے ظلم و ستم کرنا شروع کیا ۔ مخلوق کو اس سے سخت نفرت ہو گئی

۱- فرشتہ ۲/۳٦۱ ۔

۲- حافظ مرزا حسینی (فرشتہ ۲/۳٦۱) ۔

۳- فرشتہ ۲/۳٦۱ ۔

Marfat.com

اسی دوران میں اس کو خبر ملی کہ اس کا لڑکا حیدر چک ایک جماعت سے مل کر سلطنت کشمیر پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ غازی خان نے محمد صدور[1] کو جو اس کا وکیل تھا اور بہادر بھٹ کو بلا کر کہا کہ لوگ ایسا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صحیح کہتے ہیں۔ غازی خان نے ان سے کہا کہ تم لوگ اس کو نصیحت کرو تا کہ پھر وہ ایسا خیال نہ کرے۔ محمد صدور نے حیدر چک کو اپنے مکان پر بلا کر منع کیا اور گالیاں دیں۔ حیدر چک کو غصہ آ گیا۔ اس نے محمد صدور کی کمر سے خنجر نکال کر اس کے پیٹ پر مارا اور وہ مر گیا۔ لوگوں نے ہجوم کر کے حیدر کو گرفتار کر لیا۔ غازی خاں نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ بالآخر اس کو قتل کر کے اس کا سر زین گڑھ لے گئے اور سولی پر چڑھایا اور جو آدمی اس کے ہم خیال تھے سب کو قتل کر دیا[2]۔

[۴۸۸] ۹۶۷ھ/۶۰-۱۵۵۹ء میں قرا بہادر ہندوستان سے بہت سا لشکر اور نو ہاتھی لے کر آیا۔ کشمیریوں میں سے نصرت خاں اور فتح چک وغیرہ اور ککھروں کی ایک جماعت اس کے ہمراہ تھی۔ تین مہینے تک لانی لور[3] میں قیام کیا۔ اس کو قوی امید تھی کہ کشمیر کے لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ اس دوران میں نصرت خاں، فتح چک اور لوہری دانکری اس کے پاس سے فرار ہو کر غازی خاں کے پاس چلے گئے اس وجہ سے قرا بہادر کے لشکر میں بڑی بدنظمی پھیل گئی۔ غازی خان کشمیر سے نکل کر نو روز کوٹ پہنچا۔ پیادوں کو قرا بہادر کے مقابلہ کے لیے بھیجا اور اس کو شکست دی۔ قرا بہادر فرار ہو کر قلعہ دائرہ میں چلا آیا۔ دوسرے دن قرا بہادر پیادوں کی جنگ سے فرار ہوا۔ اس کے ہاتھی کشمیریوں کے ہاتھ لگے اور پانچ سو مغل قتل ہوئے۔

جب حبیب شاہ کی حکومت کو پانچ سال گزر گئے، تو غازی خان نے اس کو ایک گوشہ میں چھپا دیا اور خود اعلان حکومت کر دیا اور

۱- محمد جنید (فرشتہ ۲/۳۶۱)۔
۲- فرشتہ ۳۶۱/۲۔
۳- لالہ پور (فرشتہ ۲/۳۶۱)۔

Marfat.com

حکومت کا نام بھی دوسرے کے لیے جائز نہ رکھا ۔ اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کرکے غازی شاہ کا خطاب مقرر کیا[1] ۔

ذکر حکومت غازی خاں

غازی خاں نے کشمیر کے حکام کی رسم کے مطابق جلوس کیا ۔ اپنے کو سلطان اور بادشاہ کہلوانا شروع کیا ۔ جذام کی وجہ سے جو اس کو پہلے ہو چکا تھا ، اس کی آواز میں تبدیلی پیدا ہو گئی اور قریب تھا کہ اس کی انگلیاں گر جائیں اور دانتوں میں بھی زخم پڑ گئے ۔

۹۶۸ھ/۶۱ - ۱۵۶۰ء میں فتح خاں ، لوہر دالکری اور دوسرے کشمیری غازی خاں سے خوف زدہ ہو کر فرار ہو گئے اور کوہستان میں چلے گئے ۔ غازی خاں نے اپنے بھائی حسین خاں کو دو ہزار آدمیوں کے ہمراہ ان کے تعاقب [۴۸۹] میں بھیجا ۔ چونکہ برف (باری) کے دن تھے ، لہذا حسین خاں بجوارہ میں جا کر مقیم ہو گیا ۔ مخالفوں کو خبر ہو گئی اور وہ موضع اھلن میں چلے گئے ۔ بہت آدمی برف کے نیچے دب کر مر گئے ۔ جو باقی رہ گئے وہ کھوار[2] میں چلے گئے ۔ ۹۶۹ھ/۶۲ - ۱۵۶۱ء میں وہاں سے پریشان ہو کر آئے اور حسین خاں کے پاس پناہ گزین ہوئے حسین خاں نے ان کی خطاؤں کی معافی کے لیے سفارش کی ۔ غازی خاں نے ان کی خطائیں معاف کر دیں اور اچھی جاگیریں ان کو دے دیں[3] ۔

۹۷۰ھ/۶۳ - ۱۵۶۲ء میں غازی کشمیر سے نکل کر لار میں مقیم ہوا اور اپنے لڑکے احمد خاں کو فتح خاں ، ناصر کیانی[4] اور دوسرے مشہور سرداروں کے ساتھ تبت کی فتح کے لیے بھیجا ۔ جب تبت کا فاصلہ پانچ کوس رہ گیا ، تو احمد خاں کی اجازت سے فتح خاں تبت میں پہنچا اور تبتیوں میں جا کر (وہاں سے) جلد نکل آیا ۔ تبتی جنگ کے لیے آمادہ نہ ہوئے ۔ انھوں نے بہت پیشکش بھیجی ۔ اس دوران میں احمد خاں کے دل

۱- فرشتہ ۲/۳۶۱ ۔

۲- کھتوار (فرشتہ ۲/۳۶۱) ۔

۳- فرشتہ ۲/ ۳۶۱ - ۳۶۲ ۔

۴- ناصر کتائی (فرشتہ ۲/۳۶۲) ۔

Marfat.com

میں یہ خیال پیدا ہوا کہ فتح خاں ، تبت جا کر واپس آ گیا ہے ۔ اگر میں بھی ایسا نہ کروں ، تو کشمیر کے لوگ اس کی تعریف کریں گے ۔ اس نے طے کیا کہ تنہا جاؤں ۔ فتح نے کہا کہ تمھارا جانا مناسب نہیں ہے اور اگر جانا ہی چاہتے ہو تو فوج کے ساتھ جاؤ احمد خاں نے اس کی بات کو نہ سنا اور پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ چلا گیا اور فتح خاں کو منزل پر چھوڑ گیا ۔ تبتیوں نے جب اس کو تنہا دیکھا ، تو اس پر ٹوٹ پڑے ۔ احمد خاں مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگا اور فتح خاں کے پاس آ کر کہا کہ آج فوج کا پچھلا حفاظتی دستہ تمھارے سپرد ہے ۔ ہم جاتے ہیں ۔ اس نے کسی جگہ قیام نہیں کیا ۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ احمد خاں بھاگا جاتا ہے ، تو سب بھاگ پڑے ۔ فتح خاں [۴۹۰] قیام کیے رہا ۔ تبتی اس کے پاس پہنچ گئے ۔ اس نے تنہا جنگ کی اور مارا گیا ۔ غازی خاں نے جب یہ خبر سنی تو اس کو غصہ آ گیا ۔ اپنے لڑکے کو برا بھلا کہا غازی خاں کی حکومت کی مدت چار سال ہوئی[1] ۔

ذکر حسین خاں برادر غازی خاں

(غازی خاں) ۹۷۱ھ/۶۴-۱۵۶۳ء میں تبت فتح کرنے کے ارادہ سے کشمیر سے نکلا اور موکھدہ کھار[2] میں مقیم ہوا ۔ جذام کی بیماری کی شدت کی وجہ سے اس کی آنکھیں بیکار ہو گئی تھیں ، وہ بداخلاق سے پیش آتا ، خوارق پر ظلم و ستم کرتا اور بے خطا لوگوں پر جرمانے کرکے رقمیں وصول کرتا ۔ لوگ اس سے ناراض ہو کر دو گروہ ہو گئے ۔ ایک جماعت اس کے لڑکے احمد خاں کے ساتھ ہو گئی اور دوسری جماعت اس کے بھائی حسین خاں سے مل گئی جب غازی خاں نے یہ خبریں سنیں ، تو وہ سری نگر واپس آ گیا ۔ چونکہ حسین خاں پر زیادہ مہربان تھا ، لہٰذا اس کو اپنی جگہ سلطنت پر قابض کیا ۔ غازی خاں کے سب وزیر اور وکیل حسین خاں کے گھر آئے اور خدمت گاری میں مصروف ہو گئے ۔ پندرہ دن کے بعد غازی خاں نے تمام اسباب اور قیمتی کپڑے وغیرہ دو حصوں میں تقسیم کیے ۔ ایک حصہ لڑکوں کو دیا اور دوسرا حصہ ہتالوں

۱- فرشتہ ۲/۳۶۲ ۔
۲- مولد کھار (فرشتہ ۲/۳۶۲) ۔

Marfat.com

سپرد کیا کہ اس کی قیمت ادا کریں ۔ بقال فریاد لے کر حسین خاں کے پاس آئے ۔ حسین خاں نے غازی خاں کو منع کیا ۔ غازی خاں رنجیدہ ہوا اس نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے لڑکے کو اپنا جانشین بنائے ۔ جب ین خاں کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے غازی خاں کے لڑکے خاں ، ابدال خاں اور دوسرے سرداروں کو بلا کر ان سے عہد و لیا کہ وہ اس کے مطیع رہیں گے ۔ غازی خاں نے اپنے خاصہ کے ون اور مغلوں کو بلا کر [۴۹۱] اپنی جمعیت بنائی ۔ حسین خاں بھی کے لیے تیار ہو گیا ۔ اہل شہر اور قاضیوں نے فتنہ کو ختم کیا ۔ ی خاں شہر سے نکلا اور زین پورا میں اقامت اختیار کر لی ۔ تین ماہ بعد سری نگر آیا ۔ حسین خاں نے ولایت کشمیر کو لوگوں میں م کر دیا ۔

۹۷۲/۶۵-۱۵۶۴ء میں حسین خاں نے اپنے بڑے بھائی شنکر چک اجوری اور نوشہرہ جاگیر میں دے کر بھیجا ۔ اس کے بعد خبر ملی نکر چک نے بغاوت کر دی ہے ۔ اس کی جاگیر محمد ماگری کے نام کر دی ۔ ایک بڑا لشکر اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا ۔ لشکر کے احمد خاں ، فتح خاں خواجہ اور مسعود مالک تھے ۔ انہوں نے جا نگ کی اور فتح پائی ۔ حسین خاں ان کے استقبال کے لیے گیا اور ان ری نگر لایا۲ ۔

کچھ عرصہ کے بعد حسین خاں کو معلوم ہوا کہ احمد خاں ، ن ماگری اور نصرت خاں اس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ اس نے کہ ان کو قید کر دے ۔ وہ مطلع ہو گئے اور فوج جمع کر کے خاں کے مقابلہ پر آ گئے ۔ حسین خاں ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا جب اس کے سامنے سے چلے گئے ، تو وہ متفکر ہوا کہ وہ حقیقت واقف ہو گئے ہیں ۔ اس نے ملک لولی لولد۳ کو ان کے پاس اور پیغام دیا کہ ہم سب متفق ہو کر عہد و پیمان کر لیں کہ کوئی

ئین پور (فرشتہ ۲/۳۶۲) ۔

رشتہ ۲/۳۶۲ ۔

لک لولدنی لولد (فرشتہ ۲/۳۶۲) ۔

Marfat.com

شخص ایک دوسرے سے عداوت نہیں رکھے گا ۔ ملک لولی لوند نے اتف
سے صلح کی گفتگو کی ۔ سب احمد خاں کے یہاں جمع ہوئے اور یہ طے ہوا
کہ احمد خاں کو حسین خان کے یہاں لے چلیں ۔ احمد خاں نے بہت اصرار
کے بعد اس بات کو قبول کیا ۔ وہ نصرت خاں اور ملک لولی کے ہمراہ
حسین خاں کے یہاں گیا ۔ قاضی حبیب کو جو کشمیر کے سرداروں میں
سے تھا اور محمد ماکری کو بھی بلایا ۔ دیوان خانہ میں جو رنگ محل
مشہور ہے ، جلسہ منعقد ہوا ۔ جب رات ہو گئی ، تو حسین خاں نے کہا
کہ آج کی رات میرا دل نٹوں کے کرتب دیکھنے کو چاہتا ہے ۔ چونکہ
[۶۹۲] باشرع قاضی موجود ہے تم سب بالا خانہ پر چلے جاؤ اور مل
بیٹھو ، میں بھی آتا ہوں ۔ جب وہ بالا خانہ پر چلے گئے تو اس نے
آدمیوں کو بھیج دیا ۔ انہوں نے ان کو قید کر دیا ۔

اس کے بعد علم خاں اور خان زماں کو کہ اس کا اصل نام فتح خواجہ
تھا ، ایک بڑا لشکر دے کر سنکر چک کے سر پر کہ جو راجوری کے
نزدیک تھا ، بھیجا ۔ انہوں نے جا کر سنکر چک کو شکست دی اور
مظفر و منصور واپس آئے ۔ خان زماں کی بہت عزت ہوئی ۔ حکم صادر ہوا
کہ تمام سردار روزانہ اس کے گھر جایا کریں[1] ۔

۹۷۳/۶۶ - ۱۵۶۵ء میں لوگوں نے حسین خاں سے خان زماں کی
غیبت کی ۔ اس نے لوگوں کو اس کے گھر جانے سے منع کر دیا ۔ خان زماں
نے کشمیر سے باہر نکل جانے کا ارادہ کیا ۔ سفر کے انتظام میں مشغول
ہوا کہ حسین خاں سکاری[2] آ گیا اس نے خان زماں سے کہا کہ باہر کیوں
جاتا ہے ۔ حسین خاں (چک) شکار کے لیے گیا ہوا ہے ۔ اس کا گھر خالی
ہے ۔ اس کے یہاں پہنچ جانا چاہیے اور اس کے مال و دولت پر قبضہ
لینا چاہیے ۔ خان زماں کو اس کی یہ بات پسند آئی اور وہ فتح چک
اور ڈالدری وغیرہ کو ساتھ لے کر حسین خاں کے مکان پر پہنچ گیا
دروازہ میں آگ لگا دی اور یہ ارادہ کیا کہ احمد خاں ، محمد خاں ماکری
اور نصرت خاں کو قید سے نکال لے ۔ بہادر خاں ولد خان زماں

۱- فرشتہ ۲/۲۶۲ - ۲۶۳ ۔
۲- ایک خطی نسخہ میں حسین خاں شکاری ہے۔

Marfat.com

فتح چک آ گئے - مسعود نایک قید خانہ کا محافظ تھا - اس کے دیوان خانہ کے صحن میں پانی چھوڑ دیا تا کہ دلدل ہو جائے ، حسین خاں کا ایک آدمی دولت خان ترکش باندھے ہوئے کھڑا تھا - بہادر خاں نے اس پر حملہ کیا اور تلوار [۴۹۳م] چلائی - تلوار اس کے ترکش پر پڑی - اس نے ایک تیر بہادر خاں کے گھوڑے کی آنکھ پر رسید کیا - گھوڑا چراغ پا ہو گیا اور بہادر خاں گھوڑے سے نیچے گر پڑا - مسعود نایک دانکری نے اس کے پاس پہنچ کر اس کا سر خنجر سے قلم کر دیا - خان زماں کو باہر یہ خبر ملی اور وہ فرار ہوگیا - مسعود نایک نے اس کا تعاقب کیا اور گرفتار کرکے حسین خاں کے پاس لے گیا - حسین خاں نے حکم دیا اور اس کو زین گڑھ لے گئے اس کے کان ناک ، ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر لٹکا دیا - مسعود نایک کو (منہ بولا) بیٹا بنایا - مبارز خاں کے خطاب سے سرفراز کیا اور پرگنہ[1] مالکل اس کی جاگیر میں مقرر کیا -

۹۷۴ھ/۶۷-۱۵۶۶ء میں حسین خاں نے حکم دیا اور احمد خاں پسر غازی خاں ، نصرت خاں اور محمد خاں کو اندھا کر دیا - غازی خاں کو جب یہ معلوم ہوا ، تو اس کو بہت رنج ہوا - وہ بیمار تھا ، اس لیے فوت ہو گیا -

حسین خاں نے ایک مدرسہ بنوایا - علماء و صلحاء کے ساتھ وہاں وقت گزارتا تھا اور پرگنہ زین پور ان لوگوں کو جاگیر میں دے دیا تھا[2] -

۹۷۵ھ/۶۸-۱۵۶۷ء میں لولی لوند نے حسین خاں سے کہا کہ مبارز خاں کہتا ہے کہ چونکہ حسین خاں نے مجھے بیٹا بنایا ہے ، لہذا چاہیے کہ خزانہ میں سے مجھے حصہ دے - حسین خاں کو (یہ سنکر) بہت رنج ہوا - وہ ایک روز مبارز خاں کے یہاں گیا - اس کے طویلہ میں گھوڑے بہت دیکھے - اس کو اور بھی رنج ہوا - اس نے حکم دیا ، لہذا مبارز خاں کو قید کر دیا - تمام معاملات ملک لولی کے سپرد ہوئے - تھوڑے ہی عرصہ میں وہ قید کر دیا گیا ، کیونکہ اس نے سرکز کے

۱- پرگنہ بالکل (فرشتہ ۲/۳۶۳) -
۲- فرشتہ ۲/۳۶۳ -

Marfat.com

دھانوں کے چالیس ہزار [۴۱۴] بوجھوں کی خیانت کی تھی ، اس کی جگہ علی کوکہ مقرر ہوا ۔

۹۷۶ھ/۶۹ - ۱۵۶۸ ء میں قاضی حبیب کہ جو حنفی مذہب تھے ، جمعہ کے دن جامع مسجد سے نکل کر کوہ ماران کے دامن میں قبروں کی زیارت کے لیے گئے ۔ یوسف اندر رافضی نے قاضی پر تلوار کا وار کیا ، قاضی کا سر زخمی ہوا ۔ اس نے دوسرا وار کیا ۔ قاضی نے ہاتھ کو ڈھال بنایا ۔ ان (قاضی) کی انگلیاں کٹ گئیں ۔ اس معاملہ میں اختلاف مذہب کے تعصب کے سوا اور کوئی بات ہی نہ تھی ۔ قاضی کے داماد مولانا کمال زین بھی جو سیالکوٹ میں درس دیا کرتے تھے ، قاضی (حبیب) کے ہمراہ تھے ۔ یوسف قاضی کو زخمی کرنے کے بعد فرار ہوگیا ۔ حسین خان نے جب یہ خبر سنی ، تو اس نے لوگوں کو متعین کیا ۔ وہ یوسف کو تلاش کرکے لائے ۔ (حسین خان نے) عالموں مثلاً ملا یوسف اور ملا فیروز وغیرہ کو جمع کرکے فرمایا کہ شرع کے رو سے اس پر فتویٰ جاری کریں ۔ عالموں نے جواب دیا کہ ایسے شخص کا قتل کر دینا سیاست کی نظر سے جائز ہے ۔ قاضی نے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس شخص کا قتل کرنا جائز نہیں ہے ۔ آخر کار اس کو سنگسار کیا گیا۱ ۔ اس جماعت نے جو اس کی ہم مذہب اور ہم اعتقاد تھی ، حسین خان سے کہا کہ اس کے قتل میں عجلت کی گئی ۔ حسین خان نے کہا کہ میں نے عالموں کے کہنے کے مطابق اس کو قتل کرایا ہے ۔

اس دوران میں مرزا مقیم اور یعقوب میر ولد بابا علی سفارت اکبر بادشاہ کی طرف سے کشمیر آئے ۔ جب وہ بہیرہ پور پہنچے ، حسین خان نے لوگوں کو ان کے استقبال کے لیے بھیجا اور وہ خود میدان سالہ میں آیا ۔ خیمے ، شامیانے اور سارا سامان فراہم کیا جب معلوم ہوا کہ ایلچی نزدیک [۴۱۵] آ گئے ہیں ، تو حسین خان خیمہ نکلا ، ایلچیوں سے ملا ۔ سب اکٹھے ہو کر خیمہ میں آئے ، ایک بیٹھے ۔ اس کے بعد ایلچی کشتی میں سوار ہوئے ۔ حسین خان کا ابراہیم خان بھی ان کے ساتھ کشتی میں بیٹھا ۔ حسین خان کشتی

۱۔ فرشتہ ۳۶۳/۲ ۔

Marfat.com

نہیں گیا اور سوار ہو کر کشمیر چلا گیا ۔ حسین خان ماگری کا مکان ایلچیوں کے لیے متعین کیا[1] ۔

چند روز کے بعد مرزا مقیم نے کہا کہ ان قاضیوں اور مفتیوں کو جن کے فتوے کے مطابق یوسف کو قتل کیا گیا ہے ، میرے پاس بھیج دو ۔ حسین خان نے مفتیوں کو اس کے پاس بھیج دیا ۔ قاضی زین نے کہ جو یوسف کا ہم مذہب تھا ، کہا کہ مفتیوں نے غلط فتویٰ دیا ہے ۔ مفتیوں نے کہا کہ ہم نے ان کے قتل کا فتویٰ مطلق نہیں دیا تھا ، بلکہ ہم نے کہا تھا کہ ایسے آدمی کا مار ڈالنا سیاست کی رو سے روا ہے ۔ مرزا مقیم نے مجلس میں مفتیوں کو ذلیل کیا اور فتح خان رافضی کے سپرد کر دیا ۔ اس نے ان کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں ۔ حسین خان کشتی میں بیٹھ کر کمراج چلا گیا اور فتح خان نے مرزا مقیم کے حکم سے ان مفتیوں کو قتل کرا دیا ۔ ان کے پیروں میں رسیاں بندھوا کر کوچہ و بازار میں ان کی تشہیر کرائی ۔ حسین خان نے اپنی لڑکی کو معہ تحفوں اور ہدیوں کے ایلچیوں کے ہمراہ اکبر بادشاہ کے حضور میں بھیجا ۔ ایلچی اس کی لڑکی اور نذرانوں کو لے کر آگرہ آئے[2] ۔

ذکر علی شاہ برادر حسین

۹۷۷ھ/ ۷۰ - ۱۵۶۹ء میں خبر ملی کہ اکبر بادشاہ نے مرزا مقیم کو اس خون ناحق کے عوض میں جو اس نے بے گناہ (مفتیوں) کا کشمیر میں بہایا تھا ، قتل کرا دیا اور حسین خان کی لڑکی کو واپس کر دیا ۔ یہ خبر سن کر حسین خان کو خون کے دست چھوٹ گئے ۔ یہ مرض تین چار مہینے تک برقرار رہا[3] ۔

[۹۶م] اس دوران میں محمد بھٹ نے یوسف ولد علی خان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ حسین خان پر خروج کر دے ۔ جب یہ خبر حسین خان کو ملی ، تو اس نے یوسف سے کہا کہ وہ اپنے باپ کے پاس کہ جو

1۔ فرشتہ ۲/۳۶۳ ۔
2۔ فرشتہ ۲/۳۶۴ ۔
3۔ فرشتہ ۲/۳۶۴ ۔

Marfat.com

سویہ پور میں ہے ، جائے اور وہاں رہے ۔ جب یوسف خان (اپنے باپ) علی خان کے پاس گیا ، تو دوسرے لوگ بھی دھیرے دھیرے بھاگ کر علی خان کے پاس چلے گئے ۔ جب لوگوں کا اور اس کے لڑکے (یوسف) کا علی خان کے پاس جانا یقینی طور سے معلوم ہو گیا ، تو حسین خان نے لوگوں کو علی خان کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ ہم سے کیا گناہ ہوا ہے ۔ ہم نے تمہارے لڑکے سے تعرض نہیں کیا اور اس کو تمہارے پاس بھیج دیا ہے ۔ علی خان نے کہا کہ ہمارا بھی کوئی قصور نہیں ہے ۔ لوگ بھاگ بھاگ کر ہمارے پاس آ رہے ہیں ۔ ان کو ہر چند نصیحت کرتا ہوں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا ۔

آخر کار علی خان سری لگر کی طرف متوجہ ہوا اور سات کوس کے فاصلہ پر مقیم ہو گیا ۔ ملک لولی لولد بھاگ کر علی خان کے پاس آ گیا ۔ حسین خان شہر سے نکل کر جہلہ ماجم میں کہ جو شہر سے ایک کوس پر واقع ہے ، آیا ۔ احمد اور محمد والکری جو اس کے امیروں میں شامل تھے ، اس رات کو فرار ہو کر علی خان کے پاس پہنچ گئے ۔ دولت نے جو حسین خان کے مقربین میں تھا ، اس سے کہا کہ چونکہ سارے آدمی تمہارے پاس سے بھاگ کر جا رہے ہیں ، بہتر یہی ہے کہ سلطنت کا سامان جو وجہ نزاع ہے ، علی خان کو بھیج دو ۔ وہ تمہارا بھائی [۲۹۰] ہے کوئی غیر نہیں ہے ۔ حسین خان نے چتر ، چونر اور سلطنت کا سارا سامان اپنے لڑکے یوسف کے ذریعے اس کے پاس بھیج دیا اور کہا کہ میرا بھی گناہ ہے کہ میں بیمار ہوں ۔ اس کے بعد علی خان ، حسین خان کے گھر آیا اس کی عیادت کی ۔ دونوں مل کر روئے[۱] ۔

حسین خان نے شہر کو علی خان کے سپرد کر دیا اور زین پور میں آ کر قیام کیا ۔ علی خان کا لقب علی شاہ ہوا اور وہ سلطنت پر قابض ہو گیا ۔ دوکھ جو حسین خان کا وکیل تھا ، مدارالملک ہوا ۔ لیکن سہ... کے بعد حسین خان کا انتقال ہو گیا ۔ علی شاہ اس کے جنازے کے استقبال کے لیے گیا اور حیران بازار کے نزدیک اس کو دفن کیا ۔

۱۔ فرشتہ ۲/۳۶۴ ۔

Marfat.com

اسی دوران میں شاہ عارف درویش لاہور سے حسین قلی خان کے پاس سے آیا اور کشمیر پہنچا ۔ علی خان نے اپنی لڑکی کی شادی اس کے ساتھ کر دی اور اس کے متعلق مہدی آخر الزمان کا اعتقاد کیا[1] ۔ علی چک ولد لو روز چک اور ابراہیم ولد غازی خان اس پر بہت اعتقاد کرتے تھے ، اس کو سجدہ کرتے تھے اور اس کو (اس) لائق سمجھ کر طے کیا کہ اس کو سلطنت پر بٹھا دیں ۔ جب اس بات کی خبر علی خان کو ہوئی ، تو وہ اس سے رنجیدہ ہوا اور اس نے آزار پہنچانے کا ارادہ کیا ۔ شاہ عارف کو یہ بات معلوم ہو گئی ۔ اس نے مشہور کر دیا کہ میں یہاں نہیں رہوں گا ۔ ایک روز کے اندر میں لاہور یا کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤں گا اور وہ روپوش ہو گیا تا کہ لوگوں کا یہ اعتقاد ہو جائے کہ اس نے غیبت اختیار کر لی ہے ۔ تین دن کے بعد معلوم ہوا کہ ملاحوں کو دو اشرفیاں[2] دیں [۴۹۸] اور کشتی میں بیٹھ کر بارہ مولہ پہنچ گیا ۔ وہاں سے پہاڑ پر چلا گیا ۔ (علی شاہ نے) آدمیوں کو بھیجا ۔ وہ اس کو وہاں سے لائے اور موکلوں کے سپرد کر دیا ۔ جب دوسری مرتبہ فرار ہوا تو کوہ مہتر سلیمان سے گرفتار کر کے لائے ۔ اس مرتبہ علی خان نے اپنی لڑکی کے مہر کی ایک ہزار اشرفیاں اس سے وصول کر لیں ، طلاق لے لی اور اس کو تبت کی طرف بھیج دیا ۔ اس کے خواجہ سرا کو بھی اس سے علیحدہ کر لیا اور (اس پر) نگاہ رکھی[3] ۔

۹۷۹ھ/۷۲-۱۵۷۱ء میں علی چک ولد لو روز چک ، علی خان کے پاس آیا اور کہا کہ دوکھ نے میری جاگیر میں آ کر گڑبڑ کی ہے ۔ اگر آپ نے اس کو منع نہیں کیا ، تو میں اپنے گھوڑوں کے پیٹ چاک کر دوں گا ۔ علی خان نے اس بات سے یہ اشارہ سمجھا کہ اس کا مقصد علی شاہ کا پیٹ پھاڑنے کا ہے ۔ اس نے غصہ میں آ کر اس کو قید کر دیا اور ولایت کمراج کو بھیج دیا ۔ وہ وہاں سے فرار ہو کر لاہور کے حاکم حسین علی خان کے پاس چلا گیا ، مگر ملاقات کے وقت اس نے مقررہ آداب پر عمل نہیں کیا

1- شیعہ بود در لباس فقر و ارباب تصوف بود (فرشتہ ۲/۳۶۴) ۔
2- ایک خطی نسخہ میں ہے کہ دس اشرفیاں دیں ۔
3- فرشتہ ۲/۳۶۴ ۔

Marfat.com

اور صحبت راس نہ آئی۔ وہ لاہور سے بھاگ کر کشمیر آ گیا، اس کو گرفتار کر کے لائے اور قید کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ قید سے فرار ہو گیا نوشہرہ آیا۔ علی خان نے اس کے اوپر ایک لشکر بھیجا۔ اس کو گرفتار کر لیا اور علی خان کے پاس لائے۔

۹۸۰ھ/۷۳-۱۵۷۲ء میں علی خان نے کھتوارہ پر لشکر کشی اور وہاں کے حاکم کی لڑکی کو لے کر صلح کر لی اور واپس آ گیا[1]۔

اسی زمانہ میں ملا عشقی اور قاضی صدر الدین، اکبر بادشاہ کی طرف سے سفارت پر آئے۔ علی خان نے اپنے بھتیجے [۹۹م] کی لڑکی شاہزادہ سلطان سلیم کی خدمت کے لیے ملا عشقی اور قاضی صدر الدین کے ہمراہ دوسرے تحفوں اور نذرانوں کے ساتھ بھیجی اور کشمیر میں اکبر بادشاہ کے نام کا خطبہ و سکہ جاری ہوا۔ یہ واقعات ۹۸۰ھ/۷۳-۱۵۷۲ء کے ہیں[2]۔

اس زمانہ میں یوسف شاہ ولد علی خان نے محمد بھٹ کے ورغلانے پر ابراہیم خان ولد غازی خان کو باپ کی مرضی کے بغیر قتل کر دیا۔ اس کے باپ کے ڈر سے بھاگ کر محمد بھٹ بارہ مولہ پہنچا۔ علی خان اس خبر کو سن کر بہت رنجیدہ ہوا۔ لوگوں نے یوسف کی سفارش کی اور اس کو بلا لیا اور محمد بھٹ کو جو اس فتنہ کا بانی تھا، قید کر دیا[3]۔

۹۸۲ھ/۷۵-۱۵۷۴ء میں علی شاہ نے ولایت کھتوار پر جس کو کشتوار بھی کہتے ہیں لشکر کشی کی وہاں کے حاکم کی لڑکی اپنے لڑکے کے لیے لی اور اس سے صلح کر کے واپس آ گیا[4]۔

۹۸۳ھ/۷۶-۱۵۷۵ء میں علی خان جبل لکری[5] کی سیر کے لیے اپنے اہل و عیال کو لے کر گیا۔ حیدر خان ولد محمد شاہ جو سلطان زین العابدین کی اولاد سے تھا، گجرات میں رہتا تھا۔ جس وقت اکبر بادشاہ گجرات

۱- فرشتہ ۲/۳۶۵۔

۲- فرشتہ ۲/۳۶۵۔

۳- فرشتہ ۲/۳۶۵۔

۴- فرشتہ ۲/۳۶۵۔

۵- جبال لکری (فرشتہ ۲/۳۶۵)۔

Marfat.com

میں پہنچا ، تو وہ خدمت میں حاضر ہوا اور اس (اکبر بادشاہ) کے ہمراہ ہندوستان آیا اور ہندوستان سے لوشہرہ گیا ۔ اس کا چچا زاد بھائی سلیم خان وہاں رہتا تھا ۔ اس کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے ۔ علی خان نے ایک بڑی فوج لوہر چک کے ہمراہ روانہ کی کہ راجوری میں جا کر رہے [۵۰۰] محمد خان چک کو جو راجوری میں رہتا تھا ، لوہر چک کی سرداری سے حسد ہوا ۔ اس کو قید کر دیا تمام لشکر کو گرفتار کرکے حیدر خان کے پاس نوشہرہ آیا اور کہا کہ اسلام خان کو جو بہادر آدمی ہے ، میرے ساتھ بھیج دیں تا کہ میں جا کر کشمیر کو تمہارے لیے فتح کروں ۔ حیدر خان اس کی اس بات پر بھول گیا اور اسلام خان کو اس کے ہمراہ کر دیا ۔ جب موضع جیکش[1] میں پڑاؤ کیا ، تو صبح کے وقت محمد خان نے اسلام کو دھوکہ سے قتل کر دیا اور وہاں سے واپس ہوا اور کشمیر میں علی شاہ کے پاس آ کر الطاف و عنایات کا مستحق ٹھہرا ۔ علی والکری اور داؤد کدار وغیرہ کہ جو حیدر خان کی حکومت کا ارادہ رکھتے تھے ، قید کر دیے گئے ۔

۹۸۴ھ/۷۷-۱۵۷۶ء میں کشمیر میں سخت قحط پڑا اور بہت سے آدمی بھوک کی شدت سے مر گئے ۔[2] ۹۸۶ھ/۷۹-۱۵۷۸ء میں علی شاہ ، مسجد کے اوپر گیا ۔ علماء و صلحاء کی صحبت میں بیٹھا ۔ اس مجلس میں کتاب مشکواۃ لائی گئی ۔ اس حدیث کے مطابق جو توبہ کے فضائل میں ہے ، اس نے توبہ کی ، غسل کیا ۔ نماز اور قرآن کی تلاوت میں مشغول ہوا ۔ (عبادت) سے فارغ ہونے کے بعد چوگان بازی کے ارادہ سے سوار ہوا ۔ عیدگاہ کے میدان میں جا کر چوگان بازی میں مشغول ہو گیا ۔ اچانک زین کا اگلا حصہ اس کے پیٹ پر لگا اور اسی صدمہ سے مر گیا[3] ۔

ذکر یوسف خان بن علی شاہ

جب علی شاہ کا انتقال ہوگیا ، تو اس کا بھائی ابدال خان اپنے بھتیجے یوسف کے ڈر سے جنازہ میں شریک نہیں ہوا ، یوسف خان نے سید مبارک

۱- موضع حکیم (فرشتہ ۲/۳۶۵) ۔

۲- ۹۸۵ھ (فرشتہ ۲/۳۶۵) ۔

۳- فرشتہ ۲/۳۶۵ ۔

Marfat.com

خان اور بابا خلیل کو ابدال خان کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ آ کر اپنے بھائی کو دفن کرو ۔ اگر مجھ کو سلطنت کے لیے قبول کرتے ہو ، تو بہتر ہے ، ورنہ تم خود حاکم بنو ۔ میں تابع رہوں گا [۵۰۱] جب انہوں نے یوسف خان کا پیغام ابدال خان کو پہنچایا ، تو اس نے کہا کہ میں تمھارے کہنے کے مطابق آتا ہوں اور تمھاری اطاعت قبول کرتا ہوں ۔ اگر مجھے کوئی اذیت پہنچی ، تو اس کا وبال تمھاری گردن پر ہوگا ۔ سید مبارک نے جو ابدال خان کے خلاف تھا کہا کہ ہم کو یوسف خان کے پاس جانا چاہیے اور اس سے عہد و پیمان کرنا چاہیے ۔ اس فیصلہ کے بعد وہ مجلس سے اٹھا اور یوسف کے پاس گیا اور کہا کہ ابدال خان میرے کہنے سے نہیں آیا ۔ ابدال بھٹ نے کہا کہ جلدی سے جا کر ابدال خان کے سر پر پہنچنا چاہیے ۔ اس کے بعد علی شاہ کو دفن کرنا چاہیے ۔ اسی وقت یوسف خان سوار ہوا اور اس کے سر پر پہنچ گیا ۔ ابدال خان نے بھی اس کا مقابلہ کیا اور مارا گیا ۔ سید مبارک خان کا لڑکا حسین خان بھی اس معرکہ میں قتل ہوا ۔ دوسرے دن علی شاہ کو دفن کیا اور یوسف اپنے باپ کی جگہ حاکم ہوا[۱] ۔

دو ماہ کے بعد سید مبارک خان اور علی خان وغیرہ نے فتنہ برپا کرنے کے ارادہ سے دریا پار کیا ۔ یوسف خان ، محمد خان کے ساتھ جو سلیم خان کا قاتل تھا ، ان کے سروں پر پہنچ گیا ، محمد خان جو ہراول تھا ، اس نے سبقت کی ۔ ساٹھ آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کیا اور مارا گیا ۔ یوسف امان طلب کر کے ہیرہ پور آیا ۔ سید مبارک خان حکومت پر بیٹھ گیا ۔

کچھ عرصہ کے بعد محمد یوسف خان نے کشمیریوں کی خط و کتابت کے بموجب پھر کشمیر کا ارادہ کیا ۔ سید مبارک خان یہ خبر سننے کے بعد لشکر آراستہ کر کے جنگ کے ارادہ سے نکلا ۔ یوسف خان پھر مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور موضع برسال[۲] میں کہ جو جنگل ہے ، آیا ۔ سید مبارک خان نے اس کا تعاقب کر کے جنگ کی [۵۰۲] یوسف فرار ہو کر اطراف کے پہاڑوں میں چلا گیا ۔ سید مبارک خان مظفر و منصور کشمیر کو واپس ہوا ۔

۱۔ فرشتہ ۲/۳۶۵ ۔
۲۔ برتھال (فرشتہ ۲/۳۶۶) ۔

Marfat.com

علی خان ولد نوروز خان کو دھوکہ سے بلا کر قید کر دیا اور دوسرے چک مثلاً لوہر چک ، حیدر چک ہستی چک ڈر کی وجہ سے اس کے پاس نہیں آئے ۔ بابا خلیل اور سید برخوردار کو ان کے پاس بھیجا اور شرط و عہد کے ساتھ ان کو طلب کیا ، وہ سب سید مبارک خان کے پاس آئے اور اجازت لے کر اپنے گھروں کو چلے گئے[1] ۔

راستہ میں ایک دوسرے کے ساتھ طے کیا کہ یوسف خان کو بلا کر سلطنت دینی چاہیے ۔ وہاں سے قاصد یوسف خان کے پاس بھیجا ۔ سید مبارک خان اس خبر کو سن کر پریشان ہوا ۔ محمد خان نے کسی کو یوسف کے پاس بھیجا تا کہ وہ اس سے کہے کہ تم کو سلطنت کے لیے قبول کرتا ہوں اور اپنے عمل سے پشیمان ہوں ۔ محمد خان اس کے پاس آ کر مخالفوں سے مل گیا ۔ سید مبارک خان پریشان ہوا اور طے کیا کہ اپنے لڑکوں اور غلاموں کو لے کر یوسف خان کے پاس چلا جائے ۔ اسی ارادہ سے شہر سے نکل کر عیدگاہ میں گیا ۔ علی خان ولد نوروز بھٹ کو جو قید میں تھا ، ہمراہ لیا ۔ دولت خان جو اس کے سرداروں میں سے تھا ، اس کے پاس سے فرار ہو گیا ۔ پریشان ہو کر علی خان کو قید سے آزاد کیا ۔ خود تنہا بابا خلیل کی خانقاہ میں پہنچا ۔ حیدر چک نے علی خان سے کہا کہ ہماری یہ سب کوشش اور جد و جہد تمہارے آزاد کرانے کے لیے تھی ۔ یوسف ولد علی خان نے اپنے باپ سے کہا کہ حیدر چک فریب کر رہا ہے ۔ علی خان نے اس کی بات نہ مانی اور حیدر چک کے ہمراہ چلا گیا ۔ لوہر چک اور اس کے ساتھی ایک جگہ اکٹھے تھے ۔ جب علی خان آیا تو اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور طے کیا کہ لوہر کو سلطنت دی جائے ۔

اس دوران میں یوسف خان کاکپور[2] پہنچا ۔ اس کو معلوم ہوا کہ کشمیریوں نے [۵۰۳] لوہر چک کو سلطنت دینی طے کر لی ہے ۔ وہ وہاں سے موضع ذابل[3] میں آیا اور راجا مان سنگھ کے ہمراہ فتح پور

۱- فرشتہ ۲/۳۶۶ ۔
۲- کالپور (فرشتہ ۲/۳۶۶) ۔
۳- ذابل (فرشتہ ۲/۳۶۶) ۔

Marfat.com

گیا ۔ اکبر بادشاہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور اپنے لڑکے یعقوب کو کشمیر بھیجا اور کشمیر کی حکومت لوہر کو مل گئی ۔ ۹۸۷ھ/۱۵۷۹ء میں محمد یوسف خاں، سید یوسف خاں اور راجا مان سنگھ کے ہمراہ فتح پور سے کشمیر کی فتح کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور سیالکوٹ میں آئے ۔ صرف ان کی مدد پر اکتفا نہیں کیا ۔ وہاں سے راجوری پہنچے اور راجوری پر قبضہ کر لیا اور تھنہ[1] میں قیام کیا ۔ اس وقت لوہر نے یوسف کشمیری کو یوسف خاں سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا ۔ یوسف کشمیری اس کے پاس سے آ کر یوسف خاں کے پاس گیا اور اس سے مل گیا ۔ یوسف خاں جھوبل[2] کے راستہ سے جو سخت ترین راستہ ہے یلغار کرتا ہوا قلعہ سوپہ پور میں داخل ہو گیا ۔ لوہر، حیدر چک، شمس چک اور ہستی چک کے ہمراہ یوسف خاں کے مقابلہ پر آیا اور دریائے جہلم کے کنارے قیام کیا ۔ چند روز کے بعد سخت جنگ ہوئی ۔ اکبر بادشاہ کی توجہ کی برکت سے یوسف خاں کی فتح ہوئی[3] ۔

فتح کے بعد وہ سری نگر کی طرف متوجہ ہوا ۔ شہر میں داخل ہو گیا لوہر نے قاضی موسیٰ اور محمد بھٹ کے توسل سے آ کر یوسف خاں سے ملاقات کی ۔ پہلی ملاقات بہت کامیاب رہی ۔ آخر میں قید کر دیا گیا اور باغیوں کی کثیر جماعت قید ہوئی [۵۰۴] جب یوسف خاں کی کوششوں کی طرف سے اطمینان ہو گیا، تو اس نے ولایت کشمیر کو تقسیم کر دیا ۔ شمس چک ولد دولت چک، یعقوب چک اور یوسف کشمیری کو اچھی اچھی جاگیریں دیں اور بقیہ (ولایت) کو اپنے خالصہ میں مقرر کیا اور بعض لوگوں کے کہنے سننے سے لوہر کو اندھا کرا دیا[4] ۔

۹۸۸ھ/۱۵۸۰ء میں شمس چک، علی شیر اور محمد خاں کو اس بدظنی کی بنا پر کہ وہ باغی ہیں، قید کر دیا ۔ حبیب خاں ڈر کی وجہ سے فرار ہو کر موضع کھہنر[5] میں چلا گیا ۔ یوسف ولد علی خاں جو

۱- تھنہ (فرشتہ ۲/۳۶۶) ۔

۲- جھوبل (فرشتہ ۲/۳۶۶) ۔

۳- فرشتہ ۲/۳۶۶ ۔

۴- فرشتہ ۲/۳۶۶ ۔

۵- موضع کنیر (فرشتہ ۲/۳۶۶) ۔

Marfat.com

یوسف خاں کی قید میں تھا ، چار بھائیوں کے ساتھ نکلا اور موضع مذکورہ میں حبیب خاں سے مل گیا اور وہاں سے تبت کے راجا ریمل[1] کے پاس گئے اور اس سے مدد لے کر آئے ۔ جب کشمیر کے حدود میں پہنچے ، تو ان دونوں میں اختلاف ہو گیا اور کوئی کام نہ کر سکے اور ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے ۔ یوسف اور محمد خاں کو گرفتار کرکے یوسف خاں کے پاس لائے ۔ ان کے ناک کان کٹوا دیے گئے ۔ حبیب خاں شہر میں چھپ گیا[۲] ۔

۹۸۹ھ/۱۵۸۱ء میں اکبر بادشاہ کابل کی فتح سے واپس ہو کر جلال آباد میں مقیم ہوا ۔ مرزا یوسف خاں کے داماد مرزا طاہر اور محمد صالح عاقل کو ایلچی گری کی خدمات پر کشمیر بھیجا ۔ جب بارہ مولہ میں پہنچے ، تو یوسف خاں استقبال کے لیے نکلا اور فرمان ہاتھ میں لے کر آداب بجا لایا ۔ ایلچیوں کے ہمراہ شہر میں آیا اور اپنے لڑکے حیدر خاں کو بہت سے تحفے دے کر بادشاہ (اکبر) کے حضور میں بھیجا ۔ حیدر خاں ایک سال تک حاضر خدمت رہا ۔ اس کے بعد شیخ یعقوب کشمیری کے ساتھ کشمیر کی اجازت پائی[۳] ۔

[۵۰۵] ۹۸۹ھ/۱۵۸۹ء میں یوسف خاں لار کی سیر کو گیا ۔ شمس چک مع زنجیروں کے جیل خانہ سے بھاگ کر کھوار[۴] میں پہنچا اور حیدر چک سے جا ملا جو وہاں تھا ۔ یوسف خاں نے اس بات کی اطلاع پا کر ان پر لشکر کشی کر دی ۔ یہ لوگ منتشر ہو کر فرار ہو گئے ۔ یوسف خاں مظفر و منصور سری نگر لوٹ آیا[۵] ۔

۹۹۰ھ/۵۸۲ ء میں حیدر چک اور شمس چک کھوار[۶] سے یوسف خاں سے جنگ کرنے کے ارادہ سے کشمیر کی طرف متوجہ ہوئے ۔ یوسف

۱- رو علی راجا (فرشتہ ۲/۳۶۶) ۔
۲- فرشتہ ۲/۳۶۶ ۔
۳- فرشتہ ۲/۳۶۶ ۔
۴- کھتوار (فرشتہ ۲/۳۶۶) ۔
۵- فرشتہ ۲/۳٦۷ ۔
۶- کھتوار (فرشتہ ۲/۳٦۷) ۔

Marfat.com

خاں مقابلہ کے لیے نکلا ۔ اپنے لڑکے یعقوب کو ہراول بنایا ۔ وہ جنگ کے بعد فتح کرکے سری نگر کو واپس ہو گیا اور رائے کھوار کی سفارش سے شمس چک کی خطا معاف کرکے اس کو جاگیر عنایت کر دی ۔ حیدر چک وہاں سے نکل کر راجا مان سنگھ کے پاس آیا[1] ۔

۹۹۲ھ/۱۵۸۴ء میں یعقوب ولد یوسف خاں اکبر بادشاہ کی ملاقات سے سرشار ہوا ۔ جس وقت کہ اکبر بادشاہ لاہور پہنچا یعقوب نے یوسف کو لکھا کہ اکبر بادشاہ کا ارادہ کشمیر آنے کا ہے ۔ یوسف خاں نے استقبال کے لیے آنے کا ارادہ کیا ۔ اسی دوران میں خبر پہنچی کہ حکیم علی اور بہاء الدین اکبر بادشاہ کی طرف سے سفارت پر آئے ہیں اور بھیر[2] میں پہنچ گئے ہیں ۔ یوسف خاں استقبال کے لیے گیا ۔ بادشاہی خلعت پہنی اور کئی آداب بجا لایا اور یہ پختہ ارادہ کر لیا کہ اکبر بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو جائے ۔ بابا خلیل ، بابا مہدی اور شمس دولی نے وسوسہ میں ڈال دیا اور [۵۰۶] اس کو اس ارادہ سے باز رکھا اور طے کیا کہ اگر یوسف خاں (اکبری) دربار میں جائے ، تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس کی بجائے یعقوب کو حکومت دے دی جائے گی ۔ اس ڈر کی وجہ سے اس نے ارادہ ملتوی کر دیا اور اکبر بادشاہ کے ایلچیوں کو رخصت کر دیا[3] ۔

اکبر بادشاہ نے مرزا شاہ رخ ، شاہ قلی خاں اور راجا بھگوان داس کو کشمیر کے لیے تعینات کیا یوسف خاں نے کشمیر سے نکل کر بارہ مولہ کو لشکر گاہ بنایا ۔ جب یہ خبر پہنچی کہ (اکبری) لشکر پرم پہنچ گیا ہے ، تو یوسف خاں لشکر سے جدا ہو کر اکبر بادشاہ کی فرمانبرداری کے خیال سے مرزا ناظم ولد خواجہ حاجی ، مہدی اور استاد لطیف کے ساتھ موضع لکر میں پہنچا ۔ مادھو سنگھ ، یوسف کے استقبال کے لیے موضع مذکور (لکر) میں آیا ۔ اس کو ہمراہ لے کر راجا بھگوان داس کے پاس آیا ۔ ملاقات کے بعد راجا نے اس کو گھوڑا اور سروپا بھیجا اور وہاں سے

۱- فرشتہ ۲/۷۶۶ ۔
۲- بھٹہ (فرشتہ ۲/۳۶۷) ۔
۳- فرشتہ ۲/۷۶۶ ۔

Marfat.com

کوچ کرکے کشمیر کی طرف متوجہ ہوئے ۔ کشمیری صلح سے پیش آئے اور اس بات کو قبول کر لیا ، کہ ہر سال مقررہ رقم شاہی خزانہ میں داخل کیا کریں گے ۔ راجا بھگوان داس صلح کرکے وہاں سے واپس آیا ۔ اٹک میں اکبر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ یوسف خاں بھی اس کے ساتھ آیا اور اکبر بادشاہ کے حضور میں حاضری کا شرف حاصل کیا[1] ۔

• • •

۱- فرشتہ (۲/۳۶۷) ۹۹۵ھ/۱۵۸۷ء میں بادشاہ اکبر نے محمد قاسم خاں میر بحر اور دوسرے امراء کو کشمیر بھیجا ۔ یوسف شاہ کا جانشین یعقوب شاہ مقابل ہوا ۔ کشمیر کے اندر بھی فتنے شروع ہو گئے ۔ اکبری فوج کشمیر میں داخل ہوگئی ۔ یعقوب شاہ پہاڑوں میں بھاگ گیا ۔ محمد قاسم خاں سری نگر پر قابض ہو گیا اور کشمیر میں اپنے عامل مقرر کر دیے ۔ یعقوب شاہ نے فوج جمع کرکے محمد قاسم خاں سے پھر مقابلہ کیا ۔ اس نے اکبر بادشاہ سے کمک چاہی ۔ اکبر بادشاہ نے سید یوسف خاں شہیدی کو کشمیر کی مہم پر بھیجا اور محمد قاسم خاں کو حضور میں طلب کر لیا ۔ یوسف خاں شہیدی نے دو سال یعقوب شاہ کا پیچھا کیا ۔ پھر آخر اس کو دلاسا دیا اور باپ اور بیٹے یوسف شاہ اور یعقوب شاہ کو بادشاہ کے حضور میں لے آیا اور شاہی امیروں میں منسلک کر دیا ۔ صوبہ بہار میں انہیں جاگیر ملی ۔ (فرشتہ ۲/۳۶۷) ۔

Marfat.com

طبقہ حکام سندھ

تاریخ منہاج المسالک میں کہ جو چچ نامہ کے نام سے مشہور ہے ، لکھا ہے کہ جب ولید بن عبدالملک بن مروان کی خلافت کا زمانہ آیا ، تو حجاج بن یوسف نے محمد ہارون کو ہندوستان کی طرف بھیجا اور وہ ۸۶ھ ۷۰۵ء میں ولایت مکران میں آیا اور دیوانی سے متعلق مالیات کی وصولیابی شروع [۷۰۵ء] کر دی ۔ اس دوران میں دارالخلافہ بغداد میں خبر مشہور ہوئی کہ سرالدیپ کے حاکم نے سمندر کے راستہ سے تحفوں ، نفیس سامان ، حبشی غلاموں اور کنیزوں سے بھری ہوئی کشتی خلیفہ کے لیے دارالخلافہ بھیجی تھی ۔ جب وہ کشتی دیبل کے نواح میں پہنچی ، تو اس کشتی کو مع دوسری سات کشتیوں کے دیبل کے سرکشوں نے لوٹ لیا اور کشتیوں کے مال و اسباب پر مالکانہ قبضہ کر لیا ۔ مسلمان عورتوں کی ایک جماعت کو بھی جو کعبہ کے طواف کے ارادہ سے کشتی میں سوار تھی ، غلام بنا کر لے گئے ۔ اسی دوران میں ایک جماعت بھاگ کر حجاج کے پاس پہنچی اور فریاد کی ۔ حجاج ابن یوسف نے ایک خط رائے داہر کو جو سندھ کا حاکم تھا لکھا اور محمد ہارون کی معرفت بھیجا تا کہ وہ اپنے معتمد لوگوں کے ذریعہ اس (داہر) کو بھیج دے ۔ جب محمد ہارون نے وہ خط رائے داہر کے پاس بھیجا ، تو اس نے جواب میں لکھا کہ یہ چوروں کا کام ہے اور اس گروہ کی قوت و طاقت اتنی زیادہ ہے کہ اس گروہ کا دفع کرنا میرے امکان سے باہر ہے ۔

جب یہ جواب حجاج کو ملا تو اس نے ولید بن عبدالملک بن مروان سے سندھ و ہند میں جنگ کرنے کی اجازت چاہی ۔ بدیل کو تین سو جنگی بہادروں کے ساتھ محمد ہارون کے پاس بھیجا اور اس کو لکھا کہ تین ہزار جنگجو اور بہادر سپاہی بدیل کے ہمراہ کر دیے جائیں اور اس کو دیبل کی فتح کے لیے بھیج دیا جائے ۔ جب بدیل ، دیبل کے نواح میں پہنچا ، تو اس نے نہایت مردانہ جنگ کی اور شہید ہوگیا ۔ شکست کی خبر

Marfat.com

سن کر حجاج بہت پریشان ہوا اور اس کو سخت رنج و افسوس ہوا[1] ۔

باوجودیکہ عامر بن عبداللہ نے ہندو سندھ کے لشکر کی سپہ سالاری کا ارادہ کر لیا تھا مگر حجاج نے نجومیوں کے مشورہ سے عماد الدین محمد قاسم بن عقیل ثقفی کو جو اس کا چچا زاد بھائی اور داماد تھا ، [۵۰۸] سترہ سال کی عمر میں چھ ہزار بہادروں کے ساتھ جو شام کے روسا تھے ۔ سندھ کی فتح کے لیے شیراز کے راستہ سے متعین کیا[2] ۔

فاصلے اور منزلیں طے کرنے کے بعد دیبل کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور چند روز کے بعد اس کو فتح کر لیا ۔ بے انتہا مال غنیمت ہاتھ آیا ۔ اس میں سے چار سو بے مثال کنیزیں بھی مال غنیمت میں شامل تھیں ۔ محمد قاسم نے مال غنیمت کو لشکریوں میں تقسیم کر دیا ۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ حجاج کے پاس بھیج دیا اور دیبل کے راجا کی لڑکی ، جی سنگھ بنت رائے داہر کہ جو بیرون[3] کے قلعہ کا حاکم تھا ، چلی گئی ۔ محمد قاسم نہایت عالی ہمتی سے قلعہ لیرون کی طرف متوجہ ہوا ۔ رائے زادہ جی سنگھ ولد رائے داہر نے بہادری و دلاوری کی بجائے بے عزتی اختیار کی اور وہ دریائے سندھ کو پار کرکے قلعہ برہمن آباد نامی میں چلا گیا اور قلعہ بیرون کی حفاظت اپنے معتمدین کے سپرد کر گیا ۔ جب محمد قاسم قلعہ لیرون کے نزدیک پہنچا ، تو پہلے شہر کے رہنے والوں نے لشکر کے آنے سے ڈر کر قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور بعد میں لشکر کے لیے ضروری سامان فراہم کرکے الاماں الاماں کہتے ہوئے لشکر میں آ گئے ۔ محمد قاسم نے امان دے کر اس گروہ کے سرداروں کو اپنے ہمراہ لے لیا اور اپنا کوتوال قلعہ لیرون پر مقرر کیا اور وہ سیوستان کے فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوا کہ جو اس زمانہ میں سہوان کے نام سے مشہور ہے[4] ۔

۱- چچ نامہ از علی بن حامد کوفی (مرتبہ ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ) (حیدر آباد دکن ۱۹۳۹ء) ، ص ۹۰ - ۹۲ ۔

۲- چچ نامہ ، ص ۹۴ ۔

۳- متن میں "بیرون" لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے ۔

۴- چچ نامہ ، ص ۱۱۸ - ۱۱۹ ۔

Marfat.com

سیوستان کے باشندوں کی ایک جماعت بچھرا[1] کے پاس گئی کہ جو وہاں کا حاکم اور رائے داہر کا چچا زاد بھائی تھا اور اس سے کہا کہ ہمارا دین سلامتی اور ہمارا مذہب عافیت ہے [۵۰۹] ہمارے مذہب میں مارنا اور مر جانا جائز نہیں ہے - مصلحت اسی میں ہے کہ ہم لشکر کے سرداروں سے امان (پناہ) کی درخواست کریں - رائے زادہ بچھرا نے اپنی قوت اور غلبہ پر اعتماد کیا اور بکنا شروع کر دیا - بالآخر ایک ہفتہ کے محاصرہ کے بعد اس نے راہ فرار اختیار کی اور قلعہ ششم[2] کے راجا کے پاس پناہ کا طالب ہوا - اس رات کی صبح کو محمد بن قاسم، سرداروں کے مشورہ سے قلعہ سیوستان میں داخل ہوگیا اور ان لوگوں کو جنھوں نے رائے زادہ بچھرا کی بات نہیں مانی تھی امان دی اور سیوستان کی فتوحات اور مالِ غنیمت کو خمس نکالنے کے بعد لشکریوں میں تقسیم کر دیا اور قلعہ ششم کا رخ کیا - قلعہ ششم فتح کرنے کے بعد اس (محمد بن قاسم) نے راجا داہر سے جنگ کا ارادہ کیا کہ جو فتنہ کی جڑ اور مفسدوں کا سردار تھا[3] -

اس واقعہ کے دوران میں محمد بن قاسم کے لشکر میں گرانی ہو گئی اور اکثر جانور مر گئے - اس وجہ سے لشکر میں تذبذب پریشانی اور اضطراب پھیل گیا - حجاج بن یوسف کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو اس نے دو ہزار گھوڑے اپنے خاصہ کے اصطبل سے تیار کرکے محمد بن قاسم کے پاس بھیج دیے - لشکریوں کی قوت از سر نو بڑھ گئی اور جنگ کی طرف متوجہ ہوئے - فریقین کے مقابل ہونے کے بعد متواتر جنگ ہوتی رہی - کہتے ہیں کہ اس دوران میں ایک روز رائے داہر نے نجومیوں کو خلوت میں بلا کر عرب کے لشکر کا حال اور انجام پوچھا - نجومیوں نے کہا کہ ہم نے پرانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ۵۸۶/۷۰۵ء قمری میں عرب کی فوجیں دیبل کے لواح پر قابض ہو جائیں گی - ۵۹۳ میں سندھ کے تمام شہروں پر اس جماعت کا قبضہ ہو جائے گا - باوجودیکہ اس نے نجومیوں کو کئی مرتبہ آزما لیا تھا اور وہ جانتا تھا کہ نجومیوں کے احکام سہو و

۱- بچھرا (چچ نامہ، ص ۱۲۰) -
۲- سیسم (چچ نامہ، ص ۱۲۳) یعنی سیوی (حاشیہ) -
۳- چچ نامہ، (ص ۱۲۳) -

Marfat.com

خطا سے پاک ہیں ، مگر اس نے عجلت سے کام لیا [۵۱۰] چونکہ اس کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا ، لہذا جمعرات کے دن دسویں رمضان المبارک ۹۳ھ/۷۱۲ء کو نہایت کوشش سے وہ میدان جنگ میں آیا اس نے ہر طرح سے سعی و کوشش کی مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی ۔

اس کے مارے جانے کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جنگ کے دن وہ سفید ہاتھی پر سوار ہو کر قلب لشکر میں پہنچا ۔ خود بھی نہایت بہادری سے جنگ کرتا رہا ۔ تیر اندازی کے کمال دکھا رہا تھا ۔ جس وقت فریقین کے بہادر اور جان باز ایک دوسرے سے جنگ کر رہے تھے کہ ایک نفط انداز نے آگ کا گولہ اس سفید ہاتھی کی عماری پر پھینکا جس پر داہر سوار تھا ۔ ہاتھی یہ حال دیکھ کر بھاگا ۔ فیلبان نے ہر چند آلکس مارے کہ تازیانہ کا حکم رکھتے تھے اور جن سے عربی گھوڑوں کو مارتے ہیں ، مگر ہاتھی بھاگ کر دریا میں چلا گیا ۔ محمد بن قاسم کے لشکر کے بہادروں نے پیچھا کیا اور چاروں طرف سے اس پر تیر چلانے لگے ۔ وہ بُری طرح زخمی ہو گیا ۔ دریا کے کنارے شور و غل ہوا ۔ ہاتھی اپنے آپ نکل آیا ۔ اس نے سواروں کو ادھر اُدھر دوڑایا ۔ رائے داہر نہایت مردانگی سے زخمی ہونے کے باوجود ہاتھی سے اتر کر ایک عربی بہادر کے مقابل ہوا ۔ اس نے ایک ہی ضرب میں اس ناہنجار (داہر) کا کام تمام کر دیا ۔ اس واقعہ کو دیکھ کر رالیوں اور راجاؤں نے ذلت کے ساتھ راہ فرار اختیار کی ۔ عرب کے بہادروں نے راجپوتوں کے ساتھ مل کر قلعہ کے دروازہ تک ان کا تعاقب کیا ۔ بہت سے [۵۱۱] نابکاروں کو نامردی کے طعنے دے کر مغلوب کیا ۔

اس قدر مالِ غنیمت لشکریوں کے ہاتھ آیا جس کا شمار و اندازہ امکان سے باہر ہے ۔ رائے زادہ جی سنہہ نے قلعہ کو جنگی سپاہیوں سے مضبوط کر لیا اور اس نے چاہا کہ قلعہ نیرون سے نکل کر پھر جنگ کرے ، لیکن اس کے باپ کے وکیلوں نے اس کو جنگ کرنے سے روک دیا اور اس کو قلعہ برہمن آباد قدیم میں لے گئے ۔ رائے داہر کی بیوی نے لڑکے سے اختلاف کیا ۔ قلعہ کے دروازہ کو مضبوط کیا اور پندرہ ہزار راجپوت اپنے ساتھ لے کر جنگ کے لیے کھڑی ہو گئی ۔ عماد الدین محمد بن قاسم نے قلعہ کی فتح کو آسان سمجھا اور یہ کام جی سنہہ کے دلعیہ پر مقدم جانا

Marfat.com

اور وہ میدان جنگ سے قلعہ کی فتح کی طرف متوجہ ہوا ۔ قلعہ مذکور کا محاصرہ کر لیا ۔ چند روز کے بعد جب قلعہ کے لوگ پریشان ہو گئے ، تو انھوں نے زبردست آگ روشن کرکے اپنی عورتوں اور بچوں کو اس آگ میں جلا دیا اور شہر کے دروازوں کو کھول کر جنگ و جدال کے لیے آمادہ ہو گئے ۔ شام کے بہادر اپنی خون آشام تلواریں لے کر قلعہ میں داخل ہو گئے ۔ چھ ہزار راجپوتوں کو قتل کیا اور تیس ہزار آدمیوں کو غلام بنا کر لے گئے[1] ۔ رائے داہر کی دو لڑکیوں کو کہ جو اُن قیدیوں کے ہمراہ ہاتھ آئی تھیں ، تحفہ کے طور پر خلیفہ کی خدمت میں بھیجا ۔ جب خلیفہ کی نظر ان پر پڑی ، تو اس نے ان کو محل سرا کے خدمت گاروں کے سپرد کر دیا تا کہ چند روز تک وہ ان کی تیار داری کریں اور پھر خلیفہ کے روبرو پیش کریں ۔ خلیفہ نے چاہا کہ ایک کو بطور کنیز اپنے تصرف میں لائے ۔ اس (لڑکی) نے عرض کیا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ خلیفہ کے بستر پر قدم رکھ سکوں ۔ اس وجہ سے کہ عماد الدین محمد بن قاسم نے تین رات تک مجھے اپنے تصرف میں رکھا ہے ۔ خلیفہ سخت غضب ناک ہوا اور اس نے خود اپنے قلم سے حکم نامہ تحریر کیا کہ محمد بن قاسم جس جگہ پر ابھی پہنچا ہو ، اپنے کو کچی کھال میں ڈال کر دارالخلافہ پہنچائے ۔ اس بیچارہ نے خود کو کچی کھال میں ڈالا اور حکم دیا کہ مجھ کو صندوق میں رکھ کر دارالخلافہ بھیج دو ۔ دو تین دن گزر گئے ۔ اس کو اسی طرح سے اٹھا کر لے گئے[2] ۔

[۵۱۲] مختصر یہ کہ جب سندھ کا علاقہ بغیر مخالفت اور دشمنی کے عماد الدین محمد بن قاسم کے قبضہ میں آ گیا ، تو اس نے قصبہ اور شہر میں اپنے عمال اور گماشتے مقرر کیے ۔

تاریخ کی کتابیں سندھ کے حکام کے حالات کے بیان میں عاری اور خالی ہیں ۔ کسی تاریخ میں اس گروہ کے حالات و واقعات نہ مختصر تحریر ہیں اور نہ مفصل — صرف طبقات بہادر شاہی کے مؤلف نے لکھے ہیں اور اس

---

[1] چچ نامہ ، ص ۱۵۸ - ۱۹۶ ۔

[2] یہ واقعہ صحیح نہیں ہے ، ملاحظہ ہو ۔ چچ نامہ (تعلیقات از ڈاکٹر محمد بن عمر داؤد پوتہ) ، ص ۲۶۷ - ۲۶۹ ۔

Marfat.com

میں اس لواح کے چند حاکموں کا ذکر بتعین زمانہ ہے ۔ اس میں ہر ایک کا حال اسی قدر تحریر ہے کہ ہر شخص نے اتنے سال حکومت کی ۔ مجھ نظام الدین احمد کہ جو اس تاریخ کا مؤلف ہوں ، طبقات بہادر شاہی اعتماد کرکے ان لوگوں (حکام سندھ) کے نام اور کسی قدر حال لکھتا ہوں تا کہ اکبر بادشاہ کی معلومات میں لا سکوں اور خدمت کر سکوں اللہ تعالیٰ مدد اور عافیت فرمائے ۔

طبقات بہادر شاہی کا مؤلف کہتا ہے کہ ابتدائی زمانہ میں علاقہ سندھ کی حکومت پر تمیم انصاری کی اولاد قابض ہوئی ۔ اس علاقے زمینداروں سے سومروں کو زیادہ قوت و کثرت حاصل ہوگئی ۔ کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد ان کا غلبہ ہو گیا اور حکومت پر قابض ہو گئے ۔ سندھ کی حکومت پانچ سو سال تک سومروں کے خاندان میں رہی ۔ چونکہ گردش فلک کا یہ لازمہ ہے بلکہ حکومت کا یہ لازمہ ہے کہ وہ ایک خاندان دوسرے خاندان میں منتقل ہوتی رہتی ہے ، لہذا پانچ سو سال کے بعد سندھ کے علاقہ کی حکومت سومروں سے نکل کر سموں کے قبضہ میں پہنچی اس گروہ کے پندرہ آدمیوں نے حکومت کی ۔

[۵۱۴] ذکر حکومت جام انڑ[1]

وہ (جام انڑ) (پہلا) شخص ہے جس نے سموں کی حکومت کی بنیاد رکھی ۔ سمہ خاندان کے لوگ خود کو جمشید سے منسوب کرتے ہیں اپنا نسب اس سے ملاتے ہیں ۔ یہ لفظ خود حاکم اور بزرگ کے معنوں پر دلالت کرتا ہے ۔ ہر جگہ اس معنی کی یاد تازہ کرتا ہے اس کی حکومت کا زمانہ تین سال اور چھ ماہ رہا ۔

۱۔ ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام (راشدی ایڈیشن) ، ص ۹۹ - ۱۰۰ ۔
(۲) تاریخ معصومی ، ص ۶۲ - ۶۳ ۔
(۳) فرشتہ ۱/۳۱۷ ۔
(۴) تاریخ سندھ ۱/۴۴۴ - ۴۴۵ ۔

Marfat.com

ذکر حکومت جام جونان

جب جام الر کا انتقال ہو گیا ، تو اس کا بھائی جام جونان ، وصیت کے مطابق حکومت سندھ کا مالک ہوا ۔ اس کی حکومت کے زمانہ میں مخلوق خوش حال اور امن و امان سے رہی ۔ اس کی حکومت کی مدت چودہ سال ہوئی[1] ۔

ذکر حکومت جام بان ہتیہ بن جام الر

جب جام جونان[2] مر گیا ، تو جام بان ہتیہ اپنے باپ کے ملک کی وراثت کے لیے اٹھا ۔ لوگوں کو اپنے موافق بنایا ۔ سلطان فیروز شاہ بڑا لشکر لے کر دوبارہ ولایت سندھ میں پہنچا ۔ جام مذکور نے میدان جنگ کو آراستہ کرکے [۵۱۴] اس سے مقابلہ کیا اور آخر تیسری مرتبہ ولایت سندھ حضرت بادشاہ فیروز شاہ کے قبضہ میں آئی ۔ سلطان فیروز شاہ جام مذکور کو اپنے ہمراہ دہلی لایا ۔ جب جام سے اچھی خدمات ظہور میں آئیں ، تو فیروز شاہ نے نوازش فرما کر (اسے) واپس بھیج دیا ۔ اسے چتر دیا اور سندھ کی حکومت اس کے سپرد کر دی ۔ سندھ جانے کی اسے اجازت دی ۔ اس قصہ کی تفصیل طبقہ دہلی میں تحریر ہے اس کی حکومت کی مدت پندرہ سال ہوئی[3] ۔

۱۔ ملاحظہ ہو : (۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۰ ۔
(۲) تاریخ معصومی ، ص ۶۳ ۔
(۳) تاریخ طاہری (تعلیقات) ، ص ۳۰۷ ۔
(۴) تاریخ سندھ ۳۳۶/۱ - ۳۳۷ ۔

۲۔ ان حکام کے ناموں میں اشتراک اور ابہام ہے ۔ تحفۃ الکرام ، تاریخ معصومی وغیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے ایک دو حاکم اور گزرے ہیں ۔

۳۔ ملاحظہ ہو : (۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۱ - ۱۰۲ ۔
(۲) تاریخ معصومی ، ص ۶۵ - ۶۶ ۔
(۳) تاریخ سندھ ۳۴۹/۱ - ۳۵۰ ۔
(۴) مکلی نامہ (حواشی) ، ص ۱۰۶ - ۱۰۷ ۔
(۵) مخدوم جہانیاں جہاں گشت از محمد ایوب قادری ، ص ۱۱۴ ۔

Marfat.com

ذکر حکومت جام تماچی

اپنے بھائی کے مرنے کے بعد حکومت پر قابض ہوا - کچھ عرصہ تک حکومت کی - تیرہ سال اور چند ماہ کے بعد فوت ہو گیا[1] -

ذکر حکومت صلاح الدین

جام تماچی کے مرنے کے بعد حکومت پر قابض ہوا - گیارہ سال اور چند ماہ کے بعد مر گیا[2] -

ذکر حکومت جام نظام الدین بن صلاح الدین

باپ کے مرنے کے بعد اس کا قائم مقام ہوا - علاقہ سندھ کے بزرگ اور رؤسا اس کی حکومت پر رضا مند ہوئے - دو سال اور چھ ماہ اس نے حکومت کی[3] -

---

۱- ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۲ -
(۲) تاریخ معصومی ، ص ٦٦ -
(۳) مکلی نامہ (حواشی) ، ص ۱۰۹ -
(۴) حدیقۃ الاولیا (عبدالقادر) ، ص ۵۱ - ۵۲ -
(۵) تاریخ سندھ ۱/۳۵۱ - ۳۵۲ -

۲- ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۲ -
(۲) تاریخ معصومی ، ص ٦٦ -
(۳) تاریخ سندھ ۱/۳۵۲ -

۳- ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۲ -
(۲) تاریخ معصومی ، ص ٦٦ - ٦۵ -
(۳) تاریخ سندھ ۱/۳۵۲ - ۳۵۳ -

Marfat.com

[۵۱۵] ذکر حکومت جام علی شیر

جام نظام الدین کے مرنے کے بعد علی شیر اپنے باپ جام تماچی کا ملک حاصل کرنے کے لیے اٹھا ۔ اس نے حکومت کے سر برآوردہ لوگوں اور قوم کے سرداروں کو اپنا موافق اور مدد گار بنا لیا ۔ اتفاق کی وجہ سے اس کی حکومت کے زمانہ میں مخلوق کے مختلف گروہوں کو خوب امن ملا ۔ چھ سال اور چند ماہ کے بعد وہ فوت ہو گیا[1] ۔

جام کرن بن جام تماچی

جب جام علی شیر نے اس دنیا سے کوچ کیا تو جام کرن نے اس وہم سے کہ جس کا باپ علاقہ کا بادشاہ اور والی ہوتا ہے ، تو اس کا بیٹا بھی اس حکومت پر فائز ہو جاتا ہے چاہے توفیق الٰہی اس کے شامل حال نہ ہو ۔ چنانچہ اس نے جرأت کی اور وہ بزرگوں کی جگہ پر جا بیٹھا (بادشاہ بن گیا) ۔ چونکہ زمانہ نے اس طرح کے کاموں کی مثال کو نہ برداشت کیا ہے اور نہ کرتا ہے ، لہٰذا ڈیڑھ دن کے بعد اس نے موت کا مزہ چکھ لیا[2] ۔

ذکر حکومت جام فتح خاں بن سکندر خاں

جب مملکت حاکم سے خالی ہو گئی ، تو قوم کے رئیسوں اور ارکان سلطنت نے جام فتح خاں بن سکندر کو جو اس امر بزرگ (بادشاہی) کا استحقاق رکھتا تھا ، سرداری (حکومت) کے لیے اختیار کر لیا ۔ پندرہ سال

۱۔ ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۳ ۔
(۲) تاریخ معصومی ، ص ٦۷ ۔ ۹۸ ۔
(۳) تاریخ سندھ ۱/۴۵۴ ۔ ۴۵۵ ۔

۲۔ ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۳ ۔
(۲) تاریخ معصومی ، ص ٦۸ ۔
(۳) تاریخ سندھ ۱/۴۵۵ ۔ ۴۵٦ ۔

Marfat.com

اور چند ماہ تک اس نے حکومت کی پھر طبعی موت سے مر گیا[1] -

[۵۱۶] ذکر حکومت جام تغلق بن سکندر خان

جب جام فتح خان مر گیا ، تو اس کا بھائی جام تغلق بادشاہ ہوا اور اٹھائیس سال کے بعد وہ (بھی) مر گیا[2] :

ذکر حکومت جام مُبارک

جب جام تغلق کا انتقال ہو گیا ، تو جام مبارک نے کہ جو اس کا رشتہ دار تھا اور حاجب کا منصب رکھتا تھا ، خود کو اس اہم کام (بادشاہی) کے لائق اور سزا وار سمجھا اور بزرگوں کی جگہ پر قبضہ کیا ، لیکن تین دن سے زیادہ اس کو مہلت نہ ملی[3] -

ذکر حکومت جام اسکندر خان بن جام فتح خان

جب[4] جام مبارک کی حکومت ختم ہو گئی ، تو ولایت سندھ کے

۱- ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۳ -
(۲) تاریخ معصومی ، ص ۶۸ - ۷۰ -
(۳) تاریخ سندھ ۱/۳۵۷ - ۳۵۸ -

۲- ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۳ -
(۲) تاریخ معصومی ، ص ۷۰ -
(۳) تاریخ سندھ ۱/۳۶۱ - ۳۶۲ -
(۴) مکلی نامہ (حواشی) ، ص ۱۲۲ -

۳- ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۳ -
(۲) تاریخ معصومی ، ص ۷۱ -
(۳) تاریخ سندھ ۱/۳۶۳ -

۴- تحفۃ الکرام ، (ص ۱۰۳) میں جام اسکندر کا ذکر جام مبارک سے پہلے ہے -

Marfat.com

زرگوں نے جام سکندر کو جو وراثت کے لحاظ سے حق سلطنت رکھتا تھا دشاہ بنایا ۔ اس نے ایک سال اور چھ ماہ حکومت کی اس کے بعد مر گیا[1] ۔

ذکر حکومت جام سنجر

جب[2] جام سکندر دلیاوی نعمتوں سے لطف اندوز ہو کر عالم آخرت و سدھارا ، تو سندھ کے بزرگوں نے جام سنجر کو کہ جو اس وقت لطنت کے کاموں میں مشغول تھا ، بادشاہ بنا لیا ۔ اس نے آٹھ سال اور ند ماہ حکومت کی[3] ۔

[۵۱۷] ذکر حکومت نظام الدین

جو جام نندا کے نام سے مشہور ہے ، جام سنجر کے بعد بادشاہ ہوا ۔ س کے زمانہ میں سندھ کی مملکت میں رونق آ گئی ۔ وہ ملتان کے والی سلطان سین لنگاہ کا ہم عصر تھا ۔ اس کے زمانہ میں شاہ بیگ قندہار سے آیا ۔ ۸۹۸ھ/۹۴-۱۴۹۳ء میں سیوی کا قلعہ کہ جو اسی جام نندا کے گماشتہ ادر خان کے قبضہ میں تھا ، فتح کیا اور اپنے بھائی سلطان محمد کو وہاں موڑ کر خود قندہار واپس ہو گیا ۔ جام نندا نے مبارک خاں کو سلطان محمد کے

ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام ، ۱۰۴ ۔
(۲) تاریخ معصومی ، ص ۷۰ - ۷۱ ۔
(۳) تاریخ سندھ ۱/۳۶۴ - ۳۶۵ ۔
(۴) مکلی نامہ (حواشی) ، ص ۱۱۰ ۔

جام سنجر سے پہلے جام راالدلہ (تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۴) تاریخ معصومی (ص ۷۱ - ۷۲) کا ذکر ملتا ہے پیر حسام الدین راشدی (مکلی نامہ حواشی ، ص ۱۱۰) میں جام سنجر عرف راوڈ لو لکھا ہے ۔

ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۴ - ۱۰۵ ۔
(۲) تاریخ معصومی ، ص ۷۲ - ۷۳ ۔
(۳) تاریخ سندھ ۲/۳۶۶ - ۳۶۸ ۔

Marfat.com

مقابلہ پر بھیجا ۔ سلطان محمد اس جنگ میں قتل ہوا ۔ سیوی[1] پھر جام
قبضہ میں آ گیا ۔ شاہ بیگ نے اس خبر کو سن کر مرزا عیسیٰ ترخان
بھائی کا انتقام لینے کے لیے بھیجا ۔ مرزا عیسیٰ جام کے لشکر سے جنگ
کرنے کے بعد غالب آیا ۔ اس کے پیچھے پیچھے شاہ بیگ پہنچا اور قلعہ
کو قاضی قاذن سے کہ جو جام لندا کا گماشتہ تھا ، صلح کے ذریعہ لے لیا
فاضل بیگ کو کلتاش کو وہاں چھوڑا ۔ قلعہ بکر کا جو استحکام
زمانہ میں ہے اس وقت نہ تھا ۔ وہ قلعہ سہوان پر بھی قابض ہو گیا
اس کو خواجہ باقی بیگ کے سپرد کر دیا اور خود قندہار کو واپس
گیا ۔ جام لندا نے سیوی کو اس کے قبضہ سے نکالنے کے لیے پھر لشکر
بھیجا مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی یہاں تک کہ باسٹھ سال حکومت کرنے
بعد جام لندا فوت ہو گیا[2] ۔

ذکر حکومت جام فیروز

جب نظام الدین کا لڑکا جام فیروز باپ کا جانشین ہوا تو وزارت
کا عہدہ دریا خاں کے [۵۱۸] سپرد کیا کہ جو اس کا رشتہ دار تھا ۔
صاحب اختیار ہوگیا اور جام صلاح الدین کہ جو جام فیروز کے رشتہداروں
میں سے تھا ، خود کو ملک کا وارث خیال کیا کرتا تھا ، اس نے جنگ
و جدال کا ارادہ کیا ۔ جب کامیاب نہ ہو سکا ، تو فرار ہو کر گجرات میں
سلطان مظفر گجراتی کے پاس پناہ گزیں ہوا ۔ چونکہ سلطان مظفر کی بیوی
جام صلاح الدین کے چچا کی لڑکی تھی ، لہذا سلطان مظفر نے اس کی مدد
کی اور ایک بڑا لشکر اس کے ہمراہ کرکے ٹھٹھ جانے کی اجازت دی

۱- اس قلعہ کے کھنڈرات منجر پور سے ملحق موجود ہیں خاکسار مترجم
محمد ایوب قادری نے اپنے مخلص دوست سید الیس شاہ جیلانی کی معیت
میں دو تین مرتبہ ان کو دیکھا ہے ۔

۲- ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۵ - ۱۰۶ ۔
(۲) تاریخ معصومی ، ص ۷۳ - ۷۶ ۔
(۳) مکلی نامہ (حواشی) ، ص ۸۸ - ۹۶ ۔
(۴) فرشتہ ۳۱۹/۱ - ۳۲۰ ۔
(۵) تاریخ سندھ ۵۶۸/۱ - ۵۷۸ ۔

Marfat.com

چونکہ دریا خاں مملکت میں اختیار رکھتا تھا اور سلطنت کا مدار اس پر تھا ، لہٰذا وہ جام صلاح الدین کے موافق ہو گیا اور سندھ کی مملکت بغیر جنگ و جدل کے جام صلاح الدین کے قبضہ میں آ گئی ۔ جام فیروز گوشہ نشین ہو گیا اور اقتدار و اقبال مندی کا انتظار کرنے لگا ۔ بالآخر دریا خاں نے جس کے قبضہ میں سندھ کی مملکت کے اختیارات تھے ، جام فیروز کو بلا کر بادشاہ بنا دیا ۔

جام صلاح الدین شرمندہ و پشیمان ہو کر پھر گجرات چلا گیا ۔ سلطان مظفر نے از سر نو صلاح الدین کی مدد کی اور ۹۲۸ھ/۲۲ - ۱۵۲۱ء میں سندھ جانے کی اجازت دی ۔ اس نے نامردوں کی طرح جام فیروز کو سندھ سے نکالا اور خود قبضہ کر لیا ۔ جام فیروز مجبوراً شاہی بیگ ارغون کے پاس التجا لے کر گیا ۔ امیر شاہی بیگ نے اپنے غلام کو کہ جس کا نام سنبل تھا ، جام فیروز کی مدد کے لیے بھیجا ۔ جام فیروز شاہی بیگ کے لشکر کو اپنے ہمراہ لایا اور سہوان کے نواح میں جام صلاح الدین سے جنگ کی اور اس [۵۱۹] معرکہ میں جام صلاح الدین اور اس کا لڑکا ہیبت خاں قتل ہوا اور ولایت سندھ بدستور قدیم جام فیروز کے قبضہ میں آ گئی ۔

اس دوران میں کہ (سیاسی) کمزوری کا زمانہ تھا، شاہ بیگ جو سندھ فتح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا ، موقع غنیمت پا کر قندہار سے نکلا اور اس نے ۹۲۹ھ/۲۳ - ۱۵۲۲ء میں ٹھٹھ پر قبضہ کر لیا ۔ ''خرابی سند''[۱] سے فتح کی تاریخ نکلتی ہے ۔ دریا خاں کہ جو جام فیروز کی مہمات کا مختار تھا ، قتل ہو گیا ۔ جام فیروز نے مجبوراً سندھ کو چھوڑ کر سلطان مظفر گجراتی کے پاس پناہ لی ۔ چونکہ اس زمانہ میں سلطان مظفر طبعی موت سے مر گیا لہٰذا جام فیروز پھر ولایت سندھ میں آ گیا ۔ جب اس نے دیکھا کہ کام آگے نہیں بڑھتا ہے ، پھر لوٹ کر گجرات چلا گیا اور اپنی لڑکی کو سلطان بہادر گجراتی کے نکاح میں دے دیا اور اس کے امیروں میں شامل

۱- خرابی سند سے ۹۲۷ھ برآمد ہوتے ہیں اور تاریخ فرشتہ ، (ص ۳۲۰) میں یہی سنہ دیا ہے ۔

Marfat.com

ہوگیا اور جامان سمہ کا اقتدار ختم ہو کر شاہ بیگ کو حکومت مل گئی ۱

ذکر شاہ بیگ ارغون

یہ شاہ بیگ ، میر ذوالنون بیگ کا لڑکا ہے جو سلطان حسین مرزا کا سپہ سالار ، امیر الامراء اور اس کے لڑکے بدیع الزمان کا اتالیق تھا سلطان حسین لنداکی طرف سے قندھار کی حکومت رکھتا تھا ۔ جب میر ذوالنون بیگ ، شاہی بیگ اوزبک کی لڑائی میں کہ جو سلطان حسین مرزا کے لڑکوں کے ساتھ ہوئی تھی ، قتل ہو گیا ، تو قندھار کی حکومت اس کے لڑکے شاہ بیگ کو ملی ، وہ اپنے باپ کا قائم مقام ہوا ۔ اس نے ولایت سندھ کے اکثر حصہ کو فتح کر لیا ۔ اس کو پورا استقلال حاصل ہو گیا ۔

[۵۲۰] وہ علمی فضیلت میں پوری دستگاہ رکھتا تھا چنانچہ اس نے عقائد نسفی اور کامنہ کی شرحیں اور مطالعے منطق پر حاشیہ لکھا ہے ، وہ صاحب اخلاق تھا ۔ (جنگ کے موقع پر) اگلی صف میں سب سے آگے حملہ کرتا تھا ۔ ہر چند لوگ اس کو منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس قسم کی بہادری دکھانا سردار کے لیے مناسب نہیں ہے ۔ کوئی فائدہ نہ ہوگا ۔ وہ کہا کرتا تھا کہ ایسے موقع پر میں بے اختیار ہو جاتا ہوں اور میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ میرا مقابلہ کوئی نہ کر سکے گا ۔ وہ ۹۲۰ھ/۲۸ - ۱۵۲۳ء میں فوت ہوا ۔ اس کا لڑکا شاہ حسین اس

۱- ملاحظہ ہو :

(۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۰۷ - ۱۰۹ ۔

(۲) تاریخ معصومی ، ص ۷۶ - ۷۹ ۔

(۳) فرشتہ ، ص ۳۲۰ ۔

(۴) تاریخ سندھ ۱/۲۷۸ ۔

(۵) تاریخ طاہری ، ص ۵۶ - ۵۹ ۔

Marfat.com

کا قائم مقام ہوا[1] ۔

ذکر شاہ حسین

جب شاہ حسین[2] (اپنے) باپ کا قائم مقام ہوا اور اس کے پاس خوب فوج جمع ہو گئی اور اسے اقتدار حاصل ہو گیا ، تو اس نے ملتان کے حاکم سلطان محمود پر حملہ کیا اور ملتان کو اس کے قبضہ سے نکال لیا ۔ پورے سندھ پر اس نے بالکل صاف اور مکمل طور سے غلبہ حاصل کر لیا ۔ قلعہ بکر کو از سر نو تعمیر کرا کے خوب مضبوط کیا اور قلعہ سیہوان کو بھی تعمیر کرایا ۔ اس نے بتیس سال حکومت کی ۹۶۲ھ/ ۵۵-۱۵۵۴ء میں وہ فوت ہوا[3] ۔

ذکر حکومت مرزا عیسیٰ ترخان

سلطان محمود بکر میں اور مرزا عیسیٰ ترخان ٹھٹھ میں تسلط رکھتے تھے اور حکومت کرتے تھے ۔ ان دونوں میں کبھی صلح رہتی اور کبھی جنگ ہوتی ۔ مرزا عیسیٰ تیرہ سال حکومت کر کے ۹۷۵ھ/۶۸ - ۱۵۶۷ء

1۔ ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۱۱ - ۱۱۳ ۔
(۲) تاریخ معصومی ، ص ۱۰۲ - ۱۲۶ ۔
(۳) فرشتہ ، ص ۳۲۰ - ۳۲۱ ۔
(۴) تاریخ سندھ ۳/۲ - ۴۷ ۔

2۔ تحفۃ الکرام ، (ص ۱۱۴) تاریخ معصومی ، (ص ۱۱۴) اور تاریخ سندھ (۵۱/۲) میں شاہ حسن تحریر ہے متن میں "شاہ حسین" ہے ۔

3۔ ملاحظہ ہو :
(۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۱۴ - ۱۳۰ ۔
(۲) تاریخ معصومی ، ص ۱۱۴ - ۱۹۶ ۔
(۳) تاریخ سندھ ۵۱/۲ - ۱۰۵ ۔
(۴) فرشتہ ۳۲۱/۲ - ۳۲۲ ۔

Marfat.com

میں فوت ہو گیا[۱] ۔

[۵۲۱] ذکر مرزا محمد باقی خان بن مرزا عیسیٰ ترخان

اس کے بڑے لڑکے محمد باقی خان نے اپنی قابلیت اور قوت کی وجہ سے کہ جو اس میں تھی ، اپنے بھائی جان بابا پر غلبہ حاصل کر لیا ۔ وہ باپ کا قائم مقام ہو گیا اور سلطان محمود سے اپنے باپ (مرزا عیسیٰ ترخان) کی طرح کبھی جنگ اور کبھی صلح کرتا رہا ۔ اس نے اٹھارہ سال حکومت کی ۹۹۳ھ/۱۵۸۵ء میں انتقال کیا[۲] اور حکومت مرزا جانی بیگ کے ہاتھ آئی ۔

ذکر مرزا جانی بیگ

مرزا محمد باقی[۳] کے بعد حکومت مرزا جانی بیگ کو ملی ۔

۱۔ مرزا عیسیٰ ترخان کا سال وفات تاریخ معصومی ، (ص ۲۱۰) میں ۹۷۵ھ ، تحفۃ الکرام ، (ص ۱۳۶) میں ۹۸۰ھ ، تاریخ طاہری میں (ص ۱۱۲) ۹۸۳ھ دیا جو غلط ہے مرزا عیسیٰ ترخان کی قبر کا کتبہ لگا ہے اس میں ۹۷۴ھ/۱۵۶۵-۶۶ء تحریر ہے ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے ، مکلی نامہ ، ص ۵۳۱ - ۵۳۹ و تاریخ سندھ ۲/۱۰۹ - ۱۳۰ ۔

۲۔ ملاحظہ ہو : (۱) تحفۃ الکرام ، ص ۱۳۷ - ۱۳۸ ۔
(۲) تاریخ معصومی ، ص ۲۱۰ - ۲۱۵ ۔
(۳) مکلی نامہ ، ص ۴۶۸ - ۵۰۵ ۔
(۴) تاریخ سندھ ۲/۱۵۵ - ۱۸۲ ۔

۳۔ ملاحظہ ہو : (۱) تحفۃ الکرام ، ۱۳۸ - ۱۶۵ ۔
(۲) مکلی نامہ ، ص ۵۱۹ ۔
(۳) تاریخ سندھ ۲/۱۸۷ - ۲۲۴ ۔
(۴) تاریخ طاہری ، ص ۱۶۰ و ما بعد ۔
(۵) بیگلار نامہ ، ص ۲۲۹ وما بعد ۔
(۶) ترخان نامہ ، ص ۸۰ وما بعد ۔
(۷) تاریخ معصومی ، ص ۲۴۲ - ۲۵۷ ۔
(۸) مآثر الامراء (اردو ترجمہ) ، ص ۲۵۵ - ۲۶۲ ۔

Marfat.com

۱۰۰۱ھ/۹۳-۱۵۹۲ء میں مرزا جانی بیگ اکبر بادشاہ کے ملازمین (امراء) میں داخل ہوا اور سندھ کی ولایت ممالک مفتوحہ میں شامل ہو گئی[1] -

[بکر[2] ، کے حاکم سلطان محمود نے بیس سال حکومت کی ۔ وہ دیوانہ اور ظالم تھا ۔ اگر وہ کسی سے ذرا بھی بدگمان ہو جاتا تھا ، تو اس کو مروا ڈالتا تھا اس نے سندھ کے راستے سب طرف سے بند کر دیے تھے][3] -

• • •

۱- مرزا جانی بیگ ۲۷ رجب ۱۰۰۹ھ کو فوت ہوا - (مکلی نامہ ، ص ۵۱۹) تاریخ معصومی ، (ص ۲۵۷) میں (۱۰۰۸ھ) تحریر ہے جو صحیح نہیں ہے -

۲- قوسین کی عبارت نولکشور اڈیشن میں نہیں ہے -

۳- سلطان محمود خان کا عہد حکومت ۹۶۲ھ/۵۵ - ۱۵۵۴ء تا ۹۸۲ھ/۷۵ - ۱۵۷۴ء رہا - ملاحظہ ہو :
(۱) تاریخ معصومی ، ص ۲۱۸ - ۲۴۱ -
(۲) لب تاریخ سندھ ، ۷۴ -
(۳) تاریخ سندھ ۱۳۳/۲ - ۱۴۳ -

Marfat.com

ذکر طبقہ سلاطین ملتان

واضح ہو کہ ولایت ملتان کے حالات (برصغیر میں) اسلام کے آغاز سے جو محمد بن قاسم کی کوشش سے حجاج بن یوسف کے زمانہ میں ہوا ، تواریخ میں تحریر ہیں ۔ جب سلطان محمود غزنوی نے (ملتان کو) ملاحدہ (قرامطہ) کے قبضہ سے نکالا ، تو وہ مدت تک اس کی اولاد کے تصرف میں رہا ۔ جب غزنویوں کی حکومت کمزور ہو گئی ، تو ملتان کا علاقہ پھر قرامطہ کے قبضہ میں چلا گیا ۔ اس زمانہ سے کہ جب وہ سلطان معزالدین محمد سام کے قبضہ میں آیا ، ۸۴۷ھ/۴۴ - ۱۴۴۳ء تک دہلی کے بادشاہوں کے [۵۲۲] قبضہ میں رہا ۔ سنہ مذکور سے ہندوستان میں طوائف الملوکی ہو گئی ۔ ملتان کا حاکم بھی آزاد ہو بیٹھا اور ملتان دہلی کے بادشاہ کے قبضہ سے نکل گیا ، اور چند آدمیوں نے متواتر حکومت کی ۔

شیخ یوسف ۔ تقریباً دو سال

سلطان قطب الدین ۔ سولہ سال

سلطان حسین ۔ ایک قول کے مطابق چونتیس سال اور دوسرے قول کے مطابق چھتیس سال

سلطان فیروز ۔ اس کی سلطنت کی مدت معلوم نہیں ہے ۔

سلطان محمود بن سلطان فیروز ۔ ستائیس سال

سلطان حسین ۔ اس کی سلطنت کی مدت معلوم نہیں ہے ۔ ایک قول کے مطابق ایک سال اور چند ماہ

ذکر شیخ یوسف

جب ۸۴۷ھ/۴۴ - ۱۴۴۳ء میں دہلی کی سلطنت و فرمانروائی سلطان علاء الدین محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ بن خضر خاں کے قبضہ میں آئی ، تو حکومت کا کام اور سلطنت کا انتظام درہم برہم ہو گیا ۔ ہندوستان میں طوائف الملوکی پھیل گئی ۔ ملتان کی ولایت مغول کے قہرمانی حملوں اور

Marfat.com

بار بار آنے کی وجہ سے حاکم سے خالی ہو گئی شیخ الطریقت شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی رح کے طبقہ عالیہ کی بزرگی ملتان کے باشندوں اور اس طرف کے تمام زمینداروں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اس سے زیادہ تصور نہیں ہو سکتا ۔ اس علاقہ کے تمام اعیان ، اشراف ، عوام اور جمہور باشندوں نے شیخ یوسف قریشی کو سلطنت و بادشاہی کے لیے منتخب کر لیا ۔ ملتان ، اوچہ اور بعض قصبات میں ان کے نام کا خطبہ پڑھوا دیا اور وہ بھی حکومت کی مہمات کے انتظام میں مشغول ہو گئے ۔ فوج کے بڑھانے اور لشکر کے اضافہ میں لگ گئے ۔ زمینداروں کے دلوں کو جیت لیا ۔ ملکی معاملات میں رونق اور ترقی ہوئی ۔

[۵۲۳] اتفاق سے ایک روز رائے سہرہ جو لنگاہوں کی جماعت کا سردار تھا اور قصبہ سیوی اور اس طرف کا علاقہ اس سے متعلق تھا ، اس نے شیخ یوسف کو پیغام بھیجا کہ ہمیں موروثی طور سے ارادت و اعتقاد آپ کے سلسلہ (خاندان سہروردیہ) سے ہے اور دہلی کی حکومت فتنہ و فساد سے خالی نہیں ہے کہتے ہیں کہ ملک بہلول لودی نے دہلی پر قبضہ کر لیا ہے اور اپنے نام کا خطبہ پڑھواتا ہے ۔ اگر حضرت شیخ (یوسف قریشی) لنگاہوں کی جماعت کے حال پر زیادہ سے زیادہ توجہ فرمائیں اور ہم (سب) کو اپنا لشکر خیال کریں ، تو جو خدمت اور مہم سامنے آئے گی ہم اپنی جانیں فدا کر دینے میں گریز نہیں کریں گے ۔ فی الحال اپنی ارادت کے استحکام اور جاں سپاری کے ثبوت میں اپنی لڑکی شیخ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور آپ کو بطور داماد کے قبول کرتا ہوں ۔ شیخ (یوسف) بات سن کر بہت خوش ہوئے اور رائے سہرہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر لیا

وہ کبھی کبھی اپنی لڑکی کو دیکھنے کے لیے قصبہ سیوی سے ملتان آیا کرتا تھا اور مناسب تحفے شیخ کی خدمت میں پیش کرتا تھا ۔ شیخ احتیاط کی وجہ سے اجازت نہیں دیتے تھے کہ سہرہ ملتان میں مقیم ہو ۔ بھی شہر کے باہر ٹھہرتا تھا اور تنہا اپنی لڑکی سے ملنے آیا کرتا تھا ایک مرتبہ وہ اپنے تمام آدمیوں کو لے کر ملتان کی طرف روانہ ہوا یہ چاہا کہ مکاری اور فریب و حیلہ کے ذریعہ شیخ یوسف کو گ کرکے خود ملتان کا حاکم بن بیٹھے ۔ جب وہ ملتان کے نواح میں پہنچ تو شیخ یوسف کے پاس پیغام بھیجا کہ اس مرتبہ میں تمام لنگاہوں کو

Marfat.com

ہمراہ لایا ہوں ۔ تاکہ میری جماعت کو ملاحظہ کرکے اس کے لحاظ سے خدمات میرے سپرد فرمائیں ۔

شیخ یوسف ، سادہ لوح اور زمانہ کی مکاری اور دنیا کی دغا بازی سے غافل تھے ۔ انھوں نے مہربانی سے ملاقات کی ۔ رائے سہرہ واجبی طریقہ سے ملاقات کرنے کے بعد ایک رات کو ایک خدمت گار کے ساتھ اپنی لڑکی سے ملاقات کے لیے آیا اور خدمت گار سے [۵۲۴] یہ طے کر دیا کہ گھر کے ایک کونے میں بکری کے بچہ کو ذبح کر لے اور ذبح شدہ کا خون ایک پیالہ میں لے کر میرے پاس آ جائے ۔ جب خدمت گار نے اس خدمت کو انجام دے دیا ، تو رائے سہرہ نے خون کا وہ پیالہ پی لیا اور کچھ دیر کے بعد مکاری اور فریب سے چیخنے لگا کہ میرے پیٹ میں درد ہے اور تھوڑی دیر کے بعد بے صبری و خوف کا اظہار کرتا تھا ۔ آدھی رات کے قریب شیخ یوسف کے وکیلوں کو وصیت کی غرض سے بلایا اور اس جماعت (وکیلوں) کے سامنے خون کی قے کی اور وصیت کے دوران میں کہ جس میں بے صبری و خوف شامل تھا ، اپنے قرابت داروں اور عزیزوں کو کہ جو شہر کے باہر تھے ، آخری ملاقات کے لیے بلایا ۔ چونکہ شیخ یوسف کے وکیلوں نے رائے سہرہ کا حال دوسری طرح (موت کے قریب) دیکھ لیا تھا ، لہذا اس کے قرابت داروں اور عزیزوں کے آنے میں کوئی مضایقہ نہ سمجھا ۔ جب اس کے بہت سے آدمی قلعہ میں آ گئے ، تو وہ سلطنت حاصل کرنے کے لیے بیماری سے اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس نے اپنے معتبر نوکروں کو (قلعہ کے) چاروں دروازوں کی نگرانی اور حفاظت پر مقرر کر دیا کہ شیخ یوسف کا کوئی نوکر قلعہ سے باہر نہ جانے پائے ۔ پھر شیخ (یوسف) کی خلوت سرا میں جا کر اس کو قید کر لیا ۔ شیخ یوسف کی حکومت دو سال رہی[1] ۔

۱- ملاحظہ ہو :

(۱) فرشتہ ۲/۳۲۴ - ۳۲۵ ۔

(۲) ذکاء اللہ ، ص ۶۵ - ۶۷ ۔

(۳) تاریخ ملتان (نور احمد خاں فریدی) ۱/۲۸۷ - ۲۹۲ ۔

Marfat.com

ذکر سلطان قطب الدین لنگاہ

جب رائے سہرہ نے شیخ (یوسف قریشی) کو گرفتار کر لیا ، تو اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا اور اپنا لقب سلطان قطب الدین اختیار کیا ۔ ملتان کے باشندے اس کی حکومت سے رضا مند ہو گئے اور انھوں نے بیعت کر لی تو اس نے شیخ یوسف کو اس دروازہ سے کہ جو شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار پر الوار کے قریب شمال کی طرف واقع ہے نکال کر دہلی جانے کی اجازت دے دی اور اس دروازہ کو پختہ اینٹوں [۵۲۵] سے بند کر دیا ۔ کہتے ہیں کہ آج تک کہ ۱۰۰۲ھ/۹۴-۱۵۹۳ء ہے ، وہ دروازہ بند ہے ۔

حکومت کا جھنڈا لہرانے لگا اور وہ فرمانروائی میں مشغول ہو گیا ۔ جب شیخ یوسف دہلی پہنچے ، تو سلطان بہلول نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ پیش آیا اور اپنی لڑکی کا نکاح شیخ یوسف کے لڑکے سے کر دیا کہ جس کا نام شیخ عبداللہ تھا اور جو شاہ عبداللہ سے مشہور ہے ۔ (بہلول لودی) شیخ (یوسف) کو ہمیشہ وعدوں سے قوی اور خوش رکھتا تھا ۔ سلطان قطب الدین مطلق العنانی سے علاقہ ملتان میں حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ ایک مدت کے بعد ۸۶۵ھ/۶۱ - ۱۴۶۰ء میں[1] سلطان قطب الدین کا انتقال ہو گیا ۔ سلطان قطب الدین کی حکومت سولہ سال رہی[2] ۔

ذکر سلطان حسین ولد سلطان قطب الدین لنگاہ

جب سلطان قطب الدین کا انتقال ہو گیا ، تو مراسم تعزیت کے بعد سلطان قطب الدین کی سلطنت کے امراء و اراکین نے اس کے بڑے لڑکے کو سلطان حسین کا خطاب دیا اور ملتان اور اس کے نواح میں اس کے نام

۱۔ ۸۷۴ھ/۷۰ - ۱۵۶۹ء (فرشتہ ۲/۳۲۵) ۔

۲۔ ملاحظہ ہو :

(۱) فرشتہ ۲/۳۲۵ ۔

(۲) ذکاء اللہ ، ص ۶۷ ۔

(۳) تاریخ ملتان ۱/۲۹۲ - ۲۹۳ ۔

Marfat.com

خطبہ پڑھوا دیا ۔ وہ نہایت قابل ، مستعد اور خدا کی مہربانیوں کا مستحق تھا ۔ اس کی حکومت کے زمانہ میں علم و فضیلت کا درجہ بہت بلند ہو گیا علماء و فضلا نے خوب تربیت حاصل کی ۔

جب اس کی حکومت کا زمانہ شباب پر تھا ، تو اس نے قلعہ شور کی فتح کا ارادہ کیا ۔ کہا جاتا ہے [٥٢٦] کہ اس زمانہ میں قلعہ شور غازی خاں کے قبضہ میں تھا ۔ جب غازی خاں مذکور نے سنا کہ سلطان حسین اس ملک کے ارادہ سے آ رہا ہے ، تو اس نے اپنی فوج کا انتظام کیا ۔ قلعہ سے باہر نکلا اور دس کوس آگے بڑھ کر سلطان حسین سے جنگ کی ۔ اس نے جرأت و مردانگی کا ثبوت دیا ، لیکن میدانِ جنگ سے راہ فرار اختیار کی ۔ وہ (قلعہ) شور پہنچا ۔ قصبہ بھیرہ کی طرف متوجہ ہوا ۔ غازی خاں کے اہل و عیال (قلعہ) شور میں تھے ۔ انھوں نے قلعہ‌داری کا انتظام کرکے قلعہ کو مستحکم بنایا اور متواتر بھیرہ چنیوٹ اور خوشاب کی طرف سے کمک آنے کے منتظر رہے ، کیونکہ یہ (مقامات) سید خاں کے امیروں کے قبضہ میں تھے ۔ محاصرہ کو چند روز گزرے اور کمک پہنچنے سے بالکل مایوس ہو گئے ، تو انہوں نے امان طلب کر کے قلعہ سپرد کر دیا ۔ اور بھیرہ چلے گئے ۔

سلطان حسین نے ملکی مہمات کو انجام دینے کی غرض سے (قلعہ) شور میں چند روز قیام کیا اور وہاں سے قلعہ چنیوٹ چلا گیا ۔ ملک ماجھی کھوکر کہ جو سید خاں کی طرف سے وہاں کا داروغہ تھا ، اپنی آبرو کے خیال سے چند روز تک محاصرہ کی پریشانیاں برداشت کرتا رہا اور بالآخر امان طلب کرکے قلعہ چنیوٹ سپرد کر دیا اور بھیرہ چلا گیا ۔ سلطان حسین سرحد کا انتظام کرکے ملتان واپس آ گیا ۔ چند روز تک ملتان میں قرار و آرام کیا پھر قلعہ کوٹ کہرور کی طرف [٥٢٧] روانہ ہوا ۔ اس علاقہ کو قلعہ دھن کوٹ کے حدود تک اپنے قبضہ میں کر لیا ۔

چونکہ شیخ یوسف نے اکثر سلطان بہلول سے فریاد اور داد خواہی کا اظہار کیا تھا اس موقع پر جب کہ سلطان حسین قلعہ دھنکوٹ گیا ہوا تھا ، سلطان بہلول نے موقع غنیمت جانا اور اپنے لڑکے باربک شاہ کو جس کے حالات طبقہ دہلی و جونپور میں لکھے جا چکے ہیں ، ملتان کی فتح

Marfat.com

کے لیے روانہ کر دیا۔ تاتار خان لودی کو پنجاب کے لشکر کے ساتھ باربک شاہ کی مدد کے لیے تعینات کیا۔ باربک شاہ اور تاتار خان متواتر کوچ کرتے ہوئے ملتان کی طرف چلے۔

اتفاق سے اسی دوران میں سلطان حسین کے حقیقی بھائی نے کہ جو قلعہ کوٹ کھرور کا حاکم تھا، اپنا نام سلطان شہاب الدین اختیار کرکے بغاوت کر دی۔ سلطان حسین نے قلعہ کوٹ کھرور کے فتنہ کو فرو کرنا مقدم سمجھا اور نہایت عجلت کے ساتھ وہاں جا پہنچا۔ سلطان شہاب الدین کو زندہ گرفتار کرکے اس کے پیروں میں بیڑیاں ڈلوا دیں اور ملتان روانہ ہو گیا۔ اسی دوران میں مخبر خبر لائے کہ باربک شاہ اور تاتار خان ملتان کے حدود میں عید گاہ کے قریب جو شہر سے شمال کی طرف ہے، آ گئے ہیں۔ قلعہ گیری اور قلعہ فتح کرنے کے لیے سامان مہیا کرنے میں مشغول ہیں۔ سلطان حسین راتوں رات دریائے سندھ کو عبور کرکے رات کے آخری حصہ میں قلعہ ملتان میں پہنچ گیا اور اسی وقت اپنی تمام فوج کو جمع کرکے کہا کہ ساری فوج سے تلوار چلانے کی توقع نہیں ہوتی ہے۔ بعض ایسے لوگ ہیں کہ عیال و متعلقین کی کثرت (تلوار چلانے میں) ان کی دامن گیر ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ جماعت مصلحت کی وجہ سے تلوار چلانے کا کام نہیں کرتی ہے، دوسرے کام مثلاً قلعہ داری، لشکر کی کثرت اور اسی طرح کے دوسرے کام انجام دیتے ہیں۔ اس تمہید کے بعد اس نے کہا کہ جو کوئی [۵۲۸] بے تکلف تلوار چلانے تو صبح ہی شہر چلا جائے اور بقیہ لشکر قلعہ داری میں مشغول رہے۔ اس نے اپنے دس ہزار سوار اور پیدل سپاہی جنگ کے لیے مقرر کیے۔

جب صبح طلوع ہوئی اور طبل جنگ بجا، تو وہ شہر سے باہر گیا تمام فوج کو اپنے سامنے بلا کر حکم دیا کہ سارے سوار، پیدل ہو جائیں۔ سب سے پہلے خود پیدل ہوا اور حکم دیا کہ تمام فوج تین لیف تیر دشمن کی طرف چلائے۔ جب پہلی مرتبہ بارہ ہزار تیر ایک دم چلے تو دشمن کی فوج میں سخت اضطراب و انتشار پیدا ہو گیا۔ دوسری مرتبہ سب ایک دوسرے سے مل گئے اور تیسری مرتبہ جنگل میں چلے گئے دشمن کے دل میں اس قدر خوف بیٹھا کہ فرار ہونے کے دوران میں جب وہ (دشمن) قلعہ شور پہنچا، تو مطلق قلعہ کی طرف متوجہ نہیں ہوا

Marfat.com

قصبہ چنیوٹ تک اس نے منہ پھیر کر نہیں دیکھا ۔ اس شکست سے ملتان کے لشکر کو خوب سامان اور اطمینان حاصل ہوا ۔

جب بار بک شاہ اور تاتار خان قصبہ چنیوٹ میں پہنچے ، تو انھوں نے سلطان حسین کے تھانیدار کو مع تین ہزار آدمیوں کے عہد و پیمان کرکے قلعہ سے باہر نکال دیا اور پھر قتل کرا دیا ۔ سلطان حسین اس شکست کو بڑی کامیابی سمجھا ۔ چنیوٹ کے واپس لینے کا ارادہ نہیں کیا ۔

اسی دوران میں ملک سہراب دودائی کہ جو اسماعیل خاں اور فتح خاں کا باپ تھا ، اپنی قوم اور قبیلہ کے ساتھ کیچ و مکران کے نواح سے سلطان حسین کی خدمت میں آیا ۔ سلطان حسین نے ملک سہراب کے آنے کو مبارک فال سمجھا اور قلعہ کوٹ کہرور سے [۵۲۹] قلعہ دھن کوٹ تک سارا علاقہ سہراب اور اس کی قوم کی جاگیر میں دے دیا اس خبر کو سن کر بہت سے بلوچ بلوچستان سے سلطان حسین کی خدمت میں آئے ۔ روز بروز اس کی جمعیت بڑھنے لگی ۔ سلطان حسین نے بقیہ ولایت کہ جو دریائے سندھ سے معمور اور آباد تھی ، دوسرے بلوچوں کے لیے مقرر کر دی ۔ رفتہ رفتہ سیت پور سے دھن کوٹ تک تمام علاقہ بلوچوں سے متعلق ہو گیا ۔

اسی زمانہ میں جام بایزید اور جام ابراہیم جو قبیلہ سیتہ کے بزرگ تھے ، جام ننڈا سے ناراض ہو کر کہ جو ولایت سندھ کا حاکم تھا ، سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ وہ ولایت جو بکر و ٹھٹہ کے درمیان ہے ، اس کے اکثر عمال سیتہ قوم سے کہ جو خود کو جمشید کی اولاد سمجھتی ہے ، تعلق رکھتے ہیں ۔ چونکہ قوم سہتہ بہادری و شجاعت میں تمام قبیلوں سے ممتاز تھی ، جام ننڈا کہ جو قوم سہتہ سے تھا ، اور خود کو جمشید کی اولاد جانتا تھا ہمیشہ سہتہ قوم سے خائف رہتا تھا ۔ اتفاق سے سہتہ کے سرداروں میں مخالفت ہو گئی ۔ جام ننڈا نے اس بات کو بہت غنیمت سمجھا اور جام بایزید و جام ابراہیم کے دشمنوں کی طرفداری کی یہ ۔ دونوں حقیقی بھائی تھے ۔

جام بایزید و جام ابراہیم ، جام ننڈا سے ناراض ہو کر سلطان حسین کے پاس چلے گئے ۔ چونکہ سلطان کی ماں بایزید کی بہن ہوتی تھی ، لہذا سلطان حسین نے ان کے آنے اور ملاقات ہونے پر ان کی بہت تعظیم و

Marfat.com

تکریم کی ۔ ولایت شور جام بایزید کو اور ولایت اوچھ جام ابراہیم کے
لیے مقرر کر دی اور ان دونوں کو جاگیروں پر بھیج دیا ۔ [٥٣٠] بایزید
فضائل علمی سے بہرہ ور نہ تھا ، لیکن ہمیشہ اہل علم کے ساتھ صحبت
رکھتا تھا ۔ جہاں کہیں اس علاقہ میں کسی عالم کے متعلق سنتا تھا تو
اس کے حال پر اس قدر عنایت کرتا ، تو وہ بے اختیار ہو کر جام بایزید
کی صحبت میں چلا آتا تھا اور اس سے تعلق ختم نہیں کرتا تھا ۔ کہا جاتا
ہے کہ جام بایزید کو اہل علم سے اس قدر محبت تھی کہ شیخ جلال الدین
قریشی کہ جو شیخ حاکم قریشی کی اولاد میں تھے اور انھوں نے
خراسان میں مختلف علوم کی تحصیل کی تھی ۔ حالانکہ ان کی ظاہری
بینائی بہت کم ہو گئی تھی ، ان کو بلا کر بہت کوشش سے ان کا
عہدہ ان کے سپرد کیا اور تمام ملکی معاملات کے اختیارات ان کو دے
دیے اور اپنی قیمتی عمر کو اہل علم و فضل کی صحبت میں گزارتا تھا ۔
احکام خدا کی اس قدر پابندی کرتا تھا کہ ایک مرتبہ (قلعہ) شور میں
ایک عمارت تعمیر کرائی ۔ اتفاق سے ایک خزانہ نکل آیا ۔ اس پر خود
قبضہ نہیں کیا ، بلکہ وہ سارا خزانہ سلطان حسین کی خدمت میں بھیج دیا ۔
اس کے اس عمل سے سلطان حسین اس کا معتقد ہو گیا ۔

جب سلطان بہلول کا انتقال ہو گیا اور سلطان سکندر بادشاہ ہوا
تو سلطان (حسین) نے ایک تعزیت نامہ اور تہنیت نامہ مکتوب اور ہدیوں
کے ساتھ ایلچیوں کی معرفت بھیجا اور آشتی و صلح کی تحریک کی ۔ چونکہ
سلطان سکندر میں شریعت کی رعایت اور خدا پرستی زیادہ تھی ، لہذا وہ
صلح پر راضی ہو گیا اور صلح کر لی کہ فریقین آپس میں اتحاد و اتفاق
رکھیں ، ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں اور کسی کی فوج اپنی سرحد
سے تجاوز نہ کرے ۔ اگر کسی کو مدد و معاونت کی ضرورت ہو ، تو
دوسرا فریق اس کی مدد کرنے سے پہلوتہی نہ کرے ۔ جب عہد نامہ لکھا
گیا ، تو امراء اور اراکین سلطنت کی شہادتوں سے مکمل کیا گیا ۔ سلطان
سکندر نے ایلچیوں کو خلعتیں دے کر رخصت کر دیا ۔ [٥٣١] کہتے
ہیں کہ سلطان حسین ، سلطان مظفر شاہ گجراتی سے خط و کتابت رکھتا تھا
دونوں طرف سے رسل و رسائل کا سلسلہ کھلا ہوا تھا ۔ ایک مرتبہ
سلطان حسین نے قاضی محمد نامی ایک شخص کو جو فضائل و کمالات
آراستہ تھا ، پیغام بری کی خدمت پر مظفر گجراتی کے پاس بھیجا اور قا

Marfat.com

نے کہا کہ رخصت کے وقت سلطان مظفر سے عرض کرے کہ وہ کسی خدمت گار کو تمہارے ہمراہ دے تا کہ وہ شخص (تمہیں) انہی عمارتوں کی سیر کرا دے ۔ اس مقدمہ سے سلطان حسین کی یہ عرض تھی کہ سلاطین گجرات کے محلوں کی طرح وہ ایک محل ملتان میں تعمیر کرائے ۔ جب قاضی محمد (شہر) احمد آباد پہنچا ، تو اس نے تحفے اور ہدایہ پیش کیے اور رخصت کے وقت وہی استدعا کی جس پر وہ مامور کیا گیا تھا ۔ سلطان مظفر نے ایک خدمت گار کو قاضی محمد کے ہمراہ کر دیا تا کہ تمام عمارتیں تفصیل کے ساتھ اس کو دکھائے ۔ قاضی محمد ملتان سے گجرات آیا ۔ ایلچی گری کے بعد اس نے چاہا کہ سلاطین گجرات کی عمارتوں کی خوبیوں کا کچھ ذکر کرے ، لیکن اس نے خود کو ان کی تعریف میں قاصر پایا ۔ گستاخانہ عرض کیا کہ اگر مملکت ملتان کی تمام آمدنی ایک محل کی تعمیر میں صرف کر دی جائے ، تو معلوم نہیں کہ اب بھی ویسی عمارت پوری ہو سکے گی یا نہیں ۔ سلطان حسین اس بات کے سننے سے رنجیدہ اور مغموم ہوا ۔ عمادالملک لومک نے جو وزیر تھا ، ہمت کرکے عرض کیا کہ حضور کی سلطنت تا قیامت رہے ۔ آپ کے رنج کا سبب معلوم نہیں ہوا ۔ اس نے کہا کہ میرے رنج کا سبب یہ ہے کہ میں بادشاہ کہلاتا ہوں ، [٥٢٢] لیکن بادشاہی کی حقیقت سے محروم ہوں ، اگرچہ قیامت کے دن میرا حشر بھی بادشاہوں کے ساتھ ہوگا ۔ عماد الملک نے کہا کہ بادشاہ کو اس بات کا رنج نہیں کرنا چاہیے اس وجہ سے کہ خداوند کریم نے ہر مملکت میں ایک بزرگی رکھی ہے جس کی وجہ سے وہ دوسری مملکتوں سے معزز و محترم ہوتی ہے ۔ اگرچہ گجرات ، دکن ، مالوہ اور بنگالہ کی مملکتیں زرخیز ہیں اور عیش و عشرت کے سامان وہاں اچھی طرح میسر ہیں ، لیکن مملکت ملتان مردم خیز ہے ، اس لیے ملتان کے بزرگ جہاں کہیں گئے ، ان کا اعزاز و احترام کیا گیا ۔ الحمدللہ شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کے طبقۂ عالیہ سے چند آدمی ملتان میں موجود ہیں جو تمام کمالات میں شیخ یوسف قریشی پر جن کے لڑکے کو سلطان بہلول نے اپنی لڑکی دے دی تھی اور اس کی کس قدر عزت کرتا تھا ، ترجیح رکھتے ہیں ۔ اسی طرح بخاری خاندان کے چند بزرگ اوچہ اور ملتان میں موجود ہیں جو ظاہری و باطنی کمالات میں حاجی عبدالوہاب پر ترجیح رکھتے ہیں اور علماء کے طبقہ میں مثلاً مولانا فتح اللہ اور ان کے شاگرد مولانا عزیز اللہ بھی

Marfat.com

ملتان میں پیدا ہوئے ہیں ۔ اگر ہندوستان کا ملک ان بزرگوں کے وجود پر فخر کرے ، تو کچھ بیجا نہ ہوگا ۔ جب اسی قسم کی اور بھی باتیں عماد الملک نے عرض کیں ، تو سلطان کے دل کی کبیدگی دور ہوگئی[1] ۔

ذکر سلطان فیروز

جب سلطان حسین بوڑھا ہو گیا ، تو اس نے اپنے سامنے اپنے بڑے لڑکے کو کہ جس کا نام فیروز خان تھا ، تخت نشین کیا اور سلطان فیروز شاہ کا خطاب دیا ۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھوا دیا اور خود عبادت الٰہی میں مصروف ہو گیا ۔ وزارت پر بدستور عماد الملک لومک فائز رہا ۔ سلطان فیروز خان ناتجربہ کار تھا اور اس کی تمام قوتوں پر قوت غضبی (خواہشات نفسانی) غالب اور مسلط تھی اس کے علاوہ اس میں سخاوت بھی نہ تھی وہ ہمیشہ بلال ولد [۵۳۳] عماد الملک سے جو فضیلت سخاوت اور دوسرے کمالات سے آراستہ تھا ، حسد کیا کرتا تھا ۔

ایک روز اس نے اپنے راز دار غلاموں میں سے ایک سے کہا کہ بلال شاہی دولت پر قبضہ کرکے فتنہ انگیزی کرنی چاہتا ہے اور لوگوں کو اپنے موافق کر رہا ہے ۔ خود سلطنت پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے سلطنت کی مصلحت یہ ہے کہ فتنہ سے پہلے مفسدوں کا علاج کر دینا چاہیے ۔ وہ کم بخت غلام ، بلال کے قتل پر آمادہ ہو گیا ۔ (بلال) مغرب کی نماز کے بعد شہر میں آنا چاہتا تھا کہ اس غلام نے کمین گاہ سے نکل کر ایک تیر اس کے سینہ پر مارا جو پیوست ہو گیا اور وہ اس سے ختم ہو گیا ۔ اس طرح بے گناہ بلال وہیں فوت ہو گیا ۔ عماد الملک نے کچھ ہی عرصہ کے بعد سلطان فیروز شاہ کو زہر دلوا دیا اور اپنے لڑکے انتقام اچھی طرح سے لے لیا ۔ جب ضعیفی کے زمانہ میں سلطان حسین

---

۱ - ملاحظہ ہو :

(۱) فرشتہ ، ص ۳۲۵ - ۳۲۸ -

(۲) ذکاء اللہ ، ص ٦۷ - ۷۰ -

(۳) آئینہ ملتان (عبدالرحمن خان) ، ص ۹۸ - ۹۹ -

(۴) تاریخ ملتان ۱۹/۲ - ۲۲ -

Marfat.com

یہ مصیبت نازل ہوئی تو صبر کی طاقت نہ رہی ۔ فریاد و واویلا کرتا تھا اور زار زار اور ہائے ہائے کرکے روتا تھا ۔ مملکت کی حفاظت اور انتقام لینے کی غرض سے پھر اپنے نام کا خطبہ پڑھوا دیا اور محمود خاں بن سلطان فیروز کو ولی عہد بنایا ۔ قدیم دستور کے مطابق ملکی معاملات عماد الملک کے سپرد رہے ۔ اس سے مطلق رنجش و کلفت کا اظہار نہیں کرتا تھا ۔ چند روز کے بعد جام بایزید کو خلوت میں بلا کر کہا کہ تم میرے ماموں ہوتے ہو اور میرے درد دل سے واقف ہو ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ اس نمک حرام (عماد الملک) سے ہم اپنا انتقام لیں ۔ جام بایزید نے اس خدمت کو بخوشی قبول کیا اور رخصت ہو گیا ۔ رات کو حکم دیا کہ اپنے لشکر میں اس بات کا اعلان کر دیا جائے کہ سلطان معائنہ کرنا چاہتا ہے ۔ تمام شہری ہتھیار بند اور مسلح ہو کر علی الصبح در دولت پر حاضر ہوں ۔ جب صبح ہوئی ، تو جام بایزید مع اپنے آدمیوں کے مسلح و مستعد ہو کر در دولت پر آ گیا ۔ سلطان کو اطلاع کی گئی ۔ سلطان نے عماد الملک سے کہا کہ جا کر [۵۳۴] جام بایزید اور اس کے نوکروں کا صحیح طریقہ سے معائنہ کرو ۔ جب عماد الملک آیا کہ معائنہ کرے ، تو جام بایزید کے آدمیوں نے عماد الملک کو گرفتار کرکے پابہ زنجیر کر دیا ۔

سلطان حسین نے اسی وقت وزارت کا عہدہ جام بایزید کے سپرد کر دیا اور وزارت کے ساتھ اس کو محمود خاں بن فیروز خاں کا اتالیق بھی بنا دیا ۔ چند روز کے بعد سلطان حسین کا انتقال ہو گیا ۔ اس کی وفات اتوار کے دن چھبیس صفر ۹۰۸ھ/۱۵۰۲ء کو ہوئی اور ایک قول کے مطابق ۹۰۴ھ/۹۹ - ۱۴۹۸ء میں ہوئی ۔ اس کی سلطنت کی مدت ایک قول کے مطابق چونتیس سال اور دوسرے قول کے مطابق چھتیس سال ہوئی ۔

اس تاریخ کا مؤلف نظام الدین احمد عرض کرتا ہے کہ طبقات بہادر شاہی کے مؤلف سے اس بارہ میں دو تین سہو ہوئے ہیں ۔ ایک یہ کہ سلطان محمود کو سلطان حسین کا بیٹا لکھا ہے ، دوسرے یہ کہ سلطان فیروز کا جلوس ، سلطان محمود کے بعد لکھا ہے اور تیسرے یہ کہ سلطان فیروز کو سلطان محمود کا بھائی بتایا ہے ۔ حقیقت میں سلطان محمود ، سلطان فیروز کا لڑکا ہے ۔ اس کی تخت نشینی سلطان فیروز اور سلطان حسین

Marfat.com

کی تخت نشینی کے بعد ہوئی تھی[۱] ۔

ذکر سلطان محمود بن سلطان فیروز

جب سلطان حسین بیماری سے فوت ہو گیا ، تو دوسرے روز پیر کا دن اور صفر کی ستائیس تاریخ تھی ۔ جام بایزید نے امراء ، اکابر اور اشراف کے مشورہ سے سلطان حسین [۵۳۵] کی وصیت کے مطابق محمود خان کو تخت نشین کیا ۔ چونکہ وہ کم سن تھا ، لہذا رذیلوں کی پرورش کرنے لگا ۔ بدمعاش اور کمینے اس کے پاس جمع ہو گئے ۔ اس کا وقت ہنسی مذاق میں گزرنے لگا ۔ اس وجہ سے اکابر و اشراف اس کی صحبت سے گریز کرنے لگے ۔ جب اوباشوں نے اس کے مزاج پر پوری طرح قبضہ کر لیا ، تو پھر اس کو اس کے لیے تیار کیا کہ سلطان محمود کو جام بایزید کے خلاف کر دیا جائے ۔ اس منشاء کو پورا کرنے کے لیے قصے گھڑے گئے ۔ جام بایزید نے اس خبر کو کئی بار سنا ۔ وہ اپنے دائرہ سے جو دریائے چناب کے کنارے ملتان سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر آباد تھا ، شہر میں نہیں آتا تھا اور ملکی معاملات وہیں بیٹھے طے کیا کرتا تھا ۔ وہ اپنے اوقات خوش اسلوبی سے گزارتا تھا ۔

اسی زمانہ میں ایک دن جام بایزید نے بعض قصبات کے مقدموں کو سال و معاملہ کی تحصیل کے سلسلہ میں طلب کیا تھا ۔ چونکہ بعض مقدموں نے سرکشی کی تھی ، لہذا جام بایزید نے حکم دیا کہ ان لوگوں کے سر منڈوا دیے جائیں اور شہر میں تشہیر کرائی جائے ۔ چغل خوروں نے سلطان محمود سے جا کر کہا کہ جام بایزید نے خاصہ کے بعض خدمت گاروں کی اہانت اور سزا دہی شروع کر دی اور خود شاہی دربار میں حاضر نہیں ہوتا ہے اور اپنے لڑکے عالم خان کو بھیج دیتا ہے ۔ سلطنت کی مصلحت اس میں ہے کہ مجلس میں عالم خان کی ذلت کی جائے ۔ تا کہ جام بایزید

---

۱ ۔ ملاحظہ ہو :

(۱) فرشتہ ، ص ۳۲۸ ۔

(۲) ذکاء اللہ ، ص ۷۰ - ۷۲ ۔

(۳) تاریخ ملتان ۲/۲۲ - ۲۳ ۔

Marfat.com

کی وقعت میں فرق پڑ جائے اور وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جائے ۔

یہ عالم خاں ایک قابل جوان تھا اور اپنے ہم عصروں میں حسن صورت و سیرت میں ممتاز تھا ۔ اتفاق سے ایک دن عالم خاں مذکور سلطان محمود کے سلام کے لیے آیا ۔ وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ حاسدوں نے (سلطان محمود کو) اس طرح کا مشورہ دیا ۔ جب وہ سلطان [۵۲۶] کی خدمت میں آیا ، تو اس کے اہل مجلس میں سے کسی نے پوچھا کہ فلاں فلاں مقدم سے کیا خطا ہوئی تھی کہ جام بایزید نے ان کے سر منڈوا کر ان کی ذلت کی ۔ انصاف تو یہ ہے کہ اس کے عوض میں تیرے سر کے بال منڈوا دیے جائیں ۔ چونکہ اس قسم کے الفاظ عالم خاں نے کبھی نہیں سنے تھے ، لہذا اس کو ناگوار ہوئے ۔ اس نے کہا کہ مردک تیری یہ مجال ہے کہ سلطان کی مجلس میں مجھ سے اس طرح کی گفتگو کرتا ہے ۔ ابھی یہ بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ بارہ آدمی اطراف و جوانب سے عالم خاں پر ٹوٹ پڑے سب سے پہلا کام انھوں نے یہ کیا کہ عالم خاں کے سر سے پگڑی اتار لی اور اس کو خوب لاتیں اور گھونسے مارے ۔ اس حالت میں عالم خاں نے بہت مشکل سے غلاف سے خنجر نکالا اور ہاتھ کو اونچا کیا ۔ سلطان محمود اسی جماعت کے پاس کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا اتفاق سے خنجر کی نوک سلطان محمود کی پیشانی پر لگی اور وہ چیخ مار کر زمین پر گر پڑا ۔ اس کے زخم سے بہت خون جاری ہوا ۔ جو لوگ عالم خاں کو پکڑے ہوئے تھے ، وہ سب اس کو چھوڑ کر سلطان کی طرف متوجہ ہو گئے ۔ عالم خاں پٹا ہوا جان کے خوف سے ننگے سر بھاگا ۔ جب دروازہ پر پہنچا ، تو دیکھا کہ تالا لگا ہوا ہے ۔ اپنی طاقت سے جس طرح ہو سکا وہ دروازہ توڑ کر باہر نکل گیا اور اپنے کسی نوکر سے لنگی لے کر سر پر باندھی اور اپنا راستہ لیا ۔

جب جام بایزید کی خدمت میں پہنچا ، تو تمام ماجرا بیان کیا ۔ اس نے کہا کہ بیٹا ! تو نے جو حرکت کی ہے وہ دونوں جہاں میں شرمندگی کا باعث ہے ۔ اب چونکہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے ، لہذا تو نہایت عجلت کے ساتھ شور (قلعہ) کو چلا جا اور ساری فوج کو (بھی) فوراً بھیج دے کہ سلطان محمود اپنے لشکر کو درست نہ کر پائے ۔ مجھ سے جہاں تک ہو سکتا ہے لوگوں کو (قلعہ) شور بھیجتا ہوں ۔ جام بایزید نے اسی

Marfat.com

وقت عالم خان کو (قلعہ) شور روانہ کیا [۵۳۷] ۔ جب اس کا لشکر
(قلعہ) شور سے آ گیا ۔ جام بایزید نے کوچ کا نقارہ بجوا کر (قلعہ) شور
کا قصد کیا ۔

سلطان محمود نے اس خبر کو سن کر امراء کی ایک جماعت کو اس
کے تعاقب پر متعین کیا ۔ جب فوجیں ایک دوسرے کے قریب پہنچیں
تو جام بایزید لوٹ کر مقابلہ پر آ گیا ۔ طرفین سے آزمودہ کار جوان نکل
کر ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگے ۔ آخر کار جام بایزید نے اس جماعت
کو شکست دی اور (قلعہ) شور کا راستہ لیا ۔ جب وہ (قلعہ) شور
پہنچا ۔ تو سلطان سکندر بن سلطان بہلول (لودی) کے نام کا خطبہ پڑھوایا
تمام حالات ایک عریضہ میں لکھ کر سلطان سکندر کی خدمت میں بھیج
دیے ۔ سلطان سکندر نے جام بایزید کو تسلی بخش فرمان اور خلعت بھیجا
اور دوسرا فرمان دولت خان لودی کو ارسال کیا جو پنجاب کا حاکم تھا
(اس میں لکھا) کہ چونکہ جام بایزید نے ہم سے پناہ طلب کی ہے اور ہمارے
نام کا خطبہ پڑھوایا ہے ، لہذا تم کو چاہیے کہ اس کے حالات سے باخبر
رہو اور اس کی امداد و اعانت سے گریز نہ کرو ۔ جس وقت اس کو مدد
کی ضرورت ہو ، تو اس کی مدد کے لیے جانا ۔

چند روز کے بعد سلطان محمود نے تمام لشکر کو جمع کر کے (قلعہ)
شور کی طرف روانگی کر دی ۔ جام بایزید اور عالم خان اپنے آدمیوں کے
ساتھ (قلعہ) شور سے نکلے اور دس کوس آگے آ گئے ۔ دریائے راوی کو
اپنے سامنے رکھا اور ٹھہر گئے ۔ ایک خط دولت خان لودی کو بھیجا
اور اس کو تمام حالات سے واقف کیا ۔ ابھی سلطان محمود اور جام بایزید
کے درمیان جنگ کا سلسلہ جاری تھا کہ دولت خان لودی پنجاب کا لشکر
لے کر جام بایزید کی کمک کے لیے آ گیا ۔ معتبر لوگوں کو سلطان محمود
کی خدمت میں بھیج کر صلح کی تحریک شروع کی ۔ بالآخر دولت خان
کوشش سے اس طرح صلح ہو گئی کہ دریائے راوی کو حد فاصل قرار
دے لیا جائے ۔ کوئی اپنی حد سے آگے نہ بڑھے ۔ دولت خان لودی [۵۳۸]
نے سلطان محمود کو ملتان بھیج دیا ۔ جام بایزید کو (قلعہ) شور پہنچا
خود لاہور آ گیا ۔ باوجودیکہ دولت خان جیسا شخص اس مصالحت
درمیان پڑا تھا ، لیکن صلح کو استقلال نہ ہوا ۔

Marfat.com

اسی دوران میں میر چاکررلد اپنے دو لڑکوں میر الہداد اور میر شہداد کے ہمراہ بیوی کی طرف سے ملتان آیا ۔ سب سے پہلے جس شخص نے ملتان میں شیعہ مذہب کو رواج دیا وہ میر شہداد تھا ۔ چونکہ ملک سہراب دودری کی عزت انگاہوں کی نظر میں بہت تھی ، لہذا میر چاکررلد وہاں قیام لہ کر سکا اور بایزید سے پناہ کا طالب ہوا چونکہ وہ (میر چاکررلد) قبیلہ دار تھا ، لہذا جام بایزید عزت سے پیش آیا ۔ اس نے اپنی ولایت کے اس حصہ میں سے کہ جو اس کے خالصہ میں تھا (ایک حصہ) میر چاکررند اور اس کے لڑکوں کو دے دیا ۔

جام بایزید محسن اور اپنی ذات سے کریم تھا ۔ علماء و صلحاء پر بہت مہربانی کیا کرتا تھا ۔ کہا جاتا ہے کہ مخالفت کے زمانہ میں علماء و صلحاء کے وظیفے اور تنخواہیں کشتیوں کے ذریعہ (قلعہ) شور سے ملتان بھیجتا تھا ۔ چونکہ اس نے ملتان کے اکابر پر برابر احسانات کیے تھے ، لہذا اکثر بزرگ لوگوں نے ترک وطن (ملتان) کرکے (قلعہ) شور میں سکونت اختیار کر لی ۔ ایک جماعت کو اس نے اپنی خواہش سے بلایا تھا۔ ان میں سے مولانا عزیز اللہ کو جو مولانا فتح اللہ کے شاگرد تھے ، نہایت نیاز مندی سے بلایا ۔ جب مولانا عزیز اللہ (قلعہ) شور کے قریب پہنچے ، تو نہایت تعظیم کے ساتھ ان کو شہر میں لایا اور بہت تکلف سے اپنی حرم سرا میں لے گیا ۔ اپنے خدمت گاروں کو حکم دیا ۔ انھوں نے مولانا کے ہاتھ دھلوائے اور اس پانی کو (جس سے ہاتھ دھوئے تھے) برکت کے خیال سے مکان کے چاروں کونوں میں چھڑک دیا ۔

[۵۳۹] جام بایزید کے وکیل شیخ جلال الدین کے بارے میں ایک عجیب حکایت منقول ہے اگرچہ اس موقع پر اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ، لیکن عبرت اور غفلت سے بیدار کرنے کی نیت سے حوالہ قلم کی جاتی ہے ۔

حکایت ہے کہ جب حضرت مولانا عزیز اللہ (قلعہ) شور میں آئے ، تو جام بایزید کی طرف سے ان کا ایسا اعزاز و احترام ہوا جو اس زمانہ کے لوگوں کے خیال میں بھی نہیں آ سکتا تھا ۔ مولانا کو اپنی حرم سرا میں لے جا کر کنیزوں کو حکم دیا ۔ انھوں نے مولانا کی خدمت کی ۔ شیخ جلال الدین قریشی نے کسی کو مولانا کی خدمت میں بھیج کر یہ

Marfat.com

پیغام دیا کہ جام بایزید درخواست کرتا ہے کہ میری غرض کنیزوں کو مولانا کے سامنے حاضر کرنے کی یہ تھی کہ مولانا تنہا تشریف لائے ہیں جس کسی (کنیز) کو مولانا پسند فرمائیں اور حکم دیں تو وہ ان کی خدمت میں بھیج دی جائے۔ مولانا نے جواب میں کہلا کر بھیجا کہ معاذ اللہ السان کو اپنے دوستوں کی کنیزوں کی طرف ہرگز نظربد نہیں کرنی چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ میری عمر بھی اس قابل نہیں ہے۔ جب مولانا عزیز اللہ کا خادم جام بایزید کے پاس پہنچا اور (مولانا کا) یہ پیغام عرض کیا، تو جام نے کہا کہ مجھے اس پیغام کی اطلاع بھی نہیں ہے۔ مولانا نے شرمندہ ہو کر کہا کہ اس شخص کی گردن شکستہ ہو جائے جس نے یہ کام کیا ہے اور جام سے بغیر ملاقات کیے ہوئے اپنے گھر کو چل دیے۔ جام کو اس وقت اطلاع ہوئی جب مولانا اس کی سرحد سے باہر نکل چکے تھے۔ بالآخر وہی ہوا جو مولانا کی زبان سے نکلا تھا جب شیخ جلال الدین، سلطان سکندر کے پاس سے واپس ہو کر (قلعہ) شور آیا، تو ایک رات کو بالاخانہ سے اس کا پیر پھسلا وہ سر کے بل گرا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

[۵۴۰] جب حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی ۹۳۰ھ/۲۴-۱۵۲۳ء میں ولایت پنجاب پر قابض ہو کر دہلی کی جانب روانہ ہوا، تو اس نے ایک فرمان لٹھہ کے حاکم مرزا شاہ حسین ارغون کو بھیجا کہ ملتان کے اس نواح کا علاقہ اسے مرحمت ہوا۔ مرزا شاہ حسین ارغون نے قلعہ بھکر کے نواح سے دریائے (سندھ) کو پار کیا۔ قہر الٰہی کی آندھی چلنے لگی اور بے نیازی کا سیلاب رواں ہو گیا۔ یہ خبر سن کر سلطان محمود پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اس نے فوج جمع کی اور شہر ملتان سے دو منزل نکل کر شیخ بہاء الدین قریشی کو جو شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کے سجادہ نشین تھے۔ سفیر بنا کر مرزا شاہ حسین کے پاس بھیجا اور مولانا بہلول کو جو حسن عبارت اور ادائے مقاصد میں بے نظیر زمانہ تھے، شیخ بہاء الدین کے ہمراہ گیا۔ جب شیخ بہاء الدین اور مولانا بہلول مرزا شاہ حسین کے لشکر میں پہنچے، تو مرزا نہایت عزت و احترام سے پیش آیا۔ سفارت کے بعد مرزا (شاہ حسین) نے جواب میں کہا کہ میرا آقا سلطان محمود کی تربیت اور شیخ بہاء الدین

Marfat.com

زکریا کی زیارت کی غرض سے ہے ۔ مولانا بہلول نے کہا کہ کیا حرج ہے سلطان محمود کی تربیت اویس قرنی کی طرح ہونی چاہیے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت سے ان کی تربیت فرمائی تھی (مرزا شاہ حسین نے کہا) کہ شیخ بہاء الدین تشریف لائے، ان کے تکلیف کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔

جب شیخ بہاء الدین سلطان محمود کے پاس واپس آئے ، تو رات کو سلطان محمود اچانک فوت ہوگیا ۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہےکہ لنگر خاں نے کہ جو اس خاندان کا غلام ہے اپنے آقا کو زہر دے دیا ۔ اس کی وفات ۹۳۱/۲۵ھ - ۱۵۲۴ء میں ہوئی ۔ اس کی سلطنت کی مدت ستائیس سال ہوئی[1] ۔

[۵۴۱] ذکر سلطان حسین بن سلطان محمود

جب سلطان محمود کا انتقال ہو گیا ، تو قوام خاں لنگاہ اور لنگر خاں جو سلطان محمود کے مقدم تھے ، فرار ہو گئے اور مرزا شاہ حسین (ارغون) سے جا ملے ۔ وہاں ان کے حسب منشاء ان کی تربیت ہوئی ملتان کے قصبات پر مرزا کا قبضہ کرا دیا ۔ لنگاہ قبیلہ کے باقی سردار پریشان ہو کر ملتان آئے اور وہاں سلطان محمود کے لڑکے کو جو بالکل کم سن تھا ، سلطان حسین کا خطاب دے کر اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا ۔ اگرچہ وہ نام کا بادشاہ تھا ، لیکن شیخ شجاع الملک بخاری نے کہ جو سلطان محمود کا داماد تھا ، خود وزیر بن کر ملکی معاملات کو اپنے اختیار میں لے لیا ۔ وہ ناتجربہ کار تھا ۔ باوجودیکہ ملتان کے قلعہ میں ایک ماہ کے لیے بھی کھانے کا سامان موجود نہ تھا ، مگر قلعہ داری کا ارادہ کر لیا ۔

مرزا شاہ حسین نے سلطان محمود کی موت کو ولایت ملتان کی فتح کا ذریعہ سمجھا ۔ (اس نے) مطلق موقع نہ دیا اور فوراً آ کر قلعہ کا

۱- ملاحظہ ہو :

(۱) فرشتہ ص ۳۲۸ - ۳۳۰ ۔

(۲) ذکاء اللہ ، ص ۷۱ - ۷۴ ۔

(۳) تاریخ ملتان ۲/۲۳ - ۳۳ ۔

Marfat.com

محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کو چند روز گزر گئے، تو فوج کے سپاہی بھوک سے عاجز ہو کر شیخ شجاع الملک کے پاس آئے کہ عمداً اس کے سبب سے ولایت ملتان خراب ہوتی تھی اور کہا کہ ابھی تک ہمارے گھوڑے تازہ دم ہیں۔ اور ہم میں جنگ کرنے کی قوت موجود ہے۔ بہتر یہی ہے کہ فوجیں تقسیم کرکے جنگ کی طرف متوجہ ہوں۔ ممکن ہے کہ ہماری فتح ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ قلعہ داری، کمک و مدد کی امید پر ہوتی رہے جس کی توقع کسی طرف سے نہیں ہے۔

شیخ شجاع الملک نے اس مجلس میں کوئی جواب نہیں دیا، لیکن تنہائی میں معتبر سرداروں کو بلا کر کہا کہ ابھی تک [۵۴۲] سلطان حسین کی حکومت پائدار نہیں ہے۔ اگر ہم جنگ کے ارادہ سے شہر سے باہر نکلیں تو غالب گمان یہ ہے کہ اکثر لوگ رعایت کی امید میں جا کر مرزا (شاہ حسین ارغون) سے مل جائیں گے اور بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ناموس رکھتے ہیں اور وہ لڑائی میں ثابت قدم رہیں گے اور مارے جائیں گے۔

مولانا سعداللہ لاہوری کہ جو اس زمانہ کے بہترین فاضل تھے، کہتے تھے کہ میں اس زمانہ میں ملتان کے قلعہ میں تھا۔ جب محاصرہ کو چند ماہ گزر گئے، مرزا حسین کی فوجوں نے قلعہ کی آمدورفت کے راستے اس طرح بند کر دیے کہ کوئی شخص باہر سے اہل قلعہ کی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ نہ کوئی شخص قلعہ سے نکل کر رہائی پا سکتا تھا (قلعہ میں) آنے والا یا جانے والا جو بھی ملتا قتل کر دیا جاتا، رفتہ رفتہ اہل قلعہ کی زندگی اور گزران کا یہ عالم ہو گیا کہ اگر کبھی کوئی بلی یا کتا ہاتھ آ جاتا تو اس کے گوشت کو بھیڑ اور بکری کے گوشت کی طرح کھا جاتے۔

شیخ شجاع الملک نے جادو نام ایک حاجی کو تین ہزار قصباتی پیادوں کا سردار بنایا اور قلعہ کی حفاظت پر اس کو نامزد کیا وہ کم بخت جس کسی کے یہاں غلہ کا گمان بھی کرتا بے دھڑک اس کے گھر میں گھس جاتا، اس بیچارہ کے گھر کو لوٹ لیتا۔ اس کی اس ناشائستہ حرکت سے لوگوں نے دعاؤں کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اس مضمون

لعم الانقلاب ولو علینا ۔ ۔ ۔

کے مطابق شجاع الملک کی حکومت کا زوال چاہنے لگے۔ بالآخر لوگوں

Marfat.com

نے مارا جاتا طے کر لیا اور قلعہ کے اوپر سے اپنے کو خندق میں گرا دیتے تھے - جب مرزا شاہ حسین کو لوگوں کی بے چارگی کی اطلاع ملی ، تو اس نے لوگوں کا قتل عام کرنا موقوف کر دیا - جب محاصرہ کو ایک سال اور کئی مہینے ہو گئے ، تو ایک رات کو سحر کے وقت [۵۲۳] مرزا کے آدمی قلعہ میں گھس گئے - زبردستی لوٹ مار کرنے لگے اور قتل و غارت گری شروع کر دی - شہر کے باشندوں میں سے سات سال سے ستر سال تک کا جو آدمی مار ڈالنے سے بچ گیا ، وہ قید کر دیا گیا - جس کے متعلق یہ خیال ہوتا کہ یہ مالدار ہے ، اس کو طرح طرح سے ذلیل کرتے اور ایذا پہنچاتے - یہ حادثہ آخر ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء میں ہوا -

مولانا سعداللہ نے اپنے حالات بھی بیان کیے کہ جب (ملتان کے) قلعہ کو ارغون کے لشکر نے فتح کر لیا ، تو کچھ لوگ میرے گھر میں گھس آئے - پہلے ایک شخص نے میرے والد کو جن کا نام مولانا ابراہیم جامع تھا اور انھوں نے پینسٹھ سال تک لوگوں کو (علمی) فائدہ پہنچایا تھا ، مختلف علوم کا درس دیا کرتے تھے اور آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے ، گرفتار کر لیا - مکانات کی عمدگی اور عمارتوں کی صفائی کی وجہ سے دولت کا گمان کیا - ان کو ذلیل کرنا شروع کر دیا - دوسرے نے آ کر مجھے گرفتار کر لیا (اور اس شخص نے) مجھ کو مرزا (شاہ حسین ارغون) کے وزیر کا تحفہ بنایا - مرزا کا وزیر محل سرا کے صحن میں لکڑی کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا - اس نے حکم دیا ، میرے پیروں میں زنجیر ڈال دی اور اس کا ایک سرا تخت کے پایہ سے مضبوط باندھ دیا - میری آنکھ سے مطلق آنسو نہ گرا - مجھے (اپنے) والد کی حالت پر بہت رونا آ رہا تھا - تھوڑی دیر کے بعد وزیر نے قلم دان طلب کرکے قلم کو درست کیا اور چاہتا تھا کہ کچھ لکھے - اس کے دل میں خیال آیا کہ تازہ وضو کرنے کے بعد لکھا جائے وہ اٹھا اور بیت الخلا میں چلا گیا چونکہ مکان میں کوئی اور نہ تھا - میں تخت کے قریب پہنچا اور قصیدہ بردہ کا یہ شعر :

فما لعینیک ان قلت اکففا ھمتا	وما لقلبک ان قلت استفق لھم
تمھاری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جب تم کہو کہ تم آنکھیں رک جاؤ تو وہ بہنے لگتی ہیں -	اور تمھارے قلب کو کیا ہو گیا ہے کہ جب تم کہو کہ ہوش میں آؤ تو وہ بھٹکنے لگتا ہے -

Marfat.com

اس کاغذ پر لکھ دیا جو وزیر نے لکھنے کے لیے نکالا تھا اور میں اپنی جگہ آ گیا ۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے ۔ کچھ دیر کے بعد جب وزیر اپنی جگہ پر [۵۰۰] آ کر بیٹھا اور لکھنے کا ارادہ کیا ، تو دیکھا کہ کاغذ پر یہ شعر لکھا ہوا ہے ۔ محل کے چاروں طرف دیکھا ۔ جب گھر میں کسی کو نہ پایا ، تو میری طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ کیا یہ تو نے لکھا ہے ۔ میں نے کہا ۔ جی ہاں ! میرا حال پوچھا جب میں نے (اپنے) والد کا نام لیا ، تو کھڑا ہو گیا اور میرے پیر کی زنجیر کھول دی ۔ اپنا لباس مجھے پہنا دیا ۔ اسی وقت سوار ہو کر مرزا (شاہ حسین ارغون) کے دیوان خانہ میں گیا ، مجھے پیش کیا ۔ میرے والد کے حالات بیان کیے ۔ مرزا نے حکم دیا اور (لوگ) والد کو تلاش کرکے لائے ۔ جس وقت والد کو مرزا کی مجلس میں بطور اجنبی کے لائے (اس وقت) مرزا کی مجلس میں فقہ کی کتاب ہدایہ پر گفتگو ہو رہی تھی ۔ مرزا نے حکم دیا (فوراً) والد کو خلعت ملا اور دوسرا خلعت مجھے دیا ۔ والد نے باوجود پریشانی طبع کے تقریر شروع کر دی اور موضوع کے مطابق اس طرح تقریر کی کہ حاضرین مجلس والرو شیفتہ ہو گئے ۔ مرزا نے اسی مجلس میں والد کو اپنے ہمراہ لے لیا ۔ فوجی افسروں کو حکم دیا کہ مولانا (ابراہیم) کا جو کچھ مال گیا ہے ، وہ واپس کیا جائے اور جو نہ مل سکے اس کی قیمت سرکار سے دی جائے ۔ والد نے جواب دیا کہ میری زندگی کا زمانہ ختم ہو چکا ۔ اب آخرت کے سفر کا وقت ہے ۔ مرزا (شاہ حسین ارغون) کی ہمراہی نہیں ہوگی) آخر ویسا ہی ہوا جیسا کہ والد نے کہا تھا ۔ دو مہینے کے بعد ان کا انتقال ہو گیا ۔

مختصر یہ کہ جب ملتان کا قلعہ فتح ہوگیا ، تو مرزا شاہ حسین نے ، سلطان حسین (ابن سلطان محمود) کو موکل کے سپرد کر دیا ۔ شیخ شجاع الملک بخاری کو ہر طرح سے ذلیل کیا ۔ اس سے روزانہ رقم وصول کرتے تھے ۔ یہ کام خوب ہوتا رہا ۔ جب ملتان کی ویرانی اس حد تک کو پہنچ گئی کہ کسی کو یہ خیال بھی نہیں ہوتا تھا کہ یہ دوبارہ بھی آباد ہو سکے گا ، تو مرزا نے ملتان کے کام کو سہل سمجھا ۔ خواجہ شمس الدین نامی ایک شخص کو ملتان کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور لنگر خان کو اس کا مدد گار بنا کر وہ (مرزا شاہ حسین ارغون) صوبہ ٹھٹھ کو واپس آ گیا ۔

Marfat.com

لنگر خاں نے ہر جگہ کے آدمیوں کو دلاسا دے کر ملتان کو پھر [۵۵۵ھ] آباد کر دیا ۔ اس (لنگر خاں) نے ملتان کے لوگوں سے مل کر خواجہ شمس الدین کو نامردوں کی طرح نکال باہر کیا اور نہایت اطمینان سے ملتان پر قبضہ کر لیا ۔

جب حضرت فردوس مکانی (بابر بادشاہ) فوت ہوا اور ہندوستان کی سلطنت جنت آشیانی (ہمایوں بادشاہ) کے سپرد ہوئی ، تو ہمایوں بادشاہ نے پنجاب کی ولایت مرزا کامران کی جاگیر میں دے دی ۔ مرزا (کامران) نے لوگوں کو بھیج کر لنگر خاں کو اپنے پاس بلایا ۔ لنگر خاں لاہور پہنچا ، اور مرزا (کامران) کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ مرزا نے ملتان کے عوض میں خطہ پایل[1] لنگر خاں کو عنایت کیا اور کنارے پر لاہور کی عمارتیں لنگر خاں کے رہنے کے لیے مقرر کر دیں جو اس زمانہ میں دائرہ لنگر خاں کہلاتا ہے ۔ وہ لاہور کے محلوں میں سے ایک محلہ ہے[2] ۔

اس وقت سے ملتان پھر دہلی کے سلاطین کے قبضہ میں آ گیا ۔ مرزا کامران کے انتقال کے بعد شیر خاں اور اس کے بعد سلیم خاں اور پھر اکبر بادشاہ کے گماشتوں کے پاس آیا جیسا کہ ہر ایک کا اپنے اپنے موقع پر ذکر ہو چکا ہے ۔

خاتمہ در بیان حدود ممالک محروسہ (اکبر بادشاہ)

واضح رہے کہ اس زمانہ میں جو ممالک اکبر بادشاہ کے قبضہ میں ہیں ، ان کا طول ہندو کوہ (پہاڑ) سے کو جو بدخشاں کی سرحد ہے ولایت اڑیسہ تک ہے کہ جو بنگالہ کا کنارہ ہے ۔ مغرب سے مشرق تک ایک ہزار دو سو کوس اکبر شاہی ہیں جو الہی گز کے مطابق ہیں اور ایک ہزار

۱- مائل (فرشتہ ۲/۳۳۲) ۔
۲- ملاحظہ ہو :
(۱) فرشتہ ۲/۳۳۰ - ۳۳۲ -
(۲) تاریخ ملتان ۲/۴۴ - ۵۴ -
(۳) ذکاء اللہ ، ص ۷۴ - ۷۵ -

Marfat.com

چھ سو اسی کوس شرعی کوس کے اعتبار سے ہیں ۔ اس کا عرض کشمیر سے کوہ برہ تک کہ جو ولایت سورت گجرات کا کنارہ ہے ، الٰہی گز کے اعتبار سے آٹھ سو کوس ہے اور ایک دوسری چوڑائی کوہ کمایوں سے ولایت دکن کی سرحد تک ایک ہزار کوس الٰہی ہے ۔ یہ تمام زمین زراعت کے لیے بہتر ہے ۔ ہر ایک کوس میں کئی گاؤں آباد ہیں ۔ آج کل [۵۲۶] تین ہزار دو سو قصبے ہیں ۔ ہر ایک قصبہ سے متعلق ، سو دو سو ، پانچ سو اور ہزار تک گاؤں ہیں اور ان بستیوں سے آج کل چھ سو ہزار ، چار ارب اور چالیس کروڑ تنکہ آمدنی ہوتی ہے ۔ ان سب قصبات میں ایک سو بیس بڑے شہر ہیں جو آج کل معمور و آباد ہے اور قصبات کی تفصیل کی اس مختصر (کتاب) میں گنجائش نہیں ہیں اور دیے ہوئے شہروں کی تفصیل حروف تہجی کے اعتبار سے لکھی جائے گی ۔ انشاء اللہ ۔

• • •

Marfat.com

اشاریہ

Marfat.com

اشخاص

(الف ممدوده)

آخور، میر : ۳۰۷

آدم خان افغان، بهیکن : دیکھیے بهیکن آدم خان افغان ۔

آدم خان بن سلطان زین العابدین : ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۷، ۴۳۹، ۴۴۰

آدم سلام دار : ۱۵۹

آدم کهکهر : ۴۵۵

آرائش خان : ۳۸۶، ۳۸۷

آزری، شیخ : ۳۹

آسو، ملک احمد : ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، نیز دیکھیے احمد اسود ۔

آصف خان : ۱۸۰، ۱۸۱، ۲۴۴

آصف خان گجراتی : ۱۹۴، ۱۹۵، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۹، ۴۰۰

آغا، روح پرور : دیکھیے روح پرور آغا ۔

آل شاشپ بن گرشاشپ بن مکرو : ۴۱۳

آل طاہر بن آل شاشپ : دیکھیے شاه میر بن طاہر آل ۔

آنچا، ملک : ۳۰۸، نیز دیکھیے انچها، ملک ۔

آنکس خان : ۹۳، ۹۴

(الف مقصوده)

ابدال باکری، ملک : ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، نیز دیکھیے ابدال ماکری ۔

ابدال بهٹ : ۴۸۲

ابدال خان : ۴۷۳، ۴۸۱، ۴۸۲

ابدال ماکری : ۴۶۰، نیز دیکھیے ابدال باکری ۔

ابدال، ملک : ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۱

ابراہیم باکری : ۴۴۳، ۴۴۵، ۴۴۶

ابراہیم بن جوہر : ۲۰۸

ابراہیم، جام : ۵۱۳، ۵۱۴

ابراہیم جامع، مولانا : ۵۲۵، ۵۲۶

ابراہیم چک : ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴

ابراہیم حسین مرزا شاه : ۲۵۴، ۲۶۲

ابراہیم خان بن مظفر شاه : ۲۱۰

Marfat.com

ابراہیم خان مرنگ ، سید : ۳۴۷ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲ ، ۳۷۶ ، ۳۷۹ ، ۳۸۰
ابراہیم زبیری ، مرزا : ۹۹
ابراہیم ، سلطان : ۱۲۰ ، ۲۷۴
ابراہیم سلطان (ابن سلطان سکندر) : ۲۰۳ ، ۲۰۴ ، ۲۲۱
ابراہیم شاہ ، سلطان (بن محمد شاہ) : ۳۳۶ ، ۳۳۷ ، ۳۶۳ ، ۳۶۵
ابراہیم شرق ، سلطان : ۲۷۷ ، ۲۷۹ ، ۲۸۰ ، ۲۸۱ ، ۳۰۲ ، ۳۲۶
ابراہیم عادل خان بن اسماعیل : ۱۴ ، ۱۰۳
ابراہیم عادل خان پسر سوائی : ۱۴ ، ۱۰۰ ، ۱۰۱ ، نیز دیکھیے عادل خان سوائی -
ابراہیم قطب الملک : ۱۵ ، ۱۰۶ ، ۱۰۷ ، ۱۰۸
ابراہیم لودی : ۳۳۵ ، ۳۳۶ ، ۳۳۷
ابراہیم نظام مقطع ، سید : ۱۲۳ ، ۱۲۴ ، ۱۲۵ ، نیز دیکھیے رکن خان -
ابن برید ، ملک (یا ملک برید) : ۱۲ ، ۷۳ ، ۷۴ ، ۸۳ ، ۸۴ ، ۸۵ ، ۸۶ ، ۸۹ ، ۱۰۲
ابن بطوطہ : ۱۰
ابن نصیر : ۴۰۰
ابوالخیر ، سید : ۱۳۸
ابوالخیر ، شاہ : ۱۲۷
ابو الفتح ناصرالدین اسماعیل شاہ : ۱۶
ابو المظفر الغازی ، شمس الدنیا و الدین ، سلطان محمد شاہ بہمنی لشکری : دیکھیے محمد شاہ لشکری ، سلطان -
ابوالمعالی ، شاہ : ۳۶۸ ، ۳۶۹
ابو تراب ، میر : ۲۶۲
ابو سعید ، سلطان (مرزا ابو سعید) : ۳۳۵ ، ۳۲۷
ابو ظفر ندوی : ۱۱۰ ، ۱۱۲ ، ۱۱۳
اجل ، سید : دیکھیے سید اجل ، نیز سید عجل -
اجھی (یا اچھی) ، ملک : ۳۴۲ ، ۳۴۳
اجیالا ، دولت خان : دیکھیے دولت خان اجیالا -
احمد آسو ، ملک : ۳۳۴ ، ۳۳۵ ، ۳۳۶
احمد اسود : ۳۳۴
احمد ایاز ، ملک : ۱۳۲ ، ۱۳۳ ، ۱۳۸
احمد باری ، ملک : ۳۳۶
احمد بن جلال الدین ، سلطان : ۲۶۳ ، ۲۶۹
احمد بن شیر ، ملک : ۱۲۵
احمد بن نظام الملک بحری : ۸۷ ، ۸
احمد بہمنی ، سلطان : ۳۰ ، ۳۷ ، ۱۳۸
احمد جوریں : ۳۶۸
احمد خان : ۲۴ ، ۱۱۱ ، ۳۴۴
احمد بن غازی خان : ۳۷۱ ، ۲ ، ۳۷۳ ، ۳۷۴ ، ۳۷۵ ، ۳۷۸

Marfat.com

احمد خان بن محمد شاہ ، شہزادہ : ۱۲۰ ، ۱۲۱ ، ۱۶۸ ، ۱۶۹ ، ۱۷۰
احمد خان ، خانخاناں شہزادہ : ۲۸ ، ۳۱
احمد خان ، سلطان (شہزادہ) بن ہوشنگ شاہ : ۳۱۶ ، ۳۱۷ ، ۳۱۹ ، ۳۳۰ ، ۳۳۱
احمد سر کنجی (سر گنجی) ، ملک : ۱۲۵
احمد ، سلطان (اول) : ۱۰۹
احمد ، سلطان (دوم) : ۱۰۹
احمد ، سید : ۳۱۸
احمد شاہ بن سلطان محمد (سلطان احمد شاہ) : ۱۲۱ ، ۱۲۲ ، ۱۲۳ ، ۱۲۴ ، ۱۲۵ ، ۱۲۶ ، ۱۲۷ ، ۱۲۸ ، ۱۲۹ ، ۱۳۰ ، ۱۳۱ ، ۱۳۴ ، ۱۳۵ ، ۱۳۶ ، ۱۳۷ ، ۱۶۱
احمد شاہ بن محمود شاہ : ۸۰ ، ۸۴ ، ۸۵
احمد شاہ بہمنی بن فیروز شاہ بہمن : ۳۶ ، ۳۰۲
احمد شاہ ، سلطان (اول) : ۱۳ ، ۳۳ ، ۳۴ ، ۳۵ ، ۳۶ ، ۳۹ ، ۴۰ ، ۴۱
احمد شاہ ، سلطان (دوم) : ۱۳ ، ۴۶
احمد شاہ ، سلطان (رضی الملک) : ۲۴۸ ، ۲۶۹ ، نیز دیکھیے رضی الملک ۔
احمد شاہ والئی گجرات (سلطان احمد شاہ گجراتی) : ۳۲ ، ۳۳ ، ۳۴ ، ۳۷ ، ۳۸ ، ۳۹ ، ۴۰ ، ۱۵۹ ، ۲۹۷ ، ۳۰۵ ، ۳۱۸ ، ۳۱۹ ، ۳۲۰ ، ۳۲۱ ، ۳۲۳
احمد صلاح ، ملک : ۳۱۸ ، ۳۲۰
احمد عزیز الملک ، ملک : ۱۲۴ ، نیز دیکھیے عزیز الملک ۔
احمد قطب الملک : ۱۵ ، نیز دیکھیے قطب الملک ۔
احمد گجراتی ، سلطان : دیکھیے احمد والئی گجرات ۔
احمد نظام الملک : ۱۴ ، نیز دیکھیے نظام الملک ۔
اختیار الملک گجراتی : ۲۵۵ ، ۲۵۷ ، ۲۵۸ ، ۲۵۹ ، ۲۶۰ ، ۲۶۲
اختیار الملک ، ملک (اعتماد الملک) : ۱۵۹ ، ۱۷۲ ، ۱۸۸
اختیار خان گجراتی : ۱۷۳ ، ۲۲۵ ، ۲۳۰ ، ۲۳۲ ، ۲۳۷ ، ۲۴۱ ، ۲۴۸ ، ۳۰۱
ادھم خان : ۴۱۲
ارجن : ۴۱۳
ارغون ، شاہی بیک : ۵۰۱ ، نیز دیکھیے شاہ بیک ارغون ۔
ارغون ، مرزا شاہ حسین : دیکھیے شاہ حسین ارغون ، مرزا
اژدر خان بن الغ خان : ۱۴۲
استاد لطیف : ۴۸۶
استر آبادی ، خواجہ جمال الدین : دیکھیے جمال الدین استر آبادی ، خواجہ ۔

Marfat.com

اسحاق خاں : ۳۱۹ ، ۳۲۰
اسحاق ، قاضی میر : ۱۷۸
اسد خاں : ۳۶ ، ۱۹۷
اسد خاں رومی : ۹۱
اسد خاں لودی : ۲۸۰
اسعد خاں: ۶۵ ، ۱۰۰ ، ۳۶۳
اسفند یار : ۱۱
اسکندر خاں (بن فتح شاہ) : ۴۴۵ ، ۴۴۲ ، نیز دیکھیے سکندر خاں ۔
اسکندر خاں ، جام : دیکھیے جام سکندر خاں ۔
اسکندر ککر : ۴۴۳
اسلام خاں : ۲۳۹ ، ۳۰۶ ، ۳۰۷ ، ۳۰۸ ، ۳۰۹ ، ۳۱۰ ، ۳۵۵ ، ۳۵۶ ، ۳۶۲ ، ۳۶۳ ، ۳۸۱
اسماعیل : ۹۲
اسماعیل خاں : ۳۲۲ ، ۵۱۳
اسماعیل شاہ (برادر ابراہیم شاہ) : ۳۶۵ ، ۳۶۶
اسماعیل شاہ ، ابو الفتح ناصرالدین : دیکھیے ابو الفتح ناصر الدین اسماعیل شاہ ۔
اسماعیل صفوی : ۱۸۶ ، ۳۷۹
اسماعیل عادل خاں : ۱۳ ، ۱۴ ، ۹۹ ، ۱۰۱ ، ۱۰۳ ، نیز دیکھیے علی عادل خاں ۔
اسماعیل فتح افغان : ۱۶
اسماعیل نظام الملک : دیکھیے مرتضیٰ نظام الملک ۔
اسماعیل نظام الملک بن برہان : ۹۴ ، ۹۵ ، ۹۶
اسماعیل پالت (یا پایت) : ۳۶۰
اسود ، احمد : ۳۳۴ ، نیز دیکھیے احمد آسو ، ملک امیری (یا آسیری) ، عماد الملک : دیکھیے عماد الملک آسیری ۔
اشجع الملک ، ملک : ۱۹۹
اعتماد الملک : دیکھیے اختیار الملک ، ملک ۔
اعتماد خاں : ۲۴۴ ، ۲۴۷ ، ۲۴۸ ، ۲۴۹ ، ۲۵۰ ، ۲۵۱ ، ۲۵۲ ، ۲۵۳ ، ۲۵۴ ، ۲۵۵ ، ۲۵۷ ، ۲۵۹ ، ۲۶۰ ، ۲۶۱ ، ۲۶۲
اعظم خاں : ۹۶ ، ۹۷
اعظم خاں ، خان : دیکھیے خان اعظم خاں ۔
اعظم ہمایوں خواجہ جہاں : ۶۷ ، ۳۱۵ ، ۳۱۶ ، ۳۱۷ ، ۳۱۸ ، ۳۲۴ ، ۳۲۶ ، ۳۶۹
اعظم ہمایوں (شیخ یوسف) : ۲۴۸
اعظم ہمایوں ظفر خاں : ۱۰۹ ، ۱۱۰ ، ۱۱۲ ، ۱۱۳ ، ۱۱۴ ، ۱۱۵ ، ۱۱۶ ، ۱۱۷ ، ۱۱۸ ، ۱۱۹
اعظم ہمایوں عادل خاں : ۱۸۱ ، ۱۸۲ ، ۱۸۳ ، ۳۹۱
افتخار الملک ، ملک : ۱۳۲ ، ۱۳۴ ، ۱۳۸
افضل خاں : ۲۴۵ ، ۳۷۲ ، ۳۷۴ ، ۳۷۶ ، ۳۷۷ ، ۳۸۰
افغان (افغانی) : ۱۵ ، ۹۷ ، ۲۵۱ ، ۳۰۶ ، ۳۱۲

Marfat.com

افغان ، باز بہادر : دیکھیے باز بہادر افغان ۔
افغان ، شیر خاں (شیر شاہ سوری) : دیکھیے شیر خاں افغان ، نیز سلیم خاں بن شیر خاں ۔
افہام اللہ : ۸۶
اقبال احمد : ۲۷۸
اقبال : ۳۳۵ ، ۳۶۶ ، ۳۶۸ ، ۳۷۲ ، ۳۷۳ ، ۳۷۴ ، ۳۷۵ ، ۳۷۶ ، ۳۸۰ ، ۳۹۹ ، ۴۰۰
اقبال ملو خاں : ۱۱۵ ، نیز دیکھیے ملو اقبال خاں ۔
اکبر بادشاہ (جلال الدین اکبر) : ۹۱ ، ۹۶ ، ۹۷ ، ۱۰۱ ، ۱۰۲ ، ۱۰۹ ، ۲۵۶ ، ۲۶۲ ، ۲۷۵ ، ۲۹۲ ، ۳۱۱ ، ۳۱۲ ، ۳۱۳ ، ۳۵۸ ، ۳۶۹ ، ۳۷۶ ، ۳۷۷ ، ۳۸۰ ، ۳۸۱ ، ۳۸۳ ، ۳۸۵ ، ۳۸۶ ، ۳۸۷ ، ۳۹۳ ، ۵۰۵ ، ۵۲۷
اکر سین پوربیہ : ۱۹۹
الپ خاں سنجر : ۱۳۱
الپ خاں (سلطان ہوشنگ) : ۲۹۳
الغازی ، ابوالمظفر : دیکھیے ابوالمظفر ، الغازی ، سلطان محمد شاہ ۔
الغ خاں : ۱۰۰ ، ۱۵۹ ، ۱۷۲ ، ۱۷۸ ، ۲۱۳ ، ۲۱۵ ، ۲۱۶ ، ۲۲۳ ، ۲۳۰ ، ۲۳۲ ، ۲۳۵ ، ۲۴۸ ، ۲۵۷ ، ۲۵۸ ، ۲۵۹ ، ۲۶۰ ، ۲۶۱ ، نیز دیکھیے اژدر خاں
الغ خاں حبشی : ۲۶۲
الغ خاں ، ملک الشرق : ۲۵۵
الف خاں : ۱۵۹ ، ۱۷۸ ، ۲۵۷ ، ۲۹۳
الفنسٹن : ۱۱
الماوت ، راجا : دیکھیے راجا الماوت
الن خاں (الغ خاں) : ۱۷۸
النگ دار ، بدی : دیکھیے بدی النگ دار ۔
الہداد ، میر : ۵۲۱
اللہ قلی : ۱۰۵
امام مہدی (مہدی آخرالزمان) : ۳۷۹ ، ۳۸۶
امرائے دکن : ۸۶
امرائے سادات : ۳۳۸ ، نیز دیکھیے سادات (سید) ۔
امن : ۳۶۳
امیر تیمور گورگان (صاحبقران) : ۱۱۵ ، ۳۳۷ ، ۳۱۹ ، ۳۲۰ ، ۳۲۱
امیر خاں معمار : ۳۵۹
امیر زادہ ہروی ۲۷۹
امیر زینا : ۳۶۸
امیر شاہی بیگ : ۵۰۱
امیر محمود برکی : ۱۲۱ ، نیز دیکھیے محمود برکی ، ملک
امیر محمود ترک : ۱۲۱
امیر صدہ : ۱۶
امیر صدہا (یا صدہائی) : ۱۰
امیر نصیر : ۲۲۶
امین الملک : ۹۳
امین خاں غوری : ۲۵۰

Marfat.com

انچھا ، ملک : ۳۱۶ ، ۴۱۷ ، نیز دیکھیے آنچا ، ملک ۔
اندیل ، ملک : ۲۷۲
انیس شاہ جیلانی ، سید : ۵۰۰
الیہ رینا : ۴۶۸
اوحد بہرام : ۴۵۳ ، ۴۵۸
اوحد خاں : ۳۳۰
اودن دیو ، راجا : ۴۱۳ ، ۴۱۴
اودھی ، نصیر الدین محمد : دیکھیے نصیر الدین محمد اودھی ۔
اودے سنگھ ، راجا : ۱۹۹ ، ۲۰۴ ، ۲۱۰
اودے سنگھ ، رانے : ۱۷۳
اوز بک ، شاہی بیک : دیکھیے شاہی بیک اوزبک ۔
اولیا ، شیخ : ۳۶۰ ، ۳۸۵
اولیا ، نظام الدین : دیکھیے نظام الدین اولیا ۔
اویس قرنی ، ۵۲۳
اویس قلی : ۱۰۵
اہل سلاح : ۳۷
اہل صلاح : ۳۷
اہل ہند : ۴۲۲ ، نیز دیکھیے ہندوستانی ۔
ایاز (غلام سلطان محمود) : ۱۷۹
ایاز سلطانی ، ملک : ۱۹۸ ، ۱۹۹ ، ۲۰۰ ، ۲۰۱ ، ۲۰۲
ایاز ، ملک احمد : دیکھیے احمد ایاز ملک ۔
ایندر ، راجا : ۱۱۳
ایشوری پرشاد : ۱۰
ایمنہ : ۸۹

(ب)

بابا ، جان : دیکھیے جان بابا ۔
بابا خلیل : ۴۶۲ ، ۴۸۲ ، ۴۸۳ ... ۴۸۶
بابا علی : ۴۷۶
بابا فرید الدین مسعود شکر گنج ... دیکھیے فرید الدین مسعود شکرگ...
بابا مہدی : ۴۸۶
بابر بادشاہ (ظہیر الدین محمد بابر ... ۲۰۴ ، ۲۰۹ ، ۲۲۱ ، ۲۷۴ ... ۴۰۵ ، ۴۴۶ ، ۴۴۷ ، ۴۴۸ ... ۵۲۴
بابو ، خواجہ : دیکھیے خواجہ ... (نیز خواجہ بالو) ۔
باجی بھٹ : ۴۳۸
باربک شاہ : ۲۶۴ ، ۲۷۰ ، ۲۸۸ ... ۲۸۹ ، ۵۱۱ ، ۵۱۲ ، ۵۱۳ ...
باربک شاہ خواجہ سرا : ۲۶۴ ، ...
باری بہت (یا بھوٹ) ، ملک : ۴۳۶ ... ۴۳۷ ، ۴۴۱
باری دار (یا باری والا) ، لطیف خا... دیکھیے لطیف خاں باری وال...
باری ، ملک احمد : ۴۳۶ ... دیکھیے ملک باری (یا باری)
باز بہادر افغان :
باز بہادر خاں (میاں بایزید) : ...۸ ... ۴۱۰ ، ۴۱۱ ، ۴۱۲ ، نیز د... روپ متی ۔

Marfat.com

باقی بیگ ، خواجہ : ۵۰۰
باکا (غلام) : ۲۲
باکر ، راجا : ۱۶۴
باکری : ۴۴۵ ، نیز دیکھیے ماکریاں
باکبری ، جہانگیر : دیکھیے جہانگیر باکری ۔
باکری ، حسین خاں : دیکھیے حسین خاں باکری (یا ماکری) ۔
باکری ، داؤد بن جہانگیر : ۴۳۸
بانو ، خواجہ : دیکھیے خواجہ باہو (نیز خواجہ بانو) ۔
بایزید : ۲۷۵ ، ۵۱۳ ، ۵۱۴ ، ۵۲۱
بایزید بن شجاع خاں ، میاں : ۳۰۸ ، ۳۱۰
بایزید ، جام : دیکھیے جام بایزید ۔
بایزید شیخا ، ملک : ۳۱۲ ، ۳۱۳
بایزید ، میاں : دیکھیے باز بہادر خاں
ببر علی : ۴۵۴
بحری ، احمد بن نظام الملک : ۸۷ ، ۸۸
بحری ، نظام الملک : دیکھیے نظام الملک بحری ، نیز بھر لو۔
بخاری ، جلال : دیکھیے جلال بخاری ، سید ۔
بخاری خاندان : ۵۱۵
بخاری سادات : ۲۵۵ ، نیز دیکھیے سادات بخاری ۔
بخاری ، سکندر خاں : ۴۷ ، ۴۸ ، ۵۳
بخت نصر : ۴۲۷
بدر خاں : ۲۵۹
بدر سلطانی ، سیدی : دیکھیے سیدی بدر سلطانی ۔
بدر علا ، ملک : ۱۲۳ ، ۱۲۴ ، ۱۲۵
بدرہ قبیلہ : ۴۴۳
بدہ ، ملک : ۱۷۱ ، ۱۷۲
بدی النگ دار : ۱۷۳
بدی ، ملک (نیز ملک سدہا) : ۱۷۳
بدیع الزماں : ۵۰۲
بدیل : ۴۸۹
براواں (یا پرواہاں) : ۱۶۰
برج ، پانڈے : دیکھیے پانڈے برج
برخوردار ، سید : ۴۸۳
برخوردار ، ملک : ۳۰۷ ، ۳۱۵
برکانہ ، رانے : ۶۷
برکی ، امیر محمود : ۱۲۱ ، نیز دیکھیے محمود برکی ، ملک ۔
برکس : ۶۶ ، نیز دیکھیے جان برکس۔
برنی : ۱۰
برہان : ۲۴۴ ، ۲۴۵ ، ۲۴۸
برہان الدین ، شیخ : ۳۶۰
برہان الملک : ۲۲۹ ، ۲۳۱ ، ۲۳۳
برہان بن حسین نظام الملک : ۹۰ ، ۹۱ ، ۹۴ ، ۹۶ ، ۹۷
برہان عطاء اللہ ، ملک : ۱۸۲
برہان نظام الملک (بن احمد) : ۱۴ ، ۸۸ ، نیز دیکھیے نظام الملک
برہان نظام الملک (حسن نظام الملک) : ۴ ، ۸۹ ، ۱۰۱ ، ۱۰۳
برہمن : ۳۴۵ ، ۴۲۳ ، ۴۲۴ ، نیز

Marfat.com

دیکھیے زنار دار برہمن ۔
برید : ۱۱
برید ، ملک (یا ملک ابن برید) : دیکھیے ملک برید ۔
برکی چک : ۴۴۸ ، نیز دیکھیے چک (قوم) ۔
بسنت رائے : ۳۷۲
بکرما جیت ، راجا : ۲۹۱
بلال ولد عمادالملک : ۵۱۶ ، نیز دیکھیے عماد الملک لومک ۔
بلبن ، غیاث الدین ، سلطان : دیکھیے غیاث الدین بلبن ، سلطان ۔
بلوچ (بلوچی) : ۵۱۳
بلوچ ، فتح خان : ۲۵۰
بنسربن برآھی راج چند : ۲۲۰ ، ۲۲۱
بنگالی : ۲۷۳
بنو خان : ۳۰۳ ، ۳۰۵
بوداؤ : ۳۱۸
بودی بھٹ (نیز لودی بھٹ) : ۳۲۶
بولی (لولی حجام) : ۳۳۳
بہادر بھٹ : ۳۷۰
بہادر خان شہزادہ : ۱۹۰ ، ۱۹۳ ، ۲۰۳ ، ۲۰۴ ، ۲۰۵ ، ۲۰۶
بہادر ، سلطان : ۲۷۵
بہادر شاہ ، سلطان : ۲۰۷ ، ۲۰۸ ، ۲۰۹ ، ۲۱۰ ، ۲۱۱ ، ۲۱۲ ، ۲۱۳ ، ۲۱۵ ، ۲۱۶ ، ۲۱۷ ، ۲۱۸ ، ۲۲۰ ، ۲۲۲ ، ۲۲۳ ، ۲۲۴ ، ۲۲۵ ، ۲۲۶ ، ۲۲۷ ، ۲۲۹ ، ۲۳۰ ، ۲۳۲ ، ۲۳۴ ،
۲۳۵ ، ۲۳۶ ، ۲۳۷ ، ۲۳۸ ، ۲۳۹ ، ۲۴۰ ، ۲۴۱ ، ۲۹۶ ، ۳۹۷ ، ۳۹۸ ، ۳۹۹ ، ۴۰۰ ، ۴۰۱ ، ۴۰۲
بہادر گجراتی ، سلطان : ۱۲ ، ۸۶ ، ۸۸ ، ۱۰۹ ، ۲۷۴ ، ۲۹۱ ، ۱
بہادر گیلانی : ۷۶ ، ۷۷ ، ۷۸ ، ۷۹ ، ۸۰ ، ۸۱ ، ۸۲ ، ۸۳ ، ۱۷۷ ، ۱۷۸
بہار مل : ۱۹۰
بہاء الدین : ۳۸۶
بہاء الدین (بن رمضان دولت آبادی) ۲۲
بہاء الدین زکریا ملتانی ، شیخ الاسلام شیخ : ۵۰۸ ، ۵۱۵ ، ۵۲۲ ، ۳
بہاء الدین عماد الملک ، ملک : ۸
بہاء الدین تریشی ، شیخ : ۵۲۲
بہاء الملک : ۱۵۹ ، ۲۰۸ ، ۲۱۱ ، ۲۱۳
بہائی خان : ۹۴
بھاگ مستی : ۱۰۸
بھوت (یا بھوٹ) ، سری : ۳۲۳ ، ۸
بہجت خان : ۳۷۷ ، ۳۸۰ ، ۳۸۱ ، ۳۸۲ ، ۳۸۳ ، ۳۸۴ ، ۳۸۵
بہرام ، اوجد : دیکھیے اوجد بہرام
بہرام چک پسر رنگی چک : ۵۳ ، ۳۵۵ ، ۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲ ، ۳۶۳ ، ۳۶۷ ، ۳۶۸
بہرام خان : ۱۹ ، ۱۴۳
بہرام خان بن سلطان زین العابدین

Marfat.com

۳۲۸ ، ۳۳۱ ، ۳۳۳ ، ۳۳۴ ،
۳۳۵ ، ۳۳۷ ، ۵۳۸

ام ، راجا : دیکھیے راجا بہرام ۔

لو (نظام الملک بحری) : ۸۷

و داس : ۳۸۱

ون بن پرتھی راج : ۲۲۰

تی ، میر : دیکھیے میر بہشتی ۔

وان داس ، راجا : ۳۸۶ ، ۳۸۷

ل لودی ، سلطان : ۲۳۳ ، ۲۸۷ ،
۲۸۸ ، ۲۸۹ ، ۳۲۳ ، ۳۳۶ ،
۳۴۹ ، ۳۵۰ ، ۳۷۴ ، ۵۰۸ ،
۵۱۰ ، ۵۱۱ ، ۵۱۴ ، ۵۲۰ ،
۵۲۲ ، ۵۲۳

ن بن اسفند یار : ۱۱

ن سلاطین : ۱۱، نیز دیکھیے بہمنی سلاطین ، سلاطین بہمنیہ ۔

ن شاہ : ۱۱، نیز دیکھیے علاءالدین بہمن شاہ ۔

ی : ۳۳۵

ی سلاطین : ۱۳ ، ۴۳ ، ۵۹، ۷۲، نیز دیکھیے بہمن سلاطین ۔

نی ، سلطان احمد : ۳۰ ، ۱۳۷ ، ۱۳۸

نیہ : ۱۱

کر : ۱۲۵ ، نیز دیکھیے بھیکن آدم خاں افغان۔

وانی داس : ۳۶۸

وت رائے بن سلہدی : ۲۲۲ ،
۲۲۵ ، ۲۲۶ ، ۲۲۷ ، ۲۲۸ ،
۲۲۹ ، ۲۳۱ ، ۳۰۰ ، ۳۰۱ ،
۳۰۲ ۔

بھوج ، راجا : ۱۸۹ ، ۱۹۱

بھیکن آدم خاں افغان : ۱۲۳ ، ۱۲۵

بھیکن خاں ، شہزادہ : ۲۸۶

بھیل (قبیلہ) : ۴۰۰

بھیم ، رائے : ۱۶۷ ، ۱۸۷ ، ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۲۱۷

بی بی رابعہ : ۳۶۲ ، نیز دیکھیے ہیبت خاں ۔

بیپاری (ماباری ، نیز ملیباری) : ۱۶۸

بیرام خاں ، خانخاناں : دیکھیے خانخاناں بیرام خاں ۔

بیم کرن پوربیہ : ۱۹۵ ، ۳۹۳

بینی پرشاد : ۲۲

(پ)

پانڈو : ۳۱۳

پانڈے پرج : ۱۸۹

پایندہ خاں افغان : ۲۱۰

پتھورا ، رائے : دیکھیے رائے پتھورا ۔

پرتھل : ۲۷

پرتھی راج : ۲۲۰ ، ۲۲۱ ، نیز دیکھیے بھرون ۔

پرتھی راج چند ، ہنسربن : ۲۲۰

پرس رام ، راجا : ۲۲۱ ، ۳۳۷ ، ۳۳۹

پروہان (نیز پراوان) : ۱۶۰

پوربی : ۱۸۹ ، ۱۹۳ ، ۲۱۹ ، ۲۲۷ ، ۳۰۰

پوربی ، حبیب خاں : ۱۹۱

Marfat.com

پوربیہ ، اگرسین : دیکھیے اگرسین پوربیہ ۔
پوربیہ ، ہیم کرن : دیکھیے ہیم کرن پوربیہ ۔
پوربیہ راجپوت : ۳۸۸ ، نیز دیکھیے سلہدی پوربیہ ۔
پوربیہ ، سالباہن : دیکھیے سالباہن پوربیہ ۔
پوربیہ ، شادی خاں : ۳۹۲
پورن مل ولد سلہدی : ۲۲۹ ، ۳۰۲ ، نیز دیکھیے بھوپت رائے ۔
پونجا ولد رضل ، راجا : ۱۳۵ ، ۱۳۶ ، نیز دیکھیے رن مل ۔
بہرام خاں : دیکھیے بہرام خاں ۔
پھنیر : ۴۱۹
پیر حسام الدین راشدی : دیکھیے حسام الدین راشدی ، پیر ۔
پیر محمد خاں : ۴۱۲
پیر محمد نبیرہ ، مرزا : ۱۱۵
پیش رو خاں : ۹۱

(ت)

تاتار خاں (حاکم پنجاب) : ۴۳۶ ، ۴۳۷ ، ۴۳۹
تاتار خاں بن سارنگ خاں : ۲۸۰
تاتار خاں بن ظفر خاں : ۱۱۱ ، ۱۱۵ ، ۱۱۷
تاتار خاں بن علاء الدین : ۲۴۴ ، ۲۴۳ ، ۳۵۸
تاتار خاں غوری : ۲۴۸
تاتار خاں لودی : ۵۱۲ ، ۵۱۳ ،
تاج الدین ، ملک : ۲۶۶
تاج بھٹ ، ملک : ۴۳۵
تاج جمال ، ملک : ۲۱۰
تاج خاں : ۱۷۳ ، ۱۹۸ ، ۱۹
۲۱۰ ، ۲۱۲ ، ۲۱۳ ، ۲۱
۲۱۸ ، ۲۳۱ ، ۲۳۲ ، ۵
۳۱۶ ، ۳۱۹ ، ۳۲۰ ، ۴
۳۳۷ ، ۳۳۹ ، ۳۴۴ ، ۵
۳۹۰ ، ۳۹۱
تبتی (اہل تبت) : ۴۶۴ ، ۱ ، ۴۷۲
تتبہ : ۳۲۳
تجار خاں : ۳۸۰
ترخان ، مرزا عیسیٰ : دیکھیے ع ترخان ، مرزا ۔
تردی بیگ خاں : ۲۳۷ ، ۸ ، ۲۳۹
ترک ، امیر محمود : ۱۲۱
تصاب : دیکھیے قصاب ۔
تغلجی (تغلچیں) : ۲۳ ، نیز دی غلجی ۔
تغلق ، جام : دیکھیے جام تغلق
تغلق خاں : ۱۶۰
تغلق شاہ ، سلطان : ۱۵ ، نیز د محمد تغلق شاہ ۔
تغلق شہ فولادی ، ملک : ۱۰۰
تغال خاں : ۲۵۴
تماچی ، جام : دیکھیے جام تماچی
تمیم انصاری : ۴۹۴

Marfat.com

سل : ۱۸۰
کل ، ملک : دیکھیے ملک توکل ۔
بت خاں : ۳۶۶
جا بھٹ : ۸۷
مور گورگان ، صاحبقران امیر ۔ دیکھیے تیمور گورگان ۔

(ث)

فی ، عقیل : دیکھیے عقیل ثقفی ۔

(ج)

ادو : ۵۲۴
اردو : ۳۶۱
اریہ : ۲۳
ام ابراہیم : ۵۱۳ ، ۵۱۴
ام اسکندر خاں : ۴۹۸ ، نیز دیکھیے جام سکندر خاں ۔
ام الر : ۴۹۳ ، ۴۹۵
ام بان ہتیہ : ۴۹۵
ام بایزید : ۵۱۳ ، ۵۱۴ ، ۵۱۷ ، ۵۱۸ ، ۵۱۹ ، ۵۲۰ ، ۵۲۱ ، ۵۲۲ ، نیز دیکھیے عالم خاں ۔
ام تغلق : ۴۹۸
ام تماچی : ۴۹۶ ، ۴۹۷
ام جوناں : ۴۹۵
ام رائڈانہ (یا راؤ ڈنو) : ۴۹۹
ام سکندر خاں : ۴۹۷ ، ۴۹۹ ، نیز دیکھیے جام اسکندر خاں ۔
ام سنجر : ۴۹۹
ام صلاح الدین : ۵۰۰ ، ۵۰۱
جام علی شیر : ۴۹۷
جام فتح خاں بن سکندر خاں : ۴۹۷ ، ۴۹۸
جام فیروز : ۲۱۹ ، ۵۰۰ ، ۵۰۱
جام کرن : ۴۹۷
جام مبارک : ۴۹۸ ، ۴۹۹
جام نظام الدین : ۴۹۶ ، ۴۹۷ ، ۴۹۹ ، ۵۰۰
جام ننڈا : ۴۹۹ ، ۵۰۰ ، ۵۱۳
جامان سمہ : ۵۰۲
جامع ، مولانا ابراہیم : دیکھیے ابراہیم جامع ، مولانا ۔
جان بابا : ۵۰۴
جان برگس : ۲۶ ، نیز دیکھیے برگس ۔
جان سپرک مرزا : ۴۵۷
جان میرک مرزا : ۴۵۳
جانی بیگ ، مرزا : ۵۰۴ ، ۵۰۵
جاؤش خاں : ۳۷۱ ، ۳۷۲ ، ۳۷۴
جایلدہ ، حضرت شیخ : ۱۹۱ ، نیز دیکھیے چایلدہ ، شیخ ۔
جسرت کھوکھر : ۴۲۱ ، ۴۲۲
جعفر خاں : ۲۲۰
جکا : ۲۲۱ ، نیز دیکھیے جنکا ۔
جلال الدین : ۳۴۰
جلال الدین اکبر : دیکھیے اکبر بادشاہ ۔
جلال الدین بن کالنس ، سلطان : ۲۶۳ ، ۲۶۹ ، نیز دیکھیے جنمل ۔
جلال الدین قریشی ، شیخ : ۵۱۴ ، ۵۲۱ ، ۵۲۲

Marfat.com

جلال بخاری ، سید : ۲۰۷
جلال خان (کوتوال) : ۵۶ ، ۵۹
جلال خان بخاری : ۵۳ ، ۳۳۵
جلال کھوکھر ، ملک : ۱۱۸
جماعت رستوی : ۳۱۶
جمال الدین استر آبادی ، خواجہ : ۳۴۵
جمال الدین ملک بن شیخ ملک : ۱۶۴ ، نیز دیکھیے محافظ خان ۔
جمال ، تاج : دیکھیے تاج جمال ۔
جمال خان گجراتی : ۹۴ ، ۹۵ ، ۹۶ ، ۹۷
جمشید بن شاہ میر : ۳۱۳
جمشید خان : ۹۴
جمشید ، سلطان (بن سلطان شمس الدین شاہ میر) : ۳۱۳ ، ۳۱۵ ، ۳۱۶ ، ۳۹۴ ، ۵۱۳
جمشید قطب الملک : ۱۵ ، ۱۰۶ ، نیز دیکھیے احمد قطب الملک ۔
جمو ، راجا : دیکھیے راجا جمو ۔
جمیل حافظ ، ملا : ۳۲۶
جنت آشیانی محمد ہمایوں بادشاہ غازی : دیکھیے ہمایوں بادشاہ ۔
جنکا : ۲۲۱ ، نیز دیکھیے جکا ۔
جنمل : ۲۶۹ ، نیز دیکھیے جلال الدین بن کالنس ۔
جنید خان : ۳۲۸
جوریں ، احمد : دیکھیے احمد جوریں ۔
جولا ، ملک : ۱۳۳
جولاں ، جام : دیکھیے جام جولاں ۔
جوہر : ۲۰۸ ، نیز دیکھیے ابراہیم بن جوہر ۔

جہان خان : ۱۲۷ ، ۱۲۸
جہانگیر باکری : ۳۳۷ ، ۳۳۸ ، ۳۴۰ ، ۳۴۱ ، ۳۴۳ ، ۳۴۴ ، دیکھیے داؤد باکری ۔
جہانگیر خان : ۷۵ ، ۳۳۱
جہانگیر قلی بیگ : ۲۷۵
جہانگیر ماکری : ۳۵۷ ، دیکھیے جہانگیر باکری ۔
جہانیاں جہاں گشت ، مخدوم : ۹۵
جھجار خان : ۳۸۴
جھجار خان حبشی : ۲۴۸ ، ۲۵۵ ، ۲۵۷ ، ۲۵۸ ، ۲۵۹ ، ۲۶۱ ، ۲۶۲
جھلہ حاجم : ۴۷۸
جی سنہہ ، رانے زادہ : ۴۹۰ ، ۴۹۲
جے سنگھ بن کنگداس : ۱۶۴ ، ۱۶۵
جے سنگھ رانے : ۶۷
جیت مل : ۲۶۹ ، نیز دیکھیے جلال الدین بن کالنس ۔
جیلانی ، سید الیس شاہ : دیکھیے ال... شاہ جیلانی ، سید ۔
جیلانی ، نجم الدین محمود ابن کاوان : دیکھیے نجم الدین محمود ابن کاوان جیلانی ۔
جیو ، شیخ : ۲۰۵ ، ۲۰۶ ، ۲۰۸ ، نیز دیکھیے چنو ، شیخ ۔
جیو صدیقی ، شاہ : ۲۱۳ ، نیز دیکھیے چنو صدیقی ۔
جیون داس کھتری : ۱۲۱
جیونڈو بیاگداس کھتری : ۱۲۱

Marfat.com

(چ)

[چ]اکر رند ، میر : ۵۲۰

[چ]اند جانی بن مظفر خان : ۳۹۶

[چ]اند خان : ۲۱۰ ، ۲۲۳ ، ۲۲۴ ، ۳۹۶ ، ۳۹۷ ، ۳۹۸

[چ]اند ، شیخ : ۱۹۱

[چ]ایلده ، شیخ : ۱۹۱ ، نیز دیکھیے جایلدہ ، حضرت شیخ ۔

[چ]توری ، رائے مل : دیکھیے رائے مل چتوری ۔

[چ]ک (قوم) : ۳۶۱ ، ۳۶۸

[چ]ک ، بریکی : دیکھیے بریکی چک ۔

[چ]ک ، درویش : دیکھیے درویش چک

[چ]ک ، دولت : دیکھیے دولت چک ۔

[چ]ک ، رنگی : دیکھیے رنگی چک کو-واری ۔

[چ]کا (نیز جکا و جنکا) : ۲۲۱

[چ]در بن راجا نرغن : ۳۱۳ ، ۳۱۴

[چ]نگیز خان (خواجه میرک بروی) : ۹۰ ، ۲۴۵ ، ۲۵۰ ، ۲۵۱ ، ۲۵۲ ، ۲۵۳ ، ۲۵۴ ، ۲۵۵ ، ۲۵۶ ، ۲۵۷ ، ۲۵۸

[چ]و ، شیخ : ۲۰۵ نیز دیکھیے جیو ، شیخ ۔

[چ]و صدیقی : ۲۱۳ ، نیز دیکھیے جیو صدیقی ۔

[چ]ت مل (نیز جیت مل) : ۲۶۹ ، نیز دیکھیے جلال الدین بن کالنس ۔

(ح)

حاتم ، ملک : ۱۹۷

حاجم ، جھلہ : دیکھیے جھلہ حاجم ۔

حاجی خان : ۲۵۱ ، ۲۵۲

حاجی خان بن سلطان زین العابدین : ۳۲۸ ، ۳۲۹ ، ۳۳۰ ، ۳۳۱ ، ۳۳۲ ، نیز دیکھیے حیدر شاہ ، سلطان ۔

حاجی خان سلطانی : ۳۰۳ ، ۳۰۴ ، ۳۰۵

حاجی علی ، ملک : ۳۱۹

حاجی قدس سرہ ، شیخ : ۱۷۲

حاجی کمال ، ملک الامرا : ۳۱۹

حافظ حبشی : ۳۶۹

حافظ شیرازی : ۲۶۸

حافظ مرزا حسینی : ۳۶۹

حافظ ، ملک : ۱۸۱

حاکم اسیر (نصیر خان آسیری) : ۳۱

حاکم چتور : دیکھیے رانا (حاکم چتور) ۔

حاکم قریشی ، شیخ : ۵۱۳

حاکم کاکرون ، رام : دیکھیے رام (حاکم کاکرون) ۔

حامد ، سید : ۲۶۱

حامد ، شیخ : ۱۹۱

حبشی ، الغ خان : دیکھیے الغ خان حبشی ۔

حبشی ، حافظ : دیکھیے حافظ حبشی ۔

حبشی ، دلاور خان : دیکھیے دلاور خان حبشی ۔

حبشی ، موج بدر : دیکھیے موج بدر حبشی ۔

Marfat.com

حبیب آتش باز : ۴۲۶
حبیب اللہ ، امیر زادہ : ۵۶ ، ۵۷ ، ۵۸ ، نیز دیکھیے محب الدین حبیب اللہ ۔
حبیب اللہ ، شیخ : ۳۵۶ ، ۳۵۷ ، ۳۵۸ ، ۳۶۳ ، ۳۶۴ ، ۳۶۶
حبیب اللہ نعمت اللہی ، مرزا : ۵۵
حبیب خاں : ۲۲۷ ، ۳۸۱ ، ۳۸۴ ، ۴۰۱ ، ۴۶۴
حبیب خاں پوربی : ۱۹۱
حبیب خاں چک : ۴۶۰ ، ۴۶۴ ، ۴۶۵ ، ۴۶۶ ، ۴۶۷ ، ۴۸۴ ، ۴۸۵
حبیب شاہ پسر اسماعیل شاہ : ۴۶۶ ، ۴۷۰
حبیب ، شیخ : دیکھیے حبیب اللہ ، شیخ ۔
حبیب ، قاضی : دیکھیے قاضی حبیب
حجاج بن یوسف : ۴۸۹ ، ۴۹۰ ، ۴۹۱ ، ۵۰۷
حسام الدین راشدی ، پیر : ۴۹۴ ، ۴۹۹
حسام الدین مغول ، ملک : ۱۳۱ ، ۱۸۰ ، ۱۸۱ ، ۱۸۲
حسام الملک ، ملک : ۱۸۰ ، ۱۸۱
حسام الملک بھاندری : ۳۱۸
حسن چک (برادر کاجی چک) : ۴۶۰
حسن چک (پسر دولت چک) : ۴۵۵ ، ۴۶۰
حسن خاں : ۱۸۰ ، ۳۴۹

حسن خاں بن شہاب الدین : ۴۱۷ ، ۴۱۸ ، ۴۳۲
حسن خاں پسر فیروز شاہ : ۲۷ ، ۵
حسن خاں پسر کاجی چک : ۴۶۱
حسن خاں ، سلطان (بن حاجی خاں) ۴۳۲ ، ۴۳۳ ، ۴۳۴ ، ۴۳۵ ، ۴۳۶ ، ۴۳۷
حسن خاں شہزادہ : ۵۱ ، ۵۶ ، ۵۷ ، ۵۹
حسن خاں کچھی : ۴۳۳
حسن علی پسر سلطان حسین سبزواری ۹۲
حسن علی خاں : ۴۷
حسن ، سید : دیکھیے سید حسن سید ناصر ۔
حسن شاہ ، سلطان علاء الدین دیکھیے علاء الدین حسن شاہ ۔
حسن کالکو : ۱۱ ، ۱۵ ، ۱۶ ، ۱۷ نیز دیکھیے علاء الدین حسن ۔
حسن ماکری : ۴۶۲
حسن متو (نیز حسن منو) : ۴۵۹
حسن ، ملک : ۱۳۷ ، ۱۳۸ ، ۳۰۷
حسن نظام الملک (بن مرتضیٰ) دیکھیے برہان نظام الملک ۔
حسین : دیکھیے دلاور خاں غوری
حسین ماکری : دیکھیے حسین ماکری ۔
حسین بن سلطان حسن : ۴۳۶
حسین بن محمود شاہ ، سلطان : ۲۸۶ ، ۲۸۷ ، ۲۸۸ ، ۲۸۹

Marfat.com

سین چک : دیکھیے حسین خاں چک۔
سین خاں : ۳۶۹ ، ۳۷۱
سین خاں با کری : ۳۵۶ ، ۳۵۷ ، ۳۶۰ ، ۳۶۳ ، ۳۷۷ ، نیز دیکھیے حسین خاں ما کری ۔
سین خاں برادر غازی خاں : ۳۶۹ ، ۳۷۲ ، ۳۷۳ ، ۳۷۴ ، ۳۷۵ ، ۳۷۶ ، ۳۷۸ ، ۳۸۲
سین خاں چک : ۳۶۶ ، ۳۷۴
سین خاں شکاری (نیز مکاری) : ۳۷۴
سین خاں ما کری : ۳۵۷ ، ۳۶۰ ، ۳۶۳ ، ۳۷۷ ، نیز دیکھیے حسین خاں با کری ۔
سین سبزواری ، سلطان : ۹۲
سین ، سلطان (پسر قطب الدین) : ۵۰۷ ، ۵۱۰ ، ۵۱۱ ، ۵۱۲ ، ۵۱۳ ، ۵۱۴ ، ۵۱۵ ، ۵۱۶ ، ۵۱۷ ، ۵۱۸
سین ، سلطان (پسر محمود) : ۵۰۷، ۵۲۳ ، ۵۲۴ ، ۵۲۶
سین شاہ : دیکھیے حسین بن محمود شاہ ۔
سین ، شاہ : دیکھیے شاہ حسین ، نیز شاہ حسن ۔
سین شرقی ، سلطان : ۳۳۶ ، نیز دیکھیے سلاطین شرقیہ ۔
سین شروانی : ۳۵۲
سین علی خاں : ۳۷۹
سین لنگا ، سلطان : ۳۹۹
سین مرزا ، سلطان : ۵۰۲
حسین میر : ۳۵۰
حسین نظام الملک (پسر برہان نظام الملک) : ۱۴ ، ۸۹ ، ۹۰ ، ۹۶ ، ۱۰۲
حسین نظام الملک (پسر مرتضیٰ نظام الملک) : ۱۴ ، ۹۳ ، ۹۵ ، نیز دیکھیے میراں حسین ۔
حسین ننداا ، سلطان : ۵۰۲
حسینی ، حافظ مرزا : ۳۶۹
حکم سندھ : ۳۹۴
حکیم علی : ۳۸۶
حمزہ ، سالار : دیکھیے مشیر الملک ، سالار حمزہ ۔
حیات خاتون : ۳۳۶
حیدر بن محمد خاں : ۳۲۸
حیدر چک ولد غازی خاں : ۳۶۴ ، ۳۶۵ ، ۳۶۶ ، ۳۶۸ ، ۳۷۰ ، ۳۸۳ ، ۳۸۴ ، ۳۸۵ ، ۳۸۶
حیدر خاں (صدر خاں) : ۳۳۴
حیدر خاں ولد محمد شاہ : ۳۸۰ ، ۳۸۱، ۳۸۵
حیدر شاہ ، سلطان (بن زین العابدین) : ۳۳۲ ، ۳۳۳ ، ۳۳۴ ، ۳۳۵
حیدر کاشغری ، مرزا : ۳۴۹ ، ۳۵۰ ، ۳۵۱ ، ۳۵۲ ، ۳۵۳ ، ۳۵۴ ، ۳۵۶ ، ۳۵۷ ، ۳۵۸ ، ۳۵۹ ، ۳۶۲ ، ۳۶۳

(خ)

خاصدان بردار مبارک : دیکھیے مبارک (خاصدان بردار) ۔

Marfat.com

خاقان زماں (نیز سکندر زماں) دیکھیے سکندر لودی ، سلطان ۔

خان اعظم خاں : ۴۱ ، ۹۶ ، نیز دیکھیے دلاور خاں ۔

خان جہاں : ۵۳ ، ۷۵ ، ۱۳۸ ، ۳۱۴ ، ۳۱۵

خان جہاں (ملک لاڈن خلجی) : ۱۸۱

خان جہاں (رائے مند لیک) : ۱۶۴

خان جہاں شیرازی : ۲۳۸

خانخاناں : ۹۴ ، ۲۷۵

خانخاناں احمد خاں (شہزادہ) : ۲۸ ، ۳۱

خانخاناں بیرام خاں : ۳۶۹

خان زادہ عالم خاں : دیکھیے عالم خاں ، خان زادہ ۔

خان زماں : ۳۷۴ ، ۳۷۵

خان کلاں (میر محمد خاں اتکہ) : ۲۶۲ ، ۲۷۵

خان محمد : ۲۲

خان میرک مرزا : ۳۶۱ ، جان میرک مرزا ۔

خاندان خلجیہ : ۳۵۳

خاندان سہروردیہ : ۵۰۸

خانم : ۳۵۹ ، ۳۶۲

خداوند خاں (یا قوت) : ۶۴ ، ۹۰ ، ۹۲ ، ۹۴ ، ۱۶۸ ، ۱۷۰ ، ۱۷۲ ، ۱۸۵ ، ۱۹۰ ، ۲۰۳ ، ۲۰۴ ، ۲۰۵ ، ۲۰۹ ، ۲۱۳ ، ۲۲۰ ، ۲۲۱ ، ۲۲۶ ، ۲۴۴

خدم خاں : ۸۱

خراسان خاں : ۲۳۵

خراسانی (اہل خراسان) : ۹۵

خرم خاں : ۲۱۰

خسرو : ۱۸۵

خضر خاں : ۵۰۷

خضر خاں ، رائے : ۱۳۸ ، ۲۲۰ ، ۲۸۰ ، ۲۸۱ ، ۲۸۷ ، ۲۹۲ ، ۳۰۱

خضر ، سلطان : ۱۲۳

خضر ، ملک : ۱۶۴ ، ۲۹۵

خلجی خاندان : دیکھیے خال خلجیہ ۔

خلجی ، علاء الدین : دیک علاء الدین خلجی ، سلطان ۔

خلجی ، ملک لاڈن (خان جہا دیکھیے لاڈن خلجی ، ملک ۔

خلف حسن عرب (ملک التجار) : ۴۱ ، ۴۳ ، ۴۴ ، ۴۷ ، نیز دیک ملک التجار خلف حسن عرب ۔

خلیفۂ الہی (جلال الدین اکب ۳۱۱ ، ۳۱۲ ، نیز دیکھیے ا بادشاہ ۔

خلیل اللہ ، شاہ : ۵۴ ، ۶۰

خلیل ، بابا : دیکھیے بابا خلیل ۔

خلیل خاں ، شہزادہ : ۱۷۶

خمار : دیکھیے عزیز خمار غیب خمار ۔

خواجہ (تاجر) : ۱۲۰

خواجہ بابو (نیز خواجہ بالو) :

خواجہ جہاں : ۳۵ ، ۹۲ ، ۱۸

Marfat.com

اجہ جہاں ، اعظم ہمایوں : دیکھیے اعظم ہمایوں خواجہ جہاں ۔
اجہ جہاں ترک : ۳۴۱ ، ۳۶۸ ، ۳۸۴ ، نیز دیکھیے خواجہ جہاں ملک شاہ ترک ۔
اجہ جہاں خواجہ سرا ، ۱۸۶ ، نیز دیکھیے خواجہ سرور ۔
واجہ جہاں ، سلطان الشرق : ۲۷۷ ، ۲۹۲
واجہ جہاں فخر الملک : ۸۲
واجہ جہاں ، محافظ خاں : ۳۷۴ ، نیز دیکھیے محافظ خاں خواجہ سرا ۔
واجہ جہاں ملک شاہ ترک: ۳۴۱،۹۱ نیز دیکھیے خواجہ جہاں ترک ۔
واجہ حاجی کشمیری : ۴۵۳ ، ۴۵۶ ، ۴۵۸ ، ۴۵۹ ، ۴۶۳ ، ۴۸۶
واجہ دار (نیز خواجہ وار) : ۱۲۰
خواجہ سرا ، باربک شاہ : دیکھیے باربک شاہ خواجہ سرا ۔
خواجہ سرا ، خواجہ جہاں : دیکھیے خواجہ جہاں خواجہ سرا ۔
خواجہ سرا ، محافظ خاں : دیکھیے محافظ خاں خواجہ سرا ۔
خواجہ سرا ، ملک سرور : ۲۷۷
خواجہ سرور خواجہ جہاں : ۲۹۲
خواجہ سہیل سرا : دیکھیے سہیل سرا ، خواجہ ۔
خواجہ قاسم : ۴۵۷ ،
خواجہ میرک ہروی : دیکھیے چنگیزخاں (خواجہ میرک ہروی)
خواجہ نظام الدین احمد ہروی : دیکھیے نظام الدین احمد ہروی ۔
خواجہ وار (نیز خواجہ دار) : ۱۲۰
خواص خاں : ۳۷۱
خودن خاں : ۳۷۷
خورشید خاں : ۲۵۸
خورشید ، رانی : دیکھیے رانی خورشید
خوش قدم ، ملک : ۱۸۵
خونزہ ہمایوں : ۹۱

(د)

دانگری ، سیفی : دیکھیے سیفی دانگری
داؤد : ۲۷۵
داؤد بن جہانگیر باکری : ۴۳۸
داؤد پوتہ ، عمر بن محمد : دیکھیے عمر بن محمد داؤد پوتہ ، ڈاکٹر ۔
داؤد خاں : ۲۰ ، ۲۱ ، ۳۶ ، ۳۷ ، ۳۳۵ ، ۳۶۸
داؤد شاہ : ۱۰۹
داؤد شاہ ، سلطان : ۱۳ ، ۲۲
داؤد شاہ ابن عم مجاہد شاہ : ۲۱
داؤد کدار : ۴۸۱
داؤدی : دیکھیے نصیر الدین محمد اودھی ۔
داور الملک : ۲۱۱ ، ۲۱۶
داہر ، راجا (نیز رائے داہر) : دیکھیے راجا داہر ۔
درگاوتی ، رانی : ۲۳۱ ، ۲۳۲ ، ۴۱۱
درویش چک : ۴۶۴ ، ۴۶۶ ، ۴۶۷

Marfat.com

درویش ، شاہ شمس الدین : دیکھیے شمس الدین درویش ، شاہ ۔
دریا خاں : ۶۵ ، ۶۸ ، ۷۲ ، ۷۳ ، ۲۲۲ ، ۲۲۳ ، ۲۲۶ ، ۲۳۱ ، ۲۳۲ ، ۲۳۳ ، ۳۲۳ ، ۳۹۷ ، ۵۰۰ ، ۵۰۱
دریا خاں (ملا دریا) : ۴۲۸
دریا خاں مندو والے : ۳۰۱
دریا شاہ گجراتی : ۱۸۲
دستور الملک : ۷۵ ، ۷۶
دستور خاں : ۳۷۴ ، ۳۷۵ ، ۳۷۶
دَدھنی (دکنی) : ۲۳۲ ، ۳۳۵ ، نیز دیکھیے سلاطین دکن ۔
دل جو : ۳۱۴ ، ۳۱۵ ، ۳۵۰
دلاور خاں : ۴۶ ، ۱۸۳ ، نیز دیکھیے خان اعظم خاں ۔
دلاور خاں جنگجو ، ۳۶۲
دلاور خاں حبشی : ۷۳ ، ۷۴ ، ۱۰۳
دلاور خاں غوری (حسین) : ۲۹۱ ، ۲۹۲ ، ۲۹۳
دلاور خاں (والد سلطان ہوشنگ) : ۱۱۹
دلدانی ، شمس خاں : دیکھیے شمس خاں دلدانی
دوتہ ، کمال (نیز دوکہ) : دیکھیے کمال دوتہ (کوکہ)
دودری ، ملک سہراب : دیکھیے سہراب دودری (یا دوداتی)، ملک ۔
دولت چک : ۳۵۵ ، ۳۵۷ ، ۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲ ، ۳۶۳ ، ۳۶۴ ، ۳۶۵ ، ۳۶۶ ، ۳۶۸ ،
... ۳۸۴
دولت خاں : ۳۲۰ ، ۳۷۵ ، ۳۷۸ ، ۳۸۳
دولت خاں اجیالا : ۳۰۶ ، ۳۰۹ ، ۳۱۰
دولت خاں لودی : ۵۲۰
دوکھ : ۳۷۸ ، ۳۷۹
دومان : ۳۶۲
دیپا : ۳۲۵
دیو راج : ۲۹
دیو راج اول : ۲۷
دیو رائے : ۲۷ ، ۲۸ ، ۳۱ ، ۳۵

(ڈ)

ڈلو ، رائے (یا راؤ) : دیکھیے رائڈلہ (یا راؤ ڈلو) ۔
ڈونگر سین ، راجا : ۳۲۲ ، ۳۲۷
ڈے ، مسٹر : ۲۲ ، ۲۶

(ذ)

ذکاء اللہ ، مولوی : ۱۹۱ ، ... ۲۲۹ ، ۲۳۳ ، ۲۴۰ ، ... ۲۶۸ ، ۲۹۹ ، ۲۷۳ ، ... ۳۱۴ ، ۳۱۵ ، ۳۱۶ ، ... ۳۲۱ ، ۳۵۱ ، ۵۰۹ ، ... ۵۱۶ ، ۵۱۸ ، ۵۲۳ ، ۵۲۷
ذوالنون بیگ ، میر : ۵۰۲

(ر)

رابعہ ، بی بی (زوجہ بہبت خاں) : ... بی بی رابعہ

Marfat.com

راجا الآوت : ۴۲۰
راجا اودن دیو : ۴۱۳ ، ۴۱۴
راجا ایدر : ۱۱۳
راجا باکر : ۱۶۴
راجا بهرام : ۴۵۳
راجا بهوج : ۱۸۹ ، ۲۹۱
راجا جمو : ۴۲۱
راجا داہر (نیز رائے داہر) : ۴۸۹ ، ۴۹۰ ، ۴۹۱ ، ۴۹۲
راجا ڈونگرسین : دیکھیے ڈونگر سین ، راجا
راجا راجوری : ۴۲۱ ، ۴۴۰
راجا رام راج : ۸۹ ، ۹۰
راجا رنجن : ۴۱۳
راجا رنمل (نیز راجا رائے مل) : دیکھیے رن مل ، راجا
راجا سردیو : ۴۱۳ ، ۴۱۵
راجا سرسیام داس : ۳۴۰
راجا کالنس : ۲۶۳ ، ۲۶۸ ، ۲۶۹ ، نیز دیکھیے جلال الدین بن کالنس
راجا کٹنکه : ۴۱۱
راجا کوت سین : ۴۲۷
راجا گوالیار : دیکھیے رام شاہ گوالیاری ، راجا ۔
راجا مال (یا مال پور) : ۱۹۵
راجا مانک دیو : ۴۳۳
راجا ماہور : ۲۵۴
راجا مندل : ۱۲۶
راجا نادوت و بدھون : ۱۱۸ ، ۱۲۹
راجا ونیش : ۴۳۹
راجپوت : ۱۶۰ ، ۱۷۴ ، ۱۷۵ ، ۱۷۶ ، ۱۸۷ ، ۱۸۸ ، ۱۸۹ ، ۱۹۱ ، ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۱۹۹ ، ۲۰۷ ، ۲۱۹ ، ۲۲۰ ، ۲۲۷ ، ۲۲۹ ، ۲۳۱ ، ۲۳۵ ، ۳۰۰ ، ۳۲۲ ، ۳۲۴ ، ۳۲۵ ، ۳۲۶ ، ۳۳۰ ، ۳۳۴ ، ۳۳۷ ، ۳۳۸ ، ۳۳۹ ، ۳۷۸ ، ۳۸۱ ، ۳۸۶ ، ۳۸۷ ، ۳۸۸ ، ۳۸۹ ، ۳۹۰ ، ۳۹۱ ، ۳۹۲ ، ۳۹۴ ، ۳۹۵ ، ۴۰۵ ، ۴۹۲ ، نیز دیکھیے پوربیه راجپوت ۔
راجوری ، راجا : دیکھیے راجا راجوری ۔
راجه رستم (نظام الملک) : ۴۴ ، ۴۵
راجی علی خان : ۹۶ ، ۹۷
راستی خان : ۱۱۰
راشدی ، پیر حسام الدین : ۴۹۴ ، ۴۹۹
رافضی ، یوسف اندر : دیکھیے یوسف اندر رافضی ۔
رام (حاکم کاکرون) : ۲۳۲
رام راج ، راجا : ۸۹ ، ۹۰
رام شاه گوالیاری ، راجا : ۴۰۵
رانا (حاکم چتور) : ۴۱۲ ، نیز دیکھیے رانی چتور ۔
رانا سانگا : ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۱۹۲ ، ۱۹۵ ، ۱۹۶ ، ۱۹۷ ، ۱۹۸ ، ۱۹۹ ، ۲۰۰ ، ۲۰۱ ، ۲۰۲ ، ۲۰۴ ، ۲۱۸ ، ۲۲۰ ، ۲۲۱ ،

Marfat.com

۲۲۲ ، ۲۲۸ ، ۲۲۹ ، ۲۳۱ ، ۲۳۳ ، ۳۹۰ ، ۳۹۱ ، ۳۹۳ ، ۳۹۴ ، ۳۹۵ ، ۳۹۶ ، ۳۹۷ ، ۳۹۸

رانا موکل : ۱۲۵

رانی چتور : ۳۶۸ ، نیز دیکھیے رانا (حاکم چتور) ۔

رانی خورشید : ۱۷۹ ، ۳۴۸ ، ۳۵۴ ، ۳۵۵ ، ۳۵۶ ، ۳۵۷ ، ۳۵۸ ، ۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲ ، ۳۶۳ ، ۳۶۴

رانی درگاوتی : دیکھیے درگاوتی ، رانی ۔

رانی کنیا : ۳۸۹

راؤ ڈنو (یا راڈلنہ) ، جام : دیکھیے جام راڈلنہ (یا راؤ ڈنو) ۔

رائے باہو : ۳۳۶

رائے برکالہ : ۶۷

رائے بھیم : دیکھیے بھیم ، رائے ۔

رائے بیجا لکر : ۴۷

رائے پتھورا : ۱۹۲ ، ۳۸۲ ، ۳۹۰ ، ۳۹۱ ، ۳۹۲

رائے جاج لکر : ۲۹۸ ، ۲۹۹ ، ۳۴۲

رائے خضر خان : دیکھیے خضر خان ، رائے ۔

رائے داہر (نیز راجا داہر) : ۴۸۹ ، ۴۹۰ ، ۴۹۱ ، ۴۹۲

رائے دل (یا رائے راول) : ۴۱۸

رائے ڈلہ (یا راؤ ڈنو) ، جام : دیکھیے جام راڈلنہ (یا راؤ ڈنو) ۔

رائے راول (یا رائے دل) : ۴۱۸

رائے رایان : ۱۷۰ ، ۳۸۷

رائے رتن مین : ۲۲۱ ، ۲۲۲ ، ۲۲۳ ، ۳۹۷ ، ۳۹۸

رائے زادہ بھرا : ۴۹۱

رائے زادہ جی سنھہ : ۴۹۰ ، ۴۹۲

رائے زادہ کھرلا : ۴۴۴ ، ۴۴۵ نیز دیکھیے رائے کھرلہ

رائے سامت : ۴۰۰ ، نیز دیکھیے سامت رائے ، راجا

رائے سرکھچہ : ۴۴۲

رائے سنگہ : ۲۱۳ ، ۲۱۷ ، ۲۱۸ ، ۴۰۰

رائے سنگیسر : ۶۵ ، نیز دیکھیے رائے شنکر ۔

رائے سہرہ : ۵۰۸ ، ۵۰۹ ، ۵۱۰

رائے شنکر (نیز رائے سنگیسر) : ۶۵ ، ۶۶

رائے کشن : ۲۰

رائے کولبھا : ۳۲۵ ، ۳۳۰

رائے کھرلہ : ۳۰۲ ، نیز دیکھیے رائے زادہ کھرلا ۔

رائے کھوار : ۴۸۶

رائے مان : ۶۸

رائے مل بن سورج مل : ۱۸۹

رائے مل چتوری : ۳۶۸

رائے مل راجا (نیز رنمل راجا) : ۱۹۰ ، ۱۹۱ ، ۱۹۳ ، ۱۹۵

رائے مند لیک (خان جہان) : دیکھیے مند لیک ، رائے ۔

رایان ، رائے : دیکھیے رائے رایان

رتن سین ، رائے : ۲۲۱ ، ۲

Marfat.com

۲۲۳ ، ۳۹۷ ، ۳۹۸
رسالت پناہؐ ، حضرت : ۵۲۳
رستم خان : ۲۵۰ ، ۲۵۸ ، ۲۵۹ ، ۳۵۹
رستوی ، جماعت : دیکھیے جماعت رستوی ۔
رشید الملک ، ملک : ۱۸۵
رضی الملک : ۲۴۸ ، ۳۹۶ ، ۳۹۷ ، نیز دیکھیے احمد شاہ ، سلطان ۔
رغل ، راجا : ۱۲۵
رفیع الدین : ۴۵
رفیع الملک ابن ملک توکل : ۲۱۳
رکن الدین ، شیخ : ۱۹
رکن خان : ۱۲۴ ، ۱۲۵ ، نیز دیکھیے ابراہیم نظام مقطع ، سید
رمضان دولت آبادی : ۲۲
رنجن ، راجا : دیکھیے راجا رنجن ۔
رنمل (نیز رنمل) : دیکھیے رن مل ، راجا ۔
رند ، میر چاکر : دیکھیے چاکر رند ، میر
رن مل (رنمل) ، راجا : ۱۲۴ ، نیز دیکھیے رانے مل ، راجا ۔
رنگی چک کوسواری (نیز زنگی چک) : ۴۵۲ ، ۴۵۳ ، ۴۶۱
رو علی راجا : دیکھیے ریمل ۔
روان جماعت : ۴۲۹
روپ متی : ۴۱۲ ، نیز دیکھیے باز بہادر خان ۔
روح پرور آغا : ۲۱ ، ۲۲
رومی ، اسد خان : دیکھیے اسد خان رومی ۔
رومی خان : ۲۲۸ ، ۲۳۵ ، ۲۳۸
روی مادری (یا نادری) وزیر : ۴۱۸ ، ۴۱۹
ریمل (رو علی راجا) : ۴۸۵
رینا (نیز زینا) : ۴۴۲ ، نیز دیکھیے امیر زینا ۔
رینا ، انیہ : ۴۶۸
رینا ، سنکر : دیکھیے سنکر رینا ۔
رینا ، موسیٰ : ۴۶۳
رینا ، یحییٰ ، ۴۶۱

(ز)

زبردست خان : ۳۶۳
زبیری ، مرزا ابراہیم : ۹۹
زکریا ، لطیف : ۳۱۲
زمان ، خان : دیکھیے خان زمان
زنار دار برہمن : ۱۸۸ ، نیز دیکھیے برہمن ۔
زنگی چک : دیکھیے رنگی چک کوسواری ۔
زین الدین حسن ، قاضی : ۸۱ ، نیز دیکھیے قاضی زین ۔
زین العابدین ، سلطان (بن سلطان سکندر بت شکن) شاہی خان : ۴۲۲ ، ۴۲۳ ، ۴۲۴ ، ۴۲۵ ، ۴۲۶ ، ۴۲۷ ، ۴۲۸ ، ۴۲۹ ، ۴۳۰ ، ۴۳۱ ، ۴۳۲ ، ۴۳۵ ، ۴۳۶ ، ۴۴۰ ، ۴۴۵ ، ۴۵۸ ، ۴۸۰ ، نیز دیکھیے شاہی خان ۔

Marfat.com

زین بدر : ۳۳۲
زین خاں : ۸۲
زین ، قاضی : ۴۷۴
زینا : دیکھیے زینا۔
زینا ، امیر : دیکھیے امیر زینا ۔

(س)

سادات (سید) : ۳۳۷ ، ۳۳۹ ، ۳۴۱
سادات بخاری : ۲۶۰ ، ۲۶۱ ، نیز دیکھیے بخاری سادات ۔
سادات خاں : ۲۴۸ ، ۲۵۹
سارنگ : خان ۱۱۵ ، ۲۸۰ ، نیز دیکھیے تاتار خاں ۔
سالار حمزه (مشیر الملک) : ۴۴ ، ۴۵
سالباہن پوربیہ : ۳۸۷ ، ۳۸۸
سامت رائے ، راجا : ۱۳۳ ، نیز دیکھیے رائے سامت ۔
سان دیوی (نیز سنان دیور) : ۳۳۸
سانگا ، رانا : دیکھیے رانا سانگا ۔
سبزواری ، سلطان حسین : ۹۲
سپرک مرزا ، جان : دیکھیے جان سپرک مرزا ۔
ستوانی ، سکندر خاں : دیکھیے سکندر خاں ستوانی (نیز میوانی) ۔
ستوم : ۴۲۶
سجاول خاں : ۴۰۴
سدبا ، ملک (نیز ملک بدی) : ۱۴۳
سدھو : ۲۰
سراج (وزیر سلطان جمشید) : ۴۱۹
سراج الملک : ۳۳۲
سراج خاں (نیز معظم خاں) : ۵۷ ،
۵۸
سردیو ، راجا : دیکھیے راجا سردیو
سرسیام داس ، راجا : ۳۴۰
سرکنجی (یا سرگنجی) ، ملک احمد
۱۲۵
سرکہ ، راجا : ۴۴
سرکھچہ ، رائے : ۳۳۲
سرمک : ۴۴۷
سرلنگ ، سید ابراہیم خاں : دیکھیے ابراہیم خاں سرلنگ ، سید
سرور خواجہ سرا ، ملک : ۲۷۷
سرور ، ملک : ۲۱۰
سری بہت (یا بھٹ) : ۳۲۳ ، ۳۲۸
سعادت خاں (بن سلطان مظفر) : ۴۲۲
سعد اللہ لاہوری ، مولانا : ۵۲۳
۵۲۵
سعید ، میاں محمد : ۲۷۸ ، ۲۸۱ ، ۲۸۵
۲۸۹
سعید الملک ، ملک : ۱۲۳ ، ۱۴۰
سعید ، ملک : ۸۲
سعید خاں ، سلطان : ۳۴۹
سعید خاں لودی : ۳۸۳ ، ۳۸۴
سعید محمود شاہ : ۳۴۹
سعید ہوشنگ شاہ ، سلطان : ۲۸۲ ، ۲۸۳ ، ۳۲۸ ، نیز دیکھیے ہوشنگ شاہ ۔
سکار یا شکار : دیکھیے سکار
سکرو : ۴۱۳ ، نیز دیکھیے گرشاسپ بن سکرو ۔
سکندر ابن بہاول (سکندر زماں)

Marfat.com

۲۸۹ ، نیز دیکھیے سکندر لودی ، سلطان ۔
سکندر بت شکن بن قطب الدین ، سلطان : ۳۱۸ ، ۳۱۹ ، ۳۲۰ ، ۳۲۱ ، ۳۲۳ ، ۳۲۴
سکندر بن شمس الدین ، سلطان : ۲۶۳ ، ۲۶۷
سکندر خان : ۳۳۵ ، ۳۶۶ ، ۳۸۰ ، ۳۸۱ ، ۳۸۲ ، ۳۸۳ ، ۳۹۶ ، ۳۹۷ ، ۳۹۸ ، ۴۰۵ ، ۴۴۳ ، ۴۴۹ ، ۴۹۷ ، ۴۹۸
سکندر خان بخاری : ۴۷ ، ۴۸ ، ۵۳
سکندر خان بن سلطان مظفر شاہ ، سلطان : ۲۰۵ ، ۲۰۶ ، ۲۰۷ ، ۲۰۸ ، ۲۰۹ ، ۲۱۰ ، ۲۱۱ ، ۲۱۳ ، ۲۱۴ ، ۲۱۵ ، ۲۱۶
سکندر خان بن فتح خان : ۴۴۵ ، ۴۴۶
سکندر خان ، جام : دیکھیے جام سکندر خان ۔
سکندر خان ستوائی : ۲۲۲ ، نیز دیکھیے سکندر خان میواتی
سکندر خان ، سلطان زادہ : ۴۵۰
سکندر خان سوامی : ۴۰۴
سکندر خان ، شہزادہ : ۱۸۸ ، ۱۹۰ ، ۲۰۵
سکندر خان میواتی : ۲۲۲ ، نیز دیکھیے سکندر خان ستوائی ۔
سکندر زماں (نیز خاقان زماں) : دیکھیے سکندر لودی ، سلطان ۔
سکندر ، سلطان : ۱۰۹
سکندر شاہ : ۲۱۳ ، ۲۶۴ ، ۲۷۱
سکندر ککر : دیکھیے اسکندر ککر ۔
سکندر لودی ، سلطان (خاقان زماں نیز سکندر زماں) : ۱۸۴ ، ۲۰۳ ، ۲۷۴ ، ۳۷۷ ، ۳۸۱ ، ۳۸۳ ، ۳۸۴ ، ۳۸۵ ، ۴۴۳ ، ۴۴۵ ، ۵۱۴ ، ۵۲۰ ، ۵۲۲ ، نیز دیکھیے سکندر ابن بہلول ۔
سلاطین اسلام : ۴۱۳
سلاطین بلاد کشمیر : ۴۱۳ ، نیز دیکھیے کشمیری سردار ۔
سلاطین بنگالہ : ۲۶۳
سلاطین بہمنیہ : ۱۲ ، ۳۳۵ ، نیز دیکھیے بہمنی سلاطین ۔
سلاطین خلجیہ : ۳۷۲ ، نیز دیکھیے خلجی خاندان ۔
سلاطین دکن : ۹ ، ۵۸ ، ۱۸۳ ، ۳۰۲
سلاطین دہلی : ۲۶۳ ، ۲۸۸
سلاطین روم : ۹۹
سلاطین شرقیہ (جونپور) : ۲۷۷ ، ۲۸۸
سلاطین کشمیر : دیکھیے سلاطین بلاد کشمیر ۔
سلاطین گجرات : ۴۰ ، ۱۰۹ ، ۲۳۷ ، ۲۳۸ ، ۵۱۵
سلاطین مالوہ : ۲۹۱ ، ۳۴۹
سلاطین ملتان : ۵۰۵

Marfat.com

سلام دار ، آدم : دیکھیے آدم سلامدار

سلاہدی (یا سلہدی) : ۳۹۰ ، ۳۹۱ ، ۳۹۳ نیز دیکھیے سلہدی پوربیہ ۔

سلاہدی ، بھوپت رائے : دیکھیے بھوپت رائے بن سلہدی ۔

سلاہدی پوربیہ : ۲۰۰ ، نیز دیکھیے سلہدی پوربیہ ۔

سلطان احمد بہمنی : دیکھیے احمد بہمنی ، سلطان ۔

سلطان السلاطین : ۲۶۳ ، ۲۶۸

سلطان الشرق خواجہ جہاں : ۲۷۷ ، ۲۹۲

سلطان بہادر گجراتی : دیکھیے بہادر گجراتی ، سلطان ۔

سلطان جمشید : دیکھیے جمشید ، سلطان (بن سلطان شمس الدین شاہ میر) ۔

سلطان حسین شرقی : ۳۴۶

سلطان خضر : ۱۲۳

سلطان زادہ سکندر خان : دیکھیے سکندر خان ، سلطان زادہ ۔

سلطان ، سید : دیکھیے سید سلطان ۔

سلطان شرق (سلطان حسین شرقی) : ۳۴۶ ، نیز دیکھیے سلاطین شرقیہ (جونپور)

سلطان عالم : ۲۳۲ ، ۲۳۵ ، ۲۳۶

سلطان عالم کالپی وال : ۴۰۱

سلطان علی قطب الملک : ۱۵ ، نیز دیکھیے قطب الملکیہ ۔

سلطان محمد : ۳۲۳

سلطان محمد (شاعر) ۴۲۴

سلطان محمد (شاہ) : ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۵ ، ۱۶ ، ۱۹ ، نیز دیکھیے محمد تغلق سلطان ۔

سلطان محمد (برادر شاہ بیگ) : ۴۹۹ ، ۵۰۰ ، نیز دیکھیے شاہ بیگ ارغون ۔

سلطان محمد (برادر یوسف عادل خان) ۹۹

سلطان محمود (غزنوی) : ۱۷۹

سلطان مظفر شاہ : دیکھیے مظفر شا سلطان

سلطان ندر بار : ۳۷

سلطان ہوشنگ ، الپ خان : ۲۹۳ نیز دیکھیے دلاور خان ۔

سلطانی ، حاجی خان : دیکھیے حا خان سلطانی ۔

سلطانی ، ملک ایاز : دیکھیے ا سلطانی ، ملک ۔

سلہدی (یا سلاہدی) : ۳۹۰ ، ۳۹ ۳۹۳ ، نیز دیکھیے بھوپت رائ

سلہدی پوربیہ : ۲۲۲ ، ۲۲۳ ، ۲۲۶ ، ۲۲۷ ، ۲۲۸ ، ۹ ۲۳۱ ، ۲۳۲ ، ۲۹۶ ، ۷ ۲۹۸ ، ۴۰۰ ، ۴۰۱ ، نیز دیک سلاہدی پوربیہ ۔

سلیم خان بن شیر خان افغان (شاہ سوری) : ۲۵۱ ، ۲۷۵ ، ۶ ۴۰۷ ، ۴۸۱ ، ۴۸۲ ، ۵۲۷

Marfat.com

سلیم شاہ (بادشاہ دہلی) : ۸۹
سلیم ، شاہزادہ سلطان : دیکھیے شاہزادہ سلطان سلیم ۔
سلیان (سکندر) : ۴۱۹
سلیان کرانی : ۲۷۵
سلیمان ، ملک : ۳۲۱
سموں : ۴۹۴
سمہ خاندان : ۴۹۴
سنان دیور : دیکھیے سان دیوی ۔
سنجر ، الب خان : دیکھیے الب خان سنجر ۔
سنجر ، جام : دیکھیے جام سنجر ۔
سنکر چک پسر کاجی چک : ۴۶۰ ، ۴۶۶ ، ۴۷۴
سنکر رینا : ۴۴۲ ، ۴۴۳ ، ۴۴۴ ، ۴۴۵
سنکیسر ، رائے : دیکھیے رائے سنکیسر نیز رائے شنکر ۔
سواسی ، سکندر خان : دیکھیے سکندر خان سواسی ۔
سوائی ، عادل خان : ۱۳ ، ۸۵ ، ۱۰۰
سور (نیز سورا) : ۱۷۴
سورج مل : ۱۸۹ ، ۳۶۲ ، نیز دیکھیے رائے مل ۔
سوری ، سلیم شاہ : دیکھیے سلیم خان بن شیر خان افغان ۔
سوری ، شیر شاہ : دیکھیے شیر خان افغان ۔
سومرہ خاندان : ۴۹۴
سہتہ : ۵۱۳
سہراب دودائی (یا دودری) ، ملک : ۵۱۳ ، ۵۲۱
سہروردی : دیکھیے خاندان سہروردیہ
سہرہ ، رائے : دیکھیے رائے سہرہ ۔
سہیل سرا ، خواجہ : ۳۵۶ ، ۳۵۷ ، ۳۵۸ ، ۳۶۰ ، ۳۶۳ ، ۳۶۴ ، ۳۶۶
سیتہ (قوم) : دیکھیے قبیلہ سیتہ ۔
سید (سادات) : ۴۳۶ ، ۴۳۷ ، ۴۳۸ ، ۴۳۹ ، ۴۴۱
سید ابراہیم نظام مقطع (رکن خان) : دیکھیے ابراہیم نظام مقطع ، سید ۔
سید اجل : ۴۸ ، نیز دیکھیے سید عجل ۔
سید احمد : ۳۱۸
سید برخوردار : ۴۸۳
سید حامد : ۲۶۱
سید حسن والد سید ناصر : ۴۳۶ ، ۴۳۷ ، ۴۳۸
سید خان : ۳۲۳ ، ۴۵۵ ، ۴۶۲ ، ۵۱۱
سید سلطان : ۳۴۰
سید عجل : ۴۸ ، نیز دیکھیے سید اجل ۔
سید علی خان : ۲۳۵ ، ۴۳۸ ، ۴۳۹
سید علی طباطبا : ۱۶
سید محمد (بن سید حسن) ، میر : ۴۲۰ ، ۴۳۸ ، ۴۳۹ ، ۴۴۱
سید محمد گیسو دراز ، امیر : ۳۰
سید مرزا : ۴۵۷

Marfat.com

سید ناصر : ۴۳۶ ، نیز دیکھیے سید حسن ۔
سید نعمت اللہ : دیکھیے نعمت اللہ کرمانی ، شاہ ۔
سیدی بدر سلطانی : ۲۵۸
سیف الدین : ۲۱۳ ، ۲۶۸
سیف الدین شحنہ فیل ، ملک : ۲۶۶ ، ۳۳۰
سیف الملک (حبشی) : ۲۵۵ ، ۲۵۷ ، ۲۵۸ ، ۲۶۰
سیف خان : ۵۱ ، ۵۲ ، ۱۸۱ ، ۱۸۲ ، ۱۸۳ ، ۳۳۷
سیف خان دہلوی : ۴۰۲ ، ۴۰۳
سیف خواجہ ، ملک : ۱۲۴
سیفی دانگری : ۴۳۸ ، ۴۴۰ ، ۴۴۱ ، ۴۴۲ ، ۴۴۵
سیکار بن سلطان قطب الدین (سکار نیز شکار) : ۴۱۸
سیو داس بقال : ۳۵۶
سیو دیو بھٹ : ۴۲۱
سیہ بھٹ : ۴۲۱ ، ۴۲۳

(ش)

شادی خان پوربیہ : ۳۹۲
شاہ ابوالخیر : ۱۲۷
شاہ ابوالمعالی : ۴۶۸ ، ۴۶۹
شاہ اسماعیل : ۱۸۴ ، نیز دیکھیے اسماعیل شاہ ۔
شاہ بیگ ارغون : ۴۹۹ ، ۵۰۰ ، ۵۰۱ ، ۵۰۲ ، نیز دیکھیے شاہی بیگ ارغون ۔
شاہ جیو صدیقی : دیکھیے جیو صدیقی ، شاہ ۔
شاہ حسن : ۵۰۳
شاہ حسین : ۵۰۲ ، ۵۰۳
شاہ حسین ارغون ، مرزا : ۲۱۹ ، ۵۲۲ ، ۵۲۳ ، ۵۲۴ ، ۵۲۵ ، ۵۲۶
شاہ خلیل اللہ : دیکھیے خلیل اللہ ، شاہ ۔
شاہ رخ ، مرزا : ۴۸۶
شاہ ، سکندر : سکندر شاہ ۔
شاہ شمس الدین درویش : دیکھیے شمس الدین درویش ، شاہ ۔
شاہ طاہر : ۸۸
شاہ طہماسپ : ۹۲ ، نیز دیکھیے طہماسپ شاہ ۔
شاہ عارف درویش : ۴۷۹
شاہ عالم : ۲۰۸
شاہ عبداللہ : دیکھیے عبداللہ ، شیخ م
شاہ قاسم انوار : ۴۴۲
شاہ قلی خان : ۴۸۶
شاہ محب اللہ ، امیر زادہ : دیکھیے محب اللہ ، امیر زادہ شاہ ۔
شاہ محمد خان قندھاری : ۴۱۲
شاہ ملک ، ملک : دیکھیے شہ ملک ملک ۔
شاہ میر بن طاہر آل بن آل شاشب گرشاشب بن سکرو : ۴۱۳ ، ۴۱۴ ، نیز دیکھیے شیرا سامکنہ
شاہ نظر تواچی : ۴۵۸

Marfat.com

شاہزادہ سلطان سلیم : ۳۸۰
شاہزادہ لنگ : ۳۵۷ ، ۳۶۱
شاہی بیگ ارغون : ۵۰۱ ، نیز دیکھیے شاہ بیگ ارغون ۔
شاہی بیگ ، امیر : ۵۰۱
شاہی بیگ اوزبک : ۵۰۲
شاہی خان بن سکندر بت شکن : ۳۲۱ ، ۳۲۲ ، نیز دیکھیے زین العابدین ، سلطان ۔
شتاب خان : ۵۸
شجاع الملک : ۲۱۵
شجاع الملک بخاری ، شیخ : ۵۲۳ ، ۵۲۴ ، ۵۲۶
شجاع خان : ۱۷۹
شجاع خان ، میاں : ۳۰۸
شجاول خان بنیابت شیر خان افغان : ۲۹۱ ، ۳۰۴ ، ۳۰۵ ، ۳۰۶ ، ۳۰۷ ، ۳۰۸ ، ۳۰۹ ، ۳۱۰
شجاعت خان : ۳۵۴ ، ۳۵۵ ، ۳۵۶ ، ۳۵۷ ، ۳۵۸ ، ۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲ ، ۳۶۳ ، ۳۶۴ ، ۴۰۳ ، ۴۰۴ ، نیز دیکھیے علاء الدین شجاعت خان ، سلطان ۔
شحنہ فیل ، ملک سیف الدین : دیکھیے سیف الدین شحنہ فیل ، ملک ۔
شرزۃ الملک : ۲۲۴
شرزہ خان شروانی : ۲۰۰ ، ۲۰۶ ، ۲۲۲ ، ۲۷۷ ، ۳۸۵ ، ۳۹۸
شرف العلماء صدر جہاں : ۸۱ ، نیز دیکھیے مخدوم اعظم صدر جہاں ۔
شرف الملک : ۲۱۷
شرف جہاں طیب : ۱۷
شرقی ، سلطان ابراہیم : دیکھیے ابراہیم شرقی ، سلطان ۔
شرقی ، سلطان حسین : دیکھیے حسین شرقی ، سلطان ۔
شرقی مبارک شاہ : دیکھیے مبارک شاہ شرقی ۔
شرقیہ سلاطین : دیکھیے سلاطین شرقیہ ۔
شروان خان : ۲۳۵
شروانی ، حسین : دیکھیے حسین شروانی ۔
شروانی ، شرزہ خان : دیکھیے شرزہ خان شروانی ۔
شروانی ، فتح جنگ خان : دیکھیے فتح خان شروانی ۔
شروانی ، ہارون خان ، ڈاکٹر : ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۶ ، ۱۷ ، ۱۹ ، ۲۰ ، ۲۱ ، ۲۲ ، ۲۴ ، ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۷ ، ۲۹ ، ۳۱ ، ۳۲ ، ۳۴ ، ۳۵ ، ۳۶ ، ۳۹ ، ۴۰ ، ۴۱ ، ۴۲ ، ۴۳ ، ۴۴ ، ۴۵ ، ۴۷ ، ۴۸ ، ۵۱ ، ۵۲ ، ۵۳ ، ۵۴ ، ۵۸ ، ۵۹ ، ۶۰ ، ۶۱ ، ۶۲ ، ۶۳ ، ۶۵ ، ۶۶ ، ۶۷ ، ۶۹ ، ۷۰ ، ۷۱ ، ۷۲ ، ۷۴ ، ۸۰ ، ۸۲ ، ۸۳ ، ۸۴ ، ۸۵ ، ۸۸
شکار یا سکار : دیکھیے سہکار ۔
شکاری (نیز مکاری) ، حسین خان : دیکھیے حسین خان شکاری ۔

Marfat.com

شکر گنج ، بابا فرید الدین : دیکھیے فرید الدین مسعود شکر گنج -
شمس الدنیا و الدین ابوالمظفر الغازی محمد شاہ بہمنی لشکری : دیکھیے محمد شاہ لشکری ، سلطان -
شمس الدین بن سلطان السلاطین ، سلطان : ۲۶۳ ، ۲۶۸ ، ۲۶۹
شمس الدین بن سلطان محمد شاہ ، سلطان : ۳۵۱
شمس الدین بھنگرہ ، سلطان : ۲۶۵ ، ۲۷۰
شمس الدین ، خواجہ ۵۲۶ ، ۵۲۷
شمس الدین درویش ، شاہ : ۱۶۳
شمس الدین ، سلطان : ۱۳ ، ۲۳ ، ۲۵ ، ۲۶۳ ، ۲۶۶ ، ۲۶۷
شمس الدین ، سلطان (شاہ میر) : ۳۱۴ ، ۳۱۵ ، ۳۱۷ ، نیز دیکھیے شاہ میر بن طاہر آل -
شمس الدین طارمی ، ملک : ۸۰
شمس الملک (لوح بن یوسف الملک) : ۲۱۲
شمس چک : ۳۸۴ ، ۳۸۵ ، ۳۸۶
شمس خان دلدانی : ۱۱۸ ، ۱۱۹ ، ۱۲۵ ، ۱۲۷
شمس دولی : ۳۸۶
شمس رینا : ۳۶۳ ، ۳۶۴
شمس مغول ، خواجہ : ۳۵۶
شمشیر الملک : ۲۱۳
شنکر چک : ۳۶۷ ، ۳۷۳ ، نیز دیکھیے سنکر چک پسر کاجی چک -
شنکر ، رائے. (نیز رائے سنگیسر) : دیکھیے رائے شنکر -
شہ ملک ، ملک : ۱۲۵ ، ۱۲۶
شہاب الدین : ۲۳ ، ۲۶۸
شہاب الدین ، سلطان : ۵۱۲ نیز دیکھیے حسین ، سلطان -
شہاب الدین ، سلطان (شیر ملک غوری) : ۳۲۱
شہاب الدین ، سلطان (شیرا سامک) ۳۱۷ ، ۳۱۸ ، ۳۳۳
شہاب الدین ، سلطان (میاں منجھلا) ۳۶۳ ، ۳۶۵ ، ۳۶۸ ، ۳۶۹ ، ۳۷۱ ، ۳۷۲ ، ۳۷۳ ، ۳۷۵ ، ۳۷۸
شہاب الدین محمود شاہ ، سلطان (بن محمد شاہ لشکری) : ۴۲ ، ۴۷ ، نیز دیکھیے محمود شاہ ، سلطان -
شہباز خان افغان : ۳۶۲
شہداد : ۵۲۱
شہر یار : ۱۸۱
شہزادہ احمد خان : دیکھیے احمد خان : دیکھیے احمد خان ، شہزادہ (خانخاناں) -
شہزادہ حسن خان : دیکھیے حسن خان ، شہزادہ -
شہزادہ محمود شاہ : دیکھیے محمود شاہ ، شہزادہ -
شیبانی ، قطب الدین : دیکھیے قطب الدین شیبانی -
شیخ آزری : ۳۹

Marfat.com

شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی : دیکھیے بہاء الدین زکریا ملتانی ۔
شیخ الاسلام ، شیخ جایلدہ (یا چایلدہ) ۲۸۳ ، ۳۲۹ ، نیز دیکھیے جایلدہ، حضرت شیخ ۔
شیخ اولیاء : ۳۶۰ ، ۳۸۵
شیخ جایلدہ (یا چایلدہ) ، شیخ الاسلام حضرت : ۲۸۳ ، ۳۲۹ ، نیز دیکھیے جایلدہ ، حضرت شیخ ۔
شیخ جیو (نیز شیخ چنو) : ۲۰۵ ، ۲۰۶ ، ۲۰۸
شیخ چاند : ۷۰ ، ۱۹۱
شیخ چایلدہ (یا جایلدہ)، شیخ الاسلام، حضرت : ۲۸۳، ۳۲۹ ، نیز دیکھیے جایلدہ ، حضرت شیخ ۔
شیخ چنو (نیز شیخ جیو) : ۲۰۵ ، ۲۰۶ ، ۲۰۸
شیخ حاجی قدس سرہ : ۱۷۲
شیخ حامد : ۱۹۱
شیخ حبیب اللہ : ۳۵۶ ، ۳۵۷ ، ۳۵۸ ، ۳۶۳ ، ۳۶۴ ، ۳۶۶
شیخ رکن الدین : ۱۹
شیخ عبداللہ (عرف شاہ عبداللہ) : ۵۱۰
شیخ ملک : ۱۶۴ ، ۳۰۷
شیخ نظام الدین : دیکھیے نظام الدین اولیاء بدایونی ثم دہلوی ، قطب العارفین ، شیخ ۔
شیخ نور ، قطب عالم : ۲۷۳
شیخ یوسف (اعظم ہمایون) : ۲۴۸
شیخا ، ملک بایزید : ۳۱۲ ، ۳۱۳
شیخن ، قاضی : ۳۴۳
شیر الملک : ۳۴۳
شیر برادر حیدر : ۴۲۸
شیر خان افغان (شیر شاہ سوری) : ۲۴۳ ، ۲۴۴ ، ۲۴۶ ، ۳۰۲ ، ۳۰۳ ، ۳۰۴ ، ۳۰۶ ، ۳۵۲ ، ۴۵۳ ، ۵۲۷
شیر خان بن سلطان مظفر : ۱۲۲ ، ۱۸۲ ، ۱۸۳ ، ۲۲۷ ، ۳۴۹ ، ۳۵۰ ، ۳۶۳ ، ۳۶۴ ، ۳۶۵ ، ۳۶۶
شیر خان فولادی : ۲۵۰ ، ۲۵۱ ، ۲۵۳ ، ۲۵۵ ، ۲۵۶ ، ۲۵۷ ، ۲۵۹ ، ۲۶۰ ، ۲۶۱ ، ۲۶۲ ، ۲۷۴ ، ۲۷۵
شیر شاہ سوری : ۳۰۲ ، نیز دیکھیے شیر خان افغان ۔
شیر ملک : ۳۴ ، ۳۶ ، ۱۲۵
شیر ملک غوری ، ملک (سلطان شہاب الدین) : ۳۲۱ ، ۳۴۷
شیرا سامک بن شاہ میر : ۳۱۳، ۳۱۶ ، ۳۱۷ ، نیز دیکھیے شہاب الدین ، سلطان ۔
شیرازی ، حافظ : ۲۹۸
شیرازی ، خان جہاں : دیکھیے خان جہاں شیرازی ۔
شیرازی ، میر فتح اللہ : ۱۰۱
شیوا داس : ۳۶۸ ، نیز دیکھیے سیو داس بقال ۔

Marfat.com

(ص)

صاحب خاں : ۱۷۲، ۱۶۰-۱، ۱۸۷،
۱۸۹

صاحب خان بن ناصر الدین، شہزادہ ۔
۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹،
۳۸۰، ۳۸۱، ۲۸۳، ۳۸۴،
۳۸۵، ۴۱۲

صاحب قران امیر تیمور : دیکھیے
امیر تیمور گورکان، صاحب قران ۔

صادق محمد خاں : ۹۷

صالح عاقل، محمد : دیکھیے محمد صالح
عاقل ۔

صبر علی : ۳۵۷، ۳۶۲

صدر الدین ، قاضی : دیکھیے قاضی
صدر الدین ۔

صدر جہاں ، شرف العلماء : ۸۱

صدر جہاں ، مخدوم اعظم : ۸۱

صدر خاں : ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶،
۳۷۲، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۸۳، نیز
دیکھیے حیدر خاں ۔

صدور، محمد (نیز محمد جنید) : ۴۷۰

صدہ امیر : ۱۶

صدہا (یا صدہائی)، امیر : ۱۰، نیز
دیکھیے سدہا، ملک ۔

صدیقی، جیو (نیز شاہ جیو) : دیکھیے
جیو صدیقی، شاہ ۔

صدیقی، چنو : دیکھیے چنو صدیقی

صدیقی، عبدالمجید، پروفیسر: ۱۰۵،
۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸

صفوی، اسماعیل : ۱۸۶، ۳۷۹، نی
دیکھیے شاہ اسماعیل ۔

صلابت خاں (گرجی) : ۱۰

صلاح الدین : ۴۹۶

صلاح الدین، جام : دیکھیے جا
صلاح الدین ۔

صلاح، ملک احمد : ۳۱۸، ۳۲۰

صفدر الملک (ملک حسن) : ۱۳۷
۱۳۸، ۳۰۷

صفدر الملک غلام طغی : ۱۶

صفدر خاں : ۴۶، ۷۷، ۷۸، ۸۳
۱۸۳، ۱۹۷، ۱۹۹، ۳۸۴

صفدر خان سلطانی، ملک : ۱۳۴

صوفی خان : ۳۱۸

(ض)

ضیاء الدین برنی : دیکھیے برنی ۔

ضیاء الدین بیگ، مرزا : ۵۵

ضیاء الملک بن نصیر خاں : ۲۱۲
۲۱۶، ۲۱۷

(ط)

طارمی، ملک شمس الدین : دیکھی
شمس الدین طارمی، ملک ۔

طاہر آل (یا آل طاہر) بن آل شاش
بن گرشاشپ بن سکرو : ۴۱۳

طاہر شاعر، سید ۵۷

طاہر، شاہ : دیکھیے شاہ طاہر

طاہر مرزا : ۴۸۵

طائفہ لون : ۴۱۵

Marfat.com

طباطبا ، سید علی : ۱٦
طغی : دیکھیے صفدر الملک غلام طغی
طوغان ، ملک : ۱۹۷ ، نیز دیکھیے فرحت الملک ۔
طہماسپ شاہ (برادر علی عادل خاں) : ۱۰۱ ، ۱۰۳ ، نیز دیکھیے شاہ طہماسپ ۔
طیب ، شرف جہاں : دیکھیے شرف جہاں طیب۔
طیش ، منشی رحمان علی : ۲٦۵

(ظ)

ظفر : ۳۰۷
ظفر خاں (علاء الدین حسن) : ۱۱
ظفر خاں، اعظم ہمایوں : دیکھیے اعظم ہمایوں ظفر خاں ۔
ظفر خاں بن وجیہہ الملک : ۲۹۲
ظفر خاں شاہزادہ : ۳۷
ظہیر الدین محمد بابر : دیکھیے بابر بادشاہ ۔
ظہیر الملک ، ملک : ٦۱ ، ۱۹۱ ، ۲۴۱

(ع)

عادل خاں : ۱۲ ، ٦۵ ، ٦۷ ، ۷۲ ، ۷۳ ، ۷۵ ، ۷٦ ، ۸٦ ، ۸۹ ، ۹۰ ، ۹۲ ، ۹۵ ، ۹٦ ، ۱۱۳ ، ۳۵۲
عادل خاں (حاکم برہان پور) : ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۲۱۸
عادل خاں ، ابراہیم : دیکھیے ابراہیم عادل خاں ۔
عادل خاں ، اسماعیل : دیکھیے اسماعیل عادل خاں ۔
عادل خاں ، اعظم ہمایوں : دیکھیے عادل خاں ۔
اعظم ہمایوں عادل خاں ۔
عادل خاں بن حسن خاں : ۱۸۰ ، ۱۸۳
عادل خاں بن عادل خاں سوائی : ۸۵ نیز دیکھیے سوائی ، عادل خاں ۔
عادل خاں بن مبارک خاں : ۱۸۰ ، ۳۳۰ ، ۳۹۳
عادل خاں سوائی : ۱۴ ، ۸۵ ، ۱۰۰
عادل خاں فاروق : ۱۷۹ ، ۱۹۳
عادل خاں ، یوسف : دیکھیے یوسف عادل خاں ۔
عادل خانی : ۹٦
عادل خانیہ : ۱۲ ، ۱۷ ، ۹۹
عادل محمد خاں : ۴۱۲
عارض ممالک (بخشی) : ۳۵۲ ، ۳۵۸
عارف درویش، شاہ : دیکھیے شاہ عارف درویش ۔
عالم الملک : ۱٦
عالم خاں : ۴۱ ، نیز دیکھیے نصیر خاں ۔
عالم خاں بن جام بایزید : ۵۱۸ ، ۵۱۹ ، ۵۲۰
عالم خاں پسر سکندر لودی : ۲۰۳
عالم خاں (حبیب اللہ) : ۲٦۴ ، ۳٦۵ ، ۳٦٦ ، نیز دیکھیے حبیب اللہ ، شیخ ۔
عالم خاں ، خان زادہ : ۱۸۰ ، ۱۸۲ ، ۱۸۳

Marfat.com

عالم خان ازبک : ۱۹۳
عالم خان لودی : ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۹
عالم ، سلطان : دیکھیے سلطان عالم
عالم ، سید : ۳۰۸
عالم شہ ، ملک : ۱۸۰، ۱۸۱
عامر بن عبداللہ : ۳۹۰
عباسی ، محمد : ۳۴۲
عباسی ، محمود احمد : ۱۰
عبدالجبار : ۵۸
عبدالحئی پسر جالی ، شیخ : ۳۰۳
عبدالرحمن جامی ، حضرت مولانا : ۷۰
عبدالرحمن خان ۵۱۶
عبدالرحمن ، مرزا : ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۶۱
عبدالقادر : ۳۲۷، ۳۲۸
عبدالقادر ، خواجہ : ۳۲۶، ۳۹۹
عبدالقادر ، شہزادہ : ۸۹، ۳۲۷، ۳۵۵
عبداللہ : ۳۹۰
عبداللہ بغرش خان : ۶۵
عبداللہ جنگال ، شیخ : ۱۸۹
عبداللہ ، شیخ (شاہ عبداللہ) : ۵۱۰
عبداللہ ، ملا : ۳۵۳، ۳۵۰
عبدالمجید خان : ۵۱
عبدالمجید صدیقی ، پروفیسر : ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۹
عبدالملک : ۵۵۳
عبدالملک بن مروان : ۳۸۹، نیز دیکھیے ولید بن عبدالملک ۔

عبدالولی خان : ۱۷
عبدالوہاب ، حاجی : ۵۱۵
عبد زینا (نیز عبدی زینا ، عیدی زینا) ۳۳۸
عبدی زینا : ۳۵۳، ۳۵۴، نیز دیکھیے عیدی زینا ۔
عثمان جلال ، ملک : ۳۰۶
عثمان خان : ۳۰۶، ۳۰۷
عثمان خان ، شہزادہ : ۳۰۳، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۸، ۳۰۹
عجب دیو ، راجا : ۳۳۶
عجل ، سید (نیز سید اجل) : ۳۸
عدلی ، مبارز خان : ۳۱۰
عراق : ۹۵
عرب : ۳۹۱، ۳۹۲
عرض الملک : ۲۱۳
عزیز اللہ ، مولانا : ۵۱۵، ۵۲۲
عزیز الملک : ۵۷ ، نیز دیکھیے عزیز الملک ، ملک ۔
عزیز الملک سلطانی : ۱۸۰، ۱۸۵
عزیز خان : ۳۵
عزیز خان ترک : ۳۷
عزیز خمار : ۹، ۱۰، نیز دیکھیے نجیب خمار ۔
عسکری ، مرزا : ۲۳۷، ۲۳۸
عشقی ، ملا : ۳۸۰
عضدالدولہ ، ظہیر الدین : ۱۲۹
عضد الملک : ۱۵۹، ۱۷۳، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۰

Marfat.com

عطاء اللہ ، ملک نوروز : ۲۰
عضد ، ملک (نیز ملک عضد) : ۳۰۴
عقیل ثقفی : ۴۹۰
علا ، ملک بدر : دیکھیے بدر علا ، ملک ۔
علاء الدین : ۲۶۴ ، ۳۴۴
علاء الدین بہمن شاہ : ۱۱ ، ۲۲ ، نیز دیکھیے بہمن شاہ ۔
علاء الدین بہمنی دکھنی ، سلطان : ۳۳۵ ، نیز دیکھیے بہمنیہ ۔
علاء الدین حسن : ۱۰ ، ۱۱ ، نیز دیکھیے حسن کانگو ۔
علاء الدین حسن بہمنی : ۱۵ ، نیز دیکھیے علاء الدین ، سلطان ۔
علاء الدین حسن شاہ ، سلطان : ۱۳ ، ۱۵ ، ۱۷
علاء الدین خلجی ، سلطان : ۱۳۱
علاء الدین ، سلطان : ۱۱ ، ۱۶ ، ۳۷ ، ۳۸ ، ۴۱ ، ۴۲ ، ۴۴ ، ۴۷ ، ۴۸ ، ۴۹ ، ۵۱ ، ۵۲ ، ۵۳ ، ۵۶ ، ۱۳۸ ، ۲۶۳ ، ۲۶۴ ، ۲۶۵ ، ۲۷۳ ، ۲۸۷ ، ۳۲۳ ، ۳۴۷ ، ۳۵۴
علاء الدین ، سلطان (بہمنی) اول : ۱۳
علاء الدین ، سلطان (بہمنی) دوم : ۱۳
علاء الدین ، سلطان بن سلطان بہلول : ۲۳۳
علاء الدین ، سلطان بن محمود شاہ : ۸۵
علاء الدین ، سلطان (علی شیر) : ۳۱۶ ، ۳۱۷
علاء الدین سہراب ، ملک : ۳۳۰ ، ۳۳۲
علاء الدین شاہ (سلطان علاء الدین) : ۳۱ ، ۵۲
علاء الدین ، شاہزادہ : ۳۶ ، ۴۰
علاء الدین شجاعت خان ، سلطان : ۳۵۴ ، نیز دیکھیے شجاعت خان ۔
علاء الدین ، شیخ زادہ : ۳۷۵
علاء الدین محمد شاہ ، سلطان : ۵۰۷
علاء الملک : ۳۱۸
علائی ، الیاس : ۲۶۵
علم الدین ، سید : ۲۰۸ ، ۲۱۳
علم خان : ۴۷۴
علو خان : ۳۶۶
علی بابا : دیکھیے بابا علی ۔
علی باکری : ۵۶۴ ، نیز دیکھیے علی ماکری ۔
علی بن حامد کوفی : ۴۹۰
علی بیگ محمد خان ، شیخ : ۴۳۶ ، ۴۳۸
علی چک : ۵۶۲ ، ۴۷۹
علی حامد : ۱۳۱
علی ، حکیم : ۱۰۲ ، ۴۸۶
علی خان : ۹۴ ، ۲۸۳ ، ۳۲۴ ، ۳۲۷ ، ۳۲۸ ، ۳۳۷ ، ۳۶۲ ، ۳۶۴ ، ۴۶۸ ، ۴۶۹ ، ۴۱۰ ، ۴۸۱ ، ۴۸۳ ، ۴۸۴
علی خان بن شہاب الدین : ۴۱۰

Marfat.com

علی خان، سید : دیکھیے سید علی خان۔
علی خان کوتوال : ۳۵۸
علی شاہ (برادر حسین) : ۴۷۷ ، ۴۷۸ ، ۴۷۹ ، ۴۸۰ ، ۴۸۱ ، ۴۸۲
علی شاہ بیگ : ۴۴۴
علی شاہ بیگی : ۴۴۴
علی شاہ، سلطان (بن سکندر بت شکن): ۴۲۱ ، ۴۲۲ نیز دیکھیے میراں خان۔
علی شکر آقا قوینلو ، میر (نیز آقا قونیلو) : ۱۰۵
علی شیر بن شاہ میر : ۴۱۳ ، ۴۱۵ ، ۴۱۶ ، ۴۸۴
علی شیر جام : دیکھیے جام علی شیر۔
علی شیر (سلطان علاء الدین) : ۴۱۶، ۴۱۷
علی شیر ، ملک : ۲۳۱ ، ۲۳۲
علی طباطبا ، سید : دیکھیے سید علی طباطبا۔
علی عادل خان : ۱۰۱ ، ۱۰۳
علی قطب الملک ، سلطان : دیکھیے سلطان علی قطب الملک۔
علی کوکہ : ۴۷۶
علی ماکری : ۴۵۷ ، نیز دیکھیے علی ہاکری۔
علی مبارک ، ملک : ۲۶۴
علی ، ملک : ۴۵۰
علی والکری : ۴۸۱
عماد الدین : ۵۳ ؛ نیز دیکھیے نجم الدین ، محمود ابن گاوا جیلانی۔
عماد الدین افضل خان، مولانا : ۴۴۴ ، ۳۵۹ ، نیز دیکھیے افضل خان۔
عماد الدین خراسانی ، مولانا : ۳۷۸
عماد الدین غوری : ۴۲
عماد الدین محمد بن قاسم : ۳۹۰ ، ۳۹۲ نیز دیکھیے محمد بن قاسم۔
عماد الملک : ۴۲ ، ۶۴ ، ۱۲۳ ، ۱۵۹ ، ۱۶۹ ، ۱۷۰ ، ۱۷۱ ، ۱۷۲ ، ۱۸۵ ، ۱۸۸ ، ۱۹۸ ، ۲۸۳ ، ۳۸۳ ، ۳۸۴ ، ۳۹۱ ، ۳۹۲
عماد الملک آسیری (یا اسیری): ۱۸۱
عماد الملک بن عماد الملک : ۸۵
عماد الملک سلطانی : ۲۰۵ ، ۲۰۶ ، ۲۰۷ ، ۲۰۸ ، ۲۰۹ ، ۲۱۱ ، ۲۱۲ ، ۲۱۳ ، ۲۱۶ ، ۲۲۰ ، ۲۲۶ ، ۲۲۹ ، ۲۳۲ ، ۲۳۷ ، ۲۳۸ ، ۲۴۱ ، ۲۴۲ ، ۲۴۵ ، ۲۴۸ ، ۲۴۹ ، ۲۵۰ ، ۲۵۲
عماد الملک سمرقندی ، ملک : ۱۲۶
عماد الملک کاویلی : ۱۲ ، ۱۶ ، ۸۶ ، ۲۱۹
عماد الملک لومک : ۵۱۵ ، ۵۱۶ ، ۵۱۷
عماد الملک ، ملک : ۴۳ ، ۷۴ ، ۸۳ ، ۸۴ ، ۸۵
عماد الملک ، ملک بہاء الدین دیکھیے بہاء الدین ، عماد الملک

Marfat.com

ملک ۔
عمدة الملک (ملک محمود) : ۵۰۳ ، ۳۰۶ ، ۳۰۷ ، ۳۰۹
عمر بن محمد داؤد پوتہ ، ڈاکٹر : ۳۹۰
عمر خاں ، شہزادہ : ۲۲۱ ، ۳۱۳ ، ۳۱۹ ، ۳۲۰ ، ۳۲۱
عودی ، ملا : ۳۲۶
عون ، ملک : ۱۷۳ ، نیز دیکھیے ملک سدہا ۔
عبدی ربنا (یا عبدی رینا) : ۳۵۶ ، ۳۵۷ ، ۳۵۸ ، ۳۶۰ ، ۳۶۱ ، ۵۶۲ ، ۳۶۳
عبدی زیبا : ۳۳۸ ، نیز دیکھیے عبدی رینا ۔
عیسیٰ حضرت : ۳۵۰
عیسیٰ ترخان ، مرزا : ۵۰۰ ، ۵۰۲ ، ۵۰۳
عیسیٰ خاں سور : ۳۰۹
عیسیٰ سالار ، ملک : ۱۲۵
عین الملک ، حکیم : ۱۰۲
عین الملک ، ملک : ۸۱ ، ۸۲ ، ۱۸۷ ، ۱۸۸ ، ۲۱۹ ، ۳۶۶

(غ)

غازی خاں : ۱۸۱ ، ۲۱۵ ، ۳۳۰ ، ۳۳۶ ، ۳۵۳ ، ۳۵۵ ، ۳۵۶ ، ۳۵۷ ، ۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲ ، ۳۶۳ ، ۳۶۴ ، ۳۶۵ ، ۳۶۶ ، ۳۶۷ ، ۳۶۸ ، ۳۶۹ ، ۳۷۰ ، ۳۷۱ ، ۳۷۲ ، ۳۷۳ ، ۳۷۵ ، ۳۷۹ ، ۳۸۰ ، ۵۰۰
غازی شاہ (غازی خاں) : ۳۷۱
غزنوی خاندان : ۵۰۷
غزنوی ، سلطان محمود : دیکھیے سلطان محمود (غزنوی) ۔
غزنی خاں ، شہزادہ : ۱۲۸ ، ۱۳۰ ، ۳۰۳ ، ۳۰۵ ، ۳۰۷ ، ۳۰۸ : ۳۰۹ ، ۳۱۰
غزنین خاں : ۳۳۲ ، ۳۳۵
غلام حسین سیلم : ۲۶۵
غلام طغی ، صفدر الملک : دیکھیے صفدر الملک غلام طغی ۔
غلام علی ہندو شاہ ، مولانا : ۸۹
غلجی (نیز تغلجی یا تغلچیں) : ۲۳
غوری ، امین خاں : دیکھیے امین خاں غوری ۔
غوری ، تاتار خاں : دیکھیے تاتار خاں غوری ۔
غوری ، دلاور خاں (حسین) : دیکھیے دلاور خاں غوری (حسین) ۔
غوری ، عماد الدین : دیکھیے عماد الدین غوری ۔
غوری ، ہوشنگ : دیکھیے ہوشنگ غوری ، سلطان ۔
غیاث الدین : ۲۳
غیاث الدین بلبن ، سلطان : ۲۹۲
غیاث الدین بن سکندر ، سلطان : ۲۶۳ ، ۲۶۷ ، ۲۶۸

Marfat.com

غیاث الدین بن محمود ، سلطان : ۲۹۱ ، ۳٦۹
غیاث الدین خلجی ، سلطان : ۱۷۴ ، ۱۰۸ ، ۱۰۹ ، ۲۲۳ ، ۳۳۲ ، ۳۳۳ ، ۳۳۵ ، ۳۳٦ ، ۳۳۹ ، ۳۴۷ ، ۳۴۹ ، ۳۵۴ ، ۳۵۵ ، ۳۵٦ ، ۳۵۷ ، ۳۵۸ ، ۳٦۰ ، ۳٦۱ ، ۳٦۳ ، ۳٦۴ ، ۳٦۵ ، ۳۸۱
غیاث الدین مالوی : سلطان : ۱٦۴
غیاث الدین، میر (پسر فضل اللہ شاہ): ۳۲
غیاث شاہ : ۳۵۵

(ف)

فاروق ، عادل خاں : دیکھیے عادل خاں فاروقی ۔
فاروق ، عالم خاں : دیکھیے عالم خاں فاروقی ۔
فاضل بیگ کو کلتاش : ۵۰۰
فتح اللہ شیرازی ، میر : ۱۰۱
فتح اللہ ، مولانا : ۵۱۵ ، ۵۲۱
فتح اللہ وفا خاں : ٦۵
فتح الملک ، ملک : ۱۱۰
فتح جنگ خاں شیروانی : ۳۸۰
فتح چک : ۴۵۷ ، ۴٦۲ ، ۴٦۷ ، ۴٦۸ ، ۴۷۰ ، ۴۷۳ ، ۴۷۵
فتح خاں (احمد جوریں) : ۴٦۸ ، ۴۷۲ ، ۵۱۳
فتح خاں بلوچ : ۲۵۰
فتح خاں بن فتح خاں : ۲۰۵ ، ۲۱۰
فتح خاں بن سلطان مظفر : ۱۲۳ ، ۳۰۳ ، ۳۹۱ ، ۴۰۸ ، ۴۱۱ ، ۴۳۴
فتح خاں پسر آدم خاں : ۴۳۷ ، ۴۳۹ ، ۴۲۰ ، ۴۴۱ ، ۴۴۲ ، ۴۴۳
فتح خاں ، جام : دیکھیے جام فتح خاں ۔
فتح خاں خواجہ (یا فتح خواجہ) : ۴۷۳ ، ۴۷۴
فتح خاں رافضی : ۴۷۷
فتح خواجہ : دیکھیے فتح خاں خواجہ
فتح شاہ : ۲٦۴ ، ۲۷۱
فتح شاہ ، سلطان : ۴۴۲ ، ۴۴۳ ، ۴۴۴ ، ۴۴۵ ، ۴۴٦ ، نیز دیکھیے فتح خاں پسر آدم خاں ۔
فتو : ۹۲
فخر الدین ، ملک : ۷۵ ، ۲٦۳ ، ۲٦۴ ، ۲٦۵
فخر الملک ، خواجہ جہاں : دیکھیے خواجہ جہاں فخر الملک ۔
فخر الملک ، ملک : ۴۸ ، ۷٦ ، ۸۱ ، ۸۲ ، ۳۸۴
فدائی خاں : ۳۳۳ ، ۳۳۹
فدی خاں (یا فدائی خاں) ، شاہزادہ : ۳۳۳ ، ۳۴۷ ، نیز دیکھیے قدی خاں ، شاہزادہ ۔
فرحت الملک (ملک طوغان) : ۱٦۷ ، ۱٦۸ ، ۱٦۹ ، ۱۸۴
فرحتہ الملک (نظام مفرح) : ۱۱۰

Marfat.com

دوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر) :
۳۹۹ ، ۴۳۵ ، ۴۳۶ ، ۴۹۲ ،
۵۰۷ ، نیز دیکھیے بابر ، دت ،
...نھ ، محمد قاسم ہندو شاہ) : ۱ ، ۲ ، ۳ ،
۲۰ ، ۲۱ ، ۲۲ ، ۲۳ ، ۲۴ ،
۲۵ ، ۲۶ ، ۲۷ ، ۲۹ ، ۳۵ ، ۳۶ ،
۳۷ ، ۴۰ ، ۴۱ ، ۴۲ ، ۴۳ ، ۴۵ ،
۴۶ ، ۴۷ ، ۴۸ ، ۴۹ ، ۵۰ ، ۵۳ ،
۵۴ ، ۵۷ ، ۵۸ ، ۵۹ ، ۶۳ ،
۶۴ ، ۶۵ ، ۶۶ ، ۷۲ ، ۷۶ ،
۸۲ ، ۸۳ ، ۸۵ ، ۸۶ ، ۸۷ ،
۸۸ ، ۸۹ ، ۹۰ ، ۹۱ ، ۹۳ ،
۹۵ ، ۹۶ ، ۹۹ ، ۱۰۰ ،
۱۰۱ ، ۱۰۲ ، ۱۰۳ ، ۱۰۵ ،
۱۰۷ ، ۱۰۸ ، ۱۱۰ ، ۱۱۲ ،
۱۱۳ ، ۱۱۴ ، ۱۱۵ ، ۱۱۶ ،
۱۱۷ ، ۱۱۹ ، ۱۲۱ ، ۱۲۵ ،
۱۲۷ ، ۱۶۰ ، ۱۶۱ ، ۱۶۲ ،
۱۶۳ ، ۱۶۴ ، ۱۶۵ ، ۱۶۶ ،
۱۶۷ ، ۱۶۸ ، ۱۷۲ ، ۱۷۳ ،
۱۷۶ ، ۱۷۷ ، ۱۷۸ ،
۱۷۹ ، ۱۸۰ ، ۱۸۴ ، ۱۸۵ ،
۱۸۶ ، ۱۸۷ ، ۱۸۸ ، ۱۸۹ ،
۱۹۰ ، ۱۹۱ ، ۱۹۲ ، ۱۹۳ ،
۱۹۵ ، ۱۹۶ ، ۱۹۷ ، ۱۹۸ ،
۱۹۹ ، ۲۰۰ ، ۲۰۱ ، ۲۰۲ ،
۲۰۳ ، ۲۰۴ ، ۲۰۵ ، ۲۰۶ ،
۲۰۷ ، ۲۰۸ ، ۲۳۰ ، ۲۳۲ ،
۲۳۳ ، ۲۳۴ ، ۲۳۵ ، ۲۳۶ ،
۲۳۷ ، ۲۳۸ ، ۲۳۹ ، ۲۴۰ ،
۲۴۱ ، ۲۴۳ ، ۲۴۴ ، ۲۴۵ ،
۲۴۶ ، ۲۴۷ ، ۲۴۸ ، ۲۴۹ ،
۲۵۰ ، ۲۵۱ ، ۲۵۲ ، ۲۵۳ ،
۲۵۶ ، ۲۵۷ ، ۲۵۸ ، ۲۵۹ ،
۲۶۱ ، ۲۶۲ ، ۲۶۳ ، ۲۶۵ ،
۲۶۶ ، ۲۶۷ ، ۲۶۸ ، ۲۶۹ ،
۲۷۰ ، ۲۷۱ ، ۲۷۲ ، ۲۷۳ ،
۲۷۳ ، ۲۷۸ ، ۲۷۹ ، ۲۸۱ ،
۲۸۲ ، ۲۸۳ ، ۲۸۵ ، ۲۸۶ ،
۲۸۷ ، ۲۸۹ ، ۲۹۲ ، ۲۹۳ ،
۲۹۳ ، ۲۹۵ ، ۲۹۶ ، ۲۹۷ ،
۲۹۸ ، ۲۹۹ ، ۳۰۰ ، ۳۰۱ ،
۳۰۲ ، ۳۰۳ ، ۳۰۴ ، ۳۰۵ ،
۳۰۶ ، ۳۰۷ ، ۳۱۰ ، ۳۱۱ ،
۳۱۲ ، ۳۱۳ ، ۳۱۴ ، ۳۱۵ ،
۳۱۶ ، ۳۱۷ ، ۳۱۸ ، ۳۱۹ ،
۳۲۰ ، ۳۲۱ ، ۳۲۲ ، ۳۲۳ ،
۳۲۵ ، ۳۲۶ ، ۳۲۷ ، ۳۲۸ ،
۳۲۹ ، ۳۳۰ ، ۳۳۱ ، ۳۳۲ ،
۳۳۳ ، ۳۳۴ ، ۳۳۵ ، ۳۳۶ ،
۳۳۷ ، ۳۳۸ ، ۳۳۹ ، ۳۴۰ ،
۳۴۱ ، ۳۴۲ ، ۳۴۳ ، ۳۴۴ ،
۳۴۵ ، ۳۴۶ ، ۳۴۷ ، ۳۴۸ ،
۳۴۹ ، ۳۵۰ ، ۳۵۲ ، ۳۵۳ ،
۳۵۴ ، ۳۵۶ ، ۳۵۸ ، ۳۵۹ ،
۳۶۰ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲ ، ۳۶۳ ،
۳۶۵ ، ۳۶۷ ، ۳۶۸ ، ۳۶۹ ،
۳۷۰ ، ۳۷۱ ، ۳۷۲ ، ۳۷۳ ،
۳۸۰ ، ۳۸۱ ، ۳۸۲ ، ۳۸۵ ،
۳۸۶ ، ۳۸۷ ، ۳۸۸ ، ۳۸۹ ،

Marfat.com

۳۹۰ ، ۳۹۲ ، ۳۹۵ ، ۳۹۶ ،
۳۹۷ ، ۳۹۸ ، ۴۰۰ ، ۴۰۱ ،
۴۰۲ ، ۴۰۳ ، ۴۰۴ ، ۴۰۵ ،
۴۰۶ ، ۴۰۷ ، ۴۰۸ ، ۴۰۹ ،
۴۱۰ ، ۴۱۱ ، ۴۱۲ ، ۴۱۴ ،
۴۱۵ ، ۴۱۶ ، ۴۱۷ ، ۴۱۸ ،
۴۱۹ ، ۴۲۰ ، ۴۲۱ ، ۴۲۲ ،
۴۲۳ ، ۴۲۴ ، ۴۲۵ ، ۴۲۶ ،
۴۲۷ ، ۴۲۸ ، ۴۲۹ ، ۴۳۰ ،
۴۳۲ ، ۴۳۳ ، ۴۳۴ ، ۴۳۵ ،
۴۳۶ ، ۴۳۷ ، ۴۳۸ ، ۴۳۹ ،
۴۴۰ ، ۴۴۱ ، ۴۴۲ ، ۴۴۳ ،
۴۴۴ ، ۴۴۵ ، ۴۴۶ ، ۴۴۷ ،
۴۴۸ ، ۴۴۹ ، ۴۵۰ ، ۴۵۱ ،
۴۵۳ ، ۴۵۴ ، ۴۵۵ ، ۴۵۶ ،
۴۵۷ ، ۴۵۹ ، ۴۶۰ ، ۴۶۲ ،
۴۶۳ ، ۴۶۴ ، ۴۶۵ ، ۴۶۶ ،
۴۶۷ ، ۴۶۸ ، ۴۶۹ ، ۴۷۰ ،
۴۷۱ ، ۴۷۲ ، ۴۷۴ ، ۴۷۵ ،
۴۷۶ ، ۴۷۷ ، ۴۷۸ ، ۴۷۹ ،
۴۸۰ ، ۴۸۱ ، ۴۸۲ ، ۴۸۳ ،
۴۸۴ ، ۴۸۵ ، ۴۸۶ ، ۴۸۷ ،
۴۹۴ ، ۵۰۰ ، ۵۰۲ ، ۵۰۳ ،
۵۰۹ ، ۵۱۰ ، ۵۱۶ ، ۵۱۸ ،
۵۲۳ ، ۵۲۷

فرملی ، شیخ محمد : دیکھیے محمد فرملی ، شیخ ۔

فرہاد الملک ترک : ۷۳

فرید الدین مسعود شکر گنج ، قطب عالم شیخ : ۳۴۰

فرید شاہ بن مبارک شاہ : ۲۸۷ ،
۵۰۷

فرید عماد الملک ، ملک : ۱۲۹ ، ۱۳۰
۱۳۲ ، ۱۳۳

فضل اللہ انجو : ۳۲

فضل اللہ بدھ میر شکار ، ملک : ۵۸
۳۶۲ ، نیز دیکھیے بدھ ، ملک ۔

فضل اللہ حکیم ، مولانا (ملک الحکم
۳۲۹

فضل اللہ شاہ : ۳۲

فولاد خان : ۲۷ ، ۲۸ ، ۳۶

فولادی (قوم) : ۲۵۰ ، ۲۵۱

فولادی ، ملک تغلق شہ : دیکھیے
تغلق شہ فولادی ۔

فولادی ، موسیٰ خان : دیکھیے موسیٰ
خان فولادی ۔

فیروز بن رجب ، سلطان : ۲۶۶

فیروز ، جام : دیکھیے جام فیروز ۔

فیروز خان : ۲۳ ، ۳۶۲

فیروز خان بن سلطان مظفر شاہ
۱۲۱ ، ۱۲۲ ، ۱۲۳ ، ۱۲۴ ، ۱۲۵
۱۲۸ ، ۱۷۰ ، ۱۷۲ ، ۲۹۶

فیروز خان بن شمس خان دلدانی
۱۲۵ ، ۱۲۷

فیروز شاہ : ۲۶۴ ، ۲۷۲

فیروز شاہ بہمن : ۳۳ ، ۳۶

فیروز شاہ ، سلطان : ۱۳ ، ۲۴ ، ۲۵
۲۷ ، ۲۸ ، ۲۹ ، ۳۰ ، ۳۱ ، ۳۲
۳۳ ، ۳۴ ، ۱۱۰ ، ۱۱۳ ، ۱۱۶
۱۱۷ ، ۱۱۹ ، ۲۷۷ ، ۳۰۴
۳۹۵ ، نیز دیکھیے محمد فیروز شاہ

Marfat.com

سلطان ۔
نیروز شاہ ، سلطان (حاکم ملتان) : ۵۰۷ ، ۵۱۷

(ق)

قادر خاں : ۲۸۲ ، ۲۸۳ ، ۳۰۳ ، نیز دیکھیے ملو قادر خاں ۔
قادر شاہ (ملو خاں) : ۲۲۷ ، ۲۸۵ ، ۳۰۲ ، ۳۰۳ ، نیز دیکھیے ملو خاں قادر شاہ ۔
قادری ، محمد ایوب : ۳۹۵ ، ۵۰۰
قادن ، قاضی : دیکھیے قاضی قادن ۔
قاسم : ۳۹۱ ، ۳۹۲ ، ۵۰۷ ، نیز دیکھیے محمد بن قاسم (عماد الدین) ۔
قاسم انوار ، شاہ : دیکھیے شاہ قاسم انوار ۔
قاسم برید ترک بیدری : ۲۱۹
قاسم حسین سلطان : ۲۳۸
قاسم ، خواجہ : دیکھیے خواجہ قاسم۔
قاسم ، سید : ۱۲۷ ، ۱۳۸
قاسم ، شیخ محمد : دیکھیے محمد قاسم ، شیخ ۔
قاسم ، مرزا : ۳۸٦
قاسم ، ملا : ۳۵۳
قاسم ، ملک : ۳۱۸
قاسم ہندو شاہ فرشتہ : دیکھیے فرشتہ، محمد قاسم ہندو شاہ ۔
قاضی القضات مشیر الملک : ۳٦۱
قاضی حبیب : ۳۷۳ ، ۳۷٦
قاضی خاں : ۲۲۱ ، ۳۳۳
قاضی زین : ۳۷۷
قاضی زین الدین حسن : ۸۱
قاضی سراج : ۲٦
قاضی شیخن : ۳۳۳
قاضی صدر الدین : ۳۸۰
قاضی قادن : ۵۰۰
قاضی محمد : ۵۱۳ ، ۵۱۵
قاضی موسیٰ : ۳۸۳
قبا خاں : ۳۱۲
قبیلہ بدرہ : ۳۳۳
قبیلہ قراقوینلو : ۱۰۵
قبیلہ سیتہ : ۵۱۳
قتلق خاں یا قتلغ خاں : ۱٦
قدر خاں : ۱۸۳ ، ۲۱۳ ، ۲٦۳ ، ۲٦۳
قدر خاں ، رائے : ۱۳۸
قدن خاں ، شاہزادہ : ۳۳۹ ، ۳۳۷ ، نیز دیکھیے قدی خاں ، شاہزادہ ۔
قدی خاں : ۳۳۳ ، نیز دیکھیے قدی خاں (یا فدائی خاں)
قرا بہادر مرزا : ۳۵٦، ۳۵۷، ۳٦۱، ۳۷۰
قراقوینلو (قبیلہ) : ۱۰۵
قرنفل ، ملک مبارک : دیکھیے مبارک قرنفل ، ملک ۔
قرامطہ : ۵۰۷
قرنی ، اویس : دیکھیے اویس قرنی ۔
قریشی ، شیخ حاکم : ۵۱۳
قزلباش : ۱۸۳
قزلباش ، یادگار بیگ : ۱۸۳ ، ۱۸٦ ، ۱۸۷

Marfat.com

قصاب (نیز آصاب) : ۳۳
قطب (حاکم جزیرہ مہائم) : ۱۳۸
قطب الدین احمد شاہ ، سلطان :
۱۰۹ ، ۱۶۹
قطب الدین ایبک ، سلطان : ۲۶۳
قطب الدین بن احمد گجراتی ، سلطان:
۳۳۱ ، ۳۳۲ ، ۳۳۳ ، ۳۳۴
قطب الدین ، سلطان (ہندال) : ۱۷ ،
نیز دیکھیے سیکار ۔
قطب الدین شیبانی : ۳۱۵
قطب الدین لنگا ، سلطان : ۵۰۷ ،
۵۱۰
قطب الدین محمد شاہ غزنوی : ۹۶
قطب العارفین : دیکھیے نظام الدین
اولیاء بدایونی ۔
قطب الملک : ۱۲ ، ۸۶ ، ۸۹ ،
۳۱۹ ، نیز دیکھیے احمد قطب
الملک ۔
قطب الملک ، ابراہیم : دیکھیے
ابراہیم قطب الملک ۔
قطب الملک ، سلطان علی : دیکھیے
سلطان علی قطب الملک ۔
قطب الملک ، محمد قلی : ۱۵
قطب الملکیہ : ۱۲ ، ۱۵ ، ۱۰۵
قطب خان : ۸۱ ، ۱۸۱ ، ۲۲۱ ،
۲۲۳
قطب شاہ ، محمد قلی : ۱۰۸
قطب عالم سید برہان الدین : ۲۰۶
قطب عالم شیخ فرید الدین مسعود
شکر گنج : دیکھیے فرید الدین
مسعود شکر گنج ۔
قطب عالم ، شیخ نور : ۲۷۳
قلی ، اویس : دیکھیے اویس قلی ۔
قلی خان ، شاہ : دیکھیے شاہ قلی خان
قلی قطب الملک ہمدانی ، سلطان :
۱۰۵ ، ۱۰۶
قندہاری ، شاہ محمد خان : دیکھیے شاہ
محمد خان قندہاری ۔
قواچی ، شاہ نظر : دیکھیے شاہ نظر
قواچی ۔
قوام الملک ترک : ۴۲ ، ۷۷ ، نیز
دیکھیے قیام الملک ترک ۔
قوام الملک سلطانی : ۱۹۲ ، ۱۹۳ ،
۱۹۹ ، ۲۰۰ ، ۲۱۸ ، ۳۹۰ ،
۳۹۱
قوام الملک ، ملک : ۱۷۵ ، ۱۷۷ ،
۱۸۸ ، ۱۸۹ ، ۱۹۷ ، ۱۹۸ ،
۲۰۱
قوام الملک ابن قوام الملک : ۱۹۵
قوام خان (ملک یوسف قوام) : ۳۱۶ ،
۳۱۷ ، ۳۱۸
قوام خان لنگا : ۵۲۳
قوچین ، ہندو بیگ : ۲۳۷ ، ۲۳۸
قوم سمتہ : دیکھیے قبیلہ سمتہ ۔
قوینلو ، میر علی شکر آقا : ۱۰۵
قیام الملک ترک ، ملک : ۴۲ ، ۴۳ ،
۸۳ ، نیز دیکھیے قوام الملک ترک
قیام الملک ، ملک : ۱۹۹

Marfat.com

...صر خاں : ۱۷۰ ، ۱۷۱ ، ۱۷۲ ،
۱۸۶ ، ۱۸۸ ، ۱۹۱ ، ۱۹۸ ،
۲۰۷ ، ۲۱۳ ، ۲۱۵ ، ۲۱۶ ،
۲۱۷ ، ۳۱۹ ، ۳۹۰
...صر روم : ۲۳۵

(ک)

...جی چک ، ملک : ۳۴۴ ، ۳۴۵ ،
۳۴۶ ، ۳۴۷ ، ۳۴۸ ، ۳۴۹ ،
۳۵۱ ، ۳۵۲ ، ۳۵۳ ، ۳۵۵ ،
۳۶۰ ، ۳۶۱ ، ۳۶۶ ، ۳۷۳
...میاں : دیکھیے کامیاں ۔
...اشانی ، محتشم : ۲۷۸
...اشغری (اہل کاشغر) : ۳۴۹ ، ۳۵۰
...شغری ، مرزا حیدر : دیکھیے حیدر کاشغری ، مرزا ۔
...لپی وال ، سلطان عالم : دیکھیے سلطان عالم کالپی وال ۔
...لکن (نیز کوکی) : ۶۵
...لنس ، جلال الدین (بن کالنس) ، سلطان : ۲۶۳ ، ۲۶۹
...النس ، راجا : دیکھیے راجا کالنس ۔
...الو ، ملک : ۳۲۹
...امران، مرزا : دیکھیے مرزا کامران ۔
...امل خاں : ۱۰۳
...امیاں (نیز کامیاں) : ۳۶۰
...انگو : ۱۱ ، نیز دیکھیے حسن کانگو (علاء الدین حسن)۔
...انہا ، راجا : ۱۳۷ ، ۱۳۸

کاویلی ، عماد الملک : دیکھیے عماد الملک کاویلی ۔
کپوری : دیکھیے کشتواری ۔
کتابتی ، ناصر : دیکھیے ناصر کیانی ۔
کشنکہ ، راجا : ۳۱۱
کچھی ، حسن خاں : ۳۲۳
کدار ، داؤد : دیکھیے داؤد کدار ۔
کرانی ، سلیمان : ۲۷۵
کرن ، جام : دیکھیے جام کرن ۔
کشتواری (نیز کپوری) : ۳۶۰
کشمیری (اہل کشمیر) : ۳۳۹ ،
۳۴۶ ، ۳۴۷ ، ۳۴۸ ، ۳۴۹ ،
۳۵۰ ، ۳۵۵ ، ۳۵۶ ، ۳۵۷ ،
۳۵۸ ، ۳۵۹ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲ ،
۳۶۳ ، ۳۷۰
کشمیری ، خواجہ حاجی : دیکھیے خواجہ حاجی کشمیری ۔
کشمیری سردار : ۳۶۰ ، نیز دیکھیے سلاطین بلاد کشمیر ۔
کشن : ۲۵۸
کشن ، رائے : ۲۰
کشو خاں ، ۶۵
کشور خاں : ۹۴ ، ۱۰۳
ککر ، اسکندر : ۳۴۳
کلیم اللہ ، سلطان : ۱۲ ، ۱۳ ، ۸۶ ،
۸۷
کمال الدین بیانوں ، شیخ : ۳۸۱
کمال الدین ، سید : ۳۰۰
کمال الدین مالوی ، شیخ : ۱۸۹
کمال ، حاجی : دیکھیے حاجی کمال ، ملک الامرا ۔

Marfat.com

کمال خان : ۷۷ ، ۷۸ ، ۸۳
کمال دوتہ (کوکہ) : ۳۵۸
کمال زین ، مولانا : ۳۷۶
کمال کوکہ (یا دوتہ) : دیکھیے کمال دوتہ (کوکہ) ۔
کمال ، میر : ۳۵۰
کنگداس ، راجا : ۳۳۰ ، ۳۳۱
کنیا ، رانی : ۳۸۹
کوپا دیوی (نیز کوتا دیوی) ۳۱۳
کوپا ، ملک : ۱۸۸
کوت سین ، راجا : ۳۲۷
کوتا دیو : ۳۱۳
کوتا دیوی (نیز کوپا دیوی) ۳۱۳
کوتواری (یا کوسواری) ، رانگی چک: دیکھیے رنگی چک کوسواری ۔
کوسواری (یا کوتواری) ، رنگی چک: دیکھیے رنگی چک کوسواری ۔
کوکلتاش ، فاضل بیگ : دیکھیے فاضل بیگ کوکلتاش ۔
کوکن (نیز کالکن) : ۶۵
کوکہ ، بندگان : دیکھیے بندگان کوکہ ۔
کوکہ ، علی : دیکھیے علی کوکہ ۔
کوکہ ، کمال : دیکھیے کمال دوتہ (کوکہ) ۔
کوک (نیز کوکن) : ۶۵
کول (قبیلہ) : ۳۰۰
کونبھا ، رانے : دیکھیے رانے کونبھا ۔
کھرلا ، رانے زادہ : دیکھیے رانے زادہ کھرلا ۔
کھرلہ ، رانے : دیکھیے رانے کھرلہ
کھکھر ، آدم : دیکھیے آدم کھکھر
کھوار ، رانے دیکھیے رانے کھوار ۔
کھور چند : ۳۳۶
کھوکھر ، جسرت : ۳۲۱ ، ۳۲۲
کھوکھر ، جلال ، ملک : دیکھیے جلال کھوکھر ، ملک ۔
کیانی ، ناصر (نیز ناصر کتابتی): دیکھیے ناصر کیانی ۔

(گ)

گاواں ، محمود : دیکھیے نجم الدین محمود ابن گاواں جیلانی (سلطان الوزراء خواجہ عمادالدین) ۔
گجا دھر : ۳۳۷
گجراتی : ۱۳۳ ، ۱۸۲ ، ۱۹۷ ، ۲۰۰ ، ۲۲۳ ، ۲۳۵ ، ۲۳۶ ، ۲۳۸ ، ۲۴۲ ، ۲۵۰ ، ۲۵۵ ، ۳۵۴
گجراتی ، دریا شاہ : دیکھیے دریا شاہ گجراتی ۔
گجراتی ، سلطان بہادر : دیکھیے بہادر گجراتی ، سلطان ۔
گجراتی ، مجاہد الملک : ۱۸۱ ، ۱۸۲ ، ۱۸۳
گدائی : ۳۳۹
گرانٹ ڈف : ۱۱ ، ۱۳ ، ۲۱
گرجی ، صلابت خان : ۹۲
گرشاسپ بن سکرو : ۳۱۳
گکھر : ۳۹۸ ، ۴۰۰

Marfat.com

گنج شکر (یا شکر گنج) : دیکھیے فرید الدین شکر گنج ۔
گنگ داس (راجا گنگداس) : ۳۳۰ ، نیز دیکھیے جے سنگھ ۔
گنش : ۲۶۹
گوالیاری ، راجا رام شاہ : دیکھیے رام شاہ گوالیاری ، راجا ۔
گوبند رائے : ۱۹
گوپال ، ملک : ۱۸۸
گورگان ، امیر تیمور : دیکھیے امیر تیمور گورگان (صاحبقران) ۔
گونڈ (قبیلہ) : ۳۱۷ ، ۳۴۴ ، ۳۴۵ ، ۳۱۱
گیسو دراز ، امیر سید محمد : دیکھیے سید محمد گیسو دراز ۔
گیلانی ، بہادر : دیکھیے بہادر گیلانی ۔

(ل)

لاچین ، ملک : ۱۰
لاڈن خان جہاں ، ملک : ۱۸۲ ، نیز دیکھیے خان جہاں ۔
لاڈن خلجی ، ملک (خان جہاں) : ۱۸۰ ، ۱۸۱
لاری ، خواجہ محمد : ۱۲
لاہوری ، مولانا سعد اللہ : دیکھیے سعد اللہ لاہوری ، مولانا ۔
لطیف ، استاد : ۳۸۶
لطیف خان : ۱۲۶ ، ۱۹۰ ، ۱۹۳ ، ۲۰۵ ، ۲۰۶
لطیف خان باری وال (یا باری دار) ، ملک : ۲۰۶ ، ۲۰۷ ، ۲۱۰
لطیف خان بن سلطان مظفر : ۲۱۰ ، ۲۱۳ ، ۲۱۵ ، ۲۱۶ ، ۲۱۷ ، ۲۴۱ ، ۲۴۹
لطیف زکریا : ۳۱۲
لقمان ، شیخ محمود : دیکھیے محمود لقمان ، شیخ ۔
لکھمن سین : ۲۲۷ ، ۲۲۸ ، ۲۲۹ ، ۲۳۰ ، ۲۳۱ ، ۲۳۲
للو خان : ۲۲۶ ، نیز دیکھیے ملو خان ۔
لنگ دراز ، سید (نیز بدی انک دار) : ۱۷۳
لنگ ، شاہزادہ : دیکھیے شاہزادہ لنگ ۔
لنگا ، حسین مرزا : دیکھیے حسین مرزا لنگا ۔
لنگا خاندان (یا لنگا قبیلہ) : ۵۰۸ ، ۵۲۱ ، ۵۲۳
لنگا ، قطب الدین ، سلطان : دیکھیے قطب الدین لنگا ، سلطان ۔
لنگا ، قوام خان : دیکھیے قوام خان لنگا ۔
لنگر خان : ۵۲۳ ، ۵۲۶ ، ۵۲۷
لنہ بھیو : ۳۶۳
لودھا ، ملک : ۳۷۹ ، ۳۸۲ ، ۳۸۳
لودی ، ابراہیم : دیکھیے ابراہیم لودی ۔

Marfat.com

لودی ، اسد خان : دیکھیے اسد خان لودی ۔

لودی بھٹ (نیز لودی بھٹ) : ۳۲۶

لودی تاتار خان : دیکھیے تاتار خان لودی ۔

لودی ، دولت خان : دیکھیے دولت خان لودی ۔

لودی ، سعید خان : دیکھیے سعید خان لودی ۔

لودی ، سکندر (خاقانِ زماں ، نیز سکندرِ زماں)، سلطان: دیکھیے سکندر لودی ، سلطان (خاقانِ زماں) ۔

لولی حجام : ۳۳۳

لولی لوند ، ملک (نیز لوندی لوند) : ۳۷۳ ، ۳۷۴ ، ۳۷۵ ، ۳۷۸

لومک ، عماد الملک : دیکھیے عماد الملک لومک ۔

لون (طائفہ) : دیکھیے طائفہ لون ۔

لوند ، ملک لولی (نیز لوندی لوند) : دیکھیے لولی لوند ، ملک ۔

لوندی لوند (یا لولی لوند) ، ملک : ۳۷۳ ، ۳۷۴ ، ۳۷۵ ، ۳۷۸

لوہر باکری : ۳۳۸ ، نیز دیکھیے لوہر ماکری ۔

لوہر چک : ۳۸۱ ، ۳۸۳

لوہر دانکری : ۳۶۸ ، ۳۷۰ ، ۳۷۱ ، ۳۷۴

لوہر ماری : ۳۶۲

لوہر ماکری : ۳۶۲ ، نیز دیکھیے لوہر باکری ۔

(م)

ماجھی کھوکھر ، ملک : ۵۱۱

مادری وزیر ، روی : دیکھیے ر مادری وزیر ۔

مادھو سنگھ : ۳۸۶

ماکری ، جہانگیر : دیکھیے جہا ماکری ۔

ماکری ، حسن : دیکھیے ح ماکری ۔

ماکری ، حسین خان : دیکھیے ح خان ماکری ۔

ماکری ، محمد (ولد ابدال) : دیـ محمد ماکری (ولد ابدال) ۔

ماکریاں : ۳۶۱

مال (یا مال پور) ، راجا : ۱۹۵

مالوی ، سلطان غیاث الدین : دیـ غیاث الدین مالوی ، سلطان ۔

مالوی ، شیخ کمال الدین : دیـ کمال الدین مالوی ، شیخ ۔

مان ، رائے : ۶۸

مان سنگھ ، راجا : ۳۸۳ ، ۳ ۳۸۶

مانک دیو ، راجا : ۳۳۳

ماوراء النہری : ۹۵

ماہور ، راجا : ۲۵۰

مبارز الملک ، ملک : ۱۹۵ ، ۱۹۷ ، ۲۰۰

مبارز خان : ۳۳۱

مبارز خان (مسعود خان) : ۵۷

Marfat.com

مبارز خاں عدنی : ۳۱۰

مبارک (خاصدان بردار) : ۲۱

مبارک بخاری ، میراں سید : ۲۴۸ ، ۲۵۰ ، نیز دیکھیے میراں مبارک شاہ ۔

مبارک : جام : دیکھیے جام مبارک ۔

مبارک خاں : ۱۸۰

مبارک خاں بن جنید خاں : ۳۲۸ ، ۳۳۵ ، ۳۳۶ ، ۳۴۰ ، ۳۵۹ ، ۳۶۵

مبارک خاں سربنی : ۳۰۵

مبارک خاں ، سید : ۳۸۰ ، ۳۸۲ ، ۳۸۳

مبارک شاہ بن خضر خاں : ۲۸۱ ، ۲۸۷ ، ۵۰۷

مبارک شاہ شرقی : ۲۷۷ ، ۲۷۸ ، ۲۷۹ ، ۲۸۰ ، دیکھیے سلاطین شرقیہ ۔

مبارک شاہ ، میراں (نیز سید مبارک بخاری) : دیکھیے میراں مبارک شاہ ۔

مبارک ، علی ، ملک : دیکھیے علی مبارک ، ملک ۔

مبارک غازی ، ملک : ۳۰۶ ، ۳۰۷

مبارک قرنفل ، ملک : ۲۷۸

مبارک ، ملک علی : دیکھیے علی مبارک ، ملک ۔

متو ، حسن (نیز حسن متو) : دیکھیے حسن متو ۔

مجاہد الملک گجراتی : ۱۸۱ ، ۱۸۲ ، ۱۸۳

مجاہد خاں بن خداوند خاں : ۱۴۲

مجاہد شاہ ، سلطان : ۱۳ ، ۲۰ ، ۲۱

مجد الدین ، خواجہ : ۸۱

محافظ خاں (ملک جمال الدین) : ۱۶۳ ، ۱۶۵ ، ۱۶۷ ، ۱۶۹ ، ۱۷۰ ، ۱۷۲ ، ۱۷۳ ، ۱۷۴ ، ۱۷۶ ، ۱۸۱ ، ۱۸۶

محافظ خاں (نظام الملک) : ۲۱۳ ، ۲۱۴ ، ۲۱۵ ، ۲۱۷ ، ۳۳۳

محافظ خاں جدید : ۳۶۳

محافظ حسن خواجہ سرا (یا خواجہ جہاں) : ۳۷۱ ، ۳۷۲ ، ۳۷۳ ، ۳۷۴ ، ۳۷۵ ، ۳۷۶ ، ۳۷۷ ، ۳۷۹ ، ۳۸۳ ، ۳۸۷ ، نیز دیکھیے خواجہ جہاں (محافظ خاں) ۔

محب الدین حبیب اللہ ، امیر زادہ : ۵۴ ، ۵۵ ، نیز دیکھیے حبیب اللہ ، امیر زادہ ۔

محب اللہ ، امیر زادہ شاہ : ۶۰

محب الملک : ۲۱۷

محب علی خاں : ۳۱۲

محتشم کاشانی : ۲۷۸

محرم بیگ : ۴۴۸

محسن : ۴۵۵

محل دار خاں : ۲۵۸

محمدؐ (رسول اللہ) : دیکھیے رسالت پناہؐ نیز نبی کریمؐ ۔

محمد اودھی ، شیخ نصیر الدین (نیز داؤدی) : ۳۰

محمد ایوب قادری : ۴۹۵ ، ۵۰۰

محمد باقی خاں ، مرزا : ۵۰۴

Marfat.com

محمد باکری : ۴۵۴ ، نیز دیکھیے محمد ماکری ۔
محمد باکھا ، ملک : ۱۸۱ ، ۱۸۲
محمد بن احمد ، سلطان : ۱۰۹ ، ۳۳۰ ، ۳۳۱
محمد بن احمد ، ملک : ۳۱۸
محمد بن تغلق شاہ : ۲۶۳ ، نیز دیکھیے محمد تغلق شاہ ، سلطان ۔
محمد بن حسن ، میر : دیکھیے سید محمد (بن سید حسن) ، میر ۔
محمد بن فیروز ، سلطان : ۱۱۵ ، ۲۷۷ ، ۲۹۲
محمد بن قاسم (عماد الدین) : ۴۹۱ ، ۴۹۲ ، ۵۰۷ ، نیز دیکھیے عماد الدین محمد بن قاسم ۔
محمد بن محمود ، سلطان : ۲۷۷
محمد بن ہوشنگ ، سلطان : ۲۹۱
محمد بھٹ : ۴۷۷ ، ۴۸۰ ، ۴۸۴
محمد بیدری ، سید : ۱۷
محمد تغلق شاہ ، سلطان : ۹ ، ۱۰ ، ۱۵ ، ۱۷ ، ۳۰ ، ۱۵۹
محمد جنید (نیز محمد صدور) : ۴۷۰
محمد چک پسر کاجی چک ، ملک : ۴۵۳
محمد حیدر : ۴۶۸ ، نیز دیکھیے حیدر چک ولد غازی خان ۔
محمد خان : ۳۶
محمد خان (محمد شاہ ، سلطان) : ۴۳
محمد خان اتکہ ، میر (خان کلاں) : ۲۶۲ ، ۲۷۵
محمد خان اسیری (یا آسیری) : ۲۲۳ ، ۲۲۴ ، ۲۲۹ ، ۲۳۰ ، ۲۳۲
محمد خان بن احمد گجراتی ، شہزادہ ۳۱۹
محمد خان بن سکندر بت شکن ، سلطان ۴۲۱ ، ۴۲۲ ، ۴۲۷ ، ۴۴۸
محمد خان بن شیر خان : ۲۵۹ ، نیز دیکھیے شیر خان فولادی ۔
محمد خان بن عادل خان : ۸۶
محمد خان چک : ۴۸۱ ، ۴۸۲ ، ۴۸۳ ، ۴۸۴ ، ۴۸۵
محمد خان ، شہزادہ : ۴۱ ، ۴۲ ، ۴۷ ، ۱۳۷ ، ۱۳۸
محمد خان قندہاری ، شاہ : دیکھیے شاہ محمد خان قندہاری ۔
محمد خان ماکری : ۳۷۳ ، ۴۷۴ ، ۴۷۵ ، نیز دیکھیے محمد ماکری ۔
محمد داؤد پوتہ : ۴۹۰ ، نیز دیکھیے عمر بن محمد داؤد پوتہ ، ڈاکٹر ۔
محمد داؤدی (نیز اودھی) ، شیخ نصیر الدین : ۳۰
محمد رومی : ۴۵۹
محمد زمان مرزا : ۲۳۳ ، ۲۳۴ ، ۲۴۰ ، ۲۴۱
محمد سام ، سلطان معزالدین : ۵۰۷
محمد ، سلطان بن سلطان فیروز شاہ ۱۱۰ ، نیز دیکھیے محمد شاہ ، سلطان ۔
محمد ، سلطان بن سلطان مظفر : ۹۰
محمد سلطان مرزا : ۲۵۴

Marfat.com

محمد سعید (نیز میاں سعید) : ۲۷۸ ، ۲۸۱ ، ۲۸۵ ، ۲۸۹
محمد سمرقندی ، مولانا : ۱۶۶ ، ۱۶۷
محمد شاہ : ۱۱ ، ۱۳ ، ۱۶
محمد شاہ ، برادر نازک شاہ : ۳۶۳
محمد شاہ بن فرید شاہ : ۲۸۷
محمد شاہ بن مظفر : ۲۹۶
محمد شاہ بن ہوشنگ شاہ : ۳۱۰ ، ۳۱۱ ، ۳۱۲ ، ۳۱۳ ، ۳۱۴
محمد شاہ بہمنی لشکری (شمس الدنیا والدین ابو المظفر الغازی): دیکھیے محمد شاہ لشکری (بن ہمایوں شاہ) ۔
محمد شاہ ، سلطان، بن احمد شاہ : ۱۶۱
محمد شاہ ، سلطان ، بن سلطان حسین : ۴۳۶ ، ۴۳۷ ، ۴۳۹ ، ۴۴۰ ، ۴۴۱ ، ۴۴۲ ، ۴۴۳ ، ۴۴۴ ، ۴۴۵ ، ۴۴۶ ، ۴۴۸ ، ۴۵۰ ، ۴۵۱ ، ۴۸۰
محمد شاہ ، سلطان ، بن سلطان فیروز شاہ (گجراتی) : ۱۰۹ ، ۱۱۱ ، ۱۱۳
محمد شاہ ، سلطان ، بن علاء الدین : ۱۳ ، ۱۶ ، ۱۷ ، ۲۰
محمد شاہ ، سلطان ، بن محمود شاہ : ۱۳ ، ۲۲
محمد شاہ لشکری ، سلطان (بن ہمایوں شاہ) : ۱۲ ، ۶۳ ، ۶۴ ، ۶۵ ، ۶۷ ، ۶۸ ، ۶۹ ، ۷۰ ، ۷۱ ، ۷۲ ، ۱۷۷
محمد شاہ (نظام الملک دکنی) : ۲۲۵
محمد شاہ ولد میراں مبارک شاہ : دیکھیے میراں محمد شاہ ۔
محمد صالح عاقل : ۴۸۵
محمد صدور (نیز محمد جنید) : ۴۷۰
محمد عباس : ۳۴۲
محمد فرملی ، شیخ : ۳۴۶
محمد فیروز شاہ ، سلطان : ۲۹۲ ، نیز دیکھیے فیروز شاہ ، سلطان ۔
محمد قاسم ، خاں میر بحر : ۴۸۷ ، ۴۹۰
محمد قاسم ، شیخ : ۱۲۰
محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ : دیکھیے فرشتہ ، محمد قاسم ہندو شاہ ۔
محمد قلی قطب الملک : ۱۵
محمد قلی قطب شاہ : ۱۰۸
محمد گجراتی ، سلطان : ۳۳۱ ، ۳۹۲ ، نیز دیکھیے محمد شاہ ، سلطان (گجراتی) ۔
محمد گیسو دراز ، سید : دیکھیے سید محمد گیسو دراز ، امیر ۔
محمد لاری ، خواجہ : ۱۲
محمد لشکری ، سلطان (نیز محمد شاہ بہمنی لشکری) : دیکھیے محمد شاہ لشکری ، سلطان (بن ہمایوں شاہ) ۔
محمد ماکری (ولد ابدال) : ۴۶۱ ، ۴۷۳ ، ۴۷۴ ، نیز دیکھیے محمد ماکری ۔
محمد نظر : ۴۵۳ ، ۴۵۷ ، ۴۶۱
محمد نظر : ۴۵۷
محمد نور بخش ، سید : ۳۴۴
محمد وانکری : ۴۷۸

Marfat.com

محمد ہارون : ٣٨٩

محمد ہمایون بادشاہ غازی ، جنت آشیانی : دیکھیے ہمایون بادشاہ ۔

محمد یحییٰ ، مرزا : ٣٥٣

محمد یوسف خان : ٣٨٢ ، ٣٨٣

محمد یوسف ، ملا : ٣٥٣ ، ٣٧٦

محمود ابن گاواں : دیکھیے نجم الدین محمود ابن گاواں جیلانی (خواجہ عماد الدین) ۔

محمود احمد عباسی : ١٠

محمود برکی ، ملک : ١٢٨ ، ١٢٩ ، ١٣١ ،نیز دیکھیے امیر محمود برکی۔

محمود بن ابراہیم ، سلطان : ٢٧٧ ، ٢٨١ ، ٣٢٦ ، نیز دیکھیے محمود شرقی ، سلطان ۔

محمود بن احمد ، سلطان : ٣٥٣

محمود بن بہمن شاہ : ٢٢

محمود بن حسین شاہ : ٢٢

محمود بن سلطان محمد : دیکھیے محمود شاہ بن سلطان محمد ۔

محمود بن فیروز : دیکھیے محمود شاہ بن فیروز ۔

محمود بن فیروز خان : دیکھیے محمود خان بن فیروز خان ۔

محمود بن لطیف خان : دیکھیے محمود شاہ بن لطیف خان ۔

محمود بن محمود شاہ ، سلطان : ٢٨٦

محمود بن مغیث، ملک (عمدۃ الملک): ٢٩٨ ، ٣٠٥ ، ٣٠٦ ، ٣٠٧ ، ٣٠٨

محمود بن ناصر شاہ : دیکھیے محمود شاہ بن ناصر شاہ ۔

محمود بن ناصر الدین : ٢٩١ ، نیز دیکھیے محمود شاہ بن ناصر شاہ۔

محمود بہمنی ، سلطان : ٧٧ ، ١٠٥ ، ١٧٧ ، نیز دیکھیے محمود شاہ بہمنی ۔

محمود بیگڑہ (سلطان محمود شاہ) نیز دیکھیے خدایگان حلیم ۔

محمود ترک ، امیر : ١٢١

محمود خان : ٣٠٥ ، ٣٠٦ ، ٣٠٧ ، ٣٠٨ ، ٣٠٩ ، ٣١٠ ، ٣١١ ، ٣١٢ ، ٣١٣ ، ٣١٤ ، ٣١٥ ، ٣١٦

محمود خان ، سلطان : ٥٠٥ ، ٥١٧

محمود خان ، سلطان بن فیروز خان : ٥١٧ ، ٥١٨ ، ٥١٩ ، ٥٢٠ ، ٥٢٢ ، ٥٢٣

محمود خان سید : ٣٣٠ ، ٣٣٦ ، ٣٣٨

محمود خان ، شاہزادہ : ٣٦ ، ٣٧ ، ١٢٨

محمود خضر ، ملک : ٢١٥

محمود خلجی ، سلطان : ٣٨ ، ٥٣ ، ٥٤ ، ٦٠ ، ٦١ ، ٦٣ ، ٧٧ ، ١٦١ ، ١٧٨ ، ١٨٧ ، ١٨٨ ، ١٩١ ، ١٩٢ ، ١٩٣ ، ١٩٥ ، ٢٠٠ ، ٢٠١ ، ٢٢٢ ، ٢٢٣ ، ٢٢٤ ، ٢٢٥ ، ٢٣٢ ، ٢٣٣ ، ٢٨٢ ، ٢٨٣ ، ٢٨٤ ، ٢٨٥ ، ٢٨٧ ، ٢٩١ ، ٣١٤ ، ٣١٩

Marfat.com

۳، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳،
۳، ۳۲۶، ۳۲۸، ۳۲۹،
۳، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳،
۳، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷،
۳، ۳۳۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲،
۳، ۳۳۳، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷،
۳، ۳۸۱، ۳۸۳، ۳۸۵، ۳۸۶،
۳، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۲،
۳، ۳۹۳، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷،
۳، ۳۹۹، ۴۰۰
، سلطان : ۱۰۹ ، ۵۰۳ ،
۵۱، ۵۰۵
خواجہ جہان ، خواجہ : ۷۶
، سلطان (حاکم ملتان) :
۵
سلطان (شہزادہ صاحب خان):
۳
شاہ (اول) : ۱۳
شاہ (دوم) ، سلطان : ۱۴
شاہ (سوم) ، سلطان : ۱۳ ،
۱
شاہ بن سلطان محمد ، سلطان :
۱، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۶۰ ،
۱، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۰ ،
۱، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰ ،
۱، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶ ،
۲، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰
شاہ فیروز : ۲۶۴ ، ۳۱۵
شاہ بن ناصر شاہ : ۳۶۹ ،
۳ ، نیز دیکھیے محمود بن ناصر

الدین ۔
محمود شاہ بہمنی : ۹۹ ، ۱۰۶ ، نیز
دیکھیے محمود بہمنی ، سلطان ۔
محمود شاہ سعید : دیکھیے سعید محمود
شاہ ۔
محمود شاہ ، سلطان بن لطیف خان :
۱۰۹ ، ۲۳۱ ، ۲۳۲ ، ۲۳۳ ،
۲۳۴ ، ۲۳۶ ، ۲۳۷ ، ۲۳۹ ،
۲۵۲ ، ۲۵۳ ، ۲۵۷ ، ۲۶۱ ،
۲۷۲ ، ۲۷۳ ، ۲۷۴ ، ۳۲۷ ،
۳۳۴ ، ۳۳۵ ، ۳۵۴ ، ۳۵۵
محمود شاہ ، سلطان بن ناصر شاہ :
۳۷۱ ، ۳۷۲ ، ۳۷۳ ، ۳۷۴ ،
۳۷۵ ، ۳۷۶ ، ۳۷۷ ، ۳۷۸ ،
۳۷۹ ، ۳۸۰ ، ۳۸۱ ، ۳۸۲ ،
۳۸۳ ، ۳۸۴ ، ۳۸۵ ، ۳۸۶ ،
۳۸۷ ، ۳۸۸ ، ۳۸۹ ، ۳۹۳ ،
۳۹۶ ۔
محمود شاہ ، سلطان (شہاب الدین
محمود شاہ) : ۷۳ ، ۷۴ ، ۷۶ ،
۷۸ ، ۷۹ ، ۸۰ ، ۸۱ ، ۸۲ ،
۸۳ ، ۸۴ ، ۸۵ ، ۸۶
محمود شاہ ، شہزادہ : ۶۸ ، ۳۷۶
محمود شرقی ، سلطان : ۲۸۲ ، ۲۸۳ ،
۲۸۴ ، ۲۸۵ ، ۲۸۶ ، ۳۲۷ ،
۳۲۸ ، ۳۲۹ ، نیز دیکھیے محمود
بن ابراہیم شرقی ۔
محمود غزلوی ، سلطان : ۲۹۱ ،
۵۰۷ ، نیز دیکھیے سلطان محمود
(غزلوی) ۔
محمود قارن گیلانی ، ملک التجار

Marfat.com

نجم الدین : دیکھیے ملک التجار نجم الدین محمود قارن گیلانی ۔
محمود کوتوال ، ملک : ۳۵۶
محمود گاواں : ۵۳ ، ۵۹ ، ۷۱ ، نیز دیکھیے نجم الدین محمود ابن گاواں جیلانی (خواجہ عماد الدین) ۔
محمود گجراتی ، سلطان : ۶۲ ، ۶۳ ، ۷۶ ، ۷۷ ، ۷۸ ، ۸۳ ، ۸۸ ، ۸۹ ، ۳۴۱ ، ۳۴۳ ، ۳۵۴ ، ۳۲۷
محمود گرجستانی ، خواجہ : ۹۹
محمود گیلانی ، خواجہ : ۶۱ ، ۷۰ ، ۷۱ ، ۱۷۷ ، ۳۴۱
محمود اقبان ، شیخ : ۳۵۱
محمود مبارک شاہ ، سلطان : ۳۰۱ ، ۳۲۳
محمود ، ملک : ۲۸۰ ، ۳۵۶ ، ۳۸۴
محمود ، ملک (عمدۃ الملک) : ۳۰۵ ، ۳۰۶ ، ۳۰۷ ، ۳۰۸
محمود نصیر خاں ، سلطان : ۲۱۱ ، ۲۱۷ ، نیز دیکھیے نصیر خاں بن سلطان مظفر ۔
مختص خاں : ۳۷۳ ، ۳۷۴ ، ۳۷۵ ، ۳۷۶ ، ۳۸۲ ، ۳۸۳
مخدوم اعظم صدر جہاں : ۸۱ ، نیز دیکھیے شرف العلماء صدر جہاں ۔
مخدوم جہانیاں جہاں گشت : ۹۵
مخدومۂ جہاں : ۶۰ ، ۱۶۶ ، ۲۴۰
مخلص : ۲۶۴
مخلص الملک : ۱۲۸
مخلص ، ملک : ۱۳۲

مدبر مدری : ۲۱۹
مرتضیٰ شروانی ، سید : ۹۳ ، …
مرتضیٰ نظام الملک (نیز … نظام الملک) : ۱۴ ، ۹۰ ، … ۹۲ ، ۹۳ ، ۹۶ ، ۱۰۲
مرجان خواجہ سرا (ملک مر… ۲۷۴ ، ۲۸۰
مرزا : ۲۵۶
مرزا ابو سعید (سلطان ابو س… ۳۴۵ ، ۳۲۷
مرزا حسین ارغون : دیکھیے مر… حسین ارغون ۔
مرزا حسینی ، حافظ : ۳۶۹
مرزا حیدر کاشغری : دیکھیے … کاشغری ، مرزا ۔
مرزا خاں (حسن علی) : ۹۲ ، ۹۴ ، ۹۵ ، نیز دیکھیے حس… خاں ۔
مرزا ، سید : دیکھیے سید مرزا …
مرزا شاہ حسین ارغون : … ۵۲۲ ، ۵۲۳ ، ۵۲۴ ، …۵ ۵۲۶
مرزا شاہ رخ : دیکھیے شاہ رخ …
مرزا عسکری : ۲۳۷ ، ۲۳۸ ، …
مرزا کامران : ۴۴۸ ، ۵۲۷
مرزا مقیم : ۴۷۶ ، ۴۷۷
مرزا ، ہندال : دیکھیے ہندال …
مروان : ۳۸۹ ، نیز دیکھیے عبد… بن مروان ۔
مستنجد باللہ ، امیر المومنین : …

Marfat.com

ڈے : ۲۲ ، ۲۶
ود (برادار چیدر) : ۳۲۸ ، نیز دیکھیے حیدر بن محمد خان ۔
ود بن ملک کاجی : ۳۳۵ ، نیز دیکھیے کاجی چک ۔
ود چک : ۳۵۳
ود خان : ۲۱
ود خان شہزادہ : ۳۱۲ ، ۳۱۳ ، ۳۱۴ ، ۳۲۱
ود مالک : ۳۷۳
ود نایک دانکری : ۳۷۵
عالی (معین خان) : ۳۹۷
ر الملک ، سالار حمزہ : ۴۴ ، ۴۵
ر الملک ، قاضی القضاۃ : ۳۶۱
ر الملک ، ملک : ۳۱۲ ، ۳۱۵ ، ۳۵۴
احب خان : ۹۰
طغیٰ خان : ۱۰۳
طغیٰ رومی : ۱۲۱
طغیٰ ، ملک : ۳۱۰ ، ۳۱۱
ر ابراہیم خان : ۳۲۹
ر ابراہیم ، ملک : ۳۲۲
ر بن محمود ، سلطان (اول) : ۱۰۹
ر بن محمود ، سلطان (دوم) : ۱۰۹
ر حبشی ، سیدی (نیز مظفر شاہ حبشی) : ۲۶۴ ، ۲۷۲ ، ۲۷۳
ر خان ، شہزادہ : ۱۱۹ ، ۱۸۳ ، ۱۸۴ ، ۳۲۲ ، ۳۳۳ ، ۳۳۹ ،
۳۶۳ ، نیز دیکھیے چاند جانی (چاند خان) ۔
مظفر شاہ بن محمود شاہ ، سلطان : ۱۸۵ ، ۱۸۹ ، ۱۹۱ ، ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۱۹۴ ، ۱۹۵ ، ۱۹۶ ، ۱۹۸ ، ۲۰۰ ، ۲۰۱ ، ۲۰۲ ، ۲۰۳ ، ۲۰۴ ، ۲۰۵ ، ۲۰۷ ، ۲۰۸ ، ۲۱۰ ، ۲۱۳ ، ۲۲۲ ، ۲۲۳ ، ۲۲۴ ، ۲۲۶ ، ۲۳۱ ، ۲۴۳ ، ۲۴۹ ، ۲۵۰ ، ۲۵۵ ، ۲۵۷ ، ۲۵۹ ، ۲۶۱ ، ۲۶۲ ، نیز دیکھیے مظفر بن محمود اول و دوم ۔
مظفر شاہ حبشی : دیکھیے مظفر حبشی سیدی ۔
مظفر شاہ ، سلطان : ۱۰۹ ، نیز دیکھیے مظفر بن محمود ۔
مظفر شاہ ، سلطان (اعظم ہمایوں ظفر خان) : ۱۱۹ ، ۱۲۱ ، ۱۲۲ ، ۱۲۳ ، نیز دیکھیے ظفر خان شاہزادہ ۔
مظفر گجراتی ، سلطان : ۲۸۰ ، ۲۹۳ ، ۲۹۴ ، ۲۹۶ ، ۳۷۹ ، ۳۸۲ ، ۳۸۷ ، ۳۸۸ ، ۳۹۰ ، ۳۹۱ ، ۳۹۲ ، ۳۹۳ ، ۳۹۵ ، ۳۹۶ ، ۳۹۸ ، ۵۰۰ ، ۵۰۱ ، ۵۱۳ ، ۵۱۵
مظفر ننو : ۲۵۰
معزالدین محمد سام ، سلطان : ۵۰۷
معظم خان (نیز سراج خان) : ۵۷ ، ۵۸

Marfat.com

معین الدین حسن سجزی ، خواجہ :
۱۱۵ ، ۲۰۴ ، ۳۳۷
معین خاں ۲۲۲
معین خاں ابن سکندر خاں : ۲۹۷
مغل : ۱۰۰ ، ۲۰۴ ، ۲۱۹ ، ۲۳۵ ،
۲۳۶ ، ۲۴۰ ، ۲۴۱ ، ۴۰۱ ،
۴۰۲ ، ۴۰۳ ، ۴۳۳ ، ۴۴۵ ،
۴۴۶ ، ۴۴۷ ، ۴۴۸ ، ۴۴۹ ،
۴۵۰ ، ۴۵۶ ، ۴۵۷ ، ۴۵۹ ،
۴۶۱ ، ۴۶۲ ، ۴۶۸ ، ۴۷۰ ،
۴۷۳
مغل سلاطین : ۴۰۱
مغول : ۵۔۷ ، نیز دیکھیے مغل اور مکنہ مغول ۔
مغول ، خواجہ شمس : دیکھیے شمس مغول ، خواجہ ۔
مغول ، ملک حسام الدین : دیکھیے حسام الدین مغول ، ملک ۔
مغول ، یاد گار : ۲۷۹
مغیث ملک (ملک الشرق) : ۲۹۵ ،
۳۰۸
مغیث خاں جہاں ، ملک ۳۰۳ ،
۳۰۴ ، ۳۰۹ ، ۳۱۰
مفرح ، نظام : نظام مفرح ۔
مقبل خاں : ۲۲۵ ، ۳۶۴
مقبول خاں : ۳۴۲ ، ۳۴۳ ، ۳۴۴ ،
۳۴۵
مقرب ، ملک : ۱۳۳ ، ۱۳۷ ، ۱۳۸
مقطع ، سید ابراہیم نظام : دیکھیے ابراہیم نظام مقطع ، سید ۔

مکاری (نیز شکاری) ، حسین خا
دیکھیے حسین خاں شکاری ۔
مکنہ مغول : ۴۵۴ ، نیز د
مغل ۔
مکھن خاں : ۳۵۶
ملا دریا (دریا خاں) : ۴۲۸
ملا عبداللہ : ۴۵۴ ، ۴۵۷
ملا عشقی : ۴۸۰
ملا عودی : ۴۲۶
ملا فیروز : ۴۷۶
ملا قاسم : ۴۵۴
ملا محمد یوسف : ۴۵۳ ، ۴۷۶
ملباری (ملیباری ، نیز بیاری) :
ملک آنچا (ملک انجہا) : ۸
۳۱۶ ، ۳۱۷
ملک ابدال : ۴۳۸ ، ۴۳۹ ،
ملک اجہی (ملک اچھی) :
۴۴۳
ملک الامرا حاجی کمال : ۳۱۹
ملک الامرا ملک داؤد : د
ملک داؤد ۔
ملک التجار حلف حسن عرب :
۳۸ ، ۴۱ ، ۴۳ ، ۴۴ ، ۵۱
ملک التجار خواجہ جہاں :
۷۰ ، ۲۴۱
ملک التجار نجم الدین محمود
گیلانی : ۵۳ ، ۶۱ ، ۶۵ ،
ملک الحکما مولانا حکیم فضل
۳۲۹
ملک الشرق الغ خاں : ۲۵۵ ،

Marfat.com

ملک الشرق ملک مغیث : ۲۹۵ ، ۳۰۶ ، ۳۱۸
ملک الملک ترک : ۳۳۱
ملک اندیل : ۲۷۲
ملک ایاز سلطانی : دیکھیے ایاز سلطانی ، ملک ۔
ملک باری (یا پاری) : ۳۳۵ ، ۳۴۷
ملک بایزید شیخا : ۳۱۲ ، ۳۱۳
ملک بدی : ۱۷۳ ، نیز دیکھیے ملک سدہا ۔
ملک برہان عطا اللہ : ۱۸۲
ملک برید (ابن برید) : ۱۲ ، ۷۳ ، ۷۴ ، ۸۳ ، ۸۴ ، ۸۵ ، ۸۶ ، ۸۹ ، ۱۰۲
ملک بیارہ (ملک پیارا) ۳۶۲
ملک پاری (یا ملک باری) : ۳۳۵ ، ۳۴۷
ملک پیارا : دیکھیے ملک بیارہ ۔
ملک توکل : ۲۱۳
ملک جلال کھوکھر : دیکھیے جلال کھوکھر ، ملک ۔
ملک جمال الدین محافظ خاں : دیکھیے محافظ خاں (ملک جمال الدین) ۔
ملک حاتم : ۱۹۷
ملک حافظ : ۱۸۱
ملک حسن ، صفدر الملک : ۱۳۷
ملک خضر : دیکھیے خضر ، ملک ۔
ملک خوش قدم : ۱۸۵
ملک داؤد ، ملک الامرا : ۳۳۵
ملک داور : ۳۳۵
ملک سرہا : ۱۷۳ ، نیز دیکھیے ملک عون ۔
ملک سرور : ۲۱۰
ملک سرور خواجہ سرا : ۲۷۷
ملک سعید : ۸۲
ملک سعید الملک : ۱۲۳ ، ۱۷۰
ملک سلیمان : دیکھیے سلیمان ، ملک ۔
ملک سیف خواجہ : دیکھیے سیف خواجہ ، ملک ۔
ملک شاہ ترک ، خواجہ جہاں : ۶۱ ، ۳۳۱
ملک شمہ : ۵۴
ملک شیخا : ۱۷۸
ملک شیر : دیکھیے شیر ملک ۔
ملک طوغان : ۱۶۷ ، نیز دیکھیے فرحت الملک ۔
ملک عطا (ملک عطن) : ۳۶۰
ملک عون : ۱۷۳ ، نیز دیکھیے ملک بدی ۔
ملک کاجی : دیکھیے کاجی چک ۔
ملک کالو : ۳۲۹
ملک کوہا : ۱۸۸
ملک لاچین : ۱۰
ملک لاڈن خلجی (خان جہاں) : دیکھیے لاڈن خلجی ، ملک ۔
ملک لودھا : ۳۷۹ ، ۳۸۲ ، ۳۸۳
ملک اولی لولد : دیکھیے لولی لولد ، ملک (نیز لولدی لولد) ۔
ملک محمود عمدۃ الملک : دیکھیے عمدۃ الملک ، ملک محمود ۔

Marfat.com

ملک مخلص : ۱۳۲
ملک مرجان خواجہ سرا : ۲۷۳ ، ۲۸۰
ملک مصطفیٰ : ۳۱۰ ، ۳۱۱
ملک مغیث : دیکھیے مغیث ، ملک (ملک الشرق) ۔
ملکۂ جہاں : ۶۱ ، ۷۳ ، ۲۸۷ ، ۲۸۸ ، ۳۳۱
ملو اقبال خاں : ۲۷۸ ، ۲۷۹ ، ۲۸۰ نیز دیکھیے اقبال ملو خاں ۔
ملو خاں : ۶۱ ، ۷۲ ، ۷۳ ، ۱۱۵ ، ۱۱۷ ، ۳۳۱
ملو خاں بن للو خاں : ۲۲۶
ملو خاں بن ملو خاں : ۲۲۶ ، ۳۰۱ ، ۳۰۲
ملو خاں قادر شاہ : ۳۰۲ ، ۳۰۳ ، ۳۰۴ ، ۳۰۵ ، ۳۰۶ ، نیز دیکھیے قادر شاہ (ملو خاں) ۔
ملو قادر خاں : ۲۳۶ ، نیز دیکھیے قادر خاں ۔
ملو قادر شاہ : ۲۳۲ ، ۲۹۱
ملہو ، ملک : ۳۵۹
ملیباری (ملباری ، نیز بیباری) : ۱۶۸
مملو خاں : ۵۱ ، ۵۲
منجھلا ، میاں : دیکھیے میاں منجھلا، نیز شہاب الدین ، سلطان ۔
مندل ، راجا : ۱۲۶
مند لیک ، رانے : ۲۵۹ ، ۱۶۰ ، ۱۶۱ ، ۱۶۲ ، ۱۶۳ ، ۱۶۴ ، نیز دیکھیے خان جہاں ۔
منشی رحمان علی طیش : ۲۶۵
منصور الملک : ۳۳۶
منصور خاں : ۳۱۹ ، ۳۸۰ ، ۳۸۳
متو ، حسن : دیکھیے حسن متو ۔
منہی خاں : ۳۵۷
منیر خاں : ۳۴۶
موافق خاں : ۳۶۲ ، ۳۶۳
موج بدر حبشی : ۳۶۴
موسیٰ خاں : ۱۲۰ ، ۲۹۴ ، ۲۹۵
موسیٰ خاں فولادی : ۲۴۸ ، ۲۵۰ ، ۲۵۱
موسیٰ رینا : ۳۶۳ ، نیز دیکھیے رینا ۔
موسیٰ ، مولانا : ۱۳۱
موکل ، رانا : ۱۲۵
مولوی ذکا اللہ : دیکھیے ذکا اللہ ، مولوی ۔
مونجا بقال : ۳۵۶ ، ۳۵۷
مہا دیو : ۳۲۰
مہابت خاں : ۶۱ ، ۳۳۱ ، ۳۶۴ ، ۳۶۵ ، ۳۶۶
مہتد ،ملک : ۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۳۶۴
مہدی آخر الزماں (امام مہدی) : ۳۷۹ ، ۳۸۶
مہدی ، بابا : دیکھیے بابا مہدی ۔
میانہ سردار : ۳۱۱
میانہ گروہ : ۳۱۱
میاں آغا : ۳۹۵
میاں اغا : ۲۹۵
میاں بایزید : دیکھیے باز بہادر خاں ،

Marfat.com

نیز بایزید بن شجاع خان ، میاں ۔
میاں جیو : ۳٦۰
میاں خان : ۲۹۵
میاں محمد سعید (نیز میاں سعید) : ۲۷۸ ، ۲۸۱ ، ۲۸۵ ، ۲۸۹
میاں منجھلا : ۳۹۳ ، نیز دیکھیے شہاب الدین ، سلطان ۔
میدنی رائے : ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۱۹۵ ، ۲۲۰ ، ۳۷۷ ، ۳۷۸ ، ۳۷۹ ، ۳۸۰ ، ۳۸۱ ، ۳۸٦ ، ۳۸۷ ، ۳۸۸ ، ۳۹۰ ، ۳۹۱ ، ۳۹۳ ، ۳۹۴
میر آخور : ۳۰۷
میر ابو تراب : ۲٦۲
میر اسحاق ، قاضی : ۱۷۸
میر الہداد : ۵۲۱
میر بحر ، محمد قاسم خان : دیکھیے محمد قاسم خان میر بحر ۔
میر بہشتی : ۹۲
میر چاکر رند : دیکھیے چاکر رند ، میر ۔
میر حسین : ۴۵۰
میر خان : ۳۴۳ ، ۴۲۱
میر ذوالنون بیگ : دیکھیے ذوالنون بیگ ۔
میر سید علی ہمدانی : ۴۳۹
میر شکار ، ملک فضل اللہ بدھ : دیکھیے فضل اللہ بدھ میر شکار ، ملک ، نیز بدھ ، ملک ۔
میر شمس : ۴۴۲
میر طاہر : ۹۴
میر علی ، شیخ : ۴۴۸ ، ۴۵۰ ، ۴۵۸ ، ۴٦۱
میر کمال : ۴۵۰
میر محمد خان اتکہ : دیکھیے محمد خان اتکہ ، میر ۔
میر مرتضیٰ : ۹۰ ، ۹۲
میر مکنہ : ۴۵۷
میراں حسین (نیز حسین نظام الملک): ۹۳
میراں خان : ۴۲۱
میراں ، سید ولد مبارک : ۲۵۰
میراں مبارک شاہ : ۲۴۱ ، ۲۴۲ ، ۲۵۳ ، ۲۵۴ ، ۲۵٦ ، نیز دیکھیے مبارک بخاری ، میراں سید ۔
میراں محمد شاہ : ۲۴۰ ، ۲۴۱ ، ۲۵۴ ، ۲۵۲
میرزا مشہدی ، سید (ماو خان) : ۴۷
میرک مرزا ، خان : دیکھیے جان میرک مرزا ۔
میرک مرزا ، خان : دیکھیے خان میرک مرزا ۔
میرک ہروی ، خواجہ : ۹۰ ، نیز دیکھیے چنگیز خان ۔
میواتی (نیز ستوائی) ، سکندر خان : دیکھیے سکندر خان میواتی ۔

(ن)

نادری وزیر ، روی : روی نادری وزیر ، نیز روی مادری ۔

Marfat.com

نادوت ، راجا : ۱۱۸ ، نیز دیکھیے راجا نادوت و پدھوں ۔

نازک چک : ۳۶۷

نازک شاہ ، سلطان بن فتح شاہ : ۳۳۶، ۳۳۷ ، ۳۳۸ ، ۳۵۱ ، ۳۵۶ ، ۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۳۶۳ ، ۳۶۶ ، ۳۶۷

ناصر الدین : ۱۶

ناصر الدین اسماعیل شاہ : دیکھیے ابو الفتح ناصر الدین اسماعیل شاہ ۔

ناصر الدین بن احمد ، سلطان : ۲۶۳

ناصر الدین خلجی ، سلطان : ۱۸۶ ، ۱۸۸ ، ۲۲۵

ناصر الدین شاہ بن غیاث الدین ، سلطان : ۲۹۱ ، ۳۵۴ ، ۳۵۵ ، ۳۵۶ ، ۳۵۷ ، ۳۵۸ ، ۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۳۶۲ ، ۳۶۴ ، ۳۶۵ ، ۳۶۶ ، ۳۶۷ ، ۳۶۸ ، ۳۶۹ ، ۳۷۰ ، ۳۷۱ ، ۳۸۶

ناصر الدین عبداللہ ، سلطان : ۱۷۹

ناصر الدین عرب ، سید : ۳۴ ، ۳۶

ناصر الملک : ۱۶

ناصر خان فاروقی : ۳۵ ، نیز دیکھیے نصیر خان آسیری ۔

ناصر ، سید : دیکھیے سید ناصر ۔

ناصر شاہ ، سلطان : ۲۶۴ ، ۲۷۰

ناصر شاہ (عبد القادر) سلطان : ۳۴۷، ۳۵۴ ، ۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲ ، ۳۶۳ ، ۳۶۴ ، ۳۶۶ ، ۳۶۸ ، ۳۶۹ ، ۳۷۳ ، ۳۷۶

ناصر علی : ۳۵۴ ، نیز دیکھیے بیـ علی ۔

ناصر غلام : ۲۶۸ ، ۲۷۰

ناصر کیانی (نیز ناصر کتابتی) : ۱۷

نبانی ، رائے : ۱۷۳ ، ۱۷۴ ، ۱۷۵ ، ۱۷۶

نبی کریمؐ : ۳۲۱ ، نیز دیکھیے رسالت پناہؐ ۔

نجم الدین محمود ابن گاوان جیلانی ، سلطان الوزراء خواجہ (عمادالدین) : ۵۳

نجم الدین محمود قارن گیلانی ، خواجہ : ۵۲

نجیب خمار : ۱۰ ، نیز دیکھیے عزیز خمار ۔

ندربار ، سلطان : دیکھیے سلطان ندربار ۔

ندوی ، ابو ظفر : ۱۱۰ ، ۱۱۲ ، ۱۱۳

نرسنگھ رائے : ۲۹ ، ۳۸ ، ۶۹ ، نیز دیکھیے پرسنگھ رائے ۔

نرنجن ، راجا : ۳۱۳ ، ۳۱۴

نصر اللہ دبیر : ۳۰۵

نصر اللہ دبیر نبانی ، خواجہ : ۳۱۲

نصر بن عادل خان : ۱۲۷ ، نیز دیکھیے نصیر بن عادل خان ۔

نصرت الملک گجراتی ، ملک : ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۱۹۱ ، ۱۹۳ ، ۱۹۵ ، ۲۰۸

نصرت چک : ۳۶۵ ، ۳۶۶ ، ۳۶۹

Marfat.com

نصرت خان : ۱۱۹ ، ۱۲۰ ، ۳۱۶ ، ۳۱۷ ، ۳۶۴ ، ۳۷۰ ، ۳۷۴ ، ۳۷۵

نصرت خان بن اقبال خان : ۳۷۴ ، ۳۷۵ ، ۳۷۳ ، ۳۷۴

نصیب شاہ بن علاء الدین : ۲۶۴ ، ۲۷۴

نصیر الدین دبیر ، ملک : ۳۱۵ ، ۳۱۶

نصر الدین عضد الدولہ : ۱۲۹

نصیر الدین ہمایوں : دیکھیے ہمایوں بادشاہ ۔

نصیر امیر : ۲۲۶

نصیر بن عادل خان : ۱۲۸ ، نیز دیکھیے نصر بن عادل خان ۔

نصیر بن عبد القادر : ۳۲۷ ، ۳۲۸ ، نیز دیکھیے نصیر شاہ ۔

نصیر خان : ۱۲۹ ، ۱۳۷ ، ۱۳۸

نصیر خان آسیری (نیز ناصر خان فاروقی) : ۳۵

نصیر خان بن سکندر خان : ۳۰۵

نصیر خان بن سلطان مظفر (سلطان محمود) : ۲۰۸ ، ۲۱۱ ، ۲۱۷ ، نیز دیکھیے محمود نصیر خان ، سلطان ۔

نضیر خان بن عالم خان : ۳۱ ، ۴۷

نصیر خان ابن قادر خان : ۲۸۱ ، ۲۸۳ ، ۲۸۴ ، ۲۸۵ ، ۲۹۳ ، ۲۹۴

نصیر راجا ، ملک : ۱۱۳

نصیر شاہ (نیز نصیر عبد القادر) ۳۲۴ ، نیز دیکھیے نصیر عبدالقادر

نصیر عبد القادر : دیکھیے نصیر بن عبد القادر ۔

نظام الدین احمد شاہ : ۵۹ ، نیز دیکھیے نظام شاہ ، سلطان ۔

نظام الدین احمد ہروی ، خواجہ ۲۳۷ ، ۳۰۸ ، ۳۵۸ ، ۳۹۴ ، ۵۱۷

نظام الدین اولیاء بدایونی ثم دہلوی قطب العارفین ، شیخ : ۱۱ ، ۱۵

نظام الدین ، جام : دیکھیے جام نظام الدین ۔

نظام الملک : ۱۲ ، ۶۴ ، ۱۲۴ ، ۳۱۵ ، ۳۲۰ ، ۳۳۳ ، نیز دیکھیے احمد نظام الملک ۔

نظام الملک ، اسماعیل (نیز مرتضیٰ) دیکھیے مرتضیٰ نظام الملک ۔

نظام الملک بحری (نیز بہرلو) : ۱۴ ۸۷ ، ۱۸۰ ، ۱۸۲ ، ۱۸۳ ۲۱۹ ، ۲۲۰ ، ۲۴۲

نظام الملک بن برہان ، اسماعیل : دیکھیے اسماعیل نظام الملک بن برہان ۔

نظام الملک بن ملک نظام الملک : ۸۵

نظام الملک ترک ، ملک : ۶۱ ، ۳۴۲

نظام الملک حسن : دیکھیے برہان نظام الملک ۔

Marfat.com

ظام الملک دکنی : ۲۰۹ ، ۲۱۰ ، ۲۲۵ ، ۳۶۸ ، نیز دیکھیے نظام شاہ دکنی ۔
ظام الملک و راجہ رستم : دیکھیے راجہ رستم (نظام الملک) ۔
ظام الملک سلطانی : ۱۹۸ ، ۳۸۲
ظام الملک شاہ : ۳۴۱ ، ۳۴۲
ظام الملک غوری ، ملک : ۵۴ ، ۶۰ ، ۳۴۰
ظام الملک، ملک : ۵۱ ، ۶۵ ، ۶۸، ۷۲ ، ۷۳ ، ۷۴ ، ۷۵ ، ۸۳ ، ۸۵ ، ۸۶ ، ۱۰۰ ، ۱۲۵ ، ۱۲۶، ۱۳۱ ، ۱۶۸ ، ۱۷۱ ، ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۱۹۱
ظام الملکی : ۹۵
ظام الملکیہ : ۱۲ ، ۱۴
ظام خاں : ۳۱۰ ، ۳۷۵
ظام شاہ دکنی : ۳۴۲ ، نیز دیکھیے نظام الملک دکنی ۔
ظام شاہ ، سلطان : ۱۳ ، ۵۹ ، ۶۰، ۶۱ ، ۶۲ ، ۶۳ ، ۷۸ ، ۳۴۰ ، ۳۴۱ ، ۳۴۲
ظام مفرح : ۱۰۹ ، ۱۱۰ ، ۱۱۱ ، ۱۱۲ ، نیز دیکھیے فرحتہ الملک ۔
ظام مقطع ، سید ابراہیم : دیکھیے ابراہیم نظام مقطع ۔
ظری اوزبک : ۹۷
ظیری (شاعر) : ۵۸
عمت اللہ تبریزی ، خواجہ : ۸۰ ، ۸۱ ، ۳۳۷
نعمت اللہ کرمانی ، حضرت شاہ (نیز سید نعمت اللہ) : ۵۴ ، ۵۷ ، ۵۸ ، ۶۰
نعمت الٰہی ، مرزا حبیب اللہ : دیکھیے حبیب اللہ نعمت الٰہی ۔
نقد الملک : ۳۷۲ ، ۳۷۳
نندا ، جام : دیکھیے جام نندا ۔
نندا ، سلطان حسین : دیکھیے حسین نندا ، سلطان ۔
نوادر آسو : ۴۳۴
نور احمد خان فریدی : ۵۰۹
نور الدین ، شیخ : ۳۴۴
نور بخش ، سید محمد : دیکھیے محمد نور بخش ، سید ۔
نورا بن ملک احمد ، ملک : ۴۳۶
نور قطب عالم ، شیخ : ۲۷۳
نوروز چک : ۴۵۸ ، ۴۷۹
نوروز خاں : ۴۸۳
نوح بن یوسف الملک : ۲۱۲ ، نیز دیکھیے شمس الملک ۔
نولکشور : ۹ ، ۲۲ ، ۲۳ ، ۳۰ ، ۳۴ ، ۳۷ ، ۴۲ ، ۴۳ ، ۵۳ ، ۵۴ ، ۶۲ ، ۶۴ ، ۶۶ ، ۷۱ ، ۷۲ ، ۸۸ ، ۹۵ ، ۱۱۸ ، ۱۲۰ ، ۱۲۴ ، ۱۷۳ ، ۱۷۴ ، ۲۰۶ ، ۲۱۶ ، ۲۲۱ ، ۲۲۲ ، ۲۹۳ ، ۳۱۲ ، ۳۳۱ ، ۳۳۳ ، ۴۲۲ ، ۴۶۵ ، ۵۰۵
نیاز خان : ۳۳۰
نیازی (قبیلہ) : ۳۰۹ ، ۴۵۵ ، ۴۶۲

Marfat.com

(و)

واحد خاں : ۳۳۰
وانکری ، علی : دیکھیے علی وانکری ۔
وانکری ، محمد : دیکھیے محمد وانکری ۔
وجیہہ الملک : ۲۳۹ ، ۲۹۲
وزیر محمود گواں (سلطان الوزراء) : ۵۳ ، نیز دیکھیے نجم الدین محمود ابن گاواں جیلانی ۔
وفا خاں (فتح اللہ) : ۶۵
ولی اللہ ، سلطان (بن محمود شاہ) : ۱۳ ، ۸۵ ، ۸۶
ولید بن عبد الملک بن مروان : ۴۸۹
وولزلی بیگ : ۱۱

(ہ)

ہارون بیگ : ۲۳۷
ہارون خاں شیروانی ، ڈاکٹر : دیکھیے شروانی ، ڈاکٹر ہارون خاں ۔
ہاشم تبریزی : ۷۷
ہانت (یا ہایت) ، اسماعیل : دیکھیے اسماعیل ہانت (یا ہایت) ۔
ہالدری ، حسام الملک : دیکھیے حسام الملک ہالدری ۔
ہر رائے ولد پونجا : ۱۳۶ ، ۱۳۷
ہرجو : ۴۶۰
ہرسانی ، نصر اللہ : دیکھیے نصر اللہ دیر لبانی ۔
ہرسنگھ رائے : ۲۹ ، نیز دیکھیے نرسنگھ رائے ۔

ہروی ، امیر زادہ : دیکھیے امیر زادہ ہروی ۔
ہروی ، خواجہ میرک : دیکھیے چنگیز خاں (خواجہ میرک ہروی)
ہروی ، نظام الدین احمد : دیکھیے نظام الدین احمد ہروی ، خواجہ ۔
ہزبر خاں : ۳۶۳
ہستی چک : ۴۸۳ ، ۴۸۴
ہستی خاں : ۴۶۶ ، ۴۶۷
ہشیار الملک : ۲۱۵
ہمایوں ، اعظم : دیکھیے اعظم ہمایوں ۔
ہمایوں بادشاہ (نصیر الدین ہمایوں) : ۹۰ ، ۲۳۲ ، ۲۳۳ ، ۲۳۴ ، ۲۳۵ ، ۲۳۶ ، ۲۳۷ ، ۲۳۸ ، ۲۳۹ ، ۲۷۴ ، ۲۷۵ ، ۳۰۱ ، ۳۰۲ ، ۳۳۸ ، ۳۵۱ ، ۳۵۲ ، ۴۶۹ ، ۵۲۷
ہمایوں خاں : ۴۹ ، ۵۱
ہمایوں ، خونزہ : دیکھیے خونزہ ہمایوں ۔
ہمایوں شاہ ، سلطان (بن علاء الدین) : ۱۳ ، ۵۲ ، ۵۳ ، ۵۶ ، ۵۷ ، ۵۸ ، ۵۹ ، ۶۰ ، ۶۲ ، ۶۳
ہمت خاں : ۳۵۹
ہمدانی ، سلطان قلی قطب الملک : دیکھیے قلی قطب الملک ہمدانی ، سلطان ۔
ہمدانی ، میر سید علی : ۴۳۹
ہنداں بن شاہ میر : ۴۱۳ ، ۴۱۷ ، ۴۱۸ ، نیز دیکھیے سیکار یا سکار ۔
ہنداں (سلطان قطب الدین) : ۴۱۷

Marfat.com

ندال مرزا : ۲۴۴

ندو بیگ قوچین : ۲۳۷ ، ۲۳۸

ندو شاہ فرشتہ ، محمد قاسم : دیکھیے فرشتہ ، محمد قاسم ہندو شاہ ۔

ندو شاہ ، مولانا غلام علی : دیکھیے غلام علی ہندو شاہ ، مولانا ۔

ندوستانی (اہل ہندوستان) : ۲۴۰ ، ۴۴۵ ، نیز دیکھیے اہل ہند ۔

ندونی ، یوسف خان : ۳۲۳ ، ۳۳۵

نیش ، راجا : ۴۳۹

وشنگ خان بن دلاور خان ، سلطان: ۲۹۱ ، ۲۹۳ ، ۲۹۴ ، ۲۹۵ ، ۲۹۶ ، ۲۹۷ ، ۲۹۸ ، ۲۹۹ ، ۳۰۰ ، ۳۰۱ ، ۳۰۲ ، ۳۰۳ ، ۳۰۴ ، ۳۰۵ ، ۳۰۷ ، ۳۰۸ ، ۳۰۹ ، ۳۱۰ ، ۳۱۳ ، ۳۱۹ ، ۳۲۲ ، ۳۲۳ ، ۳۲۷

وشنگ پور : ۳۷۵

وشنگ ، سلطان : ۳۸ ، ۱۱۹ ، ۱۲۰ ، ۱۲۶ ، ۱۲۷ ، ۱۲۸ ، ۱۲۹ ، ۱۳۰ ، ۱۳۱ ، ۱۳۲ ، ۱۳۴ ، ۱۳۵ ، ۲۹۱

وشنگ شاہ : ۳۱۶ ، نیز دیکھیے سعید ہوشنگ شاہ ۔

وشنگ غوری ، سلطان : ۲۸۱

وشیار الملک : دیکھیے ہشیار الملک ۔

یبت خان (بن سلطان قطب الدین) : ۴۱۸ ، ۵۰۱

یبت خان (بن سلطان مظفر): ۱۲۲ ، ۱۲۳ ، ۱۲۴ ، ۲۹۶ ، ۳۰۳

ہیبت خان لیازی : ۴۵۵ ، ۴۶۲

ہیبت ، ملک : ۳۵۹ ، ۳۶۰

ہیک ، وولزلی : ۱۱

ہیم کرن : ۳۸۴

(ی)

یادگار بیگ قزلباش : ۱۸۴ ، ۱۸۶ ، ۱۸۷

یادگار مغول : ۳۷۹

یادگار ناصر مرزا : ۲۳۷ ، ۲۳۸ ، ۴۰۱

یار قلی جمشید خان : ۱۰۶

یاری چک : ۴۴۷

یاسین افغان : ۴۵۶

یا قوت (خداوند خان) : ۹۴

یحییٰ خان : ۵۶

یحییٰ رینا : ۴۶۱

یزید : ۴۵

یعقوب چک : ۴۸۴ ، ۴۸۶

یعقوب ، سید : ۴۶۱ ، ۴۶۲ ، ۴۸۴

یعقوب شاہ : ۴۸۷

یعقوب کشمیری ، شیخ : ۴۸۵

یکان خان : ۳۵۶ ، ۳۵۷ ، ۳۶۰ ، ۳۶۴

یوسف : ۴۸۹ ، نیز دیکھیے حجاج بن یوسف ۔

یوسف الحسینی : ۳۰

یوسف الملک : ۲۱۲

یوسف الدر رافضی : ۴۷۹ ، ۴۷۷

Marfat.com

یوسف بن محمد عباسی ، امیرالمومنین
مستنجد باللہ : ۳۴۲
یوسف ترک ، ملک : ۵۵ ، ۵۹
یوسف چک ولد رنگی چک کوسواری
۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲ ،
۳۶۳ ، ۳۶۶
یوسف خان بن بہرام خان : ۳۳۷ ،
۳۳۸، نیز دیکھیے سان دیوی ۔
یوسف خان بن علی خان : ۳۷۷ ،
۳۷۸ ، ۳۸۰ ، ۳۸۱ ، ۳۸۲ ،
۳۸۳ ، ۳۸۴
یوسف خان ، سید : ۳۸۴ ، ۳۸۵ ،
۳۸۷
یوسف خان مرزا : ۳۸۵ ، ۳۸۶ ،
۳۸۷
یوسف خان ہندوتی : ۳۲۴ ، ۳۳۵ ،
نیز دیکھیے یوسف ہندوتی ۔
یوسف شاہ : ۲۶۴ ، ۲۷۰ ، ۳۸۷
یوسف ، شیخ : دیکھیے شیخ یوسف
(اعظم ہمایون) ۔
یوسف عادل خان (برادر سلطان محمد) :
۱۴ ، ۹۹
یوسف عادل شاہ ترکمان : ۹۹
یوسف قریشی ، شیخ : ۵۰۷ ، ۵۰۸ ،
۵۰۹ ، ۵۱۰ ، ۵۱۱ ، ۵۱۵
یوسف قوام ، ملک : ۳۱۶ ، نیز
دیکھیے قوام خان ۔
یوسف کشمیری : ۳۶۸ ، ۳۸۴ ،
۳۸۵
یوسف ، ملا محمد : ۳۵۳ ، ۳۷۶
یوسف ، ملک : ۱۸۱ ، ۲۱۰
یوسف ہندوتی : ۳۳۵ ، نیز دیکھیے
یوسف خان ہندوتی ۔

Marfat.com

اماکن

(الف ممدوده)

آبو : ۱۷۷ ، نیز دیکھیے کوہ آبو

آدم پور (نیز دوام پور) : ۴۶۵

آسیر : ۹۶ ، ۹۷ ، ۱۹۲ ، ۱۹۴ ، ۲۱۸ ، ۲۲۵ ، ۲۳۲ ، ۲۴۰ ، ۲۴۲ ، ۲۵۶ ، ۳۴۰ ، نیز دیکھیے اسیر ۔

آش نغر : ۴۱۷ ، نیز دیکھیے اشت نگر ۔

آشته : ۲۲۷ ، ۳۲۱ ، ۳۶۴ ، ۴۰۱ ، ۴۱۰

آگرہ : ۲۳۸ ، ۳۸۱ ، ۳۹۶ ، ۳۹۷ ، ۴۰۱ ، ۴۰۲ ، ۴۷۷

آبارس : ۳۳۹

(الف مقصوده)

اتر پردیش : دیکھیے یو - پی

اٹاوہ : ۲۷۷

اٹک : ۴۸۷

اجاریہ (اجایہ) : ۳۵۹ ، نیز دیکھیے احادیہ ۔

اجمیر : ۳۳۴ ، ۳۳۷ ، ۳۳۸

اجودھن : ۲۸۰

اجین (یا اوجین) : ۱۴۲ ، ۱۹۳ ، ۲۲۲ ، ۲۲۵ ، ۲۲۶ ، ۲۸۳ ، ۲۹۷ ، ۳۰۰ ، ۳۰۳ ، ۳۱۹ ، ۳۲۰ ، ۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۳۶۷ ، ۳۷۶ ، ۳۷۷ ، ۳۸۱ ، ۳۹۱ ، ۳۹۳ ، ۳۹۸ ، ۴۰۰ ، ۴۰۱ ، ۴۰۳ ، ۴۰۴ ، ۴۰۹ ، ۴۱۰ ، نیز دیکھیے قلعہ اجین ۔

اجین ، سرکار : دیکھیے سرکار اجین

اچه (یا اوچه) : ۴۱۶ ، ۵۱۵ ، [illegible] دیکھیے ولایت اوچه

احادیہ : ۳۵۹ ، نیز دیکھیے اجار[illegible] (اجایہ) ۔

احمد آباد : ۶۳ ، ۱۲۳ ، ۱۲۵ ، ۱۲۶ ، ۱۳۰ ، ۱۳۱ ، ۱۳۵ ، ۱۳۷ ، ۱۵۹ ، ۱۶۰ ، ۱۶۱ ، ۱۶۴ ، ۱۶۶ ، ۱۶۸ ، ۱۷۰ ، ۱۷۱ ، ۱۷۲ ، ۱۸۴ ، ۱۸۷ ، ۱۹۰ ، ۱۹۵ ، ۱۹۶ ، ۱۹۷ ، ۱۹۸ ، ۲۰۲ ، ۲۰۳ ، ۲۰۴ ، ۲۱۰ ، ۲۱۱ ، ۲۱۵ ، ۲۲۰ ، ۲۳۳ ، ۲۳۷ ، ۲۳۸ ، ۲۴۰ ، ۲۴۲ ، ۲۴۳ ، ۲۴[illegible] ، ۲۴۸ ، ۲۵۰ ، ۲۵۱ ، ۲۵۲ ، ۲۵۴ ، ۲۵۵ ، ۲۵۶ ، ۲۵۷

Marfat.com

۲۵۹ ، ۲۶۲ ، ۳۳۱ ، ۳۳۲ ، ۴۰۱ ، ۵۱۵
احمد نگر : ۸۶ ، ۸۷ ، ۸۸ ، ۹۱ ، ۹۲ ، ۹۴ ، ۹۶ ، ۹۷ ، ۱۰۳ ، ۱۳۵ ، ۱۳۷ ، ۱۵۹ ، ۱۹۰ ، ۱۹۱ ، ۱۹۶ ، ۱۹۷ ، ۱۹۸ ، ۲۰۱ ، ۲۴۶
احمد نگر ، قلعہ : دیکھیے قلعہ احمد نگر ۔
اداس ، کوہ : دیکھیے کوہ اداس
اون پور (نیز ادنی پور) : ۴۵۸
ارک ، قلعہ : دیکھیے قلعہ ارک ۔
ارنگل : ۳۱
آڑیسہ : ۶۰ ، ۲۷۵ ، ۲۸۵ ، ۲۸۶ ، ۵۲۷ ، نیز دیکھیے اوڑیسہ ۔
اساول : ۱۱۲ ، ۱۱۷ ، ۱۱۸ ، ۱۲۳
اسلام آباد : ۲۳۲ ، ۳۱۶
اسلام آباد، قلعہ: دیکھیے قلعہ اسلام آباد
اسواس ، ولایت : دیکھیے ولایت اسواس
اسیر (نیز آسیر): ۸۶ ، ۱۱۳ ، ۱۲۷ ، ۱۲۸ ، ۱۳۷ ، ۱۳۸ ، ۱۷۹ ، ۱۸۰ ، ۱۸۱ ، ۱۸۳ ، ۱۹۳ ، ۱۹۴ ، ۲۳۲ ، ۳۳۵ ، ۳۳۶ ، ۳۶۸ ، ۳۹۱ ، نیز دیکھیے قلعہ آسیر ۔
اسیر ، کوہ : دیکھیے کوہ اسیر ۔
اسیر ، ولایت : دیکھیے ولایت اسیر
اشت نگر : ۴۱۷ ، نیز دیکھیے آش نغر ۔
اعظم گڑھ : ۸۷
آکدالہ : ۲۷۳ ، ۲۷۵
آکدالہ ، قلعہ : دیکھیے قلعہ اکدالہ ۔
آکرہ : ۳۶۷
الماوت : ۴۲۰
الہ آباد : ۱۰
الہنپور : ۳۳۰ ، ۳۴۹ ، ۳۵۰ ، نیز دیکھیے نیور ۔
امروہہ : ۱۰
انچہ : ۱۰۰
اندر کوٹ : ۴۵۶ ، ۴۵۷ ، ۴۵۸ ، ۴۵۹
اندر کوٹ قلعہ : دیکھیے قلعہ اندر کوٹ۔
انڈیا : ۱۰ ، نیز دیکھیے ہندوستان ۔
انکھور : ۱۲۴
انکیر : ۱۰۰
اوجود : ۳۵۹
اوجین (یا آجین) : ۳۵۹ ، نیز دیکھیے قلعہ اجین ۔
اوچہ (یا آچہ) : ۵۱۵ ، نیز دیکھیے ولایت اوچہ ۔
اود خانہ : ۳۸۳
اودن : ۴۴۰
اوڑیسہ (یا آڑیسہ) : ۵۴ ، ۶۸ ، ۶۹ ، ۷۰
اہلن : ۴۷۱
ایدر : ۱۱۳ ، ۱۱۵ ، ۱۱۶ ، ۱۲۳ ، ۱۲۴ ، ۱۲۵ ، ۱۲۷ ، ۱۲۹ ، ۱۳۵ ، ۱۳۶ ، ۱۳۷ ، ۱۵۹ ، ۱۶۴ ، ۱۸۷ ، ۱۸۸ ، ۱۹۰ ، ۱۹۱ ، ۱۹۴ ، ۱۹۵ ، ۱۹۶ ،

Marfat.com

۱۹۷ ، ۲۰۳ ، ۲۰۹ ، ۲۱۸ ، ۲۲۰ ، ۳۳۱ .
ایدر ، قلعہ : دیکھیے قلعہ ایدر ۔
ایدر ، کوہ : دیکھیے کوہ ایدر ۔
ایران : ۱۱ ، ۱۰۱ ، ۱۸۳
ایرج : ۳۲۸ ، ۳۲۹
ایرچہ : ۲۸۳ ، ۲۸۴ ، نیز دیکھیے ولایت ایرچہ ۔
ایزباد : ۶۸
ایلچ پور : ۹۶ ، ۳۴۰ ، نیز دیکھیے قلعہ ایلچ پور ۔

(ب)

بابا جی ، بہار : دیکھیے بہار بابا جی ۔
بابل (نیز مائل) : ۵۲۷
باترک (دریا) : دیکھیے دریائے ماترک (یا باترک)
بادوکھی : ۳۶۸، نیز دیکھیے بادھل ۔
بادہ (مار بادہ) : دیکھیے مارناوہ ۔
بادھل : ۳۶۸، نیز دیکھیے بادوکھی ۔
بادہلی : ۳۶۸
بارا سنبور (نیز مارالپور ، ماسور) : ۳۳۱
بارہ ۳۵۸ ، ۳۶۳
بارہ ، کھاور : دیکھیے کھاور بارہ ۔
بارہ مولہ : ۳۱۹ ، ۳۳۱ ، ۳۳۲ ، ۳۴۲ ، ۳۴۵ ، ۳۴۶ ، ۳۵۵ ، ۳۵۶ ، ۳۵۷ ، ۳۶۸ ، ۳۷۹ ، ۳۸۰ ، ۳۸۵ ، ، نیز دیکھیے داملہ ۔
بازار ، حیران : دیکھیے حیران بازار ۔
باسور : ۱۰۱ ، نیز دیکھیے بالکور ۔
باغ صفا : ۳۵۸ ، نیز دیکھیے صفہ باغ ۔
باغ فیروز : ۳۶۷
باغ لوشہر : ۳۳۷
باکر : ۱۹۵ ، ۱۹۶ ، ۲۱۸ ، ۲۲۰
بالا پور : ۳۴۰
بالکل (پرگنہ) : دیکھیے مالکل اور بانکل ۔
بالکندہ (یا بالکنڈہ) : ۵۳ ، ۶۲ ، نیز دیکھیے مالکندہ یا مالکنلہ ۔
بالکور : ۱۰۱ : نیز دیکھیے باسلور ۔
بالدہو : ۱۲۶
بانس والہ : ۲۲۱ ، ۲۲۲ ، ۳۰۵ ، ۳۰۹ ، نیز دیکھیے بانس والا ۔
بانکل : ۳۶۱ ، نیز دیکھیے مانکل ۔
بانہال : ۳۶۲
باؤکلا : ۱۰۱
بتوہ (یا بٹوہ) : ۲۰۶ ، ۲۱۳ ، ۲۵۵
بجوارہ : ۳۷۱
بجھرا (یا بجھرا) : ۳۹۱
بحر آرا (نیز بحرارہ) : ۳۲۰
بخشی پور : ۳۱۶
بدخشاں : ۵۲۷
بدر : ۱۲ ، ۳۸ ، ۵۶ ، ۶۰ ، ۳۲۱ ، ۳۳۵
بدلگر : ۱۹۷
بدو مزار : ۳۵۹
بدھول : ۱۸ ، ۲۷ ، ۱۲۶

Marfat.com

برار : ۳۸ ، ۹۰ ، ۹۲ ، ۹۶ ، ۳۳۰ ، نیز دیکھیے ولایت برار ۔
براہ ۔ کوہ : دیکھیے کوہ براہ ۔
برسال یا برتھال : دیکھیے موضع برسال ۔
برصغیر (پاکستان و ہندوستان) : ۵۰۷
برکانہ : ۶۷ ، نیز دیکھیے قلعہ برکانہ
برکھوکھا : ۱۸۸
برن ، قلعہ : دیکھیے قلعہ برن ۔
بروده یا بڑوده (نیز برودره) : ۱۲۳ ، ۱۶۳ ، ۱۷۳ ، ۱۸۳ ، ۱۸۴ ، ۱۸۶ ، ۲۱۲ ، ۲۱۳ ، ۲۱۹ ، ۲۳۱ ، ۲۳۸ ، ۲۵۳ ، ۲۵۴ ، ۲۶۲ ، ۳۳۲ ، ۳۷۹
بروده ، قلعہ : دیکھیے قلعہ بروده ۔
برہار ، ولایت : دیکھیے ولایت برہار ۔
برہان پور : ۸۶ ، ۹۹ ، ۱۲۷ ، ۱۳۷ ، ۱۳۸ ، ۱۸۰ ، ۱۸۱ ، ۱۸۳ ، ۱۹۲ ، ۱۹۴ ، ۲۲۵ ، ۲۲۹ ، ۲۳۶ ، ۲۳۸ ، ۲۴۰ ، ۲۴۱ ، ۲۴۲ ، ۲۴۳ ، ۲۵۳ ، ۲۵۶ ، ۳۶۸ ، ۳۹۱ ، ۴۰۰
برہمن آباد (قدیم ، قلعہ : دیکھیے قلعہ برہمن آباد (قدیم) ۔
بغداد : ۴۸۹
بغلچہ : ۱۷۴ ، نیز دیکھیے لعلچہ اور لغلچہ ۔
بکر : ۵۰۳ ، ۵۰۵ ، نیز دیکھیے قلعہ بکر ۔
بکلانہ : ۳۳۵ ، ۳۳۶ ، ۳۵۴
بکلی : ۴۶۲
بلا بھیت (یا بھلا بھت) : ۲۲۲
بلادِ کشمیر : ۴۱۳ ، نیز دیکھیے ولایت کشمیر ۔
بلگانو : ۱۰۰
بلوچستان : ۵۱۳
بن (موضع) : ۴۵۵ ، ۴۶۲
بنارس (دریا) : دیکھیے دریائے بنارس ۔
بنارس ، قلعہ : دیکھیے قلعہ بنارس ۔
بنجہ : ۴۳۲ ، نیز دیکھیے پنجہ اور پنج ۔
بندر : ۱۰۲ ، ۱۷۸
بندر جگت : ۱۶۶ ، نیز دیکھیے جگت ۔
بندر جیول (یا چیول) : ۱۷۹
بندر دیپ : ۱۷۹ ، ۲۰۱ ، ۲۰۹ ، ۲۱۸ ، ۲۲۰ ، ۲۳۳ ، ۲۳۶ ، ۲۳۷ ، ۲۳۹ ، ۲۴۰
بندر سورت : ۲۳۸ ، ۲۵۰ ، نیز دیکھیے سورت ۔
بندر کنبایت : ۱۶۸ ، ۱۷۱ ، نیز دیکھیے کنبایت ۔
بندر گووه (یا گوا) : ۶۷، نیز دیکھیے گووه ۔
بندر وائل : ۱۷۷ ، نیز دیکھیے وائل (یا واہل) ۔
بندوار (نیز مدوار) : ۴۵۵
بنگال (یا بنگالہ) : ۲۶۳ ، ۲۶۴ ، ۲۶۵ ، ۲۶۷ ، ۲۶۹ ، ۲۷۱ ،

Marfat.com

۲۷۳ ، ۲۸۹ ، ۴۰۲ ، ۴۰۸ ، ۵۱۵ ، ۵۲۷ . نیز دیکھیے ولایت بنگالہ ۔
بودھی : ۱۶۴
بوندی ، قلعہ : دیکھیے قلعہ بوندی ۔
بہار : ۵۳ ، ۲۶۶ ، ۲۷۵ ، ۲۷۷ ، نیز دیکھیے صوبہ بہار ۔
بہار بابا جی : ۳۸۱ ، ۳۸۲
بہار بابا جی ، کوہ دیکھیے کوہ بہار بابا جی ۔
بھاگ نگر : ۱۰۸
بھاندیر : ۳۲۸ ، ۳۶۶
بہت (دریا) : دیکھیے دریائے بہت (جہلم) ۔
بہت ، بھلا : دیکھیے بلا بھیت ۔
بھج : ۴۵۲
بھدر : ۲۵۸ ، ۲۵۹ ، نیز دیکھیے قلعہ بھدر ۔
بھرائچ : ۲۷۷
بھر پل دیکھیے بھرمل ۔
بھرمل (یا بھر پل) : ۴۵۶ ، ۴۵۷ ، نیز دیکھیے درہ بھر مل ۔
بھروج (یا بھروچ) : ۱۶ ، ۱۱۸ ، ۱۲۲ ، ۲۳۸ ، ۲۴۹ ، ۲۵۰ ، ۲۵۱ ، ۲۵۳ ، ۲۵۴ ، ۲۵۶ ، ۲۵۸ ، ۲۶۲ ، ۲۹۶ ، نیز دیکھیے ولایت بھروچ ۔
بھروچ ، قلعہ : دیکھیے قلعہ بھروچ ۔
بھکر ، قلعہ : دیکھیے قلعہ بھکر ۔
بھکور : ۱۹۱ ، نیز دیکھیے بھلور ۔
بھلابہت : دیکھیے بلا بھیت ۔
بھاسل : ۴۲۹
بھلور : ۱۹۱ ، نیز دیکھیے بھکور ۔
بھنبر : ۴۳۹
بھیت ، بلا : دیکھیے بلا بھیت ۔
بھیر : ۴۸۶
بھیرہ : ۵۱۱
بھیرہ پور : ۴۷۶
بھیل پورہ : ۲۲۴
بھیلسا (بھیلسہ) : ۲۲۷ ، ۲۳۲ ، ۳۱۷ ، ۳۱۸ ، ۳۲۰ ، ۳۴۹ ، ۳۸۰ ، ۳۸۳ ، ۳۸۵ ، ۳۹۶ ، ۴۰۲ ، ۴۱۰ ، ۴۱۱ ، نیز دیکھیے دروازہ بھیلسہ ۔
بھیلسہ ، قلعہ : دیکھیے قلعہ بھیلسہ ۔
بھیلواڑہ : دیکھیے ولایت بھیلواڑہ ۔
بھیم (دریا) : دیکھیے دریائے بھیم ۔
بھیم ، حوض : دیکھیے حوض بھیم ۔
بیانہ : ۲۳۴ ، ۳۰۱ ، ۳۳۰ ، ۳۳۴ ، نیز دیکھیے قلعہ بیانہ ۔
بیت : ۱۶۸ ، نیز دیکھیے جزیرہ بیت ۔
بیجا پور : ۵۷ ، ۸۲ ، ۹۶ ، ۹۷ ، ۹۹ ، ۱۰۶ ۔
بیجا گڑھ کھر کون : دیکھیے ولایت بیجا گڑھ کھر کون ۔
بیجا نگر : ۱۸ ، ۲۰ ، ۲۶ ، ۲۷ ، ۳۱ ، ۳۵ ، ۴۲ ، ۴۷ ، ۵۸ ، ۶۶ ، ۸۹ ، ۱۱۶ ، ۱۳۵ ، ۱۴۶ ،

Marfat.com

۱۸۸ ، ۱۹۰ ، ۱۹۱ ، ۱۹۴ ، نیز دیکھیے بیدنا نگر ۔
بیجا نگر ، کوہ : دیکھیے کوہ بیجا نگر ۔
بیدر : ۷۶ ، ۸۲ ، ۸۴ ، ۸۶ ، ۱۰۶ ، نیز دیکھیے قلعہ بیدر ۔
بیدنا نگر : ۸۹ ، نیز دیکھیے بیجا نگر ۔
بیراکر یا پراکر : ۶۷ ، نیز دیکھیے قلعہ پراکر ۔
بیراہہ ، کوتلی : دیکھیے کوتلی بیراہہ ۔
بیرپور : ۱۱۹ ، ۲۵۵
بیرم کلہ : ۴۴۴ ، نیز دیکھیے پرم کلہ ۔
بیرون : ۴۹۰ ، نیز دیکھیے قلعہ بیرون ۔
بیل نگر : ۱۹۷
بیلم پٹن : ۱۸ ، نیز دیکھیے پٹن ۔
بین : ۴۶۹
بیوسہ : ۴۳۴

(پ)

پالن پور : ۲۱۴
پانی پت : ۵۴۴
پایہ ، کوہ : دیکھیے کوہ پایہ ۔
پٹلاد : ۲۶۰
پتن ، قلعہ : دیکھیے قلعہ پتن ۔
پٹن : ۱۱۱ ، ۱۱۲ ، ۱۱۳ ، ۱۱۴ ، ۱۱۵ ، ۱۱۶ ، ۱۱۷ ، ۱۱۸ ، ۱۲۲ ، ۱۸۴ ، ۱۸۷ ، ۱۹۰ ، ۱۹۴ ، ۲۳۸ ، ۲۵۰ ، ۲۶۲ ، ۲۹۴
پٹن ، بیلم : دیکھیے بیلم پٹن ۔
پٹن ، نہر والہ : دیکھیے نہر والہ پٹن ۔
پراکر یا پیراکر : ۶۷ ، نیز دیکھیے قلعہ پراکر ۔
پرتھال در برسال : دیکھیے موضع برسال ۔
پرشور : دیکھیے پشاور ۔
پرم : ۴۸۶
پرم کلہ : ۴۵۳ ، ۴۵۷ ، نیز دیکھیے بیرم کلہ ۔
پروتی کا پہند : ۳۷۹
پرہار : ۳۲۹
پشاور (نیز پرشور) : [illegible]
پکلی : ۴۵۴
پنج : ۴۵۷ ، نیز دیکھیے پنجہ اور پنجہ ۔
پنجاب : ۴۱۹ ، ۴۲۱ ، ۴۲۴ ، ۴۳۹ ، ۵۱۲ ، ۵۲۰ ، ۵۲۷ ، نیز دیکھیے ولایت پنجاب ۔
پنجال ، پیر : دیکھیے پیر پنجال ۔
پنجہ : ۴۳۱ ، ۴۵۲ ، نیز دیکھیے پنج اور پنجہ ۔
پنڈوہ : ۲۶۷ ، ۲۷۳
پیر پنجال (نیز درہ پیر پنجال) : ۴۳۶

(ت)

تاپتی یا تپتی : دیکھیے دریائے تپتی ۔

تارا پور : ۱۳۲ ، ۳۰۰ ، ۳۱۸
تالی کوٹ : ۱۰۷
تبت : ۴۱۷ ، ۴۱۸ ، ۴۲۲ ، ۴۲۷ ، ۴۴۹ ، ۴۵۳ ، ۴۵۴ ، ۴۶۲ ، ۴۶۳ ، ۴۶۶ ، ۴۷۱ ، ۴۷۲ ، ۴۷۹ ، ۴۸۵ ، نیز دیکھیے ولایت تبت ۔
تبت ، جزیرہ : دیکھیے جزیرہ بیت ۔
تبت خورد : ۴۵۷
تبت کلاں : ۴۵۵ ، ۴۶۴
تپتی یا تاپتی : دیکھیے دریائے تپتی ۔
ترکستان : ۱۰۵
ترواره : ۲۵۰
ترہٹ : ۲۷۷
تغلق آباد : ۳۲۳
تلنگ : ۳۶ ، ۴۳ ، ۵۳ ، ۵۴ ، ۶۹ ، نیز دیکھیے ولایت تلنگ ۔
تلنگانہ : ۵۴ ، ۱۰۵
تنبول ، قلعہ : دیکھیے قلعہ تنبول ۔
تھانہ کھرلہ : ۳۴۲ ، نیز دیکھیے کھرلا ۔
تھالیر : ۲۵۴ ، نیز دیکھیے قلعہ تھانیر ۔
تھانیسر : ۱۲۸ ، ۱۶۸ ، ۱۸۰ ، ۱۸۱ ، ۲۵۴
تھٹہ : دیکھیے ٹھٹہ ۔
تھراد : ۲۵۰
تھنہ : ۴۸۴

(ٹ)

ٹھٹہ (یا ٹھٹھہ) : ۱۱ ، ۱۷ ، ۴۸۴ ، ۴۸۶ ، ۵۰۰ ، ۵۰۱ ، ۵۰۳ ، ۵۱۳ ، ۵۲۲ ، نیز دیکھیے صوبہ ٹھٹہ ۔

(ج)

جاپانیر : ۱۲۶ ، ۱۲۷ ، ۱۲۹ ، ۱۳۰ ، ۱۶۵ ، ۱۷۱ ، ۱۷۳ ، ۱۷۴ ، ۱۷۶ ، ۱۷۷ ، ۱۷۹ ، ۱۸۱ ، ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۱۹۴ ، ۲۰۱ ، ۲۰۲ ، ۲۰۳ ، ۲۰۵ ، ۲۰۶ ، ۲۰۹ ، ۲۱۲ ، ۲۱۳ ، ۲۱۴ ، ۲۱۷ ، ۲۱۸ ، ۲۲۰ ، ۲۲۱ ، ۲۲۵ ، ۲۳۳ ، ۲۳۶ ، ۲۳۷ ، ۲۳۸ ، ۲۳۹ ، ۲۴۲ ، ۲۴۹ ، ۲۵۰ ، ۲۹۶ ، ۳۰۱ ، ۳۵۴ ، ۳۷۹ ، ۳۹۰ ، ۳۹۹ ، ۴۰۰ ، ۴۰۱ ، نیز دیکھیے چنپانیر ۔
جاپانیر ، قلعہ : دیکھیے قلعہ جاپانیر ۔
جاپانیر ، کوہ : دیکھیے کوہ جاپانیر ۔
جاتیہ : ۳۰۴
جاج نگر : ۱۳۲ ، ۱۳۴ ، ۲۶۵ ، ۲۶ ، ۲۷۷ ، ۲۹۸
جاکنہ : ۴۵ ، نیز دیکھیے جالنہ اور چاکن یا چاکنہ ۔
جالندھر : ۴۳۹
جالنہ (قصبہ) : ۴۴ ، ۴۵ ، ۴۸ ، نیز دیکھیے جاکنہ ۔
جالور : ۱۷۲
جامع مسجد سری نگر : ۴۵۳ ، نیز

Marfat.com

دیکھیے سری نگر ۔
جروند : ۱۱۴ ، نیز دیکھیے جھرلد ۔
جزیرہ بیت : ۱۶۷ ، نیز دیکھیے بیت۔
جزیرہ تبت : ۱۶۷
جزیرہ گووہ (یا گوا) : ۶۶ ، ۸۲ ، نیز دیکھیے گووہ ۔
جزیرہ مہالم : ۳۷ ، ۷۷ ، ۱۳۸
جساون : دیکھیے ولایت چنپارن ۔
جکدر : ۴۲۰ ، نیز دیکھیے جک دیو۔
جکدہر : ۴۴۹
جک پور : دیکھیے چک پور ۔
جک دیو (نیز جکدر) : ۴۲۰
جگت : ۱۶۷ ، ۱۶۸ ، نیز دیکھیے بندر جگت ۔
جلال آباد : ۴۸۵
جلال پور : ۳۴۶
جلوارہ : ۱۱۵ ، ۱۲۵
جال نگری : دیکھیے جمل نگری ۔
جمجم (دریا) : دیکھیے دریائے جمجم۔
جمل نگری (نیز جال نگری) : ۴۸۰
جمنا : دیکھیے دریائے جمنا ۔
جمو (جموں) : ۴۲۱ ، ۴۳۳ ، ۴۳۶ ، ۴۳۷ ، ۴۴۱ ، نیز دیکھیے ولایت جمو ۔
جنپور : ۱۳۱
جنیر : ۵۱ ، ۶۴ ، ۶۵ ، ۷۴ ، ۸۷ ، ۹۵
جوتہانہ (یا جوتہانہ) : ۲۵۱ ، ۲۵۲
جونا گڑھ : ۱۲۶ ، ۱۵۹ ، ۱۶۲ ، ۱۶۳ ، ۱۶۸ ، ۲۳۹ ، نیز دیکھیے قلعہ جونا گڑھ ۔
جونپور : ۱۲۰ ، ۲۰۴ ، ۲۱۰ ، ۲۷۷ ، ۲۷۸ ، ۲۷۹ ، ۲۸۰ ، ۲۸۱ ، ۲۸۲ ، ۲۸۳ ، ۲۸۵ ، ۲۸۶ ، ۲۸۷ ، ۲۸۸ ، ۲۸۹ ، ۲۹۲ ، ۳۰۲ ، ۳۲۶ ، ۳۲۷ ، ۵۱۱
جھا پور : دیکھیے جھالو ۔
جھار والا : ۱۳۷ ، ۱۳۸ ، ۲۴۲
جھالا وار : ۲۰۲ ، ۲۹۶
جھالو (نیز جھا پور) : ۴۵۴
جھرلد ۱۱۴ ، نیز دیکھیے جروند ۔
جھلم (دریا) : دیکھیے دریائے جھلم ، نیز دریائے بہت ۔
جھلو : ۴۶۵ ، نیز دیکھیے نیلو ۔
جھوپل (نیز جھوپل) : ۴۸۴
جھیل ڈل : دیکھیے ڈل حوض ۔
جھیل مان سرور : دیکھیے مان سرور (جھیل) ۔
جیرو : ۴۶۳
جیکش (نیز موضع حکیم) : ۴۸۱
جیلان : دیکھیے گیلان ۔
جیول یا چیول ، بندر : دیکھیے بندر جیول یا چیول ۔

(چ)

چاکن یا چاکنہ : ۴۵ ، نیز دیکھیے چاکنہ اور جالنہ ۔
چتوڑ یا چتور : ۱۹۳ ، ۱۹۸ ، ۱۹۹ ، ۲۰۲ ، ۲۰۴ ، ۲۰۶ ، ۲۱۰ ، ۲۲۲ ، ۲۲۳ ، ۲۲۶ ، ۲۲۷ ،

Marfat.com

۲۲۹ ، ۲۳۰ ، ۲۳۳ ، ۲۳۵ ،
۳۲۴ ، ۳۲۵ ، ۳۳۰ ، ۳۳۶ ،
۳۶۸ ، ۳۹۰ ، ۳۹۸ ، ۴۱۲ ،
نیز دیکھیے ولایت چتوڑ ۔
چتوڑ ، قلعہ : دیکھیے قلعہ چتوڑ ۔
چک پور (نیز جک پور) : ۴۶۱
چک درہ : ۴۴۹
چناب : دیکھیے دریائے چناب ۔
چنپارن : دیکھیے ولایت چنپارن (بساون) ۔
چنپانیر : ۱۳۰ ، ۱۳۱ ، ۱۶۴ ، نیز دیکھیے جاپانیر ۔
چنپانیر ، قلعہ : دیکھیے قلعہ چنپانیر ۔
چندیری : ۶۱ ، ۱۸۸ ، ۲۳۲ ، ۲۳۵ ،
۲۸۳ ، ۲۸۴ ، ۳۱۶ ، ۳۱۷ ،
۳۱۸ ، ۳۲۱ ، ۳۲۲ ، ۳۲۷ ،
۳۲۸ ، ۳۲۹ ، ۳۳۲ ، ۳۴۱ ،
۳۴۹ ، ۳۵۰ ، ۳۶۳ ، ۳۶۵ ،
۳۶۶ ، ۳۶۹ ، ۳۷۷ ، ۳۸۰ ،
۳۸۲ ، ۳۸۳ ، ۳۸۴ ، ۳۸۵ ،
۳۸۶
چنیوٹ : ۵۱۱ ، ۵۱۳
چوتھانہ (یا جوتھانہ) : ۲۵۱ ، ۲۵۲
چھل لکری : ۴۷
چیول یا جیول (نیز بندر چیول) : ۱۷۹

(ح)

حسن آباد : ۱۷ ، نیز دیکھیے گلبرگہ ۔
حسوا : دیکھیے ولایت حسوا ۔
حکیم ، موضع : دیکھیے جیکش ۔
حوض بھیم : ۳۰۳ ، ۳۰۴ ، نیز دیکھیے دریائے بھیم ۔
حوض خاص : ۳۷۸
حوض رانی : ۳۴۴ ، ۳۸۲
حوض کا لیادہ : ۳۶۷ ، نیز دیکھیے کالیادہ اور کالیاوہ ۔
حوض کا نکریہ : ۲۰۲ ، نیز دیکھیے کانکریہ ۔
حویلی حسن متو : ۴۵۹
حیدر آباد : ۱۰۸
حیدر آباد دکن : ۱۶ ، ۵۸ ، ۹۹ ، ۱۰۵ ، ۴۹۰ ، نیز دیکھیے دکن ۔
حیران بازار : ۴۷۸

(خ)

خاص ، حوض : دیکھیے حوض خاص ۔
خاک ، کوہ : دیکھیے کوہ خاک ۔
خالد گر (نیز خالد گڑھ) : ۴۵۷ ، ۴۶۲
خالد گڑھ : ۴۵۷
خان پور : ۲۱۲ ، ۲۲۰ ، ۲۵۶ ، ۲۵۹ ، ۳۳۲ ، ۴۵۷ ، ۴۵۸
خراسان : ۷۰ ، ۱۰۰ ، ۴۲۰ ، ۴۲۹ ، ۴۲۷ ، ۵۱۴
خلج پور (نیز خلجی پور) : ۲۰۱ ، ۳۲۶
خلد آباد : ۳۰
خلیفہ آباد : ۳۴۲
خوشاب : ۵۱۱

Marfat.com

(د)

دابل : ٦٦ ، ٧٦ ، ٩٩ ، نیز دیکھیے وائل یا وابل ۔
دار : ۴۵۴ ، نیز دیکھیے دھار ۔
داشتہ نگر : ۱۹۱
داملہ : ۴۵۵
داندہ : ۳۰۰ ، نیز دیکھیے دنداہ ۔
دائرہ ، قلعہ : دیکھیے قلعہ دائرہ ۔
دائرہ لنگر خان : ۵۲۷
دلر یار : ۴۵۲
در لوہی : ۲۲۰
دروازہ بھیلسہ : ۳۸۳ ، نیز دیکھیے بھیلسا ۔
دروازہ مال پور : ۳۶۳ ، نیز دیکھیے مال پور ۔
درہ بھرمل : ۴۵۷ ، نیز دیکھیے بھرمل ۔
درہ پیر پنجال (نیز پیر پنجال) : ۴۳۶
درہ ، چک : دیکھیے چک درہ ۔
درہ کرتل : ۴۵۲
درہ کیکنیہ : ۶۵ ، نیز دیکھیے کیکنیہ ۔
درہ ہندوکش : ۴۱۷
دریائے ہاترک : دیکھیے دریائے ماترک
دریائے بنارس : ۳۳۰ ، ۳۳۷
دریائے بہت (جہلم) : ۴۳۰ ، نیز دیکھیے دریائے جہلم ۔
دریائے بھیم : ۳۲۴ ، نیز دیکھیے حوض بھیم ۔
دریائے تپتی : ۱۷۹ ، ۳۳۳
دریائے جھجھ : ۴۶۷
دریائے جمنا : ۲۸۰ ، ۲۸۷ ، ۲۸۸ ، ۳۲۸
دریائے جہلم : ۴۳۷ ، ۴۶۵ ، ۴۸۴ ، نیز دیکھیے دریائے بہت ۔
دریائے چناب : ۴۶۲ ، ۵۱۸
دریائے دھولپور : ۳۰۱
دریائے راوی : ۵۲۰
دریائے سابرمتی : ۱۳۵ ، ۲۵۶
دریائے ستلج : ۴۱۷
دریائے سندھ : ۴۱۷ ، ۴۲۰ ، ۴۲۲ ، ۴۹۰ ، ۵۱۲ ، ۵۱۳ ، ۵۲۲
دریائے کالیادہ : ۱۲۹ ، نیز دیکھیے کالیادہ اور حوض کالیادہ ۔
دریائے کرشنا : ۹۹
دریائے کشتنیہ : ۹۹
دریائے کشن : ۱۸ ، ۲۰ ، ۲۱ ، ۲۶ ، ۴۲
دریائے کاہد : ۸۰
دریائے کہار : ۲۴۷
دریائے گنگا : ۲۷۸ ، ۲۷۹ ، ۲۸۰
دریائے ماترک (یا ہاترک) : ۲۱۶
دریائے مارما : ۴۵۴
دریائے مہندری : ۱۲۸ ، ۱۳۱ ، ۲۱۲ ، ۲۴۹ ، ۲۵۷ ، ۳۳۱ ، نیز دیکھیے مہندری ۔
دریائے نربدہ (نیز نربدا) : ۱۲۸ ، ۱۸۰ ، ۲۴۹ ، ۳۴۰ ، ۳۷۴ ، ۴۰۲

Marfat.com

دکن : ۱۱ ، ۱۲ ، ۱۳ ، ۱۵ ، ۱۶ ، ۱۷ ، ۲۲ ، ۳۹ ، ۴۱ ، ۴۳ ، ۴۴ ، ۵۵ ، ۵۹ ، ۶۰ ، ۶۲ ، ۶۸ ، ۷۷ ، ۸۶ ، ۸۸ ، ۹۱ ، ۹۳ ، ۹۶ ، ۹۷ ، ۹۹ ، ۱۰۰ ، ۱۰۵ ، ۱۰۷ ، ۱۲۷ ، ۱۳۸ ، ۱۷۷ ، ۱۷۸ ، ۲۱۳ ، ۲۲۰ ، ۳۰۲ ، ۳۳۵ ، ۳۳۰ ، ۳۴۲ ، ۳۴۳ ، ۳۴۴ ، ۳۷۹ ، ۵۱۵ ، نیز دیکھیے ولایت دکن ۔

دکھات کرجی : ۲۲۱

دل کشا سعدلپور : ۳۶۶ ، نیز دیکھیے سعداپور ۔

دلاورہ : ۱۸۹ ، ۲۲۴ ، ۳۸۲

دلولہ : دیکھیے دیولہ ۔

دلی : دیکھیے دہلی

دلداہ : ۱۳۳ ، نیز دیکھیے دالدہ ۔

دندوالہ : ۱۱۵

دندوقہ : ۲۱۰ ، ۲۴۲ ، ۲۵۰

دنہ دیار : ۴۵۲

دنی پور : ۴۱۵ ، ۴۱۶

دنیل ، قلعہ : دیکھیے قلعہ دہل ۔

دوام پور (نیز آدم پور) : ۴۶۵

دوست آباد : ۱۳۸ ، نیز دیکھیے قلعہ دوست آباد ۔

دولت آباد : ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۶ ، ۱۹ ، ۴۰ ، ۹۲ ، ۱۳۸ ، ۱۸۶ ، ۳۴۲ ، ۳۴۳ ، نیز دیکھیے ولایت دولت آباد ۔

دولت آباد ، قلعہ : دیکھیے قلعہ دولت آباد ۔

دولقہ : ۲۴۲ ، ۲۴۳ ، ۲۵۰

دومرہ : ۳۶۷

دون : ۱۷۹

دھار (یا دہار) : ۱۱۹ ، ۱۲۰ ، ۱۲۲ ، ۱۳۱ ، ۱۸۸ ، ۱۸۹ ، ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۱۹۴ ، ۲۲۵ ، ۲۹۳ ، ۲۹۴ ، ۲۹۶ ، ۲۹۷ ، ۲۹۸ ، ۳۵۸ ، ۳۶۰ ، ۳۶۵ ، ۳۶۸ ، ۳۸۰ ، ۳۸۲ ، ۳۹۸ ، ۴۰۰ ، ۴۰۴ ، نیز دیکھیے دار ۔

دھار ، قلعہ : دیکھیے قلعہ دھار ۔

دھارا : ۲۲۵ ، ۲۲۶ ، ۳۳۴ ، ۳۹۰ ، ۳۹۳

دھارا ، قلعہ : دیکھیے قلعہ دھارا ۔

دھارا گڑھ : ۱۰ ، ۱۶ ، ۱۸۸ ، نیز دیکھیے قلعہ دھارا گڑھ ۔

دھل ، قلعہ : دیکھیے قلعہ دھل ۔

دہلوت : دیکھیے دیہوت ۔

دہلی : ۱۱ ، ۱۵ ، ۳۰ ، ۸۳ ، ۸۹ ، ۱۱۰ ، ۱۱۱ ، ۱۱۳ ، ۱۱۵ ، ۱۱۶ ، ۱۱۷ ، ۱۱۸ ، ۱۲۰ ، ۱۷۶ ، ۱۸۴ ، ۲۰۳ ، ۲۰۷ ، ۲۰۹ ، ۲۳۰ ، ۲۳۶ ، ۲۶۳ ، ۲۶۵ ، ۲۶۶ ، ۲۷۴ ، ۲۷۷ ، ۲۷۸ ، ۲۸۰ ، ۲۸۱ ، ۲۸۷ ، ۲۸۹ ، ۲۹۱ ، ۲۹۲ ، ۳۲۳ ، ۳۴۶ ، ۳۴۹ ، ۳۵۱ ، ۳۸۳ ، ۳۸۴ ، ۴۱۰ ، ۴۱۷ ، ۴۱۸ ، ۴۱۹ ، ۴۲۲ ، ۴۳۹ ، ۴۴۵ ، ۴۴۶ ، ۴۴۷ ، ۴۵۷ ، ۴۹۵

Marfat.com

۵۰۷ ، ۵۰۸ ، ۵۱۱ ، ۵۲۲ ، ۵۲۷ ، نیز دیکھیے سلطنت دہلی ۔
دہلی دروازہ : ۳۶۱
دھمونی : ۳۸۵
دھن کوٹ : ۵۱۳ ، نیز دیکھیے قلعہ دھن کوٹ ۔
دھود (یا دھور) : ۱۲۰ ، ۱۷۴ ، ۱۸۶ ، ۱۸۸ ، ۱۹۱ ، ۲۱۷ ، ۳۸۲ ، ۳۹۰ ، ۴۰۰
دھورہ : ۱۸۱
دھول پور : ۱۹۸ ، نیز دیکھیے دریائے دھول پور ۔
دھیج : ۱۹۷ ، ۱۹۸ ، نیز دیکھیے ریہچ ۔
دیب یا دیپ : دیکھیے بندر دیپ ۔
دیبال پور (دیپالپور) : ۱۳۲ ، ۲۲۳ ، ۲۲۵ ، ۲۹۲ ، ۳۶۵ ، ۳۷۷ ، ۳۸۱ ، ۳۹۳
دیبل : ۴۸۹ ، ۴۹۰ ، ۴۹۱
دیپ یا دیب : دیکھیے بندر دیپ ۔
دیلوارہ : ۱۱۵ ، ۳۳۹
دینا پور : ۴۳۵
دیو : ۲۰۱
دیور کندہ : ۵۴
دیو سر : ۴۵۹
دیو کندہ یا دیو کنلہ : ۳۶ ، ۵۴
دیو گڑھ : ۱۹
دیولہ (نیز دلولہ) : ۱۸۸ ، ۱۹۱ ، ۱۹۴ ، ۲۲۳
دیوہرہ (مٹھ) : ۴۴۲
دیہوت (نیز دبلوت) : ۲۵۴

(ڈ)

ڈل حوض : ۴۶۶
ڈونگر پور : ۱۹۶ ، ۱۹۹ ، ۲۰۹ ، ۲۱۰ ، ۲۵۵ ، ۲۵۷ ، ۳۳۰
ڈونگرسی : ۱۷۶

(ذ)

ذابل (نیز ذاہل) : ۴۸۳ ، نیز دیکھیے داہل ۔

(ر)

رابری : ۲۷۷
راتھ (قصبہ) : ۲۸۴ ، ۲۸۵ ، ۳۲۹
راج کندہ : ۳۶
راج مندری : ۶۸ ، ۶۹ ، ۷۶
راحور : ۳۶
راجوری : ۴۲۱ ، ۴۳۶ ، ۴۴۰ ، ۴۴۴ ، ۴۴۵ ، ۴۵۲ ، ۴۵۴ ، ۴۵۵ ، ۴۵۷ ، ۴۶۸ ، ۴۷۳ ، ۴۷۴ ، ۴۸۱ ، ۴۸۴
رادھن پور : ۲۵۰
راسور : دیکھیے بارا سنبور ۔
رالگنہ : ۶۶ ، نیز دیکھیے کیکنیہ ۔
رام سرائے ۳۲۲ ، نیز دیکھیے راموی ۔
رام گڑھ : ۶۶
راموی : ۳۲۲ ، نیز دیکھیے رام سرائے ۔
ران : ۱۶۵
رانجل : ۴۳ ، نیز دیکھیے رانجور ۔

Marfat.com

رانی حوض : دیکھیے حوض رانی ۔
راوی : دیکھیے دریائے راوی ۔
راہل ، قلعہ : دیکھیے قلعہ راہل ۔
رانچور : ٤٣ ، نیز دیکھیے رانجل ۔
رائے سین : ٢٢٧ ، ٢٣٠ ، ٢٣٥ ، ٢٣٦ ، ٣٨٥ ، ٣٩٦ ، ٤١٠ ، ٤١١ ، نیز دیکھیے سرکار رائے سین اور ولایت رائے سین ۔
رائے سین ، قلعہ : دیکھیے قلعہ رائے سین ۔
رسول آباد : ٢١٤
رسول پور : ٢٢٦
رکھبال : ١٦٩
رن : دیکھیے رن کچھ ۔
رنتھنبور : ٣٣٠ ، ٣٣٦ ، ٣٤٧ ، ٣٦٠ ، ٣٦٩
رنتھنبور، قلعہ : دیکھیے قلعہ رنتھنبور۔
رن کچھ (نیز رن) : ١٦٥
رنگ محل : ٤٧٤
رنگنہ (نیز رنکتہ اور رنگینہ) : ٦٦ ، نیز دیکھیے کیکنیہ ۔
رنگینہ ، قلعہ : دیکھیے قلعہ رنگینہ ۔
روضہ : ٣٣
رہی . ٤٥٩
رہین پور : دیکھیے زین پور ۔
ریہچ : ١٩٧ ، نیز دیکھیے دھیج ۔

(ز)

زین پور (نیز رہین پور) : ٤٥١ ، ٤٧٣ ، ٤٧٥ ، ٤٧٨
زینی گر (موضع) : ٥٤٣
زین گڑھ : ٤٦٧ ، ٤٧٠ ، ٤٧٥

(س)

سابرمتی ، ١٢٣ ، ١٨٧ ، ٢٥٠ نیز دیکھیے دریائے سابرمتی ۔
ساجن پور : ٣٨٣
سارنگ پور : ١٣٢ ، ١٣٤ ، ٢٢٢ ، ٢٢٦ ، ٢٣٥ ، ٣٠٠ ، ٣٠١ ، ٣١٩ ، ٣٢٠ ، ٣٢٤ ، ٣٣٢ ، ٣٤٥ ، ٣٤٩ ، ٣٥٩ ، ٣٦٦ ، ٣٨٤ ، ٣٩٦ ، ٤٠٠ ، ٤٠١ ، ٤٠٣ ، ٤٠٤ ، ٤٠٩ ، ٤١٠ ، ٤١١ ، ٤١٢
سارنگ پور ، قلعہ : دیکھیے قلعہ سارنگ پور ۔
ساغر یا ساگر : ٣٣ ، نیز دیکھیے قلعہ شکر ۔
ساکر : ١٠٠
ساگر یا ساغر : ٣٣ ، نیز دیکھیے قلعہ شکر ۔
سانچور : ١٧٢
ساول : ٢٥٣
سپلہ : ٢٢٢
ستلج : دیکھیے دریائے ستلج ۔
سر الدیپ : ٤٨٩
سرایہ یا سرابہ : ٣٧٤ ، ٣٧٥
سرستی ، محل : دیکھیے محل سرستی
سرسیہ : ٣٧٨
سرکار اجین (نیز ولایت اجین) : ١٠

Marfat.com

نیز دیکھیے اجین ولایت رانے سین ۔
سرکار رانے سین : ۳۱۰ ، نیز دیکھیے ولایت رانے سین ۔
سرکار مندیہ : ۳۱۰ ، نیز دیکھیے باندیہ ۔
سرکوب : دیکھیے شیر کوٹ ۔
سرکچ : ۱۶۹ ، ۱۸۵ ، ۲۰۲ ، ۲۰۵ ، ۲۱۱ ، ۲۱۳ ، ۲۶۱ ، ۳۳۲ ۔
سرسور : ۴۵۸
سرونج : ۳۸۳
سروہی : ۱۶۴ ، ۱۹۵ ، ۲۶۲ ، ۳۸۳
سرہ پور : ۴۴۰ ، ۴۴۱
سری (قصبہ) : ۳۶۸ ، ۳۶۹
سریر : ۲۲۹ ، ۳۷۸
سری نگر : ۴۱۶ ، ۴۴۷ ، ۴۵۱ ، ۴۵۲ ، ۴۵۳ ، ۴۵۷ ، ۴۵۸ ، ۴۵۹ ، ۴۶۱ ، ۴۶۲ ، ۴۶۳ ، ۴۶۵ ، ۴۶۷ ، ۴۶۸ ، ۴۶۹ ، ۴۷۲ ، ۴۷۳ ، ۴۷۸ ، ۴۸۳ ، ۴۸۵ ، ۴۸۶ ، ۴۸۷
سعدل پور : ۲۲۵ ، نیز دیکھیے دلکشا سعداپور ۔
سکندر پور : ۴۳۲ ، ۴۳۴
سلاح : ۴۴۷
سلانہ : ۸۰
سلطان آباد : ۱۳۱
سلطان پور : ۱۰۷ ، ۱۲۸ ، ۱۴۸ ، ۱۸۰ ، ۱۸۱ ، ۲۰۶ ، ۲۰۹ ، ۲۱۵ ، ۲۱۷ ، ۲۹۷ ، ۳۳۱
سلطنت دہلی : ۱۰۴ ، نیز دیکھیے دہلی ۔
سلطنت کشمیر : ۴۷۰ ، نیز دیکھیے بلاد کشمیر ۔
سلطنت مغلیہ : ۴۱۲
سلیمان ، کوہ مہتر : دیکھیے کوہ مہتر سلیمان ۔
سماک : دیکھیے سمناک ۔
سمر قند : ۴۲۰
سمناک (نیز سماک) : ۴۶۳
سن پور : ۴۶۰
سنبل : ۳۹۷ ، ۵۰۱
سنپلہ : ۳۹۸
سنبھل : ۲۸۰
سنجر پور : ۵۰۰
سندرسی : ۳۵۹
سندھ : ۱۶۵ ، ۱۶۶ ، ۲۴۱ ، ۴۲۷ ، ۴۸۹ ، ۴۹۰ ، ۴۹۳ ، ۴۹۵ ، ۴۹۶ ، ۴۹۸ ، ۴۹۹ ، ۵۰۱ ، ۵۰۲ ، ۵۰۴ ، نیز دیکھیے ولایت سندھ ۔
سندھ (دریا) : دیکھیے دریائے سندھ ۔
سنکر یا سنگر : ۴۳ ، نیز دیکھیے قلعہ سنگر ۔
سنکیر : ۴۳
سورس : ۳۸۰ ، ۳۸۲ ، نیز دیکھیے سیورس ۔
سوپور : دیکھیے سویہ پور ۔
سود پور : ۲۲۴
سور ، قلعہ : دیکھیے قلعہ سور ۔

Marfat.com

سورت : ۱۲۷ ، ۱۲۸ ، ۱۶۰ ،
۱۶۱ ، ۱۶۲ ، ۱۶۷ ، ۲۳۹ ،
۲۴۲ ، ۲۵۰ ، ۲۶۰ ، ۳۳۳ ،
نیز دیکھیے ولایت سورت ۔
سورت ، بندر : دیکھیے بندر سورت ۔
سوکھلی (نیز سوکھائی یا سوکھانی) :
۳۶۵
سواج : ۲۱۲ ، نیز دیکھیے سیہوبغ ۔
سومنات ۱۱۶
سونکرہ : ۱۳۱ ، ۱۳۲
سولکر : ۱۶۸
سونہ پور (نیز سوپور) : ۳۳۰ ، ۳۳۱ ،
۳۳۵ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲ ، ۳۷۸ ،
۳۸۳
سہرانی : ۳۷۷
سہنوانیہ : ۲۲۳
سہوان : ۳۹۰ ، ۵۰۱ ، نیز دیکھیے
سیوستان ۔
سہوان ، قلعہ : دیکھیے قلعہ سہوان ۔
سیالکوٹ : ۳۲۱ ، ۳۳۶ ، ۳۵۵ ،
۳۷۶ ، ۳۸۳
سیٹ پور : ۵۰۳
سیسم : ۳۹۱ ، نیز دیکھیے قلعہ ششم ۔
سیلی : ۱۸۰
سینور : ۱۱۸
سیواس : ۳۹۶ ، ۳۹۷ ، ۳۹۸ ،
۴۰۵ ، نیز دیکھیے سواس ۔
سیوستان : ۳۹۰ ، ۳۹۱ ، نیز دیکھیے
سہوان ۔
سیوستان ، قلعہ : دیکھیے قلعہ
سیوستان ،
سیوی : ۳۹۱ ، ۳۹۹ ، ۵۰۰ ، ۵۰۸ ،
۵۲۱
سیہوبغ : ۲۱۲ ، نیز دیکھیے ولج

(ش)

شادی : ۳۱۰ ، ۳۱۸ ، ۳۲۲ ، ۳۲۳ ،
۳۲۴ ، ۳۲۶ ، ۳۲۹ ، ۳۳۰ ،
۳۳۱ ، ۳۳۵ ، ۳۳۶ ، ۳۳۷ ،
۳۳۹ ، ۳۴۰ ، ۳۴۳ ، ۳۴۵ ،
۳۴۶ ، ۳۵۸ ، ۳۶۰ ، ۳۶۱ ،
۳۶۵ ، ۳۶۶ ، ۳۶۷ ، ۳۶۸ ،
۳۷۱ ، ۳۷۷ ، ۳۷۸ ، ۳۸۱ ،
۳۸۳ ، ۳۸۶ ، ۳۹۹
شادی آباد ، قلعہ : دیکھیے قلعہ
شادی آباد ۔
شام : ۳۹۰
شام پور : ۲۲۳ ، ۲۸۲
شاہ منگ : ۳۳۱
شب خورد : ۳۵۳
ششم یا سیسم : ۳۹۱ ، نیز دیکھیے
قلعہ ششم ۔
شکار پور : ۳۸۲
شکر ، قلعہ : دیکھیے قلعہ شکر ۔
شور : ۵۱۲ ، ۵۱۹ ، نیز دیکھیے
ولایت شور ۔
شور ، قلعہ : دیکھیے قلعہ شور ۔
شولا پور : ۹۹
شہاب آباد : ۳۸۰
شہاب الدین پور : ۳۵۷
شہاب پور : ۳۱۷

Marfat.com

راز : ۹۰ ۔
ر کوٹ (نیز سرکوب) : ۳۶۸

(ص)

فا ، باغ : دیکھیے باغ صفا اور صفہ باغ ۔
صفہ بار : ۳۷۴
صفہ باغ : ۳۶۴ ، نیز دیکھیے باغ صفا ۔
صفہ عرض ممالک : ۳۶۱ ، ۳۶۳ ، ۳۷۲
صوبہ بہار : ۳۸۷ ، نیز دیکھیے بہار ۔
صوبہ ٹھٹھہ : ۵۲۶ ، نیز دیکھیے ٹھٹھہ ۔

(ع)

عثمان پور : ۲۵۶
عجم : ۷۰
عراق : ۴۴ ، ۷۰ ، ۸۸ ، ۱۰۰ ، ۱۰۵ ، ۱۸۶ ، ۳۲۰ ، ۳۴۲
عزیز پور : ۱۰
علاء پور : ۱۶۴

(غ)

غزنی (یا غزنین) : ۳۱۷
غیاث پور : ۳۶۱

(ف)

فتح آباد : ۳۳۶
فتح پور : ۳۸۳ ، ۳۸۴
فیروز آباد : ۳۰ ، ۶۲ ، ۳۳۱
فیروز ، باغ : دیکھیے باغ فیروز ۔

(ق)

قاضی پور : ۳۷۴
قاہرہ : ۱۰
قصبہ جالنہ : دیکھیے جالنہ ۔
قصبہ کاہر : دیکھیے کاہر ۔
قصبہ مہولی : ۳۳۴ ، نیز دیکھیے مہوتی ۔
قطب الدین پور : ۳۳۰ ، ۳۳۱ ، ۳۳۲
قلعہ آسیر : ۱۸۲ ، نیز دیکھیے آسیر اور اسیر ۔
قلعہ اجین : ۳۶۵
قلعہ احمد نگر : ۱۹۶
قلعہ ارک : ۲۳۷ ، ۲۴۲ ، ۲۵۹
قلعہ اسلام آباد : ۳۱۶ ، نیز دیکھیے اسلام آباد ۔
قلعہ اکہالہ : ۲۶۶ ، ۲۶۷
قلعہ اندرکوٹ : ۴۵۳
قلعہ ایدر : ۱۱۵ ، ۱۳۷
قلعہ ایلچ پور : ۳۴۳
قلعہ بالکندہ یا پالکنڈہ : دیکھیے قلعہ مالکندہ یا مالکنڈہ ۔
قلعہ برکانہ : ۶۷
قلعہ برن : ۲۸۰
قلعہ بروده : ۱۲۱
قلعہ برہمن آباد قدیم : ۴۹۰ ، ۴۹۲
قلعہ بکر : ۵۰۰ ، ۵۰۳ ، نیز دیکھیے قلعہ بھکر ۔

Marfat.com

قلعہ بنارس : ۲۸۷
قلعہ بندر دیو : ۱۱۷
قلعہ بورکل : ۷۹
قلعہ بوندی : ۳۳۹
قلعہ بہدر : ۲۵۹
قلعہ بھروچ : ۱۶ ، ۱۲۲ ، ۲۱۸ ، ۲۵۴ ، ۲۹۶
قلعہ بھکر : ۵۲۲ ، نیز دیکھیے قلعہ بکر ۔
قلعہ بھیلسہ : ۳۸۵
قلعہ پیالہ : ۲۳۴ ، ۲۸۱ ، ۲۸۷ ، ۳۳۰ ، ۳۳۶
قلعہ پیدو : ۶۱
قلعہ پیراکر : دیکھیے قلعہ پراکر ۔
قلعہ پیرون ۔ ۳۹۰
قلعہ پٹن : ۲۵۱ ، نیز دیکھیے پٹن ۔
قلعہ پراکر (یا پیراکر) : ۶۷
قلعہ تنبول : ۳۹ ، ۱۲۷
قلعہ تھالیر : ۲۵۴
قلعہ جاپانیر : ۲۱۴ ، ۳۳۰ ، نیز دیکھیے قلعہ چنپانیر ۔
قلعہ جونا گڑھ : ۱۷۶ ، ۲۵۰
قلعہ چتور : ۲۳۴ ، ۳۲۵
قلعہ چنپانیر : ۱۶۸ ، نیز دیکھیے قلعہ جاپانیر ۔
قلعہ دائرہ : ۴۷۰
قلعہ دنیل : دیکھیے قلعہ دھل ۔
قلعہ دوست آباد : ۱۳۸
قلعہ دولت آباد : ۱۳۸
قلعہ دھار : ۱۱۹ ، ۲۲۶ ، ۲۹۳

قلعہ دھارا : ۲۹۳
قلعہ دھارا گڑھ : ۱۶
قلعہ دھل (نیز دنیل) : ۳۵۵
قلعہ دھن کوٹ : ۵۱۱ ، ۵۱۳
قلعہ راہل : ۳۶
قلعہ رائے سین : ۲۳۱ ، ۲۳۲ ، ۸۵ ، ۳۰۰ ، ۳۰۱ ، ۳۰۲ ، ۳۱۱
قلعہ رنتھنبور : ۲۳۳ ، ۳۳۵ ، ۷۷ ، ۳۰۴
قلعہ رنگینہ : ۶۶ ، نیز دیکھیے رن یا رنگتہ ۔
قلعہ سارنگ پور : ۱۳۴
قلعہ سنگر (نیز سنکر یا سنگیر) : ۳ ۷۶
قلعہ سور : ۴۵۳ ، نیز دیکھیے ق شور ۔
قلعہ سہوان : ۵۰۰ ، ۵۰۳
قلعہ سیسم : دیکھیے قلعہ ششم ۔
قلعہ سیوستان : ۴۹۱
قلعہ شادی آباد : ۳۷۱ ، ۳۷۷ ، ۳۸۱ ، ۳۹۳
قلعہ ششم : ۴۹۱ ، نیز دیکھیے سیس
قلعہ شکر : ۲۴ ، ۲۵ ، نیز دیکھ ساگر ۔
قلعہ شور : ۵۱۱ ، ۵۱۲ ، ۱۳ ، ۵۲۰ ، ۵۲۱ ، ۵۲۲ ، نیز دیک قلعہ سور ۔
قلعہ کاریتھہ : ۱۳۱
قلعہ کاکرون : ۲۳۲ ، ۲۳۳ ، ۱ ، ۳۹۴

Marfat.com

قلعہ کوٹ کھرور : ۵۱۱ ، ۵۱۲ ، ۵۱۳
قلعہ کولبھل میر : ۴۱۲
قلعہ کھرلا : ۲۹ ، ۴۸ ، ۶۴ ، ۳۰۰ ، ۳۰۲ ، ۳۳۲
قلعہ کیکئیہ ۶۶
قلعہ گجرات ، ۳۹
قلعہ گلبرگہ : ۳۰ ، نیز دیکھیے حسن آباد ۔
قلعہ گوالیار : ۴۰۷ ، نیز دیکھیے گوالیر ۔
قلعہ گولکنڈہ : ۶۹
قلعہ اوہر کوٹ : ۴۱۸ ، ۴۳۷ ، ۴۴۸
قلعہ ماچل ۶۶
قلعہ مالکندہ یا مالکنڈہ : ۵۳ ، ۳۴۳
قلعہ ماہور : ۲۱۹ ، ۳۳۵ ، نیز دیکھیے محور ۔
قلعہ محمود آباد : ۳۴۴
قلعہ مدکل : ۴۶
قلعہ مرچ : ۷۸ ، ۷۹ ، ۸۰ ، ۸۱
قلعہ ملتان : ۵۱۲
قلعہ مند سور : ۲۳۳ ، ۲۳۵
قلعہ مندل گڑھ : ۳۳۷ ، ۳۳۸
قلعہ مندو : ۱۲۰ ، ۱۳۰ ، ۱۳۲ ، ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۲۲۳ ، ۲۲۴ ، ۲۲۹ ، ۲۳۶ ، ۲۷۴ ، ۲۹۴ ، ۲۹۵ ، ۲۹۷ ، ۲۹۸ ، ۳۰۰ ، ۳۰۱ ، ۳۰۴ ، ۳۱۸ ، ۳۱۹ ، ۳۲۱ ، ۳۲۳ ، ۳۲۹ ، ۳۳۱ ، ۳۵۴ ، ۳۶۰ ، ۳۶۳ ، ۳۶۸ ، ۳۷۷ ، ۳۸۰ ، ۳۸۲ ، ۳۸۹ ، ۳۹۰ ، ۳۹۱ ، ۳۹۳ ، ۳۹۸ ، ۴۰۱ ،
قلعہ مونگر : ۲۳۶
قلعہ مہراسہ : ۲۰۲
قلعہ مہیر : ۱۳۲
قلعہ ناکام یا ناگام : ۴۴۵
قلعہ نپالا : ۸۰ ، ۸۱ ، ۸۲
قلعہ نیروان : ۴۹۰
قلعہ ہوشنگ آباد : ۳۰۴ ، ۳۱۷
قندھار : ۴۱۳ ، ۴۱۵ ، ۴۱۷ ، ۴۹۹ ، ۵۰۰ ، ۵۰۱ ، ۵۰۲
قنوج : ۱۱۷ ، ۲۷۸ ، ۲۷۹ ، ۲۸۰

(ک)

کابل : ۴۶۲ ، ۴۸۵
کاشغر : ۴۴۹ ، ۴۵۰ ، ۴۵۳ ، ۴۵۸ ، ۴۶۲ ، ۴۶۴
کاریتھہ، قلعہ : دیکھیے قلعہ کار یتھہ۔
کاکپور : : ۴۸۳
کاکرلج : ۲۵۰
کاکرون : ۲۳۲ ، ۳۰۸ ، ۳۹۴ ، نیز دیکھیے قلعہ کاکرون ۔
کالا پور : ۸۰ نیز دیکھیے کولا پور۔
کالا چبوترا : ۸۸
کاہور : ۳۲۴ ، ۴۸۳
کالپی : ۲۳۲ ، ۲۳۵ ، ۲۸۱ ، ۲۸۲ ، ۲۸۳ ، ۲۸۴ ، ۲۸۵ ، ۳۰۲ ، ۳۰۳ ، ۳۲۲ ، ۳۲۴ ، ۳۲۷ ، ۳۲۹

Marfat.com

کالنجر : ٣٠٦
کالنہ : ١٨٣
کالو پور : ٥٥ ، ٥٦ ، ٢٥٦
کالور ، کوہ : دیکھیے کوہ کالور ۔
کالیادہ : ١٢٩ ، نیز دیکھیے کالیاوہ ۔
کالیادہ، حوض : دیکھیے حوض کالیادہ۔
کالیادہ (دریا) : دیکھیے دریائے کالیادہ ۔
کالیاوہ : ٣٦٧ ، نیز دیکھیے کالیادہ ۔
کانبھو : ١١٢
کانتو ، کوہ : دیکھیے کوہ کانتو ۔
کانتھا : ٢٥٧
کانکریہ : ٢٥٧
کانکریہ ، حوض : دیکھیے حوض کانکریہ ۔
کانگڑہ : ٢٠٢
کاوری : ٢٥٥
کاویل : ٦٣ ، ٧٣ ، ٨٣ ، ٨٣ ، ١٨٠ ، ١١٣ ، ٢١٩ ، ٣٧٩ ، ٣٨١
کایتھا : ١٣٢
کٹنگ : ٣١١
کچھوارہ : ٣٣٦ ، نیز دیکھیے ولایت کچھوارہ ۔
کدوارہ : ٣١١
کراچی : ٥٥ ، ٧١ ، ٢٧٨
کربلا : ٣٣
کرتل ، درہ : دیکھیے درہ کرتل ۔
کرسوار ، میدان : دیکھیے میدان کرسوار ۔
کرشنا (دریا) : دیکھیے دریائے کرشنا
کرماڑ (علاقہ کرماڑ) : ٣٣٤ ، ...
دیکھیے ولایت کرماڑ
کرناری : ١٧٣
کرنال : ١٠٦ ، ١٢٧ ، ١٥١ ، ١٦٠ ، ٢٧٣
کرنال ، کوہ : دیکھیے کوہ کرنال
کریچ : ١٦١
کری : ٢٥٠ ، ٢٥١ ، ٢٥٥ ، ٣٠٠
کشتنیہ (دریا) : دیکھیے دریائے کشتنیہ ۔
کشتوار : ٣١٦ ، ٣٥٣ ، نیز دیکھیے ولایت کشتوار ۔
کشمیر : ٣٠١ ، ٣١٣ ، ٣١٤ ، ٣١٥ ، ٣١٦ ، ٣١٨ ، ٣١٩ ، ٣٢٠ ، ٣٢١ ، ٣٢٢ ، ٣٢٣ ، ٣٢٦ ، ٣٢٧ ، ٣٢٨ ، ٣٢٩ ، ٣٣١ ، ٣٣٣ ، ٣٣٦ ، ٣٣٧ ، ٣٣٨ ، ٣٣٩ ، ٣٤٠ ، ٣٤١ ، ٣٤٢ ، ٣٤٤ ، ٣٤٥ ، ٣٤٦ ، ٣٤٧ ، ٣٤٨ ، ٣٤٩ ، ٣٥١ ، ٣٥٢ ، ٣٥٤ ، ٣٥٥ ، ٣٥٦ ، ٣٥٨ ، ٣٦٠ ، ٣٦٢ ، ٣٦٥ ، ٣٦٨ ، ٣٧٠ ، ٣٧١ ، ٣٧٢ ، ٣٧٤ ، ٣٧٦ ، ٣٧٧ ، ٣٧٩ ، ٣٨٠ ، ٣٨١ ، ٣٨٢ ، ٣٨٣ ، ٣٨٥ ، ٣٨٦ ، ٣٨٧ ، ٣٨٨
نیز دیکھیے بلاد کشمیر ۔
کشمیر ، سلطنت : دیکھیے سلطنت کشمیر ، نیز ولایت کشمیر ۔

Marfat.com

کشمیر ، مملکت : دیکھیے مملکت کشمیر ،
نیز مملکت کشمیر ۔
کشن (دریا) : دیکھیے دریائے کشن ۔
کعبہ : ۴۸۹ ، نیز دیکھیے مکہ معظمہ ۔
ککمہ : ۹ ، ۳۰ ، ۲۶۵
کلہ ، بیرم : دیکھیے بیرم کلہ ۔
کلمات : ۴۶۷
کاہر (دریا) : دیکھیے دریائے کاہر ۔
کاہر (قصبہ) : ۷۹ ، ۸۰
کاہیون ، کوہ : دیکھیے کوہ کاہیون ۔
کمراج : ۴۳۰ ، ۴۵۱ ، ۴۵۳ ، ۴۵۹ ،
۴۷۷ ، نیز دیکھیے مکراج ۔
کمراج ، ولایت : دیکھیے ولایت کمراج ۔
کنبایت (کھنبایت) : ۱۱۲ ، ۱۲۱ ،
۱۲۲ ، ۲۱۸ ، ۲۲۰ ، ۲۲۳ ،
۲۲۶ ، ۲۳۳ ، ۲۳۶ ، ۲۶۰
کنبایت ، بندر : دیکھیے بندر کنبایت ۔
کنپل : ۳۱۹
کنپلہ : ۲۷۷
کنتھ کوٹ : ۱۲۰
کنجی (نیز کنجی ورم) : ۶۹
کنداسہ : ۳۷۱
کندوبر (نیز کندویر) : ۳۵۹ ، ۳۷۹ ،
۳۸۰ ، ۳۸۲
کنکالو : ۳۵۹
کنلولہ : ۴۶
کنیز ، موضع (نیز کھنیز) : ۴۸۴
کوٹلی بیراہیہ : ۴۱۰
کوٹ کھرور ، قلعہ : دیکھیے قلعہ
کوٹ کھرور ۔
کوسوار (نیز کوسوا) : ۴۵۱

کوشک جہاں : ۳۶۵
کوشک جہاں نما تغلچہ : ۳۷۱ ،
۳۸۰
کوکن : ۳۵۸ ، نیز دیکھیے ولایت
کوکن ۔
کول : ۲۷۷ ، ۳۳۳
کولا پور : ۶۵ ، ۶۶ ، ۸۱ ، نیز
دیکھیے کالا پور اور کھولا پور ۔
کولہار کھادر : ۴۶۰
کوملی تنواسہ : ۴۰۵
کونبھا : ۳۳۴ ، ۳۳۶ ، ۳۳۷ ، نیز
دیکھیے ولایت کونبھا ۔
کونبھل میر : ۳۲۵ ، ۳۳۹ ، نیز
دیکھیے قلعہ کونبھل میر ۔
کوندی : ۳۳۹
کوہ آبو : ۱۷۵ ، نیز دیکھیے آبو ۔
کوہ اداس : ۲۱۵
کوہ امیر : ۱۸۰
کوہ ایدر : ۱۲۵
کوہ براہ : ۵۲۸
کوہ بہار بابا جی : ۴۷۵
کوہ بیجا نگر : ۱۹۴
کوہ پایہ : ۳۴۰
کوہ جاپانیر : ۱۳۰ ، ۱۷۳ ، ۳۳۰ ،
نیز دیکھیے چنپانیر ۔
کوہ خاک : ۴۶۶
کوہ کالور : ۲۳۲
کوہ کانتو : ۱۳۱
کوہ کرنال : ۱۲۷ ، ۱۶۲ ، ۱۶۳ ،

Marfat.com

کوہ کلند : ۱۳۸
کوہ کہابون : ۵۲۸
کوہ لون کوٹ : ۳۶۲
کوہ ماران : ۳۲۳ ، ۳۷۶
کوہ مندو : ۱۳۱
کوہ مہتر سلیمان : ۹۷۹
کوہ ہندو کش : دیکھیے ہندو کش ۔
کوہستان : ۲۱۴ ، ۳۳۷ ، ۳۳۸ ، ۳۳۹ ، ۳۷۱
کھاتی نوالی : ۳۳۱ ، ۳۱۱
کھاد ، کولہار : دیکھیے کولہار کھادر ۔
کھارندی : ۲۵۵ ، نیز دیکھیے دریائے کھار ۔
کھاور بارہ : ۳۵۰
کھپنر ، موضع. (نیز کنیر) : ۳۸۳
کھتوار (نیز کھتوارہ) : ۳۷۱ ، ۳۸۰ ، ۳۸۵
کھجود : ۳۶۹
کھرالہ : ۱۹۳
کھرکون ، بیجا گڑھ : دیکھیے ولایت بیجا گڑھ کھرکون ۔
کھرلا (نیز کھرک) : ۵۳ ، ۳۳۲ ، ۳۳۳ ، نیز دیکھیے تھانہ کھرلہ ۔
کھرلا ، قلعہ : دیکھیے قلعہ کھرلا ۔
کھرور یا کوٹ کھرور ، قلعہ : دیکھیے قلعہ کوٹ کھرور ۔
کھسوارہ : ۳۳۰
کھلوہ : ۳۶۳
کھنبایت : دیکھیے کنبایت ۔
کھنہ کوٹ : ۱۲۰
کھوار : ۳۷۱ ، ۳۵۸
کھوبہ ہامون : ۳۶۷ ، نیز دیکھیے کھونا ہامو ۔
کھوتہ ہامو : ۳۶۸
کھولا پور : ۶۵ نیز دیکھیے کولا پور اور کالا پور ۔
کھونا ہامو : ۳۶۷ ، نیز دیکھیے کھوبہ ہامون ۔
کھویا سواہ : ۳۳۳
کھریا موہہ : ۳۳۳
کھیرار : ۲۲۹ ، ۳۰۳۰
کھیرلہ : ۲۲۹
کیتور : ۳۱۲
کیج : ۵۱۳
کیکنیہ : ۶۶ ، نیز دیکھیے قلعہ کیکنیہ ۔
کیکنیہ ، درہ : دیکھیے درہ کیکنیہ ۔
کیاوارہ : ۱۳۷ ، ۳۳۹

(گ)

گاگرون : ۱۹۵
گجرات : ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۶ ، ۱۹ ، ۳۲ ، ۳۸ ، ۳۰ ، ۵۱ ، ۷۰ ، ۷۶ ، ۹۶ ، ۱۰۹ ، ۱۱۰ ، ۱۱۱ ، ۱۱۴ ، ۱۱۵ ، ۱۱۶ ، ۱۱۹ ، ۱۲۰ ، ۱۲۲ ، ۱۲۶ ، ۱۲۷ ، ۱۲۸ ، ۱۲۹ ، ۱۳۰ ، ۱۳۳ ، ۱۳۴ ، ۱۶۱ ، ۱۷۳ ، ۱۷۷ ، ۱۸۱ ، ۱۸۳ ، ۱۸۳ ، ۱۸۷

Marfat.com

۱۸۹، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۶، ۲۰۱، ۲۰۳، ۲۰۵، ۲۰۷، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۳، ۲۵۶، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۷۸، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۳۰۱، ۳۱۲، ۳۲۱، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۷۹، ۳۸۲، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۶، ۴۱۲، ۴۸۰، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۱۵، ۵۲۸، نیز دیکھیے قلعہ گجرات ۔

گجرات ، مملکت : دیکھیے مملکت گجرات ۔

گرجستان : ۹۹

گلبرگہ : ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۲، ۳۰، ۳۲، ۳۶، ۳۷، ۴۰، ۶۵، ۷۶، ۹۹، ۱۳۷، نیز دیکھیے حسن آباد ۔

گلبرگہ ، قلعہ گلبرگہ ۔

گنگا : دیکھیے دریائے گنگا ۔

گوا : دیکھیے گووہ ۔

گوالیار : ۳۲۲، ۳۳۶، ۴۰۶، نی[ز] دیکھیے قلعہ گوالیار ۔

گوالیر : ۲۱۹، ۲۸۷، ۳۰۱ ... ۴۰۳، ۴۰۹، ۴۲۷

گودہرہ : ۱۶۸، ۱۸۸

گوسوا (نیز کوسوار) : ۴۵۱

گولکنڈہ : ۶۹، ۱۰۵، ۱۰۶، نی[ز] دیکھیے قلعہ گولکنڈہ ۔

گونڈوانہ : ۶۲، ۲۳۱، ۳۱۷ ... ۳۴۳، ۳۸۳

گونڈوانہ ، ولایت : دیکھیے ولای[ت] گونڈوانہ ۔

گووہ (یا گوا) : ۶۶، ۶۷

گووہ ، بندر : دیکھیے بندر گووہ ۔

گووہ ، جزیرہ : دیکھیے جزیرہ گووہ

گیلان (جیلان) : ۹۹، ۴۲۷

(ل)

لار : ۴۲۷، ۴۴۹، ۴۵۳، ۴۵۴ ... ۴۶۴، ۴۷۱، ۴۸۵

لالہ پور : دیکھیے لائی لور ۔

لاہور : ۲۴۰، ۴۰۹، ۴۷۹، ۴۸۰ ... ۴۸۶، ۵۲۰

لائی لور (نیز لالہ پور) : ۴۷۰

لچھمی نگر : ۴۱۷

لعل محل : ۳۹۹

لغلچہ : ۱۸۹، ۱۹۴، نیز دیکھی[ے] بغلچہ اور نعلچہ ۔

لکھنؤ : ۴۰۳

لکھنوتی : ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶ ... ۲۶۷، ۲۷۷

Marfat.com

...یا کوٹ (نیز لکھا کوٹ) : ۱۹۹
...نگر خان ، دائرہ : دیکھیے دائرہ لنگر خان ۔
...شہر ، باغ : دیکھیے لوشہر ۔
...او (موضع) : ۴۵۳
...ن کوٹ ، کوہ لون کوٹ ۔
...ہر کوٹ : ۴۱۸ ، ۴۲۹ ، ۴۳۸ ، ۴۴۵
...ہر کوٹ ، دیکھیے قلعہ لوہر کوٹ ۔

(م)

...اترک (دریا) : دیکھیے دریائے ماترک (یا باترک) ۔
...اچل ، قلعہ : دیکھیے قلعہ ماچل ۔
...را لور : دیکھیے بارا سنبور ۔
...ان ، کوہ : دیکھیے کوہ ماران ۔
...ر بادہ : دیکھیے مار ناوہ ۔
...رلہ : ۴۶۹
...ارسا (دریا) : دیکھیے دریائے مارسا ۔
...ار اوہ (نیز مار بادہ) : ۴۵۰
...ارواڑ : ۱۹۲ ، ۳۲۴
...ارہ رہ : ۴۶۵
...پور : ۱۹۵ ، ۲۰۹ ، ۲۱۴ ، ۲۱۷ ، ۲۱۸
...ور ، دروازہ : ۳۶۳
...الکنہ یا سالکندہ : ۵۳ ، ۶۲ ، نیز دیکھیے بالکنہ یا بالکندہ ۔
...کندہ یا مالکندہ ، قلعہ : دیکھیے قلعہ مالکندہ یا مالکندہ ۔
...الوہ : ۵۹ ، ۷۹ ، ۹۶ ، ۹۷ ، ۱۰۰ ، ۱۱۹ ، ۱۲۰ ، ۱۲۹ ، ۱۳۱ ، ۱۳۲ ، ۱۳۵ ، ۱۶۱ ، ۱۷۹ ، ۱۸۶ ، ۱۸۷ ، ۱۸۸ ، ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۱۹۵ ، ۲۰۴ ، ۲۲۴ ، ۲۲۶ ، ۲۳۰ ، ۲۳۲ ، ۲۳۳ ، ۲۳۶ ، ۲۳۹ ، ۲۴۱ ، ۲۴۲ ، ۲۴۸ ، ۲۵۶ ، ۲۸۰ ، ۲۹۱ ، ۲۹۲ ، ۲۹۴ ، ۲۹۷ ، ۲۹۸ ، ۳۰۳ ، ۳۰۵ ، ۳۱۰ ، ۳۱۴ ، ۳۱۵ ، ۳۱۸ ، ۳۲۳ ، ۳۲۷ ، ۳۴۹ ، ۳۶۷ ، ۳۷۹ ، ۳۸۷ ، ۳۹۰ ، ۳۹۲ ، ۳۹۴ ، ۳۹۶ ، ۳۹۷ ، ۴۰۱ ، ۴۰۲ ، ۴۰۳ ، ۴۰۴ ، ۴۰۶ ، ۴۰۹ ، ۴۱۱ ، ۴۱۲ ، ۵۱۵ ، نیز دیکھیے ولایت مالوہ ۔
مالہا : دیکھیے ماہیانہ ۔
مامون : ۴۶۷
ماندہا : ۳۸۳
مانڈو : ۴۸ : نیز دیکھیے مندو ۔
مان سرور (جھیل) : ۴۲۷
مانکل (نیز بالکل) : ۴۴۵ ، ۴۴۷ ، ۴۷۵ ، نیز دیکھیے بالکل اور ماہکل ۔
ماوراء النہر : ۴۲۰
ماورد : ۴۶۰
ماویل : ۴۳۲
ماہکل : ۴۴۵ ، نیز دیکھیے مالکل اور بالکل ۔
ماہور : ۳۶ ، ۴۸ ، ۶۴ ، ۳۳۵ ،

Marfat.com

نیز دیکھیے مہور -
ماہور ، قلعہ : دیکھیے قلعہ ماہور -
ماہور ، ولایت : دیکھیے ولایت ماہور
ماہیالہ (نیز مالہیا) : ۲۱۲
مائل (نیز بابل) : ۵۲۷
محل سرستی : ۳۶۳
محمد آباد : ۱۷۶ ، ۱۷۷ ، ۱۷۹ ، ۱۸۱ ، ۱۸۳ ، ۱۸۶ ، ۱۸۸ ، ۱۸۹ ، ۱۹۱ ، ۱۹۳ ، ۱۹۵ ، ۲۳۳
محمد پور : ۱۳۲ ، ۳۹۸
محمد نگر : ۱۰۶
محمود آباد : ۲۱۱ ، ۲۳۸ ، ۲۳۷ ، ۲۳۸ ، ۲۵۳ ، ۲۵۵ ، ۲۶۰ ، ۳۳۵ ، ۳۴۴ ، ۳۴۵ ، نیز دیکھیے قلعہ محمود آباد -
محمود پور : ۲۲۳
محور : ۲۹ ، نیز دیکھیے ماہور -
مدرسہ سلطان غیاث الدین : ۳۹۸
مدکل ، قلعہ : دیکھیے قلعہ بدکل -
مدل گرہ : ۱۱۳ ، نیز دیکھیے منڈل گڑھ -
مدنجہ : ۳۶۷ ، ۳۶۸
مدنی پور : ۴۱۵
مدوار : دیکھیے ہندوار -
مدینہ منورہ : ۲۵
مراد آباد : ۱۰
مرج ، قلعہ : دیکھیے قلعہ مرج -
مروان دون : ۴۶۵
مزار ، بدو : دیکھیے بدو مزار -
مصر : ۳۳۲ ، ۳۲۷
مصطفیٰ آباد : ۸۰ ، ۱۶۳ ، ۱۶۵ ، ۱۶۶ ، ۱۶۷ ، ۱۶۸ ، ۱۷۰ ، ۱۷۱
معمور آباد : ۲۵۷
مکراج : ۴۳۳ ، نیز دیکھیے کمراج -
مکراج ، ولایت : دیکھیے ولایت مکراج -
مکران : ۵۱۳ ، نیز دیکھیے ولایت مکران -
مکہ معظمہ : ۲۵ ، ۸۶ ، ۱۷۱ ، ۴۲۷
ملتان : ۱۱۵ ، ۲۹۲ ، ۴۹۹ ، ۵۰۳ ، ۵۰۷ ، ۵۰۸ ، ۵۱۰ ، ۵۱۱ ، ۵۱۲ ، ۵۱۳ ، ۵۱۵ ، ۵۱۶ ، ۵۱۸ ، ۵۲۰ ، ۵۲۱ ، ۵۲۲ ، ۵۲۴ ، ۵۲۵ ، ۵۲۶ ، ۵۲۷
ملتان ، قلعہ : دیکھیے قلعہ ملتان -
ملتان ، ولایت : دیکھیے ولایت ملتان -
ملک بنگالہ : دیکھیے بنگال (یا بنگالہ) اور ولایت بنگالہ -
ملک جمو (جموں) : دیکھیے جمو (جموں) ، اور ولایت جمو -
ملک کشمیر : دیکھیے کشمیر اور ولایت کشمیر -
ملک مالوہ : دیکھیے مالوہ اور ولایت مالوہ -
مایبھ آباد : ۴۰۰
ممالک مالوہ : دیکھیے مالوہ اور ولایت مالوہ -
ممالک ہندوستان : ۱۷ ، نیز دیکھیے

Marfat.com

ہندوستان ۔
ممتاز ، ولایت : دیکھیے ولایت ممتاز ۔
مملکت کشمیر : دیکھیے کشمیر اور ولایت کشمیر ۔
مملکت گجرات : ۱۰۱ ، نیز دیکھیے گجرات ۔
مملکت مالوہ : دیکھیے مالوہ اور ولایت مالوہ ۔
مملکت ہند : ۳۰۴ ، نیز دیکھیے ہندوستان ۔
مندسور : ۱۰۹ ، ۲۰۰ ، ۳۲۶ ، ۳۳۶ ، ۳۶۴ ، ۴۰۱
مندسور ، قلعہ : دیکھیے قلعہ مندسور ۔
مندل : ۱۲۶ ، ۱۲۷ ، ۱۲۹
مندل گڑھ (یا منڈل گڑھ) : ۱۱۴ ، ۳۳۰ دیکھیے مدل گرہ ۔
مندل گڑھ ، قلعہ : دیکھیے قلعہ مندل گڑھ ۔
مندو : ۳۸ ، ۴۸ ، ۶۱ ، ۶۲ ، ۶۴ ، ۱۳۰ ، ۱۳۲ ، ۱۷۴ ، ۱۷۸ ، ۱۹۱ ، ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۱۹۴ ، ۱۹۵ ، ۲۰۱ ، ۲۲۲ ، ۲۲۵ ، ۲۲۷ ، ۲۳۱ ، ۲۳۳ ، ۲۳۶ ، ۲۳۸ ، ۲۸۱ ، ۲۸۴ ، ۲۸۵ ، ۲۸۷ ، ۳۰۰ ، ۳۰۲ ، ۳۰۶ ، ۳۰۸ ، ۳۱۰ ، ۳۳۳ ، ۳۳۴ ، ۳۴۱ ، ۳۴۴ ، ۳۴۹ ، ۳۵۴ ، ۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۳۶۷ ، ۳۷۱ ، ۳۷۷ ، ۳۷۸ ، ۳۷۹ ، ۳۹۳ ، ۳۹۵ ، ۳۹۶ ، ۳۹۷ ، ۳۹۸ ، ۴۰۱ ، ۴۱۰ ، نیز دیکھیے مانڈو ۔
مندو ، قلعہ : دیکھیے قلعہ مندو
مندو ، کوہ : دیکھیے کوہ مندو ۔
موجپور : ۲۵۰ ۔
موراسا : ۲۰۲
موروار : ۲۵۰
موضع برسال : ۳۸۲
موکھدہ کھار (نیز مولد کھار) : ۴۷۲
موایا : ۲۳۷ ، نیز دیکھیے قلعۂ ارک ۔
مونگا ہم (نیز مونگا تھم اور مونگاہم) ۲۰۶
مولگا : ۲۱۴
مونگر ، قلعہ دیکھیے قلعہ مونگر ۔
مہانج : ۳۶ ، ۷۷ ، ۱۳۸
مہتر سلیمان ، کوہ ، دیکھیے کوہ مہتر سلیمان ۔
مہراسہ : ۱۲۳ ، ۱۲۴ ، ۱۲۷ ، ۱۲۸ ، ۱۷۸ ، ۱۸۷ ، ۱۹۸ ، ۲۰۲ ، ۲۱۱ ، ۲۲۱ ، ۴۹۷ ، نیز دیکھیے قلعہ مہراسہ ۔
مہسیر ، ۲۹۵
مہند پور : ۱۳۲
مہدری : ۲۵۰
مہندری (دریا) : دیکھیے دریائے مہندری ۔
مہوہ : ۳۲۹
مہوق : ۲۲۴
مہولی : ۳۳۴

Marfat.com

مہیر : ۱۳۲ ، نیز دیکھیے قلعہ مہیر۔
میدان خالد : ۳۶۷
میدان رسالہ : ۳۷۶
میدان کوسوار : ۴۳۰
میر ، کونھبل : دیکھیے کونھبل میر۔
میوات : ۲۰۳ ، ۲۸۲ ، ۳۲۲
میوار : ۲۶
میواڑ : ۳۲۳ ، ۳۲۷

(ن)

نادوت : ۱۱۸ ، ۱۲۶ ، ۱۲۷ ، ۱۲۸ ، ۱۲۹ ، ۱۳۰ ، ۲۴۹ ، ۲۵۰ ، ۲۹۶
نادوت ، ولایت : دیکھیے ولایت نادوت ۔
نادوتی : ۳۱۱ ، نیز دیکھیے ہادوتی ۔
ناکام یا ناگام : ۳۳۴ ، ۴۴۰ ، نیز دیکھیے قلعہ ناکام یا ناگام ۔
ناگور : ۱۱۱ ، ۱۱۸ ، ۱۲۵ ، ۱۲۷ ، ۲۶۲ ، ۳۲۸
نباس : ۱۸۱
نپالا ، قلعہ : دیکھیے قلعہ نپالا ۔
ندر بار : ۳۷ ، ۱۱۳ ، ۱۲۷ ، ۱۳۷ ، ۱۳۸ ، ۱۸۰ ، ۱۸۱ ، ۱۸۳ ، ۲۰۶ ، ۲۰۹ ، ۲۱۵ ، ۲۵۳ ، ۲۵۴ ، ۲۹۷
نربدا یا نربدہ : ۳۷۴ ، ۴۰۲ ، نیز دیکھیے دریائے نربدا ۔
نصرت آباد : ۱۰۰ ، ۳۴۲
نصرت آباد نعلچ : ۳۷۱ ، ۳۷۸
نعلچہ : ۲۱۳ ، ۲۲۵ ، ۳۲۴ ، ۳۴۲ ، ۳۴۴ ، ۳۵۴ ، ۳۶۱ ، ۳۶۴ ، ۳۶۵ ، ۳۶۷ ، ۳۶۸ ، ۳۷۱ ، ۳۷۷ ، ۳۸۲ ، ۳۸۴ ، ۳۹۸ ، نیز دیکھیے بغلچہ اور اغلچہ ۔
نعلچہ ، کوشک جہاں نما : دیکھیے کوشک جہاں نما نعلچہ ۔
نعلچہ ، نصرت آباد : دیکھیے نصرت آباد نعلچہ ۔
نگرکوٹ : ۴۱۷
نندوت (نیز ہادوتی) : ۳۱۱
ننواسہ ، کوملی : دیکھیے کوملی ننواسہ ۔
نوالی ، کھاتی : دیکھیے کھاتی نوالی۔
نوروز کوٹ : ۴۷۰
نوساری : ۲۳۸
نوشہر : ۴۳۳
نوشہرہ : ۴۴۷ ، ۴۷۳ ، ۴۸۰ ، ۴۸۱
نوشہرہ ، ولایت : دیکھیے ولایت نوشہرہ ۔
نولا پور : ۴۳۵
نولاہی : ۴۱۰
نولپور : ۴۴۵
نوہتہ : ۴۳۲
نہروالہ پٹن : ۱۱۱ ، ۱۱۲ ، ۱۲۱ ، ۲۱۱ ، نیز دیکھیے پٹن ۔
نہروالہ (گجرات) : ۱۶ ، ۱۲۸ ، ۱۷۲ ، ۱۸۴ ، ۲۱۹
نیر : ۴۲۹ ، ۴۵۲

Marfat.com

نیرون ، ۳۳۳ ، دیکھیے ۳۳۳ ایرون ۔

نیل واڑہ : ۲۶

نیلاب : ۳۳۳

نیلو : ۳۶۵ : نیز دیکھیے جہلو ۔

نیور : ۳۳۰ ، نیز دیکھیے الھنپور ۔

(و)

وائل یا وابل : ۶۵ ، ۷۶ ، ۷۷ ، ۸۷ ، ۸۰ ، ۹۹ ، نیز دیکھیے دابل ۔

وائل ، بندر : دیکھیے بندر وائل ۔

ولایت اجین : دیکھیے سرکار اجین ۔

ولایت اسواس : ۳۸۱

ولایت اسیر : ۳۹۸ ، ۳۷۲ ، ۳۷۳ ، ۳۷۹ ، نیز دیکھیے آسیر ۔

ولایت اوچہ : ۵۱۳ ، نیز دیکھیے اچہ ۔

ولایت ایرچہ : ۳۶۶

ولایت برار : ۳۸ ، ۹۶ ، ۳۳۳

ولایت بروار : ۲۸۳

ولایت بنگالہ : ۲۹۶

ولایت بھروچ : ۲۶۰

ولایت بھیلسہ : ۳۹۶ ، نیز دیکھیے دروازہ بھیلسہ ۔

ولایت بھیلواڑہ : ۳۱۰

ولایت بیجا گڑھ کھرکون : ۳۷۲

ولایت پنجاب : ۳۳۶ ، ۳۳۸ ، ۵۲۲ ، نیز دیکھیے پنجاب ۔

ولایت تبت : ۳۲۹ ، نیز دیکھیے تبت خورد اور تبت کلاں ۔

ولایت تلنگ : ۳۵ ، ۳۹ ، ۵۳ ، نیز دیکھیے تلنگانہ ۔

ولایت جمو (جموں) : ۳۳۳ ، ۳۵۵

ولایت چتوڑ : ۳۰۲

ولایت چنپارن (نیز جساون) : ۲۸۵

ولایت حسوا : ۳۳۷

ولایت دکن : ۵۲۸

ولایت دولت آباد : ۳۳۳ ، نیز دیکھیے دوست آباد ۔

ولایت رائے سین : ۳۰۹ نیز دیکھیے سرکار رائے سین ۔

ولایت سندھ : ۳۹۵ ، ۵۰۱ ، ۵۱۳ ، نیز دیکھیے صوبہ ٹھٹہ ۔

ولایت سورت : ۵۲۸

ولایت شور : ۵۱۳

ولایت کچھوارہ : ۳۳۶ ، ۳۶۷

ولایت کرمائے : ۳۳۵ ، نیز دیکھیے کرمار (یا کرما) ۔

ولایت کشتوار : ۳۱۵

ولایت کشمیر : ۳۱۳ ، ۳۲۲ ، ۳۳۰ ، ۳۳۲ ، ۳۳۳ ، ۳۳۸ ، ۳۳۹ ، ۳۵۹ ، ۳۷۳ ، ۳۷۳

ولایت کمراج : ۳۱۶ ، ۳۳۰ ، ۳۶۱ ، ۳۷۹ ، نیز دیکھیے ولایت مکراج ۔

ولایت کوکن : ۳۶

ولایت کونھبا : ۳۳۳

ولایت کھتوار : ۳۸۰

ولایت گونڈوالہ : ۳۰۵

ولایت مالوہ ، ۲۶۰ ، ۳۰۰ ، ۳۷۵ ، ۳۸۷ ، ۳۹۵ ، ۳۹۶ ، ۳۰۰ ، ۳۰۹ ، ۳۱۰

Marfat.com

ایت ماہور : ۳۶ ، نیز دیکھیے مَور
ایت مکراج : ۴۳۵ ، نیز دیکھیے ولایت کمراج ۔
ایت مکران : ۴۸۹
ایت ملتان : ۵۰۷ ، ۵۲۳ ، ۵۲۴ ۔
ایت ممتاز : ۳۷۴
ایت نادوت : ۱۱۸
ات نوشہرہ : ۴۵۵
نج : ۱۲۳

(ہ)

اوتی (نیز نادونی) ، نندوت) : ۳۱۱
۳۳۴ ، ۳۳۵ ، ۳۳۷ ، ۳۳۸
ونی : ۳۳۴
ول ۲۰۹ ، ۲۱۷
ون ، کھوبہ : دیکھیے کھوبہ ہامون ۔
ہیہ : ۴۰۴ ، ۴۰۵ ، ۴۱۰ ، نیز دیکھیے سرکار ہندیہ ۔
س پور : ۳۶۰
پول : ۴۰۷
سول : ۲۰۲
کہ : ۴۵۵
ز : ۱۶۶
: ۳۵۹
: ۴۸۹ ، نیز دیکھیے ہندوستان ۔
وسندھ : ۴۹۰ ، نیز دیکھیے ولایت سندھ ۔

ہندوستان : ۱۲۳ ، ۱۹۱ ، ۲۰۴ ، ۲۳۳ ، ۲۴۰ ، ۲۷۹ ، ۲۹۱ ، ۲۹۲ ، ۳۲۵ ، ۳۳۷ ، ۳۴۵ ، ۴۱۹ ، ۴۲۱ ، ۴۳۲ ، ۴۳۴ ، ۴۳۵ ، ۴۴۳ ، ۴۴۴ ، ۴۴۵ ، ۴۴۶ ، ۴۴۸ ، ۴۴۹ ، ۴۵۲ ، ۴۶۳ ، ۴۶۴۰ ، ۴۶۷ ، ۴۷۰ ، ۴۸۱ ، ۴۸۹ ، ۵۰۷ ، ۵۱۶ ، ۵۲۷ نیز دیکھیے ممالک ہندوستان
ہندوکش : ۴۱۷ ، نیز دیکھیے درہ ہندوکش ۔
ہندو کوہ : ۵۲۷
ہندون : ۴۲۳
ہندیہ : ۳۶۵ ، ۳۹۰ ، نیز دیکھیے پاندیہ اور سرکار ہندیہ ۔
ہوشنگ آباد : ۲۳۲ ، ۳۰۴ ، ۳۱۶ ، ۳۱۷ ، ۴۴۴ ، نیز دیکھیے قلعہ ہوشنگ آباد ۔
ہیرا پور (نیز بھمبیرہ پور) : ۴۲۹ ، ۴۴۳ ، ۴۵۷ ، ۴۸۲

(ی)

یانس والا : ۱۹۹ ، نیز دیکھیے بانس والہ ۔
یحیی پور : ۴۱۶
یو - پی (اتر پردیش) ۔

مرتبہ : اشفاق انور

Marfat.com

کتابیات

Marfat.com

کتابیات جلد اول

۱۔ آثار بدایوں : حافظ محمد محسن اکرم ، (وکٹوریہ پریس بدایوں ، ۱۹۱۵ء) ۔

۲۔ آثار الصنادید : سرسید احمد خاں ، (نول کشور پریس لکھنؤ ، ۱۸۷۶ء) ۔

۳۔ آثار الصنادید : سرسید احمد خاں ، (نامی پریس کانپور ، ۱۹۰۴ء) ۔

۴۔ آثار الصنادید ، سرسید احمد خاں ، (نامی پریس دہلی) ۔

۵۔ آنولہ : گر راج نندن (بزبان ہندی) ، (ہند پرنٹرس بریلی ، ۱۹۶۸ء) ۔

۶۔ آئینہ حقیقت نما (دو جلد) : اکبر شاہ خاں نجیب آبادی ، (نفیس اکیڈیمی ، کراچی ، ۱۹۵۸ء) ۔

۷۔ ابجد العلوم : نواب صدیق حسن خان ، (مطبع صدیقی بھوپال ۱۲۹۶ء) ۔

۸۔ احسن التواریخ (تاریخ سنبھل) : غلام احمد سنبھلی ، (مراد آباد ، ۱۹۳۵ء) ۔

۹۔ اخبار الاخیار : شیخ عبد الحق دہلوی ، (مطبع مجتبائی دہلی ، ۱۳۳۲ھ) ۔

۱۰۔ بزم صوفیہ : صباح الدین عبد الرحمٰن ، (دار المصنفین اعظم گڑھ ، ۱۹۴۹ء) ۔

۱۱۔ بزم مملوکیہ : صباح الدین عبد الرحمٰن ، (دار المصنفین اعظم گڑھ ، ۱۹۵۴ء) ۔

۱۲۔ تاریخ امروہہ (جلد اول) : محمود احمد عباسی ، (دہلی ، ۱۹۳۰ء) ۔

۱۳۔ تاریخ بدایوں : رائے بختاور سنگھ ، (ٹائپ شدہ ، مملوکہ محمد ایوب قادری) ۔

Marfat.com

۱۳/۱- تاریخ بیہقی : ابو الفضل محمد بن حسین کاتب بیہقی ، (مرتبہ سعید نفیس) ، (طہران ، ۱۳۲۶ھ) -

۱۴- تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی ، خواجہ نعمت اللہ ہروی ، (مرتبہ ڈاکٹر امام الدین) ، (ایشیاٹک سوسائٹی آف پاکستان ، ڈھاکہ ، ۱۹۶۰ء) -

۱۵- تاریخ داؤدی : عبد اللہ (مرتبہ شیخ عبد الرشید ، (علی گڑھ ، ۱۹۵۴ء) -

۱۶- تاریخ سند : میر معصوم بھکری (مرتبہ ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ) ، (بھنڈارکر اورینٹیل انسٹی ٹیوٹ ، پونہ ، ۱۹۳۸ء) -

۱۵- تاریخ سند (اردو ترجمہ) : میر معصوم بھکری ، (اردو ترجمہ اختر رضوی) ، بہ تصحیح و حواشی ڈاکٹر نبی بخش بلوچ ، (سندھی ادبی بورڈ ، کراچی ، ۱۹۵۹ء) -

۱۸- تاریخ شیراز ہند جونپور : اقبال احمد (بمعاونت محتشم کاشانی) ، (جونپور ، ۱۹۶۳ء) -

۱۹- تاریخ فخر الدین مبارک شاہ مرورودی : (مرتبہ ایڈورڈ ڈینی سن روس) ، (لندن ، ۱۹۲۷ء) -

۲۰- تاریخ فرخ آباد (اردو ترجمہ) : ولیم ارون ، (مطبع حسنی ، فتح گڑھ ، ۱۸۸۷ء) -

۲۱- تاریخ فرخ آباد : پنڈت دیبی پرشاد ، (گورنمنٹ پریس الہ آباد ، ۱۸۵۹ء) -

۲۲- تاریخ فرشتہ : محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ ، (نول کشور پریس کانپور ، ۱۸۸۴ء) -

۲۳- تاریخ فرشتہ : محمد قاسم ہندو شاہ ، (بمبئی ، ۱۸۳۲ء) -

۲۴- تاریخ فیروز شاہی : ضیاء الدین برنی ، (بہ تصحیح سرسید احمد خان) ، (کلکتہ ، ۱۸۶۲ء) -

۲۵- تاریخ فیروز شاہی : سراج عفیف ، (بہ تصحیح مولوی ولایت حسین) ، (کلکتہ ، ۱۸۹۰ء) -

Marfat.com

۲۶- تاریخ کٹھیر روہیل کھنڈ : حاجی خداداد خان ، (مرتضائی پریس رام پور ، ۱۹۶۹ء) -

۲۷- تاریخ کڑا مانک پور : عبد اللہ علوی قیس ، (قیصر ہند پریس الہ آباد ، ۱۹۱۶ء) -

۲۸- تاریخ گجرات : مولانا ابو ظفر ندوی ، (ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۵۸ء) -

۲۹- تاریخ گرجر (جلد سوم) : رانا حسن علی چوہان گرجر ، (انٹرنیشنل پریس کراچی ، ۱۹۶۰ء) -

۳۰ تاریخ مبارک شاہی : یحییٰ بن احمد سرہندی ، (مرتبہ ہدایت حسین) ، (کلکتہ ، ۱۹۳۱ء) -

۳۱- تاریخ مراد آباد : حاجی خداداد خان ، (مرتضائی پریس رام پور ۱۹۶۹ء) -

۳۲- تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت (جلد اول) : سید ہاشمی فرید آبادی (انجمن ترقیٔ اردو ، کراچی) -

۳۳- تاریخ ہندوستان (جلد اول) : ذکاء اللہ ، (علی گڑھ ، ۱۹۱۵) -

۳۴- تاریخ ہندوستان (جلد دوم) : مولوی ذکاء اللہ ، (شمس المطابع پریس دہلی ، ۱۸۹۷ء) -

۳۵- تاریخ ہندی قرون وسطیٰ (جلد دوم) : قاری بشیر الدین پنڈت ، (علی گڑھ ، ۱۹۶۹ء) -

۳۶- تذکرہ شہباز : میمن عبد المجید سندھی ، (سندھی اکیڈیمی لاڑکانہ ، ۱۹۶۳ء) -

۳۷- تذکرہ صدر الدین عارف (جلد اول) : نور احمد فریدی ، (قصر الادب جکووالہ ، ۱۹۵۸ء) -

۳۸- تذکرہ علمائے ہند (ترجمہ) : مترجمہ و مرتبہ محمد ایوب قادری ، (کراچی ، ۱۹۶۰ء) -

۳۹- تغلق نامہ : امیر خسرو (مرتبہ سید ہاشمی فرید آبادی ، (اورنگ آباد ، ۱۹۳۳ء) -

Marfat.com

۴۰- جامع التواریخ : قاضی فقیر محمد ، (طبع لکھنؤ ، ۱۸۷۱ء) -

۴۰/۱- جامعہ (ماہنامہ) : (دہلی ، جنوری ۱۹۷۵ء) -

۴۱- چہار مقالہ : نظامی عروضی سمرقندی ، (بہ تصحیح عندلیب شادانی) ، (لاہور ، ۱۹۲۴ء) -

۴۲- خزائن الفتوح : امیر خسرو ، (علی گڑھ ، ۱۹۲۷ء) -

۴۳- خلاصۃ التواریخ : سجان رائے ، بہ تصحیح ظفر حسن ، (دہلی ، ۱۹۱۸ء) -

۴۴- دول رانی خضر خان : امیر خسرو ، بہ تصحیح مولوی رشید احمد سالم ، (علی گڑھ ، ۱۹۱۷ء) -

۴۵- دیباچہ عزۃ الکمال : امیر خسرو ، (مطبع قیصریہ دہلی) -

۴۶- دیوان حسن سجزی : مرتبہ مسعود علی محوی ، (حیدر آباد ، ۱۳۵۲ھ) -

۴۷- ریاض السلاطین : غلام حسین سلیم ، بہ تصحیح مولوی عبد الحق عابد ، (کلکتہ ، ۱۸۹۰ء) -

۴۸- زین الاخبار (تاریخ گردیزی) ، ابو سعید عبد الحی ضحاک گردیزی ، مرتبہ آقائی مرزا محمد خان قزوینی ، (طہران ، ۱۳۲۷ھ) -

۴۹- سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان : غلام علی آزاد بلگرامی ، (بمبئی ، ۱۳۰۳ھ) -

۵۰- سفر نامہ ابن بطوطہ (جلد دوم) : ترجمہ محمد حسین ، (بک لینڈ ، کراچی ، ۱۹۶۱ء) -

۵۱- سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات : خلیق احمد نظامی ، (ندوۃ المصنفین ، علی گڑھ ، ۱۹۵۸ء) -

۵۲- سیر الاولیاء : مبارک العلوی ، (مطبع محب ہند دہلی ، ۱۳۰۲ھ) -

۵۳- سیر الاولیاء (اردو) : مبارک العلوی ، (اللہ والے کی قومی دوکان ، لاہور) -

۵۴- سیر العارفین : حامد بن فضل اللہ جمالی ، (مطبع رضوی دہلی ۱۳۱۱ھ) -

Marfat.com

۵۵- شعر العجم (جلد چہارم) : مولانا شبلی نعمانی ، (دار المصنفین اعظم گڑھ ، ۱۹۵۵ء) -

۵۶- صنادید سندھ : ڈاکٹر مولوی محمد شفیع ، (لاہور ، ۱۹۷۰ء) -

۵۷- طبقات ناصری : قاضی منہاج سراج ، (کلکتہ ، ۱۸۶۴ء) -

۵۸- طبقات ناصری : قاضی منہاج سراج ، مرتبہ عبدالحی حبیبی (دوم جلد) ، (انجمن تاریخ افغانستان کابل ، ۱۳۴۳ھ) -

۵۹- طبقات ناصری : قاضی منہاج سراج ، (بہ تصحیح ڈاکٹر محمد عبد اللہ چغتائی ، (لاہور ، ۱۹۵۲ء) -

۶۰- طبقات ناصری (اردو) : قاضی منہاج سراج ، ترجمہ مولوی احمد علی شوق ، (احمدی پریس رام پور ، ۱۸۹۹ء) -

۶۱- عمدۃ التواریخ (تاریخ بدایوں) : محمد عبد الحی صفا بدایونی ، (مطبع مطلع العلوم مراد آباد ، ۱۸۷۵ء) -

۶۲- عہد اسلامی کا ہندوستان : ریاست علی ندوی ، (ادارۃ المصنفین پٹنہ ، ۱۹۵۰ء) -

۶۳- فتوح السلاطین : عصامی ، (بہ تصحیح ڈاکٹر آغا مہدی حسین ، (آگرہ ، ۱۹۳۸ء) -

۶۴- فتوح السلاطین : عصامی ، (بہ تصحیح محمد یوشع) ، (مدراس ، ۱۹۴۸ء) -

۶۵- فتوحات فیروز شاہی : فیروز شاہ تغلق ، (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ، ۱۹۴۳ء) -

۶۶- فتوحات فیروز شاہی : فیروز شاہ تغلق ، مرتبہ ڈاکٹر محمد عبد اللہ چغتائی ، (لاہور ، ۱۹۵۲ء) -

۶۷- قران السعدین : امیر خسرو ، بہ تنقید مولوی محمد اسماعیل میرٹھی ، (علی گڑھ ، ۱۹۱۸ء) -

۶۸- قصائد بدرچاچ : بدرچاچ ، (نول کشور پریس لکھنؤ ، ۱۲۷۹ھ) -

Marfat.com

۶۹- کتاب الحرب والشجاعة (اقتباس) : مبارک شاہ مدبر (بہ تصحیح مولوی محمد شفیع) ، ضمیمہ اورینٹل کالج میگزین لاہور ، (مئی ۱۹۳۸ء) -

۷۰- کنز التاریخ (تاریخ بدایوں) : مولوی محمد رضی الدین ، اسمل بدایونی ، (نظامی پریس بدایونی ، ۱۹۰۷ء) -

۷۱- گلزار ابرار (اردو ترجمہ) : محمد غوثی مانڈوی ، (مطبع مفید عام آگرہ ، ۱۳۲۶ھ) -

۷۲- ماثر رحیمی : عبد الباقی نہاوندی ، بہ تصحیح مولوی ولایت حسین ، (کلکتہ ، ۱۹۲۴ء) -

۷۳- ماثر الکرام : غلام علی آزاد بلگرامی ، مرتبہ مولانا محمد عبدہ ، (مکتبہ احیاء العلوم شرقیہ لاہور ، ۱۹۷۱ء) -

۷۴- ماثر لاہور (دو حصے) : سید ہاشمی فرید آبادی ، (ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ، ۱۹۵۶ء) -

۷۵- مخدوم جہانیاں جہاں گشت : محمد ایوب قادری ، (ادارہ تحقیق و تصنیف ، کراچی ، ۱۹۶۳ء) -

۷۶- مرقع اکبر آباد : سعید احمد مارہروی ، (ابو العلائی پریس آگرہ ، ۱۹۳۱ء) -

۷۷- مسلمان شاہی خاندان اور ان کے سلسلے : اسٹینلی لین پول ، (ترجمہ و مرتبہ محمد عبد الرحمٰن خان) ، (حیدر آباد دکن ، ۱۹۴۳ء) -

۱/۷۷- معارف (ماہنامہ) : (اعظم گڑھ ، جنوری فروری ۱۹۴۶ء) -

۷۸- مفتاح الفتوح : امیر خسرو ، (بہ تصحیح شیخ عبد الرشید) ، (علی گڑھ) -

۷۹- مقالات حافظ محمود شیرانی : مرتبہ مظہر محمود شیرانی ، (مجلس ترقی ادب لاہور ، ۱۹۶۶ء) -

۸۰- مقالات سید سلیمان ندوی (جلد اول) : مرتبہ صباح الدین عبد الرحمٰن ، (اعظم گڑھ ، ۱۹۶۶ء) -

Marfat.com

۸۱- مقالاتِ شبلی : (دار المصنفین اعظم گڑھ ، ۱۹۳۰ - ۳۴ء) -

۸۲- منتخب التواریخ : ملا عبد القادر بدایونی ، (کلکتہ ، ۱۸۶۹ء) -

۸۲/۱- منتخب التواریخ : ملا عبد القادر بدایونی ، اردو ترجمہ مولوی احتشام الدین مراد آبادی ، (نولکشور پریس ، ۱۸۷۴ء) -

۸۳- منشآت ماہرو : عبد اللہ عین الملک ماہرو ، بہ تصحیح شیخ عبد الرشید (ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان ، لاہور ، ۱۹۶۵ء) -

۸۴- نزہۃ الخواطر (جلد دوم و سوم) : حکیم عبد الحی حسنی ، (دائرۃ المعارف اعظم گڑھ ، لاہور ، ۱۹۶۲ء) -

۸۵- نقوش لاہور نمبر

۸۶- واقعات دار الحکومت دہلی (سہ جلد) : بشیر الدین احمد ، (شمسی پریس آگرہ ، ۱۹۱۹ء) -

۸۷- یادِ ایام : حکیم عبد الحی حسنی ، (علی گڑھ ، ۱۹۱۹ء) -

ENGLISH BOOKS :

1. Administration of justice during Muslim Rule in India, (Aligarh, 1941) by M. B. Ahmad.

2. Annals and Antiquities of Rajasthan, by James Todd.

3. Archaeological Survey of India : The Monumental Antiquities and Inscriptions in the N. W. Provinces and Oudh, by A. Fuhrer, (Allahabad, 1891).

4. A History of Behram Shah of Ghaznin by Dr. Ghulam Mustafa Khan, (Lahore, 1955).

5. A History of the Karauna Turks in India, by Ishwari Prasad, (Allahabad, 1936).

6. Bareilly—Gazetteer, by H. R. Nevill, (Allahabad, 1907).

7. Bijnore, Gazetteer, by H R Nevill, (Allahabad, 1928).

8. Badaun, Gazetteer, by H. R. Nevill, (Allahabad, 1907).

Marfat.com

9. Cambridge History of India, Vol. III. Edited by Sir W. Haig, (London, 1928).

10. Catalogue of the Delhi Museum. Archaeology, by J P.R. Vogel, (Calcutta, 1908).

11. Campaign of Alauddin Khilji by Muhammad Habib (Eng. Tr. Khazainul Futuh), (Bombay, 1933).

12. Early Medieval India, by A.B. Pandey, (Allahabad, 1960).

13. Early Turkish Empire of Delhi, by Muhammad Aziz Ahmed, (London, 1949)

14. Gold and Silver Coins of Sultans of Delhi. Edited by Muhammad Abdul Wali Khan, (Hyderabad, A. P. 1974).

15. Hazrat Amir Khusrau of Delhi, by Muhammad Habib (Bombay, 1927).

16. History of Sind (Vol II). Mirza Kalich Beg Fredun Beg, (Karachi, 1902).

17. Historical Dissertations, by K. A. Rashid (Karachi, 1962).

18. Mahmud of Ghazna, by Muhammad Nazim, (Cambridge, 1931).

19. List of Muhammadan and Hindu Monuments, Vols II and III, (Calcutta, 1919).

20. Medieval History of India, by Stanley Lanepole, (London, 1923).

21. Memoirs of the Archaeological Survey of India, No. 19, (The Jami Masjid at Badaun), (Calcutta, 1926).

22. Mirat-i Ahmadi, by Ali Muhammad Khan, Eng. Translation by M. F. Lokhandwala, (Oriential Institute Baroda, 1965).

Marfat.com

23. Mohammadan Dynasties, by Stanley Lanepole, (Westminster, 1893).

24. Muslim Rule in India, by Ishwari Prasad, (Allahabad, 1963).

25. Proceedings of the Indian History Congress, 1938.

26. Studies in Indo-Muslim History by S. H. Hodivala, Vol. I, (Bombay, 1939).

27. Studies in Indo-Muslim History, by S. H. Hodivala, Vol II, (Bombay, 1957)

28. Studies in Medieval Indian History, by Khaliq Ahmed Nizami, (Aligarh, 1956).

29. Tabaqat-i-Nasiri, Eng. Translation by H. G. Raverty, 2 Vols., (Calcutta, 1897).

30. The Administration of the Sultanate of Delhi, by Ishtiaq Husain Qureshi, (London, 1943).

31. The Archaeological and Architectural Remains of Delhi, by Carr Stephan, (Delhi, 1876).

32. The Coinage and Metrology of the Sultans of Delhi, (Delhi, 1946).

33. The Chronicles of the Pathan Kings of Delhi, by Edward Thomas, (London, 1871).

34 The Foundation of Muslim Rule, by A.B.M. Habibullah, (Allahabad, 1961).

35. The History of India, by Sir H.M. Elliot & J. Dowson :
(i) Tarikh-i-Hind (Al-Biruni)
(ii) Tarikh-i-Yamini (Utbi)
(iii) Tarikh-i-Subuktigin (Baihaki), (Calcutta, 1952)

Marfat.com

36. The Imperial Gazetteer of India, Vol. XII (Oxford, 1908).

37. The Oxford History of India, by V. A Smith (London, 1958).

38. The Rise and Fall of Muhammad Bin Tughluq by Agha Mahdi Husain, (London, 1958)

39 The Rise of Muslim Power in Gujrat, by S. C. Misra, (Baroda, 1965)

40. The Sharqi Sultanate of Jaunpur, by Mian Muhammad Saeed, (Karachi 1972).

41. The Sharqi Monuments of Jaunpur, by Fasihuddin, (Jaunpur, 1922).

42. The Suhrawardi Silsilah and Its Influence on Medieval Indian Politics, by Khaliq Ahmad Nizami (New Delhi, 1957).

43. The Sultans of Delhi, their Coinage and Metrology, by H. N. Wright, (Delhi, 1956).

• • •

Marfat.com

کتابیات جلددوم

۱۔ آثار رحمت ، امداد صابری ۔

۲۔ آئین اکبری ، ابوالفضل ، کلکتہ ۱۸۷۷ء ۔

۳۔ آئین اکبری ، ابوالفضل بہ تصحیح سرسید احمد خان ، دہلی ۱۲۷۲ھ ۔

۴۔ ابجد العلوم ، نواب صدیق حسن ، مطبع صدیقی بھوپال ۱۲۹۶ھ ۔

۵۔ اتحاف النبلاء المتقین ، نواب صدیق حسن ، مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۷ھ ۔

۶۔ اخبار الاخیار فی اسرار الابرار ، شیخ عبدالحق ، مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۳۲ھ ۔

۷۔ اطبائے عہد مغلیہ ، حکیم کوثر چاند پوری ، ہمدرد اکیڈیمی کراچی ۱۹۶۰ء ۔

۸۔ انفاس بندگی (حالات و ملفوظات شیخ نظام الدین امیٹھوی) ، بہاء الدین صدیقی ، (مطبع رزاق کانپور ۱۳۶۹ھ) ۔

۹۔ اکبر نامہ ، ابوالفضل ، کلکتہ ۸۶ - ۱۸۷۷ء ۔

۱۰۔ اکبر نامہ ، ابوالفضل ، (نولکشور پریس لکھنؤ ۱۸۸۲ء) ۔

۱۱۔ المشاہیر ، منشی فیض احمد ، نامی پریس میرٹھ ۱۹۰۰ء ۔

۱۲۔ انشائے ابوالفضل (سہ دفتر) ، نولکشور پریس لکھنؤ ۱۲۷۹ھ ۔

۱۳۔ ایک مجاہد معمار ۔ محمد سلیم ، کراچی ۱۹۵۲ء ۔

۱۴۔ بستان حرم ، محمد الدین فوق ، لاہور ۱۹۲۷ء ۔

۱۵۔ بزم تیموریہ ، صباح الدین عبدالرحمٰن ، دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۹۴۸ء ۔

۱۶۔ بزم صوفیہ ، صباح الدین عبدالرحمٰن ، دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۹۴۹ء ۔

Marfat.com

۱۷- بوستانِ اخبار ، سعید احمد مارہروی ، آگرہ ۱۳۲۱ھ -

۱۸- تاریخ اکبری ، حاجی محمد عارف قندھاری (تصحیح و تحشیہ حاجی معین الدین ندوی و ڈاکٹر اظہر علی) ، رام پور ۱۹۶۲ء -

۱۹- تاریخ اولیائے حق ، ضیاء القادری بدایونی . کراچی ۱۳۷۷ھ -

۲۰- تاریخ برہان پور ، خلیل الرحمٰن، مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۷ھ -

۲۱- تاریخ جلیلہ ، غلام دستگیر نامی ، لاہور ۱۹۶۰ء -

۲۲- تاریخ جہانگیر ، بینی پرشاد (ترجمہ رحم علی الہاشمی) ، ترقی اردو بورڈ دہلی ۱۹۷۹ء -

۲۳- تاریخ حسن ابدال ، پروفیسر منظور الحق صدیقی ، ادارہ تحقیقات پاکستان ، لاہور ۱۹۷۷ء -

۲۴- تاریخ شیر شاہی ، عباس خان شروانی (ترجمہ مظہر علی خان ولا) ، سلمان اکیڈیمی کراچی ۱۹۶۳ء -

۲۵- تاریخ فرشتہ ، محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ ، نولکشور پریس لکھنؤ ۱۸۸۴ء -

۲۶- تاریخ قصبہ امیٹھی ، شیخ خادم حسین (مطبوعہ) -

۲۷- تاریخ گجرات ، میر ابوتراب ولی ، (مرتبہ ڈینی سن راس، کلکتہ ۱۹۰۸ء) -

۲۸- تاریخ معصومی ، میر معصوم بھکری مرتبہ ڈاکٹر عمر بن داؤد پوتہ ، پونا ۱۹۳۸ء -

۲۹- تاریخ ملتان ، (دو جلد) ، نور احمد خان فریدی ، قصر الادب ملتان ۷۳ - ۱۹۷۱ء -

۳۰- تاریخ میو چھتری ، حکیم عبدالشکور ، مولانا آزاد میوات اکیڈیمی گوڑ گانوہ ۱۹۷۴ء -

۳۱- تاریخ ہندوستان (جلد سوم و پنجم) ، مولوی ذکاء اللہ ، دہلی ۱۸۹۷ء -

۳۲- تاریخی مقالات ، پروفیسر محمد اسلم ، ندوۃ المصنفین لاہور ۱۹۷۰ء -

۳۳- تحقیقات چشتی ، نور احمد چشتی ، حمیدیہ اسٹیم پریس لاہور ۱۳۲۴ھ

Marfat.com

۳۴- تذکرۃ الابرا و الاشرار ، اخولد درویزہ ، ادارہ اشاعت سرحد پشاور ۱۹۶۰ء -

۳۵- تذکرہ امیر خانی ، پیر حسام الدین راشدی ، سندھی ادبی بورڈ کراچی ۱۹۶۱ء -

۳۶- تذکرہ بے بہا فی تاریخ العلماء ، محمد حسین نوگانوی ، جیدبرق پریس دہلی -

۳۷- تذکرۃ الشعرا ، نور الدین جہانگیر (مطربی) مرتبہ پروفیسر میرزایف ، کراچی ۱۹۷۶ء -

۳۸- تذکرہ شیخ عبدالحق محدث ، سید احمد قادری ، آزاد پریس پٹنہ ۱۳۷۰ھ -

۳۹- تذکرہ علمائے ہند ، (رحمان علی) مترجمہ و مرتبہ محمد ایوب قادری ، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی ۱۹۶۱ء -

۴۰- تذکرۃ الکرام (تاریخ امروہہ جلد دوم) ، محمود احمد عباسی ، محبوب المطابع دہلی ۱۹۳۴ء -

۴۱- تذکرہ مشاہیر کاکوری ، محمد علی حیدر ، اصح المطابع لکھنؤ ۱۹۲۷ء

۴۲- تذکرہ مصنفین اہل دہلی (شیخ عبدالحق دہلوی) مرتبہ حکیم شمس اللہ قادری ، حیدر آباد دکن ۱۹۳۰ء -

۴۳- تذکرہ نتائج الافکار ، قدرت احمد گوپاموی ، بمبئی ۱۳۳۱ شمسی -

۴۴- تذکرۃ الواصلین ، مولوی رضی الدین بسمل بدایونی ، نظامی پریس بدایوں ۱۹۴۵ء -

۴۵- تذکرۃ الواقعات (ہمایوں نامہ) جوہر آفتابچی (مترجم احمد الدین احمد) کراچی ۱۹۵۱ء -

۴۶- تذکرۃ الواقعات (اردو ترجمہ) ، جوہر آفتابچی (پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی ۱۹۵۵ء) -

۴۷- تذکرہ ہمایوں و اکبر ، بایزید بیات (تصحیح محمد ہدایت حسین) کلکتہ ۱۹۴۱ء -

Marfat.com

٤٨- تشریح الانساب (قلمی) ، مولوی ضیاء اللہ بھیرانوی (مملوکہ محمد ایوب قادری ، کراچی) -

٤٩- تفریح العبارات (قلمی) ، سیل چند (مملوکہ محمد ایوب قادری ، کراچی) -

٥٠- تقویم ہجری و عیسوی ، ابوالنصر محمد خالدی ، انجمن ترقی اردو کراچی ١٩٥٤ء -

٥١- توزک جہانگیری ، نورالدین جہانگیر بادشاہ مرتبہ مرزا محمد ہادی نولکشور پریس لکھنؤ -

٥٢- حدائق الحنفیہ ، فقیر محمد جہلمی ، نولکشور پریس لکھنؤ ١٩٠٦ء -

٥٣- حیات شیخ عبدالحق محدث ، پروفیسر خلیق احمد نظامی ، خواجہ برق پریس دہلی ١٩٥٣ء -

٥٤- خزانۂ عامرہ ، غلام علی آزاد بلگرامی ، مطبع نولکشور کانپور ١٨٧١ء -

٥٥- خزینۃ الاصفیاء (دو جلد) ، مفتی غلام سرور لاہوری ، نولکشور پریس لکھنؤ ١٩١٤ء -

٥٦- خیر البیان ، بایزید انصاری ، پشتو اکیڈیمی ، پشاور ١٩٦٧ء -

٥٧- دربار اکبری ، محمد حسین آزاد ، لاہور ١٩٣٧ء -

٥٨- دربار اکبری ، محمد حسین آزاد ، لاہور ١٩٤٧ء -

٥٩- دین الٰہی اور اس کا پس منظر ، پروفیسر محمد اسلم ، ندوۃ المصنفین لاہور ١٩٧٠ء

٦٠- ذخیرۃ الخوانین (دو جلد) ، شیخ فرید بھکری (پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی) ٦١-١٩٧٠ء -

٦١- رقعات ابوالفضل ، نولکشور پریس لکھنؤ ١٨٧٩ء -

٦٢- رود کوثر ، شیخ محمد اکرام ، فیروز سنز لاہور ١٩٥٨ء -

٦٣- روضۂ صفا (تذکرہ اولیائے بدایوں) ، شیخ اکرام اللہ محشر (قلمی مملوکہ طیب بخش بدایوں) -

Marfat.com

۶۴- رہنمائے فتح پور سیکری ، سعید احمد مارہروی آگرہ ۱۹۱۶ء -

۶۵- سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان ، غلام علی آزاد بلگرامی ، بمبئی ۱۳۰۳ھ -

۶۶- سخندان فارس ، محمد حسین آزاد ، لاہور ۱۹۰۷ء -

۶۷- سخنوران کاکوری ، حکیم نثار احمد علوی ، کراچی ۱۹۷۸ء -

۶۸- سیر الاقطاب (مضمون محمد ایوب قادری) ، المعارف (لاہور) اگست ۱۹۷۷ء -

۶۹- شروانی نامہ ، عباس خان شروانی ، علی گڑھ ۱۹۵۳ء -

۷۰- شہید ثالث (سوانح نور اللہ شوستری) ، محمد ہادی عزیز ، نامی پریس لکھنؤ ۱۹۲۵ء -

۷۱- شیر شاہ اعظم (مضمون اکبر شاہ خان نجیب آبادی) ، عبرت ، (نجیب آباد) دسمبر ۱۹۱۶ء و جنوری ۱۹۱۷ء -

۷۲- طرب الاماثل بتراجم الافاضل (مشمولہ مجموعۃ الرسائل البست) مولانا عبدالحی فرنگی محلی ، مطبع یوسفی لکھنؤ ۱۹۲۱ء -

۷۳- کاشف الحقیقت فی تاریخ مشائخ الطریقت (قلمی) ، اشرف الحکما حکیم عظیم اللہ قادری (مملوکہ محمد ایوب قادری ، کراچی) -

۷۴- کنزالتاریخ (تاریخ بدایوں) ، رضی الدین بسمل ، نظامی پریس بدایوں ۱۹۰۷ء -

۷۵- کھکوہر نامہ ، رائے زادہ دیوان دنی چند ، پنجابی اکادمی لاہور ۱۹۵۱ء -

۷۶- گلزار ابرار (اردو ترجمہ) ، محمد غوثی ماںڈوی ، المعارف لاہور ۱۹۷۵ء

۷۷- مآثر الاجداد (شاہ ولی اللہ) ترجمہ محمد ایوب قادری ، الرحیم ، (حیدر آباد سندھ) ، مئی ۱۹۶۷ء -

۷۸- مآثر الامراء (سہ جلد) ، صمصام الدولہ شاہنواز خان مترجمہ و مرتبہ محمد ایوب قادری ، مرکزی اردو بورڈ لاہور ۷۰ - ۱۹۶۸ء -

۷۹- مآثر رحیمی (سہ جلد) ، عبدالباقی نہاوندی ، کلکتہ ۳۱ - ۱۹۱۰ء -

Marfat.com

٨٠- مآثر الکرام (دفتر اول) ، غلام علی آزاد بلگرامی (مطبع مفید عام ، آگرہ ١٩١٠ء) -

٨١- مجالس المومنین ، نور اللہ شوستری ، تہران -

٨٢- مخدوم جہانیاں جہاں گشت ، محمد ایوب قادری ، (ایچ - ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی ١٩٧٥ء) -

٨٣- مرأة الحقائق (حالات شیخ عبدالحق دہلوی) ، برکت علی ، مطبع عزیزی رام پور ١٣٢٢ھ -

٨٤- مرقع اکبر آباد ، سعید احمد مارہروی ، آگرہ ١٩٣١ء -

٨٥- مصباح التواریخ ، مزمل حسین حشر القادری ، لائل پور ١٩٧٠ء -

٨٦- معارج روحانی (سوانح شیخ سلیم چشتی) ، سراج احمد عثمانی ، کراچی ١٩٦٣ء -

٨٧- مغل ہندوستان کا طریق زراعت ، عرفان حبیب (ترجمہ جمال محمد صدیقی ، (ترقی اردو بورڈ ، نئی دہلی ١٩٧٣ء) -

٨٨- مفتاح التواریخ ، طامس ولیم بیل ، مطبع نولکشور کانپور ١٨٦٧ء -

٨٩- مقدمہ عمدۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ ، مولانا عبدالحی فرنگی محلی، مطبع یوسفی لکھنؤ ١٩٤٤ء -

٩٠- ملفوظات شاہ عبدالعزیز (اردو ترجمہ) ، کراچی ١٩٦٠ء -

٩١- مناقب موسوی ، (حالات و مناقب موسیٰ آہنگر) ، شاہ جمال اللہ لاہور ١٩٦١ء -

٩٢- منتخب التواریخ ، ملا عبدالقادر بدایونی ، کلکتہ ٩ - ١٨٦٤ء -

٩٣- منتخب التواریخ ، ملا عبدالقادر بدایونی (اردو ترجمہ احتشام الدین مرادآبادی) ، نولکشور پریس لکھنؤ ١٨٧٩ء -

٩٤- مونس الذاکرین ، الٰہ بخش گڑھ مکتیشری ، مطبع منوسالتی بریلی ١٨٨٨ء -

٩٥- نزہتہ الخواطر بہجتہ المسامع و النواظر (جلد چہارم) ، حکیم عبدالحی لکھنوی ، حیدر آباد دکن ١٩٤٧ء -

Marfat.com

۹۶۔ نزہتہ الخواطر بہجتہ المسامع و النواظر (جلد پنجم) مؤلفہ حکیم عبدالحی لکھنؤ ، حیدر آباد دکن ، ۱۹۷۶ء۔

۹۷۔ وفیات الاخیار مؤلفہ محمد احسن وحشی لکرامی ، مطبع شام اودھ لکھنؤ ۱۳۰۰ھ۔

۹۸۔ ہمایوں نامہ از گلبدن بیگم ، عثمان حیدر مرزا ، علی گڑھ ، ۱۹۲۵ء۔

۹۹۔ ہندوستان کے سلاطین ، علماء اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر ، از صباح الدین عبدالرحمٰن ، دارالمصنفین اعظم گڑھ ، ۱۹۶۴ء۔

100. A Catalogue of the Persian Manuscripts in the Library of the British Musuem, by C. Rieu, (London, 1879).

101. Ain-i-Akbari by Abul Fazl (Eng. Tr. by Blochman and Jarrett) Calcutta, 1894.

102. Akbar, by Dr. I.H. Qureshi, (Karachi, 1978).

103. Akbar, the Great Mogul, by V.A. Smith (Oxford, 1926).

104. Akbar Nama, by Abul Fazl, (Eng Tr. by H. Beveridge, Calcutta, 1920-21).

105. History of Indian & Eastern Architecture (London, 1910).

106. The Annals & Antiquities of Rajputana (London, 1914).

107. The Administration of Mughal Empire, by Dr. I.H. Qureshi, (Karachi, 1966).

108. The Central Structure of Mughal Empire, by Ibn Hasan. (London, 1936).

109 Muntakhab-ut-Tawarikh by Abdul Qadir Badauni Eng. Tr. by W.H. Lowe, (Karachi, 1976-79).

• • •

Marfat.com

Marfat.com